356

جواہر نقشبندیہ

تالیف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ۝

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارند

کہ برند ز راہِ پنہاں بحرم قافلہ را

جواہرِ نقشبندیہ

مشائخِ نقشبندیہ کا جامع و تحقیقی تذکرہ

تالیفِ لطیف

محمد یوسف مجددی بی اے

مکتبہ انوارِ مجددیہ

5-5 ۔ سٹریٹ نمبر 3 مین بازار منصور آباد فیصل آباد ۔

جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ ہیں۔

53392

کتاب ——— جواہر نقشبندیہ

مصنف ——— محمد یوسف مجددی بی اے

تعداد ——— چھ صد ۶۰۰

ایڈیشن ——— دوم

بار اوّل ——— مارچ ۱۹۷۹ء

بار دوم مع اضافہ و تکملہ ——— نومبر ۱۹۹۰ء

کتابت ——— شفیق احمد اعجاز

ناشران ——— مکتبہ انوارِ مجددیہ۔ ۵۰۵ سٹریٹ ۵
مین بازار منصور آباد فیصل آباد

مطبع ———

قیمت ——— ۱۲۵ روپے

تقسیم کنندگان

مکتبہ نبویہ

گنج بخش روڈ۔ لاھور۔ پاکستان

اِنتساب

دیکھ لو تم اے فرشتو! میری جبیں پہ رقم ہے
میں ہوں کس کا نام لیوا، کس سے میرا انتساب ہے

بندۂ ناچیز اپنی اس سعیِ حقیر کو

شہنشاہِ ہفت افلاک، صاحبِ لولاک، حضورِ پُرنور، شافعِ یوم النشور

رحمۃ للعالمین سید الاولین والآخرین **محمد مصطفیٰ** علیہ الصلوٰت افضلہا والتسلیمات اکملہا

کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پیش کرتے ہوئے آپ کے نامِ نامی سے منسوب کرتا ہے
جن کے سراپا نورِ ہدایت اور نگاہِ کرم نے ہمیں اپنا اُمّتی بنا کر
دولتِ ایمان و ایقان سے مالا مال فرمایا۔

حمد بے حد مر رسولِ پاک را
آں کہ ایماں داد مشتِ خاک را

اس کے طفیل اپنے لیے حضور کے لطفِ بے پایاں و رضامندی اور اپنے والدِ مرحوم کی مغفرت کا طلبگار ہوں
اس کتاب کی تالیف سے میری منشا صرف اور صرف قربِ الٰہی اور خوشنودیِ رسول اللہ ہے
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

چندیں سگانِ کوئے تو یک کمتریں منم

محمد یوسف مجددی

بہ حسنِ تصرف

شیخ الاسلام والمسلمین، غوث المحققین، قطب العارفین
برہان الولایت محمدیہ، حجۃ الشریعت مصطفویہ، محبوب صمدانی
قیوم زمانی، امام ربانی، مجدد الف ثانی
حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جن کی نگاہِ تصرف کے صدقے
یہ کتاب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

بہ فیضانِ کرم

مرجع علماء و صوفیاء، مخزن علم و حکمت
واقف اسرار شریعت و رموز طریقت، منبع رشد و ہدایت
سیدی مرشدی
خواجہ سید محمد سعید شاہ قدس سرہٗ
نقشبندی مجددی نوری نچورا ہی

کیونکہ

دین و دنیا میں جو پایا انہی سے پایا

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد
اگر گیتی سراسر باد گیرد

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	انتساب	۳	۱۹	متابعت سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۵۸
۲	بہ حسنِ تصرف، بہ فیضانِ کرم	۴	۲۰	عزیمت	۵۹
۳	ابتدائیہ	۲۲	۲۱	اندراج النہایت فی البدایت	۶۰
۴	افتتاحیہ	۲۶	۲۲	طریقہ نقشبندیہ کی امتیازی خصوصیات	۶۱
۵	تعارف	۲۷	۲۳	محبتِ شیخ اور محبتِ شیخ کا مقام	۶۱
۶	تقدیم	۳۱	۲۴	صحبتِ شیخ	۶۲
۷	اولیاء اللہ	۳۴	۲۵	رابطہ شیخ	۶۲
۸	مقام اولیاء عظام	۳۶	۲۶	اصطلاحاتِ نقشبندیہ	۶۵
۹	فیضانِ اولیاء	۳۷	۲۷	ہوش در دم ۔ نظر بر قدم ۔	۶۶
۱۰	ضرورت مرشد (شیخ)	۳۸	۲۸	سفر در وطن ۔ خلوت در انجمن ۔	۶۷
۱۱	بیعت	۴۳	۲۹	یاد کرد ۔ بازگشت ۔	۶۹
۱۲	مرشدِ کامل	۴۷	۳۰	نگہداشت ۔ یادداشت	۷۰
۱۳	اوصافِ شیخ کامل	۴۸	۳۱	وقوفِ زمانی ۔ وقوفِ عددی	۷۱
۱۴	باوصف مرشد کی پہچان	۵۰	۳۲	وصل اوّل ، اللہ جل جلالہٗ	۷۲
۱۵	آدابِ مرشد	۵۱	۳۳	شجرہ ہائے طریقت مشائخ نقشبندیہ	۷۷
۱۶	طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ	۵۷	۳۴	وصل دوم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۸۷
۱۷	فضیلتِ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ	۵۷			
۱۸	نسبتِ صدیقی اور صحو	۵۸			

۳۵	ظہور رحمۃ للعالمین، مبشرات	۸۷
۳۶	اجدادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۸۸
۳۷	واقعہ اصحابِ فیل	۸۹
۳۸	واقعہ اصحابِ فیل کی اہمیت	۹۰
۳۹	حیاتِ قدسی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نظر	۹۱
۴۰	وصالِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی حالت	۹۶
۴۱	یارِ غار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت	۹۶
۴۲	ازواجِ مطہرات	۹۷
۴۳	اولادِ امجاد	۹۹
۴۴	حلیہ مبارک	۱۰۰
۴۵	مقام و اہمیتِ سیرتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۱
۴۶	فن الرجال، تفصیلاً سیرت	۱۰۲
۴۷	اہمیتِ اسوۂ حسنہ	۱۰۳
۴۸	اخلاقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۴
۴۹	اخلاقِ عالیہ کی برکتیں	۱۰۵
۵۰	معجزات	۱۰۶
۵۱	معجزہ قرآن	۱۰۷
۵۲	احترام و آدابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۱۱
۵۳	معمولاتِ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۱۲
۵۴	ارشاداتِ قدسی	۱۱۶
۵۵	فصلِ سوم حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۲۱
۵۶	ولادت باسعادت و اجداد	۱۲۲
۵۷	قبولِ اسلام، تبلیغِ اسلام	۱۲۳
۵۸	عجیب شرف، ہجرتِ اولیٰ	۱۲۳
۵۹	صحبت و معیت ہجرتِ مدینہ	۱۲۴
۶۰	یارِ غار، خلافتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۲۴
۶۱	وصیت، سفرِ آخرت، اتباع	۱۲۷
۶۲	عشق و محبتِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۲۸
۶۳	عظمت و شانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۲۹
۶۴	فضائلِ صدیق فی کلامِ رب العالمین	۱۳۰
۶۵	حدیث شریف میں وارد فضائل و مناقب۔	۱۳۱
۶۶	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق آراء۔	۱۳۲
۶۷	طریقہ نقشبندیہ	۱۳۳
۶۸	قدسیہ۔	۱۳۳

۶۹	وصل چہارم، حضرت سلمان فارسیؓ	۱۳۶
۷۰	بسر اوقات، وفات، قدسیہ	۱۳۸
۷۱	وصل پنجم، حضرت امام قاسمؒ	۱۴۰
۷۲	تعارف، پرورش، انتساب	۱۴۰
۷۳	علمی مقام، وفات، وصیت	۱۴۱
۷۴	وصل ششم، حضرت امام جعفر صادقؒ	۱۴۲
۷۵	تعارف، نسبت صدیقی، روایت	۱۴۳
۷۶	حدیث، فضائل ومقام، قدسیہ	۱۴۶
۷۷	وصل ہفتم، سلطان العارفین	
	حضرت بایزید بسطامیؒ	۱۴۸
۷۸	عظمت وبزرگی، کیفیت وجد، قدسیہ	۱۵۳
۷۹	وصل ہشتم، شیخ ابوالحسن علی خرقانیؒ	۱۵۵
۸۰	وفات، وصیت، قبولیت دعا	۱۵۷
۸۱	فضائل ومقام، واقعہ محمود غزنوی، قدسیہ	۱۵۸
۸۲	شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ	۱۶۳
۸۳	وصل نہم شیخ بوعلی فارمدیؒ	۱۶۴
۸۴	وصل دہم، خواجہ یوسف ہمدانیؒ	۱۶۸
۸۵	وصل یازدہم خواجہ خواجگان	
	خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	۱۷۲
۸۶	خلفاء، خواجہ اولیاء کبیر، خواجہ	
	احمد صدیق - قدسیہ	۱۷۵
۸۷	وصیت نامہ خواجہ عبدالخالقؒ	۱۷۸
۸۸	وصل دوازدہم خواجہ عارفؒ	۱۸۲

۸۹	وصل سیزدہم خواجہ محمود انجیر فغنویؒ	۱۸۳
۹۰	وصل چہاردہم خواجہ علی رامیتنی	
	المعروف حضرت عزیزانؒ، قدسیہ	۱۸۵
۹۱	وصل پانزدہم خواجہ محمد بابا سماسیؒ	۱۸۹
۹۲	وصل شانزدہم خواجہ شمس الدین	
	سید امیر کلالؒ	۱۹۲
۹۳	اولاد، امیر برہان الدینؒ	۱۹۴
۹۴	سید امیر حمزہ، سید امیر شاہ، سید امیر عمرؒ	۱۹۵
۹۵	خلفاء، مولانا عارف دیگ گرانیؒ	۱۹۵
۹۶	شیخ یادگار شیخ جمال الدینؒ	۱۹۶
۹۷	قدسیہ، وصایا شریف	۱۹۷
۹۸	طریقہ نقشبندیہ	۱۹۷
۹۹	وصل ہفدہم شہنشاہ نقشبند	
	سید بہاؤالدین نقشبند بخاریؒ	۱۹۹
۱۰۰	سبب لقب نقشبند	۲۰۳
۱۰۱	معمولات، تصرفات	۲۰۶
۱۰۲	قدسیہ خواجہ محمد پارساؒ	۲۰۸
۱۰۳	خلفاء، خواجہ علاؤالدین عطارؒ	۲۱۰
۱۰۴	خواجہ علاؤالدین غجدوانیؒ	۲۱۴
۱۰۵	شیخ سراج الدین پیر مستیؒ	۲۱۴
۱۰۶	مولانا سیف الدین مناریؒ	۲۱۴
۱۰۷	مولانا سیف الدین بخاریؒ	۲۱۵
۱۰۸	وصل ہشدہم خواجہ یعقوب چرخیؒ	۲۱۵

۱۰۹	وصل نہم خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رح	۲۱۸
۱۱۰	سلاطین وقت پر تصرف	۲۲۰
۱۱۱	وصل بستم خواجہ محمد زاہد وخشی رح	۲۲۴
۱۱۲	مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رح	۲۲۵
۱۱۳	وصل بست و یکم خواجہ درویش محمد رح	۲۲۸
۱۱۴	تصرف	۲۲۹
۱۱۵	وصل بست و دوم خواجہ خواجگی امکنگی رح	۲۳۱
۱۱۶	مقام و عظمت، قدسیہ	۲۳۲
۱۱۷	وصل بست و سوم مؤید الدین خواجہ محمد باقی باللہ رح	۲۳۴
۱۱۸	حالات و مقامات	۲۴۱
۱۱۹	تصرفات، قدسیہ	۲۴۲
۱۲۰	وصل بست و چہارم، امام سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی قدس سرہ	۲۴۷
۱۲۱	حکیم الامت علامہ اقبال در حضور مجدد	۲۴۷
۱۲۲	تعارف و نسب	۲۴۸
۱۲۳	سرہند شریف	۲۴۹
۱۲۴	اولیائے متقدمین کی بشارتیں	۲۵۱
۱۲۵	دنیا کی مذہبی حالت	۲۵۴
۱۲۶	ولادت باسعادت	۲۵۷
۱۲۷	والد گرامی شیخ عبدالاحد رح	۲۵۷
۱۲۸	تحصیل علوم ظاہری	۲۵۸
۱۲۹	رسالہ رد شیعہ، آداب مجلس اہل علم	۲۵۹
۱۳۰	فیضی کی فیضیابی	۲۶۰
۱۳۱	شادی خانہ آبادی	۲۶۰
۱۳۲	خسر کی شہادت	۲۶۱
۱۳۳	والد گرامی کی رحلت	۲۶۲
۱۳۴	خواجہ باقی باللہ رح سے بیعت	۲۶۲
۱۳۵	تعمیر مسجد مردان خدا	۲۶۳
۱۳۶	حضرت خواجہ کی رائے	۲۶۴
۱۳۷	مجدد الف ثانی، قیوم زماں	۲۶۵
۱۳۸	وزیر آصف جاہ کا خبث باطن	۲۶۶
۱۳۹	جرم محبت	۲۶۷
۱۴۰	شہزادہ خرم (شاہجہاں کی سعی)	۲۶۸
۱۴۱	حضرت مجدد الف ثانی رح کی عزیمت، گردن نہ جھکی	۲۶۸
۱۴۲	بے نظیر مثال	۲۷۰
۱۴۳	سجدہ تعظیم کے خلاف استقامت	۲۷۰
۱۴۴	جہانگیر کی ناکامی	۲۷۰
۱۴۵	عجیب و غریب معرکہ	۲۷۱
۱۴۶	حضرت مجدد رح قید میں	۲۷۱
۱۴۷	جہانگیر بادشاہ کا اپنا بیان	۲۷۱
۱۴۸	عزیمت اور صاحبزادگان کو نصیحت	۲۷۳

۱۴۹	قید سے رہائی	۲۷۴	۱۷۲	وصل بست پنجم، قیوم ثانی حضرت	
۱۵۰	وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں	۲۷۵		عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رح	۳۰۸
۱۵۱	گوشہ نشینی اور وفات	۲۷۶	۱۷۳	زیارت حرمین شریفین	۳۰۹
۱۵۲	مرقد انور	۲۷۶	۱۷۴	تصرفات۔ اشاعت طریقہ	۳۱۱
۱۵۳	حلیہ مبارک، معمولات	۲۷۷	۱۷۵	قدسیہ	۳۱۳
۱۵۴	تصرفات	۲۸۰	۱۷۶	اولاد امجاد	۳۱۵
۱۵۵	مجدد الف ثانی رح، شواہد تجدید	۲۸۳	۱۷۷	شیخ محمد صبغۃ اللہ رح	۳۱۵
۱۵۶	اکبری الحاد کا استیصال	۲۸۶	۱۷۸	خواجہ محمد عبید اللہ، مروج الشریعۃ	۳۱۵
۱۵۷	جارحانہ ہندو احیائیت	۲۸۷	۱۷۹	خواجہ محمد اشرف، خواجہ سیف الدین رح	۳۱۶
۱۵۸	تاریخ کا فیصلہ۔	۲۸۸	۱۸۰	خواجہ محمد صدیق رح	۳۱۸
۱۵۹	ملحدین صوفیا۔ بیباک علماء	۲۸۸	۱۸۱	وصل بست ششم قیوم ثالث	
۱۶۰	شریعت، طریقت، حقیقت	۲۸۹		خواجہ محمد نقشبند ثانی رح	۳۱۹
۱۶۱	وحدت وجود، وحدت شہود	۲۸۹	۱۸۲	وصل بست ہفتم، قیوم رابع	
۱۶۲	ایک نکتہ	۲۹۰		خواجہ محمد زبیر رح	۳۲۱
۱۶۳	حضرت مجدد رح کی تالیفات	۲۹۰	۱۸۳	وصل بست ہشتم حضرت سید	
۱۶۴	مکتوبات شریف، مقام	۲۹۱		قطب الدین حیدر حسین رح	۳۲۳
۱۶۵	اولادِ امجاد،	۲۹۳	۱۸۴	وصل بست نہم حضرت حافظ	
۱۶۶	حضرت خواجہ محمد صادق رح، مزار	۲۹۴		سید جمال اللہ رام پوری رح	۳۲۵
۱۶۷	حضرت خواجہ محمد سعید رح	۲۹۶	۱۸۵	وصل سی ام حضرت خواجہ	
۱۶۸	خواجہ محمد فرخ رح، خواجہ محمد عیسیٰ رح	۲۹۷		سید محمد عیسیٰ رح، تصرفات	۳۲۸
۱۶۹	خواجہ محمد اشرف رح	۲۹۸	۱۸۶	وصل سی ویکم حضرت خواجہ	
۱۷۰	خواجہ محمد یحییٰ المعروف شاہ جیو رح	۲۹۸		سید فیض اللہ تیراہی رح	۳۳۳
۱۷۱	اربعین قدسیہ	۲۹۹	۱۸۷	تصرفات	۳۳۹

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۸۸	وصل سی دوم ، بانی آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف خواجہ خواجگان سید نور محمدؒ باواجی چوراہی قدس سرہٗ	۳۳۱
۱۸۹	ولادت نائب مجدد الف ثانیؒ	۳۳۲
۱۹۰	شجرہ نسب، بچپن اور تعلیم	۳۳۴
۱۹۱	نقل مکانی از تیرئی شریف	۳۳۵
۱۹۲	چورہ شریف میں آمد، وفات	۳۳۶
۱۹۳	حلیہ مبارک ، معمولات	۳۳۶
۱۹۴	خوارق و تصرفات	۳۳۷
۱۹۵	اخلاق و عادات، قدسیہ	۳۸۰
۱۹۶	صاحبزادگان	۳۸۵
۱۹۷	خلفاء۔ حضرت عجب نور اللہ نورؒ	۳۸۶
۱۹۸	بادی نامدار شاہؒ نتھیال شریف	۳۸۷
۱۹۹	خلیفہ حسن علیؒ بھوت راولپنڈی	۳۸۹
۲۰۰	خلیفہ میاں فقیر محمدؒ	۳۹۰
۲۰۱	خلیفہ میاں احمد فقیرؒ	۳۹۲
۲۰۲	خلیفہ جان محمدؒ کنٹ	۳۹۲
۲۰۳	خلیفہ مولوی فضل دینؒ گجرات	۳۹۳
۲۰۴	خلیفہ خان عالمؒ باولی شریف	۳۹۴
۲۰۵	میاں صوبہؒ ، کھاریاں	۳۹۵
۲۰۶	خلیفہ خدا بخشؒ نبی والا	۳۹۶
۲۰۷	خلیفہ محمد بخشؒ باولی شریف	۳۹۷
۲۰۸	خلیفہ احمد شاہؒ افغانستان	۳۹۷
۲۰۹	خلیفہ ملاں بہادرؒ گڑھی	۳۹۸
۲۱۰	مولوی مست علیؒ میترانوالی	۳۹۹
	صاحبزادگان خواجہ نور محمدؒ	
۲۱۱	۱۔ سید احمد گلؒ	۴۰۲
۲۱۲	۲۔ خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ	۴۰۴
۲۱۳	خوارق و تصرفات	۴۰۵
۲۱۴	اخلاق و عادات، قدسیہ	۴۱۳
۲۱۵	۔ خلفاء	۴۱۵
۲۱۶	امیر ملت حافظ سید جماعت علیؒ	۴۱۶
۲۱۷	حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانیؒ	۴۱۹
۲۱۸	حضرت حافظ عبدالکریمؒ	۴۲۰
۲۱۹	مولوی غلام نبی چک قریشیاں	۴۲۰
۲۲۰	علامہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ	۴۲۱
۲۲۱	۳۔ خواجہ سید دین محمد چوراہی المعروف ملاجیؒ	۴۲۲
۲۲۲	خوارق و کرامات	۴۲۵
۲۲۳	معمولات	۴۳۲
۲۲۴	اخلاق و عبادات، قدسیہ	۴۳۳
۲۲۵	خلفاء	۴۳۵
۲۲۶	۴۔ خواجہ سید شاہ محمد چوراہی المعروف حضرات خوردؒ	۴۳۶

۲۲۷	خوارق و تصرفات	۴۳۸
۲۲۸	حلیہ مبارک ۔ معمولات	۴۴۱
۲۲۹	قدسیہ، خلفاء	۴۴۴
۲۳۰	میاں محمد اسلامؒ سرالزالی	۴۴۶
	صاحبزادگان خواجہ سید فقیر محمدؒ	
۲۳۱	۱۔ خواجہ سید گل نبیؒ	۴۵۰
	صاحبزادگان	
۲۳۲	i۔ حضرت سید محمد دوران بادشاہؒ	۴۵۴
۲۳۳	ii۔ حضرت سید محمد سعید بادشاہؒ	۴۵۵
۲۳۴	واقعات و تصرفات	۴۵۶
۲۳۵	حضرت سید معصوم بادشاہؒ	۴۵۸
۲۳۶	تحریکِ پاکستان	۴۵۸
۲۳۷	اخلاق و عادات	۴۵۹
۲۳۸	iii۔ حضرت سید نادر شاہ المعروف بانکے پیرؒ	۴۶۰
۲۳۹	حافظ سید ظہور علی شاہؒ	۴۶۲
۲۴۰	iv۔ حضرت مولوی سید نور شاہ المعروف جلالی پیرؒ	۴۶۲
۲۴۱	v۔ حضرت سید نور بادشاہ المعروف نورانی پیرؒ	۴۶۳
۲۴۲	۲۔ حضرت خواجہ سید احمد نبی المعروف زلفاں والی سرکارؒ	۴۶۵
۲۴۳	تصرفات، حلیہ مبارک	۴۶۶
۲۴۴	اخلاق و عادات	۴۶۹
۲۴۵	صاحبزادگان	۴۷۰
۲۴۶	i۔ حضرت سید حیدر شاہؒ	۴۷۱
۲۴۷	حضرت سید فضل شاہؒ	۴۷۵
۲۴۸	ii۔ حضرت سید سرور شاہؒ	۴۷۶
۲۴۹	iii۔ حضرت سید محبوب شاہؒ	۴۷۶
۲۵۰	iv۔ حضرت سید روشن دینؒ	۴۷۷
۲۵۱	۳۔ حضرت خواجہ محمد سعید شاہؒ	۴۷۸
۲۵۲	تصرفات	۴۷۹
۲۵۳	حضرت سید محمد شفیعؒ	۴۸۲
۲۵۴	۴۔ حضرت خواجہ سید قادر شاہؒ	۴۸۵
۲۵۵	اخلاق و عادات، تصرفات	۴۸۶
۲۵۶	سید محمد صدیق شاہؒ	۴۹۰
۲۵۷	حلیہ مبارک، اخلاق، معمولات	۴۹۱
۲۵۸	تصرفات، قدسیہ	۴۹۲
	صاحبزادگان خواجہ سید دین محمدؒ	
۲۵۹	۱۔ حضرت خواجہ سید دیدار شاہؒ	۴۹۶
	صاحبزادگان	
۲۶۰	i۔ حضرت سید احمد شاہؒ	۴۹۸
۲۶۱	تصرفات	۴۹۹
۲۶۲	حضرت سید خادم حسین شاہؒ	۵۰۰

۲۶۳	حضرت سید ارشاد حسین شاہؒ	۵۰۱
۲۶۴	ا:ا حضرت سید رسول شاہؒ	۵۰۲
	صاحبزادگان	
۲۶۵	حضرت سید منظور حسین شاہؒ	۵۰۲
۲۶۶	حضرت سید مغل حسین شاہؒ	۵۰۳
۲۶۷	حضرت سید ناظر حسین شاہؒ	۵۰۴
۲۶۸	۲۔ حضرت قاضی سید محمد عادل شاہؒ	۵۰۵
۲۶۹	علم وفضل، فہم و فراست	۵۰۷
	صاحبزادگان	
۲۷۰	حضرت سید گل بادشاہؒ	۵۰۸
۲۷۱	۳۔ حضرت خواجہ سید حضرت شاہؒ	۵۱۱
۲۷۲	۴۔ حضرت خواجہ سید سیدن شاہؒ	۵۱۳
	صاحبزادگان	
۲۷۳	حضرت سید امیر بادشاہؒ	۵۱۴
	صاحبزادگان خواجہ سید شاہ محمدؒ	
۲۷۴	۱۔ حضرت خواجہ سید امام شاہؒ	۵۱۵
	صاحبزادگان	
۲۷۵	ا:حضرت سید اکبر شاہؒ	۵۱۶
۲۷۶	ا:ا حضرت سید محمد بخش شاہؒ	۵۱۸
	صاحبزادگان	
۲۷۷	۲۔ حضرت خواجہ سید غلام محمد شاہؒ	۵۱۹
۲۷۸	تصرفات	۵۲۱
	صاحبزادگان	
۲۷۹	ا۔ حضرت سید محمود شاہؒ	۵۲۲
۲۸۰	تصرفات	۵۲۴
۲۸۱	خلیفہ قاضی غلام حیدرؒ	۵۲۶
	صاحبزادگان	
۲۸۲	حضرت سید محمد ایوب شاہؒ	۵۲۷
۲۸۳	ا:ا حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہؒ	۵۲۸
۲۸۴	تبلیغ دین۔	۵۲۹
۲۸۵	خلفاء۔ میاں اکبر علیؒ	۵۳۱
۲۸۶	تصرفات خواجہ محمد سعید شاہؒ	۵۳۱
۲۸۷	حلیہ مبارک	۵۳۹
۲۸۸	اخلاق وعادات، قدسیہ	۵۴۰
	صاحبزادگان	
۲۸۹	حضرت سید محمود الحسن	۵۴۲
۲۹۰	حضرت سید مسعود الحسن	۵۴۳
۲۹۱	حضرت سید مختار الحسن	۵۴۴
۲۹۲	۳۔ حضرت خواجہ حسن شاہؒ	۵۴۵
۲۹۳	شجرہ نقشبندیہ مجددیہ	
	تیراھیہ چوراھیہ (منظوم فارسی)	۵۴۶

تکملہ

خلفاء امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

۲۹۵	حضرت میر سید محمد نعمانؒ	۵۵۱
۲۹۶	شیخ نور محمد پٹنیؒ	۵۵۳
۲۹۷	شیخ حمید بنگالیؒ	۵۵۴
۲۹۸	شیخ محمد طاہر بندگیؒ	۵۵۵
۲۹۹	شیخ بدیع الدین سہارنپوریؒ	۵۵۷
۳۰۰	حاجی خضر خاںؒ افغان	۵۵۹
۳۰۱	علامہ بدرالدین سرہندیؒ	۵۶۱
۳۰۲	خواجہ مولانا محمد ہاشم کشمیؒ	۵۶۲
۳۰۳	سید آدم بنوریؒ	۵۶۵
۳۰۴	شیخ احمد برکیؒ	۵۶۷
۳۰۵	شیخ یار محمد قدیمؒ طالقانی	۵۶۸
۳۰۶	شیخ یار محمد جدیدؒ طالقانی	۵۶۸
۳۰۷	شیخ کریم الدین المعروف بابا حسن ابدالیؒ	۵۶۹
۳۰۸	شیخ عبد الحی حصاریؒ	۵۷۰
۳۰۹	شیخ عبید اللہ خواجہ کلاںؒ	۵۷۲
۳۱۰	خواجہ عبد اللہ خواجہ خوردؒ	۵۷۳

خلفاء عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصومؒ

۳۱۲	حضرت شیخ محمد باقر لاہوریؒ	۵۷۴
۳۱۳	حافظ محمد محسن دہلویؒ	۵۷۵
۳۱۴	حاجی محمد افضلؒ	۵۷۵
۳۱۵	حضرت شاہ عبدالرحیمؒ	۵۷۶
۳۱۶	صوفی سید محمد دائم مجددیؒ	۵۷۷

آستانہ عالیہ نوریہ چوڑہ شریف سے فیض یافتہ آستانے

۱۔ آلو مہار شریف

۳۱۷	خواجہ سید چنن شاہ المعروف حضرت اعلیٰؒ	۵۷۸
۳۱۸	خواجہ سید محمد امین حضرت ثانیؒ	۵۷۹
۳۱۹	خواجہ سید محمد حسین شاہ حضرت ثالثؒ	۵۸۰
۳۲۰	خطیب الاسلام سید فیض الحسن شاہؒ	۵۸۱

۲۔ موہڑہ شریف

۳۲۱	خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ	۵۸۳
۳۲۲	خواجہ نظیر احمدؒ	۵۸۴
۳۲۳	خواجہ محمد بخشؒ ٹکھن شریف	۵۸۵
۳۲۴	خواجہ غلام محی الدینؒ	۵۸۵
۳۲۵	خواجہ عبدالرحیم باغدریؒ	۵۸۷

	٢. امیرِ ملت علی پور شریف	
٣٢٦	سراج الملت سید محمد حسین شاہؒ	٥٨٨
٣٢٧	مولانا امام دین رائے پوریؒ	٥٨٩
٣٢٨	مولانا علی محمد جماعتی فیروز پوریؒ	٥٩٠
٣٢٩	مولانا غلام محمد ترنمؒ	٥٩١
٣٣٠	علامہ محمد قطب الدین جھنگویؒ	٥٩٣
٣٣١	مولانا محمد حسین قصوریؒ	٥٩٤
٣٣٢	پیر محبوب شاہ المعروف خیر شاہؒ	٥٩٥
٣٣٣	پیر محمد حیاتؒ	٥٩٦
٣٣٤	پروفیسر مولانا عابد حسن فریدیؒ	٥٩٧
٣٣٥	پروفیسر حامد حسن فریدیؒ	٥٩٨
	٤. شاہ ولایت گجرات شریف	
٣٣٦	سید ولایت شاہؒ	٥٩٩
٣٣٧	سید محمود شاہؒ	٦٠١
	٥. لاثانیہ علی پور سیداں شریف	
٣٣٨	سید علی حسینؒ	٦٠٢
٣٣٩	سید چراغ شاہؒ	٦٠٥
٣٤٠	حضرت مولانا نبی بخش حلوائیؒ	٦٠٥
٣٤١	حافظ محمد نوازؒ	٦٠٧
٣٤٢	صوفی محمد دینؒ	٦٠٧

٣٤٣	علامہ سید محمد مسعود الہڑویؒ	٦٠٨
	٦. عیدگاہ راولپنڈی	
٣٤٤	حضرت قاضی عالم دینؒ	٦١٠
٣٤٥	مولانا محمد شریفؒ	٦١٢
٣٤٦	ابو النور مولانا محمد بشیرؒ	٦١٣
	٧. موہری شریف	
٣٤٧	صوفی نواب دینؒ	[illegible]
	فاروقی آستانے	
	٨. ٹنڈو سائیں داد	
٣٤٨	شیخ الاسلام خواجہ محمد حسن جانؒ	٦١٥
٣٤٩	مولانا محمد حسین جانؒ	٦١٨
٣٥٠	مولانا محمد ہاشم جانؒ	٦٢٠
٣٥١	خواجہ مولانا عبداللہ جان المعروف شاہ آغا سرہندیؒ	٦٢٢
٣٥٢	خواجہ محمد اسماعیل جان روشنؒ	٦٢٣
٣٥٣	خواجہ محمد اسحاق جانؒ	٦٢٤
	٩. ملا شور بازار کابل	
٣٥٤	نور المشائخ خواجہ محمد عمر المعروف ملا شور بازار فاروقیؒ	٦٢٥

۳۵۵	مولانا فضل عثمان فاروقیؒ	۴۲۶
۳۵۶	خواجہ فضل الرحمٰن فاروقیؒ	۴۲۸
	۱۰۔ مٹیاری شریف	
۳۵۷	خواجہ غلام مجددؒ فاروقیؒ	۴۲۹
	۱۱۔ شاہ محمد آفاق دہلی شریف	
۳۵۸	حضرت شاہ محمد آفاق فاروقیؒ	۴۳۱
۳۵۹	مولانا غلام رسولؒ عالم پوری	۴۳۲
۳۶۰	حافظ ولی اللہ لاہوریؒ	۴۳۴
	۱۲۔ گنج مراد آباد شریف	
۳۶۱	مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ	۴۳۶
۳۶۲	علامہ سید محمد دیدار علی الوریؒ	۴۳۷
۳۶۳	مولانا سید اکرام الدین بخاریؒ	۴۳۹
	۱۳۔ شیخ عبدالاحد دہلی شریف	
۳۶۴	شیخ عبدالاحد شاہ گل فاروقیؒ	۴۴۰
۳۶۵	مفتی محمد عابد لاہوریؒ	۴۴۱
۳۶۶	شاہ سعد اللہ گلشن دہلویؒ	۴۴۳
۳۶۷	خواجہ سید ناصر عندلیبؒ	۴۴۴
	۱۴۔ مکان شریف	
۳۶۸	حضرت سید امام علی شاہؒ	۴۴۴
۳۶۹	خواجہ بابا امیر الدین کوٹلویؒ	۴۴۵
۳۷۰	مولانا شاہ رکن الدین الوریؒ	۴۴۶
۳۷۱	مفتی محمد محمود الوریؒ	۴۴۷
	۱۵۔ جامع مسجد فتحپوری دہلی	
۳۷۲	مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ دہلویؒ	۴۴۸
۳۷۳	مفتی محمد مظفر احمدؒ	۴۵۰
۳۷۴	مولانا مفتی محمد منظور احمدؒ	۴۵۱
۳۷۵	پروفیسر محمد مسعود احمدؒ	۴۵۲
	۱۶۔ شرق پور شریف	
۳۷۶	شیر ربانی میاں شیر محمدؒ	۴۵۳
۳۷۷	ثانی لاثانی میاں غلام اللہؒ	۴۵۵
۳۷۸	مولانا محمد عمر اچھرویؒ	۴۵۷
۳۷۹	ابوالرضا شاہ حاکم علیؒ	۴۵۸
۳۸۰	میاں رحمت علی گھنگ	۴۶۰
	۱۷۔ کرمانوالہ شریف	
۳۸۱	حضرت سید محمد اسماعیلؒ	۴۶۱
	۱۸۔ کیلیانوالہ شریف	
۳۸۲	حضرت سید نور الحسنؒ	۴۶۲
۳۸۳	حضرت مولانا محمد سعیدؒ	۴۶۳

۳۸۴ سید جلال الدین بھکھی شریف ۶۶۴

۱۹۔ سید نور محمد بدایوں شریف

۳۸۵ حضرت سید نور محمد بدایونی رح ۶۶۵

۲۰۔ مظہریہ دہلی شریف

۳۸۶ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح ۶۶۷
۳۸۷ مولانا نعیم اللہ بہرائچی رح ۶۶۹
۳۸۸ مولانا مراد اللہ تھانیسری رح ۶۷۰

۲۱۔ پانی پت شریف

۳۸۹ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح ۶۷۱
۳۹۰ مولانا احمد اللہ عثمانی رح ۶۷۲
۳۹۱ مولانا فضل اللہ عثمانی رح ۶۷۳

۲۲۔ شاہ غلام علی دہلی شریف

۳۹۲ خاتم الاولیاء۔ شاہ عبد اللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی رح ۶۷۴
۳۹۳ شاہ رؤف احمد فاروقی رح ۶۷۵
۳۹۴ حضرت شاہ خلیب احمد رح ۶۷۶
۳۹۵ مولانا جان محمد شیخ الحرم رح ۶۷۷
۳۹۶ مولانا خالد کردی رح ۶۷۸
۳۹۷ حضرت سید اسماعیل مدنی رح ۶۷۹
۳۹۸ سید احمد کردی رح ۶۸۰
۳۹۹ حضرت حافظ شاہ سعد اللہ رح ۶۸۰
۴۰۰ حاجی محمد سعید لاہوری ۶۸۱
۴۰۱ مولانا بشارت اللہ بہرائچی رح ۶۸۱
۴۰۲ مولانا کرم اللہ محدث دہلوی رح ۶۸۲
۴۰۳ مولانا امام الدین بنگالی رح ۶۸۳
۴۰۴ شیخ محمود شاہ لاہوری رح ۶۸۳

۲۳۔ بگہ شریف

۴۰۵ مولانا غلام محی الدین بگوی رح ۶۸۴
۴۰۶ مولانا احمد دین بگوی رح ۶۸۶

۲۴۔ شاہ ابوسعید فاروقی دہلی

۴۰۷ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رح ۶۸۷
۴۰۸ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رح ۶۸۹
۴۰۹ حضرت شاہ عبد الغنی فاروقی رح ۶۹۰
۴۱۰ حضرت شاہ عبد المغنی فاروقی رح ۶۹۱
۴۱۱ مولانا محمد شریف قندھاری رح ۶۹۲
۴۱۲ حضرت خواجہ میر جان کابلی رح ۶۹۳

۲۵۔ شاہ احمد سعید فاروقی دہلی

۴۱۳ حضرت شاہ عبد الرشید فاروقی رح ۶۹۴
۴۱۴ حضرت شاہ محمد معصوم فاروقی رح ۶۹۵

۴۱۵ حضرت شاہ محمد عمر فاروقیؒ ۶۹۶
۴۱۶ حضرت شاہ محمد مظہر فاروقیؒ ۶۹۷
۴۱۷ حضرت مولانا محمد ارشاد حسین فاروقیؒ ۶۹۸
۴۱۸ حضرت حافظ عنایت اللہؒ ۶۹۹
۴۱۹ حضرت مولانا حامد علی خاںؒ ۶۹۹

۲۶۔ شاہ ابوالخیر دہلی شریف

۴۲۰ حضرت شاہ ابوالخیر محی الدین فاروقیؒ ۷۰۱
۴۲۱ مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی ۷۰۲
۴۲۲ مولانا محمد آسی امرتسریؒ ۷۰۳
۴۲۳ مولانا نور احمد امرتسریؒ ۷۰۴

۲۷۔ موسیٰ زئی شریف

۴۲۴ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ ۷۰۶
۴۲۵ خواجہ محمد عثمانؒ ۷۰۷
۴۲۶ مولانا سراج الدینؒ ۷۰۹
۴۲۷ خواجہ غلام حسن سوہاگؒ ۷۰۸
۴۲۸ مولانا عبدالکریمؒ ۷۰۸

۲۸۔ کوٹ عبدالخالق شریف

۴۲۹ حضرت حاجی حافظ محمودؒ ۷۱۰
۴۳۰ خواجہ قادر بخش جہانخیلیؒ ۷۱۱
۴۳۱ حضرت خواجہ عبدالخالقؒ ۷۱۲

۴۳۲ مولانا قاری احمد حسینؒ ۷۱۳

۲۹۔ توکلیہ انبالہ شریف

۴۳۳ حضرت خواجہ توکل شاہؒ ۷۱۵
۴۳۴ حضرت علامہ نور بخش توکلیؒ ۷۱۷

۳۰۔ سیدا شریف

۴۳۵ حضرت مولانا محبوب عالم گجراتیؒ ۷۱۹
۴۳۶ صاحبزادہ صدیق احمدؒ ۷۲۰

۳۱۔ قصور شریف

۴۳۷ حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین صدیقی قصوری دائم الحضوریؒ ۷۲۱
۴۳۸ مولانا خواجہ عبدالرسول قصوریؒ ۷۲۳
۴۳۹ مولانا غلام دستگیر قصوریؒ ۷۲۴

عثمان گنج لاہور

۴۴۰ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰؒ ۷۲۶
۴۴۱ خواجہ پیر نور محمد لاہوریؒ ۷۲۷
۴۴۲ حضرت خواجہ مہر محمد صوبہؒ ۷۲۸
۴۴۳ مولانا غلام اللہ صدیقی قصوریؒ ۷۲۸
۴۴۴ مولانا عبدالعزیز مرتضائیؒ ۷۳۰

۳۳۔ مولانا فتح محمد اچھرہ شریف

۴۴۵ مولانا حافظ فتح محمد اچھروی رح — ۷۳۱
۴۴۶ حاجی میاں محمد حسین لاہوری رح — ۷۳۲

۳۴۔ چکوڑی شریف

۴۴۷ حضرت مولانا نور الدین فاروقی رح — ۷۳۳

۳۵۔ بیربل شریف

۴۴۸ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ رح — ۷۳۴
۴۴۹ مولانا محمد عمر فاروقی رح — ۷۳۵
۴۵۰ مولانا یار محمد خلیق فاروقی رح — ۷۳۶

۳۶۔ للہ شریف

۴۵۰ حضرت خواجہ مولانا غلام نبی للہی رح — ۷۳۷
۴۵۱ حضرت مولانا حافظ دوست محمد للہی رح — ۷۳۹
۴۵۲ حضرت مولانا عبدالرسول للہی رح — ۷۴۰
۴۵۳ حضرت خواجہ مقبول الرسول للہی — ۷۴۰
۴۵۴ حضرت علامہ مفتی محمد امین مدظلہ — ۷۴۱
۴۵۵ حضرت مولانا محمد حسن رح — ۷۴۲

۳۷۔ فیض آباد شریف تالیانوالہ

۴۵۶ حضرت خواجہ عبدالحکیم قندھاری رح — ۷۴۴
۴۵۷ خواجہ نور محمد قندھاری رح — ۷۴۴
۴۵۸ خواجہ شیر محمد قندھاری رح — ۷۴۵
۴۵۹ خواجہ ملاں محمد عالم قندھاری رح — ۷۴۵
۴۶۰ خواجہ ملاں راحم دل قندھاری رح — ۷۴۵
۴۶۱ خواجہ سید فیض محمد پیر قندھاری رح — ۷۴۶

۳۸۔ سید آدم بنور شریف

۴۶۲ حضرت شیخ نور محمد پشاوری رح — ۷۴۸
۴۶۳ حضرت حاجی بہادر کوہاٹ — ۷۴۹
۴۶۴ مولانا نور محمد مدقق رح — ۷۵۰
۴۶۵ شاہ ولی اللہ ننگرہاری رح — ۷۵۰
۴۶۶ اخوند شیخ محمد نعیم جلال آبادی — ۷۵۰
۴۶۷ حضرت شیخ حامد لاہوری رح — ۷۵۱

۳۹۔ شیخ سعدی بلخاری لاہوری

۴۶۸ شیخ سعدی بلخاری لاہوری رح — ۷۵۱
۴۶۹ حضرت پیر زاہدی لاہوری رح — ۷۵۲
۴۷۰ حاجی محمد اسماعیل غوری رح — ۷۵۳
۴۷۱ حافظ عبدالغفور پشاوری رح — ۷۵۴
۴۷۲ اخوند عبدالسلام وکیل بادشاہ رح — ۷۵۵
۴۷۳ حضرت مولانا سلیم الدین لاہوری رح — ۷۵۶
۴۷۴ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری رح — ۷۵۶
۴۷۵ حضرت یحییٰ المعروف حضرت جی رح — ۷۵۸

۴۷۶	حضرت میاں محمد عمر چمکنی رح	۷۶۰
۴۷۷	حضرت شاہ فقیر اللہ علوی رح	۷۶۱
	۴۰۔ ولی اللٰہی دہلی شریف	
۴۷۸	حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی رح	۷۶۲
۴۷۹	شاہ ولی اللہ فاروقی رح	۷۶۴
۴۸۰	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح	۷۶۶
۴۸۱	حضرت پیر عبدالغفار نقشبندی رح	۷۶۷
۴۸۲	مشائخ نقشبندیہ ماہ و سال کے آئینے میں	۷۶۹
۴۸۳	فہرست مشائخ بطابق حروف تہجی	۷۸۳
۴۸۴	فہرست تشریحی نوٹ بطابق حروف تہجی	۷۹۱
۴۸۵	ماخذ و مراجع	۷۹۳

فہرست تشریحی نوٹ/حاشیہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	حافظ حدیث	۱۴۳	۱۷	اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۸
۲	حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ	۱۴۴	۱۸	حضرت داتا گنج بخشؒ	۱۶۳
۳	حضرت یحییٰ بن سعید انصاریؒ	۱۴۱	۱۹	شیخ ابو عثمان مغربیؒ	۱۶۵
۴	حضرت امام مالکؒ	۱۴۴	۲۰	حضرت ابو علی کاتب المصریؒ	۱۶۵
۵	حضرت سفیان ثوریؒ	۱۴۴	۲۱	شیخ ابو علی رودباریؒ	۱۶۵
۶	حضرت سفیان بن عیینہ	۱۴۴	۲۲	شیخ الاسلام احمدؒ زندہ پیل	۱۶۵
۷	حضرت داؤد طائیؒ	۱۴۵	۲۳	حجۃ الاسلام امام الغزالیؒ	۱۶۷
۸	بسطام	۱۴۸	۲۴	خواجہ احمد یسوی غوث الاعظمؒ	۱۶۹
۹	سید الطائفہ جنید بغدادیؒ	۱۴۹	۲۵	خواجہ حسن انداقیؒ	۱۷۰
۱۰	شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ	۱۴۹	۲۶	خواجہ عبداللہ برقیؒ	۱۷۱
۱۱	حضرت ذوالنون مصریؒ	۱۵۰	۲۷	خواجہ قطب فرمان مجدد الف ثانیؒ	۱۷۵
۱۲	حضرت شفیق بلخیؒ	۱۵۱	۲۸	خواجہ مولانا اصفہانیؒ	۱۸۱
۱۳	حضرت ابوتراب بخشیؒ	۱۵۱	۲۹	مولانا حافظ الدین بخاریؒ	۱۸۲
۱۴	شیخ المشائخ شیخ ابوالعباس قصاب آملیؒ	۱۵۴	۳۰	کوشک ہندواں، یا قصر ہندواں قصر عارفاں	۱۸۹
۱۵	شیخ ابوالقاسم قشیریؒ	۱۵۷	۳۱	نسب نامہ سید امیر کلالؒ	۱۹۲
۱۶	اطاعت حق سبحانہٗ اور	۱۵۸	۳۲	نسب نامہ سید بہاؤالدین نقشبندؒ	۱۹۹

۳۳	حضرت محمد واسع رح	۲۰۰
۳۴	حضرت خلیل آتا رح	۲۰۲
۳۵	مولانا زین الدین رح	۲۰۴
۳۶	شیخ قشم رح	۲۰۲
۳۷	میر سید شریف جرجانی رح	۲۱۱
۳۸	حضرت بابا ولی کشمیری رح	۲۳۶
۳۹	مولانا صادق حلوائی رح	۲۳۴
۴۰	طائفہ اویسی	۲۳۶
۴۱	سید جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاں رح	۲۴۹
۴۲	شیخ شرف الدین بو علی قلندر رح	۲۵۰
۴۳	عرس مبارک مجدد الف ثانی رح کی محفل	۲۵۱
۴۴	شیخ عبد القدوس گنگوہی رح	۲۵۳
۴۵	شیخ سلیم چشتی رح	۲۵۴
۴۶	فیضی ابو الفضل	۲۵۴
۴۷	شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح	۲۵۵
۴۸	ملا عبد القادر بدایونی رح	۲۵۵
۴۹	مولانا کمال کشمیری رح	۲۵۸
۵۰	شیخ یعقوب کشمیری رح	۲۵۸
۵۱	حاجی سلطان تھانیسری رح	۲۶۰
۵۲	علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رح	۲۶۵
۵۳	آصف جاہ ولد غیاث الدولہ شیعہ	۲۶۶
۵۴	شاہجہان بادشاہ رح	۲۶۸
۵۵	مفتی عبد الرحمن کابلی رح	۲۶۸
۵۶	قلعہ گوالیار	۲۷۲
۵۷	علامہ جلال الدین سیوطی رح	۲۸۵
۵۸	حضرت محی الدین ، اورنگ زیب عالمگیر رح	۳۱۳
۵۹	آستانہ عالیہ نوریہ چوڑ شریف	۳۲۱
۶۰	خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رح پاک پتن	۵۹۷
۶۱	مولانا غلام محمد گھوٹوی رح	۶۰۰
۶۲	شاہ محی الدین الوری رح	۶۲۶
۶۳	مفتی محمد احسن شپاوی المعروف حافظ دراز رح	۷۳۸
۶۴	شیخ جان محمد سہروردی رح	۷۵۳
۶۵	شاہ زندہ فقیر رح	۷۵۷
۶۶	پیر محمد سچیار رح	۷۵۷
۶۷	حاجی گلگو رح	۷۵۷
۶۸	شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رح	۷۵۷
۶۹	سید میراں بھیکہ چشتی رح	۷۵۷
۷۰	شیخ عبد النبی رح	۷۵۸

ابتدائیہ

جناب پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے مدظلہٗ

قصرِ عارفاں، بخارا سے تین میل کے فاصلہ پر ایک نورانی بستی تھی جہاں حضرت خواجہ سید محمد بہاؤالدین نقشبند (۷۱۸ھ/ ۷۹۱ھ) قدس سرہٗ نے سلسلۂ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی اور سلسلہ کے نامور مشائخ کو تربیت دی۔ وسط ایشیا کا یہ مرکزِ روحانیت، سلسلۂ نقشبندیہ کے سلوک و طریقت کی اتنی بڑی درسگاہ تھی جہاں سے لاکھوں افراد ہدایت پا کر نکلے اور ہزاروں سالک روحانیت کے مختلف مقامات پر فائز ہو کر دنیائے اسلام کے دور دراز گوشوں میں پہنچے اور سلسلۂ نقشبندیہ کے مراکز قائم کرتے گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب وسط ایشیا سے چنگیز اور ہلاکو کے طوفان اسلامی تہذیب و تمدن کو بہا کر لے جا چکے تھے۔ اب مسلمان اپنی عسکری اور تہذیبی برتری سے محروم ہو چکے تھے چنگیز خاں نے جس زبردست سلطنت کی بنیادیں رکھی تھیں اب وہ بھی اس کے جانشینوں کی ہوسِ اقتدار کے ہتھوڑوں سے ہل رہی تھیں سب سے بڑا دھچکا ۷۲۶ھ میں غزن خاں تاتاری نے لگایا جب اُس نے اپنے ہی خاندان کے حکمرانوں کے اقتدار کا تختہ اُلٹ کر ایک علیحدہ سلطنت کی بنیاد رکھ دی اور سمرقند کو دارالسلطنت قرار دے دیا۔ ان چنگیزی مسلمان جانشینوں کی جنگِ اقتدار نے تاتاریوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا اور سارا وسط ایشیا بدامنی کا شکار ہو گیا۔ اسی دوران ایشیا کا قہرِ خداوندی تیمور لنگ سامنے آیا اور اس نے وسط ایشیا سے اٹھ کر روس، چین، مشرقی یورپ اور

53392

برصغیر پاک وہند کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور اپنی طوفانی فتوحات سے ایک طرف ماسکو کو روندتا گیا۔ دوسری طرف یورپ کے وہ علاقے جنہیں چنگیز اور ہلاکو خاں بھی فتح نہ کر سکے تھے۔ پامال کرتا گیا۔ برصغیر پاک وہند میں جہاں سکندرِ اعظم کی فوجیں دریائے بیاس سے آگے نہ جا سکیں اور چنگیز کے تاتاری دریائے سندھ سے آگے نہ بڑھ سکے تھے۔ تیمور لنگ کے گھوڑے سارے ہندوستان کو ویران کرتے گئے۔ مغرب کی طرف بڑھا تو دمشق اور ترکی کی عظیم سلطنتوں کو تہہ و بالا کرتا گیا۔ مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ آج تک ایشیا میں ایسا کوئی حکمران نہیں ابھرا جس نے اتنے بڑے علاقے کو زیرنگیں کیا ہو جتنے تیمور لنگ (۷۳۶ھ - ۸۰۷ھ) نے اپنے قبضہ میں کئے تھے گویہ تاتاری نسل کا مسلمان فاتح تھا مگر سفاکی اور بربریت میں چنگیز اور ہلاکو سے کم نہیں تھا۔ اس نے اگرچہ سمرقند کو اپنا دارالحکومت بنایا مگر بخارا کو بھی اپنی سلطنت کا عظیم تہذیبی اور علمی گھر بنا دیا تھا۔ جہاں دنیائے اسلام کے جلیل القدر علماء اور مشائخ از سرِ نو اسلامی تہذیب و تمدن کو فروغ دینے میں مصروفِ کار تھے۔

یہ تھا وہ قاہرانہ اور سفاکانہ تاریخی دور جس میں حضرت خواجہ سیّد بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے عظیم الشان سلسلہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی اور اس پُر آشوب دور میں جن مشائخ و صوفیاء کی تربیت کی وہ آگے چل کر عالمِ اسلام کے حکمرانوں کے پیر و مرشد اور استاد بنے ان بزرگوں نے اپنی توجہ اور تربیت سے ان ذہنوں کو پاکیزہ جذبات مہیّا کئے۔ جو وحشت و بربریت کے سرچشمہ تھے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے اپنے مرکزِ ارشاد، قصرِ عارفاں سے ایسے پُر آشوب دور میں دنیائے روحانیت کے عظیم انسان تیار کئے۔ جن میں خواجہ علاء الدین عطار خواجہ محمد پارسا۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی (خواجہ عبید اللہ احرار) قدس سرہم جیسے جلیل القدر اربابِ تصوف کے نام آتے ہیں۔ آپ نے اس تربیت گاہ میں طریقۂ نقشبندیہ کے ایسے اصول مرتب کئے جو شریعت محمّدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ تھے۔ یہی اصول تمام نقشبندی مشائخ کے سامنے رہے اور انہوں نے اسی تربیت سے چار دانگ عالم میں شریعتِ محمدیہ کے عَلَم بلند رکھے۔ آگے چل کر حضرت خواجہ زاہد وخشی۔ مولانا خواجگی امکنگی۔ خواجہ محمد باقی باللہ۔ حضرت مجدد الف ثانی فاروقی

سرہندی قدس سرہم جیسے حضرات نے تو سلسلہ نقشبندیہ کو دور دور تک پھیلایا۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے تو برصغیر کی سیاست پر بڑا اہم کردار ادا کیا اور مغل شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کی دینی بے راہروی کے سامنے بند باندھ کر اسلام کی گرتی ہوئی دیواروں کو نہ صرف سہارا دیا بلکہ مجددی سلسلہ تصوف کی بنیاد رکھ کر اسلام کی عظمت کو از سر نو زندہ کر دیا۔ آپ کے خانوادہ کے بیشتر مشائخ نے برصغیر اور اس کے علاوہ کئی اسلامی ممالک میں اسلام کی سربلندی کے لئے بے مثال کام کئے جسے تاریخ فراموش نہیں کر سکتی۔

یہ وہ سلسلۃ الذہب نقشبندیہ مجددیہ ہے جس کے بزرگانِ طریقت کے حالات کو ہمارے فاضل مؤلف جناب مولانا الحاج محمد یوسف مجددی صاحب فیصل آبادی نے "جواہر نقشبندیہ" کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ اسی فاضل مؤلف نے آج سے کئی سال پیشتر "جواہر نقشبندیہ مظاہر چوراہیہ" کے نام سے ایک تذکرہ شائع کیا تھا۔ فاضل مؤلف کی زیر نظر کتاب کو نقشِ ثانی کی حیثیت سے نئی کاوشوں کا نتیجہ قرار دیا جائے گا۔ اب آپ نے سابقہ تذکرہ کی بنیاد پر ایک شاندار عمارت کھڑی کی ہے اور اس میں قابلِ قدر اضافے کر کے ایک ممتاز تذکرہ سامنے لائے ہیں جو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ چوراہیہ کے مشائخ کے مفصل اور مستند حالات پر مشتمل ہے۔ اگرچہ خانوادہ نقشبندیہ مجددیہ پر کئی قابلِ قدر تذکرے موجود ہیں۔ مگر فاضل مؤلف نے اپنی روحانی نسبت کی وجہ سے حضرات چورہ شریف پنجاب کے احوال و مقامات کو خصوصی طور پر سپردِ قلم کیا ہے اور جن حضرات کو خانوادۂ چوراہیہ سے نسبت ہے انہیں اس تذکرہ میں اس خانوادۂ عالیہ کے مفصل حالات ملیں گے اور اس کے علاوہ دیگر مجددی مشائخ کی روحانی خدمات، علمی کارنامے اور عوام الناس کی قلبی اور اعتقادی اصلاح میں اہم کردار کا تجزیہ ملے گا۔ شمالی پنجاب کی اس نقشبندی خانقاہ نے اتنے ممتاز اور جلیل القدر مشائخ کی تربیت کی تھی جنہوں نے سارے ہندو پاک میں نقشبندی فیضان کے مراکز قائم کر کے حضراتِ چورہ شریف کے تربیت یافتہ مشائخ کے دم قدم سے روشنی کا مینار دکھائی دیتے ہیں۔

فاضل مؤلف نے کتاب کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے بڑی اہم کوشش کی ہے زبان سادہ، طرز بیان عامیانہ اور بزرگانِ دین کے اقوال و اسرار کو اتنی آسانی سے پیش کیا ہے کہ قاری

کو مطالعہ کے دوران کوئی بوجھ یا علمی دباؤ محسوس نہیں ہوتا وہ تصوف کے اسرار و رموز سے اُکتاتا نہیں بلکہ مختلف اوراق کو پڑھتے پڑھتے یوں محسوس کرتا ہے کہ وہ ان بزرگانِ نقشبندیہ مجددیہ کی مجالس میں موجود ہے اور ان کے ملفوظات سے اپنے دل و دماغ کو روشن کرتا ہے۔ اللہ کرے جناب محمد یوسف مجدّدی نوری کی یہ کوشش مقبول و محبوب ہو۔ اور حضرات چوراہیہ کے روحانی انوار کو پھیلانے میں معاون ثابت ہو۔ ہمیں مجددی سلسلہ سے روحانی نسبت رکھنے والے تمام مشائخ اور علماء سے توقع ہے کہ وہ اس کتاب کا خود بھی مطالعہ کریں گے اور اپنے حلقۂ مریدین میں اسے پھیلا کر اپنے خانوادہ سے وفاداری اور عقیدت کا ثبوت دیں گے۔

۱۰ر جون ۱۹۹۰ء

اقبال احمد فاروقی ایم اے

افتتاحیہ

مخدومِ اہلسنت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ پرنسپل گورنمنٹ کالج سکھر

باسمہٖ تعالیٰ - برادرم مولانا محمد یوسف مجدّدی نے جواہرِ نقشبندیہ پیش کرکے حضراتِ نقشبندیہ کے سوانحی لٹریچر میں اضافہ کیا ہے ۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے ! آمین ۔ فاضل مؤلف نے سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر کے علاوہ مندرجہ ذیل خانقاہوں کے اسلاف اور اخلاف کا بھی ذکر کیا ہے جس سے یہ تذکرہ زیادہ وقیع ہوگیا ہے ۔

چورہ شریف ، آلومہار شریف ، موہڑہ شریف ، علی پور شریف ، گجرات ، علی پور سیّداں شریف ، عیدگاہ ، پنڈی ، بگہ شریف ، موہری شریف ، ٹنڈو سائیں داد ، قلعہ جوّاد ، مٹیاری شریف دہلی ، گنج مراد آباد ، مکان شریف ، شرق پور شریف ، کرمانوالہ ، کیلیانوالہ ، بھکھی شریف پانی پت موسیٰ زئی شریف ، کوٹ عبدالخالق ، انبالہ ، سیدا شریف ، قصور ، عثمان گنج ، چکوڑی شریف ، بیربل شریف ، للّہ شریف ، فیض آباد ، نالیانوالہ ، بنور شریف وغیرہ ۔

لیکن پھر بھی بہت سی خانقاہوں کے احوال نہیں آسکے خصوصاً صوبہ بلوچستان کی نقشبندیہ خانقاہوں کا ذکر نہیں ۔ کہیں ضرورت سے زیادہ اجمال ہے وہاں تفصیل ہونی چاہیئے اگر دوسرے ایڈیشن میں مزید مطالعہ کرکے ضروری اضافے کردیئے جائیں تو مناسب ہوگا ۔

فاضل مؤلف مولانا محمد یوسف مجددی نے حسنِ ظن کی بنا پر مقدمہ لکھنے کے لئے اپنی تالیف احقر کو ارسال کی ۔ احقر علالت کی وجہ سے مقدمہ لکھنے سے قاصر رہا بلکہ تفصیلی مطالعہ بھی نہ کرسکا جس کا شدید قلق ہے ۔ اس کتاب میں بعض ایسے مشائخ کا ذکر بھی آگیا ہے جن کے حالات سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کی سوانحی کتابوں میں یکجا نہ تھے ۔ اس لحاظ سے فاضل مؤلف کی مساعی کو قابلِ قدر کہا جاسکتا ہے کہ انھوں نے بکھرے ہوئے حالات یکجا کردیا ۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی اس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور اس پر اجرِ جزیل عطا فرمائے ۔ آمین !

۲۳ ، مارچ ۱۹۹۰ء سکھر سندھ ۔ احقر محمد مسعود عفی عنہ

تعارف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ارشادِ ربّی: کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ٥ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ٥[1] ترجمہ: موت ہمارے سامنے ہے لیکن نہیں سمجھتے کہ کون باقی رہے گا۔ حق یہی ہے کہ بقا صرف ربّ ذوالجلال اور اس کے جلوہ پر مرمٹنے والوں کے لئے ہی ہے جنہوں نے حکم احکم الحاکمین کے مطابق عمل کئے لہٰذا حیاتِ ابدی انہی کے لئے مقدر ہے۔ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً[2]

یہی وہ اولیائے عظام ہیں جن کے متعلق ارشاد ہوا ہے: لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥[3]۔ آؤ! انہی کی باتیں سُنیں اور انہی سے دِل لگائیں کیونکہ زندہ جاوید ہونے کا یہی ایک طریقہ ہے ؎

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

کاشفِ حقائق علامہ بدرالدین سرہندی قدس سرہٗ نے حضرات القدس کے دیباچہ میں نقل فرمایا ہے:-

"جو شخص پیرانِ سلسلہ کے حالات ارشادات، مقامات اور کرامات لکھے تو اس کے ہر ایک حرف کے بدلے ستّر ستّر نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی"۔

بقول حضرت العلام مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ ؎

ز دانایاں بود ایں نکتہ مشہور
کہ دانش در کتب داناست اندر گور

---

[1] سورہ الرحمٰن ۲۷-۲۸ [2] سورہ النحل ۹۷ [3] سورۃ یونس ۶۲

گیارہ سال کا طویل عرصہ گزر گیا جب "جواہر نقشبندیہ" پہلی دفعہ ۱۹۶۹ء میں طبع ہو کر بفضلِ ایزدی مقبول و مشہور ہوئی۔ پہلا ایڈیشن ختم ہوتے کئی سال بیت گئے۔ احباب کی فرمائش پر پچھلے سال دوسرے ایڈیشن کی تیاری کی تو ارادہ کیا کہ کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر اس کے آخر میں "تکملہ" کا اضافہ کیا جائے جس میں ہندو پاکستان میں دیگر نقشبندی مجددی آستانوں کے مشائخ عظام کا اجمالاً تذکرہ ہو۔ یہ کام گو کافی طویل اور محنت طلب ہے کیونکہ بہت سے مشائخ عظام کے حالات اس وقت تک ضبطِ تحریر میں نہیں لائے گئے اور جو تحریر کئے گئے ہیں وہ ناکافی اور ادھورے ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں بہت سی کتب کا حصول کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ بہرحال جو کچھ مل سکا اسے شامل کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہرحال بہتر ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے ا۔ الاجر علیٰ قدر التعب۔ (کسی کام کا اجر یعنی ثواب اس کی محنت و مشقت کے مطابق ہے)

مشائخ عظام کے کلماتِ قدسیہ اگرچہ کم الفاظ میں ادا ہو رہے ہیں مگر درحقیقت بڑے وسیع معانی کے حامل ہیں کیونکہ والقلیل یدل علی الکثیر والجرعۃ تنبئ عن البحر القدیر ٥ (تھوڑی چیز بڑی چیز کی دلالت کرتی ہے اور ایک گھونٹ بحرِ بیکراں کا پتہ دیتا ہے)[۱]

ان مشائخ عظام کے لطف و کرم سے امیدوار ہوں کہ اس سلسلہ کی میری محنت و مشقت کی جزا کے طور پر مجھے ان بزرگوں کے باطنی خزینوں سے انشاء اللہ حصہ ملے گا کیونکہ اس بے نوا کے پاس ان بزرگوں کی یاد کے سوا کوئی سرمایہ نہیں اور ان کے آستانوں کی خاک کے سوا کوئی دولت نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بے نوا ان بزرگوں اور عالی مرتبت مشائخ کے صحیح حالات اور ان کا اصل مقام کما حقہٗ بیان نہ کر سکا لیکن ان کے نام گننے سے ہی دل کو تسلی دے لی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سب اس طائفہ علیا کی محبت میں سرگرداں رہتے ہوئے کل قیامت کے دن ان کے جھنڈوں تلے ہوں۔ ع

پروانہ آں شوم کہ پروانہ اوست

۱؎ رسائل نقشبندیہ صد ۲۲

"جواہر نقشبندیہ" کے اس ایڈیشن میں کتاب کی تطہیر کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ ضرورت کے مطابق بعض جگہ اختصار اور بعض جگہ تفصیل دی گئی ہے من جملہ :۔

ا ۔ از سر نو صرف کثیر سے بہترین کتابت کرائی گئی ہے ۔

ب ۔ کتاب کے شروع میں اولیاء اللہ۔ مرشدِ برحق کی ضرورت، پہچان ، آداب طریقہ نقشبندیہ کا تعارف، فضیلت، خصوصیات اور اصطلاحات پر مشتمل ایک جامع مضمون شامل کیا گیا ہے ۔

ج ۔ "حیاتِ مقدسہ پر ایک نظر" کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے واقعات سن وار ۔

د ۔ "قدسیہ" کے تحت مشائخِ عظام کے ارشادات ۔

ہ ۔ کتاب میں حوالہ جات کے علاوہ جن دیگر مشائخ کا نام آیا، حاشیہ میں ان کا مختصر تعارف ۔

و ۔ ہر وصل کے شروع میں مختصر تعارف مع مقام و سنِ ولادت و وصال ۔

ز ۔ تکملہ میں خلفاء امام ربانی مجدد الف ثانی اور قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم قدس اللہ اسرارہما کے بعد ہند و پاکستان کے تقریباً چالیس سے زائد مجددی آستانوں اور ان کے مشائخ کے حالات ۔

ح ۔ ابتدا میں تفصیلی فہرست، حواشی کی فہرست اور اختتام پر تمام مشائخ عظام کی فہرست حروفِ تہجی کے مطابق ۔

ط ۔ آخر میں ماخذ و مراجع کے تحت کتابیات کی فہرست ۔

ی ۔ شروع سے آج تک طریقہ نقشبندیہ کا مکمل جدول ۔

ک ۔ کتاب کے حُسنِ معنوی کے ساتھ حسنِ ظاہری کا خصوصی اہتمام ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب میں کئی مشائخ عظامِ نقشبندیہ کا ذکر نہ ہونے کے علاوہ دیگر کئی خامیاں اور فروگزاشتیں ہوں گی کیونکہ اس طرح کی تحقیقی کتاب مکمل نہیں سمجھی جاتی اور اس میں اضافہ ہوتا ہی رہتا ہے لیکن بقول مشہور جبلت ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ ۔ یعنی جس کا سب حاصل نہیں ہوسکتا اس کا سب چھوڑا بھی نہیں جاسکتا ہے

کارِ دنیا کسے تمام کرد
آنچہ گیرد مختصر گیرد

لہٰذا جو کچھ پایا اس کو نہیں چھوڑا اور اس مقدس طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ کے حالات جو کچھ کتابوں اور لائق و معزز معاونین سے حاصل ہو سکے ان کو جمع کر دیا ہے۔ یہ مجموعہ بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ع

"گل آرود سعدی سوے بوستاں"

صرف پھول ہی نہیں بلکہ "گلستانِ نقشبندیہ مجددیہ کی تازہ بہار" کے مصداق ہوگی۔ کیونکہ اس قدر (تقریباً ساڑھے تین سو) مشائخ نقشبندیہ کا مکمل اردو تذکرہ غالباً آج تک طبع نہ ہوا ہوگا۔ آخر میں یہی کہوں گا ۔

حدیثِ عشق بے باکانہ گفتم — نہ از ساقی نہ از پیمانہ گفتم
ترا با شوخی رندانہ گفتم — شنیدم آنچہ از پاکاں است

اللہ رب العزت سے دست بدعا ہوں کہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے اور میری یہ سعی ان صاحب نظر بزرگان کی دعوات صالحہ کا ثمرہ بنائے۔ اور اس بے نوا کے لئے بلندیٔ درجات اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ والدِ مرحوم کے لئے توشۂ آخرت بنے۔ آمین ثم آمین۔

وما توفیقی الا باللہ۔ علیہ توکلت والیہ انیب

الراجی الی عفو ربہ الکریم

بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۴۱۱ھ

احقر محمد یوسف مجددی بنے

(طبعِ اوّل)

تقدیم

بندۂ پُرتقصیر قارئین کی خدمت میں حاضر ہونے کی جسارت کر رہا ہے۔

کتاب "جواہرِ نقشبندیہ، مظاہرِ چوراہیہ" کی وجۂ تصنیف یہ ہوئی کہ کافی عرصے سے متوسلینِ طریقہ نقشبندیہ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے وقت بارہا اس بات کا تذکرہ ہوا کہ مشائخ چوراہیہ کا کوئی تذکرہ تحریری صورت میں بازار میں دستیاب نہیں حالانکہ یہ اہلِ حق گذشتہ ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے برصغیر ہند و پاکستان میں شریعت و طریقت اور علم و عرفان کی شمعیں فروزاں کئے ہوئے ہیں اور ان اہلِ حق اور ان کے فیض یافتہ مشائخ عظام نے ترویج و تبلیغ دین کے ساتھ تحریکِ خلافت، تحریکِ پاکستان، انعقادِ آل انڈیا سُنّی کانفرنس ۱۹۴۶ء اور پھر قیامِ پاکستان کے بعد تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۲ء اور ۱۹۷۳ء اور تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

اپنی بے بضاعتی، بے مائیگی، کم علمی اور کم فہمی کے اعتراف کے ساتھ بندۂ گنہگار اپنے اندر یہ سکت نہیں پاتا کہ خداشناس و خدابین حضرات کا تذکرہ اپنی گناہ آلود زبان پر لاسکوں اور خود کو ان کی تعریف و توصیف کرنے والوں میں شمار کرسکوں لیکن اس امید پر کہ بارگاہِ الٰہی میں شاید یہی ذریعۂ نجات بن جائے۔ اپنے بزرگانِ نقشبندیہ کی ارواحِ مقدسہ کو وسیلہ بنا کر اس کارِ عظیم کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

سیدّ الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کا فرمان ہے:

"الحکایات جند من جنود اللہ یقوی بھا قلوب المریدین"[۱]

---

[۱] رسالہ قشیریہ۔

"حکایاتِ مشائخ خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ جن سے مریدوں کے دل قوی ہوجاتے ہیں۔"

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

"جو ان اولیاء کو پہچان لیتا ہے۔ وہ اللہ تعالٰی کو پالیتا ہے ان کی نگاہ دوا ہے ان کی گفتگو شفاء اور صحبت نور ہے۔"

ایک بزرگ فرماتے ہیں: "اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ اپنے اندر کیمیا تاثیر رکھتا ہے اور دل کی دنیا بدلنے لگتی ہے۔"

لہٰذا ——— ، بندۂ پرتقصیر کو خیال ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ کے حالات ابتداء سے تحریر کرکے بزرگانِ مشائخ چوراہیہ کے حالات وواقعات اور حال وقال کو تحریری شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش کروں۔

اس سلسلہ میں بندہ نے کافی عرصہ پہلے آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں صاحبزادگان والاشان سے بھی تذکرہ کیا لیکن ان حضرات کی مصروفیات کی وجہ سے یہ معاملہ سلجھ نہ سکا اور اس دوران کئی ایک بزرگ ہستیاں پردہ پوش ہوگئیں جن کے ساتھ ہی ہم کتنی ہی نادر معلومات سے بھی محروم ہوگئے۔

اس طرح بندۂ درماندہ نے ان باقی ماندہ یادوں کو جو اس وقت محفوظ ہوسکتی ہیں کو محفوظ کرنے کا عزمِ صمیم کیا۔ اور اس خیال کے تحت، مرجع علماء وصوفیاء رہبر شریعت، پیر طریقت والاشان صاحبزادہ صوفی سید محمد مسعود الحسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے باصرار اجازت حاصل کی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ چیدہ چیدہ معلومات فراہم کرنا بہت طویل کام ہے لیکن اس خیال کے تحت کہ جو کچھ بھی حاصل ہوجائے وہ تو ایک کتابی شکل میں محفوظ ہوجانا چاہیئے انھوں نے اس کام کی رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ کے اختتام پر تائیدِ ایزدی سے اجازت مرحمت فرمائی اور بندہ نے اولیائے نقشبندیہ کی ارواح مقدسہ کے وسیلہ سے شجرہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ کے مطابق تمام مشائخ نقشبندیہ کی سوانح حیات کے ساتھ ان کے اخلاقِ کریمانہ اور ارشادات عالیہ کی تدوین شروع کی۔

اس سلسلہ میں بندہ کو اکثر معلومات بہ نفس نفیس دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں کئی دفعہ حاضر ہو کر صاحبزادگان والاشان سے حاصل کرنا پڑیں۔

مشائخ چورہ شریف کے حالات و واقعات اور ارشادات کو جمع کرنے کے لیے اپنی ملازمت کی مصروفیات کے باوجود تقریباً پانچ ماہ کی دن رات انتھک جدوجہد سفر و حضر کی صعوبتوں، دماغی کاوشوں اور دیگر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور نتیجتاً صاحبزادگان والاشان دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف کی مخلصانہ اور بے لوث امداد، تائید اور دعاؤں کے ثمرہ کی صورت میں "جواہر نقشبندیہ مظاہر چوراہیہ" قارئین کے پیش خدمت ہے۔

بندہ تمام صاحبزادگان والاشان اور دیگر حضرات کی کرم فرمائیوں کا تہہ دل سے شکرگزار ہے جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے اس کتاب کی ترتیب و تصنیف کے سلسلہ میں تحریری۔ تقریری۔ قولی۔ فعلی اور اخلاقی امداد فرما کر مشائخ نقشبندیہ سے دلی محبت کا ثبوت فراہم کیا۔ میں اپنے برادر خورد محمد خلیل بی۔اے بی ایڈ صاحب کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں جنہوں نے اس سلسلہ میں مفید تجاویز دیں اور پروف ریڈنگ میں معاونت کی۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ کتاب میں اگر کوئی خامی نظر آئے تو خاکسار کو مطلع فرما کر سعادت دارین حاصل کریں۔

آخر میں بندہ، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ نقشبندیہ کے توسط سے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ اس کتاب کو اپنی مخلوق میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور بندۂ ناچیز اور قارئین کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بندۂ خاکسار کے لیے وسیلۂ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین!

طالب دعا

خاکسار محمد یوسف مجددی بی۔اے

مورخہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

۹ مارچ ۱۹۷۹ء بروز جمعۃ المبارک

اولیاءاللہ

اِس کائناتِ ارضی میں انقطاعِ نبوت کے بعد اولیائے عظام ہی وارثِ علومِ نبوت ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:۔

"العلماء ورثة الانبیاء"

(علماء انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کے وارث ہیں)۔

ان علماء کی تصریح امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے الہامی مسطورہ مکتوبات شریف میں فرمائی ہے:۔

"جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: العلماء ورثة الانبیاء۔ (علماء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں)، اور وہ علم جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے باقی رہا ہے دو قسم کا ہے ایک علم احکام دوسرا علم اسرار، اور عالم وارث وہ شخص ہے جس کو ان دونوں علموں سے حصہ حاصل ہو۔ نہ کہ وہ عالم جس کو ایک ہی قسم کا علم نصیب ہو اور دوسرا علم اس کے نصیب میں نہ ہو کہ یہ بات وراثت کے منافی ہے کیونکہ وارث کو موروث کے سب قسم کے ترکہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔"

ایسے ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل"

(میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں)۔

"ان علماء سے وہی علمائے وارث ہیں کیونکہ عالم مطلق وہ ہے جس کو ان دونو قسم کے علوم سے پورا حصہ ملا ہو۔" (مکتوب ۲۶۸ حصہ اوّل)

ظاہر ہے کہ ان دونو علوم کے حامل اولیاءِ عظام ہی ہیں. اور انہی کے متعلق اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں :۔

۔۔ " الا اِن اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون "[1]

(آگاہ رہو کہ اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے نہ غم ۔) اور وہ کون لوگ ہیں :۔

۔۔ الذین اٰمنوا وکانوا یتّقون[2]

(یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے ہیں)

۔۔ " ان اولیاؤہٗ الا المتقون ، ولٰکنّ اکثرھم لا یعلمون ، "[3]

(تحقیق اولیاء نہیں ہوتے سوائے متقی لوگوں کے اور اکثر آدمی نہیں جانتے)

۔۔ " ثم تلین جلودھم وقلوبھم الیٰ ذکر اللہ ۔ "[4]

(ان کی جلدیں اور ان کے دِل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نرم پڑ جاتے ہیں۔)

اِن اولیائے عظام نے اپنے قلب نظر اور ظاہر و باطن کا تزکیہ کیا اور اخلاقِ عالیہ سے مزیّن ہو کر عزم و ہمت اور صبر و استقلال کے ساتھ ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا[5] کا پیکر بن کر اخلاص و محبت کے ساتھ فاتبعونی میں گم ہو کر کمال محبت متابعت مصطفٰے علیہ التحیۃ الثناء والتسلیمات میں فناء ہو کر ولایت کے ارفع و اعلیٰ مقام اور بلند مراتب پر فائز ہوتے اور کمال عبدیتِ الٰہی اور متابعت حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت کبریٰ کے منصب جلیلہ پر متمکن ہوتے اِسی لئے حضور سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ افضلہا والتسلیمات اکملہا کی ظاہری حیات کے بعد اللہ جل شانہٗ نے دعوت الی اللہ کی ذمہ داری امتِ مسلمہ کے انہی علمائے ربانی اور اولیائے حقانی کو سونپ کر ان کو خصوصی انعامات کے ساتھ نوازا اور ان کو خیر اُمّۃ یعنی بہترین اُمت کا لقب عطا فرمایا۔

---

[1] سورۃ یونس ۶۲ [2] سورۃ یونس ۶۳ [3] سورۃ انفال ۳۴ [4] سورۃ زمر ۲۳ [5] سورۃ حم سجدہ ۳۰

مقامِ اولیاءِ عظام

ولایت اصل میں نبوت کا ہی ایک حصہ ہے کیونکہ تمام کمالات خواہ وہ کمالاتِ نبوت ہوں یا کمالاتِ ولایت سب کا سرچشمہ و منبع نبوت ہی ہے لیکن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت و محبت کے واسطہ سے صلحاءِ اُمت و اولیائے اُمت کو بھی ان کی متابعت و محبت کے مطابق اللہ جل شانہٗ ان کو کمالاتِ ولایت اور اس کے بعد بعض کو کمالاتِ نبوت سے نوازتے ہیں لیکن اس سے کوئی غلط فہمی میں نہ پڑ جائے کہ جب ان اولیاءِ عظام کو بھی کمالاتِ ولایت اور کمالاتِ نبوت حاصل ہو گئے تو پھر ان میں اور نبی میں فرق کیا رہ گیا؟ حالانکہ فرق صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات اصالتاً اور اولیاءِ عظام کے کمالات ان کی تبعیت و محبت کے سبب یعنی ان کو یہ کمالات نبوت کے واسطہ سے ملے ہیں۔

اسی ضمن میں علمائے راسخین کے پیشوا، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :-

"انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعدار، کمال محبت اور زیادتی محبت کے باعث بلکہ محض عنایت و بخشش سے اپنے متبوع کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں۔ اور پورے طور پر ان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں حتیٰ کہ تابع اور متبوع کے درمیان سوائے اصالت و تبعیت اور اولیت و آخریت کے کچھ فرق نہیں رہتا۔ باوجود اس کے کہ کوئی تابعدار اگرچہ افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعداروں سے ہو کسی نبی کے مرتبہ کو اگرچہ وہ تمام انبیاء سے کم درجہ کا ہو۔ نہیں پہنچ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں اُن کا سر ہمیشہ اس پیغمبر کے نیچے رہتا ہے جو تمام پیغمبروں سے نیچے درجہ کا ہے"[1]

---

[1] مکتوب ۲۴۸ : دفتر اول

مرتبۂ محبوبیت مرتبۂ عبودیت

یہی وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کو مرتبۂ محبوبیت، مرتبۂ عبودیت جو کہ بلند ترین مراتب میں سے ہے عطا ہوتا ہے۔ غوث المحققین امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

"حضور سید الاولین والاٰخرین علیہ وآلہٖ من الصلوٰت افضلہا ومن التسلیمات اکملہا ہی کی متابعت سے حق تعالےٰ کی محبوبیت کے مقام پر پہنچتے ہیں۔ اور آپ ہی کی متابعت سے مرتبۂ عبدیت جو کمال کے مراتب سے اوپر اور مقامِ محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد ہے سے سرفراز فرماتے ہیں۔" [1]

"جان لیں کہ اس گروہ کا انکار زہر قاتل ہے۔ اور ان بزرگوں کے اقوال وافعال پر اعتراض کرنا نہایت ہی زہریلے سانپ کی طرح ہے جو موت ابدی اور ہلاکتِ دائمی تک پہنچا دیتا ہے۔" [2]

فیضانِ اولیاء

اولیاء اللہ نے اپنے آپ کو محبوبِ رب العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ومحبت میں فنا کردیا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اس کائناتِ ارضی پر خلیفۃ اللہ مظہرِ انوارِ الٰہیہ اور نائبِ محبوبِ حق کے ارفع واعلےٰ مراتب پر فائز ہوتے ہیں لہٰذا اپنی اپنی استعداد اور مقامِ تبعیت کے مطابق ان کا فیضان جاری ہوتا ہے اس لئے:۔

۱۔ ان کی ظاہری حیات میں رُشد وہدایت کا فیضان جاری ہوتا ہے۔

۲۔ ان کی تعلیمات وارشادات گمراہان کے لئے ہدایت اور ہدایت یافتگان کے لئے رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر ایک اپنی استعداد کے مطابق ان سے فیض واستفادہ کرتا ہے۔

۳۔ ان کی نگاہِ کیمیا اثر کے ذریعے گم گشتگانِ کفر وضلالت کے سینے نورِ اسلام سے

---

[1] مکتوب ۲۴۹، دفتر اول۔ [2] مکتوب ۳۱۳، دفتر اول۔

منور ہو جاتے ہیں۔

۴۔ ان کی برزخی زندگی یعنی بعد از وصال ان کے مزارات پُر انوار فیض رسانِ عام اور منبع روحانیت و طمانیت قلب ہوتے ہیں کیونکہ ؎

نام فقیر تنہاں ندا باہُو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

۵۔ ان کے ارشاداتِ گرامی بجائے خود طالب و سالک کو راہِ حق کا پتہ دیتے ہیں کیونکہ "اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفاء ہے۔" [1]

۶۔ فرمایا: یاد رکھ! فقراء کے آستانے کی جاروب کشی اغنیاء کی صدر نشینی سے بہتر ہے [2] ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ضرورتِ مُرشد (شیخ)

اُمتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اسلام میں داخل ہونا یعنی عقائد دینِ اسلام کے مطابق رکھنا اور احکاماتِ شریعت یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تلاوت کلامِ پاک ذکرِ الٰہی یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بجالانے کی اصل غرض و غایت صرف قُرب اور وصلِ الٰہی ہے اس کے لئے نفس کا تزکیہ ضروری ہے۔

اور تزکیہ نفس کے لئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

"اللہ رب العزت کی نعمتوں کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی آراء کے مطابق صحیح اور درست رکھے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بلند گروہ (اہل سنت و جماعت) کے مجتہدین کی آراء کے مطابق احکام شرعیہ بجا

---

[1] مکتوب ۱۰۹، دفتر اول۔ [2] مکتوب ۱۳۲، دفتر اول

لاتا ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ صوفیہ کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ و تزکیہ کرے" [1]

دوسری جگہ فرمایا:۔ "اگر ان دو امور میں پختہ ہو جاؤ تو پھر کوئی غم نہیں، ایک تو صاحب شریعت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت اور دوسری شیخ طریقت سے محبت و اعتقاد۔ آگاہ رہیں اور التجا و تضرع کریں کہ ان دو دولتوں میں فتور نہ آنے پاتے پھر جو کچھ ہو آسان ہے اور اس کی تلافی ممکن ہے۔" [2]

اللہ جل شانہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ کہ میری طرف آنے کا وسیلہ پکڑو۔ کیونکہ یہ مقصود کتابوں سے نہیں ملتا۔

کاملوں سے ملتا ہے یہ گوہر میاں ؎ کاغذوں میں ہے بھلا ہمت کہاں

الآیہ:۔ "یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ" [3]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف آنے کا وسیلہ پکڑو۔

الآیہ:۔ "یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین" [4]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔

ایک اعتراض عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث ہمارے پاس ہے لہٰذا ان سے بڑھ کر کون وسیلہ ہوگا۔ ان کا یہ فرمان بالکل درست ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ امر و نہی، انہی سے حاصل ہوتا ہے لیکن قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے کسی عالم کی ضرورت ہوگی۔ اس لیے مولوی کے وسیلہ کی ضرورت ہوگی۔ اگر کہیں کہ خود ترجمہ یا تفسیر دیکھ لیں گے تو ترجمہ کرنے والا یا صاحب تفسیر وسیلہ ہوگا۔ پھر اردو پڑھانے والا بھی وسیلہ ہوگا۔ اگر کوئی معنی دیکھنے کے لیے لغت دیکھے تو لغت یا اس کا لکھنے والا وسیلہ ہوگا۔

ع دریں عقل و دانش بباید گریست

1۔ مکتوب ۷۱، دفتر اول - 2۔ مکتوب ۱۳ دفتر سوم - 3۔ سورۃ مائدہ ۳۵ - 4۔ سورۃ توبہ ۱۱۹

اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں :-

" فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون " [1]

(اہلِ ذکر یعنی جاننے والوں سے پوچھو اگر نہیں جانتے ۔)

بہرحال وسیلہ عقلاً و نقلاً ضروری ہے اس کے سوا نہ تو اللہ جل شانہٗ تک رسائی اور قرب حاصل ہوتا ہے ۔ اور نہ ہی راستہ کا علم ممکن ہو سکتا ہے ۔

دیکھئے ! باوجود قرآن حکیم نازل فرمانے کے اللہ تعالیٰ نے وسیلہ پکڑنے اور اہلِ ذکر سے پوچھنے اور صادقین کے پاس بیٹھنے کا فرمایا ہے ۔ اور پھر ہدایت یافتہ حضرات کی پیروی کا حکم دیا ہے ۔

الآیہ :- " اولئك الذين هدى الله فبهدٰهم اقتده " [2]

(یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی تو تو بھی ان ہدایت یافتہ کی پیروی کر ۔)

اللہ جل شانہٗ کے فرمان کے بعد کچھ مزید کہنا ضروری تو معلوم نہیں ہوتا لیکن پھر بھی اطمینانِ قلب کے لئے بہتر ہو گا کہ اس سلسلہ میں حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، آثارِ صحابہ ، اور ارشاداتِ اولیائے عظام بھی پیش کئے جائیں ۔ تاکہ عوام الناس حقیقت کو پالیں اور کسی کے ورغلانے میں نہ آئیں ۔

—— ہر مسلمان مومن جانتا ہے کہ قرآن حکیم جبرائیل علیہ السلام کے وسیلہ سے نازل ہوا اور ایک دن جبرائیل علیہ السلام نے امام بن کر حضور نبی محترم سید المرسلین علیہ و آلہ الصلوٰۃ افضلہا والتسلیمات اکملہا کو نماز سکھائی ۔ اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ۔ لہٰذا یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن بھی وسیلہ سے نازل ہوا اور نماز سیکھنے کے لئے بھی وسیلہ کی ضرورت پڑی ۔ حالانکہ حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم قرب و وصلِ الٰہی کے ایسے مقام پر فائز تھے جہاں تک کسی دوسرے کی رسائی ممکن ہی نہیں ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ۔ " لی مع الله وقت

---

[1] سورۃ النحل : ۴۳ ۔ [2] سورۃ انعام : ۹۱ ۔

لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔" میں ایک وقت اللہ تعالیٰ کے ایسا قریب ہوتا ہوں کہ وہاں نہ کسی مقرب فرشتہ اور نہ کسی نبی مرسل کی گنجائش ہے۔

— جنگ صفین میں جب لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ شکست ہو رہی ہے۔ تو انھوں نے قرآن حکیم کے وسیلہ سے جنگ بند کرائی۔ کہ ہم دونوں میں قرآن فیصلہ کرے گا۔ تو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا القرآن اصم۔ یعنی قرآن مجید زبان نہیں رکھتا کہ بول اُٹھے، پڑھنے والے اس کو پڑھ کر سنا دیں تو فیصلہ ہو گا۔

— خواجہ خواجگان شہنشاہِ طریقت خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں:۔" اس درخت کو، جو خود رو ہوتا ہے پتے تو نکل آتے ہیں لیکن پھل نہیں آتے کیونکہ اس کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ اور جو درخت باغبان لگاتا ہے اس کی دیکھ بھال کرتا ہے پھر وہ خوب پھلتا ہے۔"

— جس طرح شریعت میں پڑھائے ہوتے (سدھائے ہوئے) کُتے کے علم کا اعتبار کر کے اس کے شکار کو حلال کیا ہے اور بے سدھائے ہوئے کتے کے شکار کو حلال نہیں کیا۔ اس طرح شیخ اپنے مرید کو اپنی باطنی قوت سے علم الٰہی سکھاتا ہے اور شیخ کا کلام مرید کے باطن کو معمور کر دیتا ہے۔ اور اس کو قُرب الٰہی کے راستہ پر چلا دیتا ہے۔" [۱]

— عارف رومی فرماتے ہیں ؎

نفس را نکشد بغیر از ظلِ پیر — دامنِ آں نفس کش محکم بگیر

گر تو سنگِ خارا مرمر شوی — چوں صاحبِ دل رسی گوہر شوی

— سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ جس کا کوئی امام

---

۱ ترجمہ عوارف المعارف۔

نہ ہو شیطان اس کا امام ہوتا ہے۔"

— صاحب تفسیر روح البیان "حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ الآیہ "یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین" کے تحت فرماتے ہیں "صادقین وہ لوگ ہوتے ہیں جو وصول الی اللہ کے طریق کے رہنما ہیں جب سالک اُن کی صُحبت میں شامل ہو جاتا ہے۔ تو ان کی محبت و تربیت، قوت و ولایت سے سیر الی اللہ اور ترک ماسوا کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔

— مجددِ دین علامہ عصر شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد ارادت و بیعت مرشد کی ہے۔ [۱]

— بیہقیٔ وقت، حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:۔ کمالات باطنی حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اس لئے پیر کامل کی تلاش بھی ضروریات دین میں سے ہے کیونکہ وصول الی اللہ پیرِ کامل کے توسط کے بغیر نادرات میں شامل ہے [۲]۔

ـ نماز را بحقیقت قضا بود لیکن ❊ نمازِ صحبت ما را قضا نہ خواہد بود

— محبوبِ صمدانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے الہامی مسطورہ مکتوبات شریف میں بالصراحت فرماتے ہیں:۔ جاننا چاہیئے کہ شیخ بننے اور حق کی طرف خلق کو دعوت دینے کا مقام بہت عالی ہے۔ آپ نے سنا ہوگا "الشیخ فی قومہٖ کالنبی فی امتہٖ [۳]" (شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں [۴])

— پھر فرماتے ہیں:۔ شیخِ کامل کی تلاش کرنی چاہیئے۔ اور اپنے باطنی امراض کا علاج اس سے کرانا چاہیئے۔ [۵] "وہ لوگ جو اس امت کے اولیاء کی صحبت میں زندگانی گزارتے ہیں وہ بھی ان رذائل سے پاک ہو جاتے ہیں [۶]۔"

---

[۱] القول الجمیل شرح شفاء العلیل۔ [۲] ارشاد الطالبین۔ [۳] الحدیث امام سیوطی۔ [۴] مکتوب ۲۲۴ دفتر اوّل۔ [۵] مکتوب ۲۳۰ دفتر اوّل۔ [۶] مکتوب ۲۴ دفتر سوم۔

— اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفا ہے۔

— حدیث شریف میں وارد ہے :۔" ھم قوم لا یشقی جلیسھم "[1] (یہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشین بدنصیب نہیں ہوتا۔[2]

— پس کامل بنانے والے شیخ کی صحبت کبریت احمر ہے اس کی نظر دوا اور اس کی باتیں شفا ہیں۔[3]

بیعت

جیساکہ اوپر تفصیل سے بیان کیا گیا کہ وصول الی اللہ کے لیے شیخ کی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے تو شیخ کی صحبت کا پورا اور صحیح فائدہ اس کی بیعت کے بعد ہی اٹھایا جا سکتا ہے امتِ مسلمہ کے اولیاء عظام میں بیعت کا طریقہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ بیعت کا لفظی معنی ہیں ، بیع یعنی فروخت کردینا۔ اصطلاحی طور پر بیعت اِس تغیرِ حال کو کہتے ہیں کہ بندہ شیخ یا مرشد کے واسطہ سے اپنا سب کچھ اپنی مرضی سے چھوڑ کر اپنے مالک وخالق کی رضا کو اپنا نصب العین قرار دے۔ اس سلسلہ میں مرشد جو کچھ حکم دے اس پر بے چوں وچرا عمل کرے۔

بیعت جب کسی شیخِ کامل کے دستِ حق پر کی جاتی ہے۔ تو بمعہ آداب وشرائط وہ سلسلہ شیخ کامل کے توسل سے سلسلہ بہ سلسلہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوات افضلہا والتسلیمات اکملہا تک پہنچتی ہوئی اللہ رب العزت پر ختم ہوتی ہے۔ اگر بیعت کرنے والا اپنے اس عہد پر قائم رہے تو اللہ رب العزت کی طرف سے انتہائی انعامات ومراتب سے نوازا جاتا ہے۔

زمانۂ رسالت میں بیعت مختلف اوقات میں مختلف مقاصد کے لیے بیعت ہوتی رہی اور اب ایک ہی مقصد یعنی بیعت توبہ کی جاتی ہے جو دراصل ان تمام امُور پر منحصر

---

[1] بخاری ومسلم ۔ [2] مکتوب ۱۰۹ ، دفتر اوّل ۔ [3] مکتوب ۲۳ ، دفتر اوّل

ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :۔

"ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ج
فمن نکث فانما ینکث علےٰ نفسہ ج ومن اوفیٰ بما عٰھد علیہ اللہ
فسیؤتیہ اجراً عظیماً ہ" [۱]

(جو لوگ بیعت کرتے ہیں آپ (حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) سے۔ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے نقصان پر عہد توڑتا ہے۔ اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا۔ سو عنقریب ان کو اجرِ عظیم عنایت کرے گا۔)

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قول الجمیل میں ایک مشہور حدیث نقل فرمائی ہے :۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگ بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکانِ اسلام یعنی صوم و صلوٰۃ حج زکوٰۃ پر، گاہے ثبات و قرار پر معرکۂ کفار میں کبھی سنت نبی کے تمسک پر کبھی بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے شائق اور حریص ہونے پر اور ابنِ ماجہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت کی اس بات پر کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں" [۲]

پھر فرماتے ہیں :۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تھے معلم قرآن اور حدیث تھے۔ اور اُمت کا تزکیہ فرمانے والے تھے۔ اس لیے ان کا فعل ان کے خلفاء کے واسطے سنت ہو گیا" [۳]

اسی لیے حضور سید الاولین والآخرین علیہ وآلہٖ الصلوٰت افضلہا والتسلیمات اکملہا کے بعد باوجود دینِ اسلام کامل و مکمل ہونے کے جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت و توحید کی۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ سورہ فتح : ۱۰ ۔ ۲؎ قول الجمیل فی شرح شفاء العلیل۔ ص۱۳ ۳؎ قول الجمیل ۔ ص۱۴

نے فرمایا :- "اتبعوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر" (میرے بعد ابوبکر و عمر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی تابعداری کرو۔)

اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فقط خلافت کی بیعت نہیں کی بلکہ باطنی امور کی بھی بیعت کی تھی۔ جیسا کہ علامہ دہر مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ بالصراحت فرماتے ہیں :-

"حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمود کہ صحابہ کرام بعد از رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت ابابکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ علیہم اجمعین کردند مقصود ازیں بیعت فقط امور دنیا نبود بلکہ کسب کمالات باطنی ہم بود۔"[1]

(حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابابکر، عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد صرف امور دنیا ہی نہ تھا۔ بلکہ کمالاتِ باطنی کا حصول بھی تھا۔)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی اپنے رسالہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے بعد ملوک وسلاطین میں بیعت یعنی بیعتِ توبہ و تقویٰ معدوم ہو گئی تو حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جان کر سنیت بیعت اختیار کی۔ چنانچہ توبہ اور ترک معاصی کا عزم کرنا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوط پکڑنا امرِ مخفی ہے اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کر دیا۔[2]

یہ بات بھی دل میں راسخ کر لینی چاہیئے۔ کہ جس طرح جسمانی بیمار کے لیئے طبیب کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ مرض کی تشخیص کر کے اس کے مطابق دوا تجویز کرے۔ اسی طرح باطنی یعنی روحانی بیمار کے لیئے بھی مرشدِ کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہر شخص یہ جانتا ہے کہ نیم حکیم خطرہ جان ہوتا ہے کیونکہ وہ مرض کی تشخیص نہیں کر

---

[1] ارشاد الطالبین صد ۲۵ ۔ [2] قول الجمیل صد ۱

سکتا۔ اسی طرح شیخ ناقص سے ایمان جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

"پیرِ ناقص کی مثال ایسی ہے کہ وہ مریض جو طبیب ناقص سے علاج کرائے۔ وہ درحقیقت اپنے مرض میں زیادتی کر رہا ہے۔ اگرچہ ابتداء میں اس کی دوا قدرے تخفیف کر دے۔ مگر فی الحقیقت وہ عین ضرر و نقصان ہے"۔ [1]

دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس شخص پر افسوس جس نے اس میں کچھ نہ کمایا اور جاننا چاہیئے کہ زمین کو خالی رکھنا دو طرح پر ہے۔ پہلے یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے اور دوسرا یہ کہ اس میں خبیث اور ردی تخم ڈالے اور بیج ضائع کرنے کی یہ دوسری قسم ضرر اور فساد میں پہلی قسم سے بہت زیادہ ہے جیسا کہ مخفی اور پوشیدہ نہیں۔

بیج کی خرابی اور فساد یہ ہے کہ انسان پیر ناقص سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے راستے پر چلے کیونکہ پیر ناقص اپنی خواہش نفس کا تابع اور پیروکار ہوتا ہے۔ اور جس چیز میں ہوائے نفس کی آمیزش ہو وہ تو خواہش نفس کی ہی معاونت کرے گی۔ اس طرح تاریکی پر تاریکی میں اضافہ ہوگا۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ پیر ناقص اللہ سبحانہٗ تعالیٰ تک پہنچانے والے راستوں اور نہ پہنچانے والے راستوں میں تمیز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ خود اب تک غیر واصل ہے تو طالب کو بھی گمراہی میں ڈال دے گا۔ جس طرح خود گمراہی میں پڑا ہے"۔ [2]

لہٰذا اس تحقیق کے بعد کہ بعیت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بعیت کرنے والے کو مرشد کامل، جو کہ صحیح جانشینِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہو۔ کی بعیت کرنی چاہیئے۔ ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان و ضرر کا احتمال زیادہ ہے۔

---

[1] مکتوب ۶۱، دفتر اوّل۔ [2] مکتوب ۲۳، دفتر اوّل۔

مُرشدِ کامل

اب یہ تو متحقق ہو گیا کہ بعیت کرنے والے کو مردِ کامل کی تلاش کرنی چاہیئے اِس جگہ عموماً لوگوں کی طرف سے ایک عُذر لنگ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ یہ تو درست ہے کہ زمانہ اہل اللہ سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔ لیکن ان کا پتہ چلانا بہت کٹھن کام ہے کیونکہ فی زمانہ گندم نما جَو فروش پیر اِس کثرت سے ہو گئے ہیں کہ سچے اور جھوٹے، کھرے اور کھوٹے کی تمیز تقریباً ناممکن ہو گئی ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ایسا دور آ گیا ہے۔ کہ زندگی کے ہر شعبہ میں مکار اور گندم نما جَو فروشوں کی اکثریت ہے اور نقل و اصل کی تمیز جُوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

اطباء کے جھوٹے اشتہارات کی کثرت، اشیائے ضروریہ میں ملاوٹ اور ان کی تجارت میں بے ایمانی اس درجہ داخل ہو گئی ہے کہ بڑے بڑے صاحب ہوش عوام و خواص اس معاملہ میں عاجز آ گئے ہیں۔ مثلاً خالص گھی، دودھ، خالص آٹا حتیٰ کہ خالص ادویات وغیرہ وغیرہ کا ملنا بھی محال ہو گیا ہے۔ لیکن ان تمام دشواریوں اور بددیانتیوں کے باوجود ہر چیز کا کوئی نہ کوئی حل نکال ہی لیا جاتا ہے۔ اور دنیا کے کام چلتے ہی رہتے ہیں۔

تو اب یہ سوچنا پڑے گا کہ کیا انتخابِ شیخ ہی ایسا مشکل مسئلہ ہے کہ باوجود اِس اقرار کے کہ اہل اللہ کے وجود سے زمانہ خالی نہیں ہوتا، اس کا کوئی حل نہ ہو سکے۔ حالانکہ اس ضمن میں فرمانِ الٰہی، حدیثِ نبوی اور ارشاداتِ علمائے ربانی اور اولیائے حقانی تفصیل کے ساتھ وارد ہوتے ہیں۔

شیخ کامل کے انتخاب کے لئے اور اس کی پہچان کے لئے طریقہ ذیل سود مند ہوگا:

۱- طالب کو چاہیئے کہ سب سے پہلے ضرورت کے مطابق قرآن و سنت کا علم حاصل کرے اور اپنے عقائد کو علمائے اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالےٰ سعیہم کے مطابق درست کرے۔

۲- شریعت مطہرہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو۔

اِس ضمن میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :۔

" نعمتیں عطا کرنے والے رب کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کے مطابق صحیح اور درست رکھے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بلند مرتبہ گروہ کے مجتہدین کی آرا کے مطابق احکام شرعیہ بجا لاتا ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ گروہ صوفیہ کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ و تزکیہ کرے" [1]

شیخ کامل کی تلاش کرنی چاہیئے اور اپنے باطنی امراض کا علاج اس سے کرانا چاہیئے اور جب تک شیخ کامل نہ ملے اِن احوال کو لا کے نیچے لا کر نفی کریں اور معبودِ برحق کا جو بے چوں و بے چگوں ہے اثبات کرے[2]۔

اوصاف شیخ کامل

۱ - عالم ہو۔ الآیہ :۔" اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا[3] " (اللہ کے بندوں میں خشیت رکھنے والے علماء ہی ہیں۔) الآیہ :۔" فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[4] " (اہلِ ذکر یعنی جاننے والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے)

داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" باطن کی اصلاح ظاہر کے بغیر سمجھنا زندقہ ہے۔ اور شریعت پر ظاہری اطاعت بغیر اطاعتِ قلبی کے ناقص ہے۔

عالم کے لئے دونوں علموں کا حاصل کرنا ضروری ہے:

(i) علم حقیقت : (علمِ ذاتِ باری تعالیٰ اور وحدانیت کا اعتقاد، علم صفاتِ باری تعالیٰ اور اس کے احکام کا علم۔ حکمتِ الٰہیہ کا تسلیم کرنا اور اسکے افعال کو ماننا۔

(ii) علم شریعت :۔ (کتاب اللہ کا علم، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم، اجماعِ امت کا علم۔

---

[1] مکتوب ۱۷ دفتر اوّل [2] مکتوب ۲۳۰ دفتر اوّل [3] سورۃ فاطر۔ ۲۸ [4] سورۃ النحل۔ ۴۳

۲۔ ظاہری طور پر شریعت پر عمل کرتا ہو اور متقی و پرہیز گار ہو۔ الآیہ :۔ "اِن اولیاؤہٗ اِلا المتقون[۱] ۔ (تحقیق اولیا نہیں ہوتے مگر متقی لوگ ۔) الآیہ :۔ واتبع سبیل من اناب اِلیَّ[۲] ۔ ایسے شخص کی پیروی کیجئے جس نے میری طرف رجوع کیا۔

۳۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع :۔ الآیہ :۔ وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا[۳] ۔ (جو حکم ہمارے حبیب تمہیں دیں قبول کرو اور جس بات سے منع فرمائیں باز رہو ۔)

شیخ المشائخ حضرت ابن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"اجتنب صحبۃ ثلاثۃ اصناف من الناس العلماء الغافلین والفقراء المداھنین والمتصوفۃ الجاھلین" ۔ (اجتناب کر! تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بے عمل غافل علماء، حق سے زبان بند کرنے والے فقیر اور جاہل صوفی ۔)[۴]

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے قول الجمیل میں شرائط مرشد اس طرح بیان فرمائی ہیں :۔

۱۔ کتاب و سنت کا علم رکھتا ہو یعنی اِس قدر علم رکھتا ہو کہ تفسیر مدارک، تفسیر جلالین مشکوٰۃ یا مشارق کسی عالم سے تحقیق کے ساتھ پڑھ چکا ہو۔ تاکہ وہ خود بھی شریعت پر عمل پیرا ہو اور مرید کی بھی رہنمائی کر سکے۔

سیدۃ الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے :۔ "کل طریقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ" ۔ جو طریقت شریعت کو رد کرے وہ زندقہ ہے ۔

۲۔ تقویٰ اور پرہیز گاری اور عدالت شرط ہے کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اڑ نہ جاتا ہو ۔ علماء متقی کی بہت مدت تک صحبت کی ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو۔ اپنے افعال و اقوال اور حالات کو کتاب و سنت کے موافق رکھتا ہو۔

---

[۱] سورہ انفال ۳۴ [۲] سورہ لقمان ۱۵ [۳] سورہ حشر ۷ [۴] کشف المحجوب ۹۷

۳۔ دنیا کا تارک اور آخرت کا راغب ہو۔ طاعات مؤکدہ اور اذکار منقولہ صحیح حدیثوں کا محافظ ہو۔

۴۔ شرعی امور کا حکم دیتا ہو اور خلافِ شرع باتوں سے روکتا ہو۔ اس معاملہ میں وہ مستقل مزاج ہو اور ہرجائی اور متلون مزاج نہ ہو۔ صاحب عقل کامل ہو۔

۵۔ مرشدانِ کامل کی صحبت میں رہ کر ادب سیکھا ہو۔ ایک عرصہ تک نورِ باطن کے ساتھ ایمان حاصل کیا ہو۔ صحبتِ کاملین اس لئے مشروط ہوئی کہ عادتِ الٰہی اس طرح جاری ہے کہ جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے مراد حاصل نہیں ہوتی۔ سلسلۂ طریقت میں منسلک ہو کر ارشاد کی اجازت حاصل کر چکا ہو۔

۶۔ ظہورِ کرامات و خوارق عادات شرط نہیں کیونکہ ظہورِ کرامات اور خوارق عادات ثمرہ ہے مجاہدات اور ریاضت کشی کا نہ کہ شرطِ کمال کا۔

۷۔ اپنے پیشہ کا ترک بھی ضروری نہیں کیونکہ ترکِ کسب مخالفِ شرع ہے سوائے اس مغلوب الحال درویش کے جو بسبب اپنے غلبۂ حال کے کسبِ حلال کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔

۸۔ رزقِ حلال اور تھوڑے پر قناعت کرے شبہات سے پرہیز کرے یعنی مشتبہ مال سے بچتا ہو۔

باوصف مُرشد کی پہچان

شیخ کامل اور اہلِ دل حضرات کو پہچاننا دشوار ضرور ہے لیکن اتنا مشکل بھی نہیں کہ طالب ڈھونڈ نہ سکے۔ چند رہنما اصول دیئے جاتے ہیں۔ جو بزرگوں کے فرمودہ اور صحیح ہیں۔

۱۔ جب بھی آپ کسی بزرگ اہل اللہ کا ذکر سنو تو زیارت کے لئے ضرور جاؤ لیکن خیال رہے کہ نیت نکتہ چینی۔ عیب جوئی یا آزمائش کی نہ رکھنی چاہیئے کیونکہ ارشادِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے: "اتقوا فراسة المؤمن فانهٗ ینظر بنور اللہ" مومن کی

فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

۲۔ ان کی مجالس میں ادب سے بیٹھیں اور اکثر جاتے رہیں اور دیکھیں ان کی مجالس میں کس قسم کے افراد بیٹھتے ہیں ثقہ، سنجیدہ اور تعلیم یافتہ ہیں یا کہ بازاری ان پڑھ اور جاہل۔

۳۔ ان کا اخلاق کیسا ہے؟ شریعت کی پابندی کرتے ہیں یا کہ نہیں؟

۴۔ مردِ کامل کی شناخت یہ ہے کہ ان کی صحبت میں ایسی حالت پیدا ہو کہ دل دنیا سے سرد ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اولیاء سے محبت پیدا ہو اور بمقتضائے "اذا رءُوذکر اللہ" یعنی جب وہ نظر آئیں تو اللہ تعالیٰ یاد آجاتے۔ دوام حضور اور اطمینان وجمعیت میسر آجائے۔

۵۔ ایسے مردِ کامل کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے اس کی صحبت میں احوال و واردات پیش آئیں ان کو شریعت کے ترازو میں تولنا چاہیئے کیونکہ نیک و بد کی پہچان شریعت مطہرہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ؎

ہزار نکتہ باریک تر زمو اینجاہست ٭ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

آدابِ مُرشد

بندہ عشق شُدی ترک نسب کن جامی

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

حضرت ابو حفص نیشاپوری کا ارشادِ گرامی ہے:۔

"التصوف کلہٗ آدابٌ لِکُلّ وقتٍ ادبٌ ولِکُلِ حالٍ ادبٌ فمن لزِمَ آدٰبَ الاوقات بلغ مَبلَغَ الرّجال ومن ضیّع الادب فھو بعیدٌ من حیث یظنّ القرب ومردودٌ من حیث یظنّ القبول"۔ (تصوف ایسے مجموعہ اداب کا نام ہے جو ہر وقت ہر مقام اور ہر حال میں ایک خاص ادب کی رہنمائی کرتا ہے جس نے اس راہ میں ملازمتِ آداب و اوقات کرلی مردانِ خدا کے درجہ کو پہنچ گیا او

جس نے اِس راہ کی رسم ادب ترک کردی اور آداب ضائع کر دیئے وہ ان درجہ والوں سے بعید ہوگیا اور گمان کرتا رہا کہ میں ان کے قریب ہوں اور وہ ان کی بارگاہ سے مردُود ہوگیا باآنکہ اسے یہی خیال رہا کہ میں قرب کے درجے پر ہوں"[1]

یاد رکھیے! یہ عشق کا کوچہ ہے یہاں اول تا آخر ادب ہی ادب ہے۔

سب سے اوّل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اِس عشق کے کوچہ میں آئے تو اللہ رب العزت نے ان کو مقامات ادب سکھلانے کے لیے ارشاد فرمایا:۔

الآیہ:۔ "یاَ اَیّھا الّذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکٰفرین عذابٌ الیمٌ[2]" (اے ایمان والو! راعنا مت کہو اور اُنظرنا کہو، غور سے سنو، کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔)

منافق لوگ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے وقت "راعنا" کہا کرتے تھے جو کہ قبیح معنوں میں بھی استعمال ہوتا تھا۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ نے اس لفظ راعنا کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی خیال کرکے ایماندار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تنبیہہ فرمائی۔

الآیہ:۔ "یا ایّھا الذین اٰمَنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النّبی ولا تجھروا لہٗ بالقول کجھر بعضکم لبعضٍ ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون[3]" (اے ایمان والو! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرتے وقت اپنی آواز کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو جیسا کہ ایک دوسرے سے کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمھارے اعمال ضائع ہوجائیں اور تمھیں خبر تک نہ ہو۔)

دیکھیے! ان دونوں آیات میں نہایت ہی ادب کا حکم ہوا ہے اور اگر ادب نہ کیا تو تمھارے اعمال ضائع ہوجائیں گے اور تمھیں خبر بھی نہ ہوگی۔

ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جب تک ادب عقائد اقوال وافعال میں نہ

---

[1] کشف المحجوب صہ ۱۳۵۔ [2] سورۃ البقرہ ۱۰۴۔ [3] سورۃ الحجرات ۲۔

ہوگا تب تک مومن فیضانِ نبوت سے بہرہ مند نہ ہوگا اور کوئی صورت فیضانِ نبوت کے حصول کی نہیں ہے۔

ایسا ہی ادب اُن صاحبِ ارشاد مرشد و شیخ کامل کا کیا جائے۔ کیوں کہ یہ بھی حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب کی حیثیت سے مسندِ ارشادِ نبی پر اشاعتِ دین اور اجرائے شریعت میں مشغول ہیں۔

خواجۂ خواجگان خواجہ شہاب الدین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

شیخ رویم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اے فرزند! اپنے نیک عمل کو نمک اور ادب کو آٹا بناؤ، یعنی اپنے عمل (یعنی نمک) اور ادب (یعنی آٹا) کا تناسب ایسا ہو جیسے آٹے میں نمک۔ بعض اربابِ تصوّف کا کہنا ہے کہ تصوف تمام تر ادب ہے۔ اور ہر مقام کے لئے مخصوص ادب ہے۔ اور ہر حال کے لئے ادب ہے پس جو کوئی ادب کو اختیار کرتا ہے وہ مردِ کامل کی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جو ادب سے محروم رہتا ہے۔ وہ مقامِ قرب سے دور اور مقامِ قبولیت سے مردود ہو جاتا ہے۔" [1]

پس شیخ کے سامنے مرید کا یہ دستور اور طرزِ عمل ہونا چاہیئے۔ کہ وہ نہ بلند آواز میں گفتگو کرے نہ بہت ہنسے۔ بہت زیادہ گفتگو کرنے سے بھی گریز کرے۔ البتہ اگر شیخ کی طرف سے اجازت ہو تو مضائقہ نہیں۔ جب شیخ کا وقار دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ تو زبان تکلم سے خود بخود باز رہتی ہے۔

کسی نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کا جواب دیا۔ سائل نے اس جواب پر اعتراض کر دیا۔ تب شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"اگر تم کو میری بات کا یقین نہیں تو بہتر ہے تم مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ!" [2]

مخدوم الاولیا، حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ مُرید کو

---

[1] عوارف المعارف صہ ۵۶۲ ۔ [2] عوارف المعارف صہ ۵۶۸

لازم ہے کہ پیروں کی بات میں دخل اور تصرف نہ کرے "۔ ؎۱

آدابِ مرشد کے متعلق امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بالتفصیل لکھا ہے فرماتے ہیں :-

" اگر عنایتِ خداوندی جل سلطانہٗ سے کسی طالب کو کامل اور کامل کرنے والے پیر تک رسائی ہو جائے تو چاہیئے کہ اس کے وجود شریف کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے سپرد کر دے اور اپنی نیک بختی کو اس کی رضامندی کے کاموں میں جانے اور اپنی بدبختی کو اس کی ناراضگی میں خیال کرے اور اپنی ہر خواہش کو اس کی رضا کے تابع کر دے "۔

بعض آداب اور ضروری شرائط بیان کی جاتی ہیں گوش ہوش سے سنیں۔

اے عزیز! تو جان کہ

۱۔ طالب کو چاہیئے کہ اپنے دل کے چہرے کو تمام اطراف سے موڑ کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے۔

۲۔ پیر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے غیر کی طرف التفات نہ کرے۔ اور اپنے آپ کو کلیتہً اس کی طرف متوجہ کر کے بیٹھے فرض اور سنت نماز کے علاوہ کوئی نماز اس کی مجلس میں ادا نہ کرے۔

۳۔ جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ مرید کا سایہ پیر کے کپڑوں پر یا پیر کے سایہ پر پڑے۔

۴۔ پیر کی جاء نماز پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو خانہ میں وضو نہ کرے۔

۵۔ اس کے خاص برتنوں کو استعمال میں نہ لائے اور اس کے سامنے نہ پانی پیئے نہ کھانا کھائے اور نہ کسی سے بات کرے۔

۶۔ پیر کی عدم موجودگی میں اس طرف پاؤں نہ کرے جس طرف پیر ہو۔ نہ اس طرف منہ کر کے تھوکے۔

۱؎ کشف المحجوب صنا۵۶۔

۷۔ جو کچھ پیر سے صادر ہو اُسے درست جانے اگرچہ بظاہر درست نظر نہ آئے کیونکہ پیر جو کچھ کرتا ہے الہام اور اذن سے کرتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

۸۔ تمام کلی و جزوی امور میں اپنے پیر کی اقتدار کرے۔ کیا کھانے میں کیا پینے میں اور کیا سونے میں بلکہ ہر نیک کام میں۔

۹۔ نماز کو اپنے پیر کی طرح ادا کرنا چاہیئے اور فقہ کو اس کے عمل سے اخذ کرنا چاہیئے۔

۱۰۔ پیر کی حرکات و سکنات میں اعتراض کو قطعاً گنجائش نہ دے چاہے رائی برابر بھی اعتراض ہو کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے محرومی کے کچھ نہیں۔ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ بے سعادت وہ شخص ہے جو اس گروہ اولیاء میں عیب نکالے اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس بلائے عظیم سے نجات دے۔

۱۱۔ اپنے پیر سے خوارق کا مطالبہ نہ کرے اگرچہ یہ طلب دل میں وسوسے اور خطرے کی شکل میں ہو۔

۱۲۔ اگر دل میں کوئی شبہ آجائے تو بلا توقف پیر کی خدمت میں عرض کرے اور اگر حل نہ ہو تو اپنی کوتاہی تصور کرے۔

۱۳۔ اپنے کشفوں پر اعتماد نہ کرے بلکہ جو کچھ طالب پر منکشف ہو پیر کی خدمت میں عرض کرے۔

۱۴۔ بے ضرورت اور بلا اجازت پیر سے الگ نہ ہو کیونکہ اپنے بنئے پیر کے غیر کو اختیار کرنا عقیدت کے منافی ہے۔

۱۵۔ اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ کرے اور اونچی آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کی جائے کہ یہ بے ادبی ہے۔

۱۶۔ ظاہر و باطن میں فتوح اور کشائش حاصل ہو تو اپنے پیر کے توسط سے جانے اگر دوسرے مشائخ سے فیض پہنچا ہے تو اسے بھی اپنے پیر کی طرف سے جانے اور یہ اعتقاد رکھے کہ جب پیر کمالات و فیوض کا جامع ہے تو پیر کا خاص فیض مرید

کی خاص استعداد کے مناسب شیوخ میں سے ایک شیخ کے مناسب کہ افاضہ کی صورت اس سے ظاہر ہوتی ہے مرید تک پہنچا ہے۔ یہ مرید کی آزمائش کے طور پر وہ لطیفہ دوسرا شیخ خیال کر لیا گیا اور فیض کو اس کی طرف سے جانا ہے یہ عظیم مغالطہ ہے حق سبحانہ' لغزش قدم سے بچائے۔ اور پیر کے ساتھ حُسنِ اعتقاد اور اس کی محبت پر قائم رکھے۔ بحرمت سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات۔

مختصر یہ کہ "طریقت سب ادب ہے" مثل مشہور ہے کہ کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں اگر مرید بعض آداب کی رعایت میں اپنے آپ کو کوتاہ جانے اور ان کی مناسب ادائیگی تک نہ پہنچ سکے۔ اور کوشش وسعی کے باوجود عہدہ برآ نہ ہو سکے تو اس کے لئے معافی ہے لیکن اپنی اس کوتاہی کا اعتراف ضروری ہے۔ اور اگر العیاذ باللہ سبحانہ' آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف بھی نہ کرے تو ایسا مرید بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

ہر کہ را رُوئے بہ بہبود نہ بود ⁂ دیدن رُوئے نبی سود نہ بود[۱]

از خدا خواہیم توفیق ادب ⁂ بے ادب محروم گشت از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ⁂ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ہر کہ گستاخی کند اندریں طریق ⁂ گردد اندر وادیٔ حسرت غریق
ہر چہ آمد بر تو از ظلمات و غم ⁂ آں ز بیباکی و گستاخیست ہم رومی

پھر فرمایا :-

"شیخ مقتدا کہربا کی طرح ہے جس کسی کو اس سے مناسبت ہو گی خس و خاشاک کی طرح اس کے پیچھے دوڑتا آئے گا اور اپنا حصہ اس سے پائے گا اور جو شخص مناسبت نہیں رکھتا وہ ان کے کمالات کی دولت سے محروم ہے اگر ہزار معجزے خوارق و کرامات دیکھے۔ ابوجہل اور ابولہب کو اس معنی کی دلیل بنانا چاہیئے۔"[۲]

---

[۱]، [۲] مکتوب ۲۹۲، دفتر اوّل۔

طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند * کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

القابات

یہ طریقہ اوّل المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ مختلف زمانوں میں اس کے مختلف القابات رہے ہیں:۔

۱۔ صدیقیہ:۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک اسے "صدیقیہ" کہتے تھے۔

۲۔ طیفوریہ:۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تک اسے "طیفوریہ" کہتے تھے۔

۳۔ خواجگانیہ:۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے شہنشاہِ طریقت خواجۂ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تک اسے "خواجگانیہ" کہتے تھے۔

۴۔ نقشبندیہ:۔ خواجۂ خواجگان خواجہ بہاوالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک "نقشبندیہ" کے نام سے موسوم تھا۔

۵۔ نقشبندیہ مجددیہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اسے "طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

فضیلتِ طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ

یوں تو چاروں سلاسلِ طریقت نقشبندیہ۔ قادریہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ موصل الی اللہ ہیں لیکن قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے چاروں سلاسل کے طریقے معمولی تغیّر و تبدل کے ساتھ

مختلف ہیں۔ اور چاروں طریقے برحق ہیں۔ طالب جس طریقہ میں بھی مرشد کامل کے ذریعہ شامل ہو جائے باعثِ رحمت و برکت ہے۔ مگر طریقہ نقشبندیہ چند خصوصیات کا حامل ہے اِس لئے اس طریقہ کی دوسرے طرائق پر افضلیت ظاہر و باہر ہے :

۱۔ نسبتِ صدیقی رضی اللہ عنہ اور صحو[۱]

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :-

"آپ کو معلوم ہے کہ اولیاء کے تمام سلاسل کے درمیان سلسلہٴ عالیہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ پس صحو کی نسبت ان میں غالب ہوگی اور ان کی دعوت اتم ہوگی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات ان پر ظاہر ہوں گے" [۲]

دوسری جگہ فرمایا :-

"اے برادر! اس بلند طریق کے سرحلقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تحقیقی طور پر تمام بنی آدم سے افضل ہیں۔ اسی اعتبار سے اس طریق کے بزرگوں کی عبارتوں میں آتا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ان کی نسبت جس سے مراد خاص حضور اور آگاہی ہے بعینہٖ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت و حضور ہے جو تمام آگاہیوں سے بڑھ کر ہے" [۳]

۲۔ متابعت سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طریقہ نقشبندیہ میں متابعتِ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پابندی کا بے حد

---

[۱] اولیاء اللہ کے حضور و آگاہی میں اپنے ہوش و حواس قائم رکھنے کو صحو کہتے ہیں۔ اگر وہ مشاہدہ و حضور میں ایسے غرق ہوں کہ ہوش و حواس میں نہ رہیں تو اس کو سُکر کہتے ہیں۔ اس حالت میں ان کی زبان سے انا الحق سبحانی ما اعظم شانی جیسے الفاظ نکلتے ہیں۔

[۲] مکتوب ۲۵۱ دفتر اوّل [۳] مکتوب ۲۲۱ دفتر اوّل۔

التزام کیا جاتا ہے۔ اور معمولی سے معمولی آدابِ سنت ترک کرنے پر رضامند نہیں ہوتے۔

شہنشاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

" ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ الوثقیٰ ہے سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدرجہ کمال اِقتدا کرنا اور آثارِ صحابہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنا " ۱

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

" جاننا چاہیئے کہ وہ طریقہ جو اقرب ۔ اسبق ۔ اوفق ۔ اوثق ۔ اسلم ۔ احکم ۔ اصدق ۔ اولیٰ اعلےٰ ۔ اجل ۔ ارفع ۔ اکمل اور اجمل ہے وہ طریقہ نقشبندیہ ہے قدس اللہ ارواح اہالیھا و اسرار موالیھا ۔ اس طریقہ کی یہ تمام بزرگی اور اس سلسلہ کے بزرگوں کی بلند شان ۔ روشن سنت علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی سنت کی متابعت کی پابندی اور ناپسندیدہ بدعت سے اجتناب کی وجہ سے ہے ۔ اسی وجہ سے ان کے حضور اور آگاہی نے دوام پیدا کیا ہوا ہے اس درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی دوسروں پر فوقیت لے گئی ہے " ۲

" اس طریق کا مدار دو اصولوں پر ہے جن میں پہلا شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے سے چھوٹے آداب کو ترک کرنے پر بھی راضی نہ ہو " ۳

۳ ۔ عزیمت

توبہ پر استقامت اور عزیمت اختیار کرنا اور رخصت سے اجتناب رکھنا بھی اس طریقہ کی خصوصیت ہے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :۔

" اکابرِ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے عزیمت کو اپنا معمول بنایا ہے اور رخصت سے حتی الامکان اجتناب کیا ہے "

---

۱ حضرات القدس ص۱۸۲ ۔ ۲ مکتوب ۲۹۰ ، دفتر اوّل ۔ ۳ مکتوب ۲۲۸ ، دفتر اوّل ۔

۴۔ اندراج النہایت فی البدایت

طریقہ نقشبندیہ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ بزرگوار جہاں دوسروں کی نہایت ہوتی ہے وہاں سے ابتدا کرتے ہیں کیونکہ ان حضرات نے سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پابندی کی وجہ سے اپنی سیر کی ابتدا عالم امر سے کی ہے بخلاف دوسرے سلاسل کے مشائخ کہ ان کی سیر کی ابتدا۔ عالم خلق سے ہوتی ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

"طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتدا عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ بخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے۔ لہٰذا طریقہ نقشبندیہ وصول کے لئے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے تو ضروری طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتدا میں مندرج ہے۔

قیاس کُن زِگلستانِ من بہارِ مرا ۲

ان بزرگوں کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور خیر البشر علیہ و آلہٖ الصلوٰت والتسلیمات کی پہلی صحبت میں ہی بطریق اندراج نہایت در بدایت وہ کچھ میسر آگیا جو کامل اولیاء اُمت کو نہایت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آتا ہے لہٰذا حضرت وحشیؓ رضی اللہ عنہ قاتل سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو صرف ایک بار صحبت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جو خیر التابعین ہیں سے افضل قرار پائے۔ ۲

---

۱ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے بحالت کفر غزوہ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ بعد میں داخل اسلام ہوتے۔ خلافت صدیقی میں آپ نے مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کو داخل جہنم کیا۔ ۲ مکتوب ۵۸ دفتر اول

طریقۂ نقشبندیہ کی امتیازی خصوصیات

ا۔ محبّتِ شیخ

طریقۂ نقشبندیہ کی امتیازی خصوصیات میں سے یہ پہلا زینہ متابعت سُنّتِ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دُوسرا زینہ محبت شیخ ہے کیونکہ اس طریقہ میں محبتِ شیخ کے بغیر کچھ وصول نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے بھی ذِکر ہوا ہے۔

طریق نقشبندیہ کا مدار دو اصولوں پر ہے پہلا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب ترک کرنے پر بھی راضی نہ ہو۔ اور دوسرے شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص میں اس قدر راسخ اور ثابت قدم ہوں کہ ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں۔ بلکہ اس کی تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں زیبا و محبُوب دکھائی دیں اور اگر اللہ تعالےٰ کی مہربانی سے یہ دو اصل درست ہو گئے تو دنیا و آخرت کی سعادت نقد وقت ہے۔" ؎۱

محبتِ شیخ کا مقام

شیخ کی محبت کو دُنیا اور آخرت کی سعادت کا سرمایہ جان کر حق سبحانہٗ تعالیٰ سے اس پر ثابت قدم رہنے کی دعا مانگتے رہا کریں اور احکام شرعیہ کے بجالانے کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے اور باطنی جمعیت کا حاصل ہونا اسی دوستی کا ثمرہ ہے اگر تمام جہاں کی جتنی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں گرادیں لیکن اس محبت کو قائم رکھیں تو کچھ غم نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ امیدوار رہنا چاہیئے۔ ؎۲

اگر ان دو امور میں پختہ ہو جاؤ تو پھر کوئی غم نہیں، ایک تو صاحب شریعت غرّا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت اور دوسری شیخ طریقت سے محبّت و اعتقاد۔ آگاہ رہیں اور التجا و تضرع کریں۔ کہ ان دولتوں میں فتور نہ آنے پائے پھر جو کچھ بھی ہو آسان ہے اور اس کی

؎۱ مکتوب ۲۲۸، دفتر اوّل۔ ؎۲ مکتوب ۲۳۵، دفتر اوّل۔

تلافی ممکن ہے"۔ ؁۱

۲۔ صُحبتِ شیخ

محبتِ شیخ کے ضمن میں صحبتِ شیخ آتی ہے۔ جس قدر صحبتِ شیخ زیادہ ہوگی اُسی قدر محبتِ شیخ زیادہ ہوگی۔ اِسی لئے مشائخِ نقشبندیہ نے صحبتِ شیخ زیادہ سے زیادہ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

امام ربّانی حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

"مختصر یہ کہ اس طریقہ میں افادہ و استفادہ کا دار و مدار صحبت پر ہے۔ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:۔

"ہمارا طریقہ شیخِ طریقت کی صُحبت پر ہے اور اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صحبتِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی اولیائے اُمت سے افضل ہیں کہ کوئی وَلی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اگرچہ وہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہی کیوں نہ ہو"۔ ؁۲

خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اگر صحبتِ اہلِ باطن میں مشغول ہو تو ظاہر میں غیر اللہ سے بھی پرہیز کرو"۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے۔

"تعالوا نجلس فنؤمن ساعۃ"۔ آؤ ہم مِل کر بیٹھیں اور چند لمحے ایمان حقیقی سے مشرف ہوجائیں۔ یہ ماسویٰ کی نفی ہے اللہ کے دوستوں کی صحبت کے بے شمار فائدے ہیں"۔ ؁۳

۳۔ رابطہ شیخ

اس طریق کا مدار ہی دراصل رابطہ شیخ پر ہے۔ رابطہ شیخ کے معنی ہیں۔ تصورِ شیخ یعنی ہر وقت، ہر جگہ قلب میں تصورِ شیخ کے ذریعہ شیخ طریقت سے رابطہ قائم رہے۔ کیونکہ بعض اوقات

؁۱ مکتوب ۱۳، دفتر سوم۔ ؁۲ مکتوب ۶۹ دفتر سوم۔ ؁۳ رسالہ انسیہ حضرت مولانا یعقوب چرخی صہ ۱۰۲

شیخ طریقت کی بدنی صحبت میسر نہیں ہوتی تو تصورِ شیخ سے ہی رابطہ قائم رکھا جاتا ہے۔ اور صحبتِ بدنی میں بھی جب تک تصورِ شیخ شامل نہ ہو، صحبت بدنی بھی زیادہ اثر پذیر نہیں ہوتی ہے القصہ رابطہ شیخ ہی وہ کیمیا اثر نسخہ ہے جس سے فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول کے زینہ سے ہوتے ہوئے فنا فی اللہ کے ارفع و اعلیٰ مقام تک رسائی ہوتی ہے اور اس سے قربِ الی اللہ کی منازل بہ سہولت طے ہوتی ہے۔

بخاری اور مسلم کی حدیث "المرء مع من احب" جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہے۔ اور یہ اصولی بات ہے کہ جس سے محبت ہوگی اسی کا خیال ہر وقت دل میں جاگزیں رہے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر و نشر ہوگا اور اور یہی رابطہ یا تصورِ شیخ ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

بہ چہ تسکیں بدہم دیدہ و دل را کہ مدام
دل ترا می طلبد دیدہ ترا می جوید

ابن ماجہ کی حدیث "اذا رؤا ذکر اللہ" وہ جب دیکھے جائیں تو اللہ یاد آجائے۔ اور بروایت بغوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث قدسی اَولِیَائی من عبادی الّذین یذکرُوْن بذِکری واُذکرُ بذِکرِھم (میرے بندوں میں اولیاء وہ ہیں کہ میری یاد کے وقت ان کی یاد اور ان کی یاد کے وقت میری یاد آتی ہو۔) یعنی وہ مبارک ہستی جس کی فنا اور بقاء اللہ ہی سے ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ ہیں۔

"اور رابطہ تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول رہا ہے۔ وہ سال ہا سال بعد بھی سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ شریف کرتے وقت کس ذوق و شوق اور محبت سے کیا کرتے تھے۔ کَاَنّی اُنْظُرُ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔) جس وقت وہ یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے وہ اس مبارک خیال کو دیکھا کرتے تھے جو ان کے نہاں خانۂ دل میں محفوظ تھا یہی وہ رابطہ ہے جو موصل الی اللہ ہے اور حضرات نقشبندیہ اس پر عامل ہیں"[1]

[1] (حضرت مجددؒ اور اُن کے ناقدین ص۵۹)

تصور ہے وہ نسخۂ کیمیا ۔ کہ جس نے مس دل کو کندن کیا
تصور میں ہے بوئے سوز و گداز ۔ ہے مہر و محبت ہی راہِ نیاز
تصور ہے معمولِ مردانِ دین ۔ جو سمجھے تھے "کونوا مع الصادقین"
تصور ہے شمع فروزانِ راہ ۔ نہ ہے قولِ عاشق "کانی اراہ"
تصور نے ان کے کیا یہ اثر ۔ کھلا لی مع اللہ کا وہ بستہ در
تصور ہے بے شک وہ راہِ وصول ۔ پہنچتی ہے جو بارگاہِ رسول
ہوا جو گرفتارِ عشقِ نبی ۔ وہ دوزخ سے یکسر ہوا ہے بری
جو نارِ محبت کا ہو سوختہ ۔ نہ ہوگا وہ دوزخ کا اندوختہ
قتیلِ وفا پر ہو رحمت مدام ۔ بہشتِ بریں ہوگا اس کا مقام
نہ اس میں خفا ہے نہ تنکیر ہے ۔ "مع من احب" کی یہ تفسیر ہے

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں ۔

" الرابط بشیخہ و شرطہا ان یکون الشیخ قوی التوجہ دائم الیاداشت فاذا صحبہ خلی نفسہ عن کل شیئ الا محبتہ وینتظر لما یفیض منہ ویغمض عینیہ او یفتحہا وینظر بین عینی الشیخ فاذا افاض شیئ فلیتبعہ بجامع قلبہ ولیحافظ علیہ واذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبتہ والتعظیم فتفید صورتہ ما تفید صحبتہ "

اور رابطہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو اور یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو اور پھر جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوا اس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اس کی طرف سے فیض آئے اور دونو آنکھیں بند کریں یا ان کو کھول دے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ٹکٹکی لگائے اور پھر جب کسی چیز کا فیض آئے تو اس کے پیچھے پڑ جائے اور دل کی جمعیت سے کہے اور چاہیئے کہ اس کی محافظت کرے ۔ جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت اپنی دونوں آنکھوں کے

درمیان خیال کرتا ہے۔ بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی تھی "۔

اس رابطہ کے متعلق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

" اور حق تو یہ ہے کہ سب راہوں سے زیادہ قریب تر راہ یہ ہے کہ گاہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو مرید کی مزید محبت کی وجہ سے مُرشد تصرف کرتا ہے۔ مشائخ طریقت نے فرمایا " اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اور اگر تم سے یہ نہ ہو سکے تو اُن کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں "۔

بمصداق حدیث شریف " ھُم الذین اذا رأو ذکر اللہ " (اولیاء اللہ وہ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔ اور جن کی صحبت فوائدِ صحبت سے پُر ہو کہ حدیث " ھُم قومٌ جلساء اللہ " (اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے جلیس ہیں۔) اور حدیث قومٌ لَا یَشقی جلیسھم " (اولیاء اللہ ایسی قوم ہیں جن کا جلیس یعنی ہم صحبت بدبخت نہیں ہوتا۔) ؁۱

کیونکہ یہی وہ حضرات ہیں جن کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

" اُولٰئك الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ " ؁۲

(وہ لوگ ہیں جن کو ہدایت دی اللہ تعالیٰ نے سو تم بھی ان کی اقتدا کرو۔)

اصطلاحاتِ نقشبندیہ

حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنے طریقہ کی بناء گیارہ کلماتِ طیبات پر رکھی ہے۔ ان میں سے آٹھ خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور آخری تین اصطلاحیں شہنشاہِ نقشبند خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں۔ یہ اصطلاحات اشغال و اعمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

؁۱ شرح قول الجمیل ص۸۸ تا ۸۹ - ؁۲ سورۃ انعام - ۹۰ ۔

آٹھ کلمات یہ ہیں :۔

۱۔ ہوش در دم	۲۔ نظر بر قدم	۳۔ سفر در وطن
۴۔ خلوت در انجمن	۵۔ یاد کرد	۶۔ بازگشت
۷۔ نگہداشت	۸۔ یادداشت	

شہنشاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ کلمات منسوب ہیں :۔

۱۔ وقوفِ زمانی	۲۔ وقوفِ قلبی	۳۔ وقوفِ عددی

بمطابق تشریحات مشائخ ان کلمات کی تشریح عرض ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۔ ہوش در دم

یہ اصل میں پاسِ انفاس ہے یعنی سالک کا ہر سانس حضور و آگاہی میں سے ہو۔ یعنی ہر دم ہوش میں رہے تاکہ کوئی سانس غفلت یا معصیت میں نہ گذرے اور سانس کی اس قدر محافظت کرے کہ کوئی سانس غفلت اور معصیت میں گذرے۔

حدیث شریف میں وارد ہے، ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ڈرایا۔

خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو یعنی سانس کے خروج و دخول میں اور دخول و خروج کے درمیان محافظت چاہیے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے۔

۲۔ نظر بر قدم

یعنی اپنی نگاہ اپنے پاؤں کی طرف رکھنا کیونکہ نیچی نظر رکھنا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تاکہ نامحرم عورتوں پر نظر نہ پڑے اس لئے سالک کو چاہیئے کہ راہ چلتے اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ کیونکہ نامحرم عورت پر نظر پڑنا ایک زہر آلود تیر کی طرح ہے جس سے ہلاکت یقینی ہے اس ہلاکت سے مراد نقصان ایمان اور رسوائی و تباہیِ دارین ہے۔ اس لئے نظر کی پراگندگی اور رنگ

رنگ کی اشیاء دیکھنے سے خیال منتشر ہوتا ہے۔ اس لئے یہ عمل نظر بر قدم "تفرقہ بیرونی کے لئے ہے۔ جیسا کہ "ہوش در دم" تفرقہ اندرونی کے دفعیہ کے لئے ہے۔ دیگر اس سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے برائی اور نیکی کے قدم کو دیکھے اگر برائی میں قدم دیکھے تو پیچھے ہٹائے اور نیکی کے قدم کو آگے بڑھائے۔

وقتِ رفتن بر قدم باید نظر — ہست سُنتِ حضرتِ خیر البشر
اندریں حکمت بیش است بے شمار — دیدہ خواہد طلب حق آشکار
اتباعِ حضرتِ محمد مصطفٰے — میرساند حق جل و علا

۴۔ سفر در وطن

سفر در وطن کے معنی ہیں اپنے باطن میں سفر کرنا۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ آدمی صفاتِ بشریہ کو چھوڑ کر صفاتِ ملکیہ کو حاصل کرے۔ یعنی طلب جاہ و حسد بغض، کینہ اور تکبر سے دل کو پاک کرے۔ دوسرے لفظوں میں صفاتِ ذمیمہ سے صفاتِ حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے کیونکہ جب تک خصائلِ رذائل دِل میں بھرے ہوں گے۔ نورِ خدا دل میں کس طرح ہو سکتا ہے۔

— حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

صد تمنا در دل داری فضول — کے کند نور خدا در دِل نزول

— اور مولائے رُوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ہم خدا خواہی وہم دُنیائے دُوں — ایں خیال است و محال است و جنوں

— اوّل المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزا چکھا تو اِس نے اس کو طلب دنیا سے باز رکھا۔"[۱]

کینہ و بغض و حسد حقد و ریا — خودسری خود بینی و مکر و دغا
ایں خصائلِ ناقصہ را دور کن — قلب خود از یادِ حق معمُور کن
تا شود قلب سیہ نور و ضیاء — تا شود خانۂ دلت خانۂ خُدا

خواجگانِ نقشبندیہ سفرِ ظاہر آشنا ہی کرتے ہیں کہ پیرِ کامل تک پہنچ جائیں اور دوسری

---

[۱] قول الجمیل شرح صہ ۹۶

حرکت جائز نہیں رکھتے اور ملازمتِ شیخ سے دوری نہیں چاہتے۔ اور ملکۂ آگاہی کے حصول کی نہایت کوشش کرتے ہیں اور سیرِ آفاقی کو سیرِ انفسی کے ضمن میں طے کرتے ہیں باقی سلاسل میں سلوک کو سیرِ آفاقی سے شروع کرتے ہیں۔ سیرِ انفسی سے شروع کرنا سلسلہ نقشبندیہ کا خاصہ ہے اور اندراج نہایت در بدایت کے یہی معنی ہیں۔

۴۔ خلوت در انجمن

خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اور اپنے تمام حالات میں یعنی کھانے پینے بولنے پڑھنے پڑھانے چلنے پھرنے بیٹھنے، سونے وغیرہ میں چاہے حالت پاکی میں ہو یا ناپاکی میں۔ دل اللہ کے ساتھ اس قدر مشغول ہو کہ توجہ اللہ کیطرف پختہ و راسخ ہو جائے۔ خواجہ خواجگان شہنشاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"دل بہ یار دست بکار"۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله"۔[1]

(میرے بندے وہ ہیں کہ جن کو تجارت اور لین دین میرے ذکر سے غافل نہیں کرتا)

شعر: از بروں درمیانِ بازارم ۔۔۔ وز دروں خلوتیست با یارم

خلوت در انجمن سے مراد یہ ہے کہ آدمیوں میں اس کا جسم موجود رہے اور دل میں سوائے اللہ کے کسی کا خیال نہ رہے۔ اور بات بے تکلفی کے ساتھ ہو۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نہ تو عالموں والا لباس پہنتا ہوں نہ درویشوں والا، تاکہ لوگ مجھے عالم یا درویش نہ سمجھیں۔ بلکہ عام لوگوں کا لباس پہنتا ہوں تاکہ پہچانا نہ جاؤں۔ خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی طریقہ تھا۔ کہ مثل عام لوگوں کے رہتے تھے۔ اور کوئی شان درویشی وغیرہ کی ظاہر نہ کرتے تھے۔ اور یہی طریق حضراتِ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔

ایں نصیحت بشنوید از گوشِ دل ۔۔۔ کار نے آید دریں جا گوشِ گل

بندگان باید کہ در وقتِ سخن ۔۔۔ قلب با حق قالب در انجمن

خواجہ احرار قدس سرہٗ کا قول ہے کہ ذکر میں جہد و اہتمام بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ یا چھ روز میں یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے۔

خواجۂ خواجگان شہنشاہِ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں :-

" خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا۔"

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

۵۔ یاد کرد

یاد کرد کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے۔ ذکر اسم ذات کا یا نفی اثبات یعنی کلمہ شریف کا جو کچھ مرشد سے اجازت ہو۔ ذکر اس قدر کرے کہ اللہ تعالےٰ کی حضوری حاصل ہو جائے۔ حضرت شہنشاہِ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مقصودِ ذکر سے یہ ہے کہ دِل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے۔ کیونکہ ذکر دفع غفلت کا دوسرا نام ہے۔

حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ؎

باش دائم اے پسر در یادِ حق　　　گر خبر داری ز عدل و داد حق

(اے عزیز! ہمیشہ یادِ حق میں رہا کر، اگر تجھے خدا کے انعامات کی خبر ہے۔)

۶۔ بازگشت

یعنی رجوع کرنا یا پھرنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے۔ حضرت شہنشاہِ نقشبند قدس سرہٗ کی یہ دعا تھی

" الٰہی مقصودِ من توئی و رضائے تو، محبت و معرفتِ خود بدہ "

(اے اللہ! مرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی، اپنی محبت و معرفت عطا کر۔)

اور حق تو یہ ہے کہ ذکر اور فکر کے دوران اگر کچھ عالم غیب سے نظر آجائے۔ تو سالک اس پر مغرور ہو کر اسے اپنا مطلوب نہ سمجھے۔ کیونکہ ذاتِ الٰہی تو کُجا صفاتِ الٰہی میں سالک

اگر لاکھوں برس بھی گزار دے تو سیر ختم نہ ہو۔ اسی ضمن میں خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کا ارشاد ہے:
"ہر چہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آں ہمہ غیر است بحقیقت کلمہ لا نفی آں باید کرد"۔
(یعنی جو کچھ دیکھا جائے سنا جائے جانا جائے وہ سب غیر خدا ہے کلمہ طیبہ کے لا سے سب کی نفی کرنی چاہیئے۔)

۷۔ نگہداشت

نگہداشت سے مراد ہے کہ ذاکر قلب کو خطرات اور حدیث نفس سے نگاہ میں رکھے اور دور کرے یعنی جو خیالات اور وسوسے دل میں غیر خدا کے آئیں تو سالک ان کو نہ آنے دے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خطرہ کو دل میں ایک ساعت بھی نہ رکھنا چاہیئے بزرگوں کے نزدیک یہ نہایت اہم ہے۔ ؎

کوش تا در دل نیاید فکر غیر نے رود فکر دل طالب بغیر

۸۔ یادداشت

یادداشت سے مراد ہے "دوام آگاہی بحق سبحانہ"
یہاں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ یاد کرد، نگہداشت اور یادداشت میں کوئی فرق نہیں۔ تو خیال رہے کہ یاد کرد اور نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے اللہ تعالےٰ کی طرف مشغول ہوتا ہے لیکن یادداشت میں بلا کوشش خود بخود قلب اللہ تعالےٰ کی طرف مشغول و مخاطب رہتا ہے اور یہ مقام ولایت ہے۔ ؎

یادداشت حاصل شود بعد از فنا بلکہ حاصل می شود بعد از بقا
بعد ازیں غافل نہ باشد یک زماں خواہ باشد فرح و غم سود و زیاں
در جماعت اولیاء داخل شود نزد جملہ طرق او واصل شود

شہنشاہِ نقشبند خواجہ سید بہاؤالدین محمد نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تین اصطلاحات ۔

۹۔ وقوفِ زمانی

وقوفِ زمانی اور ہوش در دم دونوں تقریباً ہم معنی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہوش در دم، مبتدی کے واسطے ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ کی سنبھال ہے اور وقوف زمانی کے واسطے مناسب ہے۔ کہ کچھ کچھ دیر بعد سنبھال کرے اور وقوفِ زمانی کو محاسبہ بھی کہا جاتا ہے ۔

۱۰۔ وقوفِ عددی

وقوفِ عددی سے مراد سالک کا اثنائے ذکر واقف رہنا ہے کہ جب ذکر حق کرے طاق عدد کرے یعنی ۳، ۵، ۷، ۹، ۱۱ وغیرہ کیونکہ "اللّٰه وتر و یحب الوتر" یعنی اللہ ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے لیکن ذکر عددی کے ساتھ ساتھ ذکرِ قلبی بھی ضروری ہے

۱۱۔ وقوفِ قلبی

وقوفِ قلبی سے مراد ہے کہ سالک ہر وقت ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے تاکہ سب طرف سے توجہ ٹوٹ کر معبود حقیقی کی طرف توجہ ہو جائے اور خطرات اور وسوسے دِل میں داخل نہ ہوں خصوصاً بوقتِ ذکر اس کا پورا خیال رکھے وقوفِ قلبی حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے نزدیک بہت ضروری اور رکنِ عظیم ہے اور طریقہ نقشبندیہ کا دارمدار اسی پر ہے ۔

وصلِ اوّل

الله جلّ جلالہٗ

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

سبحان اللہ زہے خدائے متعال   عالی ز تصور و مبرا ز خیال
از نور لطافتش منور مشحوں   وز ستر سرایتش جہاں مالا مال

(خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ ف ۱۰۱۲ھ)

— حمد و نعت —

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمد چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفٰے بس
محمد حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت مے تواں کرد
محمد از تو می خواہم خدا را
الٰہی از تو حب مصطفٰے را

(مرزا مظہر جان جاناں نقشبندی مجددیؒ ف ۱۱۹۵ھ)

زمین کے ذرّوں کی بناوٹ۔ تاروں کی سجاوٹ۔ صحراؤں کے سکوت، دریاؤں کی روانی سمندروں کا مد و جزر۔ پستی و بلندی کی حیرت آفرینیاں۔ بہار و خزاں کی ندرت کاریاں۔ ماہ و سال کی گردشیں۔ طلوع و غروبِ آفتاب کے حسین و دلکش مناظر۔ ستاروں کا خرام۔ سورج کی روشنی۔ چاند کی چاندنی۔ ہواؤں کی ٹھنڈک۔ خلاؤں کی وسعتیں اور بنی نوع انسان کی ہزاروں نہیں لاکھوں دلچسپیاں اور طلسم بندیاں اور بذاتِ خود بنی نوع انسان کی حیرت انگیز منصوبہ بندی۔

ان سب کا صانع اور خالق کون ؟

اللہ اور صرف اللہ ہے ۔" اللّٰہ لا الٰہ اِلّا ھو الحی القیّوم" اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا ہے۔"

صحراؤں کی ریت کے ذرّوں۔ درختوں کے پتّوں۔ دریاؤں اور سمندروں کے پانی کے قطروں سے بھی زیادہ حمد و سپاس کے لائق صرف وہی ذات پاک ہے کہ واحدانیت اس کی صفتِ مخصوص ہے۔ اور عظمت و برتری اس کا وصف خاص اور جلال و کبریائی اس کی رداء ہے۔

" کسی کی مجال نہیں کہ اس کی معرفت کی حقیقت تک رسائی کا دعویٰ کر سکے بلکہ اس کی معرفت سے آگاہی میں عجز و انکساری ہی دوستانِ الٰہی کا بلند ترین مقام ہے انبیاء و ملائکہ کے لیے اس کی حمد و ثناء کا حق ادا کرنے کا یہی آخری درجہ ہے کہ وہ اس سے قاصر و ناقابل ہونے کا اعتراف کرلیں۔" [1]

امام المتقین والصدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

" ادراک کو پا لینے سے عاجز آجانا ہی ادراک ہے۔"

---

[1] کیمیائے سعادت (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

پاک ہے وہ ذاتِ الٰہی جس نے خلقت کے لیے اپنی طرف کوئی راہ نہیں بنائی بجز اس کے کہ اس کی معرفت سے عاجز آیا جائے ؎

سبحان خالقے صفاتش ز کبریا ، بر خاک عجز مے فگند عقلِ انبیاء[۱]

لیکن اس عاجزی و بے چارگی کا یہ مطلب ہرگز نہ لیا جاتے کہ ہم اس کی معرفت و آگاہی سے مایوس ہو جائیں اور اس کے ساتھ ہی معرفت میں کمال و اتمام حاصل کر لینے کا مدعی ہونا بھی خام خیالی ہے ؎

حد کنہ تو بادراک نشاید دانست ، ویں سخن نیز باندازۂ ادراک من است[۲]

عظمت و کبریائی صرف اللہ کی ذات والا صفات کو زیبا ہے بندے کا کام اُس کی بندگی ہے انسان کو صرف عبودیت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"[۳] عبودیت کاملہ ہی انسان کو بلندیاں اور سرفرازیاں عطا کر سکتی ہے عبادت کا صحیح لطف اسی وقت آتا ہے جب بندے کو اپنے معبود کے قادرِ مطلق اور رحیم و کریم ہونے کا صحیح احساس ہو جائے اسی لیے عبودیتِ کبریٰ کے مفہوم و معنی سے آگاہ انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرتے وقت یہ احساس پیدا ہونا چاہیئے کہ میں اس کی بارگاہ میں کھڑا اسے دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ سعادت نصیب نہ ہو۔ تو کم از کم یہ خیال اور احساس تو ضرور ہونا چاہیئے کہ وہ ہستی مجھے دیکھ رہی ہے۔

سورج چاند ستارے شجر و حجر، پہاڑ اور دریا سب کے سب اطاعتِ الٰہی میں سرتاپا غرق ہیں۔ ازل سے آج تک کبھی ایسا نہ ہوا کہ ان کے معمولات میں کسی قسم کا خلل واقع ہوا ہو لیکن انسان جو اشرف المخلوقات اور زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مقرر کیا گیا ہے اور اس کو عقل و شعور اور فہم و ادراک کی دولت بھی عطا ہوئی ہے اس کی کثیر تعداد اپنی تخلیق کے مقصد کو سراسر نظر انداز کر رہی ہے۔ اور اس طرح اشرف المخلوقات کے درجہ سے گر کر ارذل ترین مخلوق بن جاتا ہے۔

اس کی مثال یوں ہے کہ حکومت کی طرف سے کسی انسان کو اعلیٰ اختیارات دے کر

۱؎ مکتوب ۱۲۲ دفتر سوم۔ ۲؎ عرفی ۳؎ سورہ الذاریات ۵۶

سرکاری خزانے کا محافظ بنایا گیا ہو اور اس سے سرقہ (چوری) کا جرم سرزد ہو تو اس کی سزا عام انسانوں سے مختلف ہو گی۔

قانونِ ربانی کا بھی یہی مزاج ہے یہاں مقام اور مرتبے کے اعتبار سے گرفت ہوتی ہے۔ مقربینِ بارگاہ کو معمولی لغزش پر بھی تنبیہہ ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان اپنے مولا کی عطا کی ہوئی نعمتوں کی شکرگذاری کے طور پر یادِ الٰہی میں یقینِ کامل اور ایمان کے ساتھ مصروف ہو جائے اور اس کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار کرے تو پھر جس طرح جلتا ہوا چراغ پروانوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد میں جلنے والے دل پر رحمتِ الٰہی نثار ہونے لگتی ہے یعنی جب بندے کا تعلق اپنے مولا سے جڑ جاتا ہے تو دل میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور محبت کا تیل نور بن کر تعلق کے ذریعے ظاہر ہونے لگتا ہے۔

جس طرح جلتے ہوئے چراغ دوسروں کو ٹھوکر سے بچاتے ہیں اور منزل کا سراغ دیتے ہیں بعینہٖ یادِ الٰہی میں جلتے ہوئے دل ایمان کی حرارت بخشتے ہیں۔ اور آخرت کی منزل کے مسافر کو اپنی راہیں فروزاں و تاباں نظر آنے لگتی ہیں یہی اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ اور مقبول بندے ہیں۔ یہی وہ سیدھی راہ ہے جس پر نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالح لوگوں کے نقشِ قدم ملتے ہیں۔ عقلِ انسانی اگر کوئی دوسرا راستہ تلاش کرنے کا دعویٰ کرے تو وہ راہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہے مقبول راستہ وہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں کا قافلہ گزرا ہے۔

" اھدنا الصراط المستقیم ۝ صراط الذین انعمت علیھم " [۱]

(اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا! ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا)

دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

" فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النّبیین والصدّیقین والشھداء والصّٰلحین [۲] " (جن پر اللہ نے انعام (فضل) کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک صالح لوگ)

اندھیری رات کے مسافر کے لئے جو کام ستاروں کی قندیلیں کرتی ہیں۔ سالکوں کے لئے

---

[۱] سورۃ فاتحہ۔ [۲] سورۃ النساء ۶۹۔

صالحین کے نقوشِ قدم وہی کام دیتے ہیں ظلمتیں ٹھوکروں کے سوا کچھ نہیں بخشتیں کسی راہ پر چلنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ یہ شیطان کی راہ تو نہیں۔ مقبولانِ بارگاہ کی راہ یہی ہے۔

اندھیری رات کے جو مسافر ستاروں کی قندیلوں یعنی مقبولانِ بارگاہ کے نور سے استفادہ کو غیر ضروری خیال کریں، اُن کا قدم ٹھوکر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ محفوظ ترین راستہ صرف صالحین کا راستہ ہے جو انسان بھی صالحین کی راہ پر گامزن ہوگا اللہ تعالےٰ اس کو اپنی بارگاہ میں مقبول و مقرب بنا لیتا ہے۔ کیونکہ بفرمان پیرِ رُومیؔ ؎

پیرِ کامل صورتِ ظلِ اِلٰہ   یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا

بارگاہ ربّ العزت میں دعا ہے کہ بہ طفیل سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں مقبولانِ بارگاہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین !

شجرہ طریقہ نقشبندیہ - ۱

امام الانبیاء سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ - ۱۰ رجب ۳۳ھ

امام قاسم قدس سرہٗ - ۲۴ جمادی الآخر ۱۰۸ھ

امام جعفر صادق قدس سرہٗ - ۱۵ رجب ۱۴۸ھ

سلطان العارفین بایزید بسطامی ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ

خواجہ ابوالحسن علی خرقانی - ۱۰ محرم ۴۲۵ھ

ابوالقاسم گرگانی - ۴۵۰ھ بوعلی فارمدی ۴۷۷ھ شیخ عبداللہ انصاری ۱۹ ربیع الآخر ۴۸۱ھ

خواجہ یوسف ہمدانی ۱۷ رجب ۵۳۶ھ امام غزالی ۱۴ جمادی الآخر ۵۰۵ھ

حسن اندانی ۵۵۲ھ احمد یسوی ۵۶۲ عبداللہ برقی ۵۵۵ھ خواجہ عبدالخالق غجدوانی ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ

خواجہ عارف ریوگری ۶۱۶ھ احمد صدیق ۶۵۷ھ اولیاء کبیر ۶۲۷ھ

محمود انجیر فغنوی ۷۱۷ھ سلیمان کرمیتنی ۶۵۸ھ اولیا غریب دہقان قبلی خواجہ سوگان

میر حسن وابکنی علی رامیتنی ۷۱۵ھ میر خورد

محمد صلاح خواجہ خورد محمد ۷۱۵ھ محمد بابا سماسی ۷۵۵ھ خواجہ ابراہیم ۷۹۳ھ خواجہ محمد کلاہ دوز

خواجہ محمود سماسی صوفی سوخاری سید امیر کلال ۷۷۲ھ مولانا علی دانشمند

امیر برہان الدین ۸۰۵ھ امیر حمزہ ۸۰۸ھ خواجہ خواجگان بہاؤالدین نقشبند ۷۹۱ھ امیر شاہ ۸۰۴ھ امیر عمر ۸۰۳ھ

شجرہ طریقہ نقشبندیہ ۲

امام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ

۳ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ

- خواجہ یعقوب چرخی ۸۵۱ھ
  - خواجہ عبیداللہ احرار ۸۹۵ھ
    - مولانا محمد زاہد وخشی ۹۳۶ھ
      - مولانا محمد درویش ۹۷۰ھ
        - مولانا خواجگی امکنگی ۱۰۰۸ھ
          - خواجہ محمد باقی باللہ ۱۰۱۲ھ
            - امام ربانی مجدد الف ثانی ۱۰۳۴ھ
            - حسام الدین ۱۰۴۳ھ
            - تاج الدین سنبھلی
            - شیخ الہ داد ۱۰۴۹ھ
            - شیخ عبدالحق محدث ۱۰۵۳ھ
            - خواجہ عبداللہ ۱۰۷۴ھ
            - خواجہ عبیداللہ ۱۰۷۳ھ
          - خواجہ ابوالقاسم فرزند ۱۰۲۲ھ
          - خواجہ محمد صابر ۱۰۳۴ھ
          - حاجی عبدالعزیز ۱۰۴۱ھ
        - خواجہ ضیاءالدین یوسف فرزند ۹۱۷ھ
        - مولانا علاؤالدین ساغرجی ۹۴۷ھ
        - شیخ مودود لاری ۹۳۷ھ
        - مولانا شیروانی ۹۳۸ھ
    - محمد عبداللہ (فرزند)
      - عبدالہادی فرزند
      - شہاب الدین خاوند محمود فرزند ۹۵۰ھ
      - عبدالحق فرزند ۹۵۶ھ
      - عبدالشہید فرزند ۹۸۲ھ
      - عبدالعلیم فرزند
      - ابوالفیض فرزند
      - محمد یوسف فرزند
        - خواجہ قطب الدین (فرزند)
        - مولانا حمیدالدین تاشقندی
        - مولانا خواجگی کاسانی ۹۴۹ھ
    - محمد یحییٰ (فرزند)
    - مولانا محمد قاضی ۹۲۱ھ
    - نورالدین عبدالرحمٰن جامی ۸۹۸ھ
- سراج الدین پیرمستی ۸۵۷ھ
- سیف الدین مناری ۸۲۸ھ
- علاؤالدین غجدوانی ۸۵۲ھ
- علاؤالدین عطار ۸۰۲ھ
  - نظام الدین خاموش ۸۶۰ھ
    - خواجہ سعدالدین کاشغری ۸۶۲ھ
      - مولانا نوراللہ اسفندانی
        - مولانا غیاث احمد (فرزند) ۹۴۰ھ
        - شیخ مراد
        - مولانا زین الدین محمود کمان گر ۹۶۰ھ
      - حاجی عبدالعزیز جامی
      - مولانا محمد روجی
      - امیر رنگریز
  - خواجہ حسن عطار ۸۲۶ھ
- خواجہ محمد پارسا ۸۲۲ھ
  - ابو نصر پارسا ۸۶۵ھ

شجرہ ۳

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ

۹۷۱ھ - ۱۰۳۴ھ

خواجہ محمد صادق ۱۰۲۵ھ — خواجہ محمد سعید ۱۰۷۰ھ — خواجہ محمد معصوم ۱۰۷۹ھ — خواجہ محمد فرخ ۱۰۲۵ھ — خواجہ محمد عیسیٰ ۱۰۲۵ھ — خواجہ محمد اشرف ۱۰۲۵ھ — خواجہ محمد یحییٰ ۱۰۹۶ھ

شیخ محمد — عبدالاحد شاہ گل ۱۱۲۶ — خواجہ صبغۃ اللہ ۱۱۲۱ھ — خواجہ محمد نقشبند ثانی ۱۱۱۴ھ — خواجہ سیف الدین ۱۰۹۵ھ — خواجہ محمد صدیق ۱۱۳۰ھ

محمد حنیف — سعداللہ ۱۱۳۸ھ — محمد نقی — محمد اسمٰعیل ۱۱۳۲ھ — ابوالعلی ۱۱۰۷ھ — محمد عبیداللہ ۱۰۸۳ھ — محمد عیسیٰ — محمد اشرف ۱۱۱۷ھ — زین العابدین

محمد زکی رازدان — میر ناصر عندلیب ۱۱۷۲ھ — محمد ظہر — غلام محمد معصوم ۱۱۵۹ھ — خواجہ محمد زبیر ۱۱۵۲ھ — عزیز القدر — محمد ثانی الحال ۱۱۵۰ھ — محمد شرف

محمد مظہری — میر درد — شیخ احسان اللہ — محمد ہادی ۱۱۲۱ھ — محمد پارسا ۱۱۴۱ھ — صفی القدر — محمد اعظم — شعور احمد

محمد رمضان — احمد متقی — شاہ حسین — شاہ محمد آفاق ۱۲۵۱ھ — محمد محسن ۱۱۴۹ھ — محمد احسان — زکی القدر خواجہ ابوسعید ۱۲۵۰ھ — شاہ رؤف احمد ۱۲۴۹ھ — شاہ خطیب احمد ۱۲۶۶ھ

سید امام علی شاہ ۱۲۸۲ھ

سید صادق علی شاہ — شاہ محمد مسعود — خواجہ امیر الدین ۱۳۳۰

سید بارک اللہ — مفتی محمد سعید — شیر ربانی میاں شیر محمد ۱۳۴۷ھ

سید مظہر قیوم — مفتی مظہر اللہ دہلوی ۱۳۸۶ھ

سید محفوظ حسین — مفتی منظور احمد ۱۳۹۱ھ — مفتی مظفر احمد ۱۳۶۹ھ — ڈاکٹر محمد مسعود

میاں غلام اللہ ۱۳۷۷ھ — مولانا محمد عمر ۱۳۹۱ھ — میاں رحمت علی ۱۳۹۰ھ — سید نور الحسن کیلیانوالہ ۱۳۷۲ھ — ابوالرضا حاکم علی ۱۳۶۰ھ — سید محمد اسمٰعیل کرمانوالہ ۱۳۸۵ھ

سید باقر علی — سید جعفر علی — سید جلال الدین بھکھی شریف ۱۴۰۶ھ — مولانا محمد سعید لاہوری ۱۴۰۷ھ — سید محمد علی — سید عثمان علی

میاں جمیل احمد — میاں غلام محمد — سید محمد مظہر قیوم — سید محمد عرفان — سید محمد انوار — سید محمد محفوظ

شجرہ طریقہ نقشبندیہ ؁

شجرہ نسب سادات چوراہیہ

خولہ خواجگان خواجہ سید نور محمد باباجی چوراہی ابن خواجہ سید فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ

۱۱۷۹ھ - ۱۲۸۶ھ

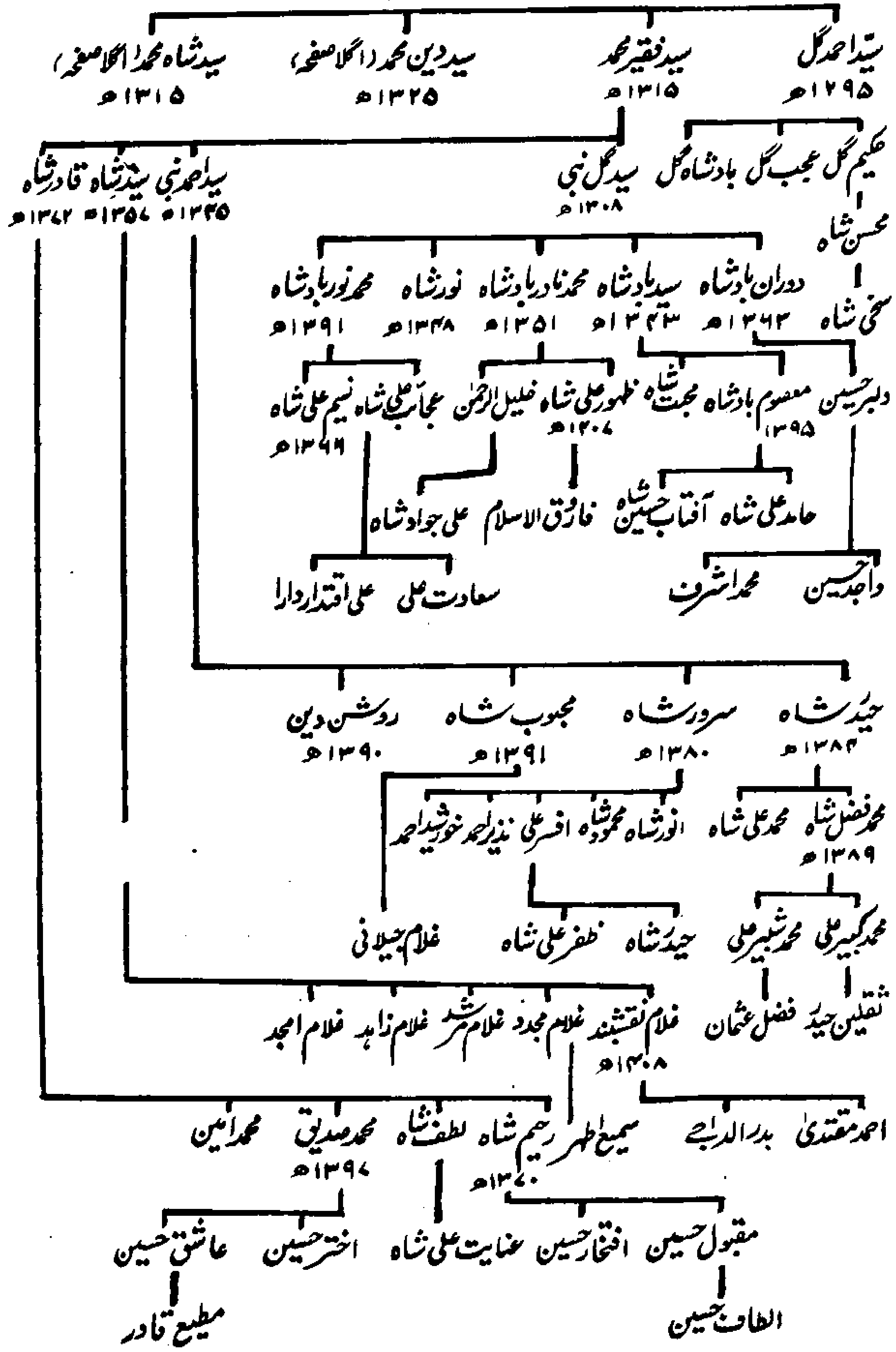

شجرہ ۴

خواجہ خواجگان سیّد نور محمد باباجی چوراہی قدس سرہٗ

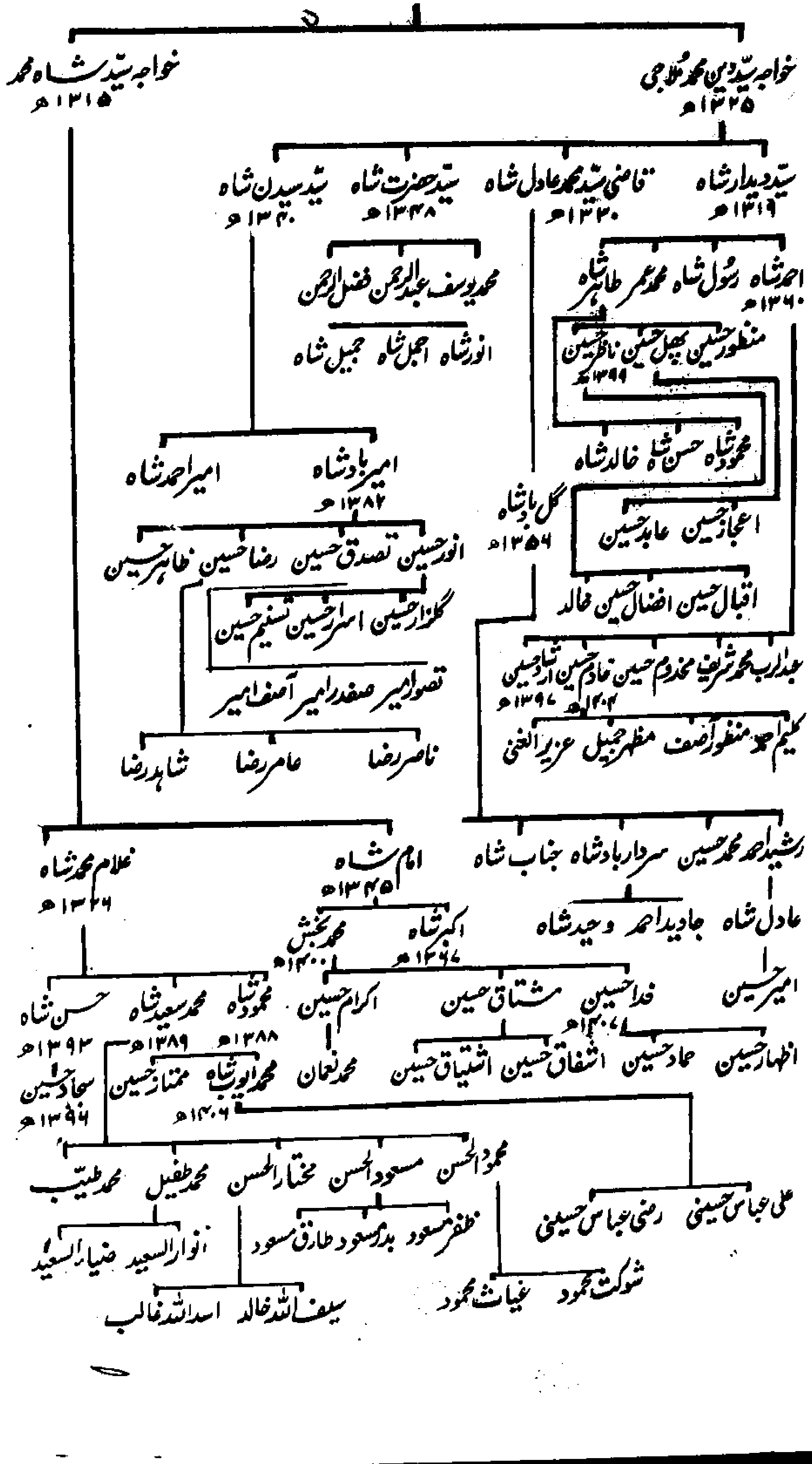

شجرہ ۵ — خواجہ خواجگان سید نور محمد باباجی چوراہی ۱۲۸۶ھ

- ہادی نامدار شاہ تھیال
  - سید حسین شاہ آلو مہار ۱۳۰۸ھ
    - سید محمد امین شاہ ۱۳۲۱ھ
      - سید محمد حسین شاہ ۱۳۵۱
        - سید فیض الحسن شاہ ۱۴۰۴ھ
- خواجہ سید فقیر محمد چوراہی ۱۳۱۵ھ
  - امیر ملت سید جماعت علی شاہ ۱۳۷۰ھ
    - سید محمد حسین ۱۳۸۱ھ
    - مولانا علی محمد جماعتی ۱۳۸۹ھ
    - سید ولایت شاہ ۱۳۷۱ھ
      - سید اختر حسین
      - سید محمود شاہ
      - سید احمد شاہ
      - سید حامد علی شاہ
    - مولانا غلام محمد ترنم ۱۳۸۹ھ
    - پیر محبوب شاہ ۱۳۳۸ھ
    - مولانا قطب الدین جھنگوی ۱۳۷۹ھ
    - پروفیسر عابد حسن ۱۳۶۴ھ
    - پروفیسر حامد حسن ۱۳۸۴ھ
    - پیر محمد حیات ۱۳۶۱ھ
    - محمد حسین قصوری ۱۳۴۵ھ
  - سید جماعت علی شاہ لاثانی ۱۳۵۸ھ
    - سید علی حسین ۱۴۰۷ھ
    - سید چراغ شاہ ۱۳۸۹ھ
      - سید عابد حسین
      - سید محمد اسماعیل
    - حافظ محمد نواز ۱۳۹۰ھ
    - نبی بخش حلوائی ۱۳۶۵ھ
    - سید محمد مسعود ۱۳۵۹ھ
      - سید افتخار الحسن فیصل آباد
    - صوفی محمد دین ۱۴۰۱ھ
      - صوفی غلام حسین گوجرہ
  - حافظ عبدالکریم راولپنڈی ۱۳۵۵ھ
    - خواجہ عبدالرحمن
    - صوفی نواب الدین ۱۳۸۵ھ
      - خواجہ محمد معصوم
      - ابوالخیر عبداللہ جان
      - صوفی کرامت حسین
    - مولانا محمد شریف ۱۳۷۱ھ
      - مولانا محمد بشیر
- خواجہ سید دین محمد چوراہی ۱۳۲۵ھ
  - مفتی غلام رسول امرتسری
    - سید گلاب شاہ شیخوپورہ
  - سید حسین شاہ زترہ
- خواجہ سید شاہ محمد چوراہی ۱۳۱۵ھ
  - میاں محمد اسلام سرائوالی ۱۳۴۹ھ
- خواجہ نظام الدین کیانی، کیاں شریف
  - خواجہ محمد قاسم موہڑہ
    - عبدالرحیم بانڈری ۱۳۶۴ھ
      - سید محمد یوسف کابل شاہ ۱۳۸۴ھ
    - محمد بخش کھمن شریف ۱۳۶۰ھ
      - محمد عارف حسین
    - غلام محی الدین بیرن باں شریف ۱۳۷۵ھ
      - علاؤ الدین
      - مفتی ہدایت الحق
    - مولانا غلام محمد
      - خواجہ فقیر محمد
        - خواجہ محمد اشرف
          - خواجہ نعمت اللہ ٹنڈو سائیں داد
            - محمد شریف
            - خلیق
            - عبدالرحمن
  - خواجہ نذیر احمد موہڑہ

شجرہ ۶

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ

۹۷۱ھ - ۱۰۳۴ھ

- قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم فاروقی ۱۰۷۹ھ
  - خواجہ سیف الدین ۱۰۹۵ھ
    - سید نور محمد ۱۱۳۵ھ
      - مرزا مظہر جان جاناں ۱۱۹۵ھ
        - شاہ غلام علی دہلوی ۱۲۴۰ھ
        - قاضی ثناء اللہ عثمانی ۱۲۲۵ھ
          - مولانا احمد اللہ عثمانی ۱۱۹۸ھ
        - نعیم اللہ بہرائچی ۱۲۱۸ھ
          - مولانا مراد اللہ تھانیسری ۱۲۴۸ھ
        - مولانا فضل اللہ عثمانی
  - مفتی محمد باقر
    - مولانا نور الحق دہلوی ۱۰۷۳
  - حافظ محمد محسن ۱۱۴۷ھ
    - حاجی محمد افضل ۱۱۴۶ھ
  - صوفی عبداللہ
    - صوفی ہدایت اللہ
      - شاہ عبدالرحیم ڈھاکہ ۱۱۵۸ھ
        - صوفی سید محمد دائم ۱۲۱۴ھ
  - میاں عبدالحکیم قندھاری
    - خواجہ نور محمد قندھاری
      - ملا محمد عالم قندھاری
        - ملا راحم دل
          - سید فیض محمد پیر قندھاری ۱۳۸۰ھ
            - سید علی حسین
- سید آدم بنوری ۱۰۵۴ھ
  - شاہ عبدالرحیم دہلوی ۱۱۳۱ھ
    - شاہ ولی اللہ ۱۱۷۶ھ
      - شاہ عبدالعزیز ۱۲۳۸ھ
        - حبیب اللہ مومن
      - شاہ رفیع الدین ۱۲۳۳ھ
      - شاہ عبدالقادر
      - شاہ عبدالغنی
  - شیخ نور محمد پشاوری ۱۰۵۹ھ
  - شیخ حامد لاہوری ۱۰۵۲ھ
  - خواجہ سعدی بلخاری لاہوری ۱۱۰۸ھ
    - خواجہ محمد سلیم فرزند
    - محمد یحیی حضرجی ۱۱۳۱ھ
      - شاہ محمد غوث ۱۱۵۲ھ
      - میاں محمد عمر چکنی ۱۱۹۰ھ
    - حاجی محمد اسماعیل غوری ۱۱۲۱ھ
      - حافظ عبدالغفور پشاوری ۱۱۱۶ھ
        - شاہ مسعود حسنی
          - اخوند عبدالسلام وکیل بادشاہ ۱۱۷۱ھ
    - محمد مسعود دائم
      - شاہ فقیر اللہ علوی ۱۱۹۵ھ
    - پیر زہری ۱۱۳۹ھ
  - حاجی بہادر کوہاٹی ۱۰۹۹ھ
    - ولی اللہ ننگرہاری
      - اخوند محمد نعیم جلال آبادی
    - مولانا نور محمد مدقق

شجرہ ٦

خواجہ محمد اسماعیل فاروقی ١١٣٢ھ ابن خواجہ صبغۃ اللہ فاروقی ١١٢١ھ ابن قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ ١٠٧٩ھ

- غلام محمد معصوم فاروقی ١١٥٩ھ
  - خواجہ غلام محمد فاروقی ١١٧٨ھ
    - خواجہ غلام حسین فاروقی ١٢٠٤ھ
      - خواجہ غلام اسماعیل فاروقی
        - محمد ایوب فاروقی
          - خواجہ عبدالرحیم فاروقی ١٢٩٩ھ
            - خواجہ عبدالحلیم فاروقی
              - خواجہ غلام مجدد فاروقی ١٣٧٧ھ
      - خواجہ غلام نبی فاروقی ١٢٢٦ھ
        - خواجہ ضیاء الحق فاروقی ١٢٣٨ھ
          - خواجہ عبدالقیوم فاروقی ١٢٧١ھ
            - خواجہ عبدالرحمٰن فاروقی ١٣١٥ھ
              - شیخ الاسلام خواجہ محمد حسن جان فاروقی ١٣٦٥ھ
                - خواجہ عبداللہ جان فاروقی ١٣٩٣ھ
                - خواجہ محمد ہاشم جان فاروقی ١٣٩٥ھ
              - خواجہ محمد حسین جان فاروقی ١٣٦٨ھ
                - خواجہ محمد اسماعیل جان فاروقی ١٣٠٧ھ
                  - خواجہ محمد اسحاق جان فاروقی ١٣٩٥ھ
  - خواجہ صفی اللہ فاروقی ١٢١٣ھ
    - خواجہ عبدالباقی فاروقی ١٢٨٥ھ
      - خواجہ غلام صدیق فاروقی ١٣٠٥ھ
        - خواجہ غلام قیوم فاروقی ١٣٣٠ھ
          - خواجہ فضل عمر ملّا شور بازار فاروقی ١٣٧٦ھ
            - خواجہ فضل عثمان فاروقی ١٣٩٣ھ
              - خواجہ فضل الرحمٰن فاروقی ١٤٠٦ھ

شجرہ ۸

قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم فاروقی سرہندی قدس سرہٗ

۱۰۷۹ھ

قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند ثانی فاروقی ۱۱۱۴ھ — خواجہ سیف الدین فاروقی ۱۰۹۵ھ

سیّد نور محمد بدایونی ۱۱۳۵ھ

مرزا مظہر جان جاناں شہید ۱۱۹۵ھ

قیوم رابع خواجہ محمد زبیر فاروقی ۱۱۵۲ھ — شاہ غلام علی دہلوی ۱۲۴۰ھ

رؤف احمد فاروقی ۱۲۴۹ھ — شیخ عبدالکریم — غلام محی الدین بگوی ۱۲۷۳ھ — احمد دین بگوی — بشارت اللہ بہرائچی — مولٰنا خالد کردی ۱۲۴۲ھ

خطیب احمد فاروقی ۱۲۶۶ھ — سید دشاہ ۱۲۰۰ھ — غلام محمد بگوی — ابوالحسن — ابو محمد — سید اسمٰعیل مدنی — سید احمد کردی

سید قطب الدین محمد اشرف حیدر ۱۱۸۰ھ — خواجہ ضیاء اللہ

سید حفیظ اللہ ۱۲۲۷ھ — سید جمال اللہ رامپوری ۱۲۰۹ھ — شاہ محمد آفاق فاروقی ۱۲۵۱ھ

سید عبدالرحیم لالہ غازی ۱۲۶۱ھ

سید فیض علی ۱۲۷۹ھ — سید محمد عیسٰی ۱۲۲۰ھ — شاہ درگاہی فیض بخش ۱۲۲۶ھ — محمد نصیر مجددی — مولٰنا فضل الرحمٰن ۱۳۲۳ھ

سید محبوب علی ۱۳۱۴ھ — سید فیض اللہ تیراہی ۱۲۳۵ — سید اسمٰعیل حسنی — مولوی غلام رسول ۱۲۹۱ھ — سید ڈیدار علی ۱۳۵۴ھ — اکرام الدین

سید محمد حسن ۱۳۴۵ھ — سید نور محمد باواجی چوراہی ۱۲۸۶ھ — سید محمد شاہ — حافظ ولی اللہ لاہوری ۱۲۹۶

سید امیر شاہ مہاجر ۱۳۷۰ھ

سید عاشق حسین شاہ مرٹھ سانگرہل۔

شجرہ ۹

خاتم الاولیاء شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ
۱۲۵۰ھ

خواجہ غلام محی الدین ۱۲۷۰ھ — شاہ ابوسعید فاروقی ۱۲۵۰ھ — امام دین بنگالی ۱۲۷۳ھ — مولٰنا کرم اللہ محدث ۱۲۵۲ھ — مولٰنا جان محمد شیخ الحرم ۱۲۶۶ھ — شاہ سعد اللہ

شاہ احمد سعید فاروقی ۱۲۷۷ھ — شاہ عبدالغنی فاروقی ۱۲۹۶ھ — شاہ عبدالمغنی فاروقی ۱۲۹۲ھ — مولوی محمد شریف قندھاری ۱۲۶۰ھ — حاجی محمد سعید

شاہ محمد عمر ۱۲۹۸ھ — شاہ عبدالرشید ۱۲۸۶ھ — حاجی دوست محمد ۱۲۸۴ھ — مولٰنا ارشاد حسین فاروقی ۱۳۱۱ھ — شاہ محمد یار — حافظ محمود ۱۳۰۶ھ

شاہ ابوالخیر ۱۳۴۱ھ — محمد معصوم — شاہ محمد مظہر — محمد عثمان ۱۳۱۴ھ — حافظ عنایت اللہ رامپوری — سید احمد یار — خواجہ قادر بخش ۱۲۷۲ھ

شاہ ابوالحسن زید — مولانا محمد آسی ۱۳۴۸ھ — مولانا نور محمد — مولٰنا حامد علی خاں ۱۳۰۰ھ — میر جان کابلی ۱۳۱۹ھ — خواجہ عبدالخالق ۱۳۵۰ھ

مولٰنا سراج دین — غلام حسن سوہاگ ۱۳۸۵ھ — قاری احمد حسین ۱۳۷۹ھ — خواجہ توکل شاہ ۱۳۱۵ھ

خواجہ عبدالرسول ۱۲۹۴ھ — مولٰنا غلام دستگیر ۱۳۱۵ھ — غلام مرتضٰے بیربلوی ۱۳۲۱ھ — مولوی نورالدین ۱۳۰۲ھ — مولٰنا غلام نبی للٰہی ۱۳۰۶ھ — خواجہ نور بخش توکلی ۱۳۶۷ھ

میاں بدرالدین — مولٰنا فتح محمد ۱۳۳۵ — مولٰنا عبدالرحمٰن — احمد سعید — یار محمد خلیق ۱۳۵۶ھ — حافظ دوست محمد ۱۳۱۸ھ — مولٰنا محمد حسن کوٹ کیرت پور — خواجہ محبوب عالم سیدوی ۱۳۳۵ھ

غلام مرتضٰے لاہوری ۱۳۲۱ھ — میاں محمد حسین ۱۳۷۸ھ — مولانا محمد عمر فاروقی ۱۳۸۷ھ — مولانا عبدالرسول للٰہی ۱۳۳۰ھ

پیر نور محمد ۱۳۷۷ھ — مہر محمد موہبہ ۱۳۶۴ھ — مقبول الرسول للٰہی ۱۳۶۸ھ — محبوب الرسول للٰہی — فضل الرسول للٰہی

مطلوب الرسول للٰہی — مفتی محمد امین فیصل آبادی

عبدالعزیز مرتضائی ۱۳۹۵ھ — مولانا غلام اللہ قصوری ۱۳۴۱ھ

نسخۂ کونین را دیباچہ اُوست
جُملہ عالم بندگان و خواجہ اُوست[1]

باعثِ ایجادِ دو عالم، سرورِ انبیائے عالم، فخرِ موجودات، خلاصۂ موجودات، واسطۂ ہر فضل و کمال، مظہرِ حسن و جمال
صاحبِ لولاک، افضل الخلائق، محبوبِ ربّ العٰلمین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین

معدنِ علومِ اولین و آخرین **محمّد احمد مجتبیٰ مصطفیٰ** صلی اللہ علےٰ حبیبہٖ و آلہٖ
سیّد الاولین و الآخرین حضرت اصحابہٖ و سلّم

تو اصلِ وجود آمدی از نخست ٭ دگر ہرچہ موجود شد از فرعِ تست

ابتداء: اوّل ما خلق الله نوری[2]

شان: لولاك لما خلقتُ الأفلاكَ ولما اظهرتُ الربوبيةَ[3]

حیاتِ ظاہری: مکہ معظمہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱ عام الفیل ۲۱ اپریل ۵۷۱ء — ھو ۱۱ — مدینہ منورہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ ۶۳۲ء

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

ظہورِ رحمت للعٰلمین

آیہ قرآنی وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ[4] (ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا) اور اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[5]

۱۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ۔ ۲۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا (الحدیث) مکتوب ۹۲ دفتر سوم بحوالہ علامہ زرقانی المواہب۔ ۳۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت کا اظہار کرتا۔ (حدیث قدسی) مکتوب ۹۳ دفتر سوم بحوالہ سند فردوس دیلمی المواہب شفاء السقام۔ ۴۔ سورۃ انبیاء ۱۰۷۔ ۵۔ سورہ قلم ۴۔

(بے شک آپ خلق عظیم (کے اعلیٰ مقام) پر فائز ہیں۔ اور حدیث مبارکہ اول ما خلق اللہ نوری۔ (سب سے اول اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا) آپ کی عظمت شرافت اور بزرگی کے لئے کافی ہیں۔

مبشرات

اللہ رب العزت نے نسل انسانی کی ہدایت کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین وقتاً فوقتاً اس دنیا میں مبعوث فرمائے لیکن جس قدر نشانات و مبشرات حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ظاہر فرمائے کسی اور نبی و رسول کے لئے ایسا نہیں کیا۔ اس طرح نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے والی ہستی نے آپ کی بعثت سے ہزاروں سال قبل آپ کی صداقت کا سامان مہیا کر دیا۔

جدالانبیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ حضرت داؤد۔ حضرت سلیمان اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام اجمعین کی پیشین گوئیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحرائے عرب میں ایک آفتاب نبوت کا ظہور ہوگا۔ جو ہر تاریکی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دے گا۔

اجدادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام تھے اسحاق علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کے لقب پر ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی یہ شام اور فلسطین میں آباد ہوئی۔

بنی اسماعیل عرب میں آباد ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار کی اولاد مکہ مکرمہ میں آباد ہوئی۔ قیدار کی ۳۷ ویں پشت میں عدنان کی حکومت مکہ میں تھی۔ اور اس کے بھائی عک نے یمن میں اپنی حکومت قائم کرلی۔ عدنان کی اولاد میں فہر اپنے زمانے کے معزز سردار تھے۔ ان کا لقب قریش تھا اس لئے ان کی اولاد قریش کہلائی۔ فہر کی نسل میں قصیٰ بن کلاب نے ۴۴۰ء میں مشترکہ حکومت کی بنیاد رکھی حجاج کی خدمت کے لئے چندہ جمع کیا اور لشکر کو منظم کیا۔ اور ایک قومی مجلس قائم کی جس کا نام دارالندوہ رکھا۔

قصیٰ کے بیٹے عبدمناف کی پیشانی سے نور چھلکتا تھا۔ اس لئے ان کو قمر البطحاء یعنی

"وادیِ مکہ کا چاند" کہا جاتا تھا. عبدمناف کے بیٹے عمرو المعروف ہاشم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا تھے. کے ذمہ زائرین کعبہ کے کھانے پینے کے انتظامات تھے اور اپنے رزق حلال سے خرچ کرتے تھے. اور باقی لوگوں کو بھی رزق حلال سے خرچ کرنے کی تلقین کرتے. وہ رُتبے کی بلندی کی وجہ سے عمرو العلاء کہلاتے تھے.

ایک دفعہ مکہ میں سخت قحط کے موقع پر روٹیوں کے چورہ کو گوشت کے شوربے کیساتھ ملاکر ثرید بنایا اور زائرینِ کعبہ کو پیٹ بھر کر کھلایا اُس دن سے ان کا نام ہاشم یعنی روٹیوں کا چُورہ کھلانے والا مشہور ہوگیا. حتیٰ کہ ان کا اصل نام ہی لوگوں کو بھول گیا. ہاشم اور ان کے بھائیوں نے دوسرے ممالک سے تعلقات پیدا کرکے کاروانِ قریش کے لیے راہداری کے پروانے اور فرامین حفظ و امان حاصل کیئے. اسی وجہ سے یہ لوگ "اصحاب ایلاف" کہلاتے.

ہاشم کے بعد ان کے بیٹے عبدالمطلب خاندان کے سربراہ بنے انھوں نے سالہاسال کی محنت سے گمشدہ "چاہِ زمزم" ڈھونڈ نکالا اور اہل مکہ کو آب زمزم کا لازوال خزانہ ہاتھ آگیا. لیکن اس سلسلے میں آپ نے منت مانی تھی کہ ایک لڑکا اللہ کی راہ میں قربان کریں گے عبدالمطلب کی مَنت کے مطابق قرعہ اندازی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا نام نکل آیا. اس کے بعد بار بار قرعہ اندازی کے عوض ۱۰۰ اونٹوں کا نام نکل آیا. اس طرح حضرت عبداللہ پر سو اونٹ قربان کر دیئے گئے.

والد ماجد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ بنت وہب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ سے ہوئی. حضرت آمنہ زہریہ قریشیہ خاندان سے تھیں. مشہور قول کے موافق حمل شریف کو دو مہینے گذرے کہ آپ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام گئے واپسی پر یثرب کے مقام پر بیمار ہو گئے اور عالم جوانی میں انتقال کر گئے.

واقعہ اصحابِ فیل

شاہِ حبش کی طرف سے ابرہہ یمن میں گورنر مقرر تھا. اسی سال یعنی ۵۷۱ء میں اس نے خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کی غرض سے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ حملہ کیا. نواح مکہ میں پہنچ کر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے اونٹ پکڑ لئے۔

حضرت عبدالمطلب جب اپنے اونٹ چھڑانے کے لئے ابرہہ کے پاس گئے تو ابرہہ نے تعجب سے پوچھا: "تمھیں اپنے اونٹوں کا خیال ہے لیکن خانہ کعبہ جس کو میں مسمار کرنے آیا ہوں اس کی فکر نہیں۔"

عبدالمطلب نے جواب دیا:۔ "انا رب الابل و ھو رب البیت۔" (میں اونٹوں کا مالک ہوں خانہ کعبہ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہی اُسے بچالے گا)

تو جیسا کہ سورۃ الفیل میں ذکر ہے "اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کی اور ابرہہ کے لشکر کو ابابیلوں کی کنکریوں سے تباہ و برباد کر دیا۔" پورے ملک میں یہ سال "عام الفیل" یعنی ہاتھیوں والا سال مشہور ہو گیا۔ مشہور قول کے مطابق یہ واقعہ حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد شریف سے پچپن ۵۵ دن قبل یعنی ماہ محرم میں ہوا[1]۔

واقعہ اصحاب الفیل کی اہمیت

انبیائے کرام کی پیش گوئیوں کے پیش نظر اکثر مذاہب عالم آفتاب رسالت کے طلوع ہونے کے منتظر تھے۔

اس تاریک دور میں آپ کی ولادت باسعادت کو خاص اہمیت دینے اور تاریخ ولادت کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ رب العزت نے ایک معجزانہ تاریخی نشان ظاہر کر دیا۔ اور وہ واقعہ اصحاب الفیل تھا جس نے آپ کی ولادت کا سربستہ راز آشکارا کر دیا۔

ظہورِ قدسی کا نشان :۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ابرہہ کے لشکر کی تباہی قریشِ مکہ کی نصرت یا تائید کے لئے تھی۔ کیونکہ قریشِ مکہ بت پرست اور مشرک تھے اور ابرہہ عیسائی تھا۔

بلاشبہ اس بات میں اس شخص کے لئے بڑی ہی عبرت موجود ہے جس کے دل میں خوفِ خدا اور انصاف کا جذبہ ہو کہ اصحاب فیل کا واقعہ ظہور قدسی کا عظیم الشان نشان ہے۔

---

[1] اس لحاظ سے ۱۹ محرم تاریخ نکلتی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

حیاتِ قدسی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نظر

سن قبل ہجری	سن عیسوی	واقعات
۵۳ ق ہ	۵۷۱ء	واقعہ اصحاب الفیل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پچپن روز قبل ۱۶/۱۷ محرم کو پیش آیا۔ ۱۲ ربیع الاوّل ولادتِ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ربیعٌ بربیعٌ بربیعٌ ونورٌ فوق نور فوق نور۔ چہرہ مبارک موسم ربیع، تولد مبارک۔ سات روز والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ پھر ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا۔ پھر حلیمہ سعدیہ کا دودھ دو سال پیا۔
۵۱ ق ہ	۵۷۳ء	پہلا شقِ صدر
۴۷ ق ہ	۵۷۷ء	عمر مبارک: ۶ سال۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کی قبرِ مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ گئیں اُمِ ایمن بھی ساتھ تھیں۔ واپسی پر راستے میں ابواء کے مقام پر انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں اور اُمِ ایمن آپ کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ آ گئیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے حوالے کیا۔
۴۵ ق ہ	۵۷۹ء	عمر مبارک: ۸ سال۔ آپ کے دادا عبدالمطلب فوت ہوتے اور حسبِ وصیت آپ کا چچا ابوطالب جو آپ کے والد عبداللہ کا ماں جایا بھائی تھا آپ کی تربیت کا کفیل ہوا۔
۴۱ ق ہ	۵۸۳ء	حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ بغرض تجارت شام کا سفر کیا۔ راستہ میں بحیرا راہب نے آپ کو پہچان لیا کہ یہ آخر الزماں پیغمبر ہیں اور ابوطالب کو بتایا کہ ان کو واپس مکہ لے

		جاؤ۔ کیونکہ ڈر ہے کہ یہودی ان کو قتل نہ کر دیں۔ اس لئے آپ واپس آ گئے
٣٩ ق ھ	٥٨٥ء	حربِ فجار میں شرکت (عمرِ مبارک، ١٤ سال) خود لڑائی میں شرکت نہیں کی بلکہ تیر اُٹھا اُٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے تھے۔ معاہدہ حلف الفضول میں شرکت۔
٢٨ ق ھ	٥٩٦ء	٢٥ سال کی عمرِ مبارک میں: حضرت خدیجہ جو ایک مالدار خاتون تھیں کا سامانِ تجارت معاوضہ پر شام لے کر گئے۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کا غلام میسرہ ساتھ تھا۔ راستہ میں راہب نسطورہ نے میسرہ کو بتایا کہ یہ نبی آخر الزماں ہیں اور میسرہ سے کہا ان سے جدا نہ ہونا۔ اس تجارت میں بہت زیادہ منافع ہوا۔ واپسی پر میسرہ نے سارے حالات خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کو بتائے۔ تو آپ کو نکاح کا پیغام دیا۔ ٢٥ برس کی عمر میں آپ کی شادی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہو گئی جن کی عمر ٤٠ سال تھی۔
١٨ ق ھ	٦٠٥ء	عمرِ مبارک: ٣٥ سال۔ خانہ کعبہ کی تعمیرِ نو۔ حجرِ اسود آپ کے فیصلہ کے مطابق رکھا گیا۔
١٣ ق ھ	٦١٠ء	عمرِ مبارک: ٤٠ سال۔ غارِ حرا میں پہلی وحی کا نزول۔ اسلام قبول کرنے والے سب سے پہلے مرد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ لڑکوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے عشرہ مبشرہ میں سے پانچ یعنی حضرت عثمان غنی، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبید اللہ، عبد الرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضوان اللہ علیہم اجمعین مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس کے بعد سعید بن زید۔ ابوذر غفاری۔ ارقم بن ابی ارقم۔ عبد اللہ بن مسعود۔ عثمان بن مظعون۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ عبیدہ بن حارث۔ عمار بن یاسر۔ خباب بن الارت۔ خالد بن سعید بن العاص اور صہیب رومی رضوان اللہ علیہم اجمعین سابقین اولین کے زمرہ میں شامل ہیں۔

		عورتوں میں فاطمہ بنت خطاب ہمشیرہ عمر فاروق۔ اسماء بنت ابوبکر۔ اسماء بنت سلام۔ اسماء بنت عمیس۔ رملہ بنت ابی عوف وغیرہ سابقات الی الاسلام میں سے ہیں رضی اللہ عنہن
۱۰ ق ھ	۶۱۲ء	عمر مبارک: ۴۳ سال۔ اعلانِ نبوت اور علی الاعلان تبلیغ نبوت۔ اور قریش مکہ کی مخالفت۔
۸ ق ھ	۶۱۴ء	عمر مبارک: ۴۵ سال۔ ہجرتِ حبشہ گیارہ مرد اور چار عورتیں جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل تھے۔
۷ ق ھ	۶۱۵ء	آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور چند دن بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ قریش مکہ کی زیادتیوں کی وجہ سے ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چالیسواں نمبر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کی غرض سے نکلے۔ لیکن پانچ منزل طے کرنے پر سردار ابن الدغنہ اپنی پناہ میں لے کر آپ کو واپس لے آیا۔ قریش مکہ نے شاہ حبشہ کے پاس سفارت بھیجی کہ مسلمانوں کو حبشہ سے نکلوا دیں لیکن تحقیق کے بعد نجاشی نے سفیروں کو واپس کر دیا۔
۶ ق ھ	۶۱۶ء	عمر مبارک: ۴۷ سال۔ قریش مکہ کی سختی اور بنی ہاشم کا شعب ابی طالب میں قیام قریش نے معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔
۳ ق ھ	۶۱۹ء	عمر مبارک: ۵۰ سال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو خبر دی کہ اس معاہدہ کو دیمک کھا گئی ہے سوائے اللہ کے نام کے اور ابوالبختری نے معاہدہ پھاڑ دیا۔ اور بنی ہاشم کو شعب ابی طالب سے رہائی ملی۔ ماہ رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق چچا ابوطالب فوت ہوئے اور اس کے تین روز بعد آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا انتقال

		فرما گئیں۔ قریش مکہ کی سختیاں بڑھ گئیں۔ آپ نے طائف میں جاکر دعوت اسلام دی لیکن اُنھوں نے آپ کو بہت ایذا دی۔ یہ عام الحزن غم کا سال کہلایا۔
۳ ق ہ	۶۱۹ء	طائف سے واپسی پر نخلہ کے مقام پر جن حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔
۳ ق ہ	۶۲۰ء	مدینہ منورہ کے قبیلہ خزرج کے چھ آدمی ایمان لائے عقبہ منیٰ کے نزدیک ہے جہاں اب مسجد عقبہ ہے۔
۲ ق ہ	۶۲۱ء	بیعت عقبہ اولیٰ ۱۲ مزید قبیلہ خزرج کے آدمی ایمان لائے۔ آپ نے حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف کو تبلیغ کے لئے ان کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا۔
۱ ق ہ	۶۲۱ء	۲۷ رجب المرجب کو معراج النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہوا اور غائبانہ تصدیق پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب عطا ہوا۔ اُمتِ محمدیہ پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔
۱ ق ہ	۶۲۱ء	بیعتِ عقبہ ثانی :- اِس سال انصار مدینہ میں سے ۷۳ مرد اور دو عورتیں ایمان لائیں۔ انصار نے آپ کو مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی۔ تاریخ اِسلام کا نیا رُخ شروع ہوا۔
یکم ہجری	۶۲۲ء	یکم محرم اسلامی تقویم سنِ ہجری کا آغاز۔ عمر مبارک ۵۳ سال دارالندوہ میں قریش مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اسی رات آپ نے حضرت علیؓ کو اپنی چارپائی پر سلایا اور خود محاصرہ کرنے والے کفار کے درمیان سے گزر کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے اور اُن کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔ تین دن غارِ ثور میں گزارنے کے بعد آپ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔
۱ ھ	۲ ستمبر ۶۲۲ء	عمر مبارک : ۵۳ سال۔ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ مدینہ منورہ کے محلہ قبا میں پہنچ گئے۔ مسجد قبا کی تعمیر، قبا سے روانگی اور مسجد جمعہ مدینہ منورہ کے مقام پر پہلا جمعہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر تشریف آوری۔ مسجد نبوی کی تعمیر۔ اور اذان کی ابتداء اور حجرات ازواج مطہرات کی تعمیر۔ مواخات۔

۲ھ	۶۲۳ء	غزوۂ ابوا۔ غزوہ بواط۔ غزوہ بدر اولیٰ۔ یہود سے معاہدۂ امن۔ مسجد قبلتین میں تحویل قبلہ۔ ۴، رجب المرجب سنہ ۲ھ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور حق و باطل کا پہلا معرکہ غزوۂ بدر جمعۃ المبارک کفار ایک ہزار اور مسلمان تین سو (۳۱۳) تیرہ جن میں ۸۳ مہاجر تھے۔ ۱۷، رمضان المبارک سنہ ۲ھ
۳ھ	۶۲۵ء	عمر مبارک، ۵۵ سال۔ غزوۂ بنی قینقاع۔ حق و باطل کا دوسرا معرکہ غزوۂ اُحد ماہ شوال۔ غزوہ سویق۔ غزوات بنی نضیر۔ ذات الرجیع۔ ذات الرقاع۔ احکام نماز قصر۔ احکام تیمم۔ واقعہ افک۔ واقعہ بیر معونہ۔ ستر انصاری صحابہ کرام نجد کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے جن میں سے صرف دو صحابہ باقی بچے سب کو شہید کر دیا گیا۔
۵ھ	۶۲۶ء	غزوات دومۃ الجندل۔ بنی مصطلق۔ غزوہ احزاب یا جنگ خندق۔ غزوہ بنی قریظہ
۶ھ	۶۲۷ء	بیعت رضوان۔ صلح حدیبیہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کیلئے روانہ ہو کر حدیبیہ کے مقام پر قیام فرمایا۔ خالد بن ولید اور عمرو بن العاص مشرف باسلام ہوئے۔ شاہ حبشہ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا۔
۷ھ	۶۲۸ء	عمر مبارک، ۵۹ سال۔ والیان ملک کو دعوت اسلام قیصر و کسریٰ مقوقس وغیرہ۔
۸ھ	۶۲۹ء	غزوہ خیبر۔ غزوہ مُوتہ۔ مشرکین مکہ کی عہد شکنی۔ فتح مکہ ۲۰، رمضان المبارک۔ غزوہ حنین ۱۰، شوال۔ طائف کا محاصرہ۔
۹ھ	۶۳۱ء	عمر مبارک: ۶۱ سال۔ طائف سے بنو ثقیف کے وفد نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ قبیلہ ہوازن کی سفارت، جس میں آپ کے رضاعی چچا ابو ثروان بن عبد العزیٰ شامل تھے۔ نے اسلام قبول کر کے قوم کی طرف سے اظہار اسلام کیا۔ اس طرح قبیلہ کے تمام اسیران کو رہا کر دیا گیا۔ غزوہ تبوک۔ منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو گرا دیا گیا۔ اور جلا دیا گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر حج بنا کر بھیجے گئے۔

۱۰ھ	۶۳۱ء	اہل یمن و ملوک حمیر کے وفود حاضر ہو کر ایمان کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے حجۃ الوداع
۱۱ھ	۶۳۲ء	عمر مبارک ، ۶۳ سال ۔ جہاد روم کے لئے سریہ تیار فرمایا اور امیر حضرت اسامہ بن زید کو مقرر فرمایا ۔ ۱۹ صفر کو بیماری کا آغاز ہوا ۔ ۲۵ صفر کو ضعف بڑھ گیا ۔ ۲۶ صفر کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم ہوا ۔ دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول اور ترسیٹھ سال کی عمر میں اعلیٰ علیین قرب رب العلمین واصل ہوئے ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ افضل الصلوات واکمل التحیات ۔

وصال سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی حالت

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر آخرت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے گویا قیامت برپا ہو گئی ۔ شیفتگان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو پہنچنے والی ٹھیس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا ۔ ان جیسی والہانہ محبت کرنے والی جماعت دیکھی گئی نہ سُنی گئی ۔ یہ سب کچھ ہمارے تصور سے بہت ہی بالاتر ہے ۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جانی اور مالی قربانیوں کا جو درخشاں ہالہ قائم کر دیا تھا اس نوع کی جھلکیاں بھی تاریخ عالم میں کسی اور کے دامن میں نہ پائی گئیں ۔

یارِ غار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت

ہمیشہ کی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت اس حال میں بھی اپنے عروج پر تھی آپ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کی زیارت فرما کر مسجد نبوی میں پہنچے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے ،" جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، کی نسبت کہے گا کہ ان کی وفات ہو گئی اُسے میں قتل کر دوں گا ۔"

امام المتقین یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "عمر چپ ہو جاؤ!" پھر حمد و ثنا کے بعد آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:۔ "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین[۱]" (ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی اللہ کے رسول گزر چکے ہیں۔ پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو کوئی راہِ حق سے اُلٹا پھر جائے تو وہ (اپنا ہی نقصان کرے گا)، اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ اور جو شکر گزار ہیں عنقریب اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر دے گا)

مزید فرمایا: "تم میں سے جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا وہ سُن لے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پا چکے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔"

اس مختصر مگر جامع خطبہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت بدل گئی بلکہ بعض صحابہ نے تو اعتراف کیا کہ ہمیں یہ احساس ہی نہیں ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے۔

ازواجِ مطہرات

ازواجِ مطہرات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن عورتوں سے نکاح کیا ان کی تعداد اکیس[۲] تھی لیکن گیارہ پر سب کا اتفاق ہے۔ ان سے چھ (خدیجہ، عائشہ، حفصہ اُم حبیبہ، اُم سلمہ، سودہ) قریش سے اور چار (زینب بنت جحش۔ میمونہ۔ زینب بنت خزیمہ۔ جویریہ) عربیات غیر قریش اور ایک یعنی صفیہ بنت حیّ بنی اسرائیل سے تھیں[۳]۔

ان کے علاوہ ایک کنیز ماریہ قبطیہ مصر سے آئی تھیں۔ بعض کے مطابق ان سے بھی نکاح کر لیا تھا۔

---

[۱] سورۃ آل عمران: ۱۴۴۔ [۲] شرف النبی (امام ابوسعید عبدالملک بن عثمان نیشاپوری۔ ف ۴۰۷ھ)
[۳] سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ نور بخش توکلی ص ۴۸۹

۱۔ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنت خویلد سب سے پہلے داخلِ اسلام ہوئیں۔ نکاح کے وقت ان کی عمر چالیس سال اور ان کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ ان کی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ سوائے حضرت ابراہیم کے آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن مبارک سے ہوئی۔ ہجرت سے تین سال پہلے سنہ ۱۰ نبوت ۶۵ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ مرقد جنت المعلےٰ

۲۔ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی عمر پچاس سال تھی جب نکاح ہوا۔ سنہ ۵۴ھ میں انتقال فرمایا۔

۳۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نکاح سنہ ۱۰ نبوت مکہ معظمہ میں ہوا۔ رخصتی شوال سنہ ۱ھ نو سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوئی یہی ایک دوشیزہ محترم خاتون ہیں جن کی ولادت اسلامی خون اور اسلامی شیر سے ہوئی۔ باقی تمام ازواج بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۱۹/۱/۲ سال تھی چھیاسٹھ برس کی عمر میں سنہ ۵۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۴۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سنہ ۳ھ میں نکاح ہوا۔ سنہ ۴۵ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا۔

۵۔ ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا المعروف ام المساکین سنہ ۳ھ میں نکاح ہوا۔ دو تین ماہ بعد انتقال فرمایا۔

۶۔ ام المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ سنہ ۴ھ میں نکاح ہوا۔ سنہ ۶۱ھ میں انتقال فرمایا۔

۷۔ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سنہ ۴ھ میں نکاح ہوا۔ سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں پہلے زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں

۸۔ ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث خزاعیہ سنہ ۵ھ میں نکاح ہوا۔ سنہ ۵۰ھ میں دارِ فانی سے رخصت ہوئیں۔

۹۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا بنت ابو سفیان یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن سنہ ۶ھ میں نکاح ہوا سنہ ۴۴ھ میں وفات پائی۔

۱۰ - ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حی بن اخطب سنہ ۷ھ میں فتح خیبر کے بعد نکاح ہوا۔ ۶۰ سال کی عمر میں سنہ ۵۰ھ میں وفات پائی۔

۱۱ - ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث سنہ ۷ھ میں نکاح ہوا۔ سنہ ۵۱ھ میں وفات پائی۔

ان کے علاوہ ایک کنیز ماریہ قبطیہ مصر سے آئی تھیں آپ نے کنیز ہونے کے باوجود انھیں پردے میں رکھا۔ بعض کے مطابق ان سے نکاح بھی کرلیا تھا انہی کے بطن سے حضرت ابراہیم سنہ ۸ھ میں پیدا ہوئے بچپن میں انتقال فرما گئے۔

اولادِ امجاد

بالاتفاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں چاروں نے زمانہ اسلام پایا اور شرفِ ہجرت حاصل کیا۔ مگر صاحبزادوں میں اختلاف ہے۔ قاسم اور ابراہیم پر اتفاق ہے۔ لیکن اکثر اہل نسب کی رائے میں تین صاحبزادے قاسم۔ عبدالرحمٰن (المعروف طیب و طاہر) اور ابراہیم رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں تینوں صاحبزادے بچپن میں وفات پاگئے۔

ان میں سوائے ابراہیم جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے باقی تمام اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھی۔

۱ - حضرت زینب رضی اللہ عنہا: اپنے خالہ زاد ابوالعاص سے شادی ہوئی لیکن جنگ بدر کے بعد مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آگئیں سنہ ۶ھ میں ابوالعاص داخل اسلام ہوتے تو ان کے نکاح میں وہیں سنہ ۸ھ میں انتقال فرمایا۔

۲۔۳ - حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کی شادی ابولہب کے بیٹوں سے ہوئی تھی۔ انھوں نے چھوڑ دیا تو یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سنہ ۲ھ جنگ بدر کے دن انتقال فرمایا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سنہ ۳ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ سنہ ۹ھ میں انتقال فرمایا۔

۴۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بتول لقب تھا۔ سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں ۲ھ میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے نکاح ہوا۔ آپ کے صاحبزادے امام حسن حسین سے سلسلہ سادات جاری ہے۔ ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ میں انتقال فرمایا۔

حُلیہ مبارک

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے انسان تو ہے لیکن انسان نرالا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد مائل بہ طوالت تھے۔ لیکن جس مجمع میں کھڑے ہوتے باوجود طویل القامت آدمیوں کی موجودگی کے آپ سب سے بلند معلوم ہوتے۔

رنگ مبارک سُرخ و سفید با ملاحت تھا۔ سر مبارک بڑا۔ موئے مبارک خوب سیاہ اور قدرے گھونگھریالے تھے۔ کبھی گوش تک کبھی نرمۂ گوش تک۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مانگ نکالا کرتے تھے۔ پیشانی مبارک کشادہ اور روشن، ابرو مبارک باریک تھی چشم مبارک بڑی تھیں۔ سفیدی میں سُرخی اور پتلیاں ایسی سیاہ کہ بلا سُرمہ لگائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سُرمہ لگایا ہوا ہے۔ پلکیں بڑی بڑی، رخسار مبارک پُر گوشت خوبصورت اور نرم تھے۔ بینی (ناک) مبارک بلند، گوش مبارک متوسط، دندان مبارک سفید چمکدار تھے۔

روئے مبارک (چہرہ) نہ لمبا نہ گول بلکہ چودھویں کے چاند کی مانند درخشاں تھا۔ ریش مبارک بھری ہوئی متوسط اور آخر عمر تک اس میں سترہ بال سفید تھے۔

دست مبارک لمبے، ہتھیلیاں کشادہ نرم بغلیں اور اُن میں بال نہ تھے دست مبارک کی انگلیاں لمبی۔ صدر مبارک (سینہ) کشادہ تھا۔ دونوں کندھوں کے درمیان پارہ گوشت اُبھرا ہوا تھا۔ یہی مہر نبوت تھی مشہور ہے کہ اس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔

آپ کا سایہ نہ تھا۔ آپ تیز رو تھے اور بلا تکلف چلا کرتے تھے۔ جسم مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی مصافحہ کرتا تھا۔ تمام دن اس کے ہاتھ سے خوشبو آتی تھی۔ آپ جس گلی سے نکل جاتے وہ گلی خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ پسینہ مبارک سے

ایسی خوشبو آتی تھی۔ کہ وہ جہاں لگایا جاتا وہ خوشبو تمام خوشبوؤں پر غالب رہتی۔ زمین آپ کے فضلہ کو چھپا لیتی تھی۔ لعاب مبارک سے کھاری کنوئیں شیریں ہو جاتے تھے۔ مکھی آپ کے بدن مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی۔ ؎

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مقام و اہمیّتِ سیرتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وشق لہٗ من اسمہٖ لیجلہٗ
فذو العرش محمود و ھذا محمدٌ ؎۱

شعر کا ترجمہ: آپ کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اشتقاق کر کے نام رکھا پس وہ عرش والا محمود (تعریف کیا گیا) اور آپ محمد (بہت زیادہ تعریف کیا گیا) ہیں۔

انسانیت کی تاریخ میں بڑی بڑی عظیم شخصیتیں جنم لیتی رہی ہیں۔ فرماں روا، فن کار، فلسفی صناع، غرضیکہ ایک سے بڑھ کر ایک بڑا آدمی پیدا ہوا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مذہبی اکابر اور دینی پیشوا ظہور میں آتے رہے ہیں۔ جن کی عقیدت کے پرچموں کو کوئی سرنگوں نہ کر سکا۔

لیکن دنیا کے تمام اکابر کے حالاتِ زندگی کے متعلق دنیا بہت ہی کم جانتی ہے اور جن اکابر کی زندگی کے حالات ملتے ہیں وہ انتہائی مختصر ناکافی اور ادھورے ہیں۔ کسی کے تو چند اقوال ہی کتابوں میں رہ گئے بہت سی زندگیوں کے اوراق کہیں کہیں سے غائب ہیں کتنے ہی اکابر کے حالات گم نامی بے خبری، اندھیروں اور ادھوری معلومات کے دھندلکوں میں دب گئے۔

دینی اور مذہبی اکابر میں جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام جیسے مقدس نبی کو ماننے والے آج بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ بُودھ کرشن جی

۱؎ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

رام چندر کی پرستش کرنے والے کروڑوں انسان ہیں لیکن آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی اُن میں سے ہر ایک کے حالاتِ زندگی اختصار، ابہام اور انتشار کے ساتھ ملتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود پوری انسانی تاریخ میں اگر کسی کی پوری کی پوری زندگی کے حالات مہینوں سالوں کے حساب سے صفحۂ قرطاس پر محفوظ ہیں تو وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حیاتِ طیبہ ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات، گفتار و کردار جس احتیاط، ذمہ داری اور فرض شناسی کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں اس کی نظیر تو خیر کیا اس کی پرچھائیں بھی نظر نہیں آتی۔

فن الرجال

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصل قول و فعل کی تحقیق کے لیے کہ واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تھا۔ ایک پورا "فن" وجود میں آیا جس میں روایت و درایت کی گہرائیاں اور نقل و عقل کی نزاکتیں پائی جاتی ہیں۔

دنیا کی کوئی قوم "فن حدیث" جیسا لٹریچر آج تک پیش نہیں کر سکی نہ ہی انشاء اللہ آئندہ پیش کر سکے گی۔ مشہور جرمن ڈاکٹر سپرنگر اپنی روایتی مخالفت کے باوجود اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" میں لکھتے ہیں۔

"کوئی قوم دنیا میں ایسی نہ گزری نہ موجود ہے۔ جس نے مسلمانوں کی طرح "فن الرجال" کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصیتوں کا مستند حال معلوم ہو سکتا ہے۔"

تفصیلاتِ سیرت

پھر یہ ہی نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے صرف اہم واقعات کو ہی محفوظ کیا گیا ہو اور جزئیات کو چھوڑ دیا گیا ہو بلکہ حقیقتاً حضور کی سیرت کے ایک ایک جزو کو محفوظ کیا گیا۔ تاریخ و سِیَر کی کتابیں یہ تک بتاتی ہیں کہ آپ کو دُودھ پلانے والی حلیمہ سعدیہ بنو ہوازن قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے شوہر کا نام حارث تھا۔ آپ کی رضاعی بہن کا نام شیما تھا۔

جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا کہ ان نفوسِ قدسیہ نے کن مقامات پر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ مگر تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کا انتقال ابواء کے مقام پر ہوا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے صدقے آپ کے آباؤ اجداد کا مفصل حال تاریخ میں ملتا ہے۔ قیدار و عدنان کے نسب نامے ملتے ہیں۔

سیرتِ نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات بدر و اُحد، احزابؔ فتح مکہ جیسے عظیم الشان واقعات کو ہی محفوظ نہیں رکھا گیا بلکہ حدیث کی کتابوں میں یہ تک ملتا ہے کہ آپ کی ریش مبارک میں سترہ بال سفید تھے۔ آپ تین گھونٹوں میں پانی پیتے تھے دائیں کروٹ استراحت فرماتے تھے آپ کے اُٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے بات کرنے کھانا کھانے۔ صوم وصلوٰۃ سے میدان جنگ تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل، گفتار و کردار کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لوح قلب پر نقش کیا تھا اور امتِ محمدیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کو محفوظ کرلیا ہے۔ اور دوسروں تک کمال احتیاط کے ساتھ پہنچایا ہے کہ اس کی نظیر نہ آج تک پیش کی گئی ہے نہ انشاء اللہ آئندہ پیش کی جاسکے گی۔

سب سے اہم اور قابل غور بات یہ ہے کہ صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوالِ مبارکہ کے ناقل ہی نہ تھے بلکہ انھوں نے آپ کے ایک ایک قول و سنّت پر عمل کر کے دکھایا۔ اس طرح صحابہ کرام کی زندگیوں میں اخلاق نبوی صلے اللہ علیہ وسلم چلتا پھرتا اور بولتا دکھائی دیتا۔

اہمیت اسوۂ حسنہ

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں کسی عظیم سے عظیم تر ہستی کو بھی اتنے اطاعت گذار عقیدت مند اور جاں نثار۔ پیرو۔ رفقاء نصیب نہیں ہوئے۔ اور یہ سب اس لیے تھا کہ بارشاد باری تعالےٰ:۔ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ [۱]" نسلِ انسانی کے لیے اگر کسی کی زندگی معیار اور نمونہ ہے تو وہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہے۔ اس لیے یہ مقدس زندگی اس بات کی سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے بہ تمام اہتمام و کمال محفوظ کرلیا جائے۔

دنیا کے تمام چھوٹے بڑے انسانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام افعال و اقوال کی جزئیات کا محفوظ رہنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ نسلِ انسانیت کے لیے کامل نمونہ زندگی بس یہی ہے اس لیے جس کی زندگی اس کامل نمونہ سے جتنی دور ہے اتنی ہی عبث و بے وقعت ہے اور جس فرد یا معاشرے میں اس مقدس زندگی کی جتنی زیادہ جھلکیاں ہیں وہاں اتنی ہی زیادہ فلاح و

---

[۱] سورۃ احزاب : ۲۱

سعادت کی قندیلیں روشن ہیں۔

انسانیت کی فلاح و بگاڑ کا انحصار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے قربت و دوری پر ہے اور یہ وہ کلیہ ہے جس میں استثناء نہیں۔

اخلاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خلقت مبرّءً من کلِّ عیبٍ کأنّک قد خُلقتَ کما تشاءُ[1]

آپ کے اخلاق کی تفصیل تو کیا اس کو اختصار سے بیان کرنے کی بھی یہ کتاب متحمل نہیں ہو سکتی۔ مشتے نمونہ از خروارے :۔

صادق اور امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم صادق اور امین تھے۔ قریشِ مکہ آپ کے خلاف ہونے کے باوجود آپ کو صادق اور امین جانتے تھے اور آپ کے پاس امانتیں رکھتے تھے۔

دشمنوں پر لطف و کرم آپ کسی کے لئے بد دعا نہیں فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ جنگِ اُحد میں آپ کے دندان مبارک، سر مبارک اور چہرہ زخمی ہونے پر صحابہ کرام نے عرض کیا "یارسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) ان دشمنانِ دین کے لئے بددعا کیجئے!" فرمایا "میں لعنت اور بددعا کے نہیں بلکہ ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں" اور دعا فرمائی "الٰہی میری قوم کو ہدایت عطا فرما دے یہ لوگ بے خبر ہیں"

احسان بر اعداء مکہ مکرمہ میں اناج یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کے حاکم مسلمان ہو گئے تو انھوں نے مکہ میں غلہ بھیجنا بند کر دیا۔ مکہ میں کہرام مچ گیا۔ قریش نے بدحواسی اور اضطراب میں مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کیا۔ آپ نے یمامہ کے حاکم ثمامہ کو پیغام بھیجا کہ اناج پر سے بندش اٹھالو۔ تو غلہ مکہ معظمہ میں پہنچنے لگا۔ حالانکہ یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے

---

[1] حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

تین سال تک دشمنوں کا مقاطعہ کیا تھا اور اناج نہ پہنچنے سے ہاشمی بچے بھوک سے تڑپتے رہے۔

فتح مکہ کا دن وہ عظیم الشان دن تھا جس کی مثال آج تک دنیا کی کوئی قوم پیش نہ کر سکی اور نہ انشاء اللہ کر سکے گی۔ دُنیا میں عظیم سے عظیم تر فاتح ہو کر گزرا ہے لیکن فتح مکہ کے دن والی عفو و درگزر اور انسانی حقوق کی سربلندی، اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی فاتح اس کی ادنیٰ مثال بھی پیش نہ کر سکا۔

ایثار و قربانی ایفائے عہد، جود و سخا اور ملازموں سے سلوک۔ ایسی مثالیں ہیں کہ رہتی دنیا تک ایسی مثال کوئی پیش نہ کر سکے گا۔

اخلاقِ عالیہ کی برکتیں آپ کے اخلاق کو احاطۂ تحریر میں لانا بلکہ اس کے عشرِ عشیر کو بیان کرنا بھی اس عاجز کے بس کی بات نہیں۔ آپ کے اخلاق عالیہ کی برکات اور ان کا ثمرہ بھی عجیب و غریب ہے۔ کسی کی مذمت و اہانت نہ فرمائی کسی پر عیب نہ لگایا اور اسی اخلاق کی بدولت آپ نے ایسی جماعت تیار کی کہ

۱۔ زرخرید غلام "سلمان فارسی" رضی اللہ عنہ" منّا۔ اہل البیت" کے منصب پر فائز ہو جاتا تھا۔

۲۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جس کی سطوت و ہیبت سے قیصر و کسریٰ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے بت پرستوں سے خریدے ہوئے غلام حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو آقا، آقا کہہ کر پکارتے ہیں۔

۳۔ وہ عمرو بن العاصؓ جو نجاشی کے دربار میں مسلمان مہاجرین پر فردِ جرم عائد کرتا ہے۔ اب وہ عمان کے بادشاہ کے پاس اسلام کے داعی بن کر جاتے ہیں۔

۴۔ وہ خالد بن ولیدؓ جو جنگ اُحد میں بُت پرستوں کے ایک رسالے کی کمان کر رہا تھا۔ اور جس کے دوبارہ حملے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید ہو گیا تھا۔ اب وہ لات و عزیٰ کے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے گراتے ہیں اور اسلامی فتوحات میں سرگرمی اور جوش و جذبہ کے مظاہرہ سے جنرل کا درجہ پاتے ہیں۔ اور جنگ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سیف اللہ" کا خطاب پاتے ہیں۔

۵۔ وہی عروہ بن مسعودؓ جو حدیبیہ میں کفار کا سفیر بن کر آیا تھا وہ اب اسلام کی اشاعت میں جان

قربان کر دیتے ہیں۔

۶۔ وہ ابوسفیانؓ رضی اللہ عنہ بن حرب جو سات برس تک برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں فوجیں لاتا رہا اور مسلمانوں کے خلاف آتش فساد بھڑکاتا رہا۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد نجران کے عیسائی علاقے پر حاکم مقرر ہوتے ہیں۔

۷۔ وہی طفیل دوسی رضی اللہ عنہ جو کانوں میں روئی ٹھونسے پھرتا تھا کہ مبادا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کانوں میں پڑ جائے بالآخر اپنے وطن واپس جا کر گھر گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز پہنچاتے ہیں۔

۸۔ وہی عبدیالیل ثقفی رضی اللہ عنہ جس نے طائف کے لونڈوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسانے پر اکسایا تھا۔ وہ مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

یہ سب کرشمے اس پاک تعلیم اور اخلاق کے تھے۔ جس نے جسموں کو نہیں دلوں کو فتح کیا تھا۔ اور روحوں کو آلودگیوں سے پاک کیا تھا ؎

رُکتے ہیں یہیں آ کے قدم اہل نظر کے — اس کوچے سے آگے نہ زماں ہے نہ زمیں ہے

سلام علیٰ افضل الانبیاء علیہ الصلوٰت افضلہا والتسلیمات اکملہا۔

معجزات

سلیم الفطرت انسانوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور پیغام بذاتِ خود ایک معجزہ ہے حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضٰے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت بلال حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان جیسی دوسری شخصیتیں انہی سلیم الفطرت ہستیوں کی یادگار ہیں۔ مگر اس کے برعکس کفار آپ سے معجزات کے طالب ہوتے۔ لیکن معجزات کے مشاہدہ کے بعد بھی ایمان لانے کی بجائے سرکشی اختیار کرتے اور کہتے یہ

۱؎ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بنوامیہ مکہ کے مشہور قریش خاندان بنوامیہ کے سردار تھے۔ جنگ بدر کے موقع پر کفار مکہ کے تجارتی قافلہ کے سردار تھے۔ جنگ بدر کے بعد تمام غزوات میں مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار کے سپہ سالار ہوا کرتے تھے فتح مکہ سے پہلے داخل اسلام ہوئے۔

جادوگری ہے۔

معجزہ صرف اتمامِ حجت کے لئے ہوتا ہے معجزہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دارو گیر کی تمہید ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے بعد فرعون اور اس کا لشکر غرق کیا گیا۔ اسی طرح رسول آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بعد آپ ہجرت فرما گئے۔ اور غالب و فاتح بن کر مکہ معظمہ واپس آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو بے شمار ہیں اور یہ کتاب ان کو بیان کرنے کی متحمل نہیں ہوسکتی اسی ضمن میں عارف باللہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حُسنِ یوسف دمِ عیسٰے یدِ بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تبرکاً مُشتے نمونہ از خروارے پیش خدمت ہیں۔

نوعِ انساں را پیامِ آخریں

۱۔ معجزہ قرآن حکیم سب سے بڑا معجزہ تو خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ سراپا اعجاز ہے اس کے علاوہ بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ ان میں سب سے بڑا معجزہ قرآن حکیم ہے۔ اس کے کئی پہلو ہیں :-

۱۔ قرآن حکیم تا قیامت محفوظ رہے گا۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔ دوسرے مذاہب یہودیوں۔ عیسائیوں۔ پارسیوں۔ ہندوؤں وغیرہ میں سے کسی مذہب کی کوئی مقدس کتاب اپنی اصل شکل میں اس وقت موجود نہیں ہے جس کا اعتراف خود اُن مذاہب کے محققین و عالم بھی کرتے ہیں اسکے برعکس غیر مسلم محققین بھی اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ قرآن حکیم آج بھی اپنی اصل شکل و صورت میں ایک ایک حرف کے ساتھ جوں کا توں موجود ہے۔ ؏ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

قرآن کریم کا اس طرح محفوظ رہنا ایک عظیم معجزہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت ہے۔

۲۔ قرآن حکیم کا دوسرا اعجاز اس کا یہ چیلنج ہے :-

و۔ "اے رسول! کہہ دیجئے کہ اگر سب انسان اور تمام جنّ مل کر بھی چاہیں کہ وہ اس جیسا قرآن

ے آئیں تو اس کا مثل نہیں لا سکتے"۔ ١ـ

ب۔"کیا کفار یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے ان سے کہہ دو کہ اس جیسی ایک سورۃ تو تم بنا لاؤ"۔ ٢ـ

جب وہ ان چیلنجوں کا عرصہ تک کوئی جواب نہ دے سکے تو تیسرا چیلنج دیا گیا۔

"اس جیسی ایک آیت تو لے آئیں اگر (وہ) سچے ہیں"۔ ٣ـ

ذرا غور کیجئے! آج اس بات کو چودہ سو سال گزر چکے ہیں اور قرآن حکیم کے یہ تینوں چیلنج برقرار ہیں اور کوئی انسان اپنی تمام تر ترقیوں اور تبدیلیوں علمی رفعتوں کے باوجود ان چیلنجوں میں سے کسی ایک کا جواب نہ دے سکا۔

۳۔ قرآن حکیم کا ایک اعجاز یہ ہے کہ باوجود اتنی ضخامت کے اس کا حفظ کرنا آسان ہے آج بھی ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ قریہ قریہ قصبہ قصبہ دنیا میں حفاظ قرآن موجود ہیں اور رہتی دُنیا تک موجود رہیں گے۔ دنیا میں اور کوئی الہامی یا دوسری ایسی کتاب نہیں ہے جو پوری کی پوری حفظ کی گئی ہو۔

۴۔ قرآن کریم کا معنی پڑھا جانے والا۔ اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن حکیم ہی وہ واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ آج بھی دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوگا جب دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں قرآن حکیم کو ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمان نہ پڑھ رہے ہوں گے۔ بلکہ مخالفین اسلام بھی اس کے معترف ہیں۔

ایک انگریز مصنف "فلپ کے ہٹی" ٤ـ اپنی مشہور کتاب "دی ہسٹری آف عرب" میں رقم طراز ہے:۔ قرآن حکیم دُنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے اور دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے کہ مسلمان اس کتاب کو نہ پڑھ رہے ہوں۔

۵۔ قرآن حکیم کا ایک عظیم معجزہ اس کی غیر معمولی اور بے مثل فصاحت و بلاغت ہے جو سلیم الفطرت

١ـ سورۃ بنی اسرائیل ۸۸ ٢ـ سورۃ یونس ۳۸ ٣ـ سورۃ طور ۳۴۔

٤ـ فلپ کے ہٹی انگلینڈ کے مشہور تاریخ دان ہوئے ہیں۔

لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتی ہے۔

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلے کہ قرآن کریم کی چند آیات سن کر عمر بھر کے لئے غلام بن گئے۔

نمے دانی کہ سوز قرأت او دگرگوں کرد تقدیر عمر را

ب۔ لبید بن ربیعہ عرب کے نامور شاعر تھے لیکن قرآنی آیات سن کر مبہوت رہ گئے۔ اور اسلام قبول کرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے شاعری ترک کر دی۔

ج۔ شاہ حبشہ نجاشی سورۃ مریم کی چند آیات سن کر رقت آمیز لہجے میں بولا "خدا کی قسم! یہ کلام الٰہی ہے۔"

بزبان حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ: ؎

نقش قرآں تا دریں عالم نشست — نقش ہائے کاہن و پاپا شکست

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است — ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

۲۔ ہجرت کا موقع ہجرت کی رات مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت باوجود ننگی تلواروں کے سخت محاصرے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے درمیان سے نکل گئے اور کفار کو معلوم تک نہ ہوا۔ اس طرح آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

اس کے بعد تین دن تک غار ثور میں رہے باوجودیکہ کفار تعاقب کرتے ہوئے غار کے دہانے پر پہنچ گئے تو غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا اور کبوتری کا گھونسلہ دیکھ کر سمجھے کہ یہاں کوئی نہیں ہو سکتا حالانکہ آپ بمعہ یار غار اندر تشریف فرما تھے۔

غار ثور کے اندر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر سانپ نے ستر ڈنک مارے تو آپ کا لعاب دہن ڈنک کے مقام پر لگانے سے تکلیف فوراً رفع ہو گئی۔

۳۔ میدان جنگ جنگ بدر میں ہتھیاروں سے لیس سوا ایک ہزار کفار کے مقابلے میں تین سو تیرہ نہتے بغیر ہتھیار مسلمانوں کی فتح تاریخ عالم میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔

جنگ بدر کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی لشکر کفار کی طرف پھینکی۔ یہ مٹھی بھر کنکریاں ایک ہزار کفار میں سے ہر ایک کی آنکھ میں پڑیں۔ اور ہر ایک آنکھیں ملنے لگا۔ اس دوران جنگ کا نقشہ ہی بدل گئے۔

جنگ احزاب میں بیس دن مدینہ منورہ کا محاصرہ رہا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ایسا معجزہ ظاہر ہوا اور ایک زرد آندھی چلی کہ محاصرہ کرنے والی فوج کے خیمے اکھڑ گئے پھر اس قدر شدید سردی پڑی کہ دشمن محاصرہ اٹھا کر بھاگ نکلے۔

۴۔ معجزہ شق القمر

سورہ قمر میں ارشاد ہے:۔ "قریب آگھڑی آپہنچی اور چاند شق ہو گیا۔ اور کفار جب کوئی بڑا نشان دیکھیں تو اس پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے اور یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔" [۱]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہونا روایت کیا ہے۔

۵۔ شفائے امراض

(۱)۔ ایک صحابی کی آنکھ نکل گئی آپ نے اسے اپنے دست مبارک سے اسی جگہ رکھ دیا۔ وہ آنکھ بالکل صحیح اور خوبصورت ہو گئی۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی آپ نے اپنا دست مبارک پھیرا وہ آناً فاناً ٹھیک ہو گئی۔

۳۔ غزدہ خیبر کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آشوب چشم آپ کے لعاب دہن لگانے سے ٹھیک ہو گیا۔

۶۔ اشیائے خورد و نوش میں برکت

(۱)۔ آپ نے ایک پیالہ دودھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اصحاب صفہ کو پلا دو۔ سوچنے لگے کہ ایک پیالہ دودھ سے کیا بنے گا؟ لیکن سب نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور آخر میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا۔

---

[۱] سورۃ القمر: ۱-۲۔

(۲) - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صلح حدیبیہ کے دن پانی کی قلت ہوگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے ایک برتن میں اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ پانی چشمے کی طرح نکلنے لگا۔ سب نے سیر ہو کر پیا اور وضو بھی کیا۔

(۳) - دوران ہجرت راستہ میں ایک بکری جس نے کبھی دودھ نہ دیا تھا۔ آپ نے اس بکری کے تھن کو ہاتھ لگایا۔ اس نے اس قدر دودھ دیا کہ گھر کے سب برتن بھر گئے اور دودھ ابھی تک تھن میں موجود تھا۔

(۴) - غزوہ خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دو روٹیوں اور بکری پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کرام کو لے کر آ گئے۔ آپ نے تمام صحابہ کو روٹی کھلائی اور اس کے دونو بچوں کو زندہ فرما دیا اور بچوں کی درخواست پر بکری بھی زندہ فرما دی۔

طوالت کے سبب اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

احترام و آداب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا

۱ - تعظیم و توقیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم :- بے شک ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور تعظیم و توقیر بجالاؤ۔ [۱]

۲ - تقدیم کی ممانعت :- اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر سبقت نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ [۲]

۳ - ذو معنی الفاظ کی ممانعت :- اے ایمان والو! آپ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو "راعنا"

---

[۱] سورۃ الفتح ۹ [۲] سورۃ الحجرات ۱۰ ۔

کہہ کر نہ پکارو بلکہ یوں عرض کرو "انظرنا" (حضور ہم پر نظر فرمادیں) پہلے ہی بغور سنو کیونکہ کافروں (منکروں) کے لئے سخت عذاب ہے۔[۱]

۴۔ آواز دینے کی ممانعت:۔ جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر شعور نہیں رکھتے۔ اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لاتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔[۲]

۵۔ اونچی آواز کرنے کی ممانعت:۔ اے ایمان والو! تم اپنی آواز کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان سے بہت اونچی آواز میں بات کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے بات کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے تمام اعمال تباہ کر دیئے جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔[۳]

۶۔ پکارنا:۔ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پکارنے کو آپس میں پکارنے جیسا نہ ٹھہرا لو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔[۴]

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا:۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔[۵]

۸۔ ازواج مطہرات سے نکاح کی ممانعت:۔ تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو ایذا دو۔ اور نہ ان کی بیویوں سے ان کے بعد کبھی نکاح کرو۔[۶]

معمولات سید الاولین والآخرین

علیہ الصلوٰۃ افضلہا والتسلیمات اکملہا

عبادت خالق کون ومکان ہر پاکیزہ روح کی غذا۔ اور ہر قلب سلیم کے لئے آرام وچین کا وسیلہ ہے اس لئے کہ معبود حق نے فرمایا۔ وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔[۷]

---

[۱] سورۃ البقرہ: ۱۰۴۔ [۲] سورۃ الحجرات: ۴ [۳] سورۃ الحجرات: ۲۔ [۴] سورۃ نور: ۶۳
[۵] سورۃ احزاب: ۵۷۔ [۶] سورۃ احزاب: ۵۳۔ سورہ الذاریات ۵۶۔

اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کا اندازہ اس بات سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ جہالت، بے علمی اور فسق و فجور کے اس دور میں جہاں شرک و بت پرستی ہر طرف محیط تھی۔ اور معبود حقیقی کی عبادت کا وجود کہیں بھی نہ ملتا تھا ۔ آپ پر ابھی قرآن مجید کا نزول شروع نہیں ہوا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بظاہر کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ آپ مکہ کی آبادی سے کافی دور جبل نور کی بہت اونچی چوٹی کے ایک غار جو حرا کے نام سے مشہور ہوئی۔ جا جا کر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوتے تھے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں ہے :۔

"وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي ذواتِ العَدَدِ۔" (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یکسو ہو کر غارِ حرا میں کئی کئی دن معتکف رہتے تھے۔ پھر اس عالم میں صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ اور کئی کئی دن گھر تشریف لاتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوقِ عبادت کا اندازہ کرنے کے لیے بعثت اور نزولِ قرآن سے پہلے آپ کا یہ معمول ہی کافی ہے۔ اس کے بعد جب نبوت کا دور شروع ہوا اور رسالت کی ذمہ داریاں آپ پر عائد ہوگئیں تو وحی الٰہی کی رہنمائی میں آپ کی عبادات کا ایک ایسا معتدل اور متوازن نظام قائم ہوگیا جس کی تقلید اور پیروی امت کے لیے زیادہ زحمت و مشقت طلب بھی نہ ہو۔ یعنی نماز۔ روزہ ۔ زکوٰۃ ۔ اعتکافات ۔ صدقات قربانی۔ عمرہ۔ حج۔ ذکر و فکر جیسی آپ کی تمام عبادات مختلف رنگ و بو رکھنے والے حسین و جمیل پھولوں کی طرح درخشاں ہیں۔

الصلوٰۃ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو نماز میں جو کیفیت و لذت حاصل ہوتی تھی۔ اس کا اندازہ "قرۃ عینی فی الصلوٰۃ" اور "قم یا بلال ارحنی بالصلوٰۃ" جیسے ارشادات سے ہوتا ہے اور جو خوش نصیب امتی اس دولت سے کسی حد تک بہرہ ور ہوئے انھوں نے اس اجمال کی تفصیل بھی بتائی ہے ؎

ذوقِ ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

مثلاً امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مکتوب میں رقم فرماتے ہیں۔

"نماز ہی بیماران عشق و محبت کا چین و آرام ہے۔" (مکتوب ۲۶۱ دفتر اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :۔

"ان احدکم اذا اقام فی الصلوٰۃ فانما یناجی ربہٗ" (ترجمہ: تم میں سے کوئی ب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کی باتیں کرتا ہے۔)

اس کیفیت کو سمجھنے کے لئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ہی ایک رہ ہماری رہنمائی کر سکتا ہے۔

" معلوم ہونا چاہیئے کہ دُنیا میں رتبہ نماز آخرت میں رتبہ رویت (دیدارِ الٰہی) کی طرح ہے اس میں بندے کو مولا کا انتہائی قرب نماز میں ہی حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں انتہائی قرب دیدارِ الٰہی ہوگا۔" ؎۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دِل کی چاہت کے باوجود نفل نمازیں خصوصاً دن کے اوقات میں نہیں پڑھتے تھے۔ کیونکہ حکمتِ تشریع یہی ہے۔ کہ اگر پیغمبر اور ان کے متبعین کوئی عبادت اہتمام بندی سے کرنے لگیں تو وہ امت پر فرض ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے نماز چاشت کی بڑی فضیلتیں ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پابندی سے نہیں پڑھی۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :۔

ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیدع وھو یحب ان یعمل خشیۃ ان یعمل بہ الناس فرض علیھم۔ (باب تحریض النبیؐ) (ترجمہ: رسول اللہ للہ علیہ وسلم کسی کام کو چھوڑ دیتے تھے حالانکہ وہ عمل آپ کو محبوب ہوتا لیکن اسی خوف سے چھوڑ دیتے ہ لوگ اس پر عمل کرنے لگیں اور وہ فرض ہو جائے۔)

لیکن اس کے باوجود رات چونکہ عام طور پر خلوت یعنی گھر میں گزرتی تھی اس لئے رات یعنی تہجد اس قدر طویل پڑھتے کہ پاؤں سوُج جاتے۔

ابو داؤد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ کو رات نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے چار رکعتوں میں سورۃ بقرہ، آل عمران، سورۃ النساء اور

ب ۱۳۷ - دفتر اوّل -

سورۃ مائدہ پڑھیں. گویا قریبًا سوا چھ سپارے پڑھے۔

وتر عشاء میں کبھی اوّل شب گزارتے اور کبھی آخر شب۔ غالب اکثر آخر شب گزارتے ارشاد فرمایا: جس کو اندیشہ ہو کہ آخر شب نہ اُٹھ سکے گا۔ اس کو جائز ہے کہ اوّل شب میں ہی وتر پڑھ لے۔

وتر میں اوّل رکعت میں سورہ زلزال۔ دوسری میں کافروں اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھتے صبح صادق کے بعد سُنتِ فجر میں اکثر سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص تلاوت فرماتے۔ بعدازاں دائیں پہلو پر آرام فرماتے۔ پھر مسجد تشریف لے جاتے اور امامت فرماتے اور نماز فجر کی فرض رکعتوں میں طوال مفصل پڑھاتے۔ سفر میں سورۃ فلق اور سورۃ الناس تلاوت فرماتے۔ بعد نماز اور دعا۔ اصحاب کی طرف منہ کرکے بیٹھ جاتے۔

اکثر نمازِ اشراق ادا فرماتے فرمایا "جو کوئی صبح کی نماز باجماعت پڑھے اور ذکر الٰہی کرے تا طلوعِ آفتاب بیٹھا رہے اور پھر دو رکعت پڑھے اس کا اجر مثل حج وعمرہ کے ہوگا۔

بعد از زوال چار رکعت نماز ادا فرماتے۔ اکثر اِس کو گھر پر پڑھا کرتے۔ بعدہٗ چار رکعت قبل از ظہر ادا فرماتے اور چار رکعت فرض پڑھتے موسم گرما میں دیر کرکے اور موسم سرما میں اوّل وقت ادا فرماتے۔

عصر کے وقت پہلے چار رکعت بعدازاں چار رکعت فرض ادا فرماتے مغرب کے وقت غروب آفتاب کے بعد تین رکعت فرض ادا فرماتے اور بعدازاں دو رکعت ادا فرماتے پھر صلوٰۃ اوابین ادا فرماتے۔ عشاء کے وقت چار رکعت ادا فرمانے کے بعد چار رکعت فرض ادا فرماتے بعدازاں دو رکعت ادا فرماتے پھر وتر ادا فرماتے ——— وتر کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

تلاوتِ قرآن مجید

سونے سے قبل سورۃ سجدہ، سورۃ ملک پڑھتے۔ سورۃ دُخان اور سورۃ زمر بھی تلاوت فرماتے

جُمعہ

یوم جمعہ کی فضیلت بہت بیان فرماتے۔ فرمایا:۔ "ان یوم الجمعۃ سید الایام" یعنی یوم جمعہ باقی دنوں کا سردار ہے"۔ فرمایا "جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس وقت جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے وہ دعا قبول ہو جاتی ہے"۔ فرمایا "جو شخص جُمعہ کے دن

سورہ کہف تلاوت کرے اس کے لئے ایک نور قدموں سے لے کر آسمان تک ہوگا" ارشاد فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو"۔

نماز عید الفطر میں دیر فرماتے۔ اور نماز عید الضحٰے جلد گزارتے۔

رمضان المبارک اور صوم آپ ماہِ صیام میں عبادت کے نہایت حریص تھے۔ ان ایام میں صدقہ خیرات دیگر ایام کی نسبت زیادہ فرماتے۔

ماہِ شوال کے چھ روزوں کی نہایت تاکید فرماتے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے۔

حج ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حج کیا۔ اسی کو حجۃ الوداع کہتے ہیں آپ نے تریسٹھ سال کی عمر پائی اور تریسٹھ اونٹ ذبح فرمائے۔

ذکر آپ ہر وقت تسبیح تہلیل۔ تقدیس تکبیر۔ امر و نہی۔ تشریح و تعلم کا ذکر حسنت فرماتے۔ فرمایا، جس کو پسند ہو کہ جنت کے گلزاروں میں جائے۔ اس کو چاہیئے ذکر باری تعالیٰ بکثرت کرے۔

ارشاداتِ قدسی

امی و دقیقہ دانِ عالم　　بے سایہ و سائبانِ عالم

آپ کے ارشادات تو بے شمار ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں چونکہ اس جگہ تفصیل ممکن نہیں اس لئے چند ارشادات پر ہی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ ذکرِ الٰہی فرمایا۔ سب سے افضل عمل یہ ہے کہ ایسے حال میں مرو کہ زبان ذکر الٰہی سے تر ہو۔ پھر فرمایا صبح شام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زبان تر ہو"۔

فرمایا: اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے۔ جب ذاکر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے یاد کرتا ہوں کہ میرے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ اور جب وہ بندہ مجھ کو مجمع میں یاد کرتا ہے۔ تو بھی اس کو اس کے مجمع سے بہتر میں یاد کرتا ہوں۔ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو

میں ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف آہستہ آہستہ چلتا ہے تو میں اس کی طرف جھپٹتا ہوں یعنی دعا قبول کر لیتا ہوں۔"

ارشاد فرمایا :۔ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جس کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے مانع رہے اُس کو وہ چیز دوں گا کہ جو کچھ مانگنے والوں کو دیتا ہوں اس سے بہتر ہو۔"

فرمایا: "جو لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوں اور اللہ سبحانہ، کا ذکر نہ کریں اور مجھ پر درُود نہ بھیجیں۔ تو قیامت کے دن ان کے لئے حسرت ہو گی۔"

فرمایا :۔ افضل الذکر" لا الٰہ الا اللہ محمد رّسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

۲۔ اذکارِ الٰہی

ارشاد فرمایا :۔ دُو کلمے زبان پہ ہلکے اور میزان پر بھاری اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک پیارے ہیں: "سُبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہٖ۔" ۱؎

ارشاد فرمایا جو کوئی پڑھے سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الّا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الّا باللّٰہ العلی العظیم" اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگر سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ ۲؎

ارشاد فرمایا، جو شخص سو مرتبہ "سُبحان اللہ" پڑھے اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک ہزار بُرائیاں اس کے حساب سے دُور کی جاتی ہیں"۔

۳۔ تلاوتِ قرآن مجید

ارشاد فرمایا" افضل عبادت تلاوت قرآن مجید ہے۔ تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔

فرمایا: قرآن حکیم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفاعت کرنے والا ہو گا۔"

ارشاد فرمایا: "تلاوت قرآن مجید میں ہر حرف کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ الٓمّ کہنے سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں"۔

۱؎ بخاری و مسلم۔ ۲؎ مسلم شریف۔

۴۔ درُودشریف

ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: آپ کو اللہ تعالےٰ فرماتاہے۔ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کی اُمت میں سے جو آپ پر درود بھیجے تو میں اس پر دس رحمتیں بھیجوں اور جو آپ پر سلام بھیجے میں اس پر دس سلام بھیجوں"۔

فرمایا" ایماندار کو اتنا ہی بخل بہت ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درُود نہ بھیجے" پھر فرمایا: جو کوئی مجھ پر درُود پڑھے تو اس کو دُنیا اور آخرت کے مقاصد دیئے جائیں گے"۔

فرمایا: مجھ سے قریب تر وہ ہوگا جو مجھ پر درُود بہت زیادہ پڑھتا ہوگا"

۵۔ عالم

ارشاد فرمایا: جب عالم اپنے علم سے اللہ تعالےٰ کی رضا چاہتا ہے تو اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جب وہ علم سے خزانہ جمع کرتا ہے تو وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے۔

۶۔ نیک بخت دوست

ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری چاہتاہے۔ تو اس کو دوست نیک بخت عطاء فرماتاہے۔ کہ اگر بھولے تو یاد کرائے۔ یاد کرے تو اس کی مدد کرے۔

۷۔ پردہ پوشی

ارشاد فرمایا، جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے اللہ سبحانہٗ آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

۸۔ دوزخ حرام

ارشاد فرمایا:" دوزخ اس پر حرام ہے جو نرم مزاج، منکسر اور ملن سار ہو۔"

۹۔ عیب جوئی

ارشاد فرمایا:۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے درپے ہوتا ہے اللہ اس کے عیب کے درپے ہوتاہے۔ اور اس کو رُسوا کرتاہے گو وہ اپنے گھر کے اندر رہے۔ فرمایا، جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گویا اس نے تمام عمر اللہ کی خدمت کی۔

۱۰۔ بیمار کی عیادت

ارشاد فرمایا" جو کوئی بیمار کی عیادت کرتاہے تو وہ اللہ کی رحمت میں داخل ہو جاتاہے۔ اور اس نے جنت میں گھر بنا لیا"۔

فرمایا: مریض کی عیادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر پوچھو کیسے ہو؟"

۱۱۔ غمزدہ ایماندار ارشاد فرمایا:۔ جو کوئی غمزدہ ایماندار کی مشکل حل کر دے یا مظلوم کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے تہتر گناہ بخش دیتا ہے۔

۱۲۔ والدین ارشاد فرمایا "والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ نماز، روزہ، حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔"

فرمایا: ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا باپ کی نسبت دُگنا ہے۔

۱۳۔ ہمسایہ ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہمسایہ کا حق اسی سے ادا ہو گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ اور جس شخص کے ہاتھ سے اللہ بہتری چاہتا ہو اس کو ہمسایہ کی نظر میں شیریں کر دیتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا: کوئی بندہ ایماندار نہ ہو گا جب تک اس کا ہمسایہ اس کی آفات سے بے خوف نہ ہو۔

۱۴۔ غصہ ارشاد فرمایا: غصہ ایمان کو ایسے خراب کرتا ہے جیسے ایلوا شہد کو۔ جو کوئی غصہ کو پی جاتا ہے حق سبحانہٗ اپنا عذاب اس پر سے اٹھا لیتا ہے۔ اور اس کے دل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے۔

۱۵۔ شکم سیری ارشاد فرمایا: جو رات کو شکم سیر ہو کر کھاتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے۔

۱۶۔ بھوک ارشاد فرمایا: تجھ کو بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی پر کفایت کر۔ اور دنیا پر لات مار۔

۱۷۔ فقر ارشاد فرمایا: جو شخص باوجود تونگری کے فقر پر صبر کرے اور باوجود قدرت کے دشمنی اور ذلت برداشت کرے اسے تحمل سے بجز رضائے مولا اور کچھ مطلب نہ ہو تو ایسے شخص کو پچاس صدیقوں کا ثواب ملے گا۔

۱۸۔ کھانا کھلانا ارشاد فرمایا: کھانا کھلانے والے کے پاس رزق جلدی پہنچتا ہے۔ اتنی جلدی کہ اونٹ کی گردن پر چھری کارگر نہیں ہوتی۔

۱۹۔ سخی

ارشاد فرمایا: سخی کے گناہ سے درگذر کرو کہ جب وہ لغزش کرتا ہے تو اللہ سبحانہ اُس کا ہاتھ بٹاتا ہے۔

۲۰۔ نماز

ارشاد فرمایا جو شخص تھوڑی غذا میں نماز پڑھتا ہے۔ اس کے گرد حُوریں رہتی ہیں۔ فرمایا: تہائی غذا۔ تہائی پانی۔ تہائی سانس۔

ارشاد فرمایا: نماز ایسے پڑھ جیسے کوئی رخصت ہونے والا پڑھتا ہے کہ شاید یہی آخری نماز ہو۔

۲۱۔ طلبِ حلال

ارشاد فرمایا، طلب حلال ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جو شخص اپنے اہل وعیال کو حلال مال کما کر کھلائے۔ وہ ایسا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

فرمایا: جو شخص طلبِ حلال میں تھک کر شام کرے اس کی رات اس حال میں ہو گی۔ کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں اور صبح اس کیفیت میں اُٹھے گا کہ اللہ اس سے راضی ہو گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تو زندگی کے ہر شعبے کے متعلق مفصل ہیں جس کے لئے یہ مختصر کتاب کفالت نہیں کر سکتی۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمارے لئے نجاتِ اُخروی کا وسیلہ ہوں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

وصل سوم

بالاتفاق افضل البشر بعداز انبیاء — ثانی اثنین اذھما فی الغار

امام ملت محمدیہ درحین حیات خاتم الانبیاء امام الصادقین والمتقین خلیفۂ اول

اول من یدخل الجنۃ حضرت ابوبکر المعروف صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ولادت: مکہ معظمہ ۲، عام الفیل ۵۷۳ء — احد ۱۳ — جود ۱۳ — ۲۲، جمادی الآخر ۱۳ھ ۲۳، اگست ۶۳۴ء مدینہ منورہ

مبین اندر کمالات نبوت
زامت بہتر صدیق اکبر

کیونکہ ؎

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس — صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

نتیجتاً ؎

آنچہ بود از بارگاہ کبریا — ریخت در صدر شریف مصطفےٰ
آں ہمہ در سینۂ صدیق ریخت — لاجرم تا بود زد تحقیق ریخت — اقبال

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ماصبّ اللہ صدری شیئاً الا صببتہٗ فی صدر ابی بکرؓ"[1]

یعنی (حقائق و معارف میں سے) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں ڈالا وہی میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا۔)

---

[1] مکتوبات قاضی ثناءاللہ پانی پتی نقشبندی مجددی۔ حضرات القدس بحوالہ مستدرک حاکم۔

ولادت باسعادت و اجداد

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ہے لیکن آپ کی کنیت ابوبکر اور خطاب "صدیق" یا "صدیق اکبر" اس قدر مشہور اور زبان زد عام و خواص ہوا کہ آپ کا اصل نام ہی محو ہو گیا۔

والد بزرگوار کا نام ابو قحافہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال اور کچھ ماہ بعد ہوئی اسی طرح آپ کی وفات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال تین ماہ اور دس دن بعد ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رؤسائے قریش میں سے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب چھ واسطوں سے مرہ بن کعب سے ملتا ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مرہ بن کعب کے درمیان چھ واسطے ہیں۔

شجرہ نسب

فہر الملقب بہ قریش
غالب
لوی
کعب
مرہ

کلاب
قصی
عبد مناف
عمرو (ہاشم)
عبدالمطلب
عبداللہ — ابو طالب
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم — حضرت علی کرم اللہ وجہہ

تیم
سعد
کعب
عمرو
عامر
عثمان ابو قحافہ
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ ع

زمانۂ جاہلیت کا دَور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جاہلیت اور فسق وفجور کے زمانہ میں بھی اخلاقِ عالیہ کے مالک تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی میں کبھی شراب نہیں پی اور نہ کسی کو فحش گالی دی۔

زمانہ قبل از اسلام میں بھی اپنی فیاضی ۔سخاوت ۔غریب پروری اور مہمان نوازی میں آپ بے مثال تھے۔ آپ کی شرافت، دیانت اور صداقت ایک مسلمہ امر تھی ۔بلکہ اس دَور میں بھی آپ اصنام پرستی سے کنارہ کش رہے۔

قبولِ اسلام آپ رضی اللہ عنہ کی عمر اڑتیس ۳۸ برس تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوّت کا اعلان فرمایا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلا حیل وحجت بلا تامّل اور ایک لمحہ توقف کے بغیر اسلام قبول کر لیا۔ کثیر روایات سے ثابت ہے کہ آپ مردوں میں سب سے پہلے مشرف بہ ایمان ہوئے۔

تبلیغِ اسلام اِسلام میں داخل ہوتے ہی آپ ایک دم فعال مبلغ بن گئے آپ رضی اللہ عنہ قریش میں بہت اثر ورسوخ کے مالک تھے۔ اِس لئے آپ کی تبلیغ وترغیب سے عشرہ مبشرہ میں سے پانچ یعنی عثمان غنی ۔سعد بن ابی وقاص۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضوان اللہ علیہم اجمعین مشرف بہ اسلام ہوئے۔

عجیب شرف آپ کے خاندان میں چار پشتوں کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے یعنی آپ کے والد ابو قحافہ۔ خود آپ اور آپ کی تمام اولاد اور آپ کا پوتا محمد بن عبدالرحمٰن رضوان اللہ علیہم اجمعین سب صحابی تھے۔

ہجرت اُولیٰ حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نبوّت کے چھٹے سال آپ ہجرت کے ارادہ سے حبشہ کی طرف نکلے۔ راستہ میں پانچویں منزل پر قبیلہ قارہ کا سردار ابن الدغنہ (ربیعہ بن رفیع) کے پوچھنے پر بتایا کہ میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ابن الدغنہ نے کہا: "آپ جیسا فیاض۔ نیک سلوک کرنے والا۔ مہمان نواز اور غریب پرور مکہ سے نکل جائے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں تم کو اپنی حفاظت میں لیتا ہوں۔" اور آپ کو واپس لا کر سردارانِ مکہ کو بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میں نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اس لئے تم اس سے کوئی تعرض نہ کرنا ۔ وہ

چپکے سے اپنے گھر میں عبادت کرے گا"

کچھ عرصہ کی پابندی کے بعد آپ نے اپنے گھر کے نزدیک ہی ایک مسجد بنالی۔ وہاں بلند آواز سے قرآن پڑھتے۔ سردارانِ مکہ کے کہنے پر ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میری شرط کی پابندی نہیں کرتے اس لیے میں آپ کی حفاظت کا ذمہ واپس لیتا ہوں۔" اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، "میں تمہاری دی ہوئی حفاظت واپس کرتا ہوں۔ کیونکہ میں اللہ کی حفاظت پر مطمئن ہوں۔" [1]

صحبت و معیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ عنہ کے سفر و حضر، نشست و برخاست، امن و جدال، اصلاح و قتال، غرضیکہ حیات و ممات میں ہر وقت صحبت معیت اور رفاقت میں رہے۔

ہجرت مدینہ منورہ ہجرت کی رات حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور ہجرتِ مدینہ کا مژدہ سنایا۔ آپ فی الفور تیار ہو گئے۔ راستہ میں مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر غار ثور میں تین دن رات قیام فرمایا۔ آپؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی نوعمری میں رات کو وہاں کھانا پہنچاتیں۔

یارِ غار اسی غار میں صفائی کے دوران اپنی چادر کو پھاڑ کر سانپ کے بلوں کو بند کیا۔ اور ایک بل جو باقی رہ گیا اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی ایڑی سے بند کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اُسی ایڑی والی ران پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔ سانپ نے اس ایڑی پر ستر ڈنک چلائے اس کے باوجود آپ نے ایڑی مبارک نہیں ہلائی۔ مبادا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نیند خراب ہو۔ لیکن ڈنک کے زہر سے آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور باوجود ضبط آپ کے آنسو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گر گئے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چشم مبارک وا فرمائیں اور آنسو گرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سانپ کے ڈنک کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سانپ کو آنے دو، وہ تو دیدار کا مشتاق ہے آپ نے

---

[1] صحیح بخاری باب ہجرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔

ایڑی پر اپنا لعاب مبارک لگایا تو سب درد اور تکلیف فوراً زائل ہو گئی۔

ادھر کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے غارِ ثور کے منہ تک پہنچ گئے تو بحکم الٰہی غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے۔

اسی واقعہ کا قرآن مجید نے ان الفاظ میں ذکر کیا گیا:۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔[1] (ترجمہ: اگر تم اس کو مدد نہ دو گے پس تحقیق اللہ نے اس کو مدد دی ہے جس وقت ان کو کافروں کی وجہ سے نکلنا پڑا۔ دوسرا دو میں کا جس وقت وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ اپنے رفیق سے کہتا تھا غم مت کھا تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔)

قرآن حکیم میں یہ وہ منقبت ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی دوسرا صحابی شریک نہیں۔

ایثار و قربانی

آپ مکہ کے رئیسانِ قریش میں سے تھے۔ آپ کا پیشہ تجارت تھا اور آپکی دولت سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ کفار مکہ اپنے زیر دست مسلمانوں کو بہت ایذا اور تکلیف پہنچاتے تھے۔ تو آپ کفار کو ان مسلمانوں کے عوض روپیہ دے کر آزاد کرا لیا کرتے تھے۔ آپ نے سات مرد و زن کو آزاد کرایا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔ حضرت عامر ابن فہیرہ رضی اللہ عنہ۔ زنیرہ رومیہ رضی اللہ عنہا۔ نہدیہ رضی اللہ عنہا۔ دخترِ نہدیہ رضی اللہ عنہا۔ ابوعبیس رضی اللہ عنہ۔ کنیزِ بنی مؤمل رضی اللہ عنہا۔

خلافتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کے بعد آپ کو اجماع اُمت نے پہلا خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منتخب کیا۔

آپ کی خلافت گو بہت قلیل عرصہ یعنی دو سال تین ماہ اور دس دن رہی لیکن اس مختصر عرصہ میں آپ کے دست کرامت سے جو کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوئے۔ وہ تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھے گئے۔ ان کی فہرست بہت طویل ہے لیکن مختصراً پیش خدمت ہیں۔

---

[1] سورۃ توبہ، آیت ۴۰۔

د ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت سے متعلقہ

۱ ۔ ثقیفہ بنی ساعدہ کی شورش کو آپ کی بروقت فراست مومنہ نے نہایت خوش اسلوبی سے طے کیا ۔

۲ ۔ برخلاف کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متفقہ مشورہ کے آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتب کردہ اور فرمودہ لشکر اسلام سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی کی سرکردگی میں شام کی سرحدوں کی شورش کو ختم کرایا جو کہ اسلام کی تقویت عظیمہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا ۔

۳ ۔ منکرین زکوٰۃ کو باوجود بے سروسامانی اور بغیر فوجی طاقت کے اپنے عزم و استقلال اور ایمان کی قوت سے شکست فاش دے کر زکوٰۃ وصول فرمائی ۔

۴ ۔ جھوٹے مدعیان نبوت کو شکست فاش دے کر قیامت تک کے لئے اُمتِ مسلمہ کو دعوائے نبوت کے فتنہ کے خلاف جہاد کرنے کا عملی نمونہ پیش فرمایا ۔

۵ ۔ فتوحاتِ اسلام کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر کے تبلیغ اسلام کی راہیں کھول دیں ۔

۶ ۔ اتباعِ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ پیش کر کے بعد میں آنے والوں کے لئے مثال قائم کر دی ۔

۷ ۔ قرآن مجید ایک مکمل مصحف کی صورت میں جمع کیا گیا ۔ موجودہ ترتیب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق ہوئی ۔ اور اُمت محمدیہ پر عظیم احسان فرمایا ۔

ب ۔ محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی سربلندی

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دینی رتبہ اور صدق حب عقیدت ومحبت کا ہی نتیجہ تھا کہ سب نے انھیں بالاتفاق خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کر لیا اور انھوں نے اپنے مختصر عہدِ خلافت میں اسلام کی سربلندی اور عظمت کیلئے جو اولوالعزمانہ کوششیں کیں ان کی نظیر عالم اسلام کی تاریخ میں ناپید ہے ۔ بلکہ تاریخ عالم میں ایسا اولوالعزم اور مستقل مزاج حکمران نہیں ملتا ۔

وصیت تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے کہ آپ نے سفرِ آخرت کے وقت وصیت کی کہ ہمارے پاس مسلمانوں کے مال میں سے سوائے ایک غلام۔ ایک اونٹ اور ایک چادر کے کچھ نہیں۔ جب میں مر جاؤں تو یہ تمام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وصیت پر عمل کیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر رو پڑے آپ کے آنسو زمین پر گر پڑے۔ اور بار بار فرمایا:۔

رحم الله ابابكر لقد اتعب من بعده۔ (اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انھوں نے بے شک اپنے جانشینوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔)

پھر حکم دیا: "یہ سب لے لیا جائے:"

اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ آپ ابوبکر کے عیال سے غلام، آب کش۔ اونٹ اور پرانی چادر جس کی قیمت پانچ درہم ہے چھین رہے ہیں کاش آپ واپس کر دیں۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"قسم ہے اُس ذات کی! جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے یہ میرے اختیار میں نہیں۔"

سفرِ آخرت آپ کی وفات کے دن صحابہ کرام عیادت کے لیے آئے تو انھوں نے عرض کیا: "ہم کسی طبیب کو بلاتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: "اس نے کیا کہا؟" فرمایا اُس نے یوں کہا ہے: انی فعالٌ لِمَا اُرِیدُ۔ (میں کرنے والا ہوں جو چاہتا ہوں۔)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سہ شنبہ کی رات مغرب و عشاء کے درمیان بقول مشہور ۲۲، جمادی الآخر ۱۳ھ/۲۳، اگست ۶۳۴ء (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے مطابق) ۶۳ برس کی عمر میں اس دارِ فانی سے انتقال فرما گئے۔

اتباعِ سُنّت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اتباعِ سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق کا

اندازہ آپ کی وفات سے تھوڑی دیر قبل آپ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو سے ہو سکتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر: آپ لوگوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا؟

حضرت عائشہ صدیقہ: تین کپڑوں میں، جن میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔

حضرت صدیق اکبر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن وفات پائی؟

حضرت عائشہ صدیقہ: دو شنبہ کو۔

حضرت صدیق اکبر: مجھے توقع ہے کہ میری موت اُسی دن اور رات کے درمیان ہو گی (اپنے بدن کے کپڑے پر زعفران کا نشان دیکھ کر) میرے کپڑے دھو ڈالنا۔ اور اس پر دو نئے کپڑے اور زیادہ کرنا اور مجھے ان دونوں قسموں میں دفنا دینا۔

حضرت عائشہ صدیقہ: یہ کپڑا تو پُرانا ہے۔

حضرت صدیق اکبر: مُردے کی نسبت زندہ نئے کپڑے کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے [۱]

ذرا غور کیجیے!

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن یوم وفات شریف کی نسبت اس لیئے تھا۔ کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن و یوم وفات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں نصیب ہو۔ زندگی میں تو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا ہی۔ وہ ممات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اتباع چاہتے تھے۔

عشق و محبتِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

عاشق رسول حضرت ملا جامی رحمۃ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف شواہد النبوت میں اور امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے بالاسناد روایت کی ہے۔ کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے حضور نبی کریم

---

[۱] بخاری شریف کتاب الجنائز۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ کے سامنے جائیں اور عرض کرنا: حضور! یارِ غار حاضر ہے اس کے لئے کیا ارشاد ہے؟" اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے حجرہ کے اندر دفن کردینا۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ہم آپ کا جنازہ حجرہ مبارک کے سامنے لے کر گئے اور وصیت کے الفاظ دُہرائے۔ اور عرض کیا: یہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں ان کی آرزو تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کئے جائیں۔ اس پر دروازہ خود بخود کھل گیا۔ ہمیں معلوم نہیں کس نے کھولا۔ آواز آئی: "دخل الحبیب الی الحبیب": (دوست کو دوست کے پاس داخل کر دیجئے)۔ اس طرح آپ کو عزت و تکریم کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ لیکن ہمیں آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آیا"۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ اُسی پلنگ پر اٹھایا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا گیا۔ آپ کی وفات کے وقت آپ کے والد ماجد ابو قحافہ مکہ معظمہ میں زندہ تھے۔[1]

اولادِ امجاد آپ کے تین لڑکے عبدالرحمٰن، عبداللہ اور محمد تھے۔ صاحبزادیاں حضرت اسماء، حضرت عائشہ صدیقہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما تھیں۔

عظمتِ شانِ صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ

بود چنداں کرامت و فضلش که اولوا الفضل خوانده ذو الفضلش
صورت و سیرت ہمہ جاں بود زاں ز چشم عواں پنہاں بود
روز و شب سال و ماہ ہمہ در کار ثانی اثنین اذ ہما فی الغار[2]

خلیفۂ اوّل۔ وزیر برتر۔ امام الصادقین۔ رفیق برتر۔ افضل البشر بعد از انبیا۔ بالاتفاق۔ یارِ غار

شجرہ طیبہ صدیقیہ۔ نقشبندیہ۔ مجددیہ کی اصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے وہ درجات و مراتب، مدارج و فضائل عطا فرمائے۔ جو بالاتفاق انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کسی اور کو نہیں دیئے گئے

---

[1] مجدد الف ثانی از سید نذر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ سیرت صدیق۔ [2] حکیم سنائی

اور نہ ہی کسی بشر کو آئندہ دیئے جائیں گے۔

حضرت حسان بن ثابت رضؓ کا خراجِ عقیدت

اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مزاج شناس شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی کچھ کہا ہے؟ تو آپ کے فرمان کے مطابق حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے دو شعر پیش کئے ؎

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد　　طاف العدو بہ اذ صاعد الجبلاء

وکان حب رسول اللہ قد علموا　　من البریہ لم یعدل بہ رجلاء

(ترجمہ: وہ غار شریف میں دو کے دوسرے جس حال میں کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کر ان کے گرد پھیرا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق میں سے کسی کو اُن کے برابر نہیں فرمایا۔)

یہ شعر سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسّم ہو کر فرمایا:

"حسان! تم نے سچ کہا، وہ حقیقت میں ایسے ہی ہیں"۔

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فی کلام رب العلمین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں قرآن مجید میں کئی آیات وارد ہوئیں:

۱- ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔[1]

(دو میں سے کا دوسرا جس وقت وہ دونو غار میں تھے جب وہ اپنے رفیق سے کہتا تھا غم مت کھا تحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔)

۲- "وَالَّذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ"۔[2]

(جو لائے سچی بات اور جس نے اس کو سچ مانا وہی ہیں متقی اور پرہیزگار۔)

اِس آیت میں بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ، جو سچی بات لائے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نے تصدیق کی وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

---

[1] سورہ توبہ ۴۰　[2] سورہ زمر ۳۳

حدیث شریف میں وارد فضائل و مناقب

قرآن حکیم کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب حدیث شریف میں بھی کثرت سے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا شرف ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ کو شرفِ امامت حاصل ہوا۔ بلکہ چند نمازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ کی اقتدا میں پڑھیں۔ [۱]

۱۔ ابوبکر منی و انا منہ و ابوبکر اخی فی الدنیا والآخرۃ۔ [۲]

ابوبکر مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔ ابوبکر دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔

۲۔ ما صبّ اللہ صدری شیئًا الا صببتہٗ فی صدر ابی بکر۔ [۳]

(حقائق و معارف میں سے) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں ڈالا وہی میں نے ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا۔

۳۔ "واللہ ما طلعت الشمس ولا غربت علیٰ احدٍ بعد النبیین والمرسلین علیٰ افضل من ابی بکر۔" [۴]

قسم اللہ تعالیٰ کی! پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابوبکر سے کسی اور افضل شخص پر سورج طلوع و غروب نہیں ہوا۔

۴۔ لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ مَعَ اِیْمَانِ الثَّقَلَیْنِ لَرَجَحَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ۔ [۵]

ابوبکر کے ایمان کا تمام جن و انس کے ایمان کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلّہ بھاری رہے گا انبیاء کو چھوڑ کر۔ (یہی وجہ تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کے ایّام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شرفِ امامت حاصل ہوا۔)

۵۔ اِنَّکَ یا ابابکر اوّل من یدخل الجنۃ من امتی۔ [۵]

اے ابوبکر! تو پہلا شخص ہے جو میری اُمت میں سے جنت میں جائے گا۔

۶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شان میں فرمایا:۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغمبر بنا کر

---

[۱] مستدرک حاکم عن ابی ہریرہؓ۔ [۲] انوارِ تیراہی ۲ تا ۴ بحوالہ حضرات القدس۔ [۳] مستدرک حاکم۔ [۴] ابوداؤد
[۵] شعب الایمان امام بیہقی۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

بھیجا تو تم لوگوں نے کہا تُو جھوٹ بولتا ہے اور ابوبکر نے کہا، آپ سچ کہتے ہیں۔ اور اپنے جان و مال سے میری مدد کی ۔[۱]

۷ - حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ مسجد میں سوائے ابوبکر کے کسی کی کھڑکی باقی نہ رکھو ۔[۲]

۸ - حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے عورتوں میں سے سب سے محبوب عائشہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے محبوب ہیں ۔ (بخاری و مسلم)

۹ - ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر فلو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لا تخذت ابی بکر خلیلا ۔[۳]

مجھے ابوبکر کے مال نے جو فائدہ پہنچایا کسی شخص کے مال نے وہ نفع نہیں دیا۔ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو اپنا خلیل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا ۔

۱۰ - وما لاحد عندنا ید الا کافیناہ ما خلا ابا بکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ تعالیٰ ۔[۴]

کسی آدمی کا مجھ پر احسان باقی نہیں ہے جس کا میں نے بدلہ نہ دیا ہو سوائے ابوبکر کے کہ اس کا مجھ پر ایسا احسان ہے جس کی جزا اللہ تعالےٰ ہی دے گا ۔

۱۱ - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہل انت الا حسنۃ من حسنات ابی بکر - اے عمر تم ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو

ذرا غور کیجئے! جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو اسلام کی عزت ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں تو اوروں کا کیا حساب!

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے

۱ - میں اللہ تعالیٰ کے بعد کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا

(حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۲ - اے ابوبکر! تمہاری وفات نے قوم کو سخت مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہم تمہاری گرد

---

[۱] حضرات القدس امام مسلم و بخاری۔ [۲][۳] حضرات القدس بحوالہ ترمذی ۔ [۴] بحوالہ ترمذی و قرۃ العینین ۔

کو بھی نہیں پا سکتے۔ تمہارے رُتبے کو کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

۲۔ اے ابوبکر! تم پہلے آدمی تھے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہی۔ ایمان و اخلاص میں تمہارا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ خلوص و محبت میں تم سب سے بڑھے ہوئے تھے اخلاص و قربانی، ایثار و بزرگی میں تمہارا کوئی ثانی نہ تھا۔ واللہ! تم اسلام کے مضبوط قلعہ تھے۔

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

طریقہ نقشبندیہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سلوک حصول جذبہ کے بعد سلوک فوقانی کے متعلق ہے۔ اس سلوک کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جذب کے گھر میں ایک سوراخ کھود کر ذات غیب تک راہ پہنچائی جائے اور اس راہ سے راستہ طے کیا جائے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی راہ سے انتہا کے مقام تک واصل ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ خواجگان نقشبندیہ سے مخصوص ہے بقیہ تینوں خلفاء حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین دوسرے راستوں سے عالم غیب تک واصل ہوئے سالکوں کا سلوک ان چاروں راستوں سے طے ہوتا ہے۔[۱]

قدسیہ

۱۔ خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقررہ ہوئے تو آپ نے خطبہ دیا حمد و ثنا کے بعد فرمایا:۔ اے مسلمین! میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں۔ حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں نیکی کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر میں بدی کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔ تم میں سے جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہو گا۔ جب تک کہ میں اُسے اس کا حق نہ لے کر دوں۔ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک میں اس سے دوسروں کے حقوق لیکر نہ دوں۔ جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر ذلت نازل فرما دیتا ہے۔

---

[۱] حضرات القدس۔

تم میری اطاعت کرو جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت چھوڑ دوں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں جس قوم میں کوئی برائی پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اُن سب پر بلا نازل فرما دیتا ہے۔

۲۔ مدح جب لوگ آپ کی مدح کرتے تو آپ یوں فرماتے۔ خدایا۔ میرا حال تو میری نسبت بہتر جانتا ہے اور میں اپنا حال اُن کی نسبت بہتر جانتا ہوں۔ خدایا! تو مجھے اس سے بہتر بنا دے جو وہ گمان کرتے ہیں۔ اور تو میرے گناہ بخش دے۔ جو ان کو معلوم نہیں اور جو وہ کہتے ہیں اُن پر مجھے گرفت نہ فرمانا۔

۳۔ شبہ والا کھانا جب کبھی آپ رضی اللہ عنہ شبہ والا کھانا کھا لیتے پھر آپ کو علم ہو جاتا تو اُسے تے کر کے نکال دیتے۔ اور یوں دُعا فرماتے اے اللہ! جو کچھ رگوں نے پی لیا اور انتڑیوں کے ساتھ مل گیا تو اس پر مجھے مواخذہ نہ کرنا۔

۴۔ فانی فرمایا:۔ ہمارا گھر فانی ہے اور ہمارے حالات عارضی ہیں ہمارے سانس گنتی کے ہیں اور ہماری سُستی موجود ہے۔ (یعنی ہم اللہ کے ذکر اور نیک اعمال میں سُست ہیں)

۵۔ زُبان حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ اپنی زبان کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسی نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں ڈال دیا۔

۶۔ ہمسایہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہمسایہ سے جھگڑا کر رہے تھے۔ آپ اُن کے پاس سے گزرے تو فرمایا! اپنے ہمسایہ سے مت جھگڑا کرو۔ کیونکہ بات رہ جائے گی اور لوگ چلے جائیں گے۔

۷۔ صبر آپ کسی کو صبر کی نصیحت کرتے تو فرماتے کہ صبر کے ساتھ کوئی مصیبت نہیں ہے اور بے صبری سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ موت اپنے مابعد سے آسان اور ماقبل سے سخت ہے۔

۸۔ حیات جب آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین کی طرف جہاد کے لئے بھیجا تو اُن سے فرمایا:۔ تو موت کا حریص بن تجھے حیات عطا ہو گی۔

۹۔ عورت کی حکومت جب آپ کو خبر ملی کہ اہلِ فارس نے پرویز کی لڑکی کو اپنا حکمران بنا لیا ہے تو فرمایا: وہ ذلیل ہو گئے جنہوں نے اپنی حکومت ایک عورت کے ہاتھ میں دے دی۔

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش

فرمایا: قسم ہے اس ذات کی! میرے نزدیک اپنے خویش و اقربا۔ کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش واقربا۔ سے محبت رکھنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

۱۱۔ فرمانبردار

فرمایا: لوگوں میں اللہ کا سب سے فرمانبردار وہ ہے جو گناہ کا دشمن ہے۔

۱۲۔ خوبی

فرمایا: اس قول میں کوئی خوبی نہیں جس سے رضائے الٰہی مراد نہ ہو۔ اور اُس مال میں کوئی خوبی نہیں جس کو راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے۔ اور اس شخص میں کوئی خوبی نہیں جس کی جہالت اس کے علم پر غالب ہو۔

۱۳۔ نیکی اور بدی

جب تجھ سے کوئی نیکی فوت ہو تو اس کا تدارک کر۔ اور اگر کوئی بدی ہو جائے تو اس سے بچ جا۔

۱۴۔ توشہ

فرمایا: جو شخص بغیر توشہ کے قبر میں جائے گویا اُس نے بغیر کشتی کے سمندر میں سفر کیا۔

۱۵۔ رونا

روؤ! اگر رونا نہ آئے تو ــــــ رونی صورت ہی بنالو۔

۱۶۔ آٹھ چیزیں

فرمایا: آٹھ چیزیں آٹھ چیزوں کی زینت ہیں:۔

اوّل: پرہیزگاری زینت ہے فقر کی۔

دوم: شکر زینت ہے دولتمندی کی۔ سوم: صبر زینت ہے بلا کی۔

چہارم: تواضع زینت ہے شرف و بزرگی کی۔ پنجم: علم زینت ہے عالم کی۔

ششم: فروتنی و عاجزی زینت ہے طالب علم کی۔ ہفتم: احسان نہ جتانا زینت ہے احسان کی۔

ہشتم: خشوع زینت ہے نماز کی۔

۱۷۔ ادراک

ادراک حاصل کرنے سے عاجز آجانا ہی ادراک ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

مقام، سَلمَانُ مِنَّا اَھلَ البَیتِ (الحدیث)

اصفہان (ایران)، غالباً ۱۷۰ قبل عام الفیل ——— ۱۰ رجب ۳۳ھ مدائن
۴۰۲ء ——— ۶۵۴ء

مادہ تاریخ رحلت : پاک باز ۳۳

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ——— باطنی انتساب : یار غار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نسب : اسلام ——— روزینہ : مثل توشہ سوار

تعارف آپ کا نام سلمان اور اصل وطن فارس ہے۔ آپ کے والد آتش پرست تھے آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ نے آتش پرستی چھوڑ کر دین موسوی اختیار کر لیا پھر ایک عرصہ بعد دین عیسوی میں داخل ہو گئے۔

طلب حق میں ساعی تھے۔ ایک طویل عرصہ سفر میں رہے اور راہبان و علماء یہود و نصاریٰ کی صحبتوں میں رہے اور بکمال صبر و استقامت اس راہ میں تکالیف و مصائب برداشت کیں اور تقریباً دس مرتبہ نوبت بنوبت فروخت ہوئے۔ آخری راہب جس کے پاس آپ ٹھہرے تھے جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے بشارت دی کہ مدینہ میں پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وقت قریب ہے میں تو اب اس حسرت کو ساتھ لئے جا رہا ہوں تم ضرور ان کو تلاش کر کے ان کا دین اختیار کرنا۔

اس راہب کی وفات کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا راستے میں ایک شخص نے آپ کو غلام بنا لیا اور پھر اتفاقاً آپ بنو قریظہ کے ایک یہودی عثمان بن اشہل کے ہاتھ فروخت ہوئے جو آپ کو مدینہ طیبہ لے آیا۔

قبول اسلام جب حضور نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہجرت کے پہلے سال ہی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دین اسلام قبول کرلیا۔ اور پھر حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص امداد سے ۵ھ میں اس یہودی کی غلامی سے آزاد ہوگئے۔

انتساب حضرت خیر البشر علیہ وآلہ الصلوٰت والتسلیمات کی صحبت کے باوجود آپ کا انتساب علم باطن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔

فضائل ۱۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ غزوہ خندق اور غزوات مابعد میں شامل ہوئے۔ خندق کھودنے کے موقع پر جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں خندق تقسیم فرمادی تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مہاجرین وانصار میں اختلاف ہوا ہر فریق کا دعوےٰ تھا۔ کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہم میں سے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ۔ (سلمان میرے اہل بیت میں سے ہیں)۔

۲۔ آپ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔

۳۔ آپ ان تین اصحاب میں سے ہیں جن کا جنت مشتاق ہے۔

۴۔ آپ ان چار صحابیوں میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی دوستی کا ارشاد فرمایا ہے۔

۵۔ آپ ان چار بزرگوں میں سے ہیں جن کی نسبت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ ان کے پاس علم تلاش کرنا۔

شادی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے قبیلہ کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ صاحب حضرات القدس کے مطابق آپ کی نسل بہت چلی اور سب اہل علم اور اہل کمال ہوئے۔

زہد و ایثار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا اور پانچ ہزار درہم سالانہ آپ کو وظیفہ ملتا تھا۔ وظیفہ ملتے ہی اسے راہ خدا میں خرچ کردیتے اور خود بوریا بافی پر گزارہ فرماتے۔

بسراوقات آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک درہم کے برگ خُرما (کھجور کے پتے) خریدتا ہوں اور اس سے بوریا یا زنبیل تیار کر کے تین درہم میں فروخت کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک درہم برگ خُرما کے لئے پس انداز کرتا ہوں۔ ایک درہم اپنے عیال پر خرچ کرتا ہوں۔ اور ایک درہم خیرات کر دیتا ہوں۔

وفات اپنی وفات کے وقت اہلیہ سے فرمایا: "جو کستوری گھر میں ہے اُسے پانی میں گھول کر میرے اوپر چھڑک دو۔ اور کمرے سے باہر چلی جاؤ!" آپ کی بیوی نے حسب حکم عمل کیا جب باہر نکلی تو آواز آئی: السلام علیک یا ولی اللہ! السلام علیک یا صاحب رسول اللہ۔ جب آپ کی اہلیہ اندر آئیں تو روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ تاریخ وفات ۱۰ رجب ۳۳ھ ہے عمر مبارک دو سو پچاس (۲۵۰) برس پائی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے ایک شب بہ کرامت مدینہ منورہ سے مدائن جا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور جنازہ پڑھا کر مدینہ منورہ واپس آگئے۔ (حضرات القدس)

قُدسیہ

۱۔ حسب و نسب کسی نے آپ کا نسب دریافت کیا آپ نے فرمایا "اسلام" پوچھا آپ کے باپ کا کیا نام ہے؟ فرمایا: "اسلام"۔ آپ فرمایا کرتے تھے جب ہمارا دین اسلام ہے تو ہمارا سب کچھ اسلام ہے ہمارا دین ہمیں ماں باپ بہن بھائی سے بھی عزیز تر ہے۔"

۲۔ روزینہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا کہ تمہارا روزینہ مثل توشہ سوار کے ہو۔

۳۔ پُل صراط آپ نے حضرت ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا: اے برادر! اتنے دنیا جمع کرنا جس کا تم شکر ادا کر سکو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پُل صراط پر سے گزرنے کے وقت ہر ایک کا مال اس کے شانوں پر رکھا جائے گا جس نے اس کا حق ادا کر دیا ہو گا۔ اُس کا مال اُسے آسانی سے پل صراط سے لے جائے گا اور جس نے اس مال کا حق ادا نہ کیا ہو گا۔ وہ دہائی دے گا لیکن وہاں کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

۴۔ حقوق

آپ نے حضرت ابودردہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے تیرے رب کا تجھ پر حق ہے تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ تیرے اہل کا تجھ پر حق ہے۔ اس لیے ہر ایک حق دار کا حق اس کو ادا کر پھر دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سلمان نے سچ کہا"۔

۵۔ توکّل

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم میں سے جو پہلے فوت ہو جائے وہ دوسرے کو خواب میں اپنا حال بیان کرے

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (جو پہلے فوت ہو گئے) خواب میں ملے۔ پوچھا تو نے اپنا مقام کیسا پایا؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "خوب ہے"۔

پھر تین بار فرمایا:

"تُو توکل اختیار کر! کیونکہ توکل اچھا ہے"۔

۶۔ تعجّب

فرمایا: تعجب ہے طالب دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے اور تعجّب ہے اس غافل پر جس کو فراموش نہیں کیا گیا اور تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جو یہ نہیں جانتا کہ اس کا پروردگار اس پر راضی ہے یا ناخوش؟

۷۔ بازار

فرمایا: تو بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہو اور نہ سب سے پیچھے نکل کیونکہ وہ معرکۂ شیطان ہے اور وہاں اس کا جھنڈا گڑا ہوتا ہے۔

حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ ۲۳، شعبان ۲۴ھ / ۶۴۵ء — ۲۴، جمادی الثانی ۱۰۸ھ / ۷۲۷ء مشلل

مادہ تاریخ رحلت: حق (۱۰۸)

والدگرامی کا نام :- حضرت محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خالہ زاد بھائی :- امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مقام :- فقہائے سبعہ[1] میں شمار، تابعین کبار ۔ نسبت باطنی: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

تعارف خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں یزدگرد شاہ ایران کی تین لڑکیاں مال غنیمت میں آئیں۔ جن میں ایک حضرت حسین بن علی کرم اللہ وجہہ کے عقد میں آئی دوسری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عقد میں اور تیسری حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئی۔ اس طرح امام زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ، حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تینوں خالہ زاد بھائی ہیں۔

پرورش و تعلیم حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ چھوٹی عمر میں یتیم ہو گئے۔ اور اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پرورش پاتے رہے اور وہیں تعلیم

---

[1] فقہائے سبعہ یہ ہیں: عبداللہ، عروہ۔ قاسم، سعید۔ ابوبکر، سلیمان۔ خارجہ۔ یہ اسماء لکھ کر گیہوں میں رکھ دیں گھن نہیں لگے گا (شمع شبستان رضا)

حاصل کی۔

انتساب آپ کا انتساب باطنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے اور اپنے جدِ بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نعمت ان کے وسیلہ سے حاصل کی اور اس پر مستزاد یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پرورش اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔

علمی مقام آپ تابعینِ کبار اور فقہائے سبعہ میں شمار کئے جاتے ہیں اپنے وقت کی بے نظیر ہستی اور امام اہل زمانہ تھے۔ یحیٰؒ بن سعید انصاری فرماتے ہیں کہ ہم نے مدینہ منورہ میں کوئی ایسا نہ پایا جس کو حضرت قاسم رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی جا سکے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر امرِ خلافت میرے اختیار میں ہوتا تو میں حضرت امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کرتا۔

تزکیہ نفس کسی نے پوچھا: "آپ اعلم ہیں یا حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر؟" فرمایا: "وہ مردِ مبارک ہیں۔ سبحان اللہ!۔ اس نے پھر یہی سوال کیا آپ نے جواب دیا، حضرت سالم بن عبد اللہ وہ ہیں ان سے پوچھے۔ ابن اسحاق اس کی توجیہہ فرماتے ہیں کہ امام قاسم نے پسند نہ کیا کہ اپنے آپ کو اعلم کہہ دیں کیونکہ یہ تو تزکیہ نفس ہے اور یہ بھی نہ کہا کہ سالم اعلم ہیں کہ کہیں جھوٹ نہ ہو۔

وفات ۲۴، جمادی الثانی ۱۰۸ھ/۷۲۶ء کو بعمر ۸۰ سال مکہ و مدینہ کے درمیان قدید کے مقام پر وفات پائی اور وہاں سے تین میل دور مشلل کے مقام پر دفن ہوئے۔

وصیت وفات کے وقت وصیت فرمائی "مجھے اُن کپڑوں میں دفن کرنا جن کپڑوں میں میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ یعنی قمیص اور ازار بند اور چادر"۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا: ہم دو کپڑے اور زیادہ کریں؟ جواب دیا جانِ پدر! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کفن بھی تین کپڑے تھے۔ مُردے کی نسبت زندہ کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت یحیی بن سعید انصاریؒ (ف ۱۹۸ھ) حافظ حدیث تھے اور امام اعظم رحمۃ اللہ کے فقہ پر تھے بیس سال روزانہ قرآن ختم کرتے رہے۔ حضرات القدس کے مطابق ۱۰۸ھ/۷۲۰ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

وصل ششم

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ ۱۳ ربیع الاول ۸۰ھ / ۶۹۹ء — ۱۵ رجب ۱۴۸ھ / ۷۶۵ء جنت البقیع مدینہ

مادہ تاریخ رحلت : دہل جمال ۱۴۸

والد گرامی کا نام : امام محمد باقر بن زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہ

ناناجان : امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مقام : امام زمانہ — نسبت باطنی : والد گرامی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

لقب : صادق — نسبت صدیقی : ناناجان امام قاسم رضی اللہ عنہ

فرمان : "وَلَدَنِی ابوبکرٍ مَرَّتَین" (میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دو مرتبہ پیدا ہوں)

تلامذہ : امام موسیٰ کاظم۔ امام اعظم ابوحنیفہ۔ امام مالک۔ حضرت یحییٰ بن سعید انصاری۔ سفیان ثوری رح

تعارف و نسب آپ کا اسم مبارک جعفر اور لقب صادق تھا۔ آپ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے یعنی امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی اُمِّ فروہ تھیں۔

آپ کی ولادت ۱۳ ربیع الاول ۸۰ھ / ۶۹۹ء بروز دوشنبہ ہوئی۔

انتساب علم باطن میں آپ کا انتساب اپنے والد ماجد امام محمد باقر سے اور ان کا انتساب اپنے والد ماجد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ان کا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور ان کا

اپنے والدِ محترم امیرالمومنین علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ سے ہے۔

دوسری طرف آپ کا انتساب باطنی اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اسی لئے آپ کا فرمان ہے: وَلَدَنِی ابوبکر مَرَّتَین۔ (میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دو مرتبہ پیدا ہوا ہوں[1]) پہلی ولادت ظاہری کہ میرے نانا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ دوسری ولادت معنوی کہ علمِ باطن بھی میں نے اپنے نانا سے پایا ہے۔

صادق آپ کی گفتگو ہمیشہ سچی ہونے کی وجہ سے آپ کا لقب صادق مشہور تھا۔ جسطرح آپ کے جدِ مادری کا لقب صدیق (رضی اللہ عنہ) تھا جن کو یہ لقب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا تھا۔

نسبتِ صدیقی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ نسبت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور اندرونی راہ سے مقصود تک پہنچے پھر یہی نسبت بعینہٖ حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی پھر یہ نسبت امام قاسم سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی۔ حضرت امام قاسم، امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے نانا تھے۔ چونکہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ دادا سے بھی نور حاصل کیا تھا۔ اور وہ سلوک فوقانی سے مناسبت رکھتا تھا۔ اس لئے جذب کی تحصیل کے بعد سلوک فوقانی کے ذریعہ مقصود پہنچے اور دونوں نسبتوں کے جامع ہو گئے۔ پھر یہ نسبت حضرت امام سے بطریق امانت سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو روحانیت کے راستہ سے جو اویسی دنیوں کا طریقہ ہے پہنچی۔

روایتِ حدیث آپ نے اپنے والد امام باقر رحمۃ اللہ علیہ، اپنے نانا امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ نافع۔ عطا۔ محمد بن منکدر۔ زہری اور دیگر علماء سے احادیث نقل کی ہیں۔

علامہ ذہبی نے آپ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے[2]

---

[1] مکاشفات عینیہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شواہد النبوت ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ۔

[2] حافظِ حدیث وہ ہوتا ہے جس کو ایک لاکھ احادیث متناً۔ سنداً، جرحاً، اور تعدیلاً محفوظ ہوں (تذکرۃ المحدثین ص ۳۸)

تلامذہ مشاہیر ائمہ اسلام نے آپ سے شرف تلمیذ حاصل کیا جیسے امام اعظم ابُوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ امام مالکؒ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے صاحبزادے امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ رحمہما اور دیگر علماء نے آپ سے روایت کی ہے۔

۱؎ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی رجب ۱۵۰ھ امام الائمہ۔ سراج الامت۔ سید الفقہاء، محدث کبیر حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ آسمانِ فقہ کے درخشندہ آفتاب تھے۔ روایت و درایت کے میدان میں سابقیت پر فائز تھے انہی کے نام پر فقہ حنفی رائج ہے آج بھی دنیائے اسلام کے دو تہائی مسلمان فقہ حنفی پر عمل پیرا ہیں۔ آپ کے طریق اجتہاد سے تمام ائمہ مجتہدین نے استفادہ کیا۔ امام شافعی قدس سرہٗ نے فرمایا "تمام فقہا فقہ میں ابوحنیفہ کے عیال ہیں"۔ آپ کے تلامذہ عدد و شمار سے باہر ہیں خصوصاً امام ابویوسف، امام محمد۔ امام زفر رحمہما اللہ اجمعین جنہوں نے فقہ حنفی کا سکہ بٹھا دیا۔ (تذکرۃ المحدثین)

۲؎ حضرت یحییٰ بن سعید انصاری قدس سرہٗ (ولادت ۱۲۵ھ ف ۱۹۸ھ) حدیث کے حافظ ثقہ تھے بیس سال تک ہر روز قرآن کا ختم کرتے رہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ پر تھے۔

۳؎ امام مالک قدس سرہٗ (ولادت ۹۳ھ ف ۱۷۹ھ) وہ پہلے شخص ہیں۔ جو دنیائے علم میں بیک وقت حدیث اور فقہ کے امام کہلائے فن حدیث میں سب سے پہلے انہوں نے کتاب "موطا امام مالک" لکھی۔ آپ نے نو سو سے زیادہ مشائخ اور علماء سے علم دین حاصل کیا۔ مدینہ منورہ میں مستقل سکونت رکھی سوائے ایک دفعہ حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہ گئے۔ قضائے حاجت کے لئے تمام عمر حرم مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے رہے۔ آپ کے فقہ کا رواج زیادہ تر مغرب خصوصاً اندلس میں ہوا۔ (تذکرۃ المحدثین)

۴؎ حضرت سفیان ثوری قدس سرہٗ (ف ۱۶۱ھ) ظاہری باطنی علوم میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ لوگ آپ کو امیر المومنین کہتے تھے فرماتے ہیں میں نے کوئی حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی نہیں سنی جس پر عمل نہ کیا ہو۔

۵؎ حضرت سفیان بن عیینہ (ر ۱۵ شعبان ۱۰۷ھ ف یکم رجب ۱۹۸ھ) محدث۔ ثقہ حافظ۔ فقیہہ تھے۔ امام شافعی قدس سرہٗ فرماتے ہیں اگر سفیان اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نہ ہوتے تو حجاز سے علم چلا جاتا۔ ستر مرتبہ حج کیا۔ وفات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ (خزینۃ الاصفیاء۔ تذکرۃ الاولیاء)

فضائل و مقام

آپ کی امامت، بزرگی اور سیادت پر جمہور کا اتفاق ہے۔ تفسیر قرآن حدیث بلکہ جملہ علوم میں اسرارِ جلیلہ اور رموزِ جمیلہ ہیں۔

عمرو بن ابی المقدام فرماتے ہیں: کہ جس وقت میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا ہوں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ خاندانِ نبوت سے ہیں۔

وفات

آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۵ رجب ۱۴۸ھ/۷۶۵ء[۱] اڑسٹھ سال کی عمر مبارک میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں قبہ اہل بیت میں مدفون ہوئے۔

خشیتِ الٰہی

حضرت داؤد طائی[۲] رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا، اے فرزندِ رسول! مجھے کوئی نصیحت فرمایئے کیونکہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے۔ فرمایا: یا ابا سلیمان! آپ زاہدِ زمانہ ہیں آپ کو میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے؟

داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:-

"آپ خاندانِ نبوت سے ہیں اور آپ کی فضیلت ہم سب پر ثابت ہے۔ اس لیے آپ پر فرض ہے کہ آپ سب کو نصیحت فرمائیں۔"

فرمایا: "یا ابا سلیمان! مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کہیں میرے جدِ بزرگوار میرا دامن نہ پکڑیں اور فرمائیں کہ حقِ متابعت کیوں بجا نہ لایا۔ کیونکہ یہ کام نسب پر موقوف نہیں بلکہ بارگاہِ رب العزت میں عمل کی پسندیدگی پر موقوف ہے۔"

یہ سن کر حضرت داؤد طائی بہت روئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر عرض پیش کی کہ اے پروردگار! جس شخص کی سرشت نبوت کے آب و گل سے ہے اور جس کے جدِ بزرگوار رسول اکرم صلی اللہ علیہ

---

[۱] شوال ۱۴۸ھ (حضرات القدس) ۸، رمضان المبارک ۱۴۸ھ (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (از سید زوار حسین شاہ رحمہ اللہ)

[۲] حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ گروہ صوفیا کے اکابرین میں سے تھے بیس سال امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں رہے آپ کے پیر طریقت حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ابو ربیع واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کے لئے کہا آپ نے فرمایا: دنیا سے روزہ رکھ کر آخرت سے افطار کر موت کو عید سمجھ! نماز عشاء کے لئے سر سجدے میں تھا کہ وفات پائی۔ ۱۶۲ھ یا ۱۶۵ھ تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء۔ خزینۃ الاصفیاء)

وسلم اور ماں خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہوں وہ ایسی حیرانی میں ہے تو داؤد کس شمار میں ہے۔"

قدسیہ

۱۔ **انسان کی عظمت**: چار چیزوں سے شریف کو عار نہ ہونی چاہیئے:۔

د۔ اپنے والد کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا۔

ب۔ اپنے مہمان کی خدمت کرنا۔

ج۔ اپنے اُستاد کی خدمت کرنا۔

د۔ اپنے چوپایہ کی خبر لینا خواہ اس کے سو غلام ہوں۔

۲۔ **معرفتِ الٰہی**: جس نے اللہ کو پہچانا اس نے ماسوا سے مُنہ پھیر لیا۔

۳۔ **رزق میں تاخیر**:۔ جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہیئے۔

۴۔ **مال کا بقاء**:۔ جو شخص اپنے مال کا بقا چاہے وہ یوں کہے: "ماشاءاللہ لا قوۃ الا باللہ"

۵۔ **گناہگار، فرمانبردار** جو شخص عبادت پر فخر کرے وہ گناہ گار ہے جو معصیت پر اظہارِ ندامت کرے وہ فرمانبردار ہے۔

پانچ لوگوں کی صُحبت سے اجتناب میں بہتری

اوّل جھوٹے سے کیونکہ اس کی صحبت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے۔

دوم بیوقوف سے کیونکہ وہ تمہاری منفعت سے زیادہ تمہیں نقصان پہنچائے گا۔

سوم کنجوس سے کیونکہ وہ تمہارا بہترین وقت ضائع کرے گا۔

چہارم بزدل سے کیونکہ وہ وقت پڑنے پر تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا۔

پنجم فاسق سے کیونکہ وہ نوالہ کی طمع میں کنارہ کش ہو کر مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔

۔ مومن اور عارف مومن کی تعریف یہ ہے کہ نفس کی سرکشی کا مقابلہ کرتا ہے اور عارف کی تعریف یہ ہے کہ اپنے مولا کی اطاعت میں ہمہ تن مشغول ہے۔

۸. توبہ عبادت توبہ کے بغیر درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے ارشاد باری تعالےٰ ، اَلتَّائِبُوْنَ العَابِدُوْنَ ۔[۱]

۹. غم جو غم میں مبتلا ہو وہ کہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنتُ من الظالمین[۲] کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتا ہے ، فاستجبنا لہٗ ونجینہ من الغم وکذالک ننجی المومنین[۳]

۱۰. مکر جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہو وہ کہے وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیرٌ بالعباد[۴] کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے ، فوقہ اللہ سیات ما مکروا ۔[۵]

۱۱. علمائے شریعت علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں جب تک بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں ۔

۱۲. آفت جو کسی آفت سے ڈرتا ہو ، وہ کہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسھم سوٓء ۔[۶]

۱۳. جنّت جو جنّت میں رغبت کرتا ہو وہ کہے ، ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فعسیٰ ربّی ان یؤتین خیراً من جنّتک ۔[۷]

۱۴. دُنیا اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف حکم بھیجا کہ جو شخص میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیرا خادم بنے تو اسے تکلیف دے ۔

۱۵. گناہ جب تو گناہ کرے تو معافی مانگ کیونکہ گناہ مُردوں کے گلوں میں اُن کی پیدائش سے پہلے ڈالے گئے ہیں اور ان پر اصرار کرنا کمال درجہ کی ہلاکت ہے ۔

۱ے سورہ توبہ ۱۱۲ ۲ے ۳ے سورہ انبیاء ۸۷۔۸۸ ۴ے ۵ے سورہ مومن ۴۴۔۴۵
۶ے سورۃ آل عمران ۱۷۳ ۷ے سورۃ کہف ۳۹۔۴۰

سلطان العارفین بایزید طیفور بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

بسطام ~~سنہ ۱۳۶ھ / ۷۵۳ء~~ —— ۱۵ شعبان سنہ ۲۶۱ھ / ۸۷۵ء بسطام

مادہ تاریخ رحلت : اکرم ۲۶۱

اسم گرامی : بایزید طیفور — والد گرامی : حضرت عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ

مقام : میدانِ توحید میں چلنے والوں کی انتہا بایزید کی ابتدا (جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہما)

نسبت باطنی : امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بطریق اویسیت۔ فیوض و برکات : ۱۱۳ مشائخ و علماء

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب

ولادت و تعارف

آپ کا اسم گرامی بایزید طیفور اور ولادت سنہ ۱۳۶ھ / ۷۵۳ء شہر بسطام[1] میں ہوئی۔ آپ کے دادا آدم آتش پرست سے مسلمان ہوئے۔ آپ کے والد عیسےٰ کا بسطام کے عظیم بزرگوں میں شمار ہوتا تھا۔

تعلیم

بچپن میں مکتب میں جب آپ سورۃ لقمان کی اِس آیت پر پہنچے ان اشکرلی والوالدیک (یعنی میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا) تب اپنے استاد سے رخصت لے کر گھر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کی کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ شکر ادا کر میرا اور اپنے والدین کا۔ لیکن میرے بس[2] دو

---

[1] یہ شہر علاقہ قومس میں نیشاپور کے راستہ پر دامغان سے دو منزل پر واقع ہے۔ (یاقوت حموی)

گھروں کا حق خدمت ادا کرنا مشکل ہے یا تو آپ مجھے اللہ سے مانگ لیجئے کہ بالکل ہی آپ کا ہو رہوں یا آپ مجھے اللہ تعالٰی کو سونپ دیں کہ اسی کا ہو رہوں۔

والدہ نے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا حق بخش دیا اور راہ خدا میں چھوڑ دیا۔

تلاشِ حق آپ بسطام سے نکلے اور تیس سال تک بادیہ شام میں ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے ہمیشہ بھوکے رہتے تھے۔

نسبتِ باطنی آپ نے تقریباً ایک سو تیرہ مشائخ و علماء سے فیوضات و برکات حاصل کیں لیکن آپ کمالات و مقامات کی تکمیل اویسیہ طریقہ سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی روحانیت سے ہوئی۔ اور ایسے کمالات و مقامات حاصل کئے۔ کہ سلطان العارفین جیسا زندہ جاوید خطاب پایا۔

کمالات و مقام اپنے وقت کے اعاظم و اکابر، سلطان العارفین، برہان الصدیقین۔ حجت اللہ قطب عالم اور اوتاد کے رئیس تھے روایت اور حدیث میں سند عالی رکھتے تھے۔

سید الطائفہ جنید بغدادی[۱] قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

"بایزید ہماری جماعت میں ایسے ہیں جیسے جبریل فرشتوں میں، کہ میدان توحید میں چلنے والوں کی انتہا بایزید کی ابتداء ہے سالکین جب آپ کے ابتدائی قدم پر پہنچتے ہیں تو وہ ان کی انتہا ہوتی ہے[۲]"۔

شیخ ابو سعید[۳] ابوالخیر قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

"اٹھارہ ہزار عالم بایزید سے بھرے ہوئے دیکھتا ہوں مگر بایزید ہم میں سے نہیں ہیں یعنی بایزید بالکل حق میں محو ہے[۴]۔"

---

۱ سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہٗ (وفات ۲۹۹ھ / ۲۹۷ھ۔ پیدائش و رہائش بغداد) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد سری سقطی حارث محاسبی کے مرید تھے۔ آپ کے نسبت رکھنے والے ابو سعید خراز۔ محمد رویم۔ ابوالحسن نوری اور شبلی تھے۔

۲ ص۱۲۰ تذکرۃ الاولیاء۔ ۳ شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہٗ (د ۳۵۷۔ ف ۴۴۰) صاحب علوم ظاہر و باطن مقتدائے اہل طریقت اور پیشوائے اہل حقیقت تھے۔ چند واسطوں سے سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ فرمایا اصل یہ ہے کہ زن و فرزند میں زندگی گزارے مخلوق خدا سے ملے جلے اور دنیا میں حصہ لے لیکن ایک لحظہ بھی یاد خدا سے غافل نہ ہو۔ (خزینۃ الاصفیاء)

عظمتِ بزرگی آپ کے گھر سے مسجد تک کا فاصلہ چالیس قدم تھا لیکن بوجہ تعظیم مسجد آپ نے کبھی راہ میں نہیں تھوکا۔

حضرت ذوالنون[1] مصری قدس سرہٗ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا۔

"اے بایزید! رات کو جنگل میں آرام اور سکون سے سوتے ہو، قافلہ چلا گیا"۔

آپ نے جواب دیا: کامل تو وہ ہے جو رات کو سو جائے اور صبح کو قافلہ اُترنے سے پہلے منزل پر پہنچ جائے"۔

ذوالنون مصری یہ سُن کر رو پڑے اور کہا

"بایزید مبارک ہو! میں اس مرتبے تک نہیں پہنچا"۔

کیفیتِ وجد ایک مرتبہ حالتِ وجد میں آپ کی زبان سے نکلا "سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ" (یعنی میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے۔)

حالتِ وجد کے اختتام پر جب ارادت مندوں نے آپ سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا مجھے تو علم نہیں لیکن اگر آئندہ اس قسم کا جملہ میری زبان سے نکلے تو مجھے قتل کر دینا۔ اتفاقاً دوسری دفعہ پھر آپ کی زبان سے وہی الفاظ نکلے تو آپ کے مریدوں نے حسبِ حکم آپ کے قتل پر آمادہ ہو کر چھریاں چلانی شروع کیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چھریاں پانی میں چل رہی ہوں اور آپ پر قطعاً کوئی اثر نہیں ہوتا اور پورے مکان میں ہر سمت بایزید ہی بایزید نظر آئے۔

حالتِ وجد ختم ہونے کے بعد مریدوں نے پھر جب واقعہ بیان کیا تو فرمایا:۔

"اصل بایزید تو میں ہوں جن کو تم نے دیکھا وہ بایزید نہیں تھے"۔

---

(۱) حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ (وفات ۲۴۵ھ) پیشوائے اہلِ ہدایت تھے۔ موطا امام مالک خود سیدنا امام مالک قدس سرہٗ سے سنی۔ امام وقت تھے۔ بقول شیخ الاسلام مقام وحال اور وقت ان کے ہاتھ مسخر اور عاجز تھا۔ انتقال کے وقت ستّر اولیاء کو خواب میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج اللہ کا دوست ہمارے پاس آرہا ہے وفات کے وقت آپ کی پیشانی پر لکھا تھا" یہ اللہ کا محبوب ہے اور اللہ کی محبت میں فوت ہوا"۔ (نفحات الانس، تذکرۃ الاولیا)

مرشد کی بے ادبی

ایک مرتبہ آپ نے اپنے پاؤں پھیلا لیئے تو ایک مرید نے بھی پاؤں پھیلا لیئے پھر جب آپ نے اپنے پاؤں سمیٹے تو اس مرید نے بھی سمیٹنے کی کوشش کی مگر اس کے پاؤں شل ہو کر رہ گئے اور موت تک اس کی یہی حالت رہی۔ کیونکہ اس نے مرشد کے پاؤں پھیلانے کو ایک معمولی بات سمجھ کر مرشد کی برابری کر کے بے ادبی کی تھی۔

اپنا اپنا مقام

ایک مرتبہ شفیق بلخی[1]، ابوتراب نخشی[2] اور بایزید بسطامی رحمہم اللہ اکٹھے کھانا کھا رہے تھے لیکن ایک مرید کھانے میں شریک نہ تھا۔ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا، "آؤ! کھانا کھالو" اس نے کہا "میرا روزہ ہے۔ فرمایا" کھانا کھاؤ، ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب لو۔" اس نے منظور نہ کیا۔

پھر شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کھانا کھاؤ اور ایک برس کے روزوں کا ثواب لو!" اس نے پھر بھی منظور نہ کیا تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"جانے دو، راندۂ درگاہ ہو گیا۔"

تھوڑے دن نہیں گزرے تھے کہ چوری میں پکڑا گیا اور اس کے دونوں ہاتھ کاٹے گئے۔

سفرِ حج اور زیارتِ مدینہ منورہ

آپ حج کے لیئے روانہ ہوئے۔ بارہ سال میں کعبہ معظمہ پہنچے کیونکہ راستہ میں چند قدم چلتے تو جا نماز بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے فرمایا یہ دنیا کے بادشاہوں کا دربار نہیں ہے کہ آدمی ایک دفعہ میں پہنچ جائے۔

آپ اس سال حج سے فارغ ہو کر واپس آگئے اور مدینہ منورہ حاضری نہ دی اور فرمایا: زیارت مدینہ منورہ کو حج کے تابع بنانا خلاف ادب ہے پھر آئندہ سال زیارت روضہ نبوی کے لیئے حاضری دی۔

---

[1] حضرت شفیق بلخی قدس سرہٗ (ف ۱۹۴ھ) زاہدانِ طریق متوکل اور یگانہ روزگار تھے۔ انواعِ علوم میں کامل تھے۔ ایک ہزار سات سو استادوں کی شاگردی کی۔ خلیفہ ہارون الرشید کو فرمایا: تمہارے عمال نہریں ہیں اگر تمہارا چشمہ (یعنی خود تم) صافی ہوگا تو نہروں کی تیرگی کا کچھ نہیں ہوگا۔ (عمال جمع ہے عامل کی یعنی شہروں کے عامل یا حاکم)

[2] ابوتراب نخشی قدس سرہٗ (ف ۱۷ جمادی الاول ۲۴۵ھ) قطب وقت سردارِ طائفہ صوفیاء اور طریقت کے اکابر مشائخ میں سے تھے اپنے مریدوں میں کوئی مکروہ بات دیکھتے تو کہتے کہ یہ میری وجہ سے گرفتار بلا ہے اور خود توبہ کرتے اور مجاہدہ زیادہ کرتے۔ تیس سال مجاہدہ و ریاضت میں گزارے (تذکرۃ الاولیاء۔ خزینۃ الاصفیاء)

والدہ کی خدمت

فرمایا جس کام کو میں مؤخر سمجھتا تھا وہی سب سے مقدم نکلا اور وہ والدہ کی رضا تھی۔ جو کچھ میں ریاضات و مجاہدات میں اور مسافرت میں ڈھونڈتا رہا وہ سب اسی میں پایا۔ کیونکہ جب میں سفر سے واپس مکان کے دروازہ پر پہنچا اور دروازے سے کان لگا کر سنا تو والدہ وضو کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں، یا اللہ! میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اس کو خوش رکھ کر اچھا بدلہ دینا۔

یہ سن کر میں روتا رہا پھر دروازے پر دستک دے دی۔ والدہ نے پوچھا، کون ہے؟

میں نے عرض کیا: "آپ کا مسافر!"

انھوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کی اور فرمایا: تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہو گئی اور کمر تیرے غم میں جھک گئی۔

فرماتے ہیں:۔ ایک رات والدہ نے پانی مانگا۔ میں پانی لینے چلا گیا۔ کوزہ میں پانی نہ تھا۔ گھڑے میں بھی نہ ہلا۔ ناچار ندی پر چلا گیا۔ جب وہاں سے پانی لایا تو اتنے میں والدہ سو چکی تھیں۔ سردی کی رات تھی۔ میں کوزہ اٹھائے کھڑا رہا جب ان کی آنکھ کھلی تو پانی پیا اور مجھے دعا دی اور فرمایا: کوزہ نیچے کیوں نہ رکھ دیا؟ عرض کی کہ میں ڈرتا رہا کہ آپ جاگ جائیں اور میں حاضر نہ ہوں۔

ایک اور موقع پر والدہ محترمہ نے فرمایا: "آدھا دروازہ بند کر دو!"

میں صبح تک یہی سوچتا رہا کہ کون سا آدھا بند کروں۔ دائیں طرف کا یا بائیں طرف کا۔ تاکہ والدہ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ صبح کے وقت مجھے مل گیا جو میں ڈھونڈتا تھا۔

وفات

آپ نے ۱۵، شعبان المعظم ۲۶۱ھ / ۸۷۵ء بسطام شریف میں انتقال فرمایا۔ عمر مبارک ایک سو چھبیس برس پائی۔ کچھ لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا: "تو میرے واسطے کیا لایا ہے؟"

میں نے عرض کیا:۔ اے میرے پروردگار! جب کوئی فقیر بادشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو بادشاہ یہ نہیں پوچھتے کہ تو ہمارے واسطے کیا لایا ہے بلکہ یہ پوچھتے ہیں مانگ کیا مانگتا ہے۔

قدسیہ

۱۔ آدابِ شریعت فرمایا: اگر تم کسی شخص میں کرامات دیکھو یہاں تک کہ ہوا میں اُڑتا ہو۔ تو اس پر فریفتہ نہ ہو جاؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی، حفظ حدود اور آدابِ شریعت میں کیسا ہے۔

۲۔ حُسنِ ادب فرمایا: میں نے ایک شب محراب میں پاؤں پھیلائے تو ہاتف نے مجھے ندا دی کہ جو شخص بادشاہوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے اُسے چاہیئے کہ حُسنِ ادب سے بیٹھے۔

۳۔ معرفت آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے معرفت کس طرح حاصل کی؟ فرمایا: بھوکے پیٹ اور ننگے بدن سے۔

۴۔ نفس کو تین طلاق میں نے ربّ العزت سے پوچھا: اے میرے پروردگار! میں تجھے کس طرح پاؤں؟ ارشاد ہوا اپنے نفس کو تین طلاقیں دے اور میری طرف آ۔

۵۔ انسان متواضع کسی نے پوچھا انسان متواضع کیا ہوتا ہے؟ فرمایا اپنی ذات کے لیے کوئی مقام و حال نہ دیکھے اور لوگوں میں اپنے سے بدتر کسی کو نہ سمجھے۔

۶۔ صحبتِ نیکاں فرمایا: نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت بُرے کام کرنے سے بدتر ہے۔

۷۔ ترکِ خواہشات فرمایا: جس نے خواہشات ترک کیں وہ اللہ تعالیٰ کو پہنچ گیا۔ فرمایا سچا عابد و سچا عالم وہ ہے جس نے تیغِ جہد سے تمام خواہشات کا سر کاٹ دیا۔ اور اس کی تمام شہوات و تمنائیں محبتِ حق میں فنا ہو جائیں۔

۸۔ دو باتیں ایک شخص نے عرض کیا: مجھے ایسی تعلیم دیجیے جس سے میری نجات ہو جائے۔ فرمایا: دو باتیں یاد کر لے کافی ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ تیرے حال سے آگاہ ہے کہ جو کچھ تو کرتا ہے وہ دیکھتا ہے دوسرے وہ تیرے عمل سے بے نیاز ہے۔

۹۔ بھوک پوچھا: آپ بھوک کی تعریف کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: اگر فرعون فاقہ کشی کرتا تو "میں تمہارا رب ہوں" کہہ کر خدائی کا دعویدار نہ ہوتا۔

۱۰۔ پہچان
فرمایا: میں نے اللہ کو اللہ کے ساتھ پہچانا اور ماسوا کو اللہ کے نور کے ساتھ پہچانا۔

۱۱۔ آئینہ
فرمایا: تیس سال تو اللہ تعالےٰ میرا آئینہ بنا رہا لیکن اب میں خود آئینہ بن گیا ہوں۔ اس لیے کہ میں نے اللہ کی یاد میں خود کو بھی فراموش کر دیا ہے اور اب اللہ تعالےٰ میری زبان بن چکا ہے۔ یعنی میری زبان سے نکلنے والے کلمات گویا نطقِ خداوندی سے نکلتے ہیں اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ نماز
کسی نے پوچھا، نماز کی صحیح تعریف کیا ہے؟
فرمایا: جس کے ذریعے خدا سے ملاقات ہو سکے۔

۱۳۔ عارف
فرمایا، عارف کا ادنےٰ مقام یہ ہے کہ صفاتِ خداوندی کا مظہر ہو جاتے۔

۱۴۔ خدا کی یاد
فرمایا: خدا کی یاد کا مفہوم اپنے نفس کو فراموش کر دینا ہے۔

۱۵۔ قربِ الٰہی
فرمایا، جب مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے عیوب پر نظر پڑنے لگے اسی وقت قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

۱۶۔ دانۂ معرفت
فرمایا، ایک دانۂ معرفت میں جو لذّت ہے وہ جنّت کی نعمتوں میں کہاں۔ کیونکہ خدا کی یاد میں فنا ہو جانا ہی زندہ جاوید ہو جانا ہے۔ خدا دوست لوگوں کے سامنے جنت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

شیخ ابوالحسن علی خرقانی قدس سرہٗ

خرقان ۳۵۲ھ / ۹۶۳ء — ۱۰ محرم ۴۲۵ھ / ۱۰۳۴ء خرقان

مادہ تاریخ رحلت: نورحقانی ۴۲۵ — واصل رحمٰن ۴۲۵

والد گرامی: حضرت احمد قدس سرہٗ۔ نسبت باطنی: حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ بطریق اویسیت

مقام: چالیس سال تکیہ پر سر نہیں رکھا۔ اور عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا فرمائی۔

خلفاء: شیخ ابوالقاسم کرگانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف آپ کا اسم گرامی علی بن احمد اور کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ شریعت وطریقت وحقیقت کا سرچشمہ، فیوض ومعرفت کا منبع ومخزن اور آپ کی عظمت وبزرگی مسلمہ ہے ہمیشہ ریاضت ومجاہدہ میں مشغول اور حضور ومشاہدہ میں مستغرق رہتے۔

نسبتِ باطنی آپ کی نسبت باطنی سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے ہے۔ سلوک میں آپ کی تربیت حضرت بایزید بسطامی کی روحانیت سے ہوئی کیونکہ آپ کی ولادت سلطان العارفین کی وفات کے بعد ہوئی۔

سلطان العارفین کی پیشگوئی حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا دستور تھا کہ سال میں ایک دفعہ مزارات شہداء کی زیارت کیلئے رباط دہستان جایا کرتے تھے۔ جب خرقان پہنچتے تو فضا میں منہ اٹھا کر اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھتے ہیں ایک مرتبہ مریدوں نے استفسار کیا آپ یہاں کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں۔ ہمیں تو کچھ محسوس نہیں ہوتا

آپ نے فرمایا "چوروں کی اس سرزمین سے مجھے ایک مردِ حق آگاہ کی خوشبو آتی ہے جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہوگا"۔

سلطان العارفین کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

سلسلۂ طریقت صاحب حضرات القدس کے مطابق خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کا سلسلۂ طریقت چند واسطوں سے سلطان العارفین تک پہنچتا ہے۔

آپ اپنے وقت میں یگانۂ زمانہ، غوث روزگار اور قبلۂ عصر تھے۔ شیخ المشائخ ابوالعباس[1] قصاب آملی قدس سرہٗ کہتے تھے کہ ہمارے بعد ہمارا بازار خرقانی سنبھال لیں گے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد ایسا ہی ہوا۔

علوم ظاہری و باطنی بارہ سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ خرقان میں نمازِ عشاء باجماعت ادا کرکے بسطام میں حضرت بایزید کے مزار پر پہنچ کر یہ دعا کرتے "اے اللہ! تُو نے جو مرتبہ بایزید کو عطا کیا وہی مجھے بھی عطا کردے"۔ اس دعا کے بعد واپس خرقان آکر اسی وضو سے نمازِ فجر باجماعت ادا فرماتے۔

آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ بسطام سے اُلٹے پاؤں واپس ہوتے کہ کہیں حضرت بایزید کے مزار کی بے ادبی نہ ہوجائے۔ اپنے اس معمول پر بارہ سال قائم رہنے کے بعد حضرت بایزید قدس سرہٗ کی قبر سے آواز آئی:۔

"اے ابوالحسن! اب تمہارے بیٹھنے کا وقت آگیا ہے"۔

یہ سُن کر عرض کی "میں بالکل ان پڑھ ہوں اور رموزِ شریعت سے ناواقف ہوں اس لئے میری ہمت افزائی فرمائیے"۔

---

[1] شیخ المشائخ شیخ ابوالعباس قصاب آملی قدس سرہٗ (ف ۳۵۰ھ) اپنے زمانہ کے قبلہ غوث مرجع علماء وصوفیاء تھے آپ اُمّی ہونے کے باوجود کلام میں بلند نکتے بیان فرماتے تھے۔ ابوالعباس کرمان شاہی نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ یہاں قحط پڑگیا ہے۔ دعا فرمائیے شیخ نے وہاں ایک سیب بھیج دیا۔ بارش آئی اور قحط دُور ہوگیا۔

(نفحات الانس)

آواز آئی، تم نے جو کچھ مانگا وہ تمھیں مل گیا۔ فاتحہ شروع کیجئے!"

جب خرقان پہنچے تو قرآن ختم کرلیا اور علوم ظاہری و باطنی آپ پر منکشف ہو گئے۔

وفات اور وصیت

آپ کی وفات شب عاشورہ سنہ ۴۲۵ھ م سنہ ۱۰۳۴ء میں ہوئی۔ اور عاشورہ کے دن خرقان میں مدفون ہوئے۔

وفات کے وقت آپ نے وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس (۳۰) گز گہری کھودنا تاکہ حضرت بایزید کی قبر سے اونچی نہ رہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

قبولیتِ دعا کی خوشخبری

مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص میرے مزار کے پتھر پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگے گا وہ قبول ہو جائے گی۔ اور یہ بات تجربہ میں آچکی ہے۔ وفات کے دوسرے دن ہی ایک بجلی سی چمکی اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید پتھر آپ کے مزار پر رکھا ہوا ہے۔

فضائل و مقام

۱۔ آپ نے چالیس سال سر تکیہ پر نہیں رکھا اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔

۲۔ آپ نے چالیس سال اپنے لئے روٹی نہیں پکائی سوائے مہمانوں کے واسطے اور خود اس میں طفیلی رہے۔

۳۔ فرمایا چالیس سال گزرے میرا نفس ٹھنڈا پانی اور ترش چھاچھ چاہتا ہے لیکن میں نے ابھی تک نہیں دیا۔

۴۔ اُستاد ابوالقاسم قشیری[۱] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب ولایت خرقان میں داخل ہوا تو پیر خرقانی کی دہشت سے میری فصاحت و عبادت جاتی رہی۔ میں نے خیال کیا کہ اپنی ولایت سے معزول ہو گیا ہوں۔[۲]

---

[۱] شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ (ف ربیع الاول ۴۶۵ھ) نام عبدالکریم ابو علی دقاق کے مرید اور بوعلی فارمدی قدس سرہٗ کے استاد ہیں۔ صاحب رسالہ اور تفسیر لطائف الاشارات کے مصنف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حال و قال کو حشو و زوائد سے محفوظ فرما دیا تھا (نفحات الانس)

[۲] کشف المحجوب۔

واقعہ محمود غزنوی[1]

سلطان محمود غزنوی حضرت شیخ ابوالحسنؒ کی زیارت کے ارادہ سے جب خرقان پہنچا تو اپنے ایک معتمد کے ذریعے شیخ کو زبانی پیغام بھیجا کہ سلطان آپ کی زیارت کے لئے غزنی سے آیا ہے۔ اگر آپ خانقاہ سے سلطان کی بارگاہ میں تشریف لادیں تو آپ کی بے حد عنایت ہوگی۔ اور ساتھ ہی قاصد سے کہہ دیا کہ اگر شیخ انکار کریں تو ان کے سامنے یہ آیت پڑھنا، یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واُولی الامر منکم[2]۔ (ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو اس کے رسول کا اور ان کا جو صاحب امر ہیں تم میں سے)۔

قاصد نے جب شیخ کو یہ پیغام دیا تو شیخ ابوالحسن نے انکار کیا اس پر قاصد نے آیت مذکور پڑھ کر سنائی شیخ نے جواب دیا مجھے معذور رکھئے اور محمود سے کہہ دیجئے کہ میں "اطیعوا اللہ" میں ایسا مستغرق ہوں کہ اطیعوا الرسولؐ[3] سے بھی نادم ہوں اور اولی الامر تو بجائے خود رہا۔

جب قاصد نے واپس آکر سلطان سے یہ جواب عرض کیا تو سلطان آبدیدہ ہو کر کہنے لگا اٹھو

---

[1] سلطان محمود غزنوی ابن سلطان ناصر الدین سبکتگین ۳۶۱ھ میں پیدا ہوئے ۳۸۹ھ میں تخت غزنی پر بیٹھے۔ دین اسلام پر کاربند فرماں روا تھے۔ زندگی کافروں کے خلاف جہاد میں گزری مغرب میں دریائے دجلہ اور مشرق میں دریائے گنگا تک سلطنت وسیع کی۔ ہندوستان پر سترہ حملے کر کے ہندوؤں کے مندروں کو خصوصی طور پر تباہ کیا۔ اس لئے آپ محمود بت شکن کے لقب سے مشہور ہوئے۔ سب سے اہم حملہ سومنات کے مندر کو تباہ کرنے کے لئے کیا۔ بقول انگریز مورخ لین پول آپ نے اپنی زندگی میں کسی لڑائی میں شکست نہیں کھائی۔ ۳۲ سال حکمرانی کے بعد ۳۰ ربیع الثانی مطابق ۴۲۱ھ غزنی میں انتقال ہوا۔

[2] سورۃ النساء ۵۹

[3] امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت نے حق سبحانہٗ کی اطاعت کو اس کے رسول کی اطاعت کے مغائر جانا۔ یہ بات استقامت سے دور ہے۔ مستقیم الاحوال مشائخ اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور شریعت و طریقت کے تمام مراتب میں حق سبحانہٗ کی اطاعت کو اس کے رسول کی اطاعت میں جانتے ہیں۔ اور حق سبحانہٗ کی اطاعت کو جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے مغائر ہو عین گمراہی خیال کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت شیخ کا یہ کلام حالت سکر و غلبہ حال میں صادر ہوا۔ ورنہ اطاعت رسول عین اطاعت حق سبحانہٗ ہے (مکتوب ۱۵۲ دفتر اوّل)

چلو! یہ مرد ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہم نے گمان کیا تھا۔" اور حاضرِ خدمت ہوا۔

سلطان نے شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کیا: "مجھے بایزید کی کوئی بات سنائیے!"

فرمایا: "حضرت بایزید نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا شقاوت سے محفوظ رہا۔"

محمود نے کہا: "پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تو بہر حال حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ ہے پھر ابوجہل اور ابولہب نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ کس طرح شقی رہے؟"

شیخ خرقانی نے فرمایا: "اے محمود! ادب ملحوظ رکھ، اور اپنی بساط سے باہر پاؤں نہ رکھ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو سوائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کسی نے نہیں دیکھا اس کی دلیل اللہ تعالٰے کا یہ فرمان ہے:۔

"وترٰھم ینظرون الیك وھم لا یبصرون۔"[1] (ترجمہ: اور تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ چشمِ ظاہر سے تیری طرف دیکھتے ہیں حالانکہ چشمِ بصیرت سے تجھے نہیں دیکھتے۔)

یہ بات محمود کو اچھی لگی۔ عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے!

شیخ نے فرمایا:۔

"چار چیزیں اختیار کیجئے! اوّل پرہیزگاری، دوم نماز باجماعت، سوم سخاوت، چہارم خلقِ خدا پر شفقت۔"

سلطان نے التجا کی: "میرے واسطے دعا کیجئے!"

شیخ نے فرمایا: "میں پانچوں نمازوں میں دعا کرتا ہوں: "اللّٰھم اغفر للمومنین والمومنات" (یا اللہ! مومنین و مومنات کے گناہ بخش دے۔)

سلطان نے کہا: "خاص دعا کیجئے!"

فرمایا: "اے محمود! تیری عاقبت محمود ہو۔"

اس کے بعد سلطان نے اشرفیوں کی تھیلی پیش کی۔ شیخ نے جَو کی روٹی اس کے آگے رکھ دی اور کہا: "کھائیے!" سلطان چباتا تھا لیکن حلق سے اترتی نہ تھی۔ شیخ نے فرمایا: "کیا تمہارا گلا پکڑتی ہے؟"

---

[1] سورہ اعراف۔ ۱۹۸

محمود نے کہا: ہاں!" فرمایا: تمھاری اشرفیوں کی تھیلی بھی اِسی طرح میرا گلا پکڑتی ہے اِسے لے جاؤ! میں نے اِسے طلاق دے دی ہے"۔

سلطان نے کہا: "مجھے کوئی یادگار عطا فرمایئے!"

شیخ نے اپنا پیرہن عطا فرمایا۔ جب محمود واپس ہوا تو شیخ ابوالحسنؒ تعظیم کے لئے اُٹھے سلطان نے کہا: جس وقت میں آیا تھا آپ نے کچھ التفات نہ کیا تھا اور اب تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے"؟

فرمایا: "تو بادشاہی کی رعونت اور امتحان کی نخوت کے ساتھ آیا تھا اور اب انکسار اور درویشی میں جاتا ہے۔ اس لئے پہلے میں تیری بادشاہی کے لئے نہ اٹھا تھا۔ اور اب تیری درویشی کے لئے کھڑا ہو گیا"۔ پھر سلطان وہاں سے چلا آیا۔

کچھ عرصہ بعد جب سلطان محمود نے سومنات پر چڑھائی کی اور شکست ہونے کو قریب تھی تو اضطراب کی حالت میں ایک گوشہ میں اُترا۔ شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کے اس پیرہن کو ہاتھ میں لے کر اور پیشانی زمین پر رکھ کر یوں دعا کی:-

"الٰہی! بآبروئے ایں خرقہ، مرا بریں کفار ظفر دہ۔ کہ ہر چہ ازاینجا غنیمت بگیرم بدرویشاں بدہم"۔

(ترجمہ: یا اللہ! اس خرقہ کی آبرو کے صدقے مجھے ان کافروں پر فتح عطا فرما میں یہاں سے جو مال غنیمت لوں گا درویشوں میں تقسیم کر دوں گا۔)

ناگاہ کفار کی طرف سے رعد و ظلمت ایسی نمودار ہوئی کہ انھوں نے ایک دوسرے کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا اور اس طرح لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی رات سلطان محمود نے خواب میں دیکھا کہ شیخ ابوالحسن فرما رہے ہیں۔

"اے محمود! تو نے ہمارے خرقہ کی آبرو ضائع کر دی اگر تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمام کفار مسلمان ہو جائیں تو بفضلِ ایزدی سب مسلمان ہو جاتے"۔

قدسیہ

۱۔ افضل امور فرمایا، سب سے افضل امور ذکر الٰہی، سخاوت، تقویٰ اور صحبت اولیاء ہیں۔ اور فرمایا مرید اپنے مُرشد کی جس قدر خدمت کرتا جاتا ہے اس کے مراتب بڑھتے جاتے ہیں۔

۲۔ عافیت و سلامتی فرمایا:۔ میں نے عافیت تنہائی میں پائی اور سلامتی خاموشی میں۔

۳۔ انتہاء فرمایا: مجھے تین چیزوں کی انتہا معلوم نہ ہو سکی۔ ۱۔ حق تعالےٰ کی معرفت و مغفرت۔ ۲۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجات۔ ۳۔ نفس کا مکر۔

۴۔ اخلاص وریاء آپ سے پوچھا گیا: "اخلاص کیا ہے؟" فرمایا: جو کچھ تُو خدا کے واسطے کرتا ہے اخلاص ہے اور جو کچھ تُو بندوں کے واسطے کرتا ہے ریاء ہے۔

۵۔ بیداری پوچھا گیا: مرد کس چیز سے جانے کہ وہ بیدار ہے؟ فرمایا: اس بات سے کہ جب وہ حق تعالےٰ کو یاد کرے تو اس کا سر سے قدم تک ہر عضو حق کی یاد سے باخبر ہو۔

۶۔ اپنے آپ سے دست برداری فرمایا: میں نے حق تعالےٰ کی طرف سے آواز سُنی کہ میرے بندے! اگر تو غم کے ساتھ میرے سامنے آئے گا۔ تو میں تجھے خوش کردوں گا۔ اگر حاجت و فقر کے ساتھ آئے گا تو میں تجھے تونگر کردوں گا۔ اور جب تو اپنے آپ سے بالکل دست بردار ہو جائے گا تو پانی اور ہوا کو تیرے مطیع کردوں گا۔

۷۔ اندوہ فرمایا: اندوہ طلب کر! یہاں تک کہ تیری آنکھ سے آنسو نکل پڑیں کیونکہ اللہ تعالےٰ رونے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۸۔ اولیاء اللہ فرمایا: تین مقام پر فرشتے اولیاء اللہ سے ہیبت کھاتے ہیں۔
۱۔ موت کا فرشتہ، ان کی جان نکالنے کے وقت۔ ۲۔ کراماً کاتبین، اُن کے عمل لکھنے کے وقت ۳۔ منکر نکیر اُن سے سوال کرتے وقت۔

۹۔ طہارت

فرمایا: مردوں کا کام طہارت سے بلند ہوتا ہے نہ کثرت کار سے فرمایا بہت روؤ اور مت ہنسو، بہت خاموش رہو اور بات نہ کرو۔ بہت رو اور مت کھاؤ، بہت جاگو اور مت سوؤ۔

۱۰۔ عالم حریصِ دُنیا۔ زاہدِ بے علم

فرمایا: دین کو شیطان سے اتنا اندیشہ نہیں جتنا کہ عالم حریصِ دُنیا اور زاہدِ بے علم سے۔

۱۱۔ نفس کی آرزو

فرمایا: اگر کوئی نفس کی ایک آرزو پوری کرے تو اس سے اللہ تعالےٰ کے راستے میں سینکڑوں اندیشے پیدا ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ مُردہ اور زندہ

فرمایا کہ بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ زمین پر چلتے ہیں لیکن مردہ ہیں اور بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ زمین کے اندر ہوتے ہیں لیکن وہ زندہ ہیں کیونکہ جب تک تمہارے قلوب مردہ ہیں سکون نہیں مل سکتا۔

۱۳۔ زندگی گزارنا

فرمایا کہ زندگی اس طرح گزارنی چاہیئے کہ کراماً کاتبین معطل ہو کر رہ جائیں۔ اور جب کراماً کاتبین بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں کہیں کہ تیرے فلاں بندے نے نیکی کے سوا کوئی (بُرا) کام نہیں کیا۔

۱۴۔ طلبِ حق

فرمایا: کوئی شخص شعر گائے اور اس سے خدا کو طلب کرے وہ ایسے شخص سے بہتر ہے جو قرآن پڑھے اور اس سے حق کو طلب نہ کرے۔

۱۵۔ صدق

فرمایا، صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے یعنی وہ بات کہے جو اس کے دل میں ہو۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ

تعارف اور نسبت باطنی آپ کا اسم مبارک علی شاہ بن عبداللہ اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ کی نسبت باطنی شیخ ابوالحسن علی خرقانی قدس سرہٗ سے اور تین واسطے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ اپنے وقت کے بے نظیر اور بے بدل مرجع خلائق تھے۔ طوس کے نزدیک ایک گاؤں، گرگان میں پیدا ہوئے۔

مقام قطب دوراں حضرت داتا گنج بخش لاہوری[1] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک واقعہ پیش آیا جس کے حل کا طریقہ دشوار ہوا۔ میں شیخ ابوالقاسم گرگانی کی زیارت کے واسطے طوس پہنچا۔ اور آپ کو مسجد میں اپنے حجرے میں تنہا پایا۔ آپ اس وقت بعینہٖ میرے واقعہ کو ستون سے ارشاد فرما رہے تھے میں نے عرض کیا:

"اے شیخ! آپ یہ گفتگو کس سے کر رہے ہیں؟"

فرمایا: "اے لڑکے! اللہ تعالیٰ نے اس وقت اس کو میرے ساتھ گویا کر دیا کہ اس نے مجھ سے سوال کیا جس کا میں جواب دے رہا ہوں۔"

آپ نے ۲۳ صفر ۴۵۰ھ / ۱۰۵۸ء[2] میں وفات پائی۔

---

[1] داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (ف ۴۶۵ھ) ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی قدس سرہٗ (ف ۴۶۰ھ) کے مرید اور فقہ حنفیہ کے مقلد تھے۔ غزنی کے محلہ ہجویر میں پیدا ہوئے۔ بلند مقامات اور اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ کئی تصانیف ہیں جن میں کشف المحجوب مشہور ہے۔ سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو گنج بخش کہا۔ مزارِ اقدس لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

[2] بحوالہ خزینۃ الاصفیاء۔

وصل نہم

شیخ بوعلی فارمدی قدس سرہٗ

طوس ۴۰۷ھ ——— ۴، ربیع الاول ۴۷۷ھ طوس

۱۰۱۶ء ——— ۱۰۸۴ء

اسم گرامی: فضل بن محمد بن علی ۔ کنیت: بوعلی ۔ تاریخ مادہ رحلت: عبادت ۴۷۷

نسبت: شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ ۔ صحبت: شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ

ارادت: شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمہ اللہ

خلفاء: خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ ۔ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی قدس سرہٗ

تعارف آپ کا اسم گرامی فضل بن محمد بن علی اور کنیت ابوعلی ہے۔ فارمد دیہات طوس میں ایک گاؤں ہے جہاں آپ کی ولادت ۴۰۷ھ/۱۰۱۶ء اور صاحب "حضرات القدس" کے مطابق ۴۳۴ھ میں ہوئی۔ جو صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ابوالحسن خرقانی کی وفات ۴۲۵ھ میں ہوئی اس لئے اُن سے بیعت ثابت نہیں ہوتی۔

آپ فارمد میں پیدا ہونے کی وجہ سے فارمدی مشہور ہوئے۔

تحصیلِ علوم آپ نے فقہ، امام ابوحامد غزالی کبیر سے پڑھی۔ ابوعبیداللہ شیرازی، منصور تمیمی، ابوعبدالرحمٰن نیلی اور ابوعثمان صابونی رحمہم اللہ وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔

وعظ و تذکیر میں آپ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

نسبتِ باطنی علم باطن میں آپ کا انتساب دو طرف سے ہے ایک شیخ ابوالقاسم کرگانی رحمہ اللہ سے اور دوسرے شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ سے جو قطب وقت اور اپنے

زمانہ کے مشائخ کے پیشوا تھے۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ کا انتساب شیخ ابوالحسن غرقانی قدس سرہٗ سے ہے۔ اور شیخ گرگانی کو شیخ عثمان[۱] مغربی سے اور ان کو ابوعلی کاتب[۲] سے اور ان کو ابوعلی رودباری[۳] سے اور ان کو سیدالطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ اسرارہم سے۔ نیز شیخ ابوعلی فارمدی کو شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہٗ سے بھی صحبت رہی اور اُن سے خرقہ بھی پایا۔

مشہور ہے کہ شیخ ابوسعید[۴] ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت رکھنے والوں میں چالیس ولی اللہ ہوئے ہیں۔ ان میں ایک شیخ الاسلام احمد[۵] جام اور دوسرے شیخ ابوعلی فارمدی قدس سرہٗ معروف بزرگ ہوئے ہیں۔

۱؎ شیخ ابوعثمان مغربی قدس سرہٗ (ف ۳۷۳ھ/۹۸۲ء) تیس سال مکہ معظمہ میں رہے۔ عزت ادب حرم کی وجہ سے تیس سال حدود حرم سے باہر جاکر پیشاب کرتے رہے۔

۲؎ حضرت بوعلی کاتب المصری قدس سرہٗ (ف ۱۱ شعبان ۳۴۶ھ/۹۵۷ء) بوعلی رودباری کے مرید تھے فرماتے ہیں جب کوئی مشکل پیش آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں دریافت کرلیتا۔

۳؎ حضرت بوعلی رودباری قدس سرہٗ (ف ۲ شوال ۳۲۲ھ/۹۳۴ء) خاندانی نسبت خاندان کسریٰ سے ملتی ہے سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ اور نوری قدس سرہٗ کی صحبت میں رہے۔ فرمایا جب تک تو اپنی ذات سے نہ نکلے گا محبت کی حدود میں داخل نہ ہوگا۔ (خزینۃ الاصفیاء)

۴؎ حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ (حاشیہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ)

۵؎ شیخ الاسلام شیخ احمد جام قدس سرہٗ زندہ پیل (و ۴۴۱ھ/۱۰۴۹ء ف ۱۵ شوال ۵۳۶ھ/۱۱۴۱ء) جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہیں پہلے امی تھے بائیس سال کی عمر میں توبہ کی توفیق پائی۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہٗ کے پاس ایک خرقہ تھا جو میراث کے طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشائخ کے لیے چلا آرہا تھا۔ اس کے بعد بائیس اولیاء اللہ کی وساطت سے یہ خرقہ شیخ احمد جام تک پہنچا۔ شیخ ظہیرالدین عیسیٰ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میرے والد شیخ الاسلام احمد قدس سرہٗ کے ہاتھ پر چھ لاکھ آدمیوں نے توبہ کی اور معصیت سے اطاعت و فرمانبرداری پر آگئے۔ (نفحات الانس)

خطراتِ قلب

طائفہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں: شیخ ابو علی فارمدی کو خطراتِ قلب سے واقفیت دی گئی تھی مگر اس کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔ اور شیخ الاسلام احمد جام کو خواطر سے آگاہی دی گئی تھی اور وہ اس کے اظہار کے لیے مامور تھے۔

شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ سے ملاقات

فرماتے ہیں ایک دفعہ نیشاپور میں شیخ کی مجلسِ وعظ میں شریک ہو کر آپ کی زیارت کی اور آپ کا جمال دیکھ کر طائفہ صوفیہ کی محبت دل میں زیادہ ہو گئی۔ پھر میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا حتیٰ کہ شیخ نیشاپور تشریف لے گئے۔

امام ابو القاسم رحمۃ اللہ قشیری کی خدمت میں

پھر میں امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انھوں نے فرمایا "جا! علم حاصل کرنے میں مشغول ہو جا" چنانچہ تین سال پڑھنے میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز قلم دوات سے نکالا تو سفید ہو گیا میں نے امام سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، اب تجھ سے علم دستبردار ہو گیا ہے تو بھی علم سے دستبردار ہو جا۔ اور طریقت کے کام میں لگ جا۔

میں امام کی خدمت میں رہنے لگا۔ ایک دن آپ نہا رہے تھے کہ ایک ڈول پانی حمام میں ڈالنے سے بے حد خوش ہو کر اعلےٰ مقامات پر پہنچا دیا۔

شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ کی صحبت اور دامادی

اس کے بعد میں طوس میں شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت آپ مراقبے میں تھے۔ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا "اے ابو علی! آؤ کیا چاہتے ہو؟"

میں نے سلام کے بعد حالات عرض کیے۔ آپ نے فرمایا، "تمھیں یہ ابتدا مبارک ہو۔ گو تم کسی درجے پر نہیں پہنچے لیکن اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے درجے پاؤ گے"۔

میں نے دل میں کہا میرے پیر یہی ہیں۔ انھوں نے مجھے طرح طرح کی ریاضت اور مجاہدہ کرایا پھر ایک وقت آیا کہ انھوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کر کے اپنی دامادی میں لے لیا۔

صاحبِ ارشاد

اس کے بعد ابو علی طوس سے نیشاپور چلے گئے اور اپنے پُر تاثیر رشد و ہدایت کے سبب امراء بالخصوص نظام الملک کے ہاں بے حد قبولیت حاصل کی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مریدوں میں سے تھے۔ بر آئندہ صفحہ پر

آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ صوفیاء کرام اور غرباء پر صرف کر دیتے تھے۔ بسان خرسان اور شیخ خراسان تھے۔

وفات

آپ کی وفات ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ / ۱۰۸۴ء میں طوس میں ہوئی اور طوس میں ہی مدفون ہوئے۔ حضرات القدس کے مطابق ولادت ۴۳۳ھ / ۱۰۴۲ء اور وفات ۵۱۱ھ / ۱۱۱۷ء ہے۔

گذشتہ صفحہ سے ۱؎ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی قدس سرہٗ (و ۴۵۰ھ / ۱۰۵۸ء ف ۱۴ جمادی الآخر ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء) مذہباً شافعی تھے۔ شیخ بو علی فارمدی قدس سرہٗ سے بیعت تھی۔ طوس اور نیشاپور میں تعلیم حاصل کی۔ نظام الملک طوسی (وزیر) نے آپ کو مدرسہ نظامیہ بغداد کا مہتمم مقرر کیا۔ عرصہ بعد چھوڑ کر بیت اللہ شریف حج کے لئے چلے گئے۔ حج کے بعد شام بیت المقدس ہو کر مصر پہنچے سکندریہ میں بھی قیام فرمایا۔ عالمِ اسلام کے مقتدر صاحبِ تصنیف امام ہیں۔ تصانیف کا شمار نہیں۔ ایسا عظیم صاحبِ تصنیف پھر پیدا نہ ہوا۔ تفسیر یاقوت چالیس جلدوں میں احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت نے تو علمی دنیا میں اپنا لوہا منوایا شبِ معراج آپ کی رُوح مبارک کو حضرت موسٰی علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا گیا حضرت امام غزالی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب "منخول" اپنے استاد امام الحرمین کی خدمت میں پیش کی۔ استاد مکرم نے کتاب پڑھ کر فرمایا "تم نے مجھے زندہ درگور کر دیا ہے یہ کتاب میری تمام شہرت پر حاوی ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خواب بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں امام شافعی امام اعظم ابو حنیفہ اور دیگر اصحاب کے بعد امام غزالی کی اعتقادات کی کتاب کو قبولیت کی سند عطا فرمائی گئی۔ (تفصیلات کے لئے نفحات الانس، خزینۃ الاصفیاء)۔ ۲؎ وفیات الاخیار از محمد احسن چشتی

خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ

بوزنجرد (نواح ہمدان) سنہ ۴۴۰ھ / سنہ ۱۰۴۹ء ——— ۱۷ رجب سنہ ۵۳۶ھ / سنہ ۱۱۴۱ء بامتین (تاجکستان روس)

اسم گرامی : یوسف ۔ والدگرامی : ایوب ۔ کنیت : ابویعقوب ۔ مادہ تاریخ رحلت : یوسف فقر ۵۳۶

نسبت باطنی : شیخ بوعلی فارمدی قدس سرہٗ العزیز ۔ مقلد : امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہٗ العزیز

خلفاء : خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ ۔ خواجہ عبداللہ برقی ۔ خواجہ حسن انداقی ۔ خواجہ احمد یسوی

قدس اللہ اسرارہم

تعارف نام گرامی یوسف بن ایوب کنیت ابویعقوب ۔ عارف و کامل ۔ صاحب احوال جلیلہ تھے ۔ اپنے وقت کے یگانہ شیخ ۔ علوم و معارف میں قدم راسخ اور فتاویٰ دینیہ میں ید بیضا اور احکام شرعیہ میں دستگاہ کامل رکھتے تھے ۔

ولادت اور تعلیم آپ تقریباً سنہ ۴۴۰ھ / ۱۰۴۹ء میں بورنجرد نواح ہمدان میں پیدا ہوئے ۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد آئے وہاں ابواسحاق شیرازی کی شاگردی میں فقہ پڑھی اور اوراصول فقہ و مذہب میں ماہر ہوگئے قاضی ابوالحسین محمد بن علی بن مہتدی باللہ ۔ ابوالغنائم عبدالصمد بن علی بن ماموں اور ابوجعفر بن احمد بن مسلمہ سے سماع حدیث کیا ۔ اس کے بعد ان سب کو ترک کرکے عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں خاص مقام حاصل کیا ۔

انتساب باطنی آپ کا انتساب باطنی شیخ ابوعلی فارمدی قدس سرہٗ سے ہے شرح وصایائے خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ میں مذکور ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ

کو شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ سے بلاواسطہ انتساب ہے ان کے علاوہ شیخ عبداللہ جوینی قدس سرہٗ سے خرقہ پہنا اور شیخ حسن سمنانی قدس سرہٗ سے بھی آپ کی صحبت رہی۔

آپ کی مجلس میں علماء، فقہاء، وصلحاء کا بڑا مجمع رہا کرتا تھا۔ اور تقریباً ساٹھ سال مسندِ رشد وہدایت پر متمکن رہے۔

صاحبِ تصنیف

خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ "نفحات الانس" میں آپ کی کتب "زبدۃ الحیات" "منازل السائرین" "منازل السالکین" کا ذکر ہے آپ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے اور شہر مرو میں سکونت پذیر تھے۔ آپ کو قبولیتِ عظیم حاصل تھی۔ اپنے وقت کے غوث تھے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اٹھارہ سال کی عمر میں غالباً ۴۸۸ھ / ۱۰۹۶ء تحصیل علوم سے فارغ ہوگئے۔ فرماتے ہیں، ایک دن معلوم ہوا کہ قطب زمان خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ بغداد میں تشریف فرما ہیں۔ میں حاضرِ خدمت ہوا مجھے دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور پاس بٹھا کر میرے حالات سُن کر میری تمام مشکلات کو حل فرمایا پھر ارشاد فرمایا:

"اے عبدالقادر! لوگوں کو وعظ سُنایا کرو!"

میں نے عرض کیا کہ میں عجمی ہوں فصحاءِ بغداد کے سامنے کس طرح بات کروں؟

یہ سُن کر فرمایا:

"تم کو اب فقہ، اُصول فقہ، اختلاف مذہب، لغت اور تفسیر قرآن، سب یاد ہے۔ تم میں وعظ کہنے کی صلاحیت ہے برسرِ منبر آؤ اور وعظ کہو کیونکہ میں تجھ میں وہ جڑ پاتا ہوں جو عنقریب درخت ہوجائے گا۔

اصلها ثابتٌ وفرعها فی السماءِ تؤتی اکلها کل حینٍ۔[1] سورۂ ابراہیم ۲۴۔۲۵

---

[1] غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ (ولادت یکم رمضان المبارک ۴۷۱ھ / ۱۰۷۸ء ف ۹ ربیع الآخر ۵۶۲ھ / ۱۱۶۶ء) سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوں گی اور شاخیں آسمان میں پھیلیں گی اور
اور وہ اپنا میوہ ہر وقت دے گا"

وفات آپ سفر میں ہرات سے مرو کو واپس آرہے تھے کہ راستے میں ہرات و بغشور کے درمیان بامئین میں بروز دوشنبہ ۱۷ رجب ۵۳۶ھ / ۱۱۴۱ء انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے مریدوں میں سے ابن النجار نے آپ کے جسدِ مبارک کو مرو لاکر دفن کیا۔

خلفاء آپ کے چار مشہور خلفاء ہیں:۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔ خواجہ احمد یسوی[۱]۔ خواجہ حسن[۲] انداقی۔ خواجہ عبداللہ[۳] برقی قدس اللہ اسرارہم۔

(گذشتہ صفحہ سے آگے) لقب محی الدین سلسلہ قادریہ کے مؤسس ہونے کے باوجود سلاسل طریقت اربعہ کے شہنشاہ رہے ہیں۔ احیائے دینِ اسلام کے سلسلہ میں بطل جلیل اور رہبر اعظم ہیں۔ دینِ اسلام کو حیاتِ نو بخشی۔ قصبہ گیلان یا جیلان میں ولادت ہوئی۔ ۴۸۹ھ میں بغداد تشریف لائے۔ یہیں خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ سے ملاقات ہوئی۔ روحانی تصرف میں بے مثال وبے نظیر تھے۔ آپ کے قول قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔) سے آپ کی فضیلت ظاہر ہے۔ (زبدۃ الآثار)

[۱] خواجہ احمد یسوی قدس سرہٗ (ف ۲۷ شوال ۵۶۲ھ / ۱۱۶۶ء) مدفن یسی (ترکستان روس میں ہے) مشائخ ترک کے پیر حلقہ تھے۔ اکثر ترک مشائخ کا انتساب آپ سے ہے یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کی صحبت سے درجہ کمال اور تکمیل کو پہنچے۔ دعوتِ خلق میں مشغول ہوئے۔ اشارہ غیب سے آپ کو بخارا سے سفر یسی کا ارشاد ہوا۔ آپ کے خلفاء منصور اتا۔ سید اتا۔ سلیمان اتا اور حکیم اتا ہوتے ہیں۔

[۲] خواجہ حسن انداقی قدس سرہٗ (ف ۲۶ رمضان ۵۵۲ھ / ۱۱۵۷ء) مدفن بخارا کے بیرون دروازہ کلاباد ہے۔ شہر بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر قصبہ انداق میں ۴۶۶ھ / ۱۰۷۳ء میں ولادت ہوئی۔ برسوں حضرت یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کی صحبت میں رہے آپ کے ساتھ حجاز اور بغداد کا سفر کیا۔ عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ آثار سنت کے پیرو تھے۔ صاحبِ تصنیف تھے۔ [۳] آئندہ صفحہ پر

فراستِ مومن آپ نے بغداد میں بہت مقبولیت پائی۔ ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ میں حضرت خواجہ علماء میں وعظ فرما رہے تھے کہ ایک فقیہ ابن سقا نامی اُٹھا اور اس نے آپ سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ "بیٹھ جا! تیرے کلام سے کفر کی بو آتی ہے تیری موت اسلام پر نہ ہوگی۔"

اس واقعہ سے ایک مدت بعد شاہ روم کی طرف سے ایک نصرانی قاصد خلیفہ کی طرف آیا۔ ابن سقا نے اس نصرانی کے ساتھ نشست برخاست شروع کی چنانچہ وہ نصرانی ابن سقا کو اپنے ہمراہ لے گیا قسطنطنیہ پہنچ کر شاہ روم سے ملا اور عیسائی ہو گیا۔ اور عیسائی ہی مرا۔

کہتے ہیں ابن سقا حافظ قرآن اور قاری تھا۔ مرض الموت میں اس سے پوچھا گیا کیا تمہیں کچھ قرآن یاد ہے؛ بولا نہیں سب بھول گیا۔ صرف یہ آیت یاد ہے ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ (بہت سے لوگ کافروں کو دوست رکھنے والے قیامت میں تمنا کریں گے کہ کاش! دنیا میں وہ بھی مسلمان ہوتے) ؎

جراحتے کہ ز تیغِ زبان رسد بہ دلے — بہ ہیچ مرہم راحت نکو نخواہد شد

قدسیہ

صحبت تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت (حضور و آگاہی) رکھو اگر یہ میسر نہ آسکے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔

(گذشتہ صفحہ سے)

۳ خواجہ عبداللہ برقی قدس سرہٗ (ف ۵۵۵ھ م ۱۱۶۰ء) مدفن بخارا کے جنگل میں ہے آپ کے آباؤ اجداد بکرے فروخت کرتے تھے۔ اس لیے آپ کو برقی (برہ کا معرّب) کہتے ہیں عالم عارف صاحب مقامات تھے۔ علوم تفسیر حدیث اور فقہ میں درجہ کمال حاصل تھا جس زمانہ میں قرامطیہ نے حرم پاک پر قبضہ کیا تھا۔ آپ نے تیرہ دن نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ فرماتے کہ اللہ کے گھر میں حادثہ برپا ہے۔ جب تک اُسے درست نہ کر لیا جاتے نہیں کھاؤں پیوں گا۔ (خزینۃ الاصفیاء)

وصل یازدہم

اکابر طریقہ نقشبندیہ خواجۂ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ

غجدوان (نواح بخارا) ــــــــ ۱۲، ربیع الاول ۵۷۵ھ غجدوان

۱۱۷۹ء

اسم گرامی: عبدالخالق ـ والد گرامی: امام عبدالجمیل (از اولاد امام مالک قدس سرہٗ) مادۂ تاریخ رحلت آفتاب کامل ۵۷۵

پیر سبق: حضرت خضر علیہ السلام. نسبت باطنی: خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ. خصوصیت: طریقہ نقشبندیہ میں ذکر خفی کی اصل. کلمات قدسیہ: ہوش در دم. نظر بر قدم. سفر در وطن. خلوت در انجمن. یاد کرد. بازگشت. نگاہ داشت. یاد داشت. خلفاء: ۱. خواجہ اولیاء کبیر (فرزند خواجہ) ۲. خواجہ عارف ریوگری ۳. خواجہ احمد صدیق. ۴. خواجہ سلیمان قدس اللہ اسرارہم

تعارف صدق و صفا میں کامل. متابعت شرع و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوشاں اور خواجگان طریقت کے سر دفتر ہیں. سلسلہ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کے سردار ہیں. آپ کی روش بلا تمیز سلسلہ و فرقہ مقبول خاص و عام ہے. طریقت میں آپ کا کلام حجت ہے اور حقیقت میں برہان. آپ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور مجتہد راس الرئیس اور قطب زمانہ تھے.

حسب و نسب آپ امام مالکؒ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے تھے. آپ کی والدہ بادشاہ روم کی اولاد سے تھیں. آپ کے والد بزرگوار امام عبدالجمیل اکابر اولیاء اور اعاظم اتقیاء سے تھے. اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے. آپ روم میں سکونت پذیر تھے. حوادث زمانہ

ء حالات حاشیہ امام جعفر صادق قدس سرہٗ پر ملاحظہ کیجئے.

کے سبب عبدالجلیل معہ متعلقین روم سے ماوراء النہر کی طرف چلے گئے۔ اور ولایتِ بخارا سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر غجدوان قصبہ کو مسکن بنایا۔ خواجہ عبدالخالق وہیں پیدا ہوئے اور بخارا میں تعلیم حاصل کی۔

بشارت منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے شیخ عبدالجلیل کو بشارت دی تھی۔ کہ آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کو میں اپنی فرزندی میں قبول کرتا ہوں اور اپنی نسبت سے اُس کو حصہ دوں گا۔

سلوک و طریقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ذکرِ خفی کی اصل آپ ہی ہیں۔ اس لحاظ سے آپ درحقیقت امام طریقت ہیں۔

ایک روز حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی اپنے استاد مولانا صدرالدین علیہ الرحمۃ سے تفسیرِ قرآن پڑھ رہے تھے کہ آپ اس آیت پر پہنچے۔ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ[1] (ترجمہ: تم اپنے رب کو زاری اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو۔ تحقیق وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔)

آپ نے اپنے استاد سے دریافت کیا کہ اس پوشیدگی کی حقیقت اور طریقہ کیا ہے۔ اگر ذرا بلند آواز سے ذکر کرے یا ذکر کرتے وقت اعضاء حرکت کریں تو غیر شخص اس سے آگاہ ہو جاتا ہے اگر دل سے ذکر کرے تو بحکم حدیث "الشیطان یجری من الانسان مجری الدم"[2] (شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے) شیطان ذکر سے واقف ہو جاتا ہے۔

اُستاد نے فرمایا: "یہ علم لدنی ہے اگر خدا نے چاہا تو اہل اللہ میں سے تمھیں کوئی واقف راز مل جائے گا۔" اس کے بعد آپ مسلسل اہل اللہ کی تلاش میں مصروف رہے۔

---

[1] سورہ اعراف، ۵۵۔

[2] ابو داؤد کتاب الادب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے: "الشیطان یجری فی عروق ابن آدم مجری الدم" (شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح چلتا ہے۔)

حضرت خضر علیہ السلام سے سبق

ایک دن جمعہ کے روز آپ اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بزرگ آئے اور حضرت خواجہ انکی تعظیم و تکریم بجالائے انھوں نے فرمایا: "اے جوان! میں تجھ میں بزرگی کے آثار پاتا ہوں کیا تم نے کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت کی ہے؟" عرض کیا: "نہیں! بلکہ ایک مدت سے تلاش میں ہوں"

انھوں نے فرمایا، میں خضر ہوں اور تمھیں اپنی فرزندی میں قبول کرتا ہوں۔ میں تمھیں ایک سبق بتاتا ہوں اس کے پابند ہو جاؤ تم پر اسرار کھل جائیں گے: پھر وقوفِ عددی کی تعلیم دی اور فرمایا حوض میں اُترو اور غوطہ لگاؤ۔ اور دل سے کہو "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم" آپ نے اسی طرح عمل کیا اور ورد میں مشغول رہے یہاں تک کہ بہت سے اسرار آپ پر کھل گئے۔

نسبتِ باطنی

اس وقت آپ کی عمر بائیس برس تھی۔ کہ ایک دن خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ بخارا تشریف لائے تو حضرت خواجہ کو ان کی صحبت میسر آئی اور جب تک خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بخارا میں رہے۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر رہے اور صحبتِ پیر سے فوائد حاصل کئے۔ اس طرح حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پیرِ سبق ہیں اور خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ آپ کے پیرِ صحبت اور پیرِ خرقہ ہیں۔

وفات

حضرت خواجہ کا جب آخری وقت آیا۔ مرید و فرزند وہاں موجود تھے۔ آپ نے آنکھ کھول کر فرمایا: اے عزیزو! خوش خبری ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور اپنی رضا کی بشارت دی ہے۔ تمام اصحاب رونے لگے۔ اور عرض کی "ہمارے لیے بھی دعا فرمائیں" آپ نے فرمایا تم کو بھی بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ جو شخص اس طریقہ پر تا آخر استقامت رکھے گا میں اس پر رحمت کروں گا اور اس کو بخش دوں گا۔ کوشش کرو کہ اس طریقہ سے علیحدہ نہ ہو۔

تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ہ[۱] (اے نفسِ مطمئنہ! اپنے رب کی طرف آ کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی)

اصحاب نے جو دیکھا تو آپ رحلت فرما چکے تھے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

۱۔ سورہ فجر- ۲۷- ۲۸

تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ / ۱۱۷۹ء اور مرقد اقدس غجدوان نواحِ بخارا میں ہے۔
نفحات الانس اور حضرات القدس کے مطابق سن وفات ۶۱۷ھ / ۱۲۱۹ء یا ۶۱۷ھ / ۱۲۲۰ء ہے۔

خلفاء

۱۔ خواجہ آولیا کبیر قدس سرہٗ آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ آپ نے بخارا کے صرافوں کی مسجد میں ایک چلہ کشی شغل نفی خواطر میں کی کہ چالیس دن رات میں کوئی خطرہ آپ کے قلب میں پیدا نہ ہوا[۱]۔ آپ نے بخارا میں وفات پائی۔ آپ کے چار خلفاء منتہی تھے خواجہ دہقان قلبی۔ خواجہ اولیا غریب۔ خواجہ سوگان خواجہ سلیمان جو پہلے آپ کے والد گرامی کی صحبت میں رہ چکے تھے۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے آپ کے لئے وصیت نامہ لکھا۔ ۶۲۷ھ میں بخارا میں وصال ہوا۔

۲۔ خواجہ احمد صدیق قدس سرہٗ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے بعد ان کی جگہ جانشین اور دعوت خلق میں مشغول رہے صحرا قریہ مغان (بخارا سے تین فرسنگ پر) وفات پائی۔ تو آپ کے بعد خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ جانشین ہوئے۔ ۶۵۷ھ میں مغان میں وصال ہوا۔

۳۔ خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ: آپکے حالات آئندہ صفحات میں آرہے ہیں۔

۴۔ خواجہ سلیمان کرمینی قدس سرہٗ - جو بعد میں خواجہ اولیا کبیر قدس سرہٗ کے خلیفہ ہوئے۔ (ف ۶۵۸ھ)

حالات

۱۔ فراغت ایک روز خادم نے سوال کیا کہ فراغت کیا ہے؟ فرمایا: دل کی فراغت یہ ہے کہ محبتِ دنیا دل میں راہ نہ پائے۔ نہ کہ دنیا کی مشغولی سے آزاد ہو جائے۔

---

[۱]: امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: اگر بالفرض سالک کو عمر نوح بھی میسر آجائے تو کسی طرح سے کوئی خطرہ اس کے دل میں نہ گزرے گا۔ کیونکہ قلب کو ما سوا سے ایسا نسیان حاصل ہو چکا ہے۔ اگر تکلف سے بھی غیر حق کی یاد دلائی جائے تو بھی وہ یاد نہ کر سکے گا۔ (حضرات القدس)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ رب العزت نے فرمایا: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ [۱]
(اپنے دل کو خالی کر، تب ہماری یاد میں مشغول ہو)

خرید و فروخت اور مخلوق سے میل جول اہل اللہ کے لئے ذکرِ حق میں رکاوٹ نہیں بنتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کی تعریف کی ہے اور مردانگی کو انہی کے لئے ثابت فرمایا ہے: رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ [۲] (ایسے مرد ہیں کہ ان کو خرید و فروخت اور تجارت ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں کر سکتی۔)

۲۔ فراستِ مومن

آپ کی مجلس میں ایک نوجوان زاہدانہ لباس میں آیا اور دریافت کیا کہ حدیث شریف اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: (ترجمہ: مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے) اس کا بھید کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تو زنار [۳] توڑ ڈال اور ایمان لا۔

اس نوجوان نے کہا: پناہ بخدا کہ میرے پاس زنار ہو۔

حضرت خواجہ نے خادم کو اشارہ کیا۔ خادم نے اس کے کپڑے اتارے تو زنار موجود تھا۔ اس نوجوان نے فی الفور توبہ کی اور ایمان قبول کیا۔

حضرت خواجہ نے فرمایا: یارو! آؤ ہم بھی اس نومسلم کی طرح اپنے زنار توڑ ڈالیں اور ایمان لائیں جس طرح اس نے ظاہری زنار توڑا ہے ہم اپنے باطنی زنار یعنی خود پسندی کو توڑ ڈالیں تاکہ ہم بھی اس کی طرح بخشے جائیں۔ حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوئی اور حضرت خواجہ کے قدموں پر آ کر توبہ کرنے لگے۔

۳۔ شرک

حضرت خواجہ فرماتے ہیں: ایک دن میں چھت پر تھا کہ ہمارے پڑوس میں ایک بڑھیا اپنے شوہر سے لڑ رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ستر سال گذرے ہیں تیرے گھر میں ہوں۔ تو

---

[۱] سورۂ انشراح ۷، [۲] سورۂ نور ۳۷

[۳] جینو، وہ دھاگہ، جو کافر لوگ پہنتے ہیں۔

نے مجھے بھوکا بھی رکھا اور برہنہ بھی۔ مگر میں نے صبر کیا اور گرمی سردی میں جو کچھ محنت اور سختی مجھ پر گزری اس کو برداشت کیا جو کچھ تو نے دیا اس سے زیادہ نہ مانگا۔ تیرے ننگ و ناموس کو محفوظ رکھا اور کسی بیگانے کے پاس تیری شکایت لے کر نہ گئی۔ یہ سب اس لئے کہ تو میرا ہو کر رہے اور میں تجھ کو دیکھتی رہوں اور اگر تو دوسرے کو اختیار کرے گا اور میرے سامنے بیٹھے گا۔ تو میں اپنے ہاتھ سے خواجہ عبدالخالق کے دامن کو پکڑوں گی اور جب تک وہ میرا انصاف نہ کریں گے ان کا دامن نہ چھوڑوں گی۔

حضرت خواجہ فرماتے ہیں :-

اس ضعیفہ کی بات نے مجھے بہت ذوق بخشا اور اپنے آپ سے کہا اے عبدالخالق ! دیکھ یہ عورت محبتِ مخلوق میں اتنی استقامت رکھتی ہے کہ بے اندازہ مصائب و آلام برداشت کر چکی ہے۔ اس ضعیفہ کا یہ واقعہ سالکِ طریقت کے لیے ایک سبق ہے۔ پھر میں نے غور کیا کہ اس پر کوئی دلیل قرآن مجید سے مل جائے تو مجھ کو یہ آیت ملی۔

" اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ[۱] "

(ترجمہ اگر تو کتنے ہی گناہ لائے اور شرک نہ لائے تو میں سب بخش دوں گا لیکن اگر بال برابر بھی تو اپنے دل میں دوسرے کو راہ دے گا تو ہماری رحمت سے محروم رہے گا۔)

قدسیہ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے کلماتِ قدسیہ میں آپ کی اصطلاحات ہیں جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنا ہے۔ یہ آٹھ کلمے ہیں :-

۱۔ ہوش دردم ۲۔ نظر برقدم ۳۔ سفر در وطن ۴۔ خلوت در انجمن ۵۔ یادکرد ۶۔ بازگشت ۷۔ نگاہ داشت ۸۔ یادداشت

ان آٹھ کے علاوہ تین کلمات اور ہیں۔ ۱۔ وقوف عددی ۲۔ وقوف زمانی ۳۔ وقوف قلبی۔[۲]

---

[۱] سورۃ نساء ۴۸ [۲] ان کلمات کی تفصیل کتاب کے شرح میں ملاحظہ کریں۔

وصیت نامہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ وصیت نامہ آداب طریقت میں ہے جسے آپ نے اپنے خلیفہ و فرزند ، خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ کے لئے لکھا اس کا ترجمہ بطور تبرک یہاں درج کیا جاتا ہے کیونکہ اہل طریقت خصوصاً نقشبندیہ طریق والوں کے لئے ازحد مفید و نافع ہے۔ اور لازم ہے کہ اس وصیت نامہ کو اپنا آئینہ عمل قرار دیں۔

اے فرزند! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ :

— تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ، وظائف و عبادات کی پابندی رکھو اپنے حالات کی نگہبانی کرتے رہو۔

— اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو اللہ اور اس کے حقوق کو نگاہ میں رکھو۔ ماں باپ اور تمام مشائخ کے حقوق کا خیال رکھو تاکہ ان خصلتوں سے تم رضائے حق سے مشرف ہو جاؤ۔

— اللہ تعالےٰ کا حکم بجالاؤ تاکہ وہ تمہارا حافظ رہے۔ قرآن حکیم کا پڑھنا اپنے آپ پر لازم کرلو۔ تلاوت بلند آواز سے ہو یا آہستہ۔ زبانی ہو یا دیکھ کر۔ قرآن مجید کو تفکر و خوف اور گریہ سے پڑھو اور تمام امور میں قرآن حکیم کی پناہ لو کیونکہ بندوں پر خدا کی حجت قرآن کریم ہے۔

— علم فقہ کی طلب میں ایک قدم بھی دور نہ ہو اور حدیث کا علم سیکھو

— جاہل صوفیوں سے دُور رہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔

— تم پر لازم ہے کہ مذہب حق سنت و جماعت کے پابند رہو اور ائمہ سلف کے مسلک کو اختیار کرو کیونکہ نئی پیدا شدہ باتیں سراسر گمراہی ہیں۔

— عورتوں نوجوانوں، بدعتیوں اور دولتمندوں سے صحبت مت رکھو کیونکہ یہ دین کو برباد کر دیتے ہیں اگر صحبت رکھو تو فقیروں سے رکھو اور ہمیشہ خلوت نشین رہو۔

— دنیا میں دو روٹی پر قناعت کرو۔ حلال کھاؤ کیونکہ حلال نیکی کی کنجی ہے۔ حرام سے بچو، ورنہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے اسی پر ثابت قدم رہنا تاکہ کل دوزخ کی آگ سے بچ جاؤ۔ حلال پہنو تاکہ عبادت کی لذت پاؤ۔

— حق تعالےٰ کی جلالت سے ڈرتے رہو اور مت بھولو کہ ایک روز تم موقف حساب

میں کھڑے ہو گے۔

— دن رات نماز بہت پڑھا کرو۔ جماعت ترک نہ کرو۔ امام اور مؤذن نہ بنو۔ خارج از طریقت بادشاہوں کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ لوگوں کی وصیت میں دخل نہ دو۔ لوگوں سے بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔

— تم پر لازم ہے کہ گمنام رہو تاکہ نیک نام بن جاؤ۔ سفر بہت کرو تاکہ تمہارا نفس خوار ہو جائے خانقاہ نہ بناؤ اور نہ کسی خانقاہ میں رہو۔

— کسی کی مدح سے مغرور اور کسی کی مذمت سے غمگین نہ ہو۔ بندوں کی مدح و مذمت تمہارے نزدیک برابر ہونی چاہیئے۔

— لوگوں کے ساتھ حسنِ خلق سے رہو۔ تم پر لازم ہے کہ تمام حالات میں ادب سے رہو۔ برُے بھلے تمام مخلوقات پر رحم کرو۔ قہقہہ مار کر نہ ہنسو کیونکہ قہقہہ غفلت کے سبب ہوتا ہے اور دل کو مردہ کر دیتا ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے احوال و شدائد جو مجھے معلوم ہیں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو تم خندہ تھوڑا اور رویا بہت کرو۔

— اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نڈر اور اس کی رحمت سے ناامید نہ رہو۔ خوف و امید کی زندگی بسر کرو کیونکہ سالکوں کو کبھی خوف ہوتا ہے اور کبھی امید ہوتی ہے۔

اے فرزند!

— شیخ اپنے مرید کے لئے بہ منزلہ باپ کے ہے بلکہ باپ سے زیادہ مشفق کیونکہ وہ مرید کو مقامِ قرب تک پہنچا دیتا ہے۔

— نکاح کر کے طالبِ دنیا بن جاؤ گے اور دنیا کی طلب میں دین کو برباد کرو گے۔ اگر تمہارا نفس نکاح کا مشتاق ہو تو روزے رکھو اور آخرت کے غم میں رہا کرو۔ اور موت کو بہت یاد کرو۔ طالب ریاست نہ بنو کیونکہ طالبِ ریاست سالک نہیں ہو سکتا تم پر لازم ہے کہ فقر میں پرہیز و دیانت اور پرہیزگاری اور علم کے ساتھ پاکیزہ رہو۔

— اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدم رہو۔ جاہلوں سے بچو۔ اور جان و مال سے مشائخ کی خدمت کرو۔ ان کی پیروی کرو اور ان کے سیر و سلوک کو نگاہ رکھو اور ان کے کسی کام سے

انکار نہ کرو سوائے خلاف شرع کے۔ اگر تم مشائخ کا انکار کرو گے تو کبھی کامیاب ہو گے۔

— لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو اور کل کے لئے ذخیرہ نہ کرو اور حق تعالیٰ کے ذخیرہ پر بھروسہ کرو کیونکہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے: وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ [۱] جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ پس جان لو کہ رزق قسمت میں لکھا ہوا ہے۔

— جوان مرد اور سخی بنو۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے خلق خدا پر خرچ کرو۔ اور بخل وحسد سے دور رہو کیونکہ بخیل و حاسد قیامت کے دن دوزخ میں ہوں گے۔

— اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کرو کیونکہ ظاہر کی آراستگی باطن کی خرابی ہے۔

— اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو۔ اور تمام خلائق سے ناامید ہو جاؤ اور اُن سے انس و محبت نہ پکڑو۔ سچ بولو اور ڈرو مت۔ مخلوقات میں سے کسی کے ساتھ صحبت نہ رکھو کیونکہ وہ تمہارے دین کو برباد کر دیں گے اور تم اللہ سبحانہٗ سے دور ہو جاؤ گے۔

— اپنے نفس کی ضروریات کا خیال رکھو تاکہ وہ درست ہو جائے لیکن اپنے نفس کی عزت نہ کرو۔

— زبان کو غیر ضروری باتوں سے بند رکھو اور ہمیشہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہو۔

— کم بولو، کم کھاؤ، کم سوؤ اور جلدی اُٹھو۔

— سماع میں بہت نہ بیٹھو کیونکہ سماع کی کثرت سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دل مردہ ہو جاتا ہے۔ سماع کا انکار نہ کرو۔ کیونکہ اصحاب سماع بہت ہیں۔ سماع روا نہیں مگر اس شخص کے لئے جس کا دل زندہ ہو اور نفس مردہ ہو۔ ورنہ نماز روزے میں مشغول ہونا بہتر ہے۔

— چاہیئے کہ تمہارا دل غمگین تمہارا بدن بیمار، تمہاری آنکھ روتی، تمہارا عمل خالص اور تمہاری دُعا مجاہدہ کے ساتھ ہو۔ تمہارا کپڑا پرانا۔ تمہارے رفیق درویش۔ تمہارا گھر مسجد۔ تمہارا مال کُتب دین تمہاری آرائش زہد اور تمہارا مونس اللہ تعالیٰ ہو۔

— کسی شخص سے برادری نہ کرو جب تک اس میں پانچ خصلتیں نہ ہوں۔

فقیری کو امیری پر ترجیح دے، دین کو دنیا پر ترجیح دے۔ ذلت کو عزت پر ترجیح دے۔ علم ظاہر و باطن کا جاننے والا ہو۔ موت کے لئے تیار ہو۔

[۱] سورۃ الطلاق ۳۔

اے فرزند!

میری وصیتوں کو نگاہ میں رکھو جس طرح میں نے اپنے شیخ قدس سرہٗ سے یاد کیں اور ان پر عمل کیا۔ اسی طرح اب تم بھی یاد کرو اور عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارا نگہبان ہو۔

اگر یہ خصلتیں کسی سالک میں پائی جائیں گی تو اس کا شیخ و پیر ہونا مسلّم ہوگا۔ جو شخص ایسے شیخ کی پیروی کرے گا وہ اس کو مقصد و مقصود تک پہنچا دے گا۔ مگر یہ مرتبہ ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔

(مولانا ابوالخیر فضل بن روزبہان بقلی المعروف خواجہ مولانا اصفہانی[1] قدس سرہٗ نے ان وصایا کی شرح لکھی ہے)

---

[1] خواجہ مولانا اصفہانی قدس سرہٗ (ف ۵ جمادی الاولیٰ ۹۲۷ھ) جامع فضائل و کمالات علم حدیث میں ماہر متبحر اور مذہب اہل سنت و جماعت میں مضبوط تھے۔ آذربائیجان سے ہرات آگئے۔ عرصہ بعد وہاں سے بخارا تشریف لے گئے۔ آپ کا مدفن خیابان بخارا کے سرے پر زیارت گاہ عام ہے۔

خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ

ریوگر (نزد بخارا روس) — ۵۵۱ھ / ۱۱۵۶ء — یکم شوال ۶۱۶ھ / ۱۲۱۹ء — ریوگر

نسبت باطنی: خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ۔ مادۂ تاریخ رحلت: ہادی متقی ولی / ۶۱۶

خلیفہ: خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ

تعارف اسم گرامی عارف، ولادت قصبہ ریوگر (بخارا سے ۱۸ میل دُور) ۲۷، رجب ۵۵۱ھ مطابق ۲۰، ستمبر ۱۱۵۶ء ہوئی۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی نسبت ارادت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ کے توسط سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ تک پہنچتی ہے۔

ریوگر قصبہ غجدوان سے ایک کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اس لئے خواجہ عارف ریوگری تقریباً تمام عمر خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ کی خدمت میں رہے اور آپ کے وصال کے بعد ریاضت عبادت اور ہدایت خلق میں مشغول رہے۔

تصنیف صاحب تصنیف تھے۔ آپ کا ایک رسالہ "عارف نامہ" خانقاہ موسیٰ زئی (ڈیرہ اسماعیل خاں) کے کتب خانہ میں موجود ہے۔[۱]

علم و عمل، زہد و تقویٰ متابعتِ سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عالی شان تھے۔

وفات یکم شوال ۶۱۶ھ / ۱۲۱۹ء میں ہوئی (بعض کے مطابق ۷۱۵ھ میں ہوئی)۔ مرقد انوار ریوگر میں ہے۔[۲]

۱۔ سیرۃ مجدد الف ثانی از سید زوار حسین شاہ قدس سرہٗ۔ ۲۔ نفحات الانس۔ سیرۃ مجدد الف ثانی۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ مشائخ نقشبندیہ۔ حضرات القدس۔ ۳۔ سفینۃ الاولیاء۔ وفیات الاخیار۔

وصل سیزدہم

خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ

انجیر فغنہ (بخارا سے) چھ فرسنگ، سنہ ۶۲۷ھ / سنہ ۱۲۳۰ء — ۱۷ ربیع الاول سنہ ۷۱۷ھ / سنہ ۱۳۱۷ء وابکنہ

مادہ تاریخ رحلت : شاہ عرفانی (۷۱۷)

نسبت باطنی : خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ ۔ ذریعہ معاش : گُل کاری

تعارف

اسم گرامی محمود اور جائے ولادت انجیر فغنہ اور رہائش نزدیکی گاؤں وابکنہ میں تھی نسبت باطنی خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ سے تھی۔

ذکرِ جہر

آپ ذکرِ جہر کرتے تھے۔ جس پر خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے فرزند و خلیفہ خواجہ کبیر اولیاء قدس سرہٗ نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو مرشد نے آخری وقت بتایا تھا کہ ذکرِ جہر جاری رکھو۔

مولانا حافظ الدین[1] بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علمائے کبار اور حضرت خواجہ پارسا قدس سرہٗ کے جدِ اعلیٰ تھے نے رئیس العلماء[2] حلوائی قدس سرہٗ اور دیگر کثیر علمائے کرام کے سامنے آپ سے دریافت کیا

---

[1] مولانا حافظ الدین بخاری قدس سرہٗ (ف ۷۱۰ھ / ۱۳۱۰ء) شرعی علوم میں کمال حاصل کیا۔ اگر ان سے کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو فرماتے کتاب کی طرف رجوع کرتے ہیں جب کتاب کھولتے تو وہی مقام نکلتا جہاں وہ مسئلہ موجود ہوتا یا ایک دو صفحہ کا فرق ہوتا زیادہ نہ ہوتا۔

[2] رئیس العلماء حلوائی قدس سرہٗ کا لقب شمس الائمہ تھا چونکہ آپ حلوا بیچا کرتے تھے اس لئے حلوائی کی نسبت سے معروف تھے اپنے زمانہ کے امام کبیر فاضل بے نظیر اور ثقہ محدث تھے آپ فقہاء کو ہمیشہ حلوا کھلایا کرتے اور فرماتے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

کہ آپ ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہیں؟ فرمایا: خفتہ بیدار ہو، غافل آگاہ ہو اور باستقامت شریعت و طریقت اس راہ پر آئے اور وہ بحقیقت توبہ کی انابت کی رغبت کرے۔

مولانا نے فرمایا: آپ کی نیت صحیح ہے آپ کو یہ شغل مباح ہے لیکن ذکر جہر کی کچھ مد مقرر فرمائیے جس سے حقیقت و مجاز، آشنا و بیگانہ ممتاز ہو جائے۔

خواجہ محمود قدس سرہٗ نے فرمایا:-

"ذکر جہر اس شخص کو مسلم ہے جس کی زبان دروغ و غیبت سے پاک ہو حلق لقمہ شبہ سے پاک ہو اور اُس کا دل ریا سے پاک ہو"

آپ کی وفات ۱۷، ربیع الاول ۷۱۵ھ / ۱۳۱۷ء میں ہوئی۔ مزار اقدس وابکنہ نزد بخارا میں ہے۔

مقام خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی اور ان سے پوچھا:

"اس زمانہ میں کے مشائخ میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا درجہ رکھتا ہو تاکہ اس کا دامن پکڑ لیں۔"

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

"ان صفات کے حامل بزرگ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ ہیں"

خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ کے اصحاب نے کہا کہ وہ درویش خود خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ تھے مگر اپنا نام نہ بتایا کہ حضرت خضر علیہ السلام کا دیکھنا ظاہر نہ ہو۔

(گزشتہ صفحہ سے آگے۔)

دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں لڑکا عطا فرمائے چنانچہ ویسا ہی لڑکا عطا ہوا۔ صاحب تصنیف ہیں۔

خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ

لقب حضرت عزیزاں قدس سرہٗ

رامیتن (بخارا سے دو فرسنگ) ۵۹۱ھ / ۱۱۹۵ء — ۲۸ ذیقعد ۷۱۵ھ / ۱۳۱۵ء خوارزم

تاریخ مادہ رحلت: بحرالاسرار بود

نسبت باطنی: خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ ۷۱۵ شغل: صنعت بافندگی

تعارف اسم گرامی علی اور پیدائش بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر قصبہ رامتین میں ہوئی۔ آپ کا لقب عزیزاں ہے آپ کے مقامات عالیہ وکراماتِ عجیبہ بہت ہیں۔ صنعت بافندگی میں مشغول رہتے تھے آپ قطبِ وقت تھے۔

نسبت باطنی آپ کی نسبت باطنی خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ سے ہے۔ آپ خواجہ محمود کے خلیفہ اعظم تھے۔

اتفاقِ زمانہ سے آپ رامیتن سے شہر باورد تشریف لائے اور ایک مدت یہاں مقیم رہ کر مخلوقِ خدا کی اللہ تعالےٰ کی طرف رہنمائی فرمائی اور ارشاد وہدایت کے مقام پر متمکن ہوئے۔

امتداد زمانہ سے آپ باورد سے خوارزم میں آگئے جہاں آپ کا کاروبار بہت بلند ہوا اور لاتعداد آدمی آپ کی مریدی اور نیازمندی میں داخل ہوئے۔

حضرت عزیزاں اہلِ خوارزم آپ کو خواجہ علی باوردی اور اہلِ بخارا آپ کو شیخ علی رامیتنی اور صوفی آپ کو حضرت عزیزاں کہتے ہیں کیونکہ اثنائے گفتگو آپ اپنے آپ کو

عزیزاں فرمایا کرتے اسی وجہ سے آپ کو عزیزاں کہتے ہیں۔
جو شخص بھی ایک دن کامل آپ کی صحبت میں رہتا وہ معرفت کامل طور پر حاصل کر لیتا۔
آپ کا ایک رسالہ بنام "رسالہ عزیزاں" ترجمہ ہو کر "رسائل نقشبندیہ" کے نام سے طبع ہو چکا ہے[1]۔

وفات

حضرت عزیزاں قدس سرہٗ ایک سو تیس[۱۳۰] برس کی عمر میں بروز پیر ۲۸، ذیقعدہ[2] ۷۱۵ھ[۱۳۱۵ء] کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ قبر مبارک خوارزم میں عوام و خواص کی زیارت گاہ ہے۔ مادہ تاریخ وفات "وے سرگروہ صوفیہ بود"[3] اور بحر الاسرار بود ہے

دُور بینی اور تصرّف

حضرت عزیزاں بہ اشارہ غیبی بخارا سے خوارزم پہنچے۔ شہر کے دروازے پر پہنچ کر آپ نے دو درویشوں کو بادشاہ کے پاس بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو ہم اس شہر میں ٹھہر جائیں۔ جب درویش بادشاہ کے دربار میں پہنچے اور مدعا عرض کیا تو بادشاہ اور ارکان کہنے لگے "سادہ اور نادان ہیں" پھر بطور مذاق بادشاہ کا اجازت نامہ مہری اور دستخطی ان کے حوالے کیا۔
درویشوں نے وہ اجازت نامہ حضرت عزیزاں کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔ اور آپ شہر میں گوشہ نشین اور اوراد و اذکار میں مشغول ہو گئے۔
آپ نے معمول بنایا کہ ہر روز صبح کے وقت مزدور گاہ سے ایک دو مزدوروں کو اپنے مکان پر لے جا کر فرماتے کہ پورا وضو کرو اور نماز عصر تک ہمارے پاس رہو اور ذکر کرو۔ بعد ازاں اپنی مزدوری لے کر چلے جانا۔ مزدور بہت خوشی سے ایسا کرتے اور آپ کی صحبت میں رہتے۔ مگر جو مزدور ایک دن آپ کے پاس رہتا۔ آپ کی صحبت کی برکت اور آپ کی تاثیر و تصرف باطنی سے اس میں یہ وصف پیدا ہو جاتا کہ وہ آپ کی جدائی گوارا نہ کرتا۔ اس طرح کچھ ہی مدت میں وہاں کے لوگ آپ کے مرید بن گئے۔
رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ تک پہنچی کہ شہر میں ایک فقیر آیا ہے اکثر لوگ اس کے مرید ہو گئے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے سبب کوئی فتنہ و فساد پیدا ہو جائے جس کا انسداد بعد میں مشکل ہو جائے۔ بادشاہ نے اس وہم میں پڑ کر حضرت عزیزاں قدس سرہٗ کے اخراج کا حکم دے دیا۔
آپ نے ان ہی درویشوں کے ہاتھ اجازت نامہ بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا اور ساتھ ہی

---

[1] طابع، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔ [2] حضرات القدس۔ وفیات الاخیار [3] حضرات القدس

پیغام دیا کہ ہم تمہارے شہر میں تمہاری اجازت سے ہی آئے تھے اگر تم اپنے حکم کے خلاف کرتے ہو تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں ۔

اس پر بادشاہ اور ارکانِ سلطنت بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت عزیزاں کی دور بینی اور تصرف کے معتقد ہو گئے ۔ اور محبین و مخلصین میں شامل ہو گئے ۔

خلفاء

حضرت خواجہ عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفاء یہ ہیں :۔

۱۔ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ ۔ ۲۔ خواجہ خورد قدس سرہٗ (بڑے فرزند)۔ ۳۔ خواجہ ابراہیم قدس سرہٗ (چھوٹے فرزند)۔ ۴۔ خواجہ محمد کلاہ دوز قدس سرہٗ ۔ ۵۔ محمد سلاح قدس سرہٗ ۶۔ محمد باوردی قدس سرہٗ

قدسیہ

۱۔ توبہ فرمایا: آیت توبوا الی اللہ میں اشارت بھی ہے اور بشارت بھی۔ اشارت ہے توبہ کرنے کی اور بشارت ہے توبہ قبول کرنے کی کیونکہ اگر قبول نہ کرنا ہوتا تو توبہ کا امر نہ کرتا اور یہ دلیل ہے قبول کی دید قصور کے ساتھ۔

۲۔ عمل فرمایا: عمل کرنا چاہیئے اور اپنے تئیں قصوروار سمجھنا چاہیئے کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔ عمل کرنا پیر سے حاصل کرے۔

۳۔ دُعاء فرمایا: دعاء اس زبان سے کرو جس سے کوئی گناہ نہ کیا گیا ہو۔ یعنی دوستانِ حق کے سامنے تواضع اور نیازمندی بجالاؤ تاکہ وہ تمہارے لئے دعاء کریں۔

۴۔ صُحبت فرمایا: اگر تو نیکوں کے پاس بیٹھے گا تو نیک ہو جائے گا۔ اور بدوں کے پاس بیٹھے گا۔ تو بد ہو جائے گا۔ اگر تُو ایسے شخص کے ساتھ بیٹھے جو خدا کی یاد کو تجھ سے بھلا دے تو تُو جان لے کہ وہ انسانی شکل میں شیطان ہے اور ابلیس انسان۔ ابلیس جنّ سے بدتر ہے۔ کیونکہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ ظاہر ہو کر۔ ؎

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت　　　وز تو نرمید زحمت آب و گلت
زنہار زصحبتش گریزاں مے باش　　　ورنہ نکند روحِ عزیزاں بحلت

ترجمہ: جس شخص کے پاس تو بیٹھا اور تیری دلجمعی نہ ہوئی اور تیری آب گل کی کدورت دور نہ ہوئی اس شخص کی صحبت سے دور بھاگو ورنہ رُوحِ عزیزاں تمہیں معاف نہ کرے گی۔

۵۔ سالک راہ آپ نے فرمایا کہ سالک راہ کو یہ شرطیں نگاہ میں رکھنی چاہئیں:۔ طہارت۔ خاموشی۔ خلوت۔ روزہ۔ ذکر۔ نگہداشت خاطر۔ رضا بحکم خدا۔ صحبت صالحین۔ شب بیداری۔ نگہداشت لقمہ۔

۶۔ طلب فرمایا: اگر اللہ تعالےٰ بندہ سے خطاب کرے کہ اے بندے! ہم سے کچھ طلب کر۔ تو بندگی کی شرط یہ ہے کہ بندہ خدا سے سوائے خدا کے اور کچھ نہ مانگے کیونکہ جس نے خدا کو پایا اُس نے سب کچھ پالیا۔ جس نے سب کو پالیا لیکن خدا کو نہ پایا اس نے کچھ نہ پایا۔

گر کسے ہست در محبت چُست　　　از خدا جز خدا نخواہد جُست

ترجمہ: جو شخص خدا کی محبت میں چُست ہے وہ خدا تعالیٰ سے بجُز خدا کے کچھ نہیں مانگتا۔

۷۔ فقر اور رُوسیاہی فرمایا: فقیر اگر ہاتھ میں کچھ نہ رکھتا ہو اور دل میں بھی کسی چیز کا خواہاں نہ ہو تو وہ اچھی صفات والا فقیر ہے۔ اگر فقیر ہاتھ میں کچھ نہ رکھتا ہو لیکن دل میں کسی چیز کا خواہاں ہو تو محلہ بھر کا فقیر ہے اگر فقیر ہاتھ میں کچھ رکھتا ہو اور پھر وہ مزید کا طلب گار ہو تو وہ بُری صفات والا فقیر ہے۔ جس کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ وَکَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا۔ کہ فقیری دو جہان کی روسیاہی ہے اور فقر کفر سے قریب کرتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ

سماس (نزد بخارا) ۵۹۱ھ / ۱۱۹۵ء — ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ / ۱۳۵۴ء سماس

مادہ تاریخ رحلت : باب الطریقت
۷۵۵

نسبت باطنی: خواجہ علی رامیتنی المعروف حضرت عزیزاں قدس سرہٗ۔ خلیفہ: سید امیر کلال قدس سرہٗ

تعارف آپ کا اسم گرامی محمد بابا اور آپ کا مولد قریہ سماس جو کہ بخارا سے تین کوس اور رامیتن سے ایک کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اسی نسبت سے آپ کو محمد بابا سماسی کہتے ہیں۔

انتساب باطنی طریقت میں آپ کا انتساب خواجہ علی رامیتنی حضرت عزیزاں قدس سرہٗ سے ہے جب حضرت عزیزاں کا آخری وقت آیا تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے خواجہ محمد بابا سماسی کو اپنی خلافت و نیابت کے لیے منتخب فرمایا۔ اور اپنے تمام اصحاب کو ان کی متابعت و ملازمت کا حکم دیا۔

وفات آپ کا وصال ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ / ۱۳۵۴ء میں ہوا۔ اور مرقد انور موضع سماس میں ہے۔ سن وفات " باب الطریقت " سے نکلتا ہے۔

پیشین گوئی حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی ولادت سے پہلے جب آپ کوشک ہندواں[۱] سے گزرتے تو فرماتے : ازیں خاک بوئے مردی آید زود باشد کہ کوشک ہندواں قصر

۱؎ کوشک ہندواں یا قصر ہندواں خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی جائے ولادت ہے (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

عارفاں شود "۔ (ترجمہ: اس خاک سے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے جلد ہی ایسا ہوگا کہ کوشک ہندواں قصرِ عارفاں بن جائے گا۔)

ایک روز آپ اپنے خلیفہ سید امیر کلال قدس سرہٗ کے مکان سے قصرِ عارفاں کی متوجہ ہوئے وہاں پہنچ کر فرمایا "اب خوشبو زیادہ ہوگئی ہے۔ اور بے شک وہ مرد پیدا ہوگیا ہے۔" اس وقت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی ولادت کو تین روز گزر چکے تھے۔ اور آپ کے جدِ امجد آپ کو لے کر خواجہ محمد بابا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد بابا نے فرمایا: "یہ ہمارا فرزند ہے۔ اور ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔" اور اصحاب سے فرمایا یہی وہ مرد ہے جس کی ہم نے خوشبو سونگھی تھی۔ یہ لڑکا اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔

بعد ازاں سید امیر کلال قدس سرہٗ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

" تم میرے فرزند بہاؤالدین کے حق میں شفقت و تربیت سے دریغ نہ کرنا۔ اگر تم اس میں کوتاہی کروگے تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔"

امیر موصوف نے عرض کیا: "اگر کوتاہی کروں تو مرد نہیں۔"

بصیرت و فراستِ مومنہ

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب میری عمر اٹھارہ سال ہوگئی تو جدِ امجد کو میرے نکاح کی فکر ہوئی۔ انھوں نے مجھے خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ کو بلانے کے لئے بھیجا۔ جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا تو اس رات آپ کی صحبت کی برکت سے مجھ میں بڑا تضرع و نیاز پیدا ہوا۔

آپ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھا ہوا تھا۔ اس وقت میری زبان سے نکلا: "اے اللہ! مجھے اپنی بلاؤں کا بوجھ اٹھانے کی طاقت عطا فرما اور اپنی محبت کی محنت برداشت کرنے کی طاقت عطا فرما!"۔

(گذشتہ صفحہ سے آگے) کوشک اور قصر کے معنی ہیں محل۔ اور ہندواں ہندو کی جمع ہے اور فارسی میں ہندو کے معنی راہزن چور ڈاکو بھی ممکن ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند کی پیدائش سے پہلے وہاں اسی طرح کے لوگ رہتے ہوں اسی وجہ سے بابا سماسی قدس سرہٗ نے قصر ہندواں فرمایا بعد میں وہ خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ اللہ کی برکت سے قصرِ عارفاں بن گیا۔

جب میں صبح حضرت محمد بابا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے ازروئے بصیرت و فراست میری رات کی سرگذشت سے آگاہ ہو کر فرمایا:

"اے فرزند! دعا میں یوں کہنا چاہیئے! خدایا اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے اُسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے"

پھر فرمایا "بے شک اللہ عزوجل کی رضا تو اس میں ہے کہ بندہ بلا میں مبتلا ہو اور اگر وہ بنا بر حکمت اپنے کسی دوست پر بلا بھیجتا ہے تو اپنی عنایت سے اس دوست کو اس بلا کے برداشت کرنے کی قوت بھی عطا فرما دیتا ہے۔ اور اس کی حکمت بھی اس پر ظاہر کر دیتا ہے اپنے اختیار سے بلا طلب کرنا دشوار ہے اس لیے گستاخی نہیں کرنی چاہیئے"

خلفاء آپ کے چار خلفاء مشہور ہوئے۔ ۱۔ آپ کے فرزند خواجہ محمد سماسی قدس سرہٗ۔ ۲۔ سید امیر کلال قدس سرہٗ (حالات آئندہ آئیں گے) ۳۔ خواجہ صوفی سوخاری قدس سرہٗ مولد و مرقد سوخار شہر بخارا سے دو فرسنگ پر ہے۔ ۴۔ مولانا علی دانشمند قدس سرہٗ۔

وصل شانزدہم

حضرت خواجہ شمس الدین سید امیر کلال قدس سرہٗ

سوخار (نواح بخارا) ٦٧٦ھ / ١٢٧٧ء — ٨ جمادی الاول ٧٧٢ھ / ١٣٧١ء سوخار

مادہ تاریخ رحلت : صاحب انوار عرفان بود

نسبت باطنی : حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ ٧٧٢ شغل ظاہری : کوزہ گری

خلیفہ : شہنشاہِ نقشبند خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ

تعارف اسم گرامی شمس الدین امیر اور صحیح النسب[1] سید ہیں۔ آپ کوزہ گری کا شغل رکھنے کی وجہ سے کلال (یعنی کوزہ گر) ہی مشہور ہو گئے۔ آپ کا مولد قریہ سوخار ہے جو بخارا کے نواح میں سماس سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔

بیعت و خلافت حضرت امیر ابتدائے جوانی میں کُشتی لڑا کرتے تھے۔ ایک روز زمانہ تین میں کُشتی لڑنے میں مشغول تھے۔ کہ خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ کا گزر ہو۔ خواجہ ممدوح نظارہ کے لئے دیوار کے سایہ میں ٹھہر گئے اور شمس الدین امیر کے حالات دیکھنے میں محو ہو گئے۔

خدام میں سے بعض اصحاب کے دل میں خیال آیا کہ بدعتیوں کے اس معرکہ کی طرف متوجہ ہونے کا کیا سبب ہے ؟ حضرت بابا نے اس خطرہ سے آگاہ ہو کر فرمایا۔ اس میدان میں ایک مرد

---

[1] آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے سید شمس الدین امیر کلال بن امیر حمزہ بن امیر یعقوب بن اسماعیل بن غوث بن عبد المنان بن قیام الدین بن رکن الدین بن نور الدین بن عبد الخالق بن علیم اللہ بن شیخ بقا بن عبد الوہاب۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

ہے اور اس صید گاہ میں ایک ایسا شکار ہے کہ کاملین زمانہ اس کی صحبت سے فیض یاب ہوں گے کیونکہ اس کی پرواز نہایت بلند ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ شیر مرد کسی سلسلہ میں داخل ہو کر اس کی ترقی اور تقویت کا باعث ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو خود شکار کروں :

اسی اثناء میں حضرت امیر کی نظر حضرت محمد بابا سماسی قدس سرہٗ پر پڑی۔ اسی وقت حضرت محمد بابا سماسی قدس سرہٗ نے اپنی قوت جاذبہ سے سیّد امیر کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور وہ بے اختیار حضرت باباکے پیچھے آپ کے دربار میں پہنچے۔ آپ نے ان کو طریقہ عالیہ کی تلقین کی۔ اور اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔

معمول

اس کے بعد حضرت امیر کو کسی نے کُشتی لڑتے نہ دیکھا اور نہ ہی بازار چلتے دیکھا حتیٰ کہ آپ امام الصادقین اور سید العارفین ہو گئے اور بیس سال تک ہمیشہ حضرت بابا سماسی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر رہے۔ ہفتہ میں دُو بار پیر اور جمعرات قریہ سوخار سے سماس تشریف لے جاتے تھے۔ اور حضرت باباکی خدمت سے مشرف ہو کر واپس آجاتے۔ دونو گاؤں کا فاصلہ پانچ کوس تھا۔

زہد

ایک دفعہ امیر تیمورؒ نے سمرقند سے ایک قاصد سید امیر کلال قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا کہ اس ولایت کو قدمِ مبارک سے مشرف کریں۔ آپ نے اپنے صاحبزادے امیر عمر کو عذر خواہی کے لئے بھیج دیا۔ اور فرمایا: امیر تیمور تم کو جاگیر یا انعام دے گا ہرگز قبول نہ کرنا۔ اگر تم قبول کرو گے تو اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرو گے۔ علاوہ ازیں جو مومنوں کے لئے دعا کرو گے تو دعا ءیں مجاب ہو جاتا ہے۔

امیر تیمور نے حضرت امیر عمر کو تمام بخارا عطا کیا سیّد ممدوح نے قبول نہ کیا۔ امیر تیمور نے عرض کی اگر سارا نہیں تو کچھ حصہ قبول کر لیجئے!

(گذشتہ صفحہ سے آگے)۔ بن شمس الدین بن ابو سحاق بن ابو الحسن بن صدر الدین بن حامد بن محمود بن احمد بن عبد القادر بن حسین احمد بن زین العابدین ثانی بن محمد صالح بن امام جواد بن امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن فاطمۃ الزہرا و حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (حضرات القدس)

۲؎ امیر تیمور (ف ۸۰۷ھ/ ۱۴۰۵ء)

آپ نے پھر انکار کیا اور کہا "اجازت نہیں ہے"

امیر تیمور نے کہا کہ جناب حضرت امیر کے مناسب حال کیا بھیجوں کہ ہمارا تقرب ہو جائے؟

سید امیر عمر نے کہا: اگر تم چاہتے ہو کہ درویشوں میں تمہارا تقرب ہو جائے۔ تو تقویٰ اور عدل کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور خاصانِ حق کے تقرب کا یہی راستہ ہے۔

تصرف ایک دفعہ حضرت امیر اپنے اصحاب کے ساتھ خواجہ ابوحفص کبیر بخاری قدس سرہٗ کی مسجد میں مناسک حج بالتفصیل بیان کر رہے تھے۔ کہ ایک بداعتقاد شخص کے دل میں خیال آیا کہ حضرت امیر نے کب مکہ معظمہ دیکھا ہے کہ اس تفصیل سے بیان کر رہے ہیں۔ حضرت امیر نے آگاہ ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا، اے نادان! دیکھ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟ اس نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ کعبہ حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کے سر پر طواف کر رہا ہے۔

وفات مرض اخیر میں سید امیر کلال قدس سرہٗ نے اپنے اصحاب کو خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی متابعت کا حکم دیا۔ بمطابق سفینۃ الاولیا آپ نے جمعرات کی صبح ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ / ۱۳۷۰ء کو وفات پائی۔ مرقد انور "سوخار" میں ہے۔

خلفاء

مشہور ہے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء تھے جن میں چار آپ کے صاحبزادے تھے سید امیر کلال قدس سرہٗ نے اپنے چاروں فرزندوں کی تربیت اپنے چار صاحب حال خلفاء کے سپرد کی تھی۔

صاحبزادگان

۱۔ امیر برہان الدین قدس سرہٗ آپ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ان کی تربیت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کے سپرد تھی۔ سید امیر کلال رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ میں اپنے شاگرد کی تربیت کا اثر معائنہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ بھروسہ ہو جائے اور اگر خلل ہو تو اصلاح کر دوں (رشحات) بتعمیل ارشاد خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے امیر برہان الدین کی ایسی تربیت فرمائی کہ مرتبہ کمال و تکمیل تک پہنچے آپ کی قوت باطن اس درجہ تھی کہ حضرت خواجہ کے بعد مریدوں کا حال گم کر دیتے تھے۔

۲۔ سید امیر حمزہ قدس سرہٗ فرزند دوم کی تربیت مولانا عارف دیگ گرانی کے سپرد فرمائی۔ آپ بھی کمال و تکمیل تک پہنچے۔ سید امیر کلال قدس سرہٗ کی وفات کے بعد آپ ہی ان کی جگہ مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ برسوں خلقِ خدا کو رشد و ہدایت فرماتے رہے غرّہ شوال یعنی عید الفطر کے دن ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔

۳۔ سید امیر شاہ قدس سرہٗ فرزند سوم کی تربیت شیخ یادگار قدس سرہٗ کے حوالے ہوئی۔ آپ بندگانِ خدا کی خدمت گزاری میں بہت اہتمام فرماتے تھے۔ اور لوگوں کی دلجوئی فرماتے۔ دُنیا سے بقدر کفاف لیتے۔ ۸۰۲ھ میں انتقال فرمایا۔

۴۔ سید امیر عمر قدس سرہٗ فرزند چہارم کی تربیت پر شیخ جمال الدین دہستانی قدس سرہٗ کو مامور فرمایا آپ صاحبِ کرامات اور مالک خوارق تھے۔ احتسابِ نفس میں رہتے تھے اور نہایت غیور تھے۔ ۸۰۳ھ میں وصال ہوا اور سوخار میں دفن ہوئے۔

خلفاء

۱۔ خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہٗ آپ کے بے مثال خلیفہ تھے۔ حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

۲۔ مولانا عارف دیگ گرانی قدس سرہٗ آپ سید امیر کلال قدس سرہٗ کے دوسرے خلیفہ ہوئے ہیں۔ آپ کا مولد و مرقد قصبہ دیگ گراں۔ بخارا سے نَو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ سید امیر کلال قدس سرہٗ اکثر فرمایا کرتے کہ میرے مریدوں میں خواجہ بہاؤ الدین اور مولانا عارف دیگ گرانی کے مثل کوئی نہیں یہ دونوں بہت آگے چلے گئے ہیں۔ ۸۰۲ھ میں وصال ہوا۔

خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ حضرت سید امیر کلال قدس سرہٗ سے خلافت پانے کے بعد سات سال مولانا عارف دیگ گرانی کی صحبت میں رہے۔ اور مولانا کی تعظیم و تکریم اس درجہ تک کرتے کہ بوقت طہارت نہر کے کنارے بلند مقام پر نہ بیٹھتے راستہ میں مولانا کے برابر نہ چلتے۔

قُدسیہ:۔ مولانا قدس سرہٗ فرماتے ہیں، جو شخص اپنی تدبیر میں ہے وہ خاص دوزخ میں ہے اور جو شخص تقدیرِ الٰہی جل و علیٰ کی تعمیل میں مصروف ہے وہ خالص بہشت میں ہے۔ (رشحات)

۳۔ شیخ یادگار قدس سرہٗ سید امیر کلال قدس سرہٗ کے تیسرے خلیفہ ہیں آپ کا وطن کن سرون شہر بخارا سے ڈیڑھ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ سید امیر شاہ قدس سرہٗ فرزند سید امیر کلال قدس سرہٗ آپ کی تربیت سے بلند درجوں پر پہنچے۔ ۸۰۰ھ میں کنسرون میں وصال فرمایا۔

۴۔ شیخ جمال الدین دہستانی قدس سرہٗ سید امیر کلال قدس سرہٗ کے چوتھے خلیفہ اجل ہوئے ہیں اور عمر قدس سرہٗ کی تربیت آپ کے ذمہ ہوئی تھی اور ان کو مقامات و درجات کمال تک پہنچا دیا۔ ۸۱۳ھ میں وصال فرمایا۔

ان کے علاوہ آپ کے بہت سے خلفاء تھے۔ شیخ محمد خلیفہ۔ شمس الدین کلال (سفر میں ہمراہ رہتے تھے) مولانا علاؤالدین کن سرونی۔ شیخ دارا موئی اور بہت سے دیگر ہیں۔

قدسیہ

۱۔ تمام کاموں کی اصل آپ اپنے اصحاب میں ہمیشہ فرمایا کرتے کہ اگر عبادت میں تمہاری پیٹھ کبڑی ہو جائے اور ریاضت میں تمہارا جسم کمان کے چلّے کی طرح باریک ہو جائے تو خدائے ذوالجلال کی عظمت کی قسم تم ہرگز مقصود کو نہ پہنچ سکو گے جب تک اپنے لقمہ اور خرقہ کو پاک نہ رکھو اور شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرو کیونکہ تمام کاموں کی اصل اسی پر ہے۔ آیہ" وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ "[1] میں اسی بات کی تاکید ہوتی ہے۔

وصایا شریف جب حضرت امیر پر ضعف غالب ہوا۔ تو آپ نے اپنے صاحبزادوں اور اصحاب کو جمع کیا اور یہ وصیتیں فرمائیں:۔

۱۔ جب تک تم زندہ رہو۔ طلب علم سے ایک قدم دور نہ ہو کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے اوّل علم ایمان۔ دوم علم نماز۔ سوم علم روزہ۔ چہارم علم زکوٰۃ۔ پنجم علم حج۔ اگر استطاعت ہو۔ ششم والدین کی خدمت۔ ہفتم صلہ رحم۔ ہشتم خرید و فروخت کا علم۔ نہم حلال و حرام کا علم۔ کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بے علمی کے سبب تباہی کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں۔

۲۔ تم خدادان بنو اور خداخواں بھی ہر وقت اللہ سبحانہٗ سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ عبادت خداترسی

[1] سورۃ مدثر ۴

سے بہتر نہیں ہے جب تم ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو۔ تو کلمہ لا الٰہ سے تمام ماسوائے حق کی نفی کرو اور کلمہ الا اللہ سے تمام مشروعات کا اثبات کرو اور دل میں اس امر کو نگاہ رکھو کہ کوئی عبادت و سجدے کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو باپ بیٹے اور معرفت و مدد سے بے نیاز ہے۔ جب تم نے یہ بات جان لی تو تم ذاکرین میں سے ہو گے۔

۳ - جان لو جس طرح کپڑے کو پانی پاک کر دیتا ہے۔ اسی طرح زبان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تمہارے جسم کو نماز کا ہمیشہ ادا کرنا پاک کر دیتا ہے۔ اور تمہارے مال کو زکوٰۃ اور تمہاری راہ کو حق داروں کی رضامندی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کر دیتا ہے۔ یارو! اخلاص اختیار کرو اور اخلاص کے ساتھ رہو۔

۴ - توبہ: توبہ کرتے رہو۔ کیونکہ توبہ تمام بندگیوں کا سر ہے۔ توبہ یہ نہیں کہ زبان سے کہو میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ یہ ہے کہ تم پہلے اپنے گناہوں سے دل میں پشیمان ہو۔ اور نیت کرو کہ آئندہ اس گناہ کی طرف نہ جاؤ گے ہمیشہ رب العزت سے ڈرتے رہو گناہوں کی معافی مانگو۔ حق داروں کو راضی کرو۔ اور ایسی گریہ زاری کرو کہ توبہ کا اثر اپنے باطن میں مشاہدہ کرو۔

۵ - روزی: روزی کا غم اپنے دل سے نکال دو۔ آخرت اور ادائے بندگی کے غم کو اپنے دل میں جگہ دو۔

۶ - ارادت: ارادت خدا کی طلب، ترکِ عادت، وفائے عہد، ادائے امانت، ترکِ خیانت اپنی تقصیر کی دید اور اپنے عمل کی نادید کا نام ہے۔

۷ - امر بالمعروف نہی عن المنکر: ہر حال میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجا لاؤ۔ اور ہمیشہ دل میں غیر شرع امر اور بدعت کے منکر رہو۔ اور آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ[1] (اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ تحریم) پر غور کرو تاکہ قیامت کے دن درماندہ نہ ہو۔

۸ - کسب حلال کی طرف بطریق غنا و کفاف متوجہ ہو نہ کہ لاف و اسراف کے واسطے۔ نفقہ میں اسراف یا بخل نہیں بلکہ میانہ روی اختیار کرو۔ صدقہ کرو تو حلال کی کمائی سے کرو۔

[1] سورۃ تحریم ۶ -

۹ ۔ روزہ : نگہداشت ظاہر روزہ یہ ہے کہ صبح سے شام تک کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہو لیکن اپنے کان کو حرام سُننے اور ہاتھ کو حرام کو پکڑنے اور پاؤں کو حرام چلنے سے روکنا باطن روزہ ہے۔ اور حقیقت روزہ یہ ہے کہ روزہ دار اپنے دل کو تمام حالات میں روزے کے وقت تکبر۔ حسد۔ طمع۔ ریاء۔ نفاق اور خود پسندی سے پاک رکھے۔

۱۰ ۔ زکوٰۃ : زکوٰۃ دینے اور اُس کی مدد کی نگہداشت کی کوشش کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اس کی نماز اور حج اور دوسرا کوئی کام قبول نہیں ہوتا۔ نیز فرمایا کہ بخیل اللہ تعالیٰ اور بندگانِ خدا کے دلوں سے دُور ہے۔ بہشت سے دُور اور دوزخ سے نزدیک تر ہے اور سخی خدا کی رحمت سے اور بندگانِ خدا کے دلوں سے نزدیک اور دوزخ سے دُور ہے۔

۱۱ ۔ معرفت و توحید اللہ سُبحانہٗ میں اپنے اعتقاد کو درُست رکھو اور گمراہی اور بدعت سے دُور رہو۔

۱۲ ۔ علماء : علماء حق کی خدمت میں رہو کیونکہ وہ امتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چراغ ہیں جاہلوں اور ان کی صحبت سے دُور رہو۔ دُنیا داروں کی صحبت خدا سے دُور رکھتی ہے۔

۱۳ ۔ عزیمت : رُخصتوں سے دور رہو اور عزیمت پر عمل کرو کیونکہ رخصتوں پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ حضرت قطب الاقطاب خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی وصیتوں پر عمل کرو۔

ع سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند (جامی)

وصل بفدہم

امام سلسلۂ نقشبندیہ

قطب الاقطاب خواجہ خواجگان شہنشاہِ نقشبند

سید بہاؤالدین نقشبند بخاری

قدس سرہٗ

قصرِ عارفاں (بخارا سے ایک فرسنگ) ۶ محرم ۷۱۸ھ / ۱۳۱۸ء ۔ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء قصرِ عارفاں

مادہ تاریخ رحلت قصرِ عرفان ۷۹۱

اسم گرامی: محمد ۔ والد گرامی: محمد البخاری ۔ نسبت باطنی: حضرت محمد بابا سماسی قدس سرہٗ

تربیت ظاہری: حضرت سید امیر کلال قدس سرہٗ ۔ اویسی تربیت: خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ کی روحانیت سے۔

تعارف

اسم گرامی بہاؤالدین لقب نقشبند عرف مشکل کشا ہے۔ آپ ساداتِ[۱] بخارا سے ہیں ولادت باسعادت ۶ محرم الحرام ۷۱۸ھ میں قصرِ عارفاں (شہر بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر) میں ہوئی۔ قصرِ عارفاں کا پہلا نام کوشک ہندواں تھا جو حضرت خواجہ کی برکت سے قصرِ عارفاں بن گیا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ پیدائش سے پہلے حضرت محمد بابا سماسی قدس سرہٗ نے آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی اور تولد کے تیسرے روز آپ کے جد امجد آپ کو حضرت بابا سماسی قدس سرہٗ کی

---

[۱] آپ امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں شجرہ یوں ہے۔ محمد بن محمد البخاری بن سید محمد بن سید جلال الدین بن سید برہان الدین خالی بن سید زین العابدین بن سید قاسم بن سید شعبان بن سید برہان بن سید قلیچ بن سید محمود بن سید ایلال بن سید تقی بن سید صوفی بن سید محی الدین بن سید علی اکبر بن سید امام حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(سیرۃ مجدد الف ثانی از سید زوار حسین شاہ بحوالہ عمدۃ المقامات)

خدمت میں لے گئے آپ نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول فرما کر اپنے خلیفہ سید امیر کلال قدس سرہٗ سے آپ کی تربیت کے بارے میں عہد لیا۔

نسبت باطنی اس مرکز دائرہ قطبیت کا انتساب باطنی بظاہر حضرت سید امیر کلال قدس سرہٗ سے ہے اور ظاہر تربیت بھی انہی سے ہوئی۔ مگر حقیقتاً آپ اویسی ہیں کیونکہ آپ کی تربیت باطنی خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی روحانیت سے ہوئی۔

تربیتِ باطنی آپ فرماتے ہیں کہ اوائل احوال تجلیات وجذبات و بے قراری کے زمانہ میں راتوں کو میں اطراف بخارا گزشتہ اولیائے عظام کے مزارات پر حاضری دیا کرتا تھا۔ ایک رات تین مزاروں پر حاضری دی۔ جس مزار پر پہنچتا ایک چراغ ٹمٹماتا ہوا نظر آتا۔ حالانکہ چراغ میں پورا تیل اور بتی ہوتی مگر بتی کو ذرا اکسانے کی ضرورت ہوتی تاکہ تیل سے باہر آجائے۔ اور بتی بخوبی جلے۔

شروع رات میں خواجہ محمد واسع[۱] قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر پہنچا وہاں اشارہ ملنے پر خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ کے مزار پر پہنچا پھر خواجہ مزدابن قدس سرہٗ کے مزار پر پہنچا تو فیتہ اور چراغ اسی حالت میں تھا اس کی بتی بھی اونچی کی اور قبلہ رُو ہو کر بیٹھ گیا۔ اسی توجہ میں غیبت ہو گئی اور دیکھا کہ قبلہ کی جانب ایک تخت پر ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔ اور اُن کے سامنے سبز پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اس تخت کے ارد گرد ایک جماعت حاضر ہے اس جماعت میں سے میں نے حضرت محمد بابا سماسی قدس سرہٗ کو پہچانا تو جان گیا کہ یہ بزرگوں کی جماعت ہے۔

پھر خیال گزرا یہ بزرگ کون ہیں؟ ان میں سے ایک شخص اٹھا اور بتایا کہ یہ بزرگ خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ ہیں اور یہ جماعت ان کے خلفاء کی ہے اور سب کے نام بتلائے کہ یہ خواجہ احمد صدیق ہیں یہ خواجہ اولیاء کبیر۔ یہ خواجہ عارف ریوگری۔ یہ خواجہ محمود انجیر فغنوی۔ یہ خواجہ علی رامیتنی اور یہ خواجہ محمد بابا سماسی ہیں۔ قدس اللہ اسرارہم۔ اور یہ بھی کہا کہ خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ کو تم نے زندگی میں دیکھا ہے۔ یہ تمہارے

۱؎ حضرت محمد واسع قدس سرہٗ۔ آپ کو بہت سے تابعین سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ خشک روٹی پانی میں ڈبو کر کھایا کرتے اور فرماتے کہ خشک روٹی پر قانع مخلوق کا کبھی محتاج نہیں ہوتا۔ فرمایا دُنیا میں زہد اختیار کرو اور حرص کو ترک کر دو مخلوق کو محتاج تصور کرتے ہوئے کبھی اس سے اپنی احتیاج کا ذکر نہ کرو اگر اس پر عمل کرو گے تو دو نوجہاں کی سلطنت پالو گے۔ (تذکرۃ الاولیا)

پیر ہیں. پھر اس جماعت نے مجھ سے کہا کہ کان لگا کر سنو حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی تم سے کچھ ارشاد فرمائیں گے. وہ تجھے راہ حق کے سلوک میں کام آئیں گے.

میں نے حضرت خواجہ کو سلام عرض کیا.

حضرت خواجہ نے جواب میں دو ارشادات ایسے فرمائے جو ہر ایک مرتبہ سلوک ابتدا، وسط اور انتہا کے لئے کارآمد ہیں.

اوّل یہ کہ جو چراغ تجھے اس حالت میں دکھلائے گئے ہیں. وہ تیرے لئے بشارت ہیں. کہ تجھ کو اس راستے کی استعداد و قابلیت ہے مگر استعداد کی بتی کو اکسانا چاہیئے تاکہ روشن ہو جائے اور اسرار ظاہر ہوں اور قابلیت کے مطابق عمل کرو کہ مقصود حاصل ہو.

دوم جس کی آپ نے تاکید فرمائی کہ ہر حال میں جادہ شریعت اور استقامت پر ثابت قدم رہنا چاہیئے عزیمت و سنت پر عمل کرنا اور بدعت سے دور رہنا چاہیئے. ہمیشہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آثار صحابہ کی تلاش میں سرگرداں رہنا چاہیئے.

اس کے بعد حضرت خواجہ نے مجھے سید امیر کلال کی متابعت کا حکم دیا.

تلقین طریقہ

وہاں سے میں نسف پہنچ کر سید امیر کلال کی خدمت میں حاضر ہوا. حضرت سید امیر کلال قدس سرہٗ نے مجھے ذکر کی تلقین کی. اور بطریق خفیہ نفی اثبات میں مشغول فرمایا. ایک مدت تک اس سبق پر عزیمت حاصل کی اور ذکر جہر نہ کیا.

چونکہ مجھے اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر عمل کا حکم تھا. اس لئے علماء کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور احادیث پڑھا کرتا تھا. اور ان پر عمل کر کے اپنے باطن میں مشاہدہ کرتا تھا.

حضرت امیر قدس سرہٗ سے رخصت

ایک عرصہ بعد سید امیر کلال قدس سرہٗ نے فرمایا: اے بہاؤالدین! حضرت محمد بابا سماسی قدس سرہٗ نے تمہارے حق میں جو وصیت فرمائی تھی میں نے اسے پورا کیا جس طرح انہوں نے میری تربیت فرمائی تھی میں نے بھی اسی طرح تمہاری تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور میں نے تمہارے لئے یہ پستان خشک کئے ہیں تمہاری ہمت کا مرغ بلند پرواز واقع ہوا ہے ترک و تاجیک سے جس جگہ سے کوئی خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے طلب

کرو اور اپنی ہمت کے بموجب طلب میں کوتاہی نہ کرو۔

مشائخ سے استفاضہ

۱۔ مولانا[۱] عارف دیگ کرانی قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں سات سال رہے۔

۲۔ شیخ قشم[۲] قدس سرہٗ کی خدمت میں خواجہ نقشبند قدس سرہٗ دو تین ماہ رہے پہلی دفعہ جب حاضر ہوئے تو شیخ خربوزہ کھا رہے تھے شیخ نے چھلکا آپ کی طرف پھینکا حضرت خواجہ نے تبرک سمجھ کر کھالیا۔

۳۔ حکیم خلیل[۳] آتا قدس سرہٗ کی خدمت میں خواجہ نقشبند قدس سرہٗ بارہ سال رہے۔ ان کی صحبت میں عجیب حالات دیکھے پھر ان کو ماوراء النہر کی بادشاہی مل گئی اور انھوں نے حضرت خواجہ کو اپنی ملازمت دی اس زمانہ میں بڑے بڑے حالات ظہور میں آئے تنہائی میں ان کے محرم خاص رہے۔ ایک زمانہ بعد ان کی سلطنت کو زوال آیا تو دنیا میں ہر کام چھوڑ کر زیورتوں (جو بخارا کے نواح میں ایک گاؤں ہے۔) میں آکر ساکن ہو گئے۔

والیٔ ہرات شاہ معز الدین سے ملاقات

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔ جب میں حج بیت اللہ سے واپس طوس پہنچا۔ تو شاہ معز الدین حسینی والیٔ ہرات نے بذریعہ قاصد شوق ملاقات ظاہر کیا۔ اس پر بموجب واما السائل فلا تنھر[۴] (سائل کو مت جھڑکو) اور واذا رایت لی طالبا فکن لہ خادما۔ (جب تو میرے کسی

---

[۱] مولانا عارف دیگ کرانی قدس سرہٗ سید امیر کلال قدس سرہٗ کے خلیفہ اعظم تھے۔ مختصر حالات بیان کئے جاچکے ہیں۔

[۲] شیخ قشم قدس سرہٗ: مشائخ ترک سے تھے اور خواجہ احمد یسوی قدس سرہٗ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آخر عمر میں مخلوق سے بے تعلقی اور انقطاع کی وجہ سے ایک سرائے میں ٹھہر گئے تھے خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کو فرمایا: یہ طلب کی صفت جو میں تجھ میں دیکھتا ہوں ایسی طلب میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ بوقت انتقال اپنے ساتھیوں اور صاحبزادوں سے فرمایا: آؤ کلمہ توحید پڑھیں چنانچہ شیخ نے خود بھی پڑھا اور حاضرین نے بھی پڑھا۔ اسی وقت آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی (نفحات الانس)

[۳] حضرت خلیل آتا قدس سرہٗ آپ ترکی کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ فرمایا کرتے تھے جو کوئی حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر میری خدمت کرے گا مخلوقِ خدا میں بزرگ ہوگا اور بزرگ ہو کر رہے گا۔ [۴] سورہ والضحیٰ۔

طالب کو دیکھے تو اس کا خادم بن جا۔) بادشاہ سے ملاقات ہوئی اور صحبت منعقد ہوئی۔

بادشاہ نے دریافت کیا "آپ کو شیخیت اپنے آباؤاجداد سے بطریقِ وراثت پہنچی؟"

میں نے کہا "نہیں!"

پھر پوچھا "آپ سماع اور ذکرِ جہر کرتے ہیں؟"

میں نے کہا "نہیں!"

بادشاہ نے کہا "جن باتوں کو درویشی کہتے ہیں وہی آپ میں نہیں ہیں"

میں نے کہا "جذبہ بہ عنایتِ الٰہی مجھ پر پہنچا اور مجھے بلا ریاضت قبول فرمایا۔ بادشاہ حقانی حضرت عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے خلفاء سے بیعت ہوا ان کے وہاں ان چیزوں میں کچھ نہ تھا۔"

بادشاہ نے دریافت کیا "پھر اُن کے یہاں کیا ہے؟"

میں نے کہا "ظاہر باخلق، باطن باحق!"

بادشاہ کہنے لگا "کیا ایسا ہو جاتا ہے؟"

میں نے کہا "ہاں! ہو جاتا ہے اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے: رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ[1] (ترجمہ اللہ کے بندے ایسے ہیں جن کو خرید و فروخت ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں کرتی۔)

میں نے کہا، خلوت میں شہرت اور شہرت میں آفت ہے۔ ہمارے خواجگان کا ارشاد ہے۔ ۱۔ ہوش در دم ۲۔ نظر برقدم ۳۔ سفر در وطن ۴۔ خلوت در انجمن ۵۔ یادکرد ۶۔ بازگشت ۷۔ نگاہ داشت ۸۔ یادداشت ۹۔ وقوفِ عددی ۱۰۔ وقوفِ زمانی ۱۱۔ وقوفِ قلبی۔

اس کی مختصر تشریح بھی حضرت خواجہ نے فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا جو حضور ذکرِ جہر و سماع سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کو دوام نہیں لیکن وقوفِ قلبی کی مداومت جذبہ تک پہنچاتی ہے۔ اور جذبہ سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ ؏ گرمی مجو اِلّا ز آتش درونی

(گرمی اندرونی آگ کے سوا کسی اور چیز سے مت حاصل کر)

ذکرِ خفی کی حقیقت

مزید فرمایا: حقیقت ذکرِ خفی وقوفِ قلبی سے حاصل ہوتی ہے اور جب ایسا ہو جاتا ہے تو پھر دل کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ ذکر میں مشغول ہے کیونکہ اکابر طریقت کا ارشاد ہے: "اِنّ علم انہٗ ذاکر فاعلم انہٗ غافل"۔ (اگر قلب کو معلوم ہو جائے کہ وہ ذاکر ہے

[1] سورہ نور ۳۷

تو جان لو کہ غافل ہے۔) اور آیہ "وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً"[1] (اپنے دل میں اپنے رب کا ذکر کر خوف اور زاری کے ساتھ۔)

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ نے فرمایا:۔ لَا تُظْهِرْ ذِكْرَكَ لِنَفْسِكَ فَتَطْلُبَ لَهُ عِوَضًا۔ (تو ذکر کو اپنے نفس پر ظاہر مت کر ورنہ وہ اس کا معاوضہ طلب کرے گا۔)

بعض اکابر اولیاء کا مقولہ ہے: "ذِكْرُ اللِّسَانِ هَذَيَانٌ وَذِكْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ" (زبان کا ذکر ہذیان ہے اور قلب کا ذکر وسوسہ ہے۔) ؎

دل را گفتم بیا داو شاد کنم ٭ چوں من ہمہ او شدم کرا یاد کنم

بادشاہ کو اطمینان قلب حاصل ہوا اور وہ آپ کا گرویدہ ہو گیا۔

سبب لقب نقشبند دوسری دفعہ جب آپ حج کو جانے لگے تو حضرت مولانا زین الدین[2] قدس سرہٗ کی ملاقات کے لیے ہرات گئے تین روز تک ان سے صحبت گرم رہی ایک روز بعد از نماز فجر مولانا نے حضرت خواجہ سے عرض کی "برائے ما ہم اے نقش بند" (اے خواجہ ہمارا نقش بھی باندھ دیں۔) تو حضرت خواجہ نے بر سبیل تواضع فرمایا۔

"آمدیم تا نقش بریم" (ہم خود نقش بننے کے لیے آئے ہیں۔)

۱ - غالباً اسی روز سے آپ کا لقب "نقشبند" ہوا۔

۲ - یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپ کی پہلی ہی صحبت میں ماسوا کا نقش سالک کے دل سے مٹ جاتا ہے اس لیے آپ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۳ - چونکہ نقشبند صورت بنانے والا اور پیدا کرنے والا کے معنی میں بھی آیا ہے اس لیے جس وقت صفت تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے خطاب نقشبند بھی بارگاہ رب العزت سے آپ کو عطا ہوا ہو۔

---

[1] سورۃ الاعراف - ۲۰۵ -

[2] مولانا شیخ زین الدین قدس سرہٗ (ف ۲، شوال ۸۳۸ھ / ۱۴۳۴ء) ظاہری و باطنی علوم کے جامع جادہ شریعت اور راہ سنت پر قائم ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ اور ان کے درمیان چار واسطے ہیں۔ مزار انور ہرات میں ہے۔

وفات حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ انتقال کے وقت ہم سورۃ یٰسین پڑھ رہے تھے جب سورت نصف ہوئی. توانوار ظاہر ہونے لگے. ہم کلمہ پڑھنے میں مشغول ہوگئے. اس کے بعد حضرت خواجہ کا سانس منقطع ہوگیا.

تاریخ وفات ۳ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء بروز دوشنبہ عمر مبارک ۷۳ سال پائی. مزار مبارک قصرِ عارفاں بخارا شریف میں ہے سن وفات "قصرِ عرفان" سے نکلتا ہے.

ولایتِ خاصہ کی انتہاء امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے تحصیل جذبہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے بعد اوپر کے سلوک کی طرف رجوع کیا اور اس سلوک کو نہایت تک پہنچایا. اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے مشرف ہوئے یہ مرتبہ ولایت کا ہے پھر آپ مقام شہادت پر گئے. جو ولایت سے بالا ہے. اس مقام کو مقام ولایت سے وہی نسبت ہے جو تجلی صوری کو تجلی ذاتی سے ہے.

اس کے بعد آپ نے مقام صدیقیت پر جو مقام شہادت سے اوپر ہے نسبتِ مذکور کے ذریعہ عروج فرمایا اور مقام صدیقیت کی انتہا تک پہنچے اور باوجود ان درجاتِ کمال اور تکمیل حاصل کر لینے کے بعد آپ معیت ذاتیہ کی راہ سے گئے جس سے حضرت امیر المومنین علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ غیب ہویت تک پہنچے ہیں. اور آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رنگ میں اس نقطہ نہایت میں فنا ہوئے بعدہٗ

سیدنا غوث الاعظم قدس سرہٗ بھی اسی راہ سے نہایت النہایت تک پہنچے اور اسی میں فناء حاصل کی ہے. اور اس میں مستہلک ہونا ولایتِ خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی انتہا ہے.

معمولاتِ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ حضرت خواجہ کے معمولات کے بارے میں حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ اپنے رسالہ میں اس طرح فرمایا ہے.

تہجد:- آپ کی تہجد کی نماز بارہ رکعتیں چھ سلام سے پڑھا کرتے. حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود کا وعدہ اس نماز کے ساتھ وابستہ تھا.

جب آپ نیند سے بیدار ہوتے تو دعائیں جو بیداری کے وقت کے لئے مروی ہیں پڑھا

---

[۱] نفحات الانس میں تاریخ وفات ۳۰ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ ہے. [۲] حضرات القدس اوّل

کرتے پھر تھوڑی دیر کے لئے استغفار میں مشغول ہو جاتے اس کے بعد مراقبہ میں مصروف ہو جاتے۔ اگر کچھ رات باقی رہتی تو آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے تھے اس کے بعد نیا وضو کر کے فجر کی سنتیں اور فرض ادا کرتے اور دعائیں پڑھتے جو مسجد کے راستہ اور مسجد میں داخل ہونے کے لئے مروی ہیں اس کے بعد مریدوں کے ساتھ مراقبہ میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا۔

نمازِ اشراق :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے : جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور خدا کا ذکر کرتا ہوا بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے پھر دو رکعت پڑھے تو اس کو ایک حج اور پورے عمرے کا ثواب ملے گا۔[۱]

طلوعِ آفتاب کے بعد حضرت خواجہ دو رکعت نمازِ اشراق ادا فرماتے پھر آپ دو رکعت استخارہ کی نیت سے ادا فرماتے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "یَا ابْنَ اٰدَمَ ارْکَعْ لِیْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَکْفِکَ اٰخِرَهٗ" اے اولادِ آدم! میرے لئے دو رکعتیں شروع دن میں ادا کر تو میں آخر دن تک تیرے لئے کفایت کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد جائے نماز پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ دو رکعتیں پڑھ لے اور سوائے نیک بات کے کچھ نہ بولے تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔"[۲]

نمازِ چاشت :۔ جب آفتاب بلند ہو جاتا اور زمین گرم ہو جاتی تو آپ نمازِ چاشت کی ۱۲ رکعتیں پڑھتے کبھی آٹھ کبھی چار اور کبھی دو بھی پڑھتے کیونکہ ان میں سے ہر ایک عدد کے بارے میں احادیث وارد ہیں۔ آپ چھ رکعتیں نمازِ مغرب کی سنتوں کے بعد تین سلام سے پڑھتے۔

تصرّفات

۱۔ نگاہِ ولی ایک مرتبہ آسمان ابر آلود تھا۔ آپ نے خواجہ علاؤالدین قدس سرہٗ سے دریافت کیا ظہر کی نماز کا وقت ہوا ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا نہیں!" فرمایا: آسمان کی طرف

۱۔ مشکوٰۃ شریف۔ ۲۔ مشکوٰۃ شریف۔

دیکھو انھوں نے دیکھا کہ سب حجاب دُور ہو گئے اور دیکھا کہ ملائکہ کرام آسمان پر نمازِ ظہر میں مشغول ہیں۔

۲۔ زبانِ ولی

ایک دفعہ حضرت خواجہ کے ساتھ شیخ شمس الدین کلال خلیفہ سید امیر کلال قدس سرہٗ ایک ندی کے کنارے بیٹھے تھے۔ تو باتوں باتوں میں بزرگان کے تصرف کا ذکر آیا شمس الدین کلال نے فرمایا: "بے شک اولیاء اللہ سے تصرفات ہوتے ہیں کیا اس زمانہ میں بھی کوئی بزرگ ہیں جن سے ایسے حالات ظہور میں آتے ہیں؟"

حضرت خواجہ نے فرمایا "ہاں! ایسے بزرگ بھی ہیں جو اس ندی کو اشارہ کر دیں کہ اُلٹی بہنے لگے۔"

حضرت خواجہ نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ ندی اُلٹی بہنے لگی۔

شیخ شمس الدین اور دوسرے حاضرین نے تعجب کے ساتھ حضرت خواجہ کو بتایا کہ ندی اُلٹی طرف چلنے لگی ہے۔ تو آپ نے ندی کو فرمایا کہ "میں نے تمھیں تو نہیں کہا تھا"۔ چنانچہ ندی بدستور سیدھی چلنے لگی اور حاضرین نے حضرت خواجہ کے کمال ولایت اور تصرف کا اعتراف کیا۔

۳۔ برکاتِ ولی

حضرت خواجہ ایک دفعہ ایک درویش کے گھر تشریف لے گئے اس وقت اس کے گھر میں ایک بوری آٹا لایا گیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا، اس آٹے کو خرچ کرتے رہو مگر اس میں کمی و بیشی کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

حضرت خواجہ معہ اپنے ساتھیوں کے دو ماہ اس گھر میں رہے اور اس آٹے سے کھانا پکتا رہا لیکن بوری میں آٹا بدستور اسی طرح تھا۔ کوئی کمی نہ ہوئی۔ حالانکہ ہر روز کافی دوست حضرت خواجہ کی زیارت کو آتے تھے۔ وہ مُدتوں بعد بھی پکتا رہا۔ بعد ازاں خلافِ ارشاد یہ قصہ اپنی بیوی سے کر دیا اُسی وقت برکت ختم ہو گئی۔

۴۔ دستِ ولی

ایک درویش کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ ایک درویش اسحاق کے مکان پر تھے۔ تنور میں آگ جل رہی تھی آپ نے اپنا دست مبارک اس تنور میں ڈال کر کچھ دیر رکھا اور پھر جب باہر نکالا تو عنایتِ الٰہی سے دست مبارک کا بال تک نہ جلا۔

حاضرین حیران رہ گئے۔

آج بھی ہو اگر ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گُلستان پیدا

قدسیہ

۱۔ طریقہ نقشبندیہ فرمایا ہمارا طریقہ نوادر میں سے ہے اور محکم دستاویز ہے۔ اور سنت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑنا اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار کی پیروی کرنا ہے۔ ہمیں اس راہ میں بفضل الٰہی لایا گیا ہے اول سے آخر تک ہم نے فضلِ ایزدی کا مشاہدہ کیا ہے نہ کہ اپنا عمل اس طریقہ میں تھوڑے عمل سے زیادہ فتوح ہوئی ہے۔ مگر سنت کی رعایت بڑا کام ہے۔

۲۔ صُحبت ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے فرمایا: وقوف قلبی اور وقوفِ عددی میں باختیار آنکھیں بند نہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ سب اطلاع خلق ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے بیٹھے دیکھا۔ فرمایا ذکر اس طرح کرنا چاہیئے کہ اہل مجلس میں کوئی معلوم نہ کرے کیونکہ حقیقتِ اخلاص فنار کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ ادب فرمایا: ہمارا طریقہ ادب ہی ادب ہے طلب کی راہ کی ایک شرط ادب ہے۔ ایک ادب حق سبحانہٗ کی نسبت ہے اور ایک ادب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت ہے اور تیسرا ادب مشائخ طریقت کی نسبت ہے۔

حق سبحانہٗ کی نسبت ادب یہ ہے کہ ظاہر باطن میں بشرطِ کمال بندگی اس کے احکام کو بجا لائے اور ماسوا سے بالکل منہ پھیرے۔

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ادب یہ ہے کہ اپنے تئیں ہمہ تن آپ کی اتباع و پیروی کے مقام میں رکھے اور تمام حالات میں آپ کی واجب خدمت کو نگاہ میں رکھے۔ اور آپ کو تمام موجودات اور حق سبحانہٗ کے درمیان واسطہ سمجھے جو کوئی ہے اور جو کچھ ہے سب کا سر آپ کے آستان عزت پر ہے۔

مشائخ کے ادب کی نسبت طالبوں پر لازم و واجب اس وجہ سے ہے کہ مشائخ سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی پیروی کے سبب اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائیں اس لئے طالب کو چاہیئے کہ غیبت و حضور میں اُن کا ادب ملحوظ رکھے۔

۴۔ ذکر ذکر کی تعلیم کسی کامل مکمل سے حاصل کرنی چاہیئے۔ تاکہ مؤثر ہو اور اس کا نتیجہ ظہور میں آئے۔ تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہیئے تاکہ شایان حمایت ہو۔ ذکر رفع غفلت کا نام ہے جس وقت غفلت رفع ہو گئی تو ذاکر ہے اگرچہ ساکت ہی ہو کر رعایت وقوفِ قلب ہر حالت میں چاہیئے یعنی کھانا کھانے میں بات کرنے میں۔ سننے چلنے۔ خریدنے۔ فروخت کرنے میں۔ عبادت میں۔ نماز میں۔ قرآن شریف تلاوت کرنے میں۔ لکھنے پڑھنے میں۔ وعظ فرمانے میں غرضیکہ ایک لمحہ غافل نہ ہو کہ مقصود حاصل ہو۔ ؎

یک چشم زدن غافل ازاں نہ باشی   شاید کہ نگاہے کنی آگاہ نہ باشی

کیونکہ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ اگر بقدر پلک جھپکنے کے اللہ تعالیٰ سے غافل ہو گا تو باقی پوری عمر اس کا تدارک نہ ہو سکے گا۔

باطن پر نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے لیکن بفضلِ حق سبحانہٗ تعالیٰ تربیتِ خاصانِ حق سے جلد میسر ہو جاتا ہے۔ ؎

بے عنایت حق و خاسان حق   گر ملک باشد سیاہستش ورق

کیونکہ کامل مکمل کی ایک التفات سے اس قدر تصفیہ باطن ہوتا ہے کہ ریاضات کثیرہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔

۵۔ عبادت و عبودیت فرمایا: عبادت طلب وجود ہے اور عبودیت تلفِ وجود ہے۔ فرمایا: اگر تو مقام ابدال تک پہنچنا چاہتا ہے۔ تو مخالفتِ نفس کر۔

۶۔ درویشی فرمایا: درویشی کیا ہے؟ باہر بے رنگ اور اندر بے جنگ۔ اکابرین نے فرمایا درویشی زبونی اور خواری ہے۔ ؎

تا دریں خرقہ ایم از کس ما   ہم   یسم وہم نہ رنجانیم

فرمایا، درویش اہلِ نقد ہیں۔ آئندہ پر نہیں چھوڑتے۔

۷۔ نفس فرمایا: کبار اہلِ حقیقت کا قول ہے کہ اس راہ   سالک اگر اپنے نفس کو فرعون سے سو دفعہ بدتر نہیں سمجھتا تو وہ اس راستے میں سے   یں ہے۔

۸۔ خدا طلبی فرمایا، خدا طلبی بلا طلبی ہے احادیث قدسیہ میں آیا ہے کہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے کہ جس نے مجھے دوست رکھا میں نے اُسے ابتلاء میں ڈالا۔ محبت کے لئے لازم ہے کہ محب

محبوب کا جویاں ہو۔ محبوب جس قدر زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ اس کی طلب کی راہ میں اسی قدر بلا زیادہ ہوتی ہے

۹۔ مُرشد فرمایا، مرشد کو چاہیئے کہ طالب کے حال ماضی اور مستقبل سے باخبر ہو۔ تاکہ اس کی صحیح تربیت کر سکے۔ طالبوں کی شرطیں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت اللہ سبحانہ کے دوستوں میں سے کسی دوست کی صحبت میں ہو اپنے حال سے واقف ہو اور صحبت کے زمانہ کا گزشتہ زمانہ سے مقابلہ کرے اگر وہ نقصان سے کمال کی طرف فرق دیکھے تو اس بزرگ کی صحبت کو اپنے اوپر لازم سمجھے۔

۱۰۔ شمع فرمایا: شمع کی مانند بن! مگر شمع کی طرح مت رہو۔ یعنی شمع دوسروں کو روشنی دیتی ہے ایسا بن۔ شمع خود تاریک رہتی ہے تو ایسا مت رہو۔

۱۱۔ شفاعت فرمایا: اگر کسی نے ہمارے سامنے جوتے بھی رکھے ہوں گے تو اس کی بھی ہم شفاعت کریں گے۔

۱۲۔ اللہ سُبحانہٗ کو پانا فرمایا، یہ بات نہیں کہ جو شخص دوڑا (یعنی جد و جہد کی) اس نے خدا کو پا لیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ کو وہ پالے گا۔ جو اس کی راہ میں دوڑتا رہے گا۔ دوڑتے رہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ ہمیشہ اس کی راہ میں سعی کرتا رہے۔

۱۳۔ اہلِ تدبیر فرمایا، جس شخص کی قابلیت کا جوہر بُری صحبتوں سے خراب ہو گیا اس کے کام کی دُرستی دشوار ہے سوائے اہلِ تدبیر کی صحبت کے اور وہ سُرخ گندھک کی طرح کمیاب ہے۔

خلفاء خواجہ نقشبند قدس سرہٗ

۱۔ خواجہ مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ خواجہ مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کے حالات آئندہ صفحات میں وصل ہشدہم کے تحت آئیں گے۔

۲۔ خواجہ علاؤالدین عطّار قدس سرہٗ اسم گرامی محمد بن محمد البخاری ہے خواجہ نقشبند قدس سرہ کے بزرگ اصحاب میں سے تھے۔ اور اپنی زندگی میں ہی خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ نے طالبین کی تربیت آپ کے سپرد کر دی تھی اور فرمایا کرتے تھے:

"علاؤالدین نے ہمارا بوجھ بہت ہلکا کر دیا ہے"۔

مقام :- آپ کی حُسن تربیت اور صحبت کی برکت سے بہت سے طالبانِ خدا قُرب اور کمال تک پہنچے اور تکمیل و کمال کا درجہ پا گئے ۔ اسی لئے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی وفات کے بعد آپ کے تمام اصحاب نے محض رفعتِ شان کی وجہ سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہاں تک کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے بھی بیعت کی۔

قدوۃ العلماء سید شریف[1] جرجانی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے : جب تک خواجہ عطار قدس سرہٗ کی صحبت سے پیوستہ نہ ہوا اللہ تعالےٰ کو نہیں پہچانا۔

صحو :- خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کو واقعہ میں سُکر اور بے خودی پیدا ہو جاتی تھی۔ لیکن خواجہ علاؤالدین قدس سرہٗ کو صحو اور ہوش رہتا تھا۔

شرفِ دامادی :- ایک وقت آیا کہ خواجہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہوا اور داماد ہونے کا شرف پایا۔

طریقہ علائیہ : آپ طریقۂ خاص کے مالک تھے جس کو طریقہ علائیہ کہتے ہیں۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :- حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ باوجود نسبت ولایت و صدیقیت کے معیت ذاتیہ کی راہ سے غیب ذات پر پہنچے اور نقطہ نہایت میں واصل ہوئے اور بقاء پیدا کی اور اس بقاء میں قطب ارشاد ہوئے۔[2]

مزید فرماتے ہیں : اس طریقہ میں اس کے ظہور کا مبداء خواجہ نقشبند قدس سرہٗ ہیں اور وہ معیت ذاتیہ کے راستے سے اُبھرتا ہے اور وہ جذبہ حضرت خواجہ کے خلیفہ اوّل خواجہ علاؤالدین قدس سرہٗ کو پہنچا۔ آپ اپنے وقت کے قطبِ ارشاد تھے اور آپ نے ایک خاص طریقہ علائیہ وضع کیا۔ کہ تمام طریقوں سے اقرب طریقہ علائیہ ہے اس وقت مشائخ خانوادہ علائیہ احراریہ اس دولت عظمیٰ سے بہرور

---

[1] میر سید شریف جرجانی قدس سرہٗ (و ۷۴۰ھ ف ۸۱۶ھ / ۱۴۱۳ء) صاحب ورع و تقویٰ بزرگ تھے حدیث اور تفسیر میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ کی تصانیف "شرح قرطبی" اور "سراجی" مشہور ہیں۔ تفسیر کشاف پر اسرار التنزیل حاشیہ لکھا۔ آج کل درس میں شامل نصاب ہیں (خزینۃ الاصفیاء) [2] حضرات القدس۔

ہیں اور خواجہ احرار قدس سرہٗ کو یہ دولت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ جو علاؤ الدین عطار کے خلفاء سے ہیں سے پہنچی ہے۔“ ؎۱

حضرت خواجہ محمد پارسا۔ خواجہ مولانا یعقوب چرخی۔ خواجہ حسن عطار (فرزند خواجہ علاؤ الدین عطار) رحمہا اللہ اجمعین سب خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ کی صحبت میں اس طریقہ کی سیر حاصل کرتے تھے آپ کے خلفاء میں مولانا نظام الدین خاموش قدس سرہٗ بلند مقام کے مالک تھے جنھوں نے ، جمادی الآخر ۸۶۰ھ میں وفات پائی۔ مزار انور ہرات میں ہے۔

وفات :۔ خواجہ عطار قدس سرہٗ نے کلمہ توحید پڑھتے ہوئے عشاء کی نماز کے بعد بدھ کی شب ۲۰ رجب ۸۰۲ھ میں وصال پایا۔ روضہ انور نوچغانیاں میں ہے۔ "مادہ تاریخ وفات : مقرب درگاہ باری بودہ" سے نکلتی ہے۔

آپ کے فرزند خواجہ حسن عطار صاحب تصرف باتاثیر ہوئے۔ ۱۰ ذوالحجہ ۸۲۶ھ / ۱۴۲۳ء میں وفات پائی والد بزرگوار کے ساتھ دفن ہوئے۔

قدسیہ :۔ ۱۔ مرشد کے ساتھ تعلق رکھنا بھی اگرچہ ایک قسم کی غیریت ہے اس لیئے آخر میں اس تعلق کی بھی نفی کرتے ہیں مگر ابتداء میں وصول کا سبب ہے اور اس ذات وحدہٗ کے ماسوا کی نفی کرنا لوازم سلوک سے ہے۔ ۲۔ ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ اور علمی گفت گو اور مسائل مذاکرہ کے بعد بیس مرتبہ کلمہ استغفار کہنا کوشش و توجہ میں مدد ہے۔ ۳۔ فرمایا" شیخ عطار قدس سرہٗ کہتے ہیں ؎

صد ہزاراں قطرۂ خون از دل چکید تا نشان قطرہ زاں یافتم

(ترجمہ : جب ایک لاکھ خون کے قطرے دل سے ٹپکیں اس وقت میں نے اس کے نشان کا ایک قطرہ پایا)

۳۔ خواجہ محمدؒ پارسا قدس سرہٗ

اسم گرامی محمد بن محمد بن محمود الحافظ بخاری قدس سرہٗ ہے آپ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے اکابر اصحاب خلفاء میں سے ہیں۔ اور اپنے اصحاب کی موجودگی میں فرمایا" فقیر خواجگان سے وصول کی ہوئی امانت جو کچھ اس راستہ سے فقیر نے کمایا ہے وہ سب تمہارے سپرد کرتا ہے۔"

؎۱ مکتوب : ۲۹۰ ، دفتر اول۔

پارسا:- ایک دن آپ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے مکان پر آئے اور حضرت کے انتظار میں دروازہ پر کھڑے تھے کہ ایک خادمہ باہر سے اندر گئی. خواجہ نے اس سے پوچھا کہ باہر کون شخص ہے؟ خادمہ نے کہا: "ایک پارسا نوجوان آپ کا منتظر ہے". حضرت خواجہ باہر تشریف لائے اور خواجہ محمد کو دیکھ کر فرمایا کہ "تو پارسا" ہے. اُسی وقت سے عوام میں آپ کا لقب "پارسا" مشہور ہو گیا.

آپ نے ایک رسالہ "قدسیہ" لکھا ہے جس میں حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کا ذکر ہے اس کا ترجمہ "رسائل نقشبندیہ" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے.[1]

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:-

" اسی طرح حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے بھی ان کمالات سے مکمل حصہ پایا ہے خواجہ نقشبند قدس سرہٗ اپنے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے. جسے مجھے دیکھنے کی رغبت ہو وہ محمد پارسا قدس سرہٗ کو دیکھ لے. خواجہ پارسا قدس سرہٗ کو ان کمالات کے باوجود فردیت کی نسبت مولانا عارف دیگ گرانی قدس سرہ (خلیفہ سید امیر کلال قدس سرہٗ) نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں عطا فرمائی. خواجہ نقشبند قدس سرہٗ آپ کی شان میں فرمایا کرتے تھے اگر محمد پارسا (قدس سرہٗ) پیری شروع کر دے تو سارا عالم ان سے روشن ہو جائے."[2]

حج بیت اللہ اور وفات:- آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے ارکان حج سے فارغ ہوئے کہ سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہٗ نے سونے اور جاگنے کی حالت میں فرمایا کہ تیرا حج قبول ہوا." ۲۳, ذوالحجہ کو مدینہ منورہ پہنچے روضہ اقدس پر حاضری دی اور وہیں ۷۳ سال کی عمر میں جمعرات کے دن ۲۴, ذوالحجہ ۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء کو وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے.[3]

پہنچے وہیں پہ آخر مٹی جہاں کی تھی.

خواجہ ابونصر پارسا قدس سرہٗ آپ کے فرزند باکمال ہوئے ہیں بعض معاملات میں کام کو اپنے والد سے آگے بڑھایا[4] وفات ۸۶۵ھ میں ہوئی بلخ کے نواح میں دفن ہوئے.

---

[1] طابع, مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور. [2] مکتوب ۲۹۰. دفتر اوّل
[3] حضرات القدس کے مطابق ۴, جمادی الآخر ۸۲۲ھ ہے. [4] نفحات الانس.

۴۔ خواجہ علاؤ الدین غجدوانی قدس سرہٗ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ مولد غجدوان ہے حضرت خواجہ کی وفات کے بعد خواجہ پارسا اور انکے فرزند خواجہ برہان الدین ابو نصر قدس اللہ اسرارہم کے ہم صحبت رہے۔ شیریں کلام تھے ایک ہی جلسہ میں بلا نشست بیٹھے ساری رات گزار دیتے۔ حالانکہ عمر مبارک نوّے برس تھی۔

۸۵۲ھ / ۱۴۴۹ء خیل مرزہ میں وفات پائی۔

۵۔ شیخ سراج الدین پیر مستی قدس سرہٗ آپ کی ولادت موضع پیر مست یا پرست (نزد وابکنہ اور بخارا سے چار فرسنگ پر واقع ہے) میں ہوئی۔ ابتداء میں حضرت امیر حمزہ بن سید امیر کلال قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔ اور بعد میں خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے اصحاب میں شامل ہو کر آپ سے خلافت و اجازت پائی۔ آپ کا تصرف بے نظیر تھا۔

۶۔ مولانا سیف الدین مناری قدس سرہٗ (ف ۸۵۶ھ / ۱۴۲۴ء) قریہ "منار" (سمرقند تا شقند سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر) میں ولادت ہوئی خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے اصحاب کبار اور محبوبین میں سے تھے۔ اپنے وقت کے علامہ اور علوم متداولہ کی تدریس میں مشغول رہتے تھے۔

۷۔ مولانا سیف الدین خوش خاں بخاری قدس سرہٗ آپ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کے اصحاب کبار اور مقبولین میں سے ہیں۔ آپ بخارا سے بسلسلہ تجارت خوارزم گئے وہاں خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضری دی جب واپس بخارا پہنچے تو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے طریقہ کی تعلیم حاصل کی اور سعادت قبولیت سے مشرف ہوئے اور کمال تک پہنچے۔[1]

---

[1] چار سیف الدین۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے مریدین میں سے سیف الدین نام کے چار اشخاص تھے ان میں ایک محبوب (سیف الدین مناری قدس سرہٗ) دوسرے مقبول (سیف الدین خوش خاں بخاری قدس سرہٗ) تیسرے مقسور اور چوتھے مردود تھے۔ (حضرات القدس بحوالہ رشحات)

حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ

چرخ (نواح غزنی) ۷۶۲ھ / ۱۳۶۱ء ــــــــ ۵ صفر ۸۵۱ھ / ۱۴۴۸ء ہلفتو (تاجکستان روس)

اسم گرامی: یعقوب ۔ مادہ تاریخ رحلت: شمس الہدایت (۸۵۱) والدگرامی: عثمان

نسبت باطنی: خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ ۔ خلیفہ: ناصرالدین خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

اسم گرامی محمد یعقوب اور والد گرامی کا نام عثمان تھا غزنی کے قرب و جوار میں چرخ نامی گاؤں میں ولادت ہوئی۔ اسی نسبت سے چرخی کہلائے۔

ابتداء میں جامعہ ہرات اور بعد میں دیارِ مصر میں تحصیلِ علوم ظاہری میں مصروف رہے مختلف علماء کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کر کے فراغت حاصل کی اور اکابر علماء سے اجازت فتویٰ حاصل کی۔

حاضری و بیعت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ

فرماتے ہیں کہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد میں بجذب الٰہی اور اللہ سبحانہٗ کی عنایت بے غایت سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہونے کو آ رہا تھا کہ راستہ میں ایک مجذوب ملا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا "اے یعقوب! جلد جلد قدم اُٹھا کہ وقت آگیا کہ تو مقبولوں میں سے ہو" اور اُس نے چند خطوط زمین پر کھینچے میں نے اتفاقاً دل میں خیال آیا کہ اگر یہ خط طاق تعداد میں ہوں گے تو میرا مطلب و مقصد حل ہو جائے گا۔ اور جب میں نے شمار کیا تو طاق ہی تھے۔

قرآن مجید میں فال دیکھی تو اول سطر یہ نکلی:۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۔ (سورہ انعام ۔ ۹۱)

(ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے پس تو ان کی ہدایت کی پیروی کر)

میں شام کے وقت فتح آباد میں جو اس نفیر کا مسکن تھا، شیخ عالم سیف الدین باخرزی قدس سرہٗ کے مزار کی طرف متوجہ بیٹھا تھا کہ مجھ میں بیقراری پیدا ہوئی۔ اسی وقت قصر عارفاں میں حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ منتظر تھے اور نماز مغرب کے بعد صحبت کا شرف بخشا۔ آپ کی ہیبت مجھ پر اس قدر غالب ہوئی کہ دیکھنے کی مجال نہ رہی۔

آپ نے فرمایا: علم دو ہیں ایک قلب کا علم۔ یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے۔ دوسرا زبان کا علم۔ یہ بنی آدم پر حجت ہے امید ہے کہ علم باطن سے تمہیں حصہ ملے گا۔

پھر فرمایا: حدیث شریف میں ہے: "اِذَا جَالَسْتُمْ اَهْلَ الصِّدْقِ فَجَالِسُوْهُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّهُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْبِ يَدْخُلُوْنَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى هِمَّتِكُمْ" (جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کے جاسوس ہیں۔ وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور تمہاری ہمتوں کو دیکھتے ہیں۔)

فرمایا: ہم مامور ہیں اپنے آپ کسی کو قبول نہیں کرتے آج رات دیکھیں گے کہ تیرے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے؛ تاکہ اس پر عمل کریں۔

حضرت یعقوب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ وہ رات مجھ پر ایسی گزری کہ کوئی رات نہ گزری ہو گی کیونکہ میں ڈرتا تھا کہ رد نہ کر دیا جاؤں۔ صبح نماز فجر کے بعد آپ نے فرمایا: قبولیت کا اشارہ ہوا ہے۔ پھر اپنے مشائخ کا سلسلہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ تک بیان فرمایا اور فقیر کو وقوف عددی میں مشغول فرمایا اور فرمایا یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے۔

بعد ازاں ایک مدت تک حضرت خواجہ کی خدمت میں رہا تاآنکہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا "تجھ کو خدا کے سپرد کیا" اور اشارۃً حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ کی متابعت کے لیے فرمایا۔ چنانچہ میں وہاں سے روانہ ہو کر کش پہنچا جو نواح اصفہان میں ایک قصبہ ہے۔

کچھ مدت بعد مجھے وہاں حضرت خواجہ بزرگ کی وفات کی اطلاع ملی۔ دل کو سخت رنج اور صدمہ پہنچا اور خیال آیا کہ درویشوں کے کسی گروہ سے جا ملوں کہ حضرت خواجہ کی روح مبارک ظاہر ہوئی اور یہ آیت پڑھی: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ

بقیہ اگلے صفحہ پر

قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعقَابِکُمْ[1] (اور محمد نہیں ہیں مگر ایک رسول. ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں. بالفرض اگر وہ مرجائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے.) پھر فرمایا "قال زید بن الحارث الدین واحد." (زید بن حارث نے فرمایا دین ایک ہی ہے.)

اس سے میں سمجھ گیا کہ اجازت نہیں ہے.

صحبتِ خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ

اسی اثناء میں میں کُش سے بدخشاں چلا گیا اور وہیں مجھے حضرت خواجہ عطار کا چغانیاں سے خط موصول ہوا. اور اشارہ متابعت یاد کرایا. چنانچہ میں نے چغانیاں میں حاضر ہوکر حضرت خواجہ بزرگ کے ارشاد کی تعمیل کی اور حضرت خواجہ علاؤالدین کی نظرِ التفات فقیر کے حال پر سب سے زیادہ تھی.

وفات

آپ کی وفات ۵ صفر ۸۵۱ھ/۱۴۴۷ء کو ہوئی. مرقد انور قریہ "ملفتو" میں ہے. جو کہ علاقہ ماوراءالنہر میں ہے.

صاحبِ تصنیف

آپ صاحبِ تصنیف بزرگ تھے. خاص طور پر قرآن حکیم کے آخری دو پاروں کی تفسیر جس کے مطالعہ سے بہت ذوق پیدا ہوتا ہے. دوسرے رسالہ اُنسیہ[2] جس میں خواجہ نقشبند کے حالات درج ہیں. اس کا ترجمہ رسائل نقشبندیہ" کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے. ان کے علاوہ بھی آپ کی تصانیف ہیں.

قدسیہ

فرمایا: رزق حلال سالک کے لئے بنیاد ہے سالک جب حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے. تو رجعتِ قہقری کرتا ہے. اور راہِ مستقیم کے سلوک سے منحرف ہو جاتا ہے.

حاشیہ سابقہ صفحہ سے: شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہٗ (ف ۶۵۸ھ عمر ۳، سال) شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کے منتخب خلفاء میں سے تھے مزار اقدس بخارا میں ہے مشہور ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کی حالتِ وجد میں جس پر نظر پڑ جاتی تھی وہ درجہ ولایت تک پہنچ جاتا.

[1] آل عمران ۱۴۴ [2] طابع مکتبہ نبویہ لاہور.

حضرت خواجہ

ناصرالدین عبیداللہ احرار قدس سرہٗ

باغستان (نزد تاشقند) رمضان ۸۰۶ھ / ۱۴۰۳ء — ۲۳ ربیع الاوّل ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء سمرقند (روس)

مادہ تاریخ رحلت : مرشد عارف ۸۹۵

نسبت باطنی : مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ۔ خلفاء : مولانا محمد زاہد وخشی ملا عبدالرحمٰن جامی قدس اللہ اسرارہم

تعارف و ولادت

اسم مبارک عبیداللہ اور لقب ناصرالدین ہے کیونکہ آپ سے دینِ اسلام کو نصرت و مدد ملی۔ احرار بھی آپ کا لقب ہے۔ جو اصل میں خواجہ احرار ہے اس لفظ میں آپ کی بڑی منقبت ہے کیونکہ اہل اللہ کے نزدیک "حر" (احرار کا واحد) اُسے کہتے ہیں جو عبودیت کی حدود کو بدرجہ کمال قائم کرے اور اغیار کی غلامی سے نکل جائے۔ بعض اوقات فقط "احرار" کہتے ہیں۔ موضع باغستان علاقہ تاشقند میں ماہِ رمضان ۸۰۶ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

ایام طفولیت

تولد کے بعد چالیس دن تک یعنی ایام نفاس میں آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دُودھ نہیں پیا۔ جب تک کہ انھوں نے غُسلِ طہارت نہ فرمایا۔ ایام طفولیت میں ہی رُشد و ہدایت کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے ہویدا تھے۔ انوار آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے۔

آپ کے جدِ امجد خواجہ شہاب الدین قدس سرہٗ قطب وقت تھے۔ دمِ آخر اپنے پوتوں کو الوداع کرنے کے لیے بلایا۔ خواجہ عبیداللہ اس وقت بہت کم سن تھے۔ وہ ان کو دیکھ کر تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور گود میں لے کر فرمایا۔ اس فرزند کے بارے میں مجھ کو بشارت نبوی ہے کہ پیر عالمگیر ہوگا اور اس سے طریقت و شریعت کو فروغ ہوگا۔

تین چار سال کی عمر میں مکتب میں آمد و رفت ہوگئی۔ بچپن میں ہی مزارات مشائخ پر حاضری دیتے تھے۔ اگرچہ آپ اکابر علماء عصر میں سے تھے مگر آپ کا شغل باطنی کا غلبہ علم ظاہری کے مقابلہ میں زیادہ تھا۔

صحبتِ مشائخ آپ سید قاسم تبریزی، سراج الدین کلال پرستی (بخارا کے نزدیک گاؤں) خلیفہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ اور مولانا حسام الدین خلیفہ سید امیر کلال قدس سرہٗ اور خواجہ علاؤالدین غجدوانی خلیفہ خواجہ نقشبند قدس اللہ اسرارہم کی صحبت میں رہے۔

نسبتِ باطنی ہرات میں آپ نے حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے فضائل و محاسن سُن کر بلخ کے راستے حصار کی طرف متوجہ ہوئے۔

فرماتے ہیں:- میں چغانیاں پہنچا تو بیمار ہوگیا۔ اس عرصہ میں چغانیاں کے بعض لوگوں سے مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کی غیبت بھی سُنی اور پریشان ہوگیا لیکن پھر دل میں خیال آیا کہ اتنی دُور سے آیا ہوں تو بغیر ملاقات واپس جانا اچھا نہیں اور مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ کمال مہربانی سے پیش آئے اور میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا:

"بیعت کرو!"

چونکہ آپ کی پیشانی مبارک پر برص کا داغ تھا۔ اس لئے طبیعت میں کچھ کراہت پیدا ہوئی آپ نے میری کراہت کو سمجھ کر فوراً ہاتھ پیچھے کھینچ لئے اور فی الفور اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہوگیا۔ آپ نے پھر دستِ مبارک بڑھایا اور فرمایا:

"مجھے خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ تمھارا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس نے تمھارا ہاتھ پکڑا اس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کا ہاتھ پکڑ لو۔"

تو میں نے بلا توقف حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور آپ نے مجھے بیعت فرمایا اور حسب طریقہ حضراتِ خواجگان شغل نفی اثبات جس کو وقوفِ عددی کہتے ہیں سکھایا آپ حضرت مولانا کی خدمت میں کم و بیش ایک برس رہے۔

وفات تاریخ وفات شب شنبہ ۲۹ ربیع الاوّل ۸۹۵ھ (بقول حضرت القدس ۲۲ ربیع الاول ۸۹۵ھ) بوقت وفات مکان میں بہت سی شمعیں روشن کی گئیں اور مکان بہت روشن کیا۔

اس اثنا میں آپ کے دونوں ابروؤں کے درمیان (چمکتی ہوئی بجلی کی طرح) نور نمودار ہوا جس کی شعاع نے شمعوں کے نور کو مات کردیا حاضرین نے اس نور کا مشاہدہ کیا۔ اس وقت آپ کا وصال ہو گیا۔ سمرقند محلہ خواجہ کفشیر میں محوطہ ملایاں میں دفن ہوئے۔ آپ کی اولادِ امجاد نے آپ کی مرقد مبارک پر عالی شان عمارت تعمیر کردی۔

سلاطینِ وقت پر تصرّف

حضرت خواجہ احرار سلاطین سے اختلاط پیدا کرنے پر مامور تھے۔ تاکہ ترویجِ شریعت و تجدید ملّت فرمائیں۔

۱۔ مرزا ابوسعید ترکستان کے حاکم مرزا ابوسعید نے خواب میں خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ کو دیکھا اور آپ کا نام دریافت کیا کہ کوئی بزرگ خواجہ عبیداللہ اس حلیہ کے ہیں۔ لوگوں نے بتایا تاشقند میں ہیں۔ فوراً سوار ہو کر وہاں پہنچا حضرت خواجہ یہ سُن کر فرکت تشریف لے گئے تو مرزا معلوم کرکے فرکت پہنچا اور زیارت کی تو بے اختیار قدموں میں گر گیا۔ آپ نے کمال مہربانی فرمائی اور اپنی جانب جذب کیا اور توجہ فرمائی۔

۲۔ مرزا عبداللہ خاں ایک دفعہ سمرقند گئے تو اس وقت مرزا عبداللہ بن مرزا ابراہیم بن مرزا شاہ رُخ والیٔ سمرقند کا ایک امیر حضرت خواجہ کی ملاقات کو حاضر ہوا۔

حضرت خواجہ نے فرمایا: "میں تمھارے مرزا عبداللہ کی ملاقات کو آیا ہوں اگر تمھاری کوشش سے ملاقات ہو جائے تو تم داخلِ ثواب ہوگے۔"

اس پر اس امیر نے گستاخی سے کہا: "مرزا جوان ہے اور بے پرواہ ہے اس سے ملاقات بہت مشکل ہے اور درویشوں کو ایسی باتوں کی کیا ضرورت۔"

حضرت خواجہ جلال میں آگئے اور فرمایا "مجھ کو سلاطین کو راہ پر لانے کا حکم ہوا ہے تاکہ ترویج دینِ حقہ ہو۔ تمھارا مرزا اگر پرواہ نہیں کرے گا تو اس کی جگہ کوئی اور آجائے گا۔"

انہی دنوں مرزا ابوسعید نے حاضرِ خدمت ہو کر سمرقند فتح کرنے کی اجازت حاصل کی آپ نے اجازت عطا فرمائی اور دعا بھی فرمائی حالانکہ مرزا ابوسعید کی فوج بہت کم تھی پھر بھی تھوڑے دنوں

میں مرزا ابوسعید نے سمرقند فتح کر لیا اور مرزا عبداللہ قتل ہوا۔

بادشاہوں سے تعلقات

دو درویش بہت دور دراز سے حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ دونو سخت حیران ہوئے کہ کیسے شیخ ہیں؟ جو بادشاہ کے پاس جاتے ہیں اور بئس الفقیر علیٰ باب الامیر۔ (فقیر جو امیر کے دروازے پر جاتا ہے بُرا ہے۔) کے مصداق ہیں۔ اور وہاں سے نکل آئے۔

اتفاقاً اسی وقت بادشاہ کے دربار سے دو چور بھاگ گئے ان کو تلاش کرتے کرتے بادشاہ کے آدمیوں نے ان دونوں درویشوں کو پکڑ لیا اور بادشاہ کے دربار میں لے آئے۔ بادشاہ نے کہا:

"شریعت کے بموجب ان کے ہاتھ کاٹ دو۔"

حضرت خواجہ بادشاہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ انھوں نے فرمایا: یہ درویش مجھے ملنے آئے ہیں یہ قصوروار نہیں ہیں۔ اور دونوں کو ساتھ لے کر مکان پر آئے۔ اور اُن سے کہا: میں بادشاہ کے پاس اسی لئے گیا تھا کہ تمھارے ہاتھ قطع ہونے سے بچاؤں۔ اگر میں وہاں نہ ہوتا تو تمھارے ہاتھ قطع ہوگئے ہوتے اور بئس الفقیر علیٰ باب الامیر کے مصداق جب ہوتا کہ دنیا کی طمع کے واسطے وہاں جاتا۔

دولت کا مقصد اصلی

ایک عالم خواجہ احرار قدس سرہٗ کی تعریف سُن کر زیارت کے لئے آئے جب شہر کے نزدیک پہنچے تو دیکھا کہ اونٹوں پر بہت سا غلہ شہر کے اندر جا رہا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ غلہ حضرت خواجہ کا ہے۔ سخت متعجب ہوئے کہ یہ کیسی فقیری ہے کہ اس قدر دُنیاداری اور امارت ہے۔ دل میں خیال آیا کہ واپس چلا جائے لیکن پھر سوچا اس قدر مسافت طے کر کے آیا ہوں تو اب مل لینے میں کیا حرج ہے۔

خانقاہ میں پہنچے اور بیٹھے تو اتفاقاً نیند آگئی خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور نفسا نفسی کا عالم ہے ایک شخص جس کا یہ عالم مقروض تھا وہ اس سے قرض کی واپسی کا خواہاں تھا۔ اور چاہتا تھا کہ قرض کے عوض اپنے اعمال دے۔ وہ عالم سخت حیرانی اور پریشانی کے عالم میں تھا کہ اسی اثناء میں حضرت خواجہ تشریف لائے۔ اور دریافت کر کے اس کا سارا قرض قرضخواہ کو اپنے پاس سے ادا کر دیا

اتنے میں اس شخص کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو حضرت خواجہ تشریف فرما ہیں اور مسکرا کر فرمایا میں مال اسی واسطے رکھتا ہوں کہ دوستوں کو قرض سے نجات دلاؤں وہ شخص معافی کا طلبگار ہوا اور داخل سلسلہ ہوا۔

قدسیہ

۱۔ پیر فرمایا: پیر وہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ نہیں ہے وہ اس میں نہ رہا ہو اور جو کچھ آپ کا پسندیدہ ہے اس پر قائم ہو بلکہ اس کی اپنی تمام خواہشات اس سے گم ہو گئی ہوں اور وہ آئینہ ہو گیا ہو۔ کہ اس میں سوائے اخلاقِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ ظاہر نہ ہو۔ اس مقام میں وہ صفاتِ نبوی سے متصف ہونے کے سبب حق سبحانہٗ کے تصرّف کا مظہر ہو جاتا ہے۔

۲۔ مرید مرید وہ ہے کہ ارادت کی تاثیر میں اس کی تمام خواہشات نابود ہو چکی ہوں۔ اور اپنی تمام توجہ ماسوا سے پھیر کر پیر کی طرف رکھے اور پیر کا جمال اس کا قبلہ ہو گیا ہو اور سوائے پیر کے آستانہ کے اپنے سرنیاز کو کہیں اور خم نہ کرتا ہو اور اپنی سعادت پیر کی قبولیت میں اور اپنی شقاوت پیر کے ردّ میں کرتا ہو۔

بلند ہمت فرمایا، بلند ہمت وہ شخص ہے جو اپنی قوت کو حق سبحانہٗ کی طرف مشغول کرے اور موقع ہاتھ سے نہ کھودے۔ اور ہر سانس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے اگر اپنے میں اتنی قوت نہ پائے تو اپنے آپ کو کسی ایسے کام میں لگائے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغولی کا سبب ہو۔

۴۔ طالب فرمایا طالب کو مُرشد کے پاس اس طرح آنا چاہیئے کہ اپنے تئیں نہایت مفلس ظاہر کرے تا کہ مرشد کو اس پر رحم آجائے لیکن مرشد کا ادب ہر حال میں ضروری ہے۔

۵۔ بہتر اخلاق کا اثر فرمایا، بہتر اخلاق کا اثر عبادت پر بھی پڑتا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز ادا کرے جہاں اخلاق و اعمال ناپسندیدہ ہوتے ہوں تو نماز ایسی پُر اثر نہ ہوگی جیسی کہ اگر ایسی جگہ ادا کی گئی ہو جہاں اربابِ جمعیت کا اثر پہنچا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حرم کعبہ میں نماز باقی تمام جگہوں کی ایک لاکھ رکعت کے برابر ہے۔

۶۔ شریعت طریقت اور حقیقت فرمایا: شریعت طریقت اور حقیقت کی مثال اس طرح ہے کہ جھوٹ منع ہے اور اگر کوئی اس طرح کوشش کرے کہ اس کی زبان پر جھوٹ جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے۔ اگر دل سے جھوٹ جاتا رہے تو یہ طریقت ہے اور اگر باختیار یا بے اختیار زبان و دل سے یہ بات جاتی رہے تو یہ حقیقت ہے۔

۷۔ صحبت رجال غیب فرمایا: ہر زمانہ میں رجال الغیب ایسے شخص کی صحبت میں آتے ہیں جو رخصت سے اجتناب کرتا ہو اور عزیمت پر عمل کرتا ہو یعنی ہر وقت ذکر الٰہی سے زبان تر رکھتا ہو اور کسی وقت رخصت یعنی غافل نہ ہو۔ یہ رجال الغیب رخصت والوں سے بھاگتے ہیں۔ کیونکہ رخصت پر عمل ضعیفوں کا کام ہے۔ حضرت خواجگان کا طریقہ عمل عزیمت پر ہے۔

۸۔ محاسبہ اوقات فرمایا: ہر روز سونے سے قبل اپنے دن کے گزشتہ اوقات کو یاد کرے کہ کس طرح گزرے اور اگر غیر اطاعت سے گزرے ہوں تو توبہ و استغفار کرے۔

۹۔ دوام وضو فرمایا: منجملہ آداب طریق سے یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے۔ فرمایا: دوام وضو سے فراخی رزق ہوتی ہے۔

۱۰۔ توحید اور وحدت فرمایا: غیر حق سبحانہ سے دل کا آزاد کرنا توحید ہے۔ ۲۔ غیر حق سبحانہ کے علم و شعور سے دل کی خلاصی وحدت ہے۔

۱۱۔ وصل حقیقت یعنی دوام وصل فرمایا: وصل حقیقت یہ ہے کہ دل بطریق ذوق حق سبحانہ کے ساتھ ہو اور جب یہ بات دائم ہو جائے تو اسے دوام وصل کہتے ہیں اور وہ جو خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں اس سے مراد یہی نہایت ہے۔

وصل بستم

خواجہ مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ

وخش (حصار علاقہ بخارا) ۸۵۲ھ / ۱۴۴۸ء ——— یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ / ۱۵۲۹ء وخش

مادہ تاریخ رحلت : فیض الٰہی / ۹۳۶

نسبت باطنی ، خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ ۔ خلیفہ : مولانا محمد درویش قدس سرہٗ

تعارف : اسم گرامی محمد زاہد ہے ۔ خواجہ مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے نواسہ تھے ۔

نسبت باطنی آپ نے ذکر کی تلقین مولانا محمد یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے کسی خلیفہ سے لی تھی لیکن آپ کا انتساب باطنی خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ سے ہے ۔

آپ کو جب خواجہ احرار کے ارشاد کا شہرہ کان میں پہنچا تو آپ حصار سے سمرقند پہنچ کر محلہ وانسرا میں اُترے جو خوشگوار اور سرسبز مقام ہے آپ نے حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نئے کپڑے پہنے محلہ وانسرا اور حضرت خواجہ کی سکونت محلہ کنسر کے درمیان تین کوس کا فاصلہ ہے ۔

حضرت خواجہ کو بذریعہ کشف معلوم ہوگیا کہ مولانا زاہد ہماری ملاقات کو آئے ہیں ۔ تو عین دوپہر کے وقت آپ اپنے اونٹ پر سوار ہوکر بمعہ مریدین چل پڑے کسی کو منزل معلوم نہ تھی ۔ اونٹ کی مہار چھوڑ دی تو مولانا زاہد کی قیام گاہ پر پہنچ کر اونٹ خود بخود رک گیا ۔ حضرت خواجہ اونٹ سے اُتر پڑے ۔ جب مولانا زاہد کو خواجہ احرار کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو بے اختیار دوڑتے ہوئے اور حضرت خواجہ کا استقبال کیا اور ان کے پاؤں کو بوسہ دیا ۔ مولانا نے بیعت کی خواہش کی ۔ حضرت نے آپ کو بیعت

کرکے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی نعمت مولانا کو عطا فرمائی۔ اور اپنی کامل توجہ اور تصرف سے اسی مجلس میں مولانا کو کمال و تکمیل تک پہنچا دیا۔ اور خلافت عطا فرما کر رخصت کیا۔ اس پر بعض اصحاب جو اُس وقت موجود تھے آتشِ غیرت میں جلنے لگے۔ کہ ہم عرصہ سے خدمت میں حاضر ہیں مگر ہم پر عنایت نہیں فرمائی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا:-

"مولانا زاہد چراغ اور بتی بمعہ تیل تیار کرکے ہمارے پاس آئے تھے۔ ہم نے اس کو روشن کرکے رخصت کر دیا ہے۔"

یہ واقعہ حضرت مولانا زاہد قدس سرہٗ کی استعداد اور قابلیت اور حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے عظیم تصرف پر دلالت کرتا ہے۔

وصال آپ کا وصال غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ میں بمقام وخش (نواح بلخ برلب دریائے جیہوں) ہوا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ مادہ تاریخ وفات "فیض الٰہی/۹۳۶" ہے۔

حضرت العلام نورالدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم گرامی عبدالرحمٰن ابن احمد دشتی ابن محمد المعروف نورالدین جامی کی ولادت باسعادت محلہ خرجرد قصبہ جام علاقہ خراسان ایران میں، ۲۳ شعبان المعظم ۸۱۷ھ / ۱۴۱۴ء میں ہوئی۔ فارسی کے ملک الشعراء تھے اور جامی تخلص تھا۔ والد اہل تقویٰ تھے اور آپ کی والدہ حضرت امام شیبانی قدس سرہٗ کی نواسی تھیں۔

علوم ظاہری اوّل ہرات کے مدرسہ نظامیہ میں مولانا جنید اصولی، خواجہ علی سمرقندی مولانا شہاب الدین محمد جارجوی سے علوم متداولہ حاصل کیے۔ ہرات سے سمرقند میں قاضی زادہ روم کے درس میں آئے۔ اور اپنی ذہانت اور طبع رسا سے استاد کو بے حد متاثر کیا اور علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔ قاضی روم فرمایا کرتے تھے کہ جب سے سمرقند آباد ہوا ہے مولانا عبدالرحمٰن جامی جیسا ذہین اور طباع فاضل زمانے کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔

آپ نے اسلامی علوم کے تمام شعبوں پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ شاعری میں ایسا کمال حاصل کیا کہ حافظ شیرازی کے بعد ایران نے آپ جیسا قادر الکلام شاعر پیدا نہیں کیا۔

تربیت باطنی

سب سے پہلے حضرت مولانا سعد الدینؒ کاشغری قدس سرہٗ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے ان کے وصال کے بعد خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ خواجہ احرار قدس سرہٗ کی نگاہ میں اترتے چلے گئے اور روحانیت کی بلندیاں طے کرتے چلے گئے۔

رشحات کے مؤلف نے آپ کے روحانی شیوخ میں خواجہ محمد پارسا، خواجہ برہان الدین ابو نصر قدس اللہ اسرارھما اور دیگر نام بھی ذکر کئے ہیں۔ لیکن تکمیل خواجہ احرار قدس سرہٗ سے ہوئی۔

سفر حجاز اور حج بیت اللہ

ظاہری و باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد ۸۷۷ھ میں سفر حجاز کو نکلے ہمدان کردستان، بغداد، کربلا، نجف اشرف سے ہوتے ہوئے ۶، ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے۔ راستہ میں ہر شہر کے حاکم اور مسلمانوں نے آنکھیں فرش راہ کیں۔

روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دیار النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری آپ کی روحانی اور وجدانی کیفیت کا مظہر ہے۔ آپ کی والہیت اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سرمایہ حیات ہے۔ آپ کا نعتیہ ہدیہ آپ کی زندگی کا ماحصل ہے آپ نے جس سوز، گہرائی اور بلند خیالی سے بارگاہِ نبوت میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ وہ فارسی ادب کا ایک درخشاں باب ہے۔ اور جامی کے مقامِ نعت کی رفعت و عظمت کو کوئی دوسرا قادر الکلام شاعر چھو بھی نہیں سکا۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ ذوق اِسے ہمیشہ سرمایہ حیات سمجھ کر پڑھتے رہے ہیں۔ وہ عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر نعت لکھتے ہیں اس فن میں وہ منفرد ہی نہیں امام تھے۔

۱؎ مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ (ف ۸۶۲ھ) خلیفہ مولانا نظام الدین خاموش (ف ۸۶۰ھ) خلیفہ خواجہ علاؤ الدین عطار خلیفہ شہنشاہ نقشبند قدس اللہ اسرارھما بروز چہارشنبہ ظہر کی نماز پڑھتے ہوئے فوت ہوئے۔

جامی کے جذب وجنون اور عشق ومستی میں ادب بھی ہے رقت ووالہیت بھی اور التجا وزاری بھی ہے۔

پہلی مرتبہ جب آپ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے تو والیٔ مدینہ کو خواب میں حکم دیا گیا کہ جامی کو شہر سے باہر روک لو جس جذب وکیف میں وہ آرہا ہے اس کی دلدہی کے لئے مجھے روضہ سے باہر آنا پڑے گا۔ آپ کو بار بار روکا گیا حتیٰ کہ ایک دفعہ صندوق میں بند ہو کر بھی گئے مگر روک لئے گئے۔ کچھ دنوں بعد حاضری ہوئی تو آپ روضۂ اطہر سے لپٹ کر فریاد کرتے رہے۔

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحم! یا نبی اللہ ترحم!

تصانیف آپ کثیر التصانیف تھے۔ حدائق حنفیہ میں آپ کی ستائیس ۲۷ تصانیف بیان کی ہیں۔ بعض کے مطابق آپ کی چوّن ۵۴ تصانیف ہیں جن میں نفحات الانس شواہد النبوۃ۔ اشعۃ اللمعات اور شرح ملا جامی شہرت دوام حاصل کر چکی ہیں۔

۱۸ محرم ۸۹۸ھ/ ۱۴۹۲ء بروز جمعۃ المبارک کو وصال ہوا مرقد انور ہرات میں ہے۔

خلفاء ۱. خواجہ ضیاء الدین یوسف (خلیفہ فرزند) ف ۲۵ شوال ۹۱۷ھ۔ اپنے والد بزرگوار کے کمالات وحالات سے پورا پورا حصہ پایا تھا۔

۲. شیخ مودود لاری: (ف رمضان المبارک ۹۳۷ھ) آپ مولانا عبد الغفور لاری قدس سرہٗ کے شاگرد تھے۔ بظاہر مرید بابا نظام الدین خاموش قدس سرہٗ کے تھے لیکن بطریق خدمت جامی قدس سرہٗ کے تربیت یافتہ تھے۔

۳. مولانا حسین واعظ کاشفی: (ف ۲۱ ربیع الآخر ۹۱۰ھ ہرات) اپنے وقت کے بلند پایہ عالم، واعظ اور شیخ تھے۔ جواہر التفسیر آپ کی بہترین تصنیف ہے۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا فخر الدین قدس سرہٗ صاحب علم ہوئے ہیں جن کی تصنیف "رشحات" مشائخ نقشبندیہ کا عظیم تذکرہ ہے۔

حضرت خواجہ درویش محمدؒ قدس سرہٗ

۸۴۶ھ	۱۹ محرم ۹۷۰ھ	
۱۴۴۲ء	۱۵۶۳ء	استفزار (متصل شہر سبز ماوراء النہر)

مادہ تاریخ رحلت: مست عشق
۹۷۰

نسبت باطنی: اپنے ماموں خواجہ محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ۔ خلیفہ: فرزند، خواجہ امکنگی قدس سرہٗ

تعارف حضرت مولانا درویش محمد، حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ کے بھانجے تھے بیعت سے پندرہ برس قبل زہد و ریاضت میں مشغول رہتے تھے اور تجریدی حالت میں ویرانوں میں رہا کرتے۔ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔

بیعت ویرانوں میں رہتے ہوئے ایک دن بھوک سے لاچار ہوئے تو حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا اگر صبر و قناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے صبر و توکل سیکھیں تو آپ اپنے ماموں خواجہ محمد زاہد قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل طریقہ نقشبندیہ ہو کر رُتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے اور ماموں جان کے انتقال کے بعد اُن کے نائب مقرر ہوئے۔

انکساری گمنامی بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ اپنے حالات کو پردہ میں رکھنے کے واسطے بچوں کو درس قرآن مجید دیا کرتے تھے تاکہ کسی کو ان کے احوال سے آگاہی نہ ہو۔ اتفاقاً ایک روز ایک تُرک درویش کا گزر آپ کے شہر سے ہوا۔ اس نے فرمایا: یہاں مجھے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے۔ اور ساتھ ہی مولانا درویش محمد کی طرف اشارہ کیا۔

شہرت کا سبب آپ کے صاحبزادے خواجہ امکنگی سے روایت ہے کہ میرے قبلہ والد صاحب کی شہرت کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایک درویش نے میرے والد صاحب کے سامنے شیخ نورالدین خوافی جو شیخ حاجی مینو شانی قدس سرہٗ کے اکمل خلفاء میں سے تھے۔ کے کمالات کا ذکر کیا۔ اگر ان کا گزر یہاں سے ہو تو ضرور ملیں۔ چنانچہ والد صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ اگر وہ یہاں سے گزریں میں بھی ان کی صحبت میں حاضر ہوں گا۔

آپ کے اس ارشاد کے چند روز بعد شیخ نورالدین خوافی امکنہ تشریف لائے تو میرے والد صاحب جو میلے کچیلے کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ انہی کپڑوں میں کچھ ہدیہ لے کر حضرت شیخ نورالدین کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ہم وہاں پہنچے تو شیخ نورالدین ٹوپی اور کرتا پہنے بے تکلف بیٹھے ہوتے تھے۔ میرے والد ماجد کو دیکھتے ہی وہ اُٹھے اور سخت معانقہ کیا اور دیر تک بغلگیر رہے۔ پھر اپنی دستار و جُبّہ منگوا کر پہنا اور ادب کے ساتھ دوزانو مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ میرے والد صاحب اُن کے مراقب رہنے تک بیٹھے رہے۔ پھر واپس جانے کی اجازت چاہی شیخ نے چند قدم چل کر والد بزرگوار کو رخصت کیا۔

پھر شیخ نے حاضرین سے پوچھا: "اس بزرگ کی خدمت میں طالبانِ خُدا تو بہت آتے ہوں گے؟"۔ لوگوں نے عرض کیا: "یہ شیخ نہیں ہیں بلکہ بچوں کو قرآن مجید کا درس دیا کرتے ہیں"۔

شیخ نورالدین نے فرمایا:۔

"سُبحان اللہ! یہاں کے لوگ بھی عجب نابینا اور مُردہ ہیں۔ اور ایسے کامل شخص سے استفادہ اور استفاضہ نہیں کرتے"۔

چنانچہ شیخ کی یہ بات مشہور ہو گئی تو ہر طرف سے طالبان طریقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ مگر آپ ہمیشہ اپنی گوشہ نشینی اور پوشیدگی کی لذت کو یاد کیا کرتے تھے۔

وصال آپ کا وصال پنجشنبہ کے روز ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ میں ہوا۔ مزار اقدس استفرار میں ہے جو کہ سبزوار النہر کا مشہور موضع ہے۔

تصرف حضرت شیخ حسین خوارزمی قدس سرہٗ العزیز جو کہ کبار مشائخ میں سے تھے اور سلسلہ کبرویہ میں شیخ علی بیداری کے مرید تھے (سن وفات ۹۵۶ھ) باکمال اور کامل مرد تھے۔ اُن کی

عادت تھی۔ کہ جس جگہ جاتے وہاں کے مشائخ میں جس سے صحبت ہوتی آپ اس کی نسبت سلب کر لیا کرتے اور وہاں کے مشائخ کی ان کے تصرفات کے سامنے کوئی ہستی نہ رہتی تھی۔

ایک دفعہ شیخ حسین خوارزمی قدس سرہٗ[1] کا گزر مولانا کے شہر سے ہوا۔ دوسرے مشائخ کے علاوہ مولانا درویش محمد قدس سرہٗ بھی ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ اور ساتھ ہی شیخ حسین اپنے آپ کو نسبت سے خالی پا کر بہت پریشان ہوئے۔ حضرت مولانا جب اونٹ پر سوار ہوئے تو شیخ حسین نے اپنی نسبت کی بُو پائی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی بُو پائی تھی۔ شیخ حسین اونٹ پر سوار ہو کر نسبت کی بُو کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں شیخ کی ملاقات مولانا درویش سے ہوئی۔ تو بُو بھی وہیں منقطع ہو گئی۔ حضرت شیخ سمجھ گئے کہ میری نسبت حضرت مولانا نے سلب کی ہے تو نہایت انکساری اور عاجزی سے درخواست کی کہ مجھ کو علم نہ تھا کہ یہ اقلیم آپ کے زیر حکومت ہے میں فوراً یہاں سے چلا جاتا ہوں۔

حضرت مولانا کو شیخ پر رحم آ گیا۔ اور ان کی سلب شدہ نسبت واپس کر دی۔ اُسی وقت اپنے آپ کو نسبت سے معمور پایا۔ تو اپنی قیام گاہ پر واپس آ کر فی الفور وطن روانہ ہو گئے۔

---

(۱) حضرت شیخ حسین خوارزمی قدس سرہٗ (ف ۹۵۶ھ شام) اکابر مشائخ میں سے تھے سلسلہ کبرویہ میں شیخ علی بیدار ی کے مرید تھے۔

حضرت خواجہ خوجگی امکنگی قدس سرہ

امکنہ (نزد بخارا) ۹۱۸ھ / ۱۵۱۲ء — ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ / ۱۶۰۰ء امکنہ

مادہ تاریخ رحلت: شیخ زمان ۱۰۰۸

نسبت باطنی: والد گرامی مولانا درویش محمد قدس سرہٗ۔ خلیفہ: خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ

تعارف آپ کا اسم مبارک خواجگی (منسوب بہ خواجہ درویش محمد) اور آپ کی ولادت موضع امکنہ نزد بخارا ہوئی۔ آپ خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ کے صاحبزادے تھے۔

نسبت باطنی آپ نے اپنے والد گرامی قدر حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ سے ہی علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے اور انہی سے بیعت ہو کر مقام تکمیل و ارشاد تک پہنچے اور تیس سال سے زیادہ عرصہ مسندِ ارشاد و ہدایت پر متمکن رہے۔ طریقہ نقشبندیہ کی سخت رعایت فرماتے تھے ذکرِ جہر جو حادثات زمانہ سے طریقہ میں کچھ نہ کچھ داخل ہو گیا تھا اس سے پرہیز فرماتے تھے۔

آپ خواجہ نقشبند کے اصلی طریقہ کے سختی سے پابند تھے۔

علم و تصرّف آپ عابد و زاہد اور صاحب کراماتِ و خوارق وقت تھے۔ اپنے وقت میں طالبان طریقت کے مرجع تھے۔ باطنی تصرّف کا یہ عالم تھا۔ کہ علماء و فضلاء عصر اور امراء، فقراء ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ باوجودیکہ آپ اپنے حالات کے اخفاء میں بہت سعی فرماتے تھے لیکن بقول شخصے ؎

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

کے مصداق ملوک وسلاطین بھی آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو آنکھوں کا سُرمہ بناتے تھے۔

مہمان نوازی

باوجودیکہ آپ بہت معمر ہو چکے تھے۔ اور ہاتھ کانپتے تھے۔ لیکن اپنے مہمانوں کے لئے کھانا لاتے تھے۔ حتیٰ کہ سواریوں کی خبرگیری بھی خود فرماتے تھے۔

وصال

اپنے انتقال سے تھوڑے دن پہلے اپنے خلیفۂ خاص خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو خط لکھا جس کے آخر میں یہ شعر تھے۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم — ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا — دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

اس خط کے پہنچتے ہی آپ اِس دنیائے دوں سے رُخصت ہو کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

تاریخ وصال ۲۲ شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ ہے آپ کا مولد قریہ امکنہ ہے جو بخارا کے نزدیک ہے لیکن صاحب حضرات القدس کے مطابق سمرقند کے اطراف میں ہے۔

مقام وعظمت

سلطان عبداللہ خان والیٔ توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ کھڑا ہے جس کے اندر امام الانبیاء حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔ اور ایک بزرگ دروازہ پر ہاتھ میں عصا لیئے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور لوگوں کی معروضات ومہمات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پیش کر کے جواب لاتے تھے۔ اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے ہاتھ ایک تلوار بھیجی اور انھوں نے وہ تلوار لاکر سلطان کی کمر میں لٹکا دی۔

فی الفور عبداللہ خاں کی آنکھ کھل گئی۔

صُبح عبداللہ خاں اُس بزرگ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے کہ ایک مصاحب نے بتایا اس حُلیہ کے بزرگ مولانا خواجگی امکنگی ہیں۔ سلطان یہ سُن کر بہت خوش ہوا اور بڑے شوق سے تحائف وہدایا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کا حُلیہ بعینہٖ وہی پایا جو خواب میں دیکھا تھا۔

سُلطان نے نہایت انکساری ونیازمندی اور تواضع سے نذرانہ قبول کرنے کی درخواست کی لیکن حضرت نے قبول نہ فرمایا اور فرمایا حلاوتِ فقر قناعت اور ناداری میں ہے۔ سلطان نے آیۃ مبارکہ واطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی طرف اشارہ کیا تب مجبوراً قبول فرمایا اس کے بعد تقریباً ہر روز سلطان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

تین طالب علم ایک دفعہ تین طالب علم مختلف ارادوں سے حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے نے نیت کی اگر فلاں قسم کا کھانا آپ نے کھلایا تب صاحب کرامت سمجھوں گا۔ دوسرے نے دِل میں کہا کہ اگر فلاں قسم کا میوہ کھلائیں تو وہ ولی ہیں۔ تیسرے نے دل میں کہا کہ اگر فلاں حسین لڑکے کو مجلس میں حاضر کر دیں تو صاحب خوارق ہیں۔

جب تینوں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے پہلے کو وہی کھانا کھلایا جو اس نے خیال کیا اور دوسرے کو اس کی خواہش کے مطابق میوہ کھانے کو دیا اور تیسرے سے فرمایا درویشوں کو جو حالات و کمالات نصیب ہوتے ہیں وہ بمتابعت صاحب شریعت ہوتے ہیں۔ اُن سے خلاف شرع امر صادر نہیں ہوتے اس لیے تمھاری خواہش پوری نہیں کی۔

اس کے بعد تینوں سے فرمایا، درویشوں کے پاس امتحان کی نیت سے نہ آنا چاہیے کیونکہ اس کو بے ادبی کہتے ہیں اور بے ادب فیض و برکت سے محروم رہتا ہے۔ ان کی زیارت خالصتاً للہ کرنی چاہیئے کیونکہ ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل ربّ
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد — تا دلِ مردِ خدا ناید بدرد

قدسیہ

ایک دفعہ ایک درویش نے بیان کیا کہ میں ایک رات حضرت خواجہ کے پاس جا رہا تھا کہ راستہ میں کانٹا لگ گیا۔ عرض حال کیا تو آپ نے فرمایا :

"اے برادر! جب تک کانٹا نہیں لگتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔"

فصل بست وسوم

ہندو پاک میں سلسلۂ نقشبندیہ کی آمد

سراج الملت

خواجہ مؤید الدین محمد باقی باللہ قدس سرہ

کابل ۹۷۱ھ / ۱۵۶۴ء — ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء دہلی (ہندوستان)

اسم والد گرامی: عبد السلام، مادہ تاریخ رحلت: فخر اسلام (۱۰۱۲)، نقشبند وقت (۱۰۱۲)، واصلوا ان اللہ مع المتقین (الآیہ) (۱۰۱۲)

نسبت باطنی: خواجگی امکنگی قدس سرہ

خلیفہ: امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز

تعارف و ولادت اسم گرامی خواجہ محمد باقی عرف باقی باللہ اور والد مکرم کا اسم گرامی قاضی عبد السلام خلجی سمرقندی قریشی تھا. جو صاحب وجد و حال تھے اور کابل میں سکونت پذیر تھے. خواجہ محمد باقی باللہ کی ولادت باسعادت کابل میں ۹۷۱ھ میں ہوئی. حضرت خواجہ والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت شیخ عمر یاغستانی تک پہنچتے ہیں جو خواجہ احرار قدس سرہ کے نانا تھے. حضرت خواجہ کی نانی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں.

بچپن ہی سے آپ پر تجرید و تفرید اور شوق خلوت، گوشہ نشینی کے آثار غالب تھے.

تعلیم آپ نے علوم ظاہری مولانا صادق حلوائی[1] رحمۃ اللہ جو علمائے عصر میں سے ممتاز اور اکابر تھے سے حاصل کئے اور مولانا کی رفاقت میں کابل سے ماوراء النہر چلے گئے اور تھوڑے عرصہ میں اپنی

---

(۱) مولانا صادق حلوائی قدس سرہ علامہ زماں تھے فاضل خوش فہم اور خوش بیاں مفکر تھے. (باقی آئندہ صفحہ پر ملاحظہ کریں)

فطری ذہانت کی وجہ سے اپنے ہم عصروں میں ایک امتیازی مقام حاصل کرلیا۔

علمی مقام حضرت خواجہ کے علم کی یہ حالت تھی کہ آپ کے احباب مشکل کتاب اور دقیق سے دقیق سبق کو آپ کے پاس لاتے تو آپ فوراً وضاحت کے ساتھ اس کو سمجھا دیتے۔

تلاشِ حق حضرت خواجہ طالب علمی کے زمانے میں بھی اولیاء وقت کی مجلسوں میں حاضر ہوا کرتے تھے تعلیم کے بعد بہت سے مشائخ کبار ماوراء النہر میں حاضری دی اور بعض جگہ توبہ بھی کی۔ مگر استقامت نصیب نہ ہوئی۔ طویل عرصہ اولیاء اللہ کی تلاش میں حیران و سرگرداں رہے کہ بشری قوت سے باہر ہے اسی تگ و دو میں آپ تمام ماوراء النہر بلخ۔ بدخشاں۔ سمرقند۔ لاہور وغیرہ میں اکابر مشائخ کی صحبت میں رہے۔ جس زمانہ میں آپ لاہور میں تھے۔ وہاں آپ کی ملاقات ایک مجذوب سے ہوئی اور جو آپ کو گالیاں دیتا تھا اور پتھر مارتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔

آخر کار ایک روز اس کو آپ پر رحم آگیا اور آپ کے لئے بہت دعا فرمائی۔

والدہ کی دعاء فرماتے ہیں اس زمانہ میں میری والدہ ماجدہ میری بے قراری بیداری کی کثرت اور ناتوانی کو دیکھ کر بہت شکستہ دل اور رنجیدہ ہوا کرتی تھیں۔ اور نہایت گریہ زاری اور عجز و نیاز کے ساتھ بارگاہ بے نیاز میں عرض کرتی تھیں "خداوندا! میرے اس فرزند کی مراد کو پورا کردے جس نے تیری طلب میں سب سے اپنا تعلق منقطع کرلیا ہے۔"

اکثر اوقات رات اور سحری کے درمیان آپ ایسی ہی دعائیں بارگاہِ خداوندی میں کرتی تھیں پس میری والدہ ماجدہ کی دعاء و مناجات سے یہ مراتب مجھ کو نصیب ہوئے۔

منزلِ مراد آخر کار اللہ تعالےٰ کی خاص عنایت سے آپ کو خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور خواب میں ہی توبہ کی توفیق بھی میسر آئی۔ بہت سے مشائخ سے معلوم ہوا تھا کہ بہتر طریقہ وہی ہے جو بہتر طور پر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ دو سال اسی مراقبہ اور ذکر کی پابندی میں رہے۔

(گزشتہ صفحہ سے آگے) ۹۸۰ھ / ۱۵۷۲ء میں حج بیت اللہ اور زیارتِ مقامات مقدسہ کے لئے تشریف لے گئے۔ شعر گوئی میں بھی خوب سلیقہ تھا۔ (تذکرہ علمائے ہند)

آخر کار حضرت شیخ باباؔ والی[1] قدس سرہٗ کی خدمت میں کشمیر میں ۹۹۹ھ میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اور قبولیت کا دروازہ کھل گیا اور فیضانِ الٰہی پہنچنا شروع ہو گیا۔ لیکن حضرت شیخ ۱۵ ربیع الاول صفر ۱۰۰۱ھ کو انتقال فرما گئے۔ تو خواجگان نقشبندیہ کی پاک روحیں طرح طرح کی تلقین کرنے لگیں۔ اور ان کی وجہ سے نسبت میں قوت پیدا ہو گئی۔

اویسیت حضرت خواجہ اویسی[2] بھی تھے۔ اور آپ نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ آپ کے خلفاء بلکہ جو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت سے تربیت پائی تھی۔ جیسا کہ آپ کی ابیات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ؎

شنیدم کاشفِ رازِ نہانی — ابوالقاسم چراغ گرگانی
کہ بودے در جہان نام اویسش — کہ باشد شربے از جام اویسش

کیم من کیں ہوس گیرد دماغم — نیاید نور ایں سودا چراغم
زبانم زیں تا نظر گرچہ بنداست — سرم بے خوداست صیدایں کمنداست

---

[1] حضرات القدس میں نام شیخ مالالی لکھا ہے لیکن اس نام کے کسی بزرگ کا ذکر کہیں اور نہیں ملتا۔ زبدۃ المقامات میں بابای والی اور خواجہ نور بخش توکلی قدس سرہٗ نے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں شیخ بابا والی کشمیری لکھا اس نام کے بزرگ بابا ولی کشمیری کا ذکر خزینۃ الاصفیاء (از مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہٗ) کے صفحہ ۳۲۲ پر ملتا ہے جو خواجہ خوارزمی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ یہ وہی حسین خوارزمی ہیں جن کا ذکر مولانا درویش محمد قدس سرہٗ کے ضمن میں ہوا ہے۔ شاید انھوں نے خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ سے نسبت نقشبندیہ حاصل کی ہو۔ واللہ اعلم۔

[2] طائفہ اویسی: اولیاء اللہ کا ایک طائفہ جسے مشائخ طریقت اویسی کہتے ہیں وہ ظاہری طور پر کسی مرشد سے استفادہ کی بجائے گزرے ہوئے مشائخ کبرائے حقیقت سے استفادہ کرتے ہیں اور حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو بلا واسطہ غیر اپنی عنایت کی گود میں پالتے ہیں جس طرح حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پالا تھا۔ یہ بہت ارفع و اعلیٰ مقام ہوتا ہے چنانچہ طریقہ نقشبندیہ میں شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ ہمیشہ اویس اویس کا ذکر کیا کرتے تھے۔

خواجہ امکنگی کی خدمت میں

صاحب حضرات القدس حضرت ملا بدر الدین سرہندی قدس سرہٗ نے خواجہ محمد صدیق بدخشی قدس سرہٗ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو دو مشکل مسئلے اس راہ میں پیش آئے تھے جو کسی طرح حل نہیں ہوتے تھے۔ آپ نے خواجہ احرار قدس سرہٗ کو واقعہ میں فرماتے دیکھا کہ جو شخص ان دونوں مسئلوں کو حل کر دے گا۔ وہی تمہارا پیر ہوگا۔

جب بلخ بخارا کی طرف متوجہ ہوئے تو مولانا شیر غانی سے دونوں مسئلے دریافت کئے لیکن آپ نے فرمایا یہ دونوں باتیں انتہا میں حاصل ہوتی ہیں۔

اسی سفر میں ایک دن خواب میں حضرت خواجگی امکنگی تشریف لائے اور فرمانے لگے "اے فرزند! چشم ما بر سرِ راہِ شما است"۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ اس واقعہ سے بہت خوش ہوئے۔ اور یہ شعر بے ساختہ آپ کی زبان اقدس پر جاری ہوگیا ؎

می گزشتم زغم آسودہ کہ ناگاہ زکمیں عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

(میں غم سے آسودہ جا رہا تھا کہ اچانک گھات میں سے ایک جہاں آشوب نگاہ نے مجھے راستے میں گھیر لیا۔)

جب آپ مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا "آؤ! بیعت کریں"۔ اور ساتھ ہی ان دونوں مسائل کو بغیر آپ کے سوال کئے مولانا نے حل کر دیا۔

خلافت

خواجہ امکنگی قدس سرہٗ نے آپ پر شفقت فرمائی اور اپنے مریدوں کو فرمایا کہ خواجہ کے لئے سردی کا انتظام کرو۔ آپ نے عرض کیا "میں سردی کا انتظام اپنے ساتھ رکھتا ہوں"۔ خواجہ امکنگی قدس سرہٗ نے فرمایا: "ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں کہ تم ہر چیز رکھتے ہو چراغ مہیا کر کے تیل اور بتی تیار کر کے لاتے ہو بلکہ روشن کر کے"۔ حضرت نے آپ کے احوال سن کر تین دن رات اپنی صحبت میں رکھا اور بالکل خلوت میں مشغول رہے اور اعلیٰ و ارفع مقامات باطنیہ سے سرفراز فرمایا۔ تمام کام بعنایت الٰہی اس سلسلۂ عالیہ کے اکابر کی روحانیت کی تربیت سے انجام کو پہنچا اور ساتھ ہی خلافت سے مشرف فرمایا۔ تاکہ اُن کے ذریعہ یہ سلسلہ عالیہ وہاں پھلے پھولے اور ترقی کرے۔ اور ہندوستان (پاک و ہند

---

۱ و ۲ حالات خلفاء امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔ (تکملہ)

جانے کی اجازت مرحمت فرمائی لیکن خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ نے انکسار اور تواضع سے عذر کیا۔ مولانا نے فرمایا:۔ "استخارہ کرو!"

استخارہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے استخارہ میں دیکھا کہ ایک خوبصورت طوطی درخت پر بیٹھا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر وہ طوطی شاخ سے اُڑکر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو میرے لیئے اس سفر میں بہت فتوح ظاہر ہوں گے۔

اس خیال کا آنا تھا کہ وہ طوطی اڑکر میرے ہاتھ پر آبیٹھا اور میں نے اپنا لعاب دہن اُس کے مُنہ میں ڈالا اور اس طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ دوسرے روز میں نے استخارہ کا حال خواجگی امکنگی سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ طوطی ہندوستان کا پرندہ ہے ہندوستان میں تمہارے دامن برکت سے ایک بزرگ کا ظہور ہوگا۔ اور تم اس سے بہرہ ور ہوگے۔

غیرت حضرت خواجگی امکنگی کے بعض پرانے حاضر باشوں اور مجلس نشینوں کو جب معلوم ہوا کہ خواجہ محمد باقی باللہ کو خلافت واجازت دے کر ہندوستان بھیجا جارہا ہے۔ تو انھوں نے غیرت کے مارے شور مچایا۔ مولانا کو جب خبر ملی تو انھوں نے فرمایا:۔

"یہ جوان تکمیل کو پہنچا ہوا تھا ہم نے صرف اصلاح احوال کی ہے جو شخص ایسا ہوکر آئے گا اس کو اسی طرح جلدی رخصت کیا جائے گا۔ اس نوجوان سے ہندوستان میں ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کی پوری رونق ہوگی اور بلند ہمت طالب اس کی مبارک تربیت سے مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہنچیں گے۔"

تواضع وانکساری روانگی کے وقت خواجگی امکنگی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تمھیں درجہ قرب عطا فرمائے تو میرے لیئے شفاعت کروگے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے ازراہ تواضع عرض کی کہ یہ خواہش تو اس فقیر کی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا نے فرمایا "اچھا دونوں طرف سے یہی معاہدہ ہونا چاہیئے" چنانچہ دونوں طرف سے یہ معاہدہ قرار پایا اللہ! اللہ یہ تھی ان حضرات کی تواضع وانکساری۔

ہندوستان میں آمد آپ ہندوستان پہنچ کر ایک سال کے قریب لاہور میں رہے اور وہاں بہت علماء وفضلاء آپ کے گردیدہ ہوگئے۔ اس کے بعد طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں

کی بشارت کے موافق دہلی تشریف لائے جو کہ مزارات اور بابرکات اولیاء کا مرکز ہے آپ یہاں قلعہ فیروزی میں مقیم ہو گئے جو کہ دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے۔ اکثر اوقات نمازِ عشاء کے بعد آپ مراقب ہوتے اور ایک ہی مراقبہ میں صبح کر دیتے۔

حالات آپ کے تمام اصحاب دست بستہ سر جھکائے حلقہ کر کے نہایت ادب اور تواضع کے ساتھ آپ کے حضور کھڑے رہتے۔ کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے اور آنجناب بھی کسی کی طرف نظر نہ فرماتے اگر اتفاقاً آپ کی نظر کسی پر پڑ جاتی تو وہ فوراً بے ہوش اور بے خبر ہو جاتا۔ آپ کی گوشہ نشینی کے باوجود دہلی اور اطراف و اکناف کے مشائخ باوجود خلافت و مشیخیت اور سجادہ نشینی کے نیازمندی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

طریقہ آپ کا طریقہ شریفہ گمنامی۔ حالات کی پوشیدگی۔ انکساری اور دید تصور کا تھا۔ ضرورت کے سوا گفت گو نہیں فرماتے تھے۔

کسرِ نفسی اگر کوئی بیعت کے لئے حاضر ہوتا تو عموماً ٹال دیا کرتے اور کہتے تم کسی اور جگہ رہبر تلاش کرو مگر صادق العقیدہ طالب آپ کے آستانہ کو نہ چھوڑتے تو ناچار قبول فرماتے۔

آپ کے خلیفہ حضرت حسام الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب وہ خود پہلی دفعہ حضرت خواجہ محمد باقی اللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس طرح معذرت کی کہ ناچار وہ مرشد کی تلاش میں نکل پڑے آگرہ کی ایک گلی میں سے گزر رہے تھے کہ گانے کی آواز آئی۔ کوئی شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پڑھ رہا ہے۔ ؎

تو خواہی آستین افشاں وخواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نخواہد رفت از دکانِ حلوائی

اس شعر کا سننا تھا کہ میں فوراً واپس دہلی آیا حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے اصرار کر کے داخل سلسلہ نقشبندیہ ہوا۔

امامِ ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ گو آپ کسی طالب کو فی الفور داخلِ سلسلہ نہ فرماتے لیکن جب امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ شیخ احمد سرہندی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نہایت لطف و مہربانی سے پیش آئے اور فی الفور بلکہ

اصرار کر کے داخلِ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ فرمایا۔

وصال

آپ کی عمر مبارک چالیس سال کے قریب ہوئی تو اپنی بی بی کو فرمایا: "جب میری عمر چالیس برس ہو گی تو مجھے ایک عظیم حادثہ پیش آئے گا۔" پھر ایک دن فرمایا: "مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ جس کام کے لئے تمہیں بھیجا گیا تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔" پھر ایک دن فرمایا: تھوڑے دنوں میں سلسلۂ نقشبندیہ کے کسی بزرگ کا انتقال ہو گا وہ قطبِ زمانہ ہو گا۔

غرض، ماہ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ میں امراضِ جسمانی نے آپ پر غلبہ پالیا اور ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء بروز ہفتہ اسمِ ذات کا ورد کرتے ہوئے جاں بحق تسلیم کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرقدِ اقدس بیرونِ شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ قریب قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کی وصیت مبارک کے مطابق مرقد شریف پر گنبد نہیں بنایا گیا۔ صرف بلند چبوترہ بنا دیا گیا ہے جو خواجہ حسام الدین قدس سرہٗ کی کوشش سے نہایت زینت سے تیار ہوا۔[۱]

تاریخِ وصال

خواجہ باقی آں امام اولیاء
عارف باللہ اسرار نہفت
نکہتِ بستانِ سرائے انبیاء
از نہال جعفری خوش گل شگفت
چوں بود مشرب فنا اندر بقاء
محو حق گشتہ در اسرار سُفت
سال تاریخ وصالش خسروے
فی البدیہ "نقشبند وقت" گفت
۱۰۱۲ھ

۱۔ راقم کو ۱۹۸۰ء اور ۱۹۸۲ء میں دو دفعہ مرقدِ انور پر حاضری کا موقعہ نصیب ہوا۔ اب مرقدِ انور پر لوہے کی نالیدار چادر کا سایہ ہے۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ تقریباً دس بارہ سال پہلے کسی معتقد نے بنوایا ہے۔

حالات و مقامات

صاحب حضرات القدس علامہ بدرالدین سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :۔

"آپ کا باطنی نور نہایت النہایت ہیں جس سے مقام قطبیت متعلق ہے پُر اور منور ہوا چنانچہ اسی نور سے شیخ ظاہر کی اجازت کے بعد آپ کے مقام ارشاد و تکمیل میں ایک شان عظیم پیدا کی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی ایک صحبت میں طالبوں کو اتنے فوائد حاصل ہوتے تھے۔ جو سالہا سال کے مجاہدوں اور ریاضتوں سے بھی کسی کو حاصل نہ ہو سکتے اس کے ساتھ ہی آپ نے بارہ قطبوں کے مقام سے پورا حصہ حاصل فرمایا تھا۔

نیز بطریق خاص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے آپ متوجہ مقامات فوق ہوئے۔ اور اس سلوک فوقانی کو حاصل کر کے عام کر دیا۔ آپ اس راہ سے اس اسم الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس اسم الٰہی تک پہنچ کر درجات تقویٰ و شہادت اور صدیقیت میں ترقی کر کے اسی راستہ سے غیب ذات تک واصل ہوئے اور نقطہ نہایت النہایت میں پہنچ کر مستہلک ہوئے اور سعادت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔ [1]

زہد و استغناء :۔ آپ کے زہد و استغناء کا یہ عالم تھا کہ آپ کی محفل جنت آئین میں دنیاوی کاموں کا کوئی ذکر نہ ہوتا تھا۔ درویشوں اور اپنے لوگوں کے لئے سوائے مسکینی اور فقر و فاقہ اور زہد و قناعت کے اور کچھ نہیں چاہتے تھے باوجودیکہ دولتمند اور مالدار عقیدتمند آپ کے فقراء کا وظیفہ مقرر کرنا چاہتے تھے لیکن آپ نے اور آپ کے ساتھ نسبت والے درویشوں نے کبھی قبول نہ فرمایا۔ بلکہ فرماتے تھے جس شخص کو ہمارے ذریعہ سے مالی امداد پہنچے تو اس کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ہمیں اس کے ساتھ دینی محبت میں کمی ہے۔

لاکھ روپیہ واپس :۔ ایک دفعہ خان خاناں نے آپ کے درویشوں کے حج کے لئے آپ کے پاس ایک لاکھ روپیہ بھیجا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور واپس کر دیا۔ فرمایا :۔

"مسلمانوں کی اتنی بڑی رقم ہم اپنے اوپر خرچ نہیں کرنا چاہتے۔"

---

[1] حضرات القدس ترجمہ ۲۶۴ - ۲۶۵ -

تصرفات

۱۔ جمالِ خواجہ ایک خطیب صاحب منبر پر تھے اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ سامنے تشریف فرما تھے۔ اچانک خطیب صاحب کی نگاہ آپ کے جمال مبارک پر پڑی۔ اسی وقت اُس کے اعضاء میں لرزہ طاری ہوگیا اور اس حالت کا ان پر ایسا غلبہ ہوا کہ بولنے کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہوکر منبر سے زمین پر گر گیا۔

۲۔ نگاہِ خواجہ ایک روز ایک فوجی افسر حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی ملاقات کے لیے آیا۔ اس کا نوکر اس کا گھوڑا پکڑے ہوئے تھا کہ اچانک حضرت مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ کی کیمیا نظر اس خادم پر پڑ گئی وہ بے چارہ بے ہوش ہوکر گر گیا۔ پھر اٹھا تو پھر گر گیا اور گیند کی طرح لڑھکتا رہا۔ رات کا ایک حصہ اسی طرح بے قرار رہا اور پھر حالت جنوں میں جنگل کی طرف چلا گیا اور پھر اس کا سراغ نہ ملا۔

۳۔ غیرتِ خواجہ ایک چشتی شیخ زادہ حضرت خواجہ کا مرید ہوا۔ اتفاقاً اس کو ایک مرض لاحق ہوا کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ کسی نے یہ معاملہ حضرت خواجہ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اس کے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ اس طریقہ کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی نسبت حاصل کرنی چاہیئے اور یہ بات مجھ پر ظاہر ہوگئی اس لیے مجھے غیرت آئی اور یہی علالت کی وجہ ہے۔

اس شخص نے یہ بات شیخ زادے سے بیان کی تو اس نے تصدیق کی اور توبہ وندامت ظاہر کی اس کو فوراً آرام آگیا۔

۴۔ ہمسایہ پروری ایک مرتبہ نائب حاکم نے آپ کے ہمسایہ پر بہت ظلم کیا۔ اور چاہا کہ گھر سے نکال دے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے بہت سمجھایا اور فرمایا کہ اس محلہ میں ایک فقیر رہتا ہے اس سے درگزر کر لیکن وہ نہ مانا۔ آپ نے فرمایا: ہمارے خواجگان بہت غیور ہیں صرف تیری ہی نہیں بلکہ اوروں کی جانیں بھی جائیں گی۔ لیکن اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔

دو تین روز بعد اس پر چوری کا الزام لگا۔ اور اس کو مع خویشاں قتل کر دیا گیا۔ غرضیکہ آپ کے تصرفات نہایت قوی تھے۔

تفرید ایک دفعہ شیخ تاج الدین قدس سرہٗ جو آپ کے جلیل القدر خلفا میں سے تھے کو فرمایا تاج! مجھ پر اس قدر واردات واحوال اور فتوحاتِ انوار و اسرار وارد ہوئے ہیں کہ اگر یہ دریا سیاہی ہو جائے تو ان کے لکھنے کے لئے کافی نہ ہو۔ مگر میرا مطلب دید و دانش سے دور ہے ۔

طلب بے چوں و مطلب ہیچ گونہ — نہ آں را شبہ و ازیں را نمونہ

اس کے باوجود آپ پر تفرید اس قدر غالب تھی کہ مجلس میں اپنی بزرگی کا خیال نہ رکھتے۔ آپ صرف دو تین سال تربیت میں مشغول رہے اس کے بعد سب سے کنارہ کش ہو گئے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ بجز نماز با جماعت کے کہیں تشریف نہ لے جاتے۔

احتیاطِ لقمہ لقمہ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ آپ کسی ہدیہ کو بجنسہٖ مصرف میں نہ لاتے حالانکہ بحکم حدیث نَحْنُ لَا نَرُدُّ الْهَدِيَّةَ ۔ (ہم ہدیہ رد نہیں کرتے۔) آپ ہدیہ واپس نہ فرماتے۔

آپ نہایت تاکید فرماتے کہ کھانا پکانے والا با وضو ہو اور کھانا پکاتے وقت حضور و جمعیت میں مشغول رہے اور اس وقت دنیاوی کلام میں مصروف نہ ہو۔

فرمایا کرتے: جو لقمہ بغیر حضور و احتیاط کے کھایا جائے اس سے ایک دھواں پیدا ہوتا ہے جو فیض کے راستوں کو بند کر دیتا ہے۔

تلقین طریقہ آپ جس کو داخل سلسلہ فرماتے تو ایک جماعت کو ذکر نفی اثبات اور بعضوں کو صرف اثبات یعنی ذکرِ اسمِ ذات عزشانہٗ "اللہ" فرماتے اور اس کو تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی ہمت اور توجہ بھی شاملِ حال رکھتے تو اسی وقت اس کا دل ذاکر ہو جاتا اور اسی حالت میں عالم امثال عالم ارواح اور عالم معانی منکشف ہو جاتا۔ اور آپ کی توجہ کے کئی کئی دن بعد ہوش میں آتے۔ اس طرح اَلشَّیخُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ ۔ (پیر زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔) کا نظارہ دیکھنے میں آتا۔

عظمت و کمال آپکی عظمت و رفعت اور کمال کو سمجھنے کے لیے یہی مثال کافی ہے کہ آپ دہلی میں دو تین سال مسند ارشاد پر رہے اس قلیل عرصہ میں اس قدر عقیدتمند اور مخلص آپ سے وابستہ ہو گئے اور خصوصاً امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ جن کا سن ولادت اور آپ کا سن ولادت ایک ہی (یعنی ۹۷۱ھ) ہے انھوں نے آپ کی خاص عنایات کے اثر سے اس تیزی سے مقاماتِ سلوک طے کیے اور تکمیل و ارشاد کے مقام پر ایسے تھوڑے عرصے میں پہنچا یا کہ شاید

باید جن سے طریقہ نقشبندیہ کی ہندو پاکستان میں اس قدر ترویج ہوئی اور اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوں نے ایسی دینی خدمات انجام دیں جس سے تاریخ کا رُخ موڑ دیا اور دینِ حق کے لیے ان کی کوششیں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

شاید قدرت نے آپ کو امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تربیت و تکمیل کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ کیونکہ اس کے بعد آپ نے مریدوں کی تربیت امام ربانی قدس سرہٗ کے سپرد کردی اور خود چالیس سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

عظیم مثال تاریخ سلوک تصوف میں ایسی مثال شاید ہی ہو کہ اس کم عمری میں ایسے کمالات پر نہ صرف خود فائز ہوئے بلکہ اپنے مریدوں کو بھی عظیم مقامات پر پہنچا کر فارغ ہو گئے۔ ؎

چہ باد است کہ از نشہ اش جہاں مست است

زمانہ مست و زمین مست و آسمان مست است

معمولات آپ ہمیشہ باوضو رہتے۔ نماز عشاء ادا فرما کر حجرہ میں چلے جاتے اور کچھ دیر مراقبہ میں رہتے جب اعضاء پر ضعف غلبہ کرتا تو اٹھ کر تازہ وضو فرماتے اور دو رکعت ادا فرما کر پھر مراقبہ میں چلے جاتے اور اسی طرح پھر جب اعضاء پر ضعف طاری ہونے لگتا۔ تو اسی طرح کرتے۔ عموماً رات اسی طرح گزر جاتی۔ تسلیم و رضا اس قدر غالب تھی کہ مکان کی صفائی۔ مرمت اور روشنی کا کبھی ذکر نہ کیا۔

قدسیہ

۱۔توحید فرمایا، توحید حاصل کرنی چاہیئے اور توحید محققین متکلمین کی یہ ہے، لَامُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللہ۔ (سوائے اللہ تعالیٰ کے وجود کے کوئی مؤثر نہیں) یعنی اپنی تمام قدرت کو حق تعالیٰ کے حوالے کرنا اور خود کو اس قدرت سے خالی پانا۔

بعض متاخرین علماء قدرت مؤثرہ کو بندہ کے لیے بھی فی الجملہ ثابت کرتے ہیں اور ان کی توحید لَامَعْبُوْدَ اِلَّا اللہ مگر اصح مذہب وہی ہے لَامُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ الا اللہ۔ اور صوفیہ جس طرح فعل اور قدرت کو منسوب بحق رکھتے ہیں بقیہ ساتوں صفاتِ الٰہیہ یعنی باقی۔ علم۔ حیات۔ سمع۔ بصر

عم

ارادہ. کلام. کو بھی حق تعالےٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں.

ایمان فرمایا: اکثر محققین کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص خدائے بزرگ و برتر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تحقیقی لائے تو پھر اس کا ایمان کبھی رد نہیں ہوتا. اور جو شخص ایمان لانے کے بعد مردود ہو گیا. اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ایمان تحقیقی نہ تھا اور تقلید کی حد تک تھا.

۳. طریقۂ نقشبندیہ فرمایا: اگر کسی کو ہمارے طریقہ کے درویش جس میں اکابر طریقہ کے اوصاف موجود ہوں سے محبت ہو جائے کہ ان کی غیبت (غیر موجودگی) میں بھی اس کی صورت حاضر رہتی ہو. تو طریقہ رابطہ اختیار کرنا چاہیئے لیکن پھر طالب کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے اس درویش کو اس کی جانب سے کراہت پیدا ہو. طالب کو چاہیئے کہ اپنی مرادوں کو دل سے نکال کر اس کی مراد پر قائم رہے.

۴. طریقۂ صدیقیہ فرمایا: بالجملہ اس طریق سے سلوک کا مدار جانبین کے ارتباط پر ہے جس طرح روئی آتشی شیشہ کے مقابل ہو کر آفتاب سے حرارت حاصل کرتی ہے. بالکل اسی طرح باطن بوجہ ارتباط حرارت آگاہی حق تعالےٰ کسب حاصل کرتا ہے کیونکہ طالب اور اس درویش کی مثال روئی اور آتشی شیشہ اور آفتاب کی ہے.

یہ طریقہ حقیقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ان کو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بدرجہ کمال حاصل تھی اور اسی راہ سے انھوں نے فیض عظیم حاصل کیا.

فرمایا: طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے وہ اسی نسبت حُبی کے لحاظ سے ہے کیونکہ ان کا طریقہ اس نسبت کی نگہداشت ہے.

۵. جذبہ فرمایا: ہمارے طریقۂ ذکر سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جذبہ کی مدد سے جمع مقامات بسہولت واستقامت حاصل ہو جاتے ہیں.

۶. مراقبہ فرمایا: مراقبہ اپنے افعال و توانائی سے باہر آنے اور فیضان الٰہی کے منتظر رہنے کو کہتے ہیں.

۷. دوام مراقبہ فرمایا: دوام مراقبہ بڑی دولت ہے اس سے دلوں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے. اور دلوں میں قبولیت اللہ تعالےٰ کی قبولیت کی نشانی ہے.

۸۔ ذکر فرمایا، ذکر ماسوا اللہ کے ذکر سے باہر آنے کو کہتے ہیں اور کمالِ ذکر یہ ہے کہ خود اپنے ذکر سے باہر آجائے اور ظہور سِرّ ہو الذاکر والمذکور ہو۔

۹۔ طریقہ کا دار و مدار فرمایا ہمارے طریقہ کا دار و مدار تین باتوں پر ہے اوّل عقائدِ اہلِ سنت و جماعت پر استقامت۔ دوم آگاہی اور سوم عبادت۔

اگر کسی شخص کی ان تینوں چیزوں میں سے ایک میں خلل اور فتور آجائے تو وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے ہم عزت کے بعد ذلت، اور قبول کے بعد ردّ سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

۱۰۔ توکّل فرمایا، توکل رویت اسباب سے باہر نکلنے کو کہتے ہیں اور کمالِ توکل یہ ہے کہ وجود اسباب سے باہر آجائے۔ فرمایا: قناعت ترک فضول واکتفا بقدر حاجت اور عُمدہ کھانے اور لباس اور مسکن سے پرہیز کو کہتے ہیں اور کمال قناعت یہ ہے کہ صرف ہستی اور محبت حق تعالےٰ پر اکتفا اور آرام پائے۔

۱۱۔ رضاءِ الٰہی نفس کی رضا کو ترک کرنا اور رضائے الٰہی میں مشغول رہنا ہے

۱۲۔ عزلت عزلت (گوشہ نشینی) مخلوق کے میل جول سے کنارہ کشی کو کہتے ہیں اس کا کمال یہ ہے کہ خلق کو دیکھنے سے چھٹکارہ ہو جائے۔

۱۳۔ توجّہ تمام خواہشات سے نکل جانے اور پورے طور پر حق سبحانہٗ کی طرف متوجّہ ہونے کو کہتے ہیں۔

۱۴۔ صبر نفس کی لذّتوں کو ترک کرنے اور اپنی پیاری اور محبوب اشیائ سے باز رہنے کو کہتے ہیں۔

۱۵۔ توبہ گناہ سے باز آنے کو کہتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک حجاب گناہ ہے، اس لئے خلق سے قلبی جدائی میں توبہ کا کمال ہے۔

وصل بست و چہارم

امام سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

ہزار سالہ مجدد

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند ٭ اب مناسب ہے کہ تیرا فیض عام ہو ساقی

سرمایہ ملت کا نگہبان

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی قدس سرہٗ

از نسل خلیفۂ دوم امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سرہند شریف (ہندوستان) ۱۴، شوال ۹۷۱ھ — ۲۸، صفر ۱۰۳۴ھ سرہند شریف

۵، جون ۱۵۶۴ء — ۱۰، دسمبر ۱۶۲۴ء

مادہ تاریخ رحلت : وارث الرسول

۱۰۳۴

جان شریعت - امتثال نبی

۱۰۳۴

نسبت باطنی : خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ۔ خلفاء : بے شمار، بے حد حساب

صاحبزادگان والاشان کا فیض بے مثال و لامحدود

حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ در حضور حضرت مجدد قدس سرہٗ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے — اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے — جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

سلام از ما رسد ہر دم بہ جانش
الٰہی از تو رحمت بر روانش

تعارف ونسب

غوث المحققین، قطب العارفین، قطب الارشاد، فرد الافراد، قیوم زمانی، محبوب صمدانی امام ربانی المعروف مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز کا اسم گرامی احمد کنیت ابوالبرکات لقب بدرالدین خطاب امام ربانی مجدد الف ثانی اور والد گرامی قدر کا اسم شریف شیخ عبدالاحد ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب امام العادلین امیر المومنین حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک ستائیس۲۷ واسطوں سے پہنچتا ہے۔ جو کچھ یوں ہے:

شیخ احمد[1] بن شیخ عبدالاحد[2] بن شیخ زین العابدین[3] بن شیخ عبدالحی[4] بن شیخ محمد[5] بن شیخ حبیب اللہ[6] بن شیخ رفیع الدین[7] بن شیخ نصیر الدین[8] بن شیخ سلیمان[9] بن شیخ یوسف[10] بن شیخ اسحاق[11] بن شیخ عبداللہ[12] بن شیخ شعیب[13] بن شیخ احمد[14] بن شیخ یوسف[15] بن شیخ شہاب الدین[16] ملقب بہ فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین[17] بن شیخ محمود[18] بن شیخ سلیمان[19] بن شیخ مسعود[20] بن شیخ عبداللہ الواعظ الاصغر[21] بن شیخ عبداللہ الواعظ الاکبر[22] بن شیخ ابوالفتح[23] بن شیخ اسحاق[24] بن شیخ ابراہیم[25] بن شیخ ناصر[26] بن شیخ عبداللہ[27] بن امیر المومنین عمر فاروق[28] رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔

محقق خاندان مجددیہ حضرت ابوالحسن[1] زید فاروقی دہلوی مدظلہ العالیہ نے "مقامات خیر" میں اکتیس واسطوں سے نسب درج کیا ہے:

شیخ شعیب[13] بن شیخ احمد[14] بن شیخ یوسف[15] بن شیخ شہاب الدین[16] فرخ شاہ کابلی بن شیخ نورالدین[17] بن شیخ نصیر الدین[18] بن شیخ محمود[19] بن شیخ سلیمان[20] بن شیخ مسعود[21] بن شیخ عبداللہ الواعظ الاصغر[22] بن شیخ عبداللہ[23] الواعظ الاکبر بن شیخ ابوالفتح[24] بن شیخ اسحاق[25] بن شیخ ابراہیم[26] بن شیخ ناصر[27] بن شیخ عبداللہ[28] بن شیخ عمر[29] بن شیخ حفص[30] بن شیخ عاصم[31] بن حضرت عبداللہ[32] رضی اللہ عنہ بن سیدنا امیر المومنین عمر فاروق[33] رضی اللہ عنہ۔

---

(۱) حضرت ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالیہ خاندان مجددیہ کے باقیات اور شاہ ابوالخیر فاروقی مجددی قدس سرہٗ دہلوی کے جانشین ہیں۔ ولادت ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ / ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء کو دہلی میں ہوئی۔ دہلی میں ہی حصول تعلیم کے بعد جامعہ ازہر مصر سے فارغ التحصیل ہوئے اور اپنے والد گرامی شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ فاروقی مجددی سے نسبت باطنی حاصل کی۔ خاندان فاروقیہ مجددیہ کے عظیم محقق ہیں۔ آپ کی تصنیفات بیس سے زائد ہیں۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ کریں)

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر پاک پتن قدس سرہٗ کا شجرہ نسب آپ کے اجداد میں سولہویں نمبر پر ملتا ہے جو اس طرح ہے :۔

" بادا فریدالدین بن شیخ جمال الدین بن سلیمان بن قاضی شعیب بن محمد احمد بن محمد یوسف بن شیخ محمد بن شہاب الدین ملقب بہ فرخ شاہ کابلی "

سرہند شریف

سرہند بگو کہ رشک چمن است
خلدیست بریں کہ بر زمین است

سرہند کا اصل صحیح لفظ "سہرند" ہندی کے دو لفظوں سے مرکب ہے "سہ" بمعنی شیر اور "رند" بمعنی جنگل یعنی "شیروں کا جنگل" جو امتداد زمانہ سے سرہند بن گیا۔

اصل میں اس جگہ ایک بڑا جنگل تھا۔ جہاں شیر بکثرت تھے۔ سلطان فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں عمال شاہی خزانہ لاہور سے دہلی لے جا رہے تھے کہ اس مقام پر ان کا پڑاؤ ہوا۔ ان میں ایک عارف باللہ صاحب کشف مرد بھی شامل تھا۔ اس نے اپنی چشم باطن سے دیکھا۔ کہ اس خطہ سے ایک نور تحت الثریٰ سے عرش عظیم تک جاتا ہے۔ اور اپنے نور فراست سے معلوم کیا کہ اس جگہ ایک بزرگ جلیل القدر ہوں گے جن سے دین اسلام کی ترویج و تجدید ہو گی۔

یہ قافلہ دہلی پہنچا تو اس صاحب کشف بزرگ نے بادشاہ کے مرشد مخدوم[۱] جہانیاں شیخ جلال الدین

(گزشتہ صفحہ سے آگے)، جن کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں مؤلف کتاب دہلی گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر دی۔ آپ باقیات سلف میں سے ہیں آپ کا سایہ نقشبندیوں پر دیر تک قائم ہے۔ آمین

۱؎ سید جلال الدین بخاری قدس سرہٗ المعروف مخدوم جہانیاں (۱۵ شعبان ۷۰۷ھ / ۱۰ ذوالحجہ ۷۸۵ھ) ابتداء میں اپنے چچا شیخ صدرالدین بخاری قدس سرہٗ سے خرقہ پہنا پھر حرم شریف کے شیخ الاسلام امام المحدثین شیخ عفیف الدین عبداللہ یافعی یمنی قدس سرہٗ (ف ۷۶۸ھ کبار مشائخ حرمین شریفین اور صاحب تصنیف) سے کلاہ ارادت اور خرقہ تبرک حاصل کیا۔

مشہور ہے کہ آپ جس سے معانقہ کرتے اور گلے ملتے اس سے اسکی کرامتیں چھین لیتے تھے۔ آپ چودہ خانوادوں کے خلیفہ تھے۔ کئی مرتبہ اچ سے دہلی آئے سلطان فیروز تغلق آپ کا عقیدتمند تھا۔

(اخبار الاخیار)

قدس سرہٗ سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ تو انھوں نے بادشاہ سے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ میں سینہ بہ سینہ یہ وصیت چلی آرہی ہے کہ برصغیر ہندوستان میں ہجرت نبوی سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ ظہور فرمائیں گے جن سے تجدید و ترویج دینِ اسلام عظیم طریقہ پر ہوگی۔ اور اس کو اولیاء سابقین کے تمام کمالات و فیوضات حاصل ہوں گے۔

شیخ مخدوم جہاں قدس سرہٗ نے بادشاہ فیروز شاہ تغلق سے فرمایا:

"اگر اس جگہ ایک شہر کی بنیاد رکھی جائے تو اس سے آپ فیضِ عظیم کے حامل قرار پائیں گے۔"

چنانچہ فیروز شاہ تغلق نے فی الفور اپنے وزیر فتح اللہ کو اس جگہ شہر بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس طرح اس جگہ جنگل کو صاف کر کے قلعہ کی بنیاد رکھی گئی۔ لیکن عجیب واقعہ یہ ہوا کہ جس قدر تعمیر دن کو مکمل ہوتی تھی رات کو گر جاتی تھی کافی دن کے بعد جب تجسس بڑھا تو بادشاہ کو اطلاع دی گئی۔

بادشاہ نے مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ سے واقعہ عرض کیا تو آپ نے اپنے خلیفہ خاص حضرت شیخ رفیع الدین (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے چھٹے جد امجد اور وزیر فتح اللہ کے برادر خورد) کو تعمیر شہر پر متعین فرمایا۔ شیخ رفیع الدین نے وہاں پہنچ کر اپنے نورِ باطن سے معلوم کیا کہ وزیر نے ایک نوجوان صاحبِ حال اور صاحبِ دل بزرگ کو بیگار میں پکڑ کر مزدوروں میں شامل کیا ہے وہ رات کو توجہ ڈال کر گرا دیتا ہے۔ آپ نے اس بزرگ کو شناخت کیا۔ وہ حضرت بوعلی[1] قلندر قدس سرہٗ تھے۔

شیخ رفیع الدین قدس سرہٗ نے حضرت بوعلی قلندر قدس سرہٗ سے معذرت کی اور عزت افزائی فرمائی تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ نے فرمایا: میں نے یہ سب کچھ صرف آپ کو بلوانے کے لئے کیا تھا۔ اور یہ

---

(۱) شیخ شرف الدین بوعلی قلندر قدس سرہٗ (۶۵۲ھ - ۱۳ رمضان المبارک ۷۲۴ھ) مجذوب اور ولی اللہ تھے۔ آپ امام اعظم امام ابوحنیفہ قدس سرہٗ کی نسل سے تھے۔ ابتداء میں علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد سلوک و طریقت کی طرف آئے۔ مگر جلد ہی تمام کتب دریا برد کر کے مجذوب بن گئے۔ تاریخی شہادت تو نہ مل سکی لیکن مشہور ہے کہ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ (۵۲۵ھ - ۶۳۳ھ) کے مرید تھے شاید اویسی ہوں آپکی تصنیفات مکتوبات، حکم نامہ اور مثنوی مشہور ہیں (اخبار الاخیار حاشیہ تذکرہ صوفیائے سرہند) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرہند کی تعمیر ۷۲۴ھ سے پہلے شروع ہوئی اگر بعد میں شروع ہوئی ہو تو یہ واقعہ مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ حضرت بوعلی قلندر قدس سرہٗ کی وفات ۷۲۴ھ میں ہو گئی تھی۔

سبب حکم خداوندی کے تحت تھا کیونکہ آپ کی نسل سے ہی وہ وحید اُمت پیدا ہوگا جس کے لیے یہ شہر تعمیر کیا جارہا ہے۔ چنانچہ قلعہ اور شہر کی تعمیر شیخ رفیع الدین قدس سرہٗ کے اہتمام سے ۱۰۰۰ھ میں سرانجام پائی اور یہیں آپ نے سکونت فرمائی۔ آپ کا مزار اقدس حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے روضہ کے شمال میں تھوڑے فاصلہ پر ہے۔

امتدادِ زمانہ سے یہ شہر سہرندؔ سے سرہندؔ (یعنی ہندوستان کے شہروں کا سر) بن گیا۔ یعنی اس شہر کی دینی عظمت و رفعت ہندوستان کے باقی تمام شہروں میں ایسے ہے جیسے جسم انسانی میں سر کی عظمت باقی اعضاء کے مقابلہ میں ہے۔

مغل شہنشاہ شاہجہان (جو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا مرید اور آپ کی اولاد کا معتقد تھا) نے ۱۰۴۴ھ میں ایک عالیشان محل اور باغ تعمیر کرایا اور ۱۱۰۰ھ تک شہری آبادی میں ترقی رہی۔ اس کے بعد سکھوں نے اس شہر کو تباہ و برباد کر کے اُجاڑ دیا۔ اور یہ شہر ویران ہوگیا۔ پھر کافی مُدت بعد کچھ آبادی ہوئی۔ یہاں ہر سال ۲۸ صفر المظفر کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا عرس مبارک[1] منعقد ہوتا ہے اور آج بھی ہزارہا برگزیدہ ہستیاں بلندی درجات و مقامات پر فائز ہوتی ہیں۔

اولیائے متقدمین کی بشارتیں

۱۔ جُبّہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ

جناب غوث پاک نے خبر دی اُن کی آمد کی
ظہور ہوگا ہند میں مجدد الف ثانی کا

روضۃ القیومیہ اور دیگر کُتب میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز جنگل میں مراقبہ میں تھے۔ کہ یکایک آسمان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے تمام عالم منور ہوگیا اور آپ

---

[1] عرس مبارک کی یہ محفل اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک بے مثال اور منفرد مقام کی حامل ہے۔ کیونکہ باقی محافلِ عرس کے برعکس یہاں تلاوت قرآن حکیم کے علاوہ اور کوئی پروگرام نہیں ہوتا۔ ۲۸ صفر المظفر کو صرف ہندو پاکستان سے ہی نہیں بلکہ افغانستان اور دیگر ممالک سے حفاظ و قراء حاضر ہوتے ہیں۔ صبح طلوع آفتاب سے تلاوت قرآن مجید شروع ہو کر ظہر تک یہ محفل ہوتی ہے۔ حفاظ و قراء کی تعداد اس قدر زیادہ ہوتی کہ کسی حافظ یا قاری کو تین چار منٹ سے زیادہ وقت نہیں دیا جاتا۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

کو القا ہوا کہ یہ نُور اس صاحب عزیز کا ہے جو تقریباً پانچ سو سال بعد ظاہر ہوگا جب تمام عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گی اور وہ دُنیا سے شرک و الحاد کو نابود کر دے گا۔ دین اسلام کی تجدید کر کے دین کو تازگی بخشے گا۔ اس کے فرزند بارگاہِ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

اس واقعہ کے مشاہدہ کے بعد حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ نے اپنے خرقہ خاص کو اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادے تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہٗ کو تفویض کر کے ارشاد فرمایا:۔

"یہ خرقہ ہماری نسل سے سلسلہ بسلسلہ اُس بزرگ کو پہنچانا"۔

چنانچہ آپ کی اولاد میں وہ خرقہ ایک کے بعد دوسرے کے سپرد ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۰۱۳ھ میں حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہٗ کی نسل میں سید شاہ سکندر قادریؒ نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کے حکم کے مطابق وہ خرقہ حضرت مجددؒ کی خدمت میں پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

۲۔ مثلِ اصحابِ کبار

شیخ احمدؒ جام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد سترہ آدمی میرے ہم نام پیدا ہوں گے ان میں سب سے آخر میں یعنی سترھویں جو مجھ سے چار سو سال بعد اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک ہزار سال بعد ہوں گے۔ وہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اولیائے اُمت میں سے افضل ہوں گے۔

حضرت شیخ احمد جام قدس سرہٗ کے فرزند شیخ ظہیر الدین علیؒ قدس سرہٗ "رموز العاشقین" میں فرماتے ہیں کہ آخر عمر تک میرے والد گرامی کے ہاتھ پر چھ لاکھ آدمیوں نے توبہ کی بیعت کی تھی۔ تو میں نے عرض کیا کہ میں نے اکثر مشائخ کبار کے حالات کتب میں دیکھے ہیں لیکن آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: مجھ سے چار صد سال بعد ایک بزرگ میرے ہم نام ہوں گے ان کے حالات مجھ سے کہیں افضل اور مثل اصحاب کبار ہوں گے۔

حضرت شیخ الاسلام کی وفات سنہ ۵۳۶ھ میں ہوئی۔

(گزشتہ صفحہ سے آگے) لیکن پھر بھی کثیر تعداد کی باری نہیں آتی۔ نماز ظہر سے قبل اس عظیم محفل میں دعا ہوتی ہے اور پھر نماز ظہر کے بعد محفل اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔

؏ حالات سب سے پہلے خواجہ بوعلی فارمدی قدس سرہٗ کے ضمن میں لکھے جا چکے ہیں۔

۳۔ حضرت خلیل بدخشی قدس سرہٗ کا الہام

"مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی" میں مذکور ہے کہ ایک روز شیخ خلیل اللہ نے فرمایا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک عزیز اور افضل ترین اولیاء اُمت ملک ہند میں پیدا ہوں گے جن سے شرف ملاقات میسر نہ ہونے کا مجھے بے حد افسوس ہے۔

انھوں نے ایک خط بطور عرضداشت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے نام تحریر کیا۔ اور اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی کو دیا جو ۱۰۲۲ھ میں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس خط میں آپ سے دعا کی استدعا کی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے قبول فرما کر دعا فرمائی۔

حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشی اولیاء کبار میں سے ممتاز مقام پر فائز تھے۔

۴۔ قاطع بدعت و ضلالت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے والد گرامی جناب عبدالاحد مخدوم قدس سرہٗ کی بیعت کے وقت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ[۱] نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے۔ اس سے شرق و غرب روشن ہوں گے۔ وہ قاطع بدعت و ضلالت ہوگا۔ اگر اس وقت تک میں زندہ رہا تو اس کو وسیلۂ قرب الٰہی بناؤں گا۔

۵۔ وحیدِ اُمّت، امامِ وقت، مجدّدِ اسلام

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ میں سینہ بسینہ یہ وصیت چلی آتی ہے کہ ہندوستان میں زمانہ رسالت سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ وحید امت ہوگا جس کو اولیاء سابقین کی تمام نعمتیں حاصل ہوں گی وہ امام وقت مجدد اسلام اور فیضان ولایت و نبوت سے مالا مال ہوگا۔

---

[۱] شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ (۸۶۲ھ۔ ۹۴۵ھ) چشتی صابری سلسلہ کے عالم باعمل مشائخ میں سے تھے۔ آپ شیخ احمد عبدالحق توشہ رودلوی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ اور وہ دو واسطوں سے شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ (ف ۶۹۴ھ) سے بیعت تھے آپ کے خلفاء میں شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ (والد ماجد شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ خاص طور پر مشہور ہیں۔ شیخ عبدالنبی جو عہد اکبری میں صدر الصدور تھے۔ آپ کے پوتے تھے (اخبار الاخیار۔ رود کوثر)

۶۔ حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہٗ کا ارشاد حضرت خواجہ باقی اللہ قدس سرہٗ کے حالات کے ضمن میں واقعہ گزر چکا ہے کہ خواجہ امکنگی قدس سرہٗ کو حضرت باقی باللہ قدس سرہٗ کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تربیت کے لئے دہلی جانے کا حکم دیا

۷۔ دیگر مشائخ کرام کا الہام حضرت شیخ سلیم چشتی[1]۔ شیخ نظام نارنولی اور دیگر اکابر اولیاء اُمت اکبر بادشاہ کی بے دینی اور نااہلیت کی شکایت کر کے ترویج اسلام کی دعا کرتے تھے۔ تو ان اولیاء کو توجہ باطنی کے وقت الہام ہوتا۔ کہ عنقریب امام وقت اور مجدد برحق کا ظہور ہوگا جو قاطع بدعت وضلالت ہوگا۔

دُنیا کی مذہبی حالت

آفتاب رسالت سیدِ مکی مدنی حضور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو اس دُنیا سے دُوں سے پردہ پوش ہوئے ساڑھے نو صدیوں سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا اور دین حنفہ میں تحریفات و بدعات ناقابلِ برداشت حد تک شامل ہو چکی تھیں۔ بنو اُمیہ کے بعد بنو عباسیہ کی خلافت ختم ہوتے صدیاں بیت چکی تھیں اور اسلام کی مرکزیت ختم ہو چکی تھی بلکہ مرکز کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔

ہندوستان میں یہ دَور مغل شہنشاہ اکبر کا دور تھا۔ جو ۹۶۳ھ سے ۱۰۱۲ھ تک پر محیط تھا۔ بادشاہ ان پڑھ اور بے علم ہونے کی وجہ سے دینی سوجھ بوجھ سے قطعاً عاری تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دربار میں علماءِ سُو اپنی من مانی کر رہے تھے کہ شیخ مبارک کے بیٹے ابوالفضل[2] اور فیضی کی بے راہروی اور گمراہی بادشاہ

---

[1] شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ (ف ۹۷۶ھ) ولادت دہلی میں ہوئی۔ ملک العلماء شیخ مجدالدین سرہندی سے تعلیم حاصل کی۔ کئی حج کئے اور بلاد اسلامی میں سیر و سیاحت کی اسی دوران شیخ ابراہیم چشتی قدس سرہٗ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور پھر فتح پور میں قیام فرمایا جہاں اکبر بادشاہ نے حاضری دی اور آپ کی دعا سے بیٹا ہوا۔ انکے نام پر شہزادہ جہانگیر کا نام سلیم رکھا گیا انہی کی کشش سے اکبر بادشاہ نے ایک عرصہ فتح پور سیکری کو اپنا دارالخلافہ بنائے رکھا۔ (رودِ کوثر)

[2] فیضی اور ابوالفضل دونوں شیخ مبارک کے بیٹے اور اکبر بادشاہ کے مقربین تھے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ کیجئے۔)

کے دل و دماغ پر قابض ہو چکی تھی۔ اور دین الٰہی کے نام سے ایک نیا مذہب جاری ہو چکا تھا۔

یہی وہ اکبر بادشاہ ہے جس کو انگریز اور ہندو مؤرخ مغل اعظم اور اکبر اعظم ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور اکبر کے دورِ حکومت کو مغل بادشاہت کا سنہری دَور تصور کرتے ہیں حالانکہ وہ اکبر اعظم کی بجائے "فاسق اعظم" کے خطاب کا زیادہ مستحق ہے۔

جلال الدین اکبر کا دورِ حکومت دینِ اسلام کے لئے نہایت نازک پُرآشوب اور پُرخطر دور تھا۔ معدودے چند علمارِ حق جو اس وقت تھے اُن کی اکثریت نے ہندوستان سے ہجرت کو ترجیح دی۔ جن میں محدث و محقق اعظم شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ جیسی عظیم شخصیت بھی شامل تھی۔ بقول مُلا عبدالقادر[1] بدایونی (مصنف "منتخب التواریخ") اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ اسرارہم اور دیگر مؤرخین اسلام اکبری دور کی قباحتوں اور بدعتوں کا کوئی شمار نہ تھا۔

(گزشتہ صفحہ سے آگے) فیضی کی قرآن مجید کی بے نقط تفسیر "سواطع الالہام" اور مثنوی "نل دمن" مشہور تصانیف ہیں ۱۰۰۴ھ / ۱۵۹۵ء میں وفات پائی۔ ابوالفضل اکبری طریقہ یا دینِ الٰہی کا خلیفۂ اعظم تھا۔ آئین اکبری لکھی۔ ۱۶۰۲ء / ۱۰۱۱ھ میں شہزادہ سلیم (جہانگیر) کے ساتھ جنگ میں قتل ہوا۔

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ (۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء - ۱۰۵۶ھ / ۱۶۴۲ء) ابن سیف الدین۔ ان کے بزرگ بخارا سے آکر دہلی میں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ نے ۲۲ سال کی عمر میں فضائل و کمالات علوم ظاہری حاصل کئے قرآن مجید حفظ کیا۔ عالم فقیہہ اور محدث زمانہ تھے۔ عالم جوانی میں حرمین الشریفین چلے گئے وہاں شیخ عبدالوہاب متقی قدس سرہٗ کی صحبت میں حدیث کے فن میں کمال حاصل کیا۔ ۹۹۹ھ میں واپس ہندوستان چلے آئے چھوٹی بڑی ایک سَو سے زائد تصانیف ہیں جن میں لمعات۔ اشعۃ اللمعات (شرح مشکوٰۃ عربی۔ فارسی) مدارج النبوۃ۔ اخبار الاخیار۔ جذب القلوب وغیرہ ہیں۔ سلسلہ قادریہ میں سید موسیٰ قادری قدس سرہٗ سے بیعت تھی۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ ابتدا میں ان کی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے کچھ مخالفت یا شکایت تھی لیکن آخر عمر میں رجوع فرما کر صفائی قلب حاصل کر لی تھی۔ (تذکرہ علمائے پاک و ہند مدلل حنفیہ)

[2] ملا عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ (ف ۱۰۰۴ھ / ۱۵۹۶ء) بدایوں کے اکابرین سے تھے۔ شیخ مبارک ناگوری قدس سرہٗ کے شاگرد تھے صاحب فضل و کمال اور اکبر بادشاہ کی محفلِ خلوت میں باریابی حاصل تھی۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

مشتے نمونہ از خروارے :۔

۱ - اکبر بادشاہ جو خود مسلمان بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ نے ایک نیا دین "دینِ الٰہی" کے نام سے جاری کیا تھا جس کے تحت وہ خود کو مجتہد کہتا اور آفتاب کی تعظیم کرتا تھا۔

۲ - فرعونِ مصر کے بعد اکبر شاید پہلا بادشاہ تھا جو دربار میں کھلے بندوں درباریوں سے خود کو سجدہ کراتا تھا۔

۳ - مساجد اور مزارات کی مرمت ہی نہیں حرمت و عظمت بھی ختم ہو چکی تھی۔

۴ - اکبر بادشاہ بذاتِ خود تلک لگا کر مندروں اور گرجوں میں جاتا اور کفار کی رسوم جاری کرتا تھا۔

۵ - پابندِ شرع علماء کو سخت ایذائیں دی جاتی تھی۔ اور شعائرِ اسلام پر برملا طعن کیا جاتا تھا۔

۶ - گائے کی قربانی کلی طور پر ممنوع و متروک ہو چکی تھی۔

۷ - علماء سُو اور دنیا طلب علماء بکثرت تھے جو اسلام میں ڈھیل کی اجازت دیتے تھے اور خود بھی بدعات میں مبتلا تھے۔

۸ - بعض غلط عقائد کے لوگ جو مسند نشین ہو گئے تھے وہ مریدوں سے اپنے آپ کو سجدہ کراتے تھے۔

۹ - درباری ملاقات کے وقت السلام علیکم کی بجائے اللہ اکبر کہتے اور دوسرا جواب میں جل جلالہٗ کہتا۔

۱۰ - ان تمام قباحتوں اور بدعتوں کے علاوہ روافض ایک فتنۂ عظیم بنے ہوئے تھے۔ جن کو اکبر بادشاہ کے دربار میں بہت اثر و رسوخ حاصل ہو چکا تھا۔ وہ اہلِ بیتِ اطہار کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے تھے۔

الغرض دنیا ایک بار پھر فسق و فجور اور شرک و بدعات میں غرق ہو چکی تھی۔ اور یہ تھے وہ حالات جب اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آئی اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزار سال

(گزشتہ صفحہ سے آگے) رامائن کا فارسی ترجمہ کیا۔ مشہور مورخ تھے۔ "منتخب التواریخ" ان کی تاریخ گوئی اور فضل و کمال کی دلیل ہے اس معرکۃ الآراء تصنیف کا ترجمہ اردو اور انگریزی زبان میں بھی ہو چکا ہے۔
(تذکرۂ علمائے ہند)

بعد دین حق اسلام کی مکمل تجدید و ترویج کے لیئے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی قدس سرہٗ العزیز کو ہزار سالہ مجدد مبعوث فرمایا جنہوں نے بفضل ایزدی اپنے دور کی قباحتوں، بدعتوں اور شرک کا کلی طور پر ازالہ فرمایا۔ اور بحکم الٰہی زمانے کی طاغوتی طاقتوں سے ٹکرے کر ایک دفعہ پھر تاریخ کا رُخ موڑ دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تجدید دین کا ہی ثمرہ تھا کہ جہانگیر کے بعد شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر جیسے دیندار مغل بادشاہوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔

ولادت باسعادت

آپ کا اسم گرامی احمد کنیت ابوالبرکات لقب بدرالدین اور خطاب امام ربانی المعروف مجدد الف ثانی ہے۔ ولادت باسعادت سرہند شریف (ہندوستان) میں شب جمعۃ المبارک ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ کو ہوئی۔ تاریخ ولادت: خاشع ۹۷۱ ہے عیسوی تاریخ ۵ جون ۱۵۶۴ء ہے۔

عجیب واقعہ

اسی رات اکبر بادشاہ کو خواب میں دکھائی دیا کہ ایک تند و تیز آندھی نے اُسے تخت سمیت اپنی گرفت میں لے لیا۔ بادشاہ نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن بس نہ چلا۔ اور بادشاہ اکبر کو زمین پر پٹخ دیا۔ اکبر نے تعبیر دریافت کی تو بتایا گیا کہ آج کسی ایسے بچے کی ولادت ظہور میں آئی ہے جو بڑا ہو کر آپ کے آئینِ سلطنت کو متزلزل کر دے گا۔

خواب کی تعبیر یقیناً تشویشناک تھی لیکن پورے ہندوستان میں بچے کا پتہ چلانا بہت ہی مشکل کام تھا۔

والد گرامی شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ

آپ کے والد بزرگوار کا نام شیخ عبدالاحد المعروف مخدوم تھا۔ اسی مناسبت سے آپ کی اولاد کو مخدومی کہا جاتا ہے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے جن کے عین وسط میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ذات بابرکات تھی حضرت مجددؒ قدس سرہٗ کی ولادت سے پہلے آپ کو خواب میں اشارہ ہوا کہ کوئی کہتا ہے:

وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

اس کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا: تمھارے ہاں الحاد و بدعت دُور کرنیوالا فرزند پیدا ہوگا۔

حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد جلیل القدر علمارِ عصر میں سے تھے۔ زبدۃ المقامات میں آپ کی دو تالیفات "کنوز الحقائق" اور "اسرار التشہد" کا ذکر آیا ہے۔ یہ دونو کُتب عربی میں ہیں۔ آپ صاحب تحقیق و تدقیق تھے۔ علوم اسرار و معارف میں آپ کا پایہ بلند تھا۔

خدا طلبی کا جذبہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ اسی وجہ سے ابھی علوم ظاہری کی تکمیل نہ ہوئی تھی کہ آپ کی باطنی کشش آپ کو شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کی خدمت میں لے گئی اور ان سے بیعت کا سلسلہ قائم کیا۔ باوجودیکہ آپ شیخ کی خدمت میں رہنا چاہتے تھے لیکن حضرت شیخ نے فرمایا پہلے علوم ظاہری کی تکمیل کرو پھر علم باطنی کی طرف رجُوع کرنا۔ آپ نے عرض کی: آپ کی ضعیفی ہے: تو آپ نے فرمایا: میرے بعد میرے فرزند شیخ رکن الدین کے پاس آجانا۔

چنانچہ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ شیخ رکن الدین کی خدمت میں رہے۔ اور خلافت نامہ حاصل کیا جو کہ عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ یہ ۹۷۶ھ کا واقعہ ہے۔

تحصیل علومِ ظاہری

آپ نے بہت تھوڑے عرصہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور اکثر علوم متداولہ اپنے والدِ گرامی قدر سے حاصل کئے تصوّف کی کتابیں بھی حضرت مخدوم سے پڑھیں۔ اس کے بعد فضلاء روزگار اور علمارِ عصر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سیالکوٹ میں فاضل محقق حضرت کمال کشمیریؒ سے معقولات کا علم حاصل کیا۔ حدیث مولانا یعقوب کشمیریؒ سے پڑھی (مولانا یعقوب کشمیری قطب مکرم شیخ حسین خوارزمی قدس سرہٗ کے اکابر خلفار میں سے تھے اور انھوں نے حرمین شریفین میں خود جا کر کبار محدثین سے تصحیح حدیث کی ہوئی تھی) مشکوٰۃ شریف، شمائل ترمذی، جامع صغیر سیوطی پڑھیں اور انہی سے قصیدہ بُردہ کی اجازت حاصل کی۔ قاضی

---

۱ مولانا کمال کشمیری قدس سرہٗ (ف ۱۰۱۷ھ) علوم ظاہری اور کمالات باطنی اسم بامسمیٰ تھے۔ ایک عرصہ تک سیالکوٹ اور لاہور میں مسند علم و ارشاد پر فائز رہے۔ بکثرت علما نے آپ سے فیض پایا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ اور علامہ سعداللہ (وزیر شاہجہان) آپ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔ وفات لاہور میں ہوئی اور وہیں ہی میں مدفون ہوئے لیکن مزار معلوم نہ ہو سکا۔ (خزینۃ الاصفیا۔ تذکرہ علمائے ہند)

۲ شیخ یعقوب صرفی کشمیری قدس سرہٗ (۹۲۸ھ - ۱۰۰۳ھ) بڑے عالم فاضل محدث تھے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

موصوف کو کتب مذکورہ کی اجازت شیخ عبدالرحمٰن بن مندب سے تھی جن کا گھر آبا و اجداد سے بیت الحدیث کہلاتا تھا۔

القصہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سترہ سال کی نوجوانی کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ اور اس دور کے فضلائے روزگار میں شمار ہوتے تھے اور حضرت مخدوم کے ساتھ درس و تدریس میں مشغول ہو کر طلباء کو اپنے علم و فضل کی برکات سے بہرہ ور فرمایا کرتے تھے۔

اسی دوران آپ نے عربی، اردو، فارسی میں متعدد رسائل فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر فرمائے۔ رسالہ ردِ شیعہ۔ رسالہ تہلیلیہ۔ رسالہ اثبات النبوت اسی زمانہ کی یادگار ہیں۔

رسالہ "ردِ شیعہ" علمائے ماوراء النہر نے ایک رسالہ لکھا اور ثابت کیا کہ شیعہ کافر ہیں۔ اس لیے ان کا مال اور جان مسلمانوں کے لیے مباح ہے۔

اس پر محمد بن فخر بن فخر الدین علی رستمدار شیعی جو مشہد میں تدریس کے منصب پر فائز تھا نے ایک رسالہ "مجالس المومنین" لکھا اہلِ تشیع ہندوستان جو ارباب حشمت و جاہ اور تقربِ شاہی رکھتے تھے۔ نے اس رسالہ کو ہندوستان لا کر اس کی تشہیر کی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا اِن حالات میں باوجود اہل تشیع کے تقرب شاہی کے تردید شیعہ میں قلم اٹھانا آپ کی دینی حمیت و غیرت کی زبردست دلیل ہے۔

آدابِ محفلِ اہلِ علم اس زمانہ میں آگرہ دارالسلطنت ہونے کی وجہ سے مرکز اہلِ فضل و کمال تھا چنانچہ حضرت مجدد قدس سرہٗ بھی اپنے ذوق کی تسکین کے لیے فضلاء روزگار کی ملاقات کے لیے آگرہ تشریف لے گئے۔ قیام آگرہ کے دوران آپ کبھی کبھی اکبر بادشاہ کے وزیر ابوالفضل کے کہنے پر

(گزشتہ صفحہ سے آگے) علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل کے ساتھ قرآن مجید بھی سات برس کی عمر میں حفظ کر لیا۔ سمرقند جا کر شیخ حسین خوارزمی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ شیخ المحدثین ابن حجر مکی قدس سرہٗ سے حدیث کی سند لی۔ اور بغداد جا کر امام الائمہ ابو حنیفہ قدس سرہٗ کا جبہ مبارک حاصل کیا۔ پھر حج کو تشریف لے گئے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ان سے طریقہ کبرویہ میں بیعت کر کے خلافت بھی حاصل کی آپ صاحب تصنیف ہیں۔ شیعہ کے سخت خلاف تھے۔ اس کا اثر امام ربانی قدس سرہٗ پر بھی پڑا۔ (حدائق الحنفیہ۔ خزینۃ الاصفیا۔ تذکرہ علمائے ہند۔ رودِ کوثر)

اُس کے پاس بھی جایا کرتے تھے۔ ایک دن ابوالفضل فلاسفہ کے متعلق کچھ کہہ رہے تھے تو حضرت مجدد قدس سرہٗ نے اس سے کہا کہ امام غزالی قدس سرہٗ نے رسالہ "المنقذ من الضلال" میں لکھا ہے کہ وہ علوم جو کارآمد ہیں۔ جیسے علم نجوم، علم ہیئت اور علم طب تو ان علوم کو فلاسفہ نے انبیائے ماسبق کی کتابوں سے لیا ہے اور جن علوم کو فلاسفہ نے خود بیان کیا ہے۔ جیسے ریاضی تو وہ کسی کام کے نہیں"۔

یہ سُن کر ابوالفضل نے کہا:۔

"غزالی نامعقول گفتہ است"۔ (غزالی نے نامعقول بات کہی ہے)

اگرچہ مفہوم کے اعتبار سے اس کلام میں کچھ زیادہ قباحت نہ تھی لیکن اعتبار استعمال کے ضمن میں قباحت ہے۔ اس لیے آپ کو تاب برداشت نہ رہی اور یہ فرما کر چلے آئے:۔

"اگر ذوق صحبت ما اہلِ علم داری ازیں حرف ہائے دور از ادب زباں باز دارد"۔

(اگر تمھیں ہم جیسے اہلِ علم سے ملنے کا اشتیاق ہے تو ایسے بعید از ادب الفاظ سے اپنی زبان کو روکو)

پھر کئی روز بعد ابوالفضل نے معافی مانگ کر آپ کو بُلایا۔

فیضی کی فیض یابی

آگرہ میں رہائش کے دوران حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک روز ابوالفضل کے بھائی فیضی کے پاس تشریف لے گئے وہ اُن دنوں اپنی بے نقط تفسیر سواطع الالہام کی تصنیف میں مصروف تھا۔ آپ کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا، آپ خوب وقت پر تشریف لائے ہیں مجھے ایک مقام درپیش ہے جس کی تاویل و تفسیر بے نقط حروف میں دشوار ہوگئی ہے۔ میں نے بہت دماغ سوزی کی ہے لیکن کوئی مناسب حل نہیں مل سکا۔

اس پر آپ نے قلم اٹھایا اور اس صفحہ کے مطالب بہترین بے نقط الفاظ میں کمال فصاحت و بلاغت سے تحریر فرما دیئے جس سے فیضی دنگ رہ گیا اور آپ کی زبردست علمی قابلیت کا قائل ہوگیا۔

شادی خانہ آبادی

آگرہ میں آپ کا قیام کچھ زیادہ ہی ہوگیا۔ جس کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم باوجود پیرانہ سالی کے آگرہ پہنچ گئے اور حضرت مجدد کے ساتھ واپسی پر تھانیسر کے حاکم اور رئیس شیخ سلطان[1] جو علم و فضیلت میں بلند مقام پر فائز تھے کے ہاں مہمان

---

[1] حاجی سلطان تھانیسری قدس سرہٗ (ف ۲، جمادی الآخر ۱۰۰۸ھ یکم جنوری ۱۵۹۹ء) علماء و فضلاء میں ممتاز تھے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

ٹھہرے۔ جن کو چند روز پہلے خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ اپنی دختر نیک اختر کا نکاح میرے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرزند ارجمند شیخ احمد سے کر دے۔ اور خواب میں حضرت مجدد کی شکل بھی دکھا دی۔

حضرت مخدوم جب اپنے عظیم فرزند حضرت مجدد قدس سرہٗ کے ساتھ شیخ سلطان کے ہاں مہمان ہوئے تو اس نے فوراً آپ کو پہچان لیا۔ کہ یہی وہ شیخ احمد ہیں تو باوجود بیٹی کا باپ ہونے کے نہایت شرم و ادب سے شیخ سلطان نے حضرت مخدوم کی خدمت میں خواب کا واقعہ عرض کر دیا۔ تو حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہا:۔

"کس میں اتنی ہمت ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے سرتابی اور انحراف کا خیال بھی دل میں لاسکے۔ میں اسی وقت تیار ہوں۔"

الغرض حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی شادی ۲۵ برس کی عمر میں ہوگئی اور شادی کے ساتھ ہی آپ کو مال اتنا میسر آگیا کہ آپ صاحب مال بھی ہوگئے۔ یہ بھی حکمت ایزدی تھی کہ آپ فکر معاش سے آزاد رہ کر امت محمدیہ کی اصلاح و تجدید کا کام دل جمعی سے کر سکیں۔

خسر کی شہادت

انہی دنوں اکبر بادشاہ کا گزر تھانیسر سے ہوا۔ تو ہندوؤں کی شکایت پر اس نے شیخ سلطان کو بلایا۔ بادشاہ کے سوالوں کا آپ نے نہایت بیباکی سے جواب دیا۔ اکبر بادشاہ نے کہا "تو کئی سال سے خراج ادا نہیں کر رہا؟"

شیخ سلطان نے نہایت بے نیازی سے جواب دیا:۔

"تو مرتد ہو گیا ہے اس لئے میں نے خراج کا مال علماء فقراء اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا ہے۔"

اور ساتھ ہی ایک پتھر بادشاہ کے چہرے پر مارا اور کہا: "مرتد کو قتل کرنا جائز ہے۔"

(گزشتہ صفحہ سے آگے) حج بیت اللہ، زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوتے عرصہ دراز اکبر بادشاہ کی خدمت میں رہے مہابھارت کا ترجمہ بنام رزم نامہ فارسی زبان میں کیا پھر تھانیسر کے کروڑی ہوئے لیکن کچھ عرصہ بعد ہندوؤں کی شکایات گاؤکشی سے بھکر جلاوطن ہوئے لیکن خان خاناں کے اثر و رسوخ اور سفارش سے پھر تھانیسر اور کرنال کے کروڑی مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد پرانی رنجش تازہ ہوگئی اور ہندوؤں کی شکایت پر اکبر بادشاہ نے آپ کو پھانسی کی سزا دے دی۔ (تذکرہ صلحائے ہند۔ سیرت مجدد الف ثانی۔ رود کوثر)

پھر بادشاہ کے حکم سے شیخ سلطان کو ۲، جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ کو شہید کر دیا گیا۔ ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

والدگرامی حضرت مخدوم کی رحلت

حضرت مجدد قدس سرہٗ ابھی اس غم سے سنبھلنے نہ پائے تھے کہ خسر کی شہادت کے پچیس یوم بعد ۲۷، جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ کو اسّی سال کی عمر میں آپ کے والدگرامی کا بھی وصال ہو گیا۔

حج بیت اللہ کو روانگی

سالہا سال سے آپ کو حج اور زیارت حرم کا شوق تھا لیکن حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی پیرانہ سالی کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ آپ کو جو بھی نعمت ملی وہ حضرت مخدوم کی دعاؤں کا ثمرہ تھا جب حضرت مخدوم اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ تو ۱۰۰۸ھ میں آپ حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہو کر دہلی پہنچ گئے۔ لیکن ؎

می گزشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمیں

عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے بیعت

دہلی پہنچ کر آپ کی ملاقات حسن کشمیری سے ہوئی وہ آپ کے شناسا اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے مرید تھے انھوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے کمالات کا ذکر کیا کہ وہ طریقہ نقشبندیہ کے صاحبِ کمال ہیں۔ چونکہ آپ نے اپنے والدگرامی حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے بارہا سنا تھا،

"مرکز ایں دائرہ و شاہراہ ایں بادیہ بہ دست طائفہ نقشبندیہ افتادہ است"۔

اور حضرت مخدوم اکثر کہا کرتے تھے: یا اللہ! مجھ کو حضراتِ خواجگان کے دیار میں پہنچا دے یا اُن میں سے کسی صاحبِ کمال کو یہاں لے آ۔ تاکہ میں ان کی نسبت سے استفادہ کر سکوں۔

اب جو حضرت مجدد قدس سرہٗ نے مولانا حسن کشمیری سے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا ذکر سنا تو کمال اشتیاق سے آپ نے مولانا کی معیت میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا عزم و ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ حالانکہ خود اپنے طور سے کسی کو طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت نہیں فرماتے تھے۔ لیکن حضرت شیخ احمد قدس سرہٗ کو دیکھتے ہی آپ نے فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ شہبازِ بلند پرواز ہے جس کے لیے مُرشدِ برحق

نے مجھے ہندوستان پہنچنے کا حکم دیا تھا تو آپ نے اپنی عادتِ شریفہ کے برعکس ارشاد فرمایا۔

"اگرچہ تم نیک سفرِ مبارک کا عزم کیے ہوئے ہو۔ تاہم کچھ مُدت یعنی ماہ بھر یا کم از کم دو ہفتہ فقراء کی صُحبت میں گزار لو تو کیا حرج ہے۔"

چنانچہ حسبِ ارشاد آپ نے دو ہفتہ کی مہمانی قبول فرمالی۔ لیکن دو دن نہ گزرے تھے کہ آپ کی کیفیت بدلی اور حضرتِ خواجہ کی کشش غالب آئی اور زبانِ حال سے

"کَمُلَتْ مَسَافَۃُ کَعْبَۃِ الْاٰمَالِ۔ حَمْدًا لِمَنْ قَدْ مَنَّ بِالْاِکْمَالِ"

کہتے ہوئے حضرت خواجہ سے بیعت ہوئے۔ "کعبۂ مرادات تک پہنچنے کی مسافت پوری ہوئی۔ شکر ہے اس ذات پاک کا جس نے دولت اکمال سے مالا مال کر دیا۔"

حضرت خواجہ نے آپ کو خلوت میں لے جا کر توجہ شروع کی تو اُسی وقت آپ کا دل ذاکر ہو گیا اور روز بروز ترقیات و بلند درجات ظاہر ہونے لگے۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ نے سالہا سال ریاضتیں کی تھیں۔ مختلف مشائخ اور سلاسل سے فیضیاب ہو چکے تھے۔ سینہ پاک صاف مزکیٰ و مجلیٰ تھا۔ یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔ (یعنی ایسا لگتا تھا کہ اس کا تیل سُلگ اُٹھے اور ابھی اس کو آگ نہ لگی ہو۔) صرف تیلی دکھلانے کی دیر تھی اور وہ حضرت خواجہ کی صُحبت تھی۔

چنانچہ ڈھائی ماہ حضرت خواجہ کی دربانی سے مشرف ہوئے اور دولت اکمال و تکمیل اور بشارات خلافت الٰہیہ حاصل کیں۔

تعمیر مسجدِ مردانِ خُدا

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اڑھائی ماہ حضرت خواجہ کی خدمت میں رہ کر اپنے وطن سرہند تشریف لے آئے اور اپنے گھر کے نزدیک "مسجد مردانِ خدا" ۱۰۰۸ھ میں تعمیر کی۔ جہاں سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بندگانِ خدا فیضیاب ہوئے جنہوں نے سر پہ تاج رضا رکھ کر مملکتِ قناعت و تسلیم کی بادشاہی حاصل کی۔

یہی وہ مبارک مسجد ہے جہاں سے طریقہ نقشبندیہ صدیقیہ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی ترویج اطرافِ عالم میں ہوئی۔ اور یہی وہ مسجد ہے جس کی خاک پر بیٹھ کر ایک مردِ حق آگاہ نے اکبر و جہانگیر کی طاغوتی طاقتوں کو شکستِ فاش دے کر دینِ اسلام کو نئی زندگی عطا فرمائی۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ منافقون ۸)

(اور زور اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا لیکن منافق نہیں جانتے) کا ظہور ہوا۔

حضرت خواجہ کی رائے

انہی دنوں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے اپنے ایک مخلص کو تحریر فرمایا:۔ (ترجمہ) "سرہند میں بہت علم اور قوی عمل والے ایک شخص رہتے ہیں اُن کا نام شیخ احمد ہے کچھ دن فقیر ان کے ساتھ رہا ہے ان کے اوضاع و اطوار سے بہت کچھ عجائبات ظاہر ہو رہے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ ایسا روشن چراغ ہوں گے جس سے دُنیا روشن ہو جائے گی۔ ان کے کمالات دیکھ کر اللہ کے فضل سے مجھ کو اس کا یقین ہے۔ آپ کے برادران اور اقربا بھی نیک علماء کی جماعت میں سے ہیں ان میں سے بعض افراد سے میری ملاقات ہوئی ہے میری نظر میں وہ سب جواہر عالیہ ہیں۔ عمدہ صلاحیت کے مالک ہیں۔ شیخ مذکور کی اولاد جو ابھی کم عمر بچے ہیں۔ اسرار الٰہی ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ مثل شجرۂ طیبہ کے ہیں اللہ ان کی اچھی پرورش فرمائے!" ۱

شیخ بدرالدین قدس سرہٗ نے حضرات القدس میں لکھا کہ حضرت خواجہ نے پہلی مرتبہ حضرت مجدد کو دولت کمال و تکمیل کی بشارت دی اور دوسری مرتبہ جب آپ سرہند سے دہلی آئے تو اپنے مریدوں کو آپ کے حوالے کیا میر محمد نعمان کا بیان ہے کہ:۔

حضرت خواجہ نے مجھ فقیر محمد نعمان کو فرمایا میاں شیخ احمد کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھو اور اُن سے وابستہ ہو جاؤ۔ چونکہ وہ میرے پیر بھائی تھے اس لئے میرے نفس میں خودداری تھی میں نے عرض کی کہ میری توجہ کا مرکز تو آپ کا سنگِ در ہے۔ وہ چاہے کتنے بڑے بزرگ ہوں۔ تو آپ نے از رُوئے غضب مجھ سے فرمایا:۔

"میاں! شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم ایسے ہزاروں ستارے ان کے ضمن میں گم ہیں اور کاملین اولیائے متقدمین میں ان جیسا خال خال ہوا ہو گا یعنی بہت کم۔" ۲

اور تیسری مرتبہ تو الطاف و عنایات کی حد کر دی حضرت خواجہ کا مسکن قلعہ فیروزی میں تھا جب آپ کو تیسری دفعہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو پا پیادہ دروازۂ کابلی تک استقبال کے لئے تشریف لے گئے۔

---

۱ رقعات خواجہ باقی باللہ ۲۔ زبدۃ المقامات صفحہ ۵۶۲۔ زبدۃ المقامات فارسی ۱۴۷/۲۸۹۔

اس مرتبہ حضرت خواجہ نے حضرت مجدد قدس سرہٗ کے اکرام و احترام میں حد کر دی جب آپ کی مجلس سے اُٹھتے تھے یا کسی راہ پر چلتے تھے تو اُلٹے پاؤں مراجعت کرتے تھے۔ اور طالبانِ حق اور حاضرین مجلس سے فرماتے کہ حضرت مجدد کے سامنے میری تعظیم نہ کرو اور اپنے جملہ اصحاب کو آپ کے حوالے کر کے شیخیت وارشاد کا معاملہ بالکلیہ آپ کے سپرد کر دیا بلکہ اپنے دونوں شیر خوار بچوں کو طلب فرما کر آپ سے ان کے واسطے توجہ طلب کی۔ (حضرات القدس)

مجدد الف ثانی

حضرت مجدد قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

"اور معلوم رہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد گزرا ہے لیکن صدی کا مجدد اور ہے اور ہزار کا مجدد اور، سو اور ہزار میں جتنا فرق ہے اتنا ہی بلکہ اس سے زیادہ ان کے مجددوں میں بھی فرق ہے مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس مدت میں جو فیوض اُمتیوں کو پہنچتے ہیں خواہ وہ اس وقت کے اقطاب واوتاد اور بدلاء و نجباء ہوں اسی کی وساطت سے پہنچتے ہیں۔" [۱]

طبقہ علماء میں مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ[۲] کا جن تبحر علمی مشہور ہے پہلے عالم ہیں جنہوں نے حضرت شیخ کو مجدد الف ثانی لکھا اور تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ دلائل التجدید تصنیف فرمایا مشہور ہے کہ حضرت شیخ مجدد کو تجدید الف کا خلعت جمعۃ المبارک ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۰ھ کو زیب تن ہوا۔

قیّومِ زماں

روضہ قیومیہ میں ہے کہ ایک دن نماز فجر کے بعد مراقبہ میں اپنے اوپر خلعت عالی نورانی پایا اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت تمام ممکنات کی قیومیت کا ہے۔ جو بہ وراثت و تبعیتِ ختم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عطا ہوا ہے اتنے میں حضور ختم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے میرے سر پر دستار باندھی اور منصب قیومیت کی مبارک باد دی۔

مشہور ہے قیوم زمان کا لقب و خلعت دو شنبہ ۲۷ رمضان المبارک سنہ ۱۰۱۰ھ کو حضرت مجدد قدس سرہٗ کو عطا ہوا۔

رُشد و ہدایت

جب آپ کو تجدید دین اور قیوم زمان کا خلعت پہنایا جا چکا تو آپ کے کمالات کا شہرہ عالمگیر ہو گیا۔ خلقت آپ کے گرد مور و ملخ کی طرح جمع ہونا شروع ہو گئی۔ ہر ملک میں آپ

---

[۱] مکتوب ۴ دفتر دوم۔ [۲] علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ (ف ۱۰۶۷ھ) بڑے عالم فاضل فقیہ محدث و مفسر تھے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

کے خلفا پہنچ گئے۔ رشد و ہدایت کا بازار گرم ہوا۔ فرمانروایانِ ایران و توران بدخشاں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بادشاہِ ہندوستان جہانگیر کے لشکر میں بھی چیدہ چیدہ لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے جن میں سے شیخ بدیع الدین آپ کے نامور خلفا میں سے تھے۔

وزیر آصف جاہ کا خبثِ باطن

جب ارکانِ سلطنت کی کثیر تعداد نے آپ سے بیعت کر لی تو شدہ شدہ یہ خبر آصف[1] جاہ وزیر اعظم کو جو شیعہ مذہب کا پیرو تھا۔ تک پہنچی اور جو پہلے آپ کے تصنیف کردہ رسالہ ردِّ روافض کی وجہ سے بھی آپ کے خلاف ہو گیا تھا۔ اُسے بدیع الدین کا لشکر میں قیام اور اشاعت طریقہ نقشبندیہ بہت ناگوار تھی۔ اور شب روز موقع کی جستجو میں تھا کہ ایک روز بادشاہ کو خلوت میں عرض کی۔

حضور! سرہند شہر کے ایک مشائخ زادہ شیخ احمد جس نے مختلف درویشوں سے خلافت پائی ہے اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس نے اپنے سینکڑوں خلفاء ملک در ملک بھیج دیئے ہیں لکھو کھا آدمی اُس کے خلفاء کے مرید ہیں اور اس سے زیادہ اس کے اپنے مُرید ہیں ہمارے لشکر میں بھی اس کا ایک خلیفہ مقیم ہے۔ اور امرا سلطانی خانِ خاناں۔ فرید بخاری۔ سید صدر جہاں۔ خان جہاں خاں۔ مہابت خاں۔ تربیت خاں اسلام خاں۔ سکندر خاں۔ دریا خاں۔ مرتضٰے خاں اس کے مرید اور حلقہ بگوش ہو گئے ہیں۔ اور اب معلوم ہوا ہے کہ اس نے ایک لاکھ سوار مسلح اور بے شمار پیادے تیار کر لیئے ہیں خوف ہے کہ غفلت میں کوئی ناخوشگوار واقعہ

(گزشتہ صفحہ سے آگے) خصوصاً علم معقولات میں طاق اور ہندوستان کے مشہور صاحبِ تصانیف تھے۔ آپ کی تصنیفات آپ کی کمالیت اور فضیلت علمی پر شاہدِ ناطق ہیں۔ علوم ظاہری مولانا کمال کشمیری سے حاصل کئے علوم باطنی میں بہت سے مشائخ سے استفادہ کیا۔ جن میں شاہ بلاول قادری قدس سرہٗ بھی تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے خصوصی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ سب سے پہلے آپ نے ہی انھیں مجدد الف ثانی کا خطاب دیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ آپ کو آفتاب پنجاب کہا کرتے تھے۔ شاہجہان آپ کی علمی قابلیت کی وجہ سے آپ کو دو دفعہ چاندی میں تُلوایا۔ اور ہر دفعہ چھ چھ ہزار روپیہ دیا۔ سیالکوٹ میں آپ کو سوا لاکھ کی جاگیر ملی ہوئی تھی جو آپ کی نسل میں رہی (تذکرہ علمائے ہند۔ حدائق حنفیہ۔ خزینۃ الاصفیاء)

[1] آصف جاہ ولد غیاث بیگ اعتماد الدولہ (ف ۱۰۵۰ھ) کٹر شیعہ اور نور جہاں کا بھائی تھا۔ اس کی بیٹی ارجمند بانو کی شادی شہزادہ خرم (شاہجہان) سے ہوئی بعد میں شاہجہان نے اس کا نام ممتاز محل رکھا۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

ظہور پذیر نہ ہو جائے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر امراء اس کے معتقد ہیں ان کے تبادلے دور دراز علاقوں میں کر دیئے جائیں۔

بادشاہ کو وزیر کی رائے بہت پسند آئی چنانچہ دوسرے ہی روز علی الصبح دربار خاص منعقد کر کے خان خاناں کو ملک دکن کی صوبہ داری، صدر جہاں کو بنگال کی صوبہ داری خان جہاں کو صوبہ مالوہ کی صوبہ داری اور مہابت خاں کو کابل کی صوبہ داری پر اور اسی طرح سے چار سو امراء کو جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے معتقد خاص تھے دُور دراز کے علاقوں کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔

جب ان سب امراء کے مقاماتِ متنذا پر پہنچنے کی اطلاع مل گئی تو جہانگیر بادشاہ نے ایک شاہی فرمان حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے نام جس میں آپ کی ملاقات کا شوق ظاہر کر کے آپ کو معہ مریدین خاص دعوت دی گئی۔ حاکم سرہند کو ارسال کیا کہ خود حاضر ہو کر حضرت صاحب کو پیش کرے۔

جُرمِ محبت

اِدھر شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز کی مجلس میں روزانہ اپنے خدام میں اِسی موضوع پر بیان ہوتا کہ وما من نبی الا اوذی۔ یعنی ایسا کوئی نبی نہیں جس کو راہِ خدا میں تکلیف نہ ہوئی ہو۔ وما من ولی الا ابتلی۔ یعنی کوئی ولی ایسا نہیں جس کو بلاؤں میں نہ رکھا گیا ہو۔ اور والبلاء بقدر الولاء۔ یعنی بلاء بقدر محبت آتی ہے۔ اس لیے اب رضائے الٰہی ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔

انہی دنوں حاکم سرہند شاہی فرمان لے کر حاضر ہوا۔ ہر چند کہ معتقدین نے اصرار کیا کہ بادشاہ کے دربار میں جانے سے آپ کو سخت خطرہ ہے لیکن آپ تن تنہا حاکم سرہند کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئے۔ کیونکہ ؎

به جُرمِ عشق توام می کشند و غوغائیست
تو نیز بر سرِ بام آ عجب تماشائیست

(گزشتہ صفحہ سے آگے) اور دفات پر اس کا مقبرہ تاج محل بنوایا۔ جہانگیر بادشاہ نے آصف خاں کو ۱۰۳۶ھ میں قلمدانِ وزارت سونپا۔ بعد میں مختلف جگہوں پر عہدیدار رہا۔ شاہجہان کو بادشاہ بنوانے میں اس کا زبردست ہاتھ تھا اس کے عوض شاہجہان نے اس کو اپنا وزیر بنایا۔

شہزادہ خُرم کی سعی دربار میں حاضری سے پہلے شہزادہ خُرم (بعد کا شاہجہانؒ[1]) جو آپ کا زبردست معتقد تھا۔ نے خواجہ مفتی عبدالرحمٰنؒ[2] اور علامہ افضل خاں کو بمعہ کتب متعلقہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا۔ تو مفتی صاحب نے دلیل پیش کی کہ فقہ ایسے سجدہ کو جائز قرار دیتی ہے جو زندگی بچانے کے لیے کسی جابر سلطان کو کیا گیا ہو۔ ان حالات میں تعظیمی سجدہ حرام نہیں رہتا۔

حضرت مجدد الف ثانی کی عزیمت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے جو جواب دیا وہ رہتی دُنیا تک یادگار رہے گا۔ آپ نے فرمایا:-

"یہ حکم بطور رخصت (مصلحت) ہے۔ جان بچانے کے لیے۔ لیکن بطور عزیمت یہ حکم اصل ہے کہ غیر حق کو سجدہ نہ کیا جائے۔"

مفتی عبدالرحمٰن اور علامہ افضل خاں آپ کے جواب کی جرأت اور عزیمت پر عش عش کر اُٹھے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے واپس آکر شہزادہ خُرم کو حالات کی اطلاع دی۔

گردن نہ جھکی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ جب جہانگیر کے دربار میں اس شان سے داخل ہوئے کہ بادشاہ اس مردِ مومن کی دلیری اور جرأت کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ کیونکہ حضرت مجددؒ نے دربار جہانگیر میں آئین دربار کے مطابق بادشاہ کو سجدہ کرنے کی بجائے السلام علیکم ورحمۃ اللہ

---

[1] شاہجہان بادشاہ یکم ربیع الاوّل ۱۰۰۰ھ / ۱۷ دسمبر ۱۵۹۱ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ جہانگیر کے بعد، جمادی الآخر ۱۰۳۷ھ / ۱۴ فروری ۱۶۲۸ء کو تخت نشین ہوئے شہاب الدین شاہجہان لقب اختیار کیا۔ شاہجہان کا دور ملک کی ترقی و خوشحالی کی وجہ سے سلطنت مغلیہ کا زریں عہد کہلاتا ہے۔ اُن کی تعمیرات کے فن پاروں کی عظمت آج بھی قائم ہے۔ اور تاج محل کے متعلق تو آج بھی مبصر کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ خوبصورت عمارت دنیا میں نہیں ہے۔ جامع مسجد۔ لال قلعہ دہلی اور جہانگیر کا مقبرہ شاہکار میں مشہور ہے۔ تہجد گزار۔ دیندار۔ رعایا پرور اور عادل بادشاہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی اور آپکے صاحبزادگان سے خصوصی عقیدت رکھتے تھے۔ اکتیس سال ۱۰۶۸ھ تک حکومت کی۔ اور آٹھ سال نظر بندی کے بعد دوشنبہ ۲۶، رجب ۱۰۷۶ھ / یکم فروری ۱۶۶۶ء کو وفات پائی۔ اور تاج محل آگرہ میں مدفون ہوئے۔

[2] مفتی عبدالرحمٰن کابلی قدس سرہٗ فقہ اصول اور عربی کے نامور علماء میں سے تھے صاحب ورع و تقویٰ بزرگ تھے۔ بعد میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے بیعت کی شاہجہان کے زمانے میں آگرہ کے مفتی رہے۔

یا امیر المومنین کہا۔ تو جہانگیر نے اپنی عادت کے خلاف سکوت اختیار کر لیا۔ اور حضرت پر اعتراض نہ کیا لیکن اسی وقت وزیر آصف جاہ بادشاہ سے کہنے لگا:۔

"یہی وہ شخص ہے جو آپ کو سجدہ نہیں کرتا اور اپنے آپ کو نعوذ باللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل کہتا ہے"۔

اس کے بعد بادشاہ کو آپ کا وہ مکتوب پیش کیا جو آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کو تحریر فرمایا تھا اس میں آپ کی روحانی سیر کا ذکر کیا گیا تھا۔

"اور اس مقام سے اوپر ایک مقام پر جب پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہو چکا ہے۔ اس مقام سے بھی اوپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام ظاہر ہوا اس مقام پر بھی پہنچنا نصیب ہوا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بالکل مقابل ایک اور مقام ظاہر ہوا جو نہایت ہی نورانی تھا ایسا نورانی مقام کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام سے کچھ بلند تھا جس طرح چبوترے کو زمین سے قدرے بلند بناتے ہیں اور معلوم ہوا کہ وہ مقام محبوبیت ہے یہ مقام رنگین اور منقش تھا میں نے اس کے پرتو سے اپنے آپ کو بھی رنگین اور منقش پایا۔ اس کے بعد اسی کیفیت میں اپنے آپ کو لطیف پایا اور ہوا کی طرح یا قطعہ بادل کی طرح آفاق میں منتشر دیکھا"۔

مندرجہ بالا مکتوب پیش کر کے کہا کہ یہ شخص خود کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بلند مرتبہ سمجھتا ہے تو بادشاہ نے برہمی سے پوچھا کیا یہ درست ہے کہ تم خود کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بلند مرتبہ سمجھتے ہو؟ آپ نے جواب دیا:۔

"ہرگز نہیں! یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں اس گستاخی کا مرتکب ٹھہروں؟"

بادشاہ نے پھر پوچھا: "پھر آپ کی اس تحریر کا کیا مطلب ہے؟"

آپ نے فرمایا: "میں نے اپنی سیر و عروج کا حال اپنے پیر و مرشد کو لکھا ہے اور اس حال سے صوفیاء کو گزرنا پڑتا ہے اور انھیں پھر اپنے مرتبے اور حال میں واپس آنا پڑتا ہے"۔

بے نظیر مثال

پھر آپ نے ایک بے نظیر مثال پیش کی آپ نے پنج ہزاری۔ دس ہزاری امراء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

" اب اگر ان معزز امراء کی موجودگی میں بادشاہ ان سے کم مرتبہ شخص کو اپنے قریب بلاتے۔ اور اس سے کچھ راز کی باتیں کہہ کر واپس کردے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ان امراء کا مرتبہ گھٹ گیا اور اس کم مرتبہ شخص کا رتبہ بڑھ گیا "

سجدۂ تعظیم کے خلاف استقامت

بادشاہ اس دلیل سے قطعی طور پر قائل ہوگیا اور آپ کے جواب سے دل میں خوش ہوا۔ اور کچھ دیر پہلے آپ کے خلاف جو جذبہ موجزن تھا وہ سرد پڑ گیا۔ لیکن اسی وقت ایک خوشامدی امیر نے بادشاہ سے عرض کی۔

" حضور والا! اس شخص کے تکبر اور رعونت کو دیکھیں کہ آپ ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ ہیں اور یہ خود بھی آپ کے اس مرتبہ سے واقف ہے لیکن حال یہ ہے کہ سجدہ تعظیمی تو بہت دُور رہا معمولی احترام و تواضع بھی نہیں بجالایا۔"

یہ سُن کر بادشاہ ناگوار لہجے میں بولا:۔

" شیخ صاحب! آپ کو آدابِ شاہی کا تو خیال کرنا ہی ہوگا۔ اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ اسی وقت سجدہ تعظیمی میں جُھک جائیں "

آپ نے کمال استقامت سے جواب دیا:۔ " ہرگز نہیں ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کیونکہ غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے "

جہانگیر نے کہا، اچھا! ہم آپ کو اتنی رعایت دینے کو تیار ہیں کہ اپنا سَر صرف یوں ہی ذرا سا جُھکا دیں ہم اُسے سجدہ تعظیمی میں شمار کریں گے "

آپ نے ہمالہ کے عزم سے جواب دیا: " یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں "

جہانگیر کی تیوریوں پر بل پڑ گئے اور رعونت سے بولا " ہم آپ کو شاید اتنا مجبور نہ کرتے۔ لیکن اب ہماری زبان سے نکل چکا ہے اس کی تعمیل بہر حال ہونی چاہیئے "

جہانگیر کی ناکامی

لیکن آپ کے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا اور فرمایا " تیرے حکم کی تعمیل سے زیادہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ضروری ہے کیا آپ کو یہ معمولی بات بھی

معلوم نہیں کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو جائز نہیں"۔ جہانگیر پر اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا اور اپنے حکم پر عمل کرانے کے لیے اپنے چند زور آور امراء کو حکم دیا کہ ان کا سر جبراً ہمارے سامنے جھکا دیا جائے۔

عجیب و غریب معرکہ

چند طاقتور امراء نے آپ کے سر اور گدی مبارک کو گرفت میں لے کر آپ کی گردن جھکانے کی کوشش کی لیکن آپ نے اپنی پوری قوت سے خود کو اکڑا لیا۔

ابتدائے آفرینش سے دنیا نے ایسا عجیب و غریب معرکہ کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ اپنے وقت کی عظیم دنیاوی طاقت و عظمت کا مالک شہنشاہ جہانگیر اپنے تمام تر جاہ و جلال اور جبر و قدر کے باوجود ایک مردِ درویش کی صرف گردن جھکانے میں ناکام ہوگیا۔ وہ مردِ درویش حضرت مجدد الف ثانی نقشبندیوں کے بے تاج شہنشاہ خود شناسی اور حق آگاہی کی قوت سے اپنے وقت کی سب سے بڑی طاغوتی طاقت سے نبرد آزما تھے۔

جب یہ حربہ بھی ناکام ہوگیا تو مجبوراً جہانگیر نے حکم دیا کہ ان کو اس چھوٹے سے دروازے میں سے گزارا جائے تاکہ جب یہ اس میں سے جھک کر گزریں تو اسی کو سجدۂ تعظیمی تصور کر لیا جائے۔ آپ کو جب اس چھوٹے سے دروازے سے گزرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے اس دروازے میں سے پہلے ایک ٹانگ گزاری پھر دروازے کو پکڑ کر دوسری ٹانگ گزاری اور پھر سر کو پیچھے کی طرف جھکا کر دروازے سے نکل گئے اور اُن کے نفسِ گرم کی گرمی سے بادشاہ کے تمام حربے ناکام ہوگئے۔ ؎

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِٔ احرار

حضرت مجدد قید میں

آپ کے اس سخت رویّہ کو دیکھ کر امراء نے بادشاہ سے کہا کہ اس شخص سے کیا بعید ہے کہ باہر جا کر شورش نہ برپا کر دے، تو جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کرنے کا حکم دے دیا۔

جہانگیر بادشاہ کا اپنا بیان

تزکِ جہانگیری میں خود جہانگیر اس واقعہ کے متعلق نہایت رعونت کے ساتھ لکھتا ہے:۔

"انہی دنوں مجھ سے عرض کیا گیا کہ شیخ احمد نامی ایک مکار سرہند میں مکر و فریب کا جال بچھا کر کئی نادان اور بے سمجھ لوگوں کو اپنے مکر و فریب میں پھانسے ہوئے ہے ہر شہر اور علاقے میں اس نے اپنے مریدوں میں سے ایک ایک کو جو معرفت کی دکانداری معرفت فروشی اور لوگوں کو فریب دینے میں

پوری مہارت رکھتے ہیں خلیفہ کے نام سے مقرر کیا ہے مذخرفات اور واہیات قسم کے خطوط اپنے مریدین اور معتقدوں کے نام لکھ کر مکتوبات کے نام سے ایک مجموعہ جمع کیا ہے اس نے اس مجموعے میں اکثر ایسی فضول اور بے ہودہ باتیں لکھی ہیں جو کفر اور زندیقیت تک پہنچتی ہیں۔ ازآں جملہ اس نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے میرا گزر مقام ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے ہوا جو نہایت عالیشان اور پاکیزہ تھا وہاں سے گزر کر میں مقام فاروق رضی اللہ عنہ میں پہنچا اور مقام فاروق رضی اللہ عنہ سے مقام صدیق رضی اللہ عنہ میں آیا۔ اُس نے ہر مقام کی تعریف اس کے مناسب حال لکھی ہے پھر اس نے لکھا کہ وہ وہاں سے گزر کر مقام محبوبیت میں پہنچا۔ جو نہایت منور و رنگیں تھا۔ اس مقام پر اُس نے اپنے اندر مختلف انوار اور الوان کو منعکس پایا۔ استغفراللہ! بزعم خود وہ خلفاء کے مرتبے سے بھی آگے بڑھ گیا اور ان سے بھی عالی مرتبہ پر فائز ہو گیا۔ اس کے علاوہ اس نے اور بھی گستاخانہ باتیں لکھی ہیں جن کا تذکرہ طوالت کا باعث ہے اور ادب کے خلاف ہے۔"

اس بناء پر میں نے حکم دیا کہ اُسے ہماری عدالت آئین میں حاضر کیا جائے۔ حسب الحکم وہ حاضر کیا گیا میں نے اس سے جو بھی پوچھا وہ اس کا معقول جواب نہ دے سکا بے وقوف اور کم عقل ہونے کے ساتھ نہایت مغرور اور خود پسند معلوم ہوا۔ میں نے اس کی اصلاح کے لیے یہی مناسب سمجھا کہ اسے چند دن قید رکھا جائے تاکہ اس کے دماغ کی شوریدگی اور اس کے ذہن کی آشفتگی دُور ہو اور عوام میں اس کے مذخرفات کی وجہ سے جو شورش پھیل رہی ہے۔ وہ رُک جائے۔ چنانچہ اُسے "انی رائے سنگھ دلن" کے حوالے کیا کہ وہ اُسے قلعہ گوالیار[1] میں بند کر دے۔"

عبارت بالا میں جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے متعلق انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ الزامات لگائے ہیں یعنی :۔

۱۔ شیخ احمد مکار ہے اور سرہند میں مکر و فریب کا جال پھیلا رہا ہے۔

---

[1] قلعہ گوالیار۔ پاک و ہند کے مشہور قلعوں میں سے ہے جو ۳۴۲ فٹ اونچی ایک چٹان پر واقع ہے ۷۷۳ء میں راجہ سورج مل نے بنوایا تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے ۱۰۲۲ء میں اور محمد بن سام غوری نے ۱۱۹۶ء میں فتح کیا ۱۲۱۱ء میں دوبارہ ہندوؤں کے پاس چلا گیا ۱۲۳۲ء میں سلطان التمش نے دوبارہ فتح کیا۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

۲ ۔ اس کے خلیفے شہر و علاقہ میں معرفت فروشی کے ذریعے لوگوں کو فریب دینے میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔

۳ ۔ اس کے مکتوبات مذخرفات اور واہیات ہیں بعض کفر اور زندیقیت تک پہنچانے والے ہیں۔

۴ ۔ بزعم خود وہ خلفاء کے مرتبے سے بھی آگے بڑھ گیا ہے۔

۵ ۔ ہمارے سوالوں کا کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔

۶ ۔ بے وقوف، کم عقل، نہایت مغرور اور خود پسند معلوم ہوا اور شورش پھیلا رہا ہے۔

اصل واقعہ اور سوال و جواب پہلے گزر چکے ہیں سوالات کے جوابات بھی تسلی بخش دیئے جا چکے تھے اصل وجہ تو آخری الزام بے وقوف کم عقل مغرور اور خود پسند، شورش پھیلانا ہے اور شورش یہ تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور یہی اصل وجہ تھی۔ یہی جہانگیر نے نہیں بتائی کیونکہ اس سے اصل بھید کھلتا تھا۔

القصہ آپ نے قلعہ میں محبوس قیدیوں میں تبلیغ دین کا کام شروع کر دیا۔ اور ہزاروں ہندو مسلمان ہو گئے نیز کثیر التعداد مسلمان آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔

علو ہمت اور صاحبزادگان کو نصیحت

آپ کے صبر و تحمل، برداشت و بردباری، علو ہمت کا اندازہ ان پند و نصائح سے ہوتا ہے جو زمانہ قید میں قلعۂ گوالیار سے اپنے صاحبزادگان کو لکھیں۔ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ انبیاء کرام و اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے بعد ایسی علو ہمت اور برداشت و تحمل شاید ہی کسی فرد سے وقوع پذیر ہوئی ہو۔ آپ نے لکھا:۔

" فرزندان گرامی! آزمائش کی گھڑی جتنی بھی کڑی کیسی ہو لیکن موقع و فرصت کی گھڑی اگر مل

(سابقہ صفحہ سے آگے) اور شاہی قیدیوں کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ اکبر بادشاہ بھی قیدیوں کو اسی قلعہ میں رکھتا تھا۔ مرزا کامران کا بیٹا ابو القاسم علمائے جونپور، علمائے لاہور۔ خان اعظم مرزا کوکلتاش اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے علاوہ شہزادہ مراد (بحکم عالمگیر) یہاں محبوس رہے۔ لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند نے اسے مہاراجہ سندھیا کے حوالے کر دیا۔ (حاشیہ تزک جہانگیری)

جائے۔ توغنیمت ہے۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے فرصت دی ہے لہٰذا اس کا شکر بجالاؤ اور اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ اور اپنا ایک لمحہ ضائع نہ کرو۔ ان تین چیزوں میں سے کسی ایک میں اپنے کو مشغول رکھو۔ تلاوتِ کلام پاک۔ لمبی قرأت سے ادائے نماز اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی تکرار کلمہ لا کہتے وقت اپنے تمام مقاصد و مرادات اور خواہشاتِ نفس کی نفی کرو کیونکہ خواہشات و مرادات کی طلب میں اپنی الوہیت کا دعویٰ مضمر ہے۔ لہٰذا ساحت سینہ میں کسی خواہش کے لئے جگہ نہ ہونی چاہیئے۔ نہ کوئی ہوس دماغ میں رہے۔ تاکہ کامل طور پر بندگی ثابت ہو۔ پھر فرمایا حتیٰ کہ میری رہائی کا مقصد جو کہ تمہارے اہم مقاصد میں سے ہے تمہارے دل میں نہ رہے۔

اللہ کی تقدیر اور اس کے فعل و ارادہ پر راضی رہو اور کلمہ طیبہ پڑھتے وقت جانب اثبات میں (یعنی الا اللہ کہتے وقت) غیب ہویت کے سوا کچھ نہ ہونا چاہیئے۔ اپنی حویلی۔ سرا کنواں۔ باغ کتب اور دوسری اشیاء کے غم و فکر کو مزاحم نہ ہونے دو۔ یہ سب چیزیں سہل ہیں۔ اللہ کی رضا تمہاری رضا ہونی چاہیئے۔ اگر میں مرتا یہ سب چیزیں جاتیں "گو درحیات مارفتہ باشد" یعنی ان سب چیزوں کا چھوٹنا تو تھا ہی۔ ابھی سے چھٹ جائیں۔ اولیاء نے ان سب چیزوں کو خود چھوڑ دیا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ان چیزوں کو چھوڑ رہے ہیں لہٰذا ہم کو شکر بجالانا چاہیئے۔ کہ ہم اس کے مخلص بندوں میں سے ہوں۔ مخلص کے لام پر فتح ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے پسند کئے ہوئے بندے)۔

جہاں بھی بیٹھے ہو اسی کو اپنا وطن سمجھو چند روزہ حیات ہے جہاں بھی گزرے اللہ کی یاد میں گزرے اپنی والدہ کو تسلی دو اور آخرت کی رغبت دلاؤ۔ رہی ایک دوسرے سے ملاقات تو اگر اللہ کو منظور ہے میسر ہوگی ورنہ اس کی تقدیر پر راضی رہو۔ اور دعا کرو کہ دارالسلام میں اکٹھے ہوں اور دنیوی ملاقات کی تلافی کو آخرت میں اللہ کے کرم کے حوالے کریں۔ الحمد للہ علیٰ کل حال [۲]

قید سے رہائی القصہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز تقریباً ایک سال تک گوالیار کے قلعہ میں بند رہے۔

تزکِ جہانگیری میں جہانگیر انتہائی ڈھٹائی سے لکھتا ہے: "جمادی الآخر ۱۰۲۹ھ / ۱۶۲۰ء

---

(۱) تزکِ جہانگیری کے مطابق یہ ۱۰۲۸ھ کا واقعہ ہے۔ (۲) مکتوب ۲ دفتر سوم۔

میں نے شیخ احمد سرہندی (قدس سرہٗ) کو جو اپنی دکان خود فروشی اور بے ہودہ گوئی سے سجانے کی وجہ سے بغرض تادیب چند روز قید میں رکھا تھا اپنے حضور طلب کر کے رہا کر دیا۔ اور اسے خلعت اور ہزار روپے بطور خرچ عنایت کر کے جانے اور رہنے کا اختیار دیا۔ شیخ نے از روئے انصاف کہا کہ یہ تنبیہ و تادیب درحقیقت ایک طرح کی ہدایت اور سبق ہے میرا نقش مراد آپ کی خدمت میں رہنے سے ہی جلی ہوگا۔"[1]

یہاں بھی جہانگیر نے اصل حقائق کو چھپانے کی پوری کوشش کی ہے لیکن اس کے اپنے ہی الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس نے خلعت اور ہزار روپیہ دیا۔ جو کسی مجرم اور خود سر کو نہیں دیا جاتا۔ اس کے باوجود آپ کو تقریباً تین سال تک اپنے ساتھ پابند رکھا۔[2]

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

بہر حال امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے جہانگیر سے درج ذیل احکام جاری کرائے:۔

۱۔ بادشاہ کے دربار میں سجدہ قطعی طور پر موقوف کر دیا گیا۔

۲۔ گاؤکشی (گائے کی قربانی) میں آزادی دی گئی اور گوشت بر سر بازار بکنا شروع ہو گیا۔ بادشاہ اور ارکان سلطنت نے ایک ایک گائے دربار عام کے دروازے پر اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کی کباب تیار ہوئے اور سب نے کھائے۔

۳۔ جہاں جہاں ملک میں مسجدیں شہید کی گئی تھیں۔ دوبارہ تعمیر کی گئیں۔

۴۔ دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی اور اس مسجد میں بادشاہ بمعہ امراء نماز باجماعت ادا کرنے لگے۔

۵۔ شہر شہر محتسب شرعی مفتی و قاضی مقرر ہوئے۔

۶۔ کفار پر جزیہ مقرر ہوا۔

۷۔ جس قدر قانون خلاف شریعت جاری تھے۔ بیک قلم منسوخ کر دیئے گئے۔ دینی تعلیم پھر سے

---

[1] ترجمہ تزک جہانگیری جلد دوم صفحہ ۲۱۷، ۲۱۸ (جہانگیر ان دنوں سری نگر کشمیر میں تھا۔)

[2] تزک جہانگیری کے مطابق (غالباً رجب) ۱۰۳۲ھ شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کو دو ہزار روپیہ عنایت کئے۔ غالباً اس تاریخ کو آپ کو سرہند جانے کی اجازت ملی۔

عام ہوگئی۔

مغل شہنشاہان میں طریقہ نقشبندیہ

جہانگیر نے یہ اصلاحات تو جاری کر دیں لیکن کلی طور پہ پابند نہ ہو سکا۔ لیکن شہزادہ خُرم جو بعد میں شاہجہاں کے لقب سے مغل شہنشاہ بنا۔ آپ کا مرید خاص تھا اور اورنگ زیب عالمگیر حضرت مجددؒ کے صاحبزادہ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کا مرید خاص بنا۔ جس نے پورے ملک میں نفاذ شریعت کیا اور فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کرائی۔

گوشہ نشینی اور وفات

اب آپ کا مشن مکمل ہو چکا تھا۔ اور عمر کے تریسٹھویں سال میں داخل ہو چکے تھے اور گوشہ نشینی مکمل طور پر اختیار کر لی تھی۔ ایک دن آپ نے فرمایا: "آئندہ جاڑوں میں ہم یہاں نہیں ہوں گے"۔

پھر فرمایا: "لوگو! اب میں تم سے جُدا ہو جاؤں گا میری اور تمہاری ملاقات قیامت کے دن ہوگی۔ وہاں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرمائیں گے کہ شیخ احمد! تو نے کیا خدمات انجام دیں۔ اس وقت تمہیں یہ شہادت دینی ہوگی"۔ لوگوں نے بیک آواز کہا: "ہم قیامت کے دن گواہی دیں گے کہ آپ نے اپنے فرائض پوری دیانتداری اور محنت سے سرانجام دیئے ہیں"۔

آپ نے سکون کی سانس لی اور آب دیدہ ہو گئے۔

زندگی کے آخری دنوں میں خیرات زیادہ ہو گئی۔ وصالِ مبارک سے پہلے رات کے آخری حصہ میں تہجد ادا کی۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور فرمایا: "یہ ہماری آخری تہجد اور نماز فجر ہے"۔ حسب عادت مراقبہ کیا بعد ازاں اشراق بڑی دلجمعی سے پڑھی۔ بالآخر تریسٹھ سال کی عمر میں سہ شنبہ کے دن ۲۸، صفر ۱۰۳۴ھ / ۱۰، دسمبر ۱۶۲۴ء کو بوقت اشراق، اللہ اللہ کا ورد کرتے ہوئے اس دنیائے فانی سے اعلےٰ علیین کو تشریف لے گئے۔

مرقدِ پُر انوار

سرہند شریف (بھارت) جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔ جہاں مغل شاہنشاہوں نے اپنی بے نظیر عقیدت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے عظیم الشان مزار اور گنبد سنگ مرمر سے تعمیر کرایا اور مزار مقدس کے ملحق وسیع باغات مغل شاہنشاہوں کے خلوص و عقیدت اور ذوق و شوق کا پتہ دیتے ہیں۔ اس کے بعد روضہ مقدسہ کو حاجی ولی محمد وحاجی ہاشم خلف حاجی دادا ساکن دوراجی ملک کاٹھیاواڑ نے ۱۹۲۵ء / ۱۳۴۴ھ میں دوبارہ بنوا کر مکمل کرایا ہے اور سنگ مرمر کا عالیشان گُنبد

دل کو سرور اور آنکھوں کو نور بخشتا ہے اس پر پانچ سال کے عرصہ میں ایک لاکھ پینتالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا جنوبی دروازہ پر یہ لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مزار پُر انوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

ایں روضہ منورہ بتاریخ ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۲۵ء تعمیر یافت

یہ رباعی بھی حضرت مجدد کے مزار اقدس کے دروازہ پر لکھی ہوئی ہے ؎

زآفات زماں دِل تنگ و زارم
مدد کُن ! یا مجدد الف ثانی

حُلیہ مبارک آپ کا حُلیہ مبارک دراز قد، نازک اندام، رنگ گندم گوں مائل بہ سفیدی کشادہ پیشانی، پیشانی اور رُخسار سے نور برستا تھا کہ دیکھنے والے کی آنکھ کام نہ کرتی تھی۔ آپ کے ابرو سیاہ، دراز و باریک تھے۔ بینی مبارک بلند و باریک، دہن مبارک بڑا نہ چھوٹا۔ دندان مبارک ایک دُوسرے سے متصل اور درخشاں مثل لعل بدخشاں اور ریش مبارک گھنی دراز اور مُربع تھی۔ رُخسار مبارک پر بال نہ تھے۔ ہاتھ مبارک بڑے بڑے، انگلیاں باریک اور پاؤں لطیف تھے۔ غرضیکہ آپ کی شکل مبارک ایسی محبوبانہ تھی کہ جو دیکھتا بے اختیار سبحان اللہ! ہٰذا ولی اللہ کہتا۔

لباس:- آپ کا لباس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مطابق ہوتا۔ ایک بڑا عمامہ سر پر۔ مسواک دستار کی کور میں۔ شملہ دونوں کندھوں کے بیچ تک اور قمیص کے گریبان کا شگاف دونوں کندھوں پر، پاجامہ شرعی ٹخنوں کے اوپر تک ہوتا تھا۔ ہاتھ میں عصا اور پیشانی پر سجدے کا نشان تھا۔

معمولات حضرت مجدد ہمیشہ سرما و گرما۔ سفر و حضر میں بعد نصف شب بیدار ہوتے۔ اور دعا مسنون پڑھتے۔ بعد ازاں بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہوئے یہ دعا پڑھتے: اللّٰھم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث۔ بعد فراغت طاق ڈھیلے استعمال فرماتے اس کے بعد پانی سے بھی طہارت فرماتے اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت داہنا پاؤں باہر رکھتے۔

اس کے بعد قبلہ رُو ہوکر وضو فرماتے لیکن بوقت وضو کسی سے مدد طلب نہ فرماتے۔ آفتابہ (لوٹا) بائیں طرف رکھتے ہاتھ دھو کر پہلے مسواک استعمال فرماتے پھر وضو فرماتے لیکن ہر کام میں وتر کی رعایت فرماتے۔ بعد فراغت مسواک اکثر خادم کے سپرد کر دیتے۔ وضو کرتے وقت دعائے مسنونہ پڑھتے۔ وضو کے بعد اعضاء مبارکہ کپڑے سے صاف نہ فرماتے۔

پوشاک لطیف و نفیس پہنتے اور بہ تحمل و وقار تمام متوجہ نماز ہوتے اور دو رکعت تحیۃ الوضو ادا فرماتے پھر باقی تمام نماز کو بطوال قرأت (دو تین سیپارے قرآن) ادا فرماتے۔ گاہ گاہ حالت غلبہ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک رکعت میں ہی وقت گزر جاتا۔ اور جب خادم پکارتا کہ صبح ہوئی جاتی ہے تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرما کر سلام پھیرتے۔ اور باقی رکعتیں ایک دوسری سے کم ادا فرماتے۔ اگر وتر اول شب میں پڑھ لیے ہوتے تو تہجد بارہ رکعت پوری فرماتے کبھی آٹھ پر ہی اکتفا فرماتے۔

نماز تہجد میں اکثر اوقات سورۃ یٰسین تلاوت فرماتے ارشاد فرمایا کرتے کہ اس کی قرأت میں نفع بسیار اور نتائج بے شمار حاصل ہوتے ہیں۔ ہر دوگانہ کے بعد مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ بعد از تہجد یک صد مرتبہ استغفر اللہ، کبھی کبھی آیت کریمہ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَغَفَرَ لَہٗ[1] ستر مرتبہ بعدہٗ بمطابق سنت تھوڑی دیر غنود فرماتے۔ پھر تازہ وضو کے ساتھ صبح کی سنت گھر پڑھتے۔ اور فرض فجر باجماعت اول وقت ادا فرماتے خود امامت فرماتے۔ اور طوال مفصل فرماتے۔ بعد ادائے فرض اسی جلسہ میں دس مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور سات بار اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اور دیگر اذکار میں مشغول ہو جاتے پھر ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے۔

بعد ازاں مع اصحاب حلقہ ذکر فرماتے اور شغل باطنی میں بلندی آفتاب بقدر نیزہ تک مشغول رہتے حلقہ میں حافظ سے قرآن بھی سنتے حلقہ سے فراغت کے بعد دو رکعت نماز اشراق پڑھتے۔ پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے پھر دعائے استخارہ اور دعائے ماثورہ بھی پڑھتے خلوت میں قرآن مجید یا ختم کلمہ طیبہ فرماتے۔ اور طالبان حق کو جدا جدا بلا کر ان کے احوال سے آگاہی فرماتے۔ اور ان کے احوال کے موافق ارشاد فرماتے۔ اور کیفیات و واردات سے آگاہ فرماتے۔ اکثر اصحاب آپ کے رعب و ہیبت سے خاموش رہتے اور کسی کی مجال نہ ہوتی کہ دم مار سکے۔

---

[1] سورہ قصص ۱۶۔

بعدۂ آٹھ رکعت نمازِ چاشت اور کبھی کبھی چار رکعت بھی پڑھتے پھر طعام تناول فرماتے۔ اکثر اوقات درویشوں میں لنگر خود تقسیم فرماتے۔ نوالہ تین انگلیوں میں پکڑتے۔ درویشوں کے ساتھ کھانے میں مشغول رہتے۔ حالانکہ دیکھنے والا محسوس کرتا کہ آپ کو کھانے کی حاجت نہیں ہے۔

کھانا کھانے کے بعد سنتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق قیلولہ فرماتے اور جس وقت مؤذن نمازِ ظہر کی اللہ اکبر کہتا۔ آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور اذان کے کلمے ساتھ ساتھ پڑھتے اور اذان ختم ہونے پر دعا فرماتے پھر وضو فرما کر دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے پھر چار رکعت سنت زوال ادا کرتے۔ بعدۂ چار رکعت سنت نمازِ ظہر پڑھتے۔ اقامت کے بعد خود امامت فرماتے۔ فرائض ظہر کی ادائیگی کے بعد دُعا فرماتے اور دو رکعت سنت مؤکدہ کے بعد چار رکعت سنت مزید ادا کرتے۔

بعد از نمازِ ظہر دوستوں کے ساتھ مراقبہ فرماتے یا حافظ سے قرآن پاک کی تلاوت سُنتے پھر ایک دو سبق کا درس دیتے۔ دو مثل اور سایہ اصلی کے گزر جانے پر آپ مسجد میں تشریف لے جاتے۔ تجدید وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے اور چار رکعت سُنت ادا کرنے کے بعد وقت پر نمازِ عصر کی امامت فرماتے۔ بعد از اذکار اصحاب کے حلقہ میں حافظ سے قرآن پاک سُنتے۔ اور اصحاب کی باطنی اصلاح و ترقی کی طرف متوجہ ہوتے۔ پھر اوّل وقت میں نمازِ مغرب ادا فرماتے۔ سُنتوں کی ادائیگی کے بعد چھ رکعت نماز تین سلام کے ساتھ نوافل اوابین ادا فرماتے۔

عشاء کی نماز کے وقت مسجد میں آکر تجدید وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے۔ پھر عشاء کی نماز با جماعت ادا فرماتے۔ وتر کبھی اوّل شب اور کبھی آخر شب پڑھتے۔ سوتے وقت تسبیحات و دیگر دعائے ماثورہ پڑھتے پڑھتے داہنی کروٹ سو جاتے کہ رُوئے مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے ہوتا۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے عشرہ ذوالحجہ میں گوشہ نشینی میں روزہ رکھتے اور ذکر، اذکار، درود شریف میں مشغول رہتے۔ آپ افطار میں عجلت اور سحری میں آخر وقت کے لئے کوشش فرماتے۔ بعد از نمازِ جمعہ چار رکعت سنت آخر ظہر کی نیت سے ادا فرماتے بکرار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہُ محمد رسول اللہ کی ترغیب دلایا کرتے اور فرماتے کہ تمام عالم اس کلمہ معظمہ کے مقابلہ میں ایک قطرہ کی مثال ہے۔ یہ کلمہ جامع کمالاتِ ولایت و نبوت ہے۔ اور فرماتے فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ

کلمہ پڑھ کر بخش دیں اور بہشت بھیج دیں تو بھی اس میں گنجائش ہے۔ اور نماز تراویح سفر و حضر میں ہمیشہ بیس رکعت ادا فرماتے اور ماہِ رمضان المبارک میں تین ختم قرآنِ پاک سے زیادہ پڑھتے۔

قرآن کریم نماز کے اندر یا باہر اس طریقہ سے تلاوت فرماتے کہ گویا ان کے معنی و مطالب بیان فرما رہے ہیں اور سامعین کو ایسا معلوم ہوتا کہ اسرارِ قرآن پاک ان پر ظاہر ہو رہے ہیں اور جو لوگ آپ کے مرید نہ بھی ہوتے وہ بھی کہتے کہ حضرت مجدد اس طرح قرآن پاک کی تلاوت فرماتے ہیں جیسے الفاظ دل سے نکل رہے ہوں اور سامعین میں سے اکثر پر غنودگی طاری ہو جاتی حالانکہ آپ تلاوت عموماً کھڑے ہو کر کرتے لیکن غنودگی یا سستی کبھی نزدیک نہ پھٹکتی۔

تصرفات

شوق زیارت بیت اللہ

ایک دفعہ عرفہ کے دن فجر کی نماز کے بعد حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز کو زیارت بیت اللہ شریف کا شوق غالب آیا۔ اس بے قراری اور اضطراب میں دیکھا کہ تمام عالم جن و انس نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ آپ کی جانب کرتے ہیں۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ نہایت حیران ہوئے۔ اور متوجہ کشف و اسرار ہوئے۔ تو بتایا گیا کہ کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور بیت اللہ شریف نے آپ کا احاطہ کر لیا ہے اس لئے جو بھی کعبہ کو سجدہ کرتا ہے وہ آپ کی طرف ساجد معلوم ہوتا ہے۔

اسی اثنا میں ندائے غیب آئی کہ تو ہمیشہ زیارت بیت اللہ شریف کا مشتاق رہتا تھا۔ اس لئے ہم نے کعبہ معظمہ کو تیری زیارت کے واسطے بھیجا ہے۔

لوحِ محفوظ پیش او

عبدالرحیم خان خاناں صوبہ دار دکن بوجہ غمازی مورد عتاب سلطانی ہو کر شاہی دربار طلب ہوا۔ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ جان کا خطرہ لاحق ہوا اس پریشانی میں اس نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے جلیل القدر خلیفہ محمد نعمان رحمہ اللہ سے مدد طلب کی حضرت میر نے خان خاناں کی سفارش لکھ کر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت شیخ نے عریضہ ملاحظہ فرما کر جواب تحریر فرمایا کہ "در وقت مطالعہ کتابت خان خاناں در نظر رفیع القدر درآمد خاطر شریف از مطالعہ

اوجمع شد" میر محمد نعمان سنے وہ خط بجنسہٖ خان خاناں کے پاس بھیج دیا۔ اس کے چند روز بعد ہی بادشاہ نے خان خاناں سے راضی ہو کر خلعتِ خاص عطا کی اور صوبہ داری پر بحال کر دیا۔

ایسا ہی ایک واقعہ خواجہ طاہر بندگی لاہوری قدس سرہٗ کے ساتھ پیش آیا جن کی قضائے مبرم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ٹال دی خواجہ طاہر بندگی کے حالات میں یہ واقعہ درج کر دیا گیا ہے۔

مکتوبات شریف کا مقام

ایک سید صاحب کا بیان ہے کہ جن اصحاب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے لڑائی کی۔ اُن سے، بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نفرت اور بدظنی تھی کہ ایک روز میں مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس میں لکھا تھا، امام مالک رضی اللہ عنہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شتم کرنے والے پر جو حد لگاتے تھے. وہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر شتم کرنے والے پر لگاتے تھے۔

میں نے یہ دیکھ کر غصہ کی حالت میں کہا کہ حضرت مجدد نے یہ کیسی بے خبری کی بات نقل کی ہے یہ کہہ کر میں نے مکتوبات شریف کو زمین پر پھینک دیا. تو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ غصہ کی حالت میں آئے اور میرے دونوں کان پکڑ کر فرمانے لگے تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے. اس کو زمین پر پھینکتا ہے اگر تو میرے قول کو معتبر نہیں سمجھتا تو آ تجھے حضرت علی مرتضٰے کے پاس لے چلوں جن کی خاطر تو اُن کے بھائیوں، صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہتا ہے. اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مجھے پکڑ کر ایک باغ میں لے گئے میں نے دیکھا کہ وہاں نہایت نورانی شکل والے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں حضرت مجدد اس بزرگ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور کچھ عرض کی.

پھر مجھے نزدیک بلایا اور فرمایا: "یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں سنو کیا فرماتے ہیں":

میں نے سلام عرض کی تو حضرت امیر نے فرمایا:۔

"خبردار! حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے دل میں کدورت نہ رکھو اور اُن کی ملامت زبان پر نہ لاؤ! ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بھائی کے ساتھ ہمارا جھگڑا ہوا۔ ان کی نیتیں پاک تھیں"۔

پھر حضرت شیخ کا نام لے کر فرمایا کہ ان سے ہرگز سر نہ پھیرنا۔

اس نصیحت کے باوجود جب میں نے اپنے دل کی طرف رجوع کیا تو دل میں اصحاب کی دشمنی بدستور موجود تھی. حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ یہ جان کر سخت ناراض ہوئے اور حضرت مجدد قدس سرہٗ سے

فرمایا کہ اس کا دل ابھی صاف نہیں ہوا۔ اور تھپڑ مارنے کا اشارہ کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے پوری قوت سے ایک تھپڑ میری گُدی پر مارا۔ اس وقت میرا دل کدورت سے پاک صاف ہوگیا۔ اور حضرت مجدد قدس سرہٗ کے کلام پر میرا اعتقاد کئی سو گنا زیادہ ہوگیا۔

عمرِ مبارک ایک روز خاص احباب سے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری عمر تریسٹھ سال ہے۔ شب برات ماہ شعبان ۱۰۳۳ھ کو شب بیداری کی، مخدوم زادوں کی زبان عصمت پناہ سے نکلا کہ آج تقدیر و تقسیم رزق کی رات ہے خدا جانے آج کس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے؟

یہ سُن کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آپ تو بطور شک و تردّد فرما رہے ہیں لیکن اس شخص کا کیا حال ہے جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔ اور اشارہ اپنی طرف فرمایا۔ اس کے تقریباً ساڑھے چھ ماہ بعد آپ کا وصال ہوگیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے خوارق و تصرفات بڑے اختصار کے ساتھ لکھے گئے ہیں کیونکہ کثرتِ خوارق سے کسی ولی کی شان نہیں بڑھتی اور نہ ہی قلت سے کسرِ شان ہوتی ہے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

> "یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہیں کبھی اولیاء اللہ میں سے ایک گروہ کو ان خوارق کا مکاشفہ کرایا جاتا ہے اور اسے عطا کی جاتی ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان سب لوگوں کے اوپر وہ شخص ہوتا ہے جس سے ان میں سے کوئی بات بھی ظاہر نہ ہوئی ہو۔"

مزید فرمایا، کثرتِ ظہور خوارق کو افضلیت کی دلیل بنانا، بالکل ایسے ہے جس طرح کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے کثرتِ فضائل و مناقب کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افضلیت کی وجہ بنائے کیونکہ جس قدر فضائل و مناقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوتے۔ [1]

---

[1] مکتوب ۲۹۳ دفتر اوّل۔

مجدّد الف ثانی

صاحب: حضرات القدس ”شیخ بدرالدین سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :۔
”ہزار سال بایستے تا ایں چنیں گوہرے بوجود آید“ ؎

ہزار سال بباید کہ تا بباغ یقیں — زشاخ ہمت چوں تو گلے ببار آید
بہر قرآن دبہر قرن چوں تو سے نبود — بروزگار چوں تو کسے بروزگار بہ آید

مجدّد اسم فاعل کا صیغہ ہے تجدید کرنے والا یا پُرانے کو نیا کرنے والا . حدیث شریف میں مجدّد کا بیان اس طرح آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :۔ ”اِنَّ اللّٰہَ عزّ وجلّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔“[1] (اللہ تعالےٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے شروع میں کسی کو مبعوث فرمائے گا تاکہ وہ اُمت کے واسطے ان کے دین کی تجدید کرے ۔)

ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کے بیان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول لکھا ہے کہ ایسا کوئی سال نہ گزرے گا جس میں لوگ کسی بدعت کو رائج اور کسی سنت کو ضائع نہ کریں یہاں تک کہ سنتیں ختم اور بدعتیں رائج ہوجائیں گی ۔[2]

مشکوٰۃ شریف میں حدیث قدسی ہے کہ :۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : اس علم کو (جو قرآن اور حدیث کا علم ہے) عادل (اور ثقہ افراد) اپنے اسلاف (جانشینوں) سے حاصل کردہ غُلو کرنے والوں کی تحریفات باطل پرستوں کے غلط دعادی اور جاہلوں کی تادیلات کا انتقا کریں گے (رواہ بیہقی فی کتاب مدخل مرسلاً)

اس حدیث شریف میں تین قسم کے افراد کے مفاسد کا ازالہ حق پرست اور عادل اشخاص کے کرنے کا ذکر ہے ۔

۱ . غلو کرنے والوں کی تحریفات کا . ۲ . باطلوں کے غلط دعادی کا .

---

[1] مشکوٰۃ شریف کتاب العلم الفصل الثانی - [2] مرقات جلد اوّل صہ۲۴۸

۳. جاہلوں کی تاویلات کا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز[۱] دہلوی قدس سرہٗ اپنی کتاب مجموعہ فتاویٰ عزیزی کے صفحہ نمبر ۲۴۲ پر لکھتے ہیں:۔

"اچھی طرح ظاہر ہے کہ حضرت مجدد کی ذات شریف کی وجہ سے ملحدوں رافضیوں توحید میں غلو کرنے والوں اور سلاسل کے مبتدعین شرک جلی و خفی کے معتقدین کے شبہات بالکل دُور ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی پیروی کرنے والے سُنّتِ مطہرہ کی پیروی میں خوب ساعی اور بدعت سے اپنے آپ کو بچانے میں پیش قدم ہیں"

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ نے امام بیہقی کی روایات کردہ حدیث کے مفہوم کا ذکر کیا ہے کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ اس پر عامل تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس حدیث کا اُتم مصداق بنایا ہے۔ اور اکابر علماء نے کھلے دل سے اس کا اعتراف کیا ہے۔ خواجہ ہاشم نے زبدۃ المقامات میں لکھا ہے:۔ علامہ روزگار مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے سب سے پہلے آپ کے لئے "مجدد الف ثانی" کا خطاب آپ کے لئے تجویز فرمایا۔[۲]

خود فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کی جگہ دی ہے۔ ہر صدی کے شروع میں کسی عالم کا انتخاب ہوتا ہے تاکہ وہ دین حق کی تجدید کرے اور شریعت میں جان ڈالے (یعنی اس میں قوت آئے اور اس کے احکام نافذ ہوں) پہلی اُمتوں میں ایک ہزار سال گزارنے کے بعد اولوالعزم پیغمبر کی بعثت ہوا کرتی تھی اس اُمت میں چونکہ کوئی نبی نہیں ہوگا اس لئے اُمت میں ایک ہزار سال گزرنے پر ایسے عالم کی ضرورت ہے جو معرفت تامہ رکھتا ہو (شریعت کے احکام سے طریقت کے اسرار اور حقائق کے رموز سے پوری طرح باخبر ہو) سے

فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آں چہ مسیحا می کرد

---

[۱] شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ کے حالات تکملہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ [۲] زبدۃ المقامات از خواجہ ہاشم کشمی قدس سرہٗ۔

یعنی اگر مولیٰ جل شانہٗ کا لطف و کرم ساتھ دے تو جو کچھ مسیحا نے کیا ہے وہ بھی کر دکھائیں"۔[۱]

حدیث صلہ علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ کی کتاب جمع الجوامع میں یہ حدیث نقل ہے۔ "میری اُمت میں ایک شخص ہوگا اس کو صلہ کہا جائے گا۔ اس کی شفاعت سے اتنے اتنے آدمی جنت میں داخل ہوں گے"۔

اس حدیث شریف کو محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں بھی معمولی لفظی تغیر سے روایت کیا ہے۔ سرشار بادہ احمدی خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے "ایک مرتبہ حضرت مجددؒ قدس سرہٗ کو سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے بشارت ملی کہ تمھاری شفاعت سے قیامت کے دن کتنے ہزار افراد بخشے جائیں گے اس بشارت کے ملنے پر آپ نے کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا اور اس بشارت کا بیان فرمایا چنانچہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں: میں اپنی پیدائش کا مقصد جو سمجھتا ہوں وہ پورا ہوگیا اور ایک ہزار سالہ تجدید کی طلب مقرون اجابت ہوئی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ اس نے مجھے دو سمندروں کو جوڑنے والا اور دو جماعتوں میں اصلاح کرنے والا بنایا"۔[۳]

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اپنے رسالہ "در دفعہ اعتراضات" کے آخر میں فرماتے ہیں:۔
یہ بات مثل آفتاب کے روشن ہے کہ یہ کام حضرت مجددؒ نے خوب کیا ہے بخارا، سمرقند، بلخ، بدخشاں، قندھار، کابل، غزنی، تاشقند، یارقند، شہر سبز، حصار اہل اسلام کے گڑھ ہیں۔ وہاں نہ ہنود ہیں نہ نصاریٰ نہ روافض، ان مقامات میں صرف آپ کا ہی طریقہ رائج ہے۔ شاید ہی کسی دوسرے طریقے سے کوئی وابستہ ہو اور یہ بات بھی خوب ظاہر ہے کہ ملحدوں، رافضیوں، خالی توحیدیوں اور اہلِ طریق کے

---

[۱] مکتوب ۲۳۴ دفتر اول

[۲] علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ (۸۴۹ھ۔ ۹۱۱ھ) کے آباو اجداد بغداد سے مصر کے شہر "اسیوط" میں آباد ہوگئے چھ برس کی عمر میں والد کا انتقال ہوگیا اپنے والد کے ایک صوفی دوست نے اپنا متبنیٰ بنایا۔ اور بیس سال کی عمر میں تمام علوم میں کمال حاصل کیا۔ حج بیت اللہ کیا۔ اور پھر مدرسہ شیخونیہ میں فقہ کے مدرس ہوگئے۔ جہاں آپ کے والد گرامی مدرس تھے۔ اس کے بعد مدرسہ بیبرسیہ میں آگئے۔ ۹۰۶ھ میں مدرسہ سے علیحدہ ہوگئے آپ کی تصنیفات کثیر ہیں۔ عقد الجواہر میں ان کی تعداد ۵۷۶ درج ہے جن میں سے تفسیر درمنثور چھ جلدوں میں ہے۔ اور تفسیر جلالین عرصہ دراز سے درس نظامی میں شامل ہے۔ الاتقان علوم قرآن پر نادر کتاب ہے۔ ۷۵ دفعہ حالتِ بیداری میں زیارتِ رسول اللہ ہوئی۔ (میزانِ کبریٰ) [۳] مکتوب ۶ دفتر دوم

بدعتیوں اور شرکِ خفی وجلی کے معتقدوں کے تمام شبہات آپ کی مبارک ذات کی برکت سے بالکل دُور ہو گئے اور آپ کے متبعین اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتباعِ سنت میں سرگرم اور اجتناب از بدعت میں پیش قدم ہیں۔ آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دعویٰ کرے کہ مجھ کو اس حکیم نے نائب بنا کر بھیجا اور وہ لوگوں کا علاج کرے اور لوگوں کو فائدہ ہو۔ (پھر شاہ عبدالعزیز نے فوق الذکر حدیث صلہ نقل کی ہے)

آپ کی اس تحریر پر اور آپ کے مبشر ہونے پر حدیث صلہ پوری طرح صادق آرہی ہے ہزار سال کے دَور میں مجدد کا لقب کسی دوسرے شخص کو نہیں ملا ہے اور آپ کے اس استنباط کی تائید نقلیات اور کشفیات سے بھی ہو رہی ہے۔ حضرت مجدد نے اللہ کا شکر ادا کیا ہے۔ اور شکر قبول کرنے والا وہی ہے۔ وہ فرماتا ہے لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ[1] (اگر شکر ادا کرو گے تو زیادہ دوں گا تم کو) اور وعدہ الٰہی بموجب آپ کی دُعا جوشکر الٰہی ہے مقبول ہے۔ از قبول کساں دیگر کارے نیست

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر ختم کر کے اشارہ کیا ہے کہ اہل فضل و اصحاب کمال حضرت مجدد قدس سرہٗ کے مداح ہیں۔ جاہل اور گم کردہ راہ جو چاہیں کہیں۔

شواہدِ تجدید

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تجدید دینِ اسلام اور احیائے سنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کارنامے اس قدر عظیم ہیں کہ یہ صفحات اُس کے بیان کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ پھر بھی اُن کا اجمالی جائزہ لیا جاتا ہے۔

۱۔ اکبری الحاد کا استیصال

تاریخ عالم میں فرعون مصر کے بعد شاید ہی کوئی ایسا حکمران گزرا ہوگا، جس نے اپنے کو سجدہ کرایا ہو۔ لیکن اکبر بادشاہ جو بظاہر ایک مسلمان حکمران تھا۔ اس کا کردار بے دینوں سے بھی بدترین تھا کہ دربار شاہی میں حاضری کے وقت اپنے آپ کو سجدہ کراتا تھا۔ فرعون کے بعد شاید یہ پہلا بادشاہ جو خود کو سجدہ کراتا تھا اور دینِ الٰہی کے نام سے ایک نیا مذہب رائج کر لیا تھا۔ اس لیے ہندو اور عیسائی مورخوں نے اکبر کو اکبر اعظم اور مغلِ اعظم مشہور کرنے میں اپنی ساری قوت صرف کر دی۔ اسلام میں چونکہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنے کی سخت تاکید ہے۔ اس ناچیز کے خیال کے

[1] سورہ ابراہیم ۷۔

مطابق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہندوستان میں مبعوث فرمانے کی یہی مشیتِ ایزدی تھی کہ آدمی کو سجدہ کرنے کے شرک کا قلع قمع کیا جائے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے امراء و اراکین سلطنت کو وقتاً فوقتاً مکاتیب ارسال کرکے اسلام کی زبوں حالی کا بیان) اس انداز سے کیا کہ ان کے دلوں میں اسلام کا درد پیدا ہوا۔ ان میں خان خاناں، فرید بخاری، سید صدر جہاں، خان جہاں، خانِ اعظم، مہابت خاں، اسلام خاں، سکندر خاں، دریا خاں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ پھر جب حضرت مجدد قدس سرہٗ میدان میں آگئے۔ تو شہنشاہ جہانگیر اپنی عظیم الشان دُنیاوی طاقت و عظمت، جاہ و جلال، کبر و نخوت کے باوجود ایک مردِ درویش حضرت مجدد قدس سرہٗ کو جھکانے میں ناکام رہا اور اس دُنیا کو بتا دیا کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں جُھکنے والی گردن کسی دوسرے کے سامنے نہیں جھک سکتی اور اس کے مقابلے میں ہر طاغوتی طاقت خس و خاشاک کی طرح تہس نہس ہو جائے گی۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ نے اپنی حق آگاہی اور خود شناسی کی بدولت ایک عظیم مملکت کے سربراہ کے دل کو اپنے اخلاق و اخلاص سے پھیر دیا۔ اور پھر وہی فسق و فجور میں مست شرابی بادشاہ جہانگیر نے عدل جہانگیری کی ایک ایسی مثال قائم کی جو آج تک یادگار ہے۔ اور اس کی اولاد میں شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر جیسی عظیم ہستیاں وجود میں آئیں جنہوں نے تبلیغ اسلام کے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ وہ تاریخ اسلام میں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ مِنَ اللّٰہِ ۔

جارحانہ ہندو احیائیت اکبر بادشاہ کی بے راہ روی کی وجہ سے ہندوؤں کی جرأت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ہندو بے تحاشا مسجدوں کو گرا کر اپنے مندر تعمیر کر رہے تھے۔ تھانیسر کے علاقہ میں ایک مسجد اور بزرگ کا مقبرہ گرا کر اس جگہ مندر بنوایا تھا۔ [1]

متھرا میں ایک برہمن نے مسجد کی اینٹ پتھر کو مندر کی تعمیر میں استعمال کیا۔ مسلمانوں کی مزاحمت پر اس نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ لیکن عجیب واقعہ یہ ہوا کہ اس برہمن کو سزائے قتل دینے پر اکبر کے دربار میں بڑا ہنگامہ ہوا۔ [2]

یہی وجہ تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہندوؤں کے معاملہ میں سختی اور شدت کا اظہار

---

[1] مکتوب ۹۲۔ دفتر دوم [2] رودِ کوثر۔

کرتے تھے۔

تاریخ کا فیصلہ شیخ محمد اکرام اپنی تصنیف "رودِ کوثر" میں رقم طراز ہیں :- ہندوؤں کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے بسا اوقات بڑی تلخی اور غیض و غضب کا اظہار کیا ہے بہرکیف ان کا اندازِ فکر اور اسلوب اظہار ان صوفیہ سے بالکل مختلف ہے جنہیں ہندو احیائیت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ لیکن ہندو مسلم اختلافات کے متعلق تاریخ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے نقطۂ نظر کی تائید کی اور ہندو مسلم اتحاد کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

انگریزی عہد میں اختلاف اور بڑھ گئے اور برصغیر کو بھارت اور پاکستان میں تقسیم کرنا پڑا۔ شاید ان ملکوں کے رہنما اور بیرونی خیر خواہ بھی کبھی سرہند کے اس "مردِ آخر بین" کی رائے تسلیم کر لیں کہ ان دونوں کے درمیان امن و سلامتی کا راستہ اتحاد نہیں بلکہ ہمسایانہ رواداری ہے۔[1]

۲۔ ملحدین صوفیاء یہ وہ لوگ تھے جو حضرات مشائخ کرام کے اقوال کی غلط اور گمراہ کن تاویلات و تشریحات کر کے عوام کو گمراہ کر رہے تھے۔ اور اپنی دکان سجانے کی کوشش میں مصروف تھے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی قلعی کھول کر رکھ دی اور عوام الناس کو بتا دیا کہ ان کی اندرونی حالت کیا ہے اور ان کی تشریحات کی قباحتوں کو واضح فرما دیا۔

۳۔ بیباک علماء بے باک علماء اور جاہل صوفیاء کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے باور کرایا کہ شریعت کی متابعت کے بغیر تم کچھ بھی نہیں ہو کیونکہ قیامت کے دن شریعت کے متعلق پوچھ گچھ ہو گی۔ نہ کہ طریقت کے متعلق۔ کیونکہ شریعت کا ثبوت وحی سے ہوا جو قطعی اور یقینی ہے اور طریقت کا ثبوت الہام سے ہوا ہے جو کہ ظنی ہے اس قطعی کے مقابل ظنی کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔

آپ نے فرمایا: مشائخ کی روحانیات اور ان کی امدادات پر ہرگز مغرور نہ ہو۔[2]

پھر فرمایا:- تمام مشائخ کے اقوال و اعمال کو سردار دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقوال و اعمال پر جانچو!"[3]

---

[1] رودِ کوثر صـ ۳۲۵ [2] مکتوب ، ۱۴۸ دفتر اول

[3] مکتوب ۲۷۲ دفتر اول۔

۴۔ شریعت، طریقت اور حقیقت

حکیم مطلق نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو حکمت و بصیرت تامہ عطا فرمائی اور آپ پر پوری طرح منکشف ہوا کہ کچھ بے سمجھ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے طریقت و حقیقت کو شریعت سے بالاتر سمجھتے ہیں یہ لوگ طریقت کے نام پر عوام کو گمراہ کر کے باطنیوں کے مسلک کو رواج دے رہے ہیں۔ آپ نے ان سب مفاسد و افتراء کا ایسا سدِ باب فرمایا کہ کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ ہوئی۔

۵۔ وحدت وجود، وحدت شہود

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام کائنات کی اصل اور حقیقت علم الٰہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ انسان جن فرشتے حیوان زمین، ستارے عرش کرسی لوح قلم جنت دوزخ غرض ہر شے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم میں سب کچھ موجود ہے اور جس شے کے متعلق جو کچھ علم الٰہی میں ہے وہی اس شے کی حقیقت اور اس کی اصل ہے جب تک علم الٰہی کا ظہور نہیں ہوا۔ ساری حقیقتیں عالم غیب میں مستور ہیں۔ اور جب علم الٰہی کا ظہور ہوا حقیقتیں بھی ظاہر ہو گئیں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ ان ظاہر حقیقتوں کو اعیان ثانیہ کہتے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب اعیان ثانیہ کے ظہور کا وقت آیا تو ان کا عکس ظاہر ہوا۔ وہی عکس ان کا وجود ہے۔ چونکہ یہ عکس بھی اللہ تعالےٰ کی صنعت و کاریگری ہے اس لئے اس کے واسطے پائیداری ثابت ہے یعنی خارجی شے شیخ اکبرؒ کے نزدیک کچھ نہیں۔

اس کے برعکس حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کائنات کی حقائق اعدامِ عدمیہ ہیں جو خالی ہیں۔ ان پر اوصافِ الٰہیہ کا پرتو اور ظل پڑا۔ آپ کے نزدیک ظل عین اصل نہیں لہٰذا افتراق ثابت ہو گیا یعنی حضرت مجددؒ کے قول سے اتحاد کی جڑ اور اساس سرے سے نکل جاتی ہے اور وحدت وجود کا نظریہ قائم نہیں رہتا۔ حضرت مجددؒ فرماتے ہیں کہ سالک جب فنائیت کے مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو بجز محبوب کے کچھ نظر نہیں آتا حتٰی کہ وہ اپنا وجود بھی نہیں دیکھتا۔ لہٰذا اس کی زبان سے اتحاد کا قول نکلتا ہے کوئی انا الحق[1]، کوئی سبحانی[2] کہتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اگر اس مقام اور کیفیت کی حالت میں سالک کی عالم میں مراجعت ہوتی ہے تو عالم کے ہر ذرہ میں اس کو جمال محبوب نظر آتا ہے اور وہ کہتا ہے ؎

دیدہ بکشا و جمال یار بیں   ہر طرف ہر جا رُخِ دلدار بیں

---

[1] حضرت منصور حلاج کا قول۔ [2] سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا قول

آپ فرماتے ہیں یہ مقام ولایت ہے اور اس سے بالاتر مقام ارشاد ہے جس کا تعلق نبوّت کے مقام سے ہے۔ ابھی سالک کو اس شاہراہ پر پہنچا ہے وہاں اس کی زبان سے نکلتا ہے ۔

"سُبحانكَ تبت اليكَ وانا اوّل المؤمنين" (سورۂ اعراف ۱۴۳)

(میں نے توبہ کی تیرے پاس اور میں سب سے پہلے یقین لایا)

یہ مقام عبدیت ہے اور بالاصالت اس کا تعلق سردارِ کل کائنات سیدنا محمد علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات سے ہے۔

ایک نکتہ

مومن کی معراج نماز ہے اور نماز کا آخر قعدہ ہے اور قعدہ میں اس مبارک مکالمہ کو رکھا گیا ہے جس سے رسول اللہ علیہ وسلم کے معراج میں مکالمہ کی ابتدا کی ہے اور اس کا سرزیر اقدام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس بات کا اشارہ ہے کہ مومن کی معراج کی انتہاء وصول بحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی انتہا بارگاہ رب العلا ہے۔ لہٰذا تشہد کے بعد نمازی درود شریف پڑھتے ہیں۔

جس مقام کو شیخ اکبر حقیقت محمدی کہہ کر درجہ وجوب ثابت کرتے ہیں حضرت مجدد قدس سرہٗ کے نزدیک وہی مقام عبدیت ہے اس کو واجب تعالیٰ و تقدس سے کوئی اشتراک نہیں اس کو نسبتِ عبدیت ہے وہ عبد ہے اور واجب تعالیٰ معبود جس کی تخلیق ہو اس کے لئے وجوب کیا۔ ارشادِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے :۔ "اللّٰھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدك"

(اے اللہ! تو میرا پالنے والا ہے تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔)

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۸۸-۹۰)

حضرت مجدّدؒ کی تالیفات

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تالیفات کی ابتداء رسائل سے ہوئی اور انتہا مکتوبات شریف پر ہوئی۔ آپ کے سات رسائل مشہور ہیں :۔

۱- رسالہ تہلیلیہ۔ اس کو رسالہ تحقیق در کلمہ طیبہ بھی کہتے ہیں یہ بارہ صفحے کا رسالہ آپ کی پہلی

تالیف ہے۔

۲۔ رسالہ اثبات نبوت :۔ اس کو رسالہ تحقیق نبوت بھی کہتے ہیں۔

۳۔ رسالہ ردِّ شیعہ :۔ اس کو رسالہ رد روافض بھی کہتے ہیں تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ یہ رسالہ شیعہ حضرات کے ایک رسالہ کے جواب میں لکھا تھا۔ اس میں شیعوں کے ۱۴ طائفوں کا بیان ہے حضرت شاہ ولی اللہ نے حضرت مجدد قدس سرہٗ کے رسالہ رد روافض کا عربی ترجمہ کیا ہے شروع میں عہد اکبری کے مذہبی رجحانات پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کارنامے اور احسانات تفصیل سے گناتے ہیں۔

مندرجہ بالا تینوں رسالے سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے سے پہلے تالیف ہوئے۔

۴۔ رسالہ معارفِ لدنیہ

۵۔ رسالہ شرح الشرح بعض رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ

۶۔ رسالہ مبدا و معاد

۷۔ رسالہ مکاشفاتِ عینیہ

اول الذکر دو رسالے ۱ اور ۲ عربی میں باقی ۳ تا ۷ فارسی میں ہیں۔

مکتوبات شریف آپ کے مکتوبات شریف کے تین دفتر یعنی حصے ہیں پہلے حصہ کو خواجہ یار محمد الجدید بدخشی طالقانی نے جمع کیا ہے جب ۱۰۲۵ھ میں مکتوبات کی تعداد تین سو تیرہ ہو گئی جو کہ انبیاء و مُرسل اور اصحاب بدر کی تعداد ہے۔ تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے پر اس دفتر کو بند کر دیا گیا اس کا تاریخی نام "دُر المعرفت" ۱۰۲۵ ہے۔

دوسرے دفتر کو خواجہ عبدالحیٔ حصاری نے جمع کیا ہے اس دفتر کو ننانوے مکتوبات پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۲۸ھ میں بند کرا دیا۔ آپ نے فرمایا: اسمائے حسنہ بھی ننانوے ہیں۔ اس دفتر کا تاریخی نام "نور الخلائق" ہے تیسرے دفتر کو جمع کرنے کی ابتداء میر محمد نعمان نے کی تھی۔ تیس ۳۰ مکاتیب کے بعد یہ خدمت اُن کے مرید سرمست جام احمدی خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی۔ جب مکاتیب کی تعداد ایک سو چودہ کو پہنچی تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قرآن مجید کی سورتیں ایک سو چودہ ہیں لہٰذا اس عدد پر دفتر کو بند کر دو۔ اس دفتر کا نام "بحر المعرفت" ۱۰۳۱ رکھا گیا یہ واقعہ ۱۰۳۲ھ کا ہے اس کے چند ماہ

بعد تک حضرت مجدد قدس سرہٗ بقید حیات رہے۔ اور مزید دس مکتوب آپ نے تحریر فرمائے اور آپ کی وفات کے بعد ان کو اسی دفتر میں شامل کر دیا گیا۔ اس طرح اس تیسرے دفتر میں ایک سو چوبیس مکتوب ہو گئے۔ اور آپ کے کل مکتوبات کی تعداد پانچ سو چھتیس ۵۳۶ ہے۔

یہ ہے آپ کا اثاثہ مبارک!

جو اہل اسلام کے لئے سرمایہ سعادت و نور ہدایت بنا ہوا ہے اور ہزاروں بندگانِ خدا اس کی بدولت مراتب عالیہ کو پہنچ چکے ہیں۔ صدہا مشائخ عظام اور علماء کرام کے مکاتیب کو ان کے شاگردوں اور مخلصوں نے جمع کیا ہے لیکن جو قبولیت آپ کے مکتوبات شریف کو حاصل ہوئی وہ کسی کے مکتوبات کو نہ ہوئی۔ صحیح مسلم کی روایت کردہ حدیث مبارکہ "پھر اہلِ زمین میں اس کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے"۔ کی روشنی میں آپ کے مکتوبات شریف کی مقبولیت دیکھ کر آپ کی محبوبیت کا اندازہ کیا جائے۔ ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

" مکتوباتِ امام ربانی قدس سرہٗ برکوچک پاک و ہند میں ہی نہیں بلکہ ہندوستان سے باہر دوسرے ممالک میں بھی یہ مکتوبات مقبولیت کے جس درجہ پر پہنچے اور ان کی جس قدر شہرت ہوئی وہ دوسرے مکتوبات کے حصہ میں نہ آسکی۔ امام ربانی قدس سرہٗ کی حیاتِ مبارکہ سے تا ایندم تقریباً چار سو سال میں ان کی قبولیت میں سرِ مُو فرق نہیں آیا بلکہ روز افزوں ہے جو نتیجہ ہے اس کا کہ ؎

ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد " [1]

" ہندوستان میں تصوف کی تھوڑی کتابوں کو وہ قدر و منزلت میسر آئی ہے جو مکتوبات امام ربانی قدس سرہٗ کو نصیب ہے۔ حضرت سرہندی قدس سرہٗ کی زندگی میں ہی ان کی نقلیں ہندوستان اور ہندوستان سے باہر دوسرے ملکوں میں پھیل گئی تھیں اور آج بھی ان کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

حد تو یہ ہے کہ مولانا عبدالماجد دریابادی فرماتے ہیں، تصوف اسلام میں سب سے زیادہ اثر میرے اوپر دو کتابوں کا پڑا ہے اوّل مثنوی جس نے مجھے دہریت و الحاد سے کھینچ کر مجھے اسلام کی راہ دکھائی اس اجمال کے بعد ضرورت تفصیل کی تھی یعنی اسلام کے اندر عقائد و اعمال میں متعین راہ کونسی اختیار

---

[1] مقدمہ عوارف المعارف صفحہ ۱۰ از شمس بریلوی۔

کی جاتے اس باب میں شمع ہدایت کا کام مکتوبات امام ربانی قدس سرہٗ نے دیا۔ ؎۱

سلسلۂ مجددیہ کی ایک بڑی شاخ خالدیہ مجددیہ کے نام سے عراق، شام وعرب اور ترکی ممالک میں زیادہ مقبول ہوئی۔ ان ممالک میں آپ کے مکاتیب براہ راست فارسی زبان میں کثرت سے پڑھے پڑھے جاتے ہیں۔ حال ہی میں ایک مجموعہ منتخبات مکتوبات شریفہ مطبوعہ ترکی مؤلف کی نظر سے گزرا جس میں علمائے ترکی کی ایک مقتدر ہستی آرواسی زادہ حضرت عبدالحکیم ابن مصطفٰے النقشبندی المجددی الخالدی از علماء وسادات ترکیہ نے فرمایا:

۱۔ بعد کتاب اللہ وبعد کتب ستہ افضل کتب مکتوبات است۔

۲۔ مانند مکتوبات امام ربانی ہیچ کتاب چاپ نہ شدہ است۔

ہر لطافت کہ نہاں بود پس پردہ غیب
ہمہ در صورت خوب تو عیاں ساختہ اند
ہر چہ بر صفحہ اندیشہ کشد کلک خیال
شکل مطبوع تو زیبا تر ازآں ساختہ اند

آئینہ جہاں نما

حضرت مجدد قدس سرہٗ کی اولاد امجاد

حضرت مجدد قدس سرہٗ اور آپ کی اولاد کے متعلق حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "فقرائے باب اللہ اند دلہائے عجب دارند زیادہ جرأت است"۔ (یہ لوگ اللہ کے در کے فقراء ہیں عجیب وغریب دل رکھتے ہیں زیادہ لکھنا جرأت ہے۔) یہ حضرات اپنی پاک باطنی اور صاحب دلی کی وجہ سے آئینہ ہائے جہاں نما بن گئے ہیں۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کی اولاد کی تعداد دس ہے سات صاحبزادگان اور تین صاحبزادیاں۔

صاحبزادگان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:-

۱۔ خواجہ محمد صادق

۲۔ خواجہ محمد سعید

؎۱ رود کوثر ص ۴۲۵

۳۔ خواجہ محمد معصوم ۔۔۔ ۴۔ خواجہ محمد فرخ

۵۔ خواجہ محمد عیسٰے ۔۔۔ ۶۔ خواجہ محمد اشرف

۷۔ خواجہ محمد یحیٰے

تین صاحبزادیوں کے اسماء یہ ہیں :۔

۱۔ رقیہ :۔ شیر خوارگی میں وفات پا گئیں۔

۲۔ اُم کلثوم :۔ چودہ برس کی عُمر میں وفات پا گئیں

۳۔ خدیجہ زماں :۔ سلوکِ باطنی والدِ بزرگوار سے حاصل کیا حضرت مجدد قدس سرہٗ نے آپ کو ولایت وکمالات کے انتہائی درجہ کے حصول کی بشارت دی تھی۔

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے فرزندِ اکبر تھے۔ ولادتِ باسعادت ۱۰۰۰ھ میں سرہند میں ہوئی۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ جب ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت اپنے والدِ بزرگوار کے ہمراہ تھے۔ بچپن میں ہی آپ کشفِ قبور میں نظرِ صائب رکھتے تھے۔

علومِ ظاہری و باطنی آپ نے علومِ عقلیہ و نقلیہ اپنے والدِ بزرگوار سے بدرجۂ اتم حاصل کئے پھر محمد طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری اور مولانا محمد معصوم سے بھی استفادہ کیا۔ اور اٹھارہ سال کی نوجوانی کی عُمر میں فارغ التحصیل ہوکر درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ علومِ معقول ومنقول میں آپ کی مہارت کا اندازہ اِس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک دفعہ شیراز کے معمر فاضل جو ہندوستان میں آئے ہوئے تھے سے خواجہ کی ملاقات ہوگئی جو کہ معقولات میں بے نظیر تھے۔ آپ نے ہیئت وحکمت کے چند دقائق طبعزاد اس سے بیان فرمائے تو وہ پکار اُٹھا : میں نے اپنی عمر میں علومِ عقلیہ کے مسائل دقیقہ کی قوتِ ادراک کسی میں نوجوانی کے عالم میں ایسی نہ دیکھی۔

خلافت اکیس سال کی عمر میں والد بزرگوار نے خلعتِ خلافت سے نوازا. اور اپنے مکتوبات شریفہ میں کئی دفعہ فرمایا:۔ میرا بیٹا میرے معارف کا مجموعہ اور مقاماتِ جذبہ و سلوک کا نسخہ ہے۔

وفات آپ کی عمر مبارک چوبیس سال تھی کہ سرہند شہر میں طاعون کی وبا شدت سے نمودار ہوئی. ایک دن آپ نے فرمایا کہ یہ وبا لقمۂ تر چاہتی ہے جب تک ہم نہ جائیں گے اس کی تسکین نہ ہوگی. چنانچہ آپ کو بخار ہوا اور دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رخصت ہوئے "روز دوشنبہ نہم ربیع الاول" سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ایک دو دن پہلے آپ کے بھائی محمد فرخ محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ تعالےٰ اور آپ کی ہمشیرہ اُمِ کلثوم نے اسی مرض میں وفات پائی اس کے بعد ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں "جو شخص آپ کا نام لکھ کر پاس رکھے گا اس وبا سے رہائی پائے گا"

چنانچہ تجربہ کرنے پر نام مبارک میں عجیب اثر ظاہر ہوا۔

مزارِ اقدس دیگر عزیزوں کی رائے تھی کہ آپ کو جدِ بزرگوار کے مزار کے نزدیک دفن کیا جائے لیکن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو مراقبہ میں اس جگہ کا حکم ہوا جہاں اب آپ کا مزار پُرانوار ہے. چنانچہ فرماتے ہیں۔

"شہر سرہند گویا میرے زندہ کرنے کا مقام ہے اور بصدقہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم والتحیۃ والبرکۃ میرے لئے ایک گہرے کنویں کو پُر کر کے ایک بلند چبوترہ بنایا گیا ہے. اور اسے اکثر بلاد اور جگہوں پر بلندی اور رفعت عطا کی ہے اور ایک نُور اس زمین میں امانت رکھا گیا ہے جو بے صفتی اور بے کیفی کے نور سے اخذ کیا گیا ہے جس طرح بیت اللہ کی مقدس زمین سے نور روشن و درخشاں ہے۔

میرے بڑے فرزند کی وفات سے چند ماہ پہلے ایک بلند روشن نور دیکھا گیا کہ کسی صفت و شان نے اس کی بُو کی طرف بھی راستہ نہیں پایا. اور وہ کیفیات سے مبرّہ اور منزہ ہے مجھے یہ آرزو پیدا ہوئی کہ وہ زمین میرا مدفن بنے اور وہ نور میری قبر پر روشن ہو. اس بات کو میں نے اپنے فرزندِ اعظم کے سامنے جو صاحب راز دار تھا میں نے ظاہر کیا. اور اُس نور اور آرزو سے مطلع کیا. اتفاق سے میرا بڑا

فرزند ہی اس دولت کے ساتھ سبقت لے گیا۔ اور پردۂ خاک میں اس نور کے دریا میں غرق ہو گیا۔"

یہ بات بھی اس بلدۂ معظمہ کی فضیلت میں ہے کہ میرے سب سے بڑے فرزند جو اکابر اولیاء میں سے ہے اور یہاں آسودۂ خاک ہے اور ایک مدت کے بعد ظاہر ہوا کہ اس جگہ امانت رکھا ہوا نور فقیر کے انوارِ قلبیہ کے نور کا لمعہ ہے جسے یہاں سے لے کر اس زمین میں روشن کیا ہے جس طرح ایک چراغ بڑی شمع سے روشن کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں سب کچھ اللہ ہی طرف سے ہے اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔" [۱]

ادب حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پہلے کچی تھی پھر آپ کے والد بزرگوار نے اس پر ایک گنبد تعمیر کرایا۔ جب حضرت مجددؒ کا وصال ہوا تو ان کو اسی گنبد میں دفن کرنے کے لیے جب اندر لایا گیا تو حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر ازراہِ ادب تقریباً ایک ہاتھ مشرق کو سرک گئی اور طاق گنبد بین القبرین ہو گیا۔

فرزندِ دوم المعروف خازن رحمتِ الٰہی

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے فرزندِ دوم ہیں۔ ولادتِ باسعادت ماہ شعبان ۱۰۰۵ھ بمقام سرہند شریف ہوئی آثارِ ولایت بچپن ہی سے ظاہر تھے۔

تعلیم آپ نے علوم ظاہری اپنے برادرِ بزرگ خواجہ محمد صادقؒ اور باقی شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے حاصل کیے سترہ برس کی عمر میں اپنے والد بزرگوار سے فارغ التحصیل ہو گئے اور تدریس میں مشغول ہو گئے اس دوران آپ نے تصنیفات بھی تحریر فرمائیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح پر تعلیقات لکھیں مناظرہ میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اور مخالف بولنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

علومِ باطنی کامل طور پر اپنے والد بزرگوار حضرت مجدد قدس سرہٗ کی صحبت و بیعت سے حاصل کیے

---

[۱] مکتوب ۲۲، دفتر دوم

اور ولایت محمدی سے بہرہ ور ہوئے۔

زیارت حرم شریف آپ حرم شریف کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ کے فرزند شیخ عبد الاحد ایک رسالہ میں فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ حرم نبوی میں تحیۃ المسجد پڑھ رہے تھے کہ روضۂ مقدسہ سے آواز آئی "اعجل اعجل انا ایک مشتاق" جلدی کیجئے! جلدی کیجئے! میں تمہارا مشتاق ہوں۔ کہتے ہیں آپ نے ظاہری آنکھوں سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ کی زیارت کی۔ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

دہلی میں تشریف آوری اور وفات آخری عمر میں آپ کو اورنگ زیب عالمگیر نے بڑی منت سے دہلی بلایا۔ آپ ابھی وہیں تھے کہ بیماری شروع ہو گئی۔ تو دہلی سے واپس وطن روانہ ہوئے دہلی سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر سنبھالکہ پہنچے تو وہیں ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۸۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ پالکی سرہند لائی گئی تو خواجہ محمد معصوم نے حکم دیا کہ آپ کو بھی حضرت مجدد قدس سرہٗ کے گنبد مبارک میں دفن فرمایا جائے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ جگہ نہیں ہے حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ نے اصرار کیا تو حسب الارشاد لوگوں نے کدال زمین پر مارا تو دیواریں ہٹ گئیں۔ اور آپ کو وہاں دفن کیا گیا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے تیسرے فرزند خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آئندہ صفحات میں بیان ہوں گے۔

خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ

حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز کے چوتھے فرزند حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ برس کی عمر میں مرض طاعون میں وصال پایا۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمہ اللہ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے پانچویں فرزند خواجہ محمد عیسٰے رحمۃ اللہ علیہ بھی آٹھ سال کی عمر میں مرضِ طاعون میں انتقال فرما گئے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجددؒ قدس سرہٗ کے چھٹے فرزند ہیں دو سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

حضرت خواجہ شیخ محمد یحییٰ المعروف شاہ جیو رحمہ اللہ

ولادت و نسبت حضرت مجدد قدس سرہٗ کے سب سے چھوٹے بیٹے شیخ محمد یحیےٰ ۱۰۲۴ھ میں پیدا ہوئے۔ شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ نے ان کو گود میں لے کر اپنی نسبت کا القا کر کے فرمایا: اب ان کو "شاہ جیو" کے نام سے پکارا کریں۔ اس طرح آپ شاہ جی مشہور ہو گئے۔ آپ نے حضرت مجددؒ الف ثانی قدس سرہٗ کی حیات میں آٹھ نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

علوم ظاہری آپ نے علوم ظاہری اپنے بھائیوں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم قدس اللہ اسرارہم سے حاصل کئے اور حدیث کی سند شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ سے حاصل کی اور پندرہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

حج بیت اللہ آپ اپنے بھائیوں کے ہمراہ ۱۰۶۷ھ میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور زیارت حرمین شریفین کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

شادی آپ کی مقبولیت کے دلائل میں سے ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی پوتی یعنی خواجہ عبید اللہ قدس سرہٗ کی دختر نیک اختر آپ کے نکاح میں آئیں۔ آپ صاحب تصنیفات اور شریعت کے پابند تھے اور طریقت و حقیقت میں کامل و مکمل تھے

وفات ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۹۶ھ کو وصال فرمایا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے روضہ منورہ کے مغرب کی طرف ایک عالیشان گنبد کے اندر آپ کی مرقد انور ہے۔

آپ کی اولاد زیادہ تر کابل اور قندھار میں ہے۔

اربعینِ قدسیہ

۱۔ کلمہ طیبہ اور تجدید ایمان کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندرونی اور بیرونی خداؤں کی نفی اور انھیں مٹانے کے لیئے وضع کیا گیا ہے نفس کے تزکیئے اور اس کی تطہیر کے لیئے بہت ہی نافع اور مناسب ہے چونکہ نفس سرکشی کے مقام پر رہتا ہے اور عہد توڑنے میں چست ہے اس لیئے کلمہ طیبہ کے بار بار تکرار سے تجدید ایمان کرتے رہنا چاہیئے۔

(مکتوب ۵۲، دفتر اول)

۲۔ مسلمان محض زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیئے کافی نہیں بلکہ تمام ضروریاتِ دین کو سچا جاننے اور کفر و کفار کے ساتھ نفرت بیزاری رکھنے سے آدمی مسلمان ہوگا۔

(مکتوب ۲۶۶، دفتر اول)

۳۔ مسلکِ حق اہل سنت جماعت اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع کا پابند صرف اہلِ سنت وجماعت کا گروہ ہے۔ (شکر اللہ سعیہم)

(مکتوب ۸۰، دفتر اول)

۴۔ طریق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طریق صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین (نجات پانے والا گروہ) مکلفین کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اپنے عقائد کو علمائے اہلِ سنت وجماعت (شکر اللہ سعیہم) کی آراء کے موافق درست کریں۔ کیونکہ نجاتِ اُخروی ان بزرگوں کی صواب نما آراء کی پیروی سے وابستہ ہے اور فرقہ ناجیہ یہی بزرگوار ہیں اور اُن کے پیرو ہیں۔ یہی حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے طریق پر ہیں۔ (مکتوب ۱۹۳، دفتر اول)

۵۔ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہی ناجی فرقہ ہے ان بزرگوں کی اتباع کے بغیر نجات متصور نہیں اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے یہ بات کشف صحیح اور

الہام صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے اِس میں غلطی کا احتمال نہیں۔ (مکتوب ۵۹، دفتر اول)

۶۔ نجاتِ آخرت نجات کا حاصل ہونا اسی پر موقوف ہے کہ تمام افعال و اقوال، اصول و فروع میں اہل سنت وجماعت کثرہم اللہ علیہم کا اتباع کیا جائے اور صرف یہی ایک فرقہ جنتی ہے اہل سنت وجماعت کے سوا جتنے فرقے ہیں سب زوال وہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں آج کوئی اس بات کو جانے یا نہ جانے کل قیامت کے دن سب جان لیں گے لیکن اس وقت کا جاننا کچھ نفع نہ دے گا۔

(مکتوب ۶۹، دفتر اول)

۷۔ اسلام کی عزت اسلام کی عزت کفر کی ذلت اور مسلمانوں کی عزت کافروں کی ذلت پر موقوف ہے جس نے کافروں کی عزت کی اس نے مسلمانوں کو ذلیل کیا۔

(مکتوب ۱۶۳، دفتر اول)

۸۔ علمائے حق اے سعادت کے نشان والے! ہم اور تم پر لازم اور ضروری ہے کہ علمائے حق شکر اللہ سعیہم کے طریقہ کے مطابق کتاب و سُنت کے موافق عقائد کی تصحیح کریں ...... جو علمائے اہل سنت وجماعت نے قرآن و سنت سے اخذ کئے ہیں۔ (مکتوب ۱۵، دفتر اول)

۹۔ نماز، مومن کی معراج اسلام کے پانچ ارکان میں نماز دُوسرا رکن ہے نماز تمام عبادات کی جامع ہے جس نے جامعیت کے سبب کُل کا حکم پیدا کیا ہے اور تمام مقربہ اعمال سے برتر ہوگئی ہے اور دولتِ رُویت (دیدار الٰہی) جو کہ سرورِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات بہشت میں میسر ہوئی تھی وہ دُنیا میں آنے کے بعد اس جہاں کے مناسب آپ کو نماز میں حاصل ہوتی اِسی لئے فرمایا "نماز مومنوں کی معراج ہے" (مکتوب ۲۶۱، دفتر اول)

۱۰۔ نمازی نمازی جو نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے نماز ادا کرنے کے وقت گویا عالمِ دُنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور دولت جو عالمِ آخرت کے لئے مخصوص ہے سے حصّہ حاصل کرلیتا ہے۔

(مکتوب: ۲۶۱ دفتر اول)

۱۱۔ نہایت قربِ حق تعالیٰ دنیا میں رُتبہ نماز آخرت میں رُتبہ رُویت (دیدار الٰہی) کی طرح ہے دُنیا میں نہایتِ قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں نہایتِ قرب دیدار الٰہی کے وقت ہوگا۔ (مکتوب: ۱۳۷، دفتر اول)

۱۲۔ احمد صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ! عجب مبارک نام ہے جو کلمہ مقدسہ "احد" سے مرکب ہے اور صرف میم کے حلقہ سے جو اللہ تعالیٰ کے عالمِ بے چوں میں پوشیدہ اسرار میں سے ہے اور اس کی گنجائش نہیں رکھتا کہ عالمِ چوں میں اس پوشیدہ راز کو حلقہ میم کے بغیر تعبیر کیا جا سکے۔ اگر اس کی گنجائش ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے تعبیر فرماتے۔ "احد" احد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حلقہ میم طوقِ عبودیت ہے کہ جس نے بندہ کو مولا سے الگ کیا ہے۔ پس بندہ ہی میم کا حلقہ ہے اور لفظ "احد" اس کی تعظیم کے لیے آیا ہے۔

ع چوں نام ایں است نام آور چہ باشد (مکتوب ۹۶، دفتر سوم)

۱۳۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبودیت کے دو طوق "میم" کے دو حلقوں سے عبارت ہیں جو اسم مبارک "محمد" صلے اللہ علیہ وسلم میں مندرج ہیں لہٰذا یہ نام حضرت مطلق سے زیادہ قریب ہوگا۔

(مکتوب ۹۶، دفتر سوم)

۱۴۔ کمالات آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بلند ہستی ہیں کہ آپ کی دوستی کے طفیل رب تعالےٰ اپنے اسمائی اور صفاتی کمالات کو میدانِ ظہور میں لایا اور آپ کو بہترین تمام کائنات قرار دیا علیہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا۔

(مکتوب ۱۱۴، دفتر اوّل)

یہ طے شدہ بات ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اسمائی وصفاتی کمالات کے جامع ہیں۔[۱]

(مکتوب ۷۹، دفتر اوّل)

۱۵۔ بشر نہیں رحمتِ عالمیاں جن عقل کے اندھوں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصوّر کیا۔ وہ بالآخر منکر ہو گئے اور جن سعادت مندوں نے ان کو رسالت اور رحمتِ عالمیاں دیکھا اور تمام لوگوں سے ممتاز اور سرفراز سمجھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور نجات ابدی پانے والوں میں شامل

---

[۱] اسمائی اور صفاتی کمالات کے جامع الفاظ پر آپ جتنا بھی غور و فکر کریں گے شک و شبہ کے عقدے انشاء اللہ حل ہوتے جائیں گے مسئلہ نور و بشر کا ہو یا حاضر ناظر کا، علم غیب کا ہو مختار کل کا غرضیکہ جو مسئلہ بھی زیر بحث ہو آپ کا یہ فرمان قدسی کُل جاسم سم کی حیثیت رکھتا ہے۔ (مرتب)

ہو گئے۔ (مکتوب : ۶۴، دفتر سوم)

۱۶۔ نور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خلقت (پیدائش)، دوسرے افرادِ انسانی کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم افراد میں سے کسی فرد کی پیدائش سے بھی مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ (مکتوب ۱۰۰ دفتر سوم)

۱۷۔ سایہ عالم امکان (جو تحت الثریٰ سے عرش تک جملہ موجودات کائنات پر محیط ہے) میں جس قدر بھی دقتِ نظر (باریک بینی) سے دیکھا جاتا ہے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم اِس بزمِ امکان" سے بالاتر ہیں اسی لیے ان کا سایہ نہ تھا

اور چونکہ عالم شہادت میں کسی شخص کا سایہ اُس شخص سے زیادہ لطیف ہے اور جب آپ سے زیادہ لطیف کوئی چیز عالم میں نہ ہوگی تو آپ کے سایہ کی کیا صورت ہوسکتی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (مکتوب ۱۰۰ دفتر سوم)

۱۸۔ علم غیب علمِ غیب جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اس پر وہ اپنے خاص رسُولوں کو مطلع فرما دیتا ہے۔ (مکتوب ۳۱۰، دفتر اوّل)

۱۹۔ اُمّتی تمام اُمتی حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ہیں۔

(مکتوب ۶۴ دفتر سوم)

۲۰۔ رویت بصری نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شبِ معراج جہاں تک اللہ نے چاہا جسدِ عنصری کے ساتھ عروج حاصل ہوا وہاں آپ حق تعالےٰ کی رویتِ بصری سے مشرّف کیے گئے ..... آخری بات یہ ہے کہ دُنیا میں رویت کا وقوع حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے۔ (مکتوب ۱۳۵ دفتر اوّل)

۲۱۔ شفاعت قیامت کے دن حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔

(مکتوب ۲۶۶ دفتر اوّل)

۲۲۔ محبتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اس وقت تک خدا اور رسُول کے ساتھ محبت نہیں ہوسکتی۔ (مکتوب ۲۶۶ دفتر اوّل)

۲۳۔ مرتبۂ محبوبیت چونکہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محبوبِ ربّ العلمین ہیں تو آپ کی متابعت کرنے والے بھی آپ کی متابعت کے واسطے سے مرتبۂ محبوبیت تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محب اپنے محبوب کے شمائل و عادات جس جس میں پاتا ہے۔ اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

(مکتوب ۴۴، دفترِ اول)

۲۴۔ مرتبۂ عبدیّت آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت سیدالاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت سے وابستہ ہے آپ ہی کی متابعت سے حق تعالےٰ کی محبوبیت کے مقام پر پہنچتے ہیں۔ آپ ہی کی متابعت سے تجلّی ذات سے مشرّف ہوتے ہیں آپ ہی کی متابعت سے مرتبۂ عبدیّت میں جو کمال کے مراتب سے اور مقام محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد ہے سے سرفراز فرماتے ہیں۔

(مکتوب ۲۴۹ دفترِ اول)

۲۵۔ سرمایۂ سعادت تمام سعادتوں کا سرمایۂ سُنّت کی متابعت ہے اور تمام فسادات کا مادہ شریعت کی مخالفت ہے

(مکتوبات ۱۲، ۱۱۴ دفترِ اول)

۲۶۔ شریعتِ مُصطفٰی وہ شریعت جو سرورِ دین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی گئی پہلی تمام شریعتوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

(مکتوب ۷۹، دفترِ اول)

بندہ جب تک اپنے آپ کو پورے طور شریعت میں گُم نہ کردے اور اوامر کی بجاآوری اور ممنوعات سے رُکنے کے ساتھ مزیّن و آراستہ نہ کرے اس دولت و نعمت (شریعت) کی خوشبو بندے کی رُوح نہیں سونگھ سکتی۔

(مکتوب ۸، دفترِ اول)

۲۷۔ شریعت کے حصّے شریعت کے دو حصے ہیں اعتقاد اور عمل۔ اعتقادی حصہ دین کے اصُول ہیں اور عملی حصہ دین کے فروع ہیں بدعقیدہ اہلِ نجات میں سے نہیں ہے اور اس کے حق میں عذابِ آخرت سے خلاصی متصور نہیں لیکن بدعمل کی نجات کا احتمال ہے کہ اس کا معاملہ خدا کی مشیت کے سپُرد ہے اگر چاہے تو معاف کرے اور چاہے تو گناہ کے مطابق اُسے سزا دے۔ آگ میں ہمیشہ رہنا صرف بدعقیدہ کے لیے مخصوص ہے اور ضرورِیاتِ دین کے انکار پر متصور ہے۔

(مکتوب ۱۷، دفترِ سوم)

۲۸۔ علم، عمل اور اخلاص شریعت کے تین جُزو ہیں علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جُزو نہ پائے جائیں شریعت متحقق نہیں ہو پاتی اور جب شریعت متحقق ہو گئی تو حق تعالےٰ کی رضا جو تمام دنیوی اور اُخروی سعادتوں سے فائق اور اعلیٰ ہے بھی متحقق ہو گئی "اللہ تعالےٰ کی تھوڑی رضامندی بھی بہت ہے"۔ اس لیے شریعت تمام دنیوی اور اُخروی سعادتوں کی ضامن اور کفیل ہے کوئی ایسا مطلوب و مقصود نہیں جو شریعت سے الگ ہو۔

(مکتوب: ۳۶ دفتر اوّل)

۲۹۔ شریعت اور طریقت ایک دوسرے کا عین ہیں ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال و کشف کا ہے جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے مردود ہے شریعت کو قائم رکھتے ہوئے حقیقت کو طلب کرنا ہی مردوں کا کام ہے۔

(مکتوب: ۴۳ دفتر اوّل)

۳۰۔ طریقت اور حقیقت دونو اس (شریعت) کے جُزو اخلاص کو کمال تک پہنچانے میں شریعت کی خادم ہیں اصل بات یہی ہے لیکن ہر شخص کا فہم و ادراک یہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

(مکتوب: ۴۰ دفتر اوّل)

درحقیقت ظاہری دولت یہ ہے کہ انسان کا ظاہر احکام شرعیہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے آراستہ ہو۔

(مکتوب ۲۹ دفتر اوّل)

۳۱۔ رضائے حق تعالیٰ شانہٗ حتی الامکان حق تعالےٰ کی رضا کے کاموں میں وقت صرف کریں یعنی سب سے پہلے آراءِ صحیحہ اہل سنت و جماعت شکر اللہ سعیہم کے مطابق اپنے عقائد درست کریں۔ دوسرے نمبر پر احکام شرعیہ فقہیہ کے مطابق عمل کریں اور تیسرے نمبر پر بلند مرتبہ گروہ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ سلوک کو اختیار کریں جس کو ان کی توفیق مل گئی۔ اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی اور جو اس سے رہ گیا وہ بالکل بین اور کھلے ہوئے خسارے میں پڑ گیا۔

(مکتوب ۱۷۷ دفتر اوّل)

۳۲۔ شیخ طریقت طریق کا دار و مدار دو اصولوں پر ہے ایک شریعت پر استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہو۔ دُوسرے

شیخ طریقت کی محبت واخلاص میں اس قدر راسخ اور ثابت قدم ہو کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں بلکہ اس کی تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں زیبا اور محبوب دکھائی دیں۔ (مکتوب ۲۲۸ دفتر اول)

گروہ اولیاء کا انکار زہر قاتل ہے ان بزرگوں کے افعال واقوال پر اعتراض کرنا زہریلے سانپ کی طرح ہے جو ابدی موت اور ہلاکت دائمی تک پہنچا دیتا ہے (مکتوب ۳۱۳۔ دفتر اول)

جو لوگ اُمت کے اولیاء کی صُحبت میں زندگی گزارتے ہیں وہ رذائل سے نجات پا جاتے ہیں۔
(مکتوب ۲۴۱، دفتر سوم)

۲۳۔ افضلیت سیدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سب سے افضل واعلےٰ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد سب سے افضل سیدنا عمر فارُوق رضی اللہ عنہ ان دونوں باتوں پر اجماع اُمت ہے اور چاروں ائمہ مجتہدین امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد حنبل رضوان اللہ علیہم اور اکثر علمائے اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عمر کے بعد تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد تمام اُمت میں سب سے افضل سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ ہیں ۲۶۶/۱

۲۴۔ تقلید اور مجتہدین مقلد کو اجازت نہیں کہ امام کی رائے کے خلاف قرآن عظیم اور حدیث شریف سے احکام شرعیہ خود نکال کر عمل کرنے لگے مقلدوں کے لئے یہی ضروری ہے کہ جس امام کی تقلید کر رہے ہیں اس کے مذہب کا مفتی بہ قول معلوم کر کے اُسی پر عمل کریں۔
(مکتوب ۲۸۶ دفتر اول)

۲۵۔ اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم کا حال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا جو اس سے دور ہوا ہلاک ہو گیا۔ ۵۹/۱

۲۶۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی صُحبت کی فضیلت سب فضائل وکمالات سے فائق اور بلند ہے لہٰذا صُحبت کی فضیلت کا کوئی شے مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ایمان کا یہ رُتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے بعد کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔
(مکتوب ۵۹ دفتر اول)

جو صحابی کی تعظیم نہ کرے اس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایمان نہیں (مکتوب ۱ دفتر سوم)

کوئی ولی صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ (مکتوب ۲۴ دفتر سوم)

۲۷۔ طریقہ خواجگان نقشبندیہ

حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کا طریقہ نہایت کے ابتدا میں اندراج پر مبنی ہے اور یہ طریقہ صحبت ہے جو کہ بعینہٖ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ ہے کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور سرورِ عالم علیہ و آلہٖ الصلوٰت والتسلیمات کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ میسر آگیا کہ اولیائے اُمت کو نہایت النہایۃ میں جاکر اس کمال کا تھوڑا سا حصہ ہاتھ آتا ہے۔ لہٰذا حضرت وحشی رضی اللہ عنہ قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنہیں ایک ہی مرتبہ ابتدائے اسلام میں صحبت سید الاولین والآخرین علیہ وآلہٖ الصلوٰت والتسلیمات کا شرف نصیب ہوا حضرت اویس قرنی سے جو خیر التابعین ہیں سے افضل قرار پائے۔ (مکتوب ۶۹ دفتر اول)

تو ناچار ان حضرات کا سلسلہ سلسلۃ الذہب قرار پایا اور اس طریقہ (نقشبندیہ) عالی کی فضیلت و بزرگی دوسرے تمام سلسلوں پر صحابہ کرام کے زمانے کی دوسرے زمانوں پر فضیلت کی طرح منصوص دلائل سے ثابت ہو چکی ہے۔

وہ جماعت جسے آغاز ہی میں کمالِ فضل سے حصہ عطا کر دیا گیا ہو۔ ان کے کمالات کی حقیقت پر دوسروں کا مطلع اور آگاہ ہونا مشکل ہے ان کی نہایت دوسروں کی نہایت سے فائق اور اعلیٰ ہے ؏ قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا (مکتوب ۶۶ دفتر اول)

۲۸۔ مقام امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سنت کی پیروی میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ مُرسل احادیث کی پیروی بھی مسند احادیث کی کی طرح کرتے ہیں اس طرح صحابی کے قول کو بھی حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں اسی لیے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پرہیزگاری تقویٰ اور متابعتِ سُنت کی برکت سے اجتہاد و استنباط کے نہایت درجہ پر فائز ہیں۔ لوگ آپ کی بلندی نشان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ امام شافعی نے کہا "تمام فقہاء امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عیال ہیں"۔

خواجہ محمد پارسا نے لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بعد از نزول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کریں گے۔ یعنی حضرت روح اللہ علیہ السلام کا اجتہاد امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔ (مکتوب ۵۵ دفتر دوم)

۳۹- دعوت وتبلیغ کوئی کمال بھی دعوت وتبلیغ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں میں وہ بندے سب سے پیارے ہیں جو بندوں کی نگاہ میں اللہ تعالیٰ کو اور اللہ کی نگاہ میں بندوں کو محبوب بنا دیں اور وہ دعوت دینے والے مبلغ لوگ ہیں۔ (مکتوب، ۵ دفتر دوم)

۴۰- مجدد الف ثانی سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور۔ اور جس طرح سو اور ہزار سال میں فرق ہے دونوں مجددوں میں بھی اسی طرح فرق ہے بلکہ اس سے زیادہ۔ اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ فیوض وبرکات میں سے جو کچھ اس مدت میں اُمتیوں کو پہنچتا ہے اس کے واسطے سے پہنچتا ہے اگرچہ اس وقت کے قطب، اوتاد اور ابدال ہوں۔

(مکتوب: ۴ دفتر دوم)

قیومِ ثانی عروۃ الوثقیٰ
حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ

سرہند شریف ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ سرہند شریف
۱۵۹۹ء ۱۶۶۸ء

مادہ تاریخ رحلت : رفتہ زجہاں امام معصوم ۱۰۷۹ عالم تاریک باشد ۱۰۷۹

جانشینِ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز۔ خلفاء : لاتعداد

آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور فرزندِ سوم تھے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۰۰۷ھ کو ہوئی۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ محمد معصوم کی آمد ہمارے حق میں بہت مبارک ہوئی کہ آپ کی ولادت باسعادت کے چند ماہ بعد ہمیں خواجہ بزرگ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نصیب ہوئی اور فیضانِ طریقہ نقشبندیہ سے مشرف ہوئے۔

تحصیل علوم ظاہر و باطن

آپ نے اکثر علوم اپنے والد بزرگوار سے اور کچھ اپنے برادر بزرگ خواجہ محمد صادق اور شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری سے حاصل کرکے کمال کے مرتبہ پر فائز ہوئے حضرت مجدد قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے۔ کہ تحصیل علوم سے جلدی فارغ التحصیل ہو جاؤ! کیونکہ ہم نے تم سے بڑے بڑے کام لینے ہیں۔

غرضیکہ آپ سولہ سال کی عمر میں علوم ظاہری میں فارغ التحصیل ہوگئے اور پھر باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور عنایت الٰہی سے اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرار خاصہ سے حظِ وافر حاصل کیا۔

فضائل ۱۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو خلعت قیومیت کی بشارت دی چنانچہ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں "کل صبح نماز کے بعد خاموشی کی مجلس رکھتا تھا کہ ظاہر ہوا کہ وہ لباس جو میں پہنے ہوئے تھا وہ مجھ سے الگ ہو گیا ہے اور ایک دوسرا لباس میری طرف متوجہ ہے جو کہ اس لباس کی جگہ بیٹھ گیا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ یہ اترنے والا معلوم نہیں کس کو دیں یا نہ دیں؛ اور آرزو ہوئی کہ وہ لباس میرے فرزند محمد معصوم کو دے دیں۔ ایک لمحہ کے بعد دیکھا کہ وہ میرے لڑکے کو دے دیا گیا ہے وہ پوری خلعت اس کو پہنا دی گئی ہے۔ یہ اتاری جانے والی خلعت معاملہ قیومیت سے کنایہ ہے۔" [1]

بقول حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۰۳۲ھ کے پہلے عشرہ کا ہے۔

۲۔ آپ کو اصالت اور محبوبیت ذاتی عطا ہوئی۔ [2]

۳۔ آپ کا وجود مبارک حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خمیر طینت کے بقیہ سے بنا۔ [3]

۴۔ آپ زمرۂ سابقین میں داخل ہیں اور اسرار مقطعات بھی آپ کو نصیب ہے۔ [4]

۵۔ حق تعالیٰ نے آپ کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب دیا۔ یہ ۱۰۳۵ھ کا واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے سنہری خط سے عرش مجید کے گرد محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ لکھا ہوا دیکھا۔ [5]

زیارت حرمین شریفین ۱۔ قیومیت کے چونتیسویں سال حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: "طواف سے فارغ ہونے پر فرشتہ نے محض ادائے ارکان پر حج کی قبولیت اور اجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عطا کیا۔

ایک دفعہ دیکھا: کعبہ بڑے اشتیاق سے ملتا ہے۔

۲۔ ایک روز ظاہر ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکلتے ہیں کہ انھوں نے تمام اشیاء کو گھیر لیا ہے جنگل و بیابان ان سے پُر ہو گئے۔ اس حقیقت کے دریافت کرنے کے واسطے متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مجھے مشرف فرمایا گیا ہے۔

---

[1] مکتوب ۱۰۳، دفتر سوم۔ [2] مکتوبات معصومیہ $\frac{1}{۸۶}$ ۔ [3] مکتوبات معصومیہ $\frac{1}{۱۹۲}$
[4] مکتوبات معصومیہ $\frac{1}{۲۳۷}$ [5] روضۃ القیومیہ۔

۳ - فرمایا، ایک روز بعد نماز فجر حلقہ میں دیکھا کہ مجھ کو خلعت عالی عطا ہوا ہے۔ پھر معلوم ہوا یہ خلعت عبودیت ہے۔

۴ - ایک روز حلقہ ذکر میں مشغول تھے کہ اس مجلس میں مجھے قلم دوات عنایت ہوئی گویا مجھے منصب وزارت عطا ہوا ہے اور جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے مجھے تمام مخلوقات پر وزیر اعظم چن لیا گیا ہے۔

۵ - مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو روضہ منورہ پر حاضری کے وقت کمالات وعنایات ظاہر ہوئیں اور خلعت ارشاد عطا ہوا۔ اور انوار وفیوضات حضرت شیخین رضی اللہ عنہم سے مالامال ہوا۔

۶ - فرمایا: جس وقت مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگا جدائی کے غم والم کی وجہ سے بے اختیار ہو کر رونے لگا کہ اسی اثنار میں حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روضہ مطہرہ سے ظاہر ہو کر خلعت تاج سلاطین بکمال علو و رفعت وعظمت احقر کو پہنایا۔ اس کے بعد آپ باجازت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وطن واپس ہوئے۔

حج کے یہ واقعات بہت طویل ہیں جن کا احاطہ یہ مختصر رسالہ نہیں کر سکتا۔

وفات

صبح نماز فجر کے بعد مراقبہ معمولہ فرمایا اور نماز اشراق پڑھنے کے بعد آپ پر سکرات موت شروع ہو گئے اور زبان سے جلدی جلدی کچھ پڑھ رہے ہیں صاحبزادگان نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ آپ یٰسین شریف تلاوت فرما رہے ہیں۔ غرض شنبہ کے دن دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاول ۱۰۹۰ھ کو وصال فرمایا۔

روضہ اور مسجد

شاہجہان کی صاحبزادی روشن آرا نے آپ کے روضہ مقدسہ پر عالیشان روضہ تعمیر کرایا۔ روضہ شریفہ پر سنہری کام کیا گیا تھا۔ جو آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور آفتاب نکلنے پر جگمگا اٹھتا تھا۔ دروازوں کے پردے مزار پوش اور شامیانے زربفت کے تھے۔ انقلاب زمانہ سے وہ سب نقش ونگار مٹ گئے۔

روضہ مقدسہ کے شمال کی جانب مسجد آپ کے صاحبزادے حضرت مروج الشریعت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۸۵ھ میں تعمیر کرائی تھی جس کے گنبدوں پر پانچ ہزار اشرفی اور مسجد پر چالیس ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اب روضہ مبارکہ میں آٹھ قبریں ہیں۔

۱ - مرکز ہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۲ - آپ سے مشرق کی طرف حضرت مروج الشریعت خواجہ عبیداللہ فرزند سوم رحمۃ اللہ علیہ

۳ - اس سے مشرق حضرت ابوالعلیٰ فرزند اکبر حضرت قیوم ثالث محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۴ - حضرت عروۃ الوثقیٰ سے مغرب حضرت محمد اشرف فرزند چہارم حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۵ - خواجہ محمد اشرف سے مغرب خواجہ صبغۃ اللہ فرزند اکبر حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۶ - پائنتی کی طرف شیخ محمد ہادی فرزند حضرت مروج الشریعت خواجہ محمد عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۷ - حضرت محمد شیخ الاسلام فرزند حضرت محمد پارسا بن حضرت مروج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ

۸ - حضرت نور معصوم فرزند اکبر میر نعمان حق رسا فرزند چہارم حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ

حُلیہ مبارک آپ کا بدن مبارک پُر گوشت، رنگ گندمی، ابرو کشادہ، ناک اونچی، آنکھیں بڑی بڑی قد خاصا تھا۔ تمام اعضا نہایت متناسب اور خوش شکل تھے۔ آپ کا لباس نہایت لطیف ہوتا عمامہ سر پر ہوتا کبھی کبھی ہندی لباس بھی پہنتے۔

تصرّفات

قضا بدل دی ایک شخص اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لایا اور عرض گزار ہوا کہ میرا یہ بیٹا کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہے۔ اس کو نہ دنیا کی فکر ہے نہ دین کی۔ آپ نے اُس کو سمجھایا تو اُس نے جواب دیا ؎

در کوئے نیک نامی مارا گزر نہ دادند — گر تو نے پسندی تبدیل کن قضا را

یہ سُن کر آپ نے اِس کی طرف دیکھا اور فرمایا، ہم نے تیری قضا تبدیل کر دی ہے چنانچہ فوراً تائب ہوا اور عشق کا خیال جاتا رہا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اولیاء راہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز گردانند زِ راہ

تاثیر زبان حضرت کے داماد نے پوشیدہ طور پر کسی دوسری عورت سے تعلقات پیدا کر لئے صاحبزادی نے اس کی شکایت کی۔ آپ کی زبان سے نکلا "مر جائے گا!" صاحبزادی

نے عرض کیا: "جیتا رہے گا!" فرمایا کہ بس اب جو ہونا تھا ہو گیا اب دعا کرو ایمان کے ساتھ مرے: چنانچہ تین دن بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

لعابِ دہن آپ کے ایک مخلص کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں درد ہوا۔ ہر قسم کا علاج کیا لیکن فائدہ نہ ہوا۔ ایک شخص نے اپنی دوا کی بہت تعریف کی ضرورت مند اندھا ہوتا ہے میں نے فوراً وہ دوا استعمال کی جس سے رہی سہی بصارت بھی جاتی رہی۔

انہی دنوں حضرت صاحب حج سے واپس تشریف لائے میں نے بھی حاضر خدمت ہو کر عرض حال کی۔ آپ نے بہت افسوس کیا اور اپنا لعابِ دہن میری آنکھوں میں ڈال کر فرمایا کہ اسی طرح گھر جا کر آنکھیں کھولنا۔ چنانچہ گھر پہنچ کر جب آنکھیں کھولیں تو بینائی بالکل صحیح تھی۔

مرید کی مدد ایک روز آپ مسجد میں تشریف لائے تو اچانک آپ کا دستِ مبارک اور آستین پانی سے تر ہو گئے۔ حاضرین سخت متعجب ہوئے اور سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: میرے ایک مرید سوداگر کا جہاز غرق ہونے لگا تھا۔ اس نے ہماری طرف متوجہ ہو کر مدد مانگی میں نے اپنے ہاتھ سے اس کو سمندر سے ساحل پر پہنچا دیا۔ ایک مدت بعد جب وہ سوداگر حاضر خدمت ہوا تو ایک کثیر رقم آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ لایا۔ اور جہاز کے غرق ہونے اور نجات پانے کا واقعہ بیان کرکے تصدیق کی۔

اشاعتِ طریقہ

حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ کو مسندِ ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس دن پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ جن میں سے دو ہزار حضرت مجدد قدس سرہ کے خلفاء تھے۔ باقی خلفاء مختلف اوقات میں سرہند شریف میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ماوراء النہر، خراسان و بدخشان وغیرہ ممالک کے حاکموں نے اپنے وکلاء کی معرفت تحائف بھیج کر غائبانہ بیعت کی۔ قیومیت کے تیسرے سال جب شاہجہان تخت پر بیٹھا تو سرہند شریف میں حاضر ہو کر دوبارہ تجدید بیعت سے مشرف ہوا اور ترویج اسلام میں بے حد کوشاں رہا۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اکثر ان کے حلقے میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ بلا لحاظ پس و پیش جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتا۔ آپ کا رعب و دبدبہ اس درجہ تھا کہ بادشاہ اپنی عرضی لکھ کر پیش کرتا۔

چودھویں سال شہزادہ محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ بیعت سے مشرف ہوئے اگلے سال ان کی بہن روشن آرا، پھر گوہر آرا، نے آپ سے بیعت کی۔ پھر شاہان خراسان، ترکستان، دشت قبچاق، کاشغر، ایران غائبانہ مرید ہوئے۔ چھتیسویں سال جب آپ حج سے واپس ہوتے تو بندرگاہ سورت پر صبح شام قریباً تیس ہزار آدمی داخل سلسلہ ہوئے۔ چالیسویں سال آپ نے بعض کو خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا۔

کہتے ہیں خلفاء اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہ راست نو لاکھ آدمی حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ جبکہ آپ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار تھی۔

قدسیہ

مکتوبات احمدیہ مجددیہ کی طرح حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی بھی تین جلدیں ہیں جلد اول آپ کے فرزند سوم خواجہ محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کی۔ جلد دوم شرف الدین حسین حسینی ہروی رحمۃ اللہ نے حسب اشارہ خواجہ سیف الدین اور جلد سوم کو حاجی محمد عاشور بخاری حسینی رحمۃ اللہ نے حسب اشارہ حضرت خواجہ نقشبند قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ جمع کیا۔ اس میں سے چند ایک کلمات تبرکاً درج ذیل ہیں:۔

۱؎ حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ عظیم مغل فرمانروا تھے۔ شاہجہاں بادشاہ کے تیسرے فرزند تھے ۱۵ ذیقعد ۱۰۲۷ھ / ۲۴ اکتوبر ۱۶۱۹ء کو ولادت ہوئی عالم شہزادگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے یکم ذیقعد ۱۰۶۸ھ / ۳۱ جولائی ۱۶۵۸ء کو تخت حکومت پر متمکن ہوتے پچاس سال تین ماہ حکومت کر کے ۹۱ برس کی عمر میں بروز جمعۃ المبارک ۲۸ ذیقعد ۱۱۱۸ھ / ۱۰ فروری ۱۷۰۷ء کو واصل بحق ہوئے۔ مزار پُر انوار خلد آباد (دکن) میں ہے۔ آپ کے زمانہ میں سلطنت کو بہت وسعت نصیب ہوئی۔ اسلامی شریعت نافذ العمل ہوئی۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۱ - ہمارے طریقہ میں درجۂ کمال تک پہنچنے کا مدار شیخ مقتدا کے ساتھ رابطہ محبت پر موقوف ہے طالب صادق اس محبت کے ذریعے جو شیخ سے رکھتا ہے اس کے باطن سے فیوض و برکات حاصل کرتا ہے اور باطنی مناسبت سے ساعت بساعت اس کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا۔ فنا فی الشیخ فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہے۔

۲ - اس طریقہ کے بزرگوں کا قول ہے: سایۂ رہبر بہ از ذکر حق۔ سایۂ رہبر سے اشارہ طریقہ رابطہ کی طرف ہے جس سے مراد شیخ کی صورت کا نگاہ رکھنا ہے ؎

زاں روئے کہ چشم تست احول   معبود تو پیر تست اول

۳ - اس دار فانی میں سب سے بڑا مطلب حق جل وعلا کی معرفت حاصل کرنا ہے اور معرفت دو قسم کی ہے اول علماء کی معرفت، دوم صوفیاء کی معرفت۔ قسم اول نظر و استدلال سے وابستہ ہے اور قسم دوم کشف و شہود سے قسم اول دائرہ علم میں داخل ہے قسم دوم دائرہ حال میں داخل ہے قسم اول عارف کے وجود کو فانی کرنے والی نہیں۔ اور قسم دوم سالک کے وجود کو فانی کرنے والی ہے کیونکہ اس طریق میں معرفت سے مراد معروف میں فناء ہے۔

۴ - فرمایا: کامل طور پر اعمال کی قبولیت کمال ایمان کے اندازہ کے موافق ہے اور اعمال کی نورانیت کمال اخلاص سے ہے ایمان و اخلاص جس قدر زیادہ ہوں گے اعمال کی نورانیت و قبولیت اور کمال زیادہ ہوں گے۔

۵ - فرمایا اے بھائی! ناجنس اور مخالف طریقہ کی صحبت سے پرہیز کر اور بدعتی کی مجلس سے بھاگ، مبادا کہ تیرے دل [illegible] کی طرف میلان پیدا ہو جائے۔ اور وہ تیرے کارخانہ میں خلل ڈال دے کیونکہ وہ مقتدا بننے کے [illegible] ہے۔

۶ - اس وقت اکثر خام [illegible] اور کافروں کے ساتھ دوستی رکھنے سے نہیں ڈرتے

۱؎ (گذشتہ صفحہ سے آگے) فتاویٰ عالمگیری آپ کی یادگار ہے نہا[illegible]ہ درویش صفت بادشاہ تھے قرآن کریم کی کتابت اور ٹوپیوں کی محنت سے گزر اوقات تھی۔ اپنی کتابت شدہ قرآن مجید جلدیں بنوا کر دو عدد حرمین شریفین کو بھجواتے تھے۔ (مؤلف)

اور کہتے ہیں کہ فقیری کا راستہ کسی کے ساتھ بگاڑ پیدا کرنا نہیں۔ سبحان اللہ! حضور سرور انبیاء رئیس الفقراء صلے اللہ علیہ وسلم جن کا قول ہے "الفقر فخری"۔ ان کو حکم ہوتا ہے "اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر!" یہ عجب فقراء ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عظیم نبی اور پیشوا کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

۷ ۔ فرمایا: موجود حقیقی ایک ہے جو بزرگ و پاک ہے اور ماسوا جسے عالم کہتے ہیں معدوم ہے۔ وجود نما یعنی افراد عالم کے حقائق اعدام ہیں وہ اعدام اپنے آئینوں میں کمالات وجودی کے انعکاس کے سبب سے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ وجود ہیں حقیقت میں وجود نہیں ہیں۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ کی اولادِ امجاد

آپ کے چھ فرزندِ ارجمند تھے۔

۱۔ شیخ محمد صبغۃ اللہ: ۱۰۳۲ھ میں پیدا ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "محمد معصوم! اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے اس کا نام صبغۃ اللہ رکھو!" آپ نے علوم معقول و منقول میں انتہا تک حاصل کئے پھر اپنے والدِ گرامی کی [illegible]مت میں رہ کر علمِ باطن بھی بکمال حاصل کیا۔ اور انہوں نے آپ کو خلافت و ولایت کاملہ سے سرفراز فرمایا۔ ہزارہا آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔

۹ ربیع الاول ۱۱۲۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار اق[illegible]ریف میں ہے۔

۲۔ خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ: حضرت قیوم ثالث خوا[illegible]بند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

۳۔ خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت قدس سرہٗ: حضرت خواجہ محمد عبید اللہ المعروف مروج الشریعت حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند سوم تھے۔ ولادت باسعادت یکم شعبان ۱۰۳۴ھ بمقام سرہند شریف ہوئی۔ آپ کی پیدائش کے دن حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کو الہام ہوا کہ ان کو مروج الشریعت کا خطاب دیا گیا ہے۔ ایام طفولیت ہی سے آپ کے چہرہ

مبارک سے آثارِ ولایت وہدایت ظاہر تھے۔

"مقاماتِ معصومیہ" (تصنیف خواجہ صفیر احمد ہمشیرزادہ خواجہ محمد عبید اللہ) میں لکھا ہے۔ کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی سرہند شریف تشریف لائے اور انھوں نے سوال کیا کہ دل گوشت کا ایک لوتھڑا ہے وہ کس طرح ذکر کرتا ہے؟ حالانکہ گویائی زبان کی صفت ہے۔ آپ نے فی الفور جواب دیا کہ زبان بھی گوشت کا ایک پارچہ ہی ہے جس قادرِ مطلق نے اس کو گویائی کی صفت عطا کی ہے کیا وہ دل کو یہ صفت نہیں دے سکتا۔ یہ جواب سُن کر مولانا کی تشفی ہوگئی۔ آپ کے حلقہ میں اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔

آپ نے ایک رمضان المبارک کے اندر قرآن مجید حفظ کر لیا تھا یعنی آپ دن کو ایک پارہ یاد کر لیا کرتے تھے اور رات کو سُنا دیا کرتے تھے۔

وفات:- انتقال سے قبل آپ نے پوچھا کہ نماز کا وقت ہے خادم نے عرض کیا کہ ہے۔ آپ نے تیمم کیا۔ بعد تیمم پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا: "السلام علیکم یا رسول اللہ!" اور نماز کی نیت باندھی اور مسجد ہی میں جان بحق تسلیم کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تاریخ وصال ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء بروز جمعۃ المبارک بمقام سنبھالکہ دہلی سے سرہند شریف آتے ہوئے واصل [illegible] اور سرہند شریف میں والد بزرگوار کے گنبد میں دفن ہوئے۔

۴۔ خواجہ محمد اشرف [illegible]

حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ فرزندِ چہارم حضرت عروۃ الوثقیٰ [illegible] اجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ولادت باسعادت ۱۰۴۰ھ میں ہوئی۔ علوم معقول ومنقول، کلام [illegible] میں کمال پر پہنچے ہوئے تھے۔ آپ نے بہت سی کتب پر شرح وحاشیہ لکھا تھا۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] عمر باقی بہت تھوڑی رہ گئی لیکن بعنایت الٰہی تمھیں ایک ہی توجہ میں مقامات طے کرا دوں گا۔ چنانچہ [illegible] تمام نسبت مجددیہ اور جمیع احوال واسرار باطن سے مشرف فرمایا۔ یہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے کمال تصرف اور حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی استعداد قابلیت کا کمال ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی کرامت اور تصرف کیا ہو سکتا ہے۔ آپ با استقامت طریقت وشریعت سے موصوف تھے۔ زندگی بھر طالبان حق کی رہنمائی میں مشغول

ومصروف رہے۔

وفات:۔ آپ کا آخری کلام "حسبی اللہ نعم الوکیل" تھا۔ آپ کا وصال ۱۱۱۱ھ بمطابق ۱۷۰۰ء میں ہوا۔

۵۔ خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت:۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں فرزند ارجمند تھے آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۵ھ / ۱۶۴۵ء بمقام سرہند شریف ہوئی۔ عین عالم شباب میں اپنے والد بزرگوار سے تمام کمالات مجددیہ کے حصول کی بشارت پائی۔

مقام:۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کی کہ میری ہدایت و توجہ کے لئے اپنا کوئی خلیفہ روانہ فرمادیں تو آپ نے اپنی قیومیت کے پنتالیسویں سال اپنے صاحبزادے خواجہ سیف الدین قدس سرہٗ کو دہلی بھیجا تو بادشاہ اورنگ زیب ان کو بے حد اعزاز و اکرام سے شہر اور پھر قلعہ میں لایا۔ وہاں آپ نے دو ہاتھیوں کی مورتیاں جو کہ وہاں نصب تھیں توڑنے کا حکم دیا۔ دوسرے دن ارشاد فرمایا کہ تمام گویّوں اور بے ریش ناچنے والے لڑکوں اور تمام اہل بدعت کو ہندوستان کے ممالک محروسہ سے نکال دیا جائے۔ پھر حیات بخش باغ میں سونے کی مچھلیاں جن کی آنکھوں میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ دیکھ کر فرمایا کہ جب تک یہ مچھلیاں نہ توڑی جائیں میں یہاں نہ بیٹھوں گا۔ بادشاہ آپ کے ارشادات کی تعمیل بے چوں و چرا کرتا تھا۔

ایک دن آپ نے نغمہ و سرود کا جنازہ بنا کر نکلوایا اور دفن کر دیا۔

حضرت شیخ نے امر معروف و نہی منکر اس طرح کیا کہ ان سے پیشتر اس قسم کا احتساب کسی نے نہ کیا تھا۔ آپ کے والد بزرگوار آپ کو محتسب اُمت فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح آپ کی برکت سے بادشاہ و شہزادگان، بیگمات اور جملہ امیر و وزیر داخل سلسلہ مجددیہ ہوتے اور بعد ازاں آپ سرہند شریف واپس تشریف لے آئے۔ آپ اکثر آخر شب حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز کے مزار پُر انوار پر حاضر ہو کر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم ۔۔۔ چندیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

آپ کی خانقاہ میں کم از کم چار صد آدمی ہر وقت جمع رہتے اور ہر شخص کی حسب فرمائش کھانا

تیار رہتا۔ اور باوجود اس تنعم کے سالک مقاماتِ بلند اور کشف و کرامات کے مراتب قلیل عرصہ میں حاصل کر لیتے تھے۔

وفات:۔ مرض الموت میں ایک طبیب جس کے عقائد خلافِ اہلِ سُنت وجماعت تھے کو لایا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ کون سا وقت ہے کہ میرے مخالف کو میرے سامنے لایا گیا ہے۔ چنانچہ اس طبیب کو اُسی وقت نکال دیا گیا۔ آپ نے ۱۹ جمادی الاول ۱۰۹۵ھ کو وصال فرمایا۔ مرقد مبارک سرہند شریف میں ہے۔

۶۔ شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

ولادت:۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ششم اور سب سے چھوٹے بیٹے تھے آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸ء میں بمقام سرہند شریف ہوئی۔

تعلیم:۔ آپ نے تھوڑی مدت میں قرآن مجید اور کُتبِ متداولہ کی تعلیم مکمل کی مگر معاملہ حال کو بھی مقدم رکھا اور گیارہ برس کی عمر میں حالتِ خواب میں مشرف بزیارتِ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ والد ماجد سے یہ معاملہ بیان کیا تو حضرت عروۃ الوثقےٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں انشاء اللہ تعالےٰ ولایت نصیب ہوگی۔ اٹھارہ سال کی نوجوانی میں آپ کو بشارتِ ولایتِ احمدی عطا ہوئی اور بیس سال کی عمر میں جملہ کمالات و خصوصیاتِ طریقہ سے سرفراز ہوئے۔ اور اسی اثناء میں والدِ بزرگوار کا وصال ہو گیا۔ فرخ سیر بادشاہ آپ کا مرید تھا اور اکثر اعیانِ سلطنت حلقہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

وفات:۔ آپ نے ۵ جمادی الثانی ۱۱۳۰ھ/۱۷۱۸ء کو بمقام دہلی انتقال فرمایا۔ اور آپ کا جسدِ خاکی سرہند شریف متصل مقبرہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ دفن ہوا۔

قیوم ثالث حجۃ اللہ

خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ

سرہند شریف ۷، رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۵ء — ۲۹، محرم ۱۱۱۴ھ ۱۷۰۲ء سرہند شریف

مادہ تاریخ رحلت : شرف رحیم وکریم ۱۱۱۴

ولادت باسعادت حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند دوم تھے۔ ولادت باسعادت ۷، رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ یعنی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے وصال سے چند ماہ بعد ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کی پیدائش سے کافی پہلے اپنے فرزند خواجہ محمد معصوم کو فرمایا تھا کہ تمہارا لڑکا میری وفات کے بعد آئے گا۔ وہ عجائب روزگار اور صاحب معارف و اسرار ہوگا۔ اور کثیر التعداد خلقت اُس سے فیض یاب ہوگی۔

تعلیم آپ نے اکثر کتب اپنے عم مکرم خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور ایسی تحقیق و تدقیق سے مطالعہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ مجھ سے پڑھنے نہیں آتے بلکہ مجھے پڑھانے آتے ہیں۔ آپ نے فقہ و حدیث اور جمیع علوم منقولات و معقولات نہایت کوشش سے حاصل کئے اور کمال حاصل کرکے فارغ التحصیل ہوئے۔

بیعت وخلافت علم قال کے ساتھ ساتھ آپ علم حال بھی والد بزرگوار سے حاصل کرتے رہے اور قلیل مدت میں ایسے مقامات و حالات تک پہنچے کہ عقل و فکر سے

مقام ۱ - ایک دفعہ آپ نے بعض حقائق و معارف اپنے والد گرامی قدر کے سامنے بیان فرمائے تو انھوں نے فرمایا: یہ اسرارِ مقطعات قرآنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو آگاہی بخشی۔

۲ - حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ الحمدللہ! وہ خلعت تم کو بھی عطا ہوا مبارک ہو! اسی لئے آپ کو قیوم ثالث کہتے ہیں۔

۳ - آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو اسرار و معارف حضرت والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں وارد ہوا کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں عرض کر کے سینے کا بخار نکال لیا کرتا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد حالات مثل موسلا دھار بارش نازل ہوتے رہے لیکن کوئی محرم نہیں کہ اس سے کہہ کر سینہ کی عقدہ کشائی کر لیا کروں اور فرمایا ؎

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصہ غریب و حدیث غریب است

۴ - فرمایا، ایک روز نانی صاحبہ کی حویلی کی ایک کوٹھری میں رہتا تھا کہ ناگہاں ایک فرشتہ بشکل انسان کوٹھڑی کے اندر آیا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ میں نے یہ سن کر تواضع سے سر جھکا دیا۔

وفات آپ کی وفات جمعۃ المبارک ۲۹، محرم الحرام ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۲ء کو اکیاسی برس کی عمر میں ہوئی اور اپنے والد بزرگوار کے مقبرہ کے شمال میں علیحدہ مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

اولاد آپ کے چھ صاحبزادے تھے۔ حضرت ابوالعلی (ف ۱۱۰۸ھ) شیخ محمد عمر (ف ۱۱۱۸ھ) شیخ محمد کاظم (ف ۱۱۲۵ھ) شیخ عبدالرحیم اور شیخ عبدالرحمٰن اور میر عبداللہ قدس اللہ اسرارہم

حضرت خواجہ ابوالعلی قدس سرہٗ: قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے خواجہ ابوالعلیٰ قدس سرہٗ کی ولادت ۱۰۶۴ھ میں ہوئی۔ علوم ظاہری و باطنی میں کامل و مکمل تھے۔ آپ فضائل و معارف کے گنجینہ تھے۔ تراویح میں دو دفعہ قرآن مجید سنایا کرتے۔ اوابین اور تہجد میں ختم کیا کرتے تھے۔ ۱۱۰۸ھ میں وصال ہوا۔ آپ کے صرف ایک فرزند قیوم رابع خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ تھے۔ جن کے حالات آئندہ صفحات میں ہیں۔

قیوم رابع خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ

سرہند شریف ۵، ذیقعد ۱۰۹۳ھ ۔۔۔ ۴، ذیقعد ۱۱۵۲ھ سرہند شریف
۱۶۸۲ء ۔۔۔ ۱۷۴۰ء

مادہ تاریخ رحلت : اظہر ولی
۱۱۵۲

تعارف و ولادت آپ قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کے پوتے اور خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ ۵ ذی قعد ۱۰۹۳ھ میں ہوئی۔ آپ کا نسب نامہ خواجہ محمد زبیر بن خواجہ شیخ ابوالعلی بن خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ بن خواجہ محمد معصوم بن امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ ہے۔

آپ صرف تیرہ برس کے تھے کہ آپ کے والد گرامی قدر شیخ ابوالعلےٰ کا انتقال ہو گیا۔ اسی لئے آپ کی پرورش جد بزرگوار حضرت نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی کم سنی میں ہی آپ پر استغراق غالب ہو جایا کرتا تھا۔

علوم ظاہری و باطنی علوم ظاہری و سلوک باطنی بہ تمام و کمال اپنے جد بزرگوار سے حاصل کیا۔ یکم صفر ۱۱۱۴ھ کو قیوم رابع کا مقام عطا ہوا۔

معمولات، زہد و عبادت آپ نہایت کثیر العبادت تھے نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ سورۃ یٰسین پڑھا کرتے۔ بعد از نماز فجر چاشت تک مراقبہ میں رہتے پھر خلقت کو اپنی توجہ سے نوازتے قیلولہ کے بعد نماز فی الزوال ادا فرماتے۔ اس کے بعد کھانا تناول فرماتے کہ آپ کے کھانے کا یہی معمول رہا۔ پھر نماز ظہر ادا فرماتے اور نماز عصر کے بعد مشکوٰۃ شریف یا مکتوبات شریف

کا درس دیا کرتے۔ بعد از نماز مغرب صلوٰۃ اوابین میں دس پارہ قرآن تلاوت فرماتے۔ بعد ازاں حلقہ فرماتے پھر نماز عشاء کے بعد حلقۂ نساء ہوتا اور نصف شب کے قریب چند گھڑی کے واسطے استراحت فرماتے۔ آپ کا دائمی وظیفہ یہ تھا دن کو ۲۴ ہزار کلمہ طیبہ ۱۵ ہزار اسم ذات اور رات کو ۱۰ ہزار کلمہ شریف روزانہ پڑھا کرتے تھے۔

وفات

اُنسٹھ برس کی عمر میں ۴۔ ذی قعدہ ۱۱۵۲ھ / ۱۷۴۰ء کو دارِ فانی سے رُخصت ہو کر سرہند شریف میں مدفون ہُوئے۔

مقام

ایک مرتبہ کسی تقریب میں جامع مسجد کے قریب سے گزرے سواری کے ساتھ ہجوم خلائق بے حد تھا۔ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد میں آپ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنے سر سے کملی اُتار کر کہا "اس کو جلا دو!" خادموں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا:۔

"اس امیر کی سواری میں اس قدر نُور ہے کہ میں نے اس کا ایک شمّہ بھی کبھی اپنی کملی میں نہیں دیکھا۔ حالانکہ تیس سال سے اِسی کملی میں ریاضت کر رہا ہوں۔"

کسی نے کہا: یہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

فرمایا: "الحمدُللہ! کہ ہمارے پیر زادہ ہیں اور ہماری آبرو رہ گئی!"

ایک شخص نے حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا کہ خاندان مجددیہ کی تمام نسبت مجھ کو ایک ہی توجہ میں عطا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: یہ معمُول نہیں ہے کہ اگر نسبت ایک ہی توجہ میں کی جائے تو اس کا تحمل حوصلہ بشریت سے باہر ہے مگر سائل اپنے سوال پر مُصر رہا۔ اور مزید الحاح و زاری سے عرض گزار ہُوا۔ ناچار آپ نے ایک ہی توجہ سے تمام نسبت القا فرمائی۔ مگر وہ شخص تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔

کرامت

آپ کا ایک کثیر العیال مرید سخت علیل ہوا کہ حالتِ نزع تک پہنچ گیا۔ آپ کو اس پر بہت رحم آیا اور از راہ شفقت اس کو اپنے ضمن میں لے لیا۔ اور اُس کو شفاءِ کامل ہو گئی۔ اور مُدت تک زندہ رہا۔ جس وقت آپ کا انتقال ہوا۔ اُسی وقت وہ شخص بھی فوت ہو گیا۔

حضرت سید قطب الدین حیدر قدس سرہ

نواح بخارا ۱۰۴۷ھ ۱۶۲۸ء — ۱۱ رجب ۱۱۸۰ھ ۱۷۶۶ء مدینہ منورہ

مادۂ تاریخ رحلت : ظفر ۱۱۸۰

تعارف و ولادت آپ کا اسم گرامی سید محمد اشرف ۔ لقب قطب الدین المعروف حیدر حسین تھا ۔ صحیح النسب سید تھے ۔ آپ کی ولادت با سعادت نواح بخارا میں ۱۰۴۷ھ/۱۶۲۸ء میں ہوئی ۔

علوم ظاہر و باطن آپ کی نشو و نما اور تعلیم و تربیت انتہائی پاکیزہ ماحول میں ہوئی ۔ اور اپنے وطن بخارا میں تکمیل تعلیم کی ۔ حدیث ۔ تفسیر ۔ فقہ ۔ معقولات و منقولات میں کمال حاصل کرنے کے بعد پیر کامل کی تلاش میں سرہند شریف پہنچے ۔ اور یہاں قیوم رابع خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر پندرہ سال شیخ کامل کی صحبت میں رہے اور خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے ۔

مسند سرہند شریف مرشد کامل قیوم رابع قدس سرہٗ کے وصال ۱۱۵۲ھ کے بعد سرہند شریف میں مسند شیخیت پر متمکن ہوئے اور بیس سال سے زائد خانقاہ مجددیہ میں رہ کر طالبان حق کو رشد و ہدایت سے نوازتے رہے ۔

حج بیت اللہ و زیارت گنبد خضریٰ اشتیاق زیارت حرمین شریفین کے جذبہ میں عازم حجاز مقدس ہوئے اور حج بیت اللہ

کے بعد انتہائی جذب و شوق کے عالم میں مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں نوافل و درود شریف کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے برہنہ پا شہر طیبہ میں داخل ہوتے اور فیضانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہرہ ور ہوئے۔ اور بفرمانِ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ میں مسندِ رشد و ہدایت پر فائز ہو کر ترویج و اشاعتِ طریقہ مجددیہ میں ہمہ تن مصروف ہو گئے اور بہت جلد دور و نزدیک مقبولِ خلائق ہو گئے۔

وفات آخر میں مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ۱۱ رجب المرجب ۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں حضرت سید آدم بنوری اور خواجہ محمد پارسا قدس اللہ اسرارہما کے پاس مدفون ہوئے۔

فانی سرہند بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کو فانیِ سرہند یعنی غارتگرِ سرہند لکھا ہے راقم کے خیال میں یہ درست نہیں ہے کیونکہ سرہند کا تاخت و تاراج ہونا سکھوں کی اسلام دشمنی کی بنا پر ہے۔ حالانکہ آپ کا روحانی عقیدت کا مرکز اور تمام فیوض و برکات کا سرچشمہ سرہند شریف اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ذاتِ بابرکات تھی۔

خلف آپ کے اخلاف میں اس وقت صاحبزادہ سید عاشق حسین شاہ مجددی مدظلہٗ مرڈ ۴۲ نزد سانگلہ ہل سجادہ نشین ہیں اور اپنے اسلاف کی روایات کے امین ہیں۔

سید عاشق حسین بن سید امیر محمد شاہ ف ۱۳۷۰ھ سید محمد حسن شاہ ف ۱۳۴۵ھ سید محبوب علی شاہ ف ۱۳۱۴ھ سید فیض علی شاہ ف ۱۲۷۹ھ سید عبدالرحیم عرف پیر لالہ شاہ غازی ف ۱۲۶۱ھ سید عنایت اللہ شاہ ف ۱۲۲۶ھ سید حفیظ اللہ شاہ سید قطب الدین محمد اشرف شاہ ف ۱۱۸۰ھ۔

حضرت حافظ سیّد محمد جمال اللہ رامپوری قدس سرہٗ

گجرات (پاکستان) ۱۱۳۷ھ / ۱۷۲۴ء — ۴ صفر ۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۴ء رامپور (انڈیا)

مادہ تاریخ رحلت: وھو العلی العظیم ۱۲۰۹ — منفرجیا ۱۲۰۹

تعارف اسم مبارک سیّد جمال اللہ اور والد گرامی کا نام سیّد محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ بخاری سیّد تھے۔ نسب نامہ حضرت امیر المومنین علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم آپ نے علوم شریعت میں کمال حاصل کیا اور قرآن کریم کے حافظ تھے اور خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے۔

حالات آپ کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ اس لئے آپ نے مکمل سپاہیانہ تربیت حاصل کر کے کمال حاصل کیا بخارا شریف سے سیر و سیاحت کرتے۔ ہندوستان میں مختلف مقامات پر زیارات مشائخ سے مستفید ہوتے رہے اسی دوران بالاخر حج کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر سرہند شریف (ہندوستان) میں قیام پذیر ہو گئے۔

بیعت آپ قیام سرہند شریف کے دوران حضرت قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مستفید ہوتے تو وہیں دل دے بیٹھے اور بیعت ہو کر عرصہ قلیل میں مجاز طریقت ہو گئے اور مستقل سکونت سرہند شریف میں اختیار کر لی۔ سرہند شریف کی ویرانی کے بعد آپ رام پور منتقل ہو گئے اور آخر وقت تک رام پور المعروف مصطفےٰ آباد میں رہے۔ اتباع سنت کا نہایت التزام و اہتمام کرتے آپ اعمال ظاہری و باطنی میں کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ دل عشق الٰہی سے معمور تھا۔ صاحب دل تھے۔

نگاہ کی تاثیر آپ کے فیضان سے کثیر خلقت نے فیوضات و برکات حاصل کیں وظائف و اذکار کی کثرت آپ کا معمول تھا۔ آپ کی نگاہ میں اس قدر تاثیر تھی۔ کہ جو بھی ایک دفعہ دیکھ لیتا فریفتہ ہوجاتا اور زندگی بھر کے لیے آپ کا غلام ہوجاتا۔

رام پور میں ایک دن آپ نے اپنے خلفاؒ سے کہا: "آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ کا قلعہ اور باغ دیکھیں اس لئے اپنے وظائف و نوافل سے فارغ ہوجائیں تاکہ معمولات میں کمی نہ ہونے پائے۔ چنانچہ خود بھی معمولات سے فراغت کے بعد دوستوں کے ہمراہ قلعہ شاہی کے نزدیک باغ میں تشریف لے گئے۔ قلعہ میں اُس وقت حضرت خواجہ سید فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ سپہ سالاری کے فرائض انجام دیتے تھے اور کسی کام سے قلعہ کی دیوار پر آئے۔ تو آپ کی نظر مبارک حاجی سید شاہ جمال اللہ قدس سرہٗ پر پڑی آپ کے دل پر اثر ہوا۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں اور حضرت خواجہ کی کیفیت بدل گئی۔ اور فوراً دیوار سے اُتر کر حضرت سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گئے۔ ہوش و حواس درست ہوئے اور داخل سلسلہ کرنے کی استدعا کی۔ ع

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

فیضانِ ولایت حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ دہلی سے بطرف رام پور، اپنے دوستوں کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستے میں شکار کرنے کی خواہش ہوئی۔ اور ایک جنگل کی طرف تشریف لے گئے آپ نے اپنے خادم شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جگہ کھڑا کیا اور فرمایا "اسی جگہ ٹھہریں واپسی پر ہم آپ کو ساتھ لے لیں گے۔ اور پھر رام پور چلیں گے۔"

شکار کرتے کرتے دیر ہوگئی چنانچہ آپ وہاں سے بمعہ اپنے دوستوں کے ایک نزدیکی گاؤں میں شب بسری کے لئے چلے گئے۔ اور وہاں سے سیدھے رام پور تشریف لے گئے کہ شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ خود بخود رام پور پہنچ جائیں گے لیکن شاہ درگاہی رام پور نہ پہنچے اور آپ نے بھی کچھ زیادہ خیال نہ فرمایا تقریباً ایک سال بعد آپ پھر اتفاقاً دہلی تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں اُسی مقام پر نہایت غمگین اور گرد آلود لباس میں شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوتے تھے۔ کمال شفقت سے دریافت فرمایا۔

"شاہ درگاہی! یہاں کب سے کھڑے ہو؟"

عرض کیا: "حضور! آپ نے خود ہی مجھے یہاں کھڑا کیا تھا لیکن آپ واپس نہ آئے اور میں

اسی جگہ آپ کے انتظار میں کھڑا رہا۔" ؎

مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و توُ
پلا کے مجھ کو مئے "لاَ اِلٰہ اِلاّ ہُو"

یہ حال دیکھ کر حضرت سید جمال اللہ قدس سرہٗ جوش میں آئے آپ کو سینہ مبارک سے لگایا اور تصوّف و سلوک کی اعلیٰ منازل طے کرا دیں۔ فرمایا: "جو کوئی تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس کو خُدا کی معرفت حاصل ہو گی" مرشد کے حکم کی تعمیل اسی کو کہتے ہیں اور اسی سے مرید کو فیض و برکت حاصل ہوتی ہے اور تربیتِ باطنی ہوتی ہے یعنی ؎

اسی دریا سے اُٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

تسلیم و رضا کا پیکر بن جانے کے بعد ہی مریدِ باصفا کو یہ منصب حاصل ہو سکتا ہے محبت کا دِل باتوں سے نہیں جیتا جا سکتا۔ بہت سے صحراؤں اور بیابانوں کی خاک چھاننا پڑتی ہے تب کہیں جا کر مُرشد کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت نصیب ہوتی ہے۔

سفرِ آخرت ۴، صفر المظفر ۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۴ء کو آپ کا وصال ہُوا۔ مرقد انور رام پُور متصل دروازہ عیدگاہ مرجع خاص و عام ہے۔ تاریخ وفات منظرِ حیاتؔ سے نکلتی ہے۔

خلفاء ۱۔ سید محمد عیسٰے ۲۔ مُلا شیر خاں تیراہی ۳۔ سید مُلا امان تیراہی ۴۔ شاہ فیض بخش المعروف شاہ درگاہی غزنوی ۵۔ وارث خاں بنارسی ۶۔ سید محی الدین تیراہی۔

قُدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز

موضع چودھواں علاقہ گنڈا پور (تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں) ـــــ ۰، ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ / ۱۸۰۶ء ـــــ موضع چودھواں

مادہ تاریخ رحلت : مظفر
۱۲۲۰

تعارف و ولادت اسم گرامی محمد عیسیٰ اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے "انوارِ تیراہی" کے مصنف قاضی محمد عادل شاہ نے آپ کی ولادت و وصال کا مقام چوٹہ شریف مضافات ملتان گنڈا پور لکھا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ گنڈہ پور ایک قبیلہ کا نام ہے۔ جو کہ صوبہ سرحد میں ضلع بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے علاقہ میں آباد ہے۔

معارف علوم ظاہری میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ بعیت حضرت سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور مستفیض ہو کر ایک عرصہ تک اپنے روشن ضمیر پیر کامل کی خدمت بابرکت میں علوم باطنی سے فیض یاب ہوئے تو مُرشدِ باصفا نے تاجِ خلافت سے نوازا۔ اس عزت افزائی پر بارگاہ خداوندی میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے مراقبات و مجاہدات سے مقاماتِ باطنی اس قدر تیزی سے طے کئے کہ یارانِ طریقت بھی حیران و سرگراں ہو گئے۔

تربیتِ حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ اسی وجہ سے سید حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید خاص قبلہ عالم حضرت خواجہ سید فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ کو دوسرے خلفاء کے ہوتے ہوئے بھی تربیت کے لئے حضرت سید محمد عیسیٰ قدس سرہ العزیز کے سپرد کیا تو آپ نے مرشدِ برحق کے فرمان کے مطابق حضرت خواجہ فیض اللہ قدس سرہٗ کی تربیت

دل وجان اور خلوص سے فرمائی۔ اور قلیل عرصہ میں مقاماتِ عظیم سے نوازا۔

خاکِ شفاء حضرت خواجہ فیض اللہ قدس سرہٗ ہر سال تیرئی شریف سے چودھواں شریف حضرت سید محمد عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ جب احباب طریقت تیار ہوکر آپ کے پاس آئے تو آپ سخت بیمار تھے فرمایا: آپ کو اجازت ہے کہ حضرت سید عیسٰی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوں لیکن میری عرض اُن کو ضرور پیش کریں کہ آپ کا غلام فیض اللہ آپ کے دیدار کا تمنائی ہے۔ محروم نہ فرمایا جائے۔ اور دوم یہ کہ قبلہ سید صاحب کے قدم مبارک کے نیچے سے خاک شفاء اُٹھا کرلے آئیں۔ جو کہ میری جان کی تریاق ہے۔

خلیفہ مُلّا شیر خان سکنہ درسمند واقع علاقہ تیراہ سید مُلّا امان غزنوی اور وارث خاں بنارسی آپ سے رُخصت ہو کر بیس روز کی مسافت کے بعد چودھواں تحصیل کلاچی میں حضرت خواجہ سید محمد عیسٰی رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضرت خواجہ نے اُسی وقت دریافت کیا۔

"دیوانہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آیا۔ خیریت تو ہے؟"

(خواجہ صاحب پیار سے سید فیض اللہ کو "دیوانہ" کہا کرتے تھے۔)

دوستوں نے عرض کیا:-

"آپ کا دیوانہ ایک عرصہ سے بیمار ہے۔ باوجود کوشش بسیار کے بیماری کی وجہ سے ملاقات سے محروم رہ گیا ہے۔ آپ سے طلب دعا برائے شفاء ہے اور زیارت سے مشرف ہونے کی آرزو رکھتا ہے۔"

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"میرے دیوانے کو میرا سلام کہنا اور اُسے کہنا کہ میری ملاقات کے لیے روانہ نہ ہونا فقیر خود اس کے پاس پہنچ کر ملاقات کرے گا۔"

چنانچہ دوستوں نے قدرے خاکِ پا لی اور واپس آکر خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو مُرشد باصفا کی تشریف آوری کی خوشخبری دی۔ ~

مژدۂ دل کہ دِگر بادِ صبا باز آمد
ہدہد خوش خبر از شہرِ سبا باز آمد

خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوستوں سے اپنی امانت طلب کی خاکپائے مبارک دوستوں سے لے کر اُسی وقت پانی طلب کیا اور خاک پاتے مرشدِ باصفا پانی میں حل کر کے نوش جاں کر لی۔ خاک شفاء نے فوراً اثر کیا اور دو تین روز کے قلیل عرصہ میں صحت یاب ہو گئے اور آپ کے جسم مبارک میں کوئی بیماری نہ رہی۔ ؎

ہے ذوقِ تجلی اسی خاک میں پنہاں

وفات علاقہ گنڈہ پور تحصیل کلاچی میں چودھواں کے قصبہ میں، ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ کو آپ کا وصال ہُوا مرقدِ اقدس مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔

۱۔ خواجہ پیر محمد ۲۔ خواجہ جان محمد ۳۔ علی محمد صاحب۔

آپ کی وفات کے بعد خواجہ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسندِ شیخیت سنبھالی۔

تصرّفات

۱۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ حضرت سید محمد عیسٰے قدس سرہٗ چودھواں شریف کی طرف ملاقات کے لیے عازمِ سفر ہوئے۔ کہ راستے میں آپ سخت بیمار ہو گئے۔ اور ایک قصبہ کی مسجد میں فروکش ہو گئے۔ اضطراب و بے قراری کے عالم میں اپنے پیر و مرشد کو یاد فرمایا۔ محبت نے جلوہ گری کی اور اپنے معجزات دکھائے۔ عین شام کی نماز میں حضرت سید محمد عیسٰے رحمۃ اللہ اسی مسجد میں شامل نماز ہوئے۔ اور نماز ادا کرنے کے بعد دریافت کیا۔

"یہاں ایک مسافر بیمار ہے کسی کو اس کے قیام کا پتہ ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا: ایک بیمار مسافر حجرہ مسجد میں فروکش ہے چنانچہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجرہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کو دیکھتے ہی سیّد خواجہ فیض اللہ قدس سرہٗ پر وجد طاری ہو گیا۔

؏ یہ گھڑی محشر کی ہے اور تو عرصہ محشر میں ہے

یہ حالت دیکھ کر حضرت خواجہ سید محمد عیسٰے قدس سرہٗ نے اپنا دستِ اقدس حضرت فیض اللہ قدس سرہٗ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ آپ فی الفور ہوش میں آ گئے۔ حضرت خواجہ نے دریافت کیا۔

"کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے؟"

خواجہ سید فیض اللہ قدس سرہٗ نے جواب دیا:۔

"یہ جو دیدار کی نعمت اچانک حاصل ہوگئی اس سے زیادہ کوئی اور طلب نہیں کہ اس نے تلخیوں کو شیرینیوں میں بدل دیا ہے۔"

خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہٗ نے اپنے جامہ سے قدرے ہریسہ نکالا اور فرمایا:

"اس میں سے تھوڑا سا نوش کر لیجئے!"

اگرچہ آپ کی طبیعت کھانے کی طرف مائل نہ تھی لیکن پھر بھی بطور تبرک اور حکم حضور واجب العمل سمجھ کر دو چار لقمے نوش جان کیے فی الفور حجابات اُٹھ گئے اور آپ کو غذاء کی اشتہاء پیدا ہوئی کہ سبحان اللہ! دسترخوان پر موجود تمام ہریسہ نوش جان فرمالیا پھر صبح تک آرام سے سوتے رہے۔ اور دوسرے روز آپ کو صحت مطلق حاصل ہوگئی۔

صبح خواجہ سید فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا:۔

"آپ کو میری بیماری کے بارے میں کیسے علم ہوا؟"

آپ نے جواب دیا:۔

"کئی روز سے اضطرابی کیفیت تھی تو میں تمہاری طرف روانہ ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس پہنچا دیا۔"

ایک دو روز اکٹھے رہے پھر حضرت خواجہ سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے روانہ ہو گئے۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت سید فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھ کو ایک دوست کی یاد بہت آتی ہے جو زمانہ طالب علمی میں میرا ہم سبق رہا ہے۔ ان کا نام حضرت جی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے میری ملاقات ہو جائے۔ سات سال تک درس مکتب میں میرے ساتھ رہا اور اس کی ذات سے مجھے بیشمار دینی و دنیوی فوائد حاصل ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"میرے ساتھ اُس وادی میں چل!"

وہاں پہنچ کر ایک جگہ مراقبہ میں متوجہ ہوئے تو دیکھا۔ دُور سے دو آدمی چلے آرہے ہیں قریب

پہنچ کر انھوں نے سلام فرمایا۔ خواجہ محمد عیسٰے قدس سرہٗ نے سلام کا جواب دے کر نہایت ادب سے مصافحہ فرمایا ان دونوں میں ایک حضرت جی[1] تھے ۔ جو کہ خواجہ سید فیض اللہ قدس سرہٗ کے ہم سبق تھے ۔ آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوئے ۔

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے باُمید رسد اُمیدوارے

حضرت خواجہ محمد عیسٰے قدس سرہٗ نے فرمایا ۔

"اے دیوانہ! تو نہیں جانتا یہ دوسرا شخص کون ہے؟"

عرض کی: "حضرت! میں نہیں جانتا"

فرمایا: "یہ دوسرے شخص حضرت خضر علیہ السلام ہیں ۔ اگر کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو!"

عرض کی: "یا حضرت! میرے خضر تو آپ ہیں مجھے جو کچھ لینا ہے آپ سے لینا ہے اور حضرت خضر علیہ السلام مجھے آپ ہی کی برکت سے ملے ہیں"

صاحبزادگان

حضرت خواجہ محمد عیسٰے قدس سرہٗ کے دو فرزند تھے ۔ وقت وصال دونوں کو بُلا کر فرمایا ۔

"میرے بعد میرے خلیفہ سید محمد فیض اللہ کے پاس جا کر بیعت کر لینا ۔ اور جب تک تصوف کی منازل طے نہ ہو جائیں ان کی خدمت چھوڑ کر کہیں نہ جانا"

آپ کے دوسرے خلیفہ سید محمد اسماعیل شاہ لدھیانوی قدس سرہٗ تھے ۔

چنانچہ بعد از وصال دونو صاحبزادگان نے حضرت خواجہ سید فیض اللہ قدس سرہٗ کے پاس آ کر بیعت کر لی اور باطنی علوم حاصل کرنے لگے بڑے صاحبزادے کا گزر جب فنا فی الشیخ کی منزل سے ہوا تو ان پر مجذوبیت طاری ہو گئی ۔

---

[1] حضرت یحیٰی المعروف حضرت جی قدس سرہٗ (ف ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء) سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک تھے مزار مبارک دریائے اٹک کے کنارے اٹک شہر سے متصل ہے ہزارہا لوگ آپ کے مزار مبارک پر جاتے ہیں ۔ جمعرات کے دن تو راستہ نہیں ملتا ۔ تفصیلی حالات تکملہ میں ملاحظہ فرمائیں ۔

جدِ اعلیٰ ساداتِ تیراہیہ

حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ العزیز

۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء تیزئی شریف

۲۰ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ / ۱۸۱۹ء تیزئی شریف

مادہ تاریخ رحلت : اہل دل قطب زماں فیض اللہ
۱۲۳۵

تعارف و ولادت تاریخ ولادت غالباً ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء ہے۔ آپ کی جوانی کے ایام میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا۔

حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ خاندانِ سادات میں سے تھے۔ شجرۂ نسب سادات خاندان اُچ شریف سے ملتا ہے۔ جن کا شجرہ نسب پیرانِ پیر غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ بغدادی سے ملتا ہے۔

والدِ مکرم خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ کے والد گرامی کا اسم مبارک "محمد" عرف "سید خان محمد" تھا۔ اپنے وقت کے عظیم مفتی اور علوم ظاہری میں کامل تھے۔ درس دینے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ کوہاٹ شہر کے نزدیک موضع شادی خیل میں ایک عرصہ تک درس دیتے رہے۔ آپ کے علم و فضل کا ایک عالم گواہ تھا۔

اپنے فرزند خواجہ سید محمد فیض اللہ قدس سرہٗ کو اکیس ۲۱ برس کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تکمیل کرادی۔ آپ فنِ خطاطی میں بے مثل تھے۔ مشہور ہے کہ قوم اکوڑہ خیل جو کہ کوہاٹ کے قرب و جوار میں ایک نئی آبادی بنانے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن اس جگہ پتھر سخت اور گول ملتے تھے اور دن کو ان پتھروں سے

دیوار بناتے تھے۔ رات کو گر جایا کرتی تھی۔ سب لوگوں نے بالاتفاق رائے دی کہ اگر قاضی سید خان محمد قدس سرہٗ اپنے ہاتھ سے اس کی بنیاد رکھ دیں تو اللہ تعالےٰ اس آبادی کو جلد آباد فرما دے گا۔

چنانچہ سب نے حاضر خدمت ہو کر حضرت قاضی سید خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی آپ بلا تکلف تشریف لائے اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھوں سے پتھر نصب کیا اور فرمایا:۔ "اس آبادی کا نام ٹیری ہے"۔ اور اب یہ ایک اعلیٰ درجہ کا شہر ہے تحصیل نواب صاحب کے نام سے مشہور ہے۔

یہ آپ کے کشف و کرامات کا کرشمہ ہے کہ خٹک اور افغان قوم میں اب تک کوئی بھی باہمی تنازعہ ہو جائے تو سب مل کر خانقاہ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور فیصلہ کرایا جاتا ہے ؎

چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد
اگر گیتی سراسر باد گیرد

آپ کا مزار مبارک متصل موضع الاچی ہے۔

تعلیم جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ آپ نے علوم ظاہری کی تعلیم والد گرامی قاضی سید خان محمد رحمۃ اللہ سے حاصل کی اور اکیس برس کی قلیل عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کی شادی ہو گئی۔

احمد شاہ ابدالی کی فوج سے وابستگی احمد شاہ ابدالی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر ہندوستان پر حملہ کرنے والا تھا۔ آپ نے بھی قلیل عرصہ میں فنونِ حرب کی تربیت حاصل کی اور احمد شاہ ابدالی کی فوج میں شامل ہو گئے۔ تھوڑے عرصہ بعد سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دینے کے لئے قلعہ رام پور میں تعینات کئے گئے۔

بیعتِ مرشد حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بیان کیا گیا ہے کہ خواجہ سید محمد فیض اللہ قدس سرہٗ قلعہ رام پور میں سپہ سالاری کے فرائض انجام دے رہے تھے کہ ایک دن قلعہ سے باہر سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو باغ میں اپنے عقیدتمندوں کے ساتھ سیر کر رہے تھے پر آپ کی نظر پڑی تو دل کا دروازہ کھل گیا۔ دل کا کھلنا ہی کرم کی علامت ہوتی ہے صدا مقبول ہو گئی فوراً قلعہ کی دیوار سے اُترے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے اور قدموں میں سر رکھ دیا ؎

در ازل تقدیرِ یوسف بازلیخا رفتہ بود
ورنہ شاہے راگدائے کے بہ بازار آورد

قدموں میں ہی ہوش کھو بیٹھے کئی گھنٹوں بعد جب حواس درست ہوئے تو دل کی عجب کیفیت تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے کی استدعا کی چند لمحات میں دل کی دُنیا بدل چکی تھی عشق اپنا جال بچھا چکا تھا۔ ؎

مینوں مُڑنا ہویا محال
میں رہساں مُرشد نال

کہہ کر سپہ سالاری پر لات ماری اور مُرشد کے ساتھ ابدی تعلق جوڑ لیا۔ حضرت سید جمال اللہ قدس سرہٗ نے آپ کو اپنے دستِ حق پر بیعت فرما کر آپکا ہاتھ اپنے خلیفۂ خاص خواجہ سیّد محمد عیسٰے رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور فرمایا کہ اس کی تکمیل اب تمہارے ذمہ ہے۔

ایک عرصہ تک خواجہ سیّد محمد عیسٰے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں باطنی تربیت حاصل کی جب انھوں نے اپنے آبائی وطن چودھواں شریف جانے کا قصد کیا تو آپ کو حضرت سیّد جمال اللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر باشی پر مامُور کر دیا۔ چنانچہ آپ چار سال تک اس خدمت پر مامُور رہے اور مرشدِ باصفا کی توجہ سے فیضِ عظیم حاصل ہُوا۔

وطنِ مالوف کو واپسی آخر کار حضرت سیّد جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو وطن واپس جانے کی اجازت عطا فرمائی اور فرمایا "ملک افغانستان جاؤ! اور اہلِ دُنیا کو نورِ ہدایت سے منوّر کرو!" اس طرح آپ تقریباً عرصہ اٹھارہ سال بعد وطن واپس لَوٹے تو کوہاٹ شہر کے نواح میں موضع ڈوڈہ میں قیام فرمایا کیونکہ آپ کو اِسی جگہ اپنے بزرگوں سے واقفیت تھی اس وقت موضع ڈوڈہ میں تپ کی بیماری عام تھی۔ اس لیئے خلقت آپ کی خدمت آنا شروع ہو گئی۔ اور فیضیاب ہوئی۔ لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے آپ سے ظاہری اور باطنی فیض حاصل کیا۔

۱؎ احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان پانی پت کی تیسری لڑائی ۱۱۷۴ھ بمطابق ۱۷۶۱ء میں ہوئی۔

دُوسری شادی

انہی دنوں قاضی عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مفتی علاقہ کوہاٹ تھے اور خواجہ سید محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کے شاگردِ رشید تھے ۔ حضرت کی خدمت میں عرض کی "میری لڑکی اگر عقد میں قبول فرمالیں تو بے حد مہربانی ہوگی اور غریب نوازی ہوگی ۔" مزید بتایا؛ کہ میری لڑکی عربی درسیہ کتب اور کتب فقہ میں کامل دسترس رکھتی ہے ۔

حضرت نے فرمایا "میں اپنی طرف سے کچھ نہیں سکتا ۔ استخارہ کے بعد جو حکم ہوگا اُس کے مطابق عمل کروں گا ۔"

چنانچہ اُسی ہفتہ آپ نے قاضی عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ اجازت مل چکی ہے تو قاضی صاحب نے کمال عزت و حُرمت سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا ۔ استخارہ کے دوران آپ کو اشارہ ہوا تھا کہ جو فیضانِ الٰہی آپ کے لئے امانت رکھے گئے ہیں وہ اسی نکاح کے بعد ودیعت ہوں گے کہ جو فرزند آپ کو اس بیوی کے بطن سے عطا ہوگا ۔ وہ فخرِ دارین ہوگا ۔ اس کے علمِ ظاہری و باطنی کے نور سے ایک عالم فیض یاب ہوگا ۔ وہ وارثِ علوم امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہوگا ۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو اس سے وہ عروج حاصل ہوگا کہ کثیر التعداد نسلِ انسانی داخلِ سلسلہ ہوگی ۔ اور سلسلہ کو بے حد فروغ حاصل ہو گا ۔ موجبِ برکاتِ عالم اور باعثِ شوکتِ اسلام ہوگا ۔

اس عقدِ ثانی کے بعد اس نے تقریباً چھ ماہ اسی جگہ قیام کیا اور پھر اپنے آبائی وطن تیراہ شریف کو جانے کا قصد فرمایا ۔

تیرئی شریف میں آمد

آپ تقریباً اٹھارہ سال بعد تیرئی شریف میں واپس تشریف لائے آپ کی پہلی بیوی جو آپ کے والدِ مکرم کی حیات میں نکاح میں آئی تھیں ان کے بطن سے ایک لڑکی بھی تھی جو اب اُنیس برس کی ہو چکی تھی ۔

جب آپ اپنے گھر پہنچے تو پہلی بیوی صاحبہ نے اٹھارہ برس کی طویل مدت کے بعد آپ کو دیکھا تو پہچاننے سے انکار کر دیا ۔ کیونکہ آپ عین جوانی کے عالم میں سپہ گری کے لباس میں گھر سے روانہ ہوئے تھے ۔ اور ڈاک کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے اپنی خیریت کی کوئی اطلاع گھر نہ دے سکے ۔ اس لئے پہلی بیوی صاحبہ نے کہا "مجھ کو یقین نہیں ہے کہ یہی میرے خاوند ہیں اس لئے میں غیر محرم کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتی ۔"

اس طرح تین ماہ تک سید فیض اللہ قدس سرہٗ اپنی دوسری بیوی کے ہمراہ دوسری جگہ اُسی گاؤں میں رہے کہ ایک دن ایک جنازہ پر مولوی شبیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی۔ جو کہ ایامِ تعلیم میں آپ کے ہم سبق رہے تھے۔ انھوں نے فوراً آپ کو پہچان لیا۔ اور پوچھا:-

"اتنی طویل مدت آپ کہاں رہے ؟"

آپ نے بتایا: احمد شاہ کی فوج میں ملازمت کے سلسلہ رام پور گیا ہوا تھا۔ اب تین ماہ سے یہاں آیا ہوا ہوں قدرتِ الٰہی ہے کہ کوئی شخص مجھے پہچانتا نہیں حتیٰ کہ بیوی صاحبہ نے بھی پہچاننے سے انکار کر دیا ہے اور مجھ کو غیر محرم سمجھتی ہے۔ اپنے ہی گاؤں میں دوسری بیوی کے ساتھ ایک مسافر کی طرح رہ رہا ہوں"۔

مولوی شبیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گاؤں کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور بتایا کہ یہ تمہاری غلطی ہے یہ خواجہ سید فیض اللہ ہیں میں خود ایک عرصہ ان کے والدِ مکرم کی خدمت میں تعلیم حاصل کرتا رہا ہوں اور آپ میرے ہم سبق رہے ہیں۔ تب لوگوں کو تصدیق اور اطمینان ہوا اور آپ کی پہلی بیوی نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی۔

دونوں بیویوں میں ایثار و محبت

عقل مفاد پرست ہوتی ہے خود غرضی اس کی طینت میں شامل ہے اپنا گھر اُجاڑ کر محبوب کا بول بالا کرنا اہلِ محبت کا شیوہ ہے۔ محبت سب کچھ نثار کرنے کے بعد بھی راضی نہیں ہوتی۔ یہی چاہتی ہے کہ ہزار جان ہوں، تو سب نثار کر دوں اور محبت بھی کسی اللہ والے کے صدقے ملتی ہے۔

خواجہ سید محمد فیض اللہ قدس سرہٗ کے فیض کا ہی یہ کرشمہ تھا کہ وہی بیوی جو آپ کو پہچاننے سے بھی مُنکر تھیں انھوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ جل شانہٗ حضرت سید محمد فیض اللہ کو فرزندِ ارجمند عطا کرے گا۔ تو میں تا زندگی ہر روز سو رکعت نماز نذرانہ ادا کروں گی۔

چھوٹی بیوی صاحبہ نے وعدہ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فرزند عطا کیا تو میں اُسی وقت بڑی بیوی صاحبہ کو بخش دوں گی اور میرا اس سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ چھوٹی بیوی صاحبہ کا یہ ایثار یقیناً فیضانِ نظر کا ہی کرشمہ تھا کہ محبت ازل سے ہی ایثار پیشہ ہوتی ہے ایثار سے ہی محبت کو زندگی ملتی ہے اور ایثار سے ہی سرمدی راحتیں نصیب ہوتی ہیں محبت کے احترام میں قدرت اپنے قانون بدل

لیتی ہے آتش نمرود گلزار بن جاتی ہے دریا راستہ دے دیتے ہیں صحراؤں کی وسعتیں سمٹ جاتی ہیں۔

یہ قدرت کے قانون میں تبدیلی ہی تھی کہ جب اسی سال اللہ تعالیٰ نے چھوٹی بیوی کو فرزند عطا کیا تو بڑی بیوی نے فوراً اپنے دامن میں اٹھا کر دودھ پلانا شروع کیا۔ اور احترام محبت میں قدرت نے اپنا قانون بدل دیا۔ اور بڑی بیوی صاحبہ کے دودھ اترنے لگا۔ گویا فرزند انہی سے تولد ہوا ہے۔

جانشین مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ نے اپنے فرزند کا نام مبارک نور محمد رکھا۔ اور فرمایا کہ عقد ثانی کے وقت جو استخارہ کیا تھا اس میں مجھے بشارت دی گئی تھی کہ یہ لڑکا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا جانشین ہوگا اور سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کو اس کے وجود سے بفضل ایزدی اس قدر فروغ ہوگا کہ زمانۂ حال میں شاذ و نادر ہی ایسا وجود ہوگا۔ اور حلقۂ ارادت بہت وسیع ہوگا۔ اور ایک عالم اس سے فیض حاصل کرے گا۔

حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں اپنی والدہ کلاں سے دو سال سے زیادہ عرصہ دودھ پیا اور اس عرصہ میں اپنی حقیقی والدہ سے ایک بار بھی دودھ نہیں پیا۔

اولاد

چھوٹی بیوی کے بطن سے دوسرا لڑکا "گل محمد" پیدا ہوا۔ تو خواجہ سید محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ فرزند بھی خوش نصیب اور صاحب کرامت ہوگا۔ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم میں بھی یگانۂ روزگار ہوگا۔ غرضیکہ خواجہ سید فیض اللہ قدس سرہ کے ہاں پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ اور ہر ایک اپنے مرتبہ میں لاثانی تھا۔

۱ - خواجہ سید نور محمد رحمۃ اللہ علیہ ابتداء سے تصوف میں شغل رکھتے تھے لیکن اگر کسی کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑ جاتی تو آپ ایسی کتاب کا حوالہ دیتے اور ثبوت فراہم کرتے کہ اس کی تسلی ہو جاتی۔

۲ - خواجہ سید گل محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب نسبت تھے۔ علوم ظاہری میں آپ کو اس قدر فضیلت تھی۔ کہ افغانستان میں آپ کی شاگردی سے کوئی خالی نہ ہوگا۔ صاحب تالیف تھے اور آپ کی بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور افغانی زبان میں منظوم ہیں۔ خوشنویسی میں کمال حاصل تھا۔

۳ - حضرت جان محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے قاضی تھے۔ افغان قوم میں آپ کی بات فیصلہ کن سمجھی جاتی تھی۔

۴ - حضرت سید صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ، علم وحکمت بالخصوص پانی کا چشمہ دریافت کرنے میں ایسی استعداد کے مالک تھے کہ لوگ دور دراز تک آپ کو لے جاتے تھے۔

۵ - حضرت محمد نور رحمۃ اللہ علیہ، دائمی چلہ کشی و گوشہ نشینی میں رہے۔

وفات حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ ربیع الاوّل ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۱۹ء کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ مزار مبارک تیزئی شریف تیراہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

تصرّفات

سُوکھا درخت سرسبز جن دنوں حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ تیزئی شریف میں قیام فرماتے تھے مسجد کے قریب ایک چبوترہ تھا جس پر آپ تشریف رکھتے تھے۔ اور کتاب لکھا کرتے تھے۔ اس چبوترے کے ساتھ دو قدآور درخت تھے۔ زیتون کے یہ درخت کافی عرصہ سے خشک تھے۔ آپ جس وقت پانی پیا کرتے تھے تو بقایا پانی درختوں کے دامن میں ڈال دیا کرتے تھے۔ ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ کے پانی اور دعا کے اثر سے دونوں درخت سرسبز ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ درخت اب تک سرسبز ہیں۔

گرد و نواح کے لوگ آپ کی اس کرامت سے واقف ہیں۔

فیضانِ نظر ایک دفعہ کوہاٹ شہر میں حاجی بہادر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک میں چلہ میں تھے۔ فارغ ہوئے تو تین چار دن روضہ مبارک میں بیٹھے رہے۔ نزدیک ہی ایک سید شہزادہ صاحب بھی قیام فرماتے تھے۔ رات کے وقت اکثر اوقات ملاقات ہوتی تو سید شہزادہ صاحب عموماً مرشدِ کامل کے نہ ملنے کا ذکر کرتے۔

ایک دن خواجہ سید محمد فیض اللہ قدس سرہٗ نے فرمایا:۔

" اولیاء تو بہت ہیں، متلاشی نہیں ملتا"

شہزادہ صاحب نے عرض کی " میں عاشقِ صادق ہوں "

فرمایا " عاشق نہیں، معشوق! " تین دفعہ تکرار کی اور فرمایا " کسی بزرگ کے متلاشی ہو تو موضع

طورو کے علاقہ میں سید صاحب صاحب کمال ہیں ایک نظر میں اہل اللہ بنا دیتے ہیں۔"

شہزادہ صاحب نے عرض کی :۔

"مجھے پتہ بتائیے! میں اسی وقت چلتا ہوں۔" گودڑی کاندھے پر رکھ کر تیار ہو گئے۔

حضرت خواجہ نے مزید آزمانے کو فرمایا :۔

"موضع چودھواں میں ایک اور سید صاحب ہیں جن کی ولایت سے ایک زمانے نے فیض اخذ کیا ہے۔"

عرض کیا "انہی کا پتہ بتائیں میں ابھی جاتا ہوں"۔

حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ قدس سرہ نے جان لیا کہ واقعی شوق صادق ہے فرمایا :۔

"میرے پاس آؤ!" اور حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ پہلے بیعت فرمایا اور ایک نگاہ کی۔ اس کے بعد شہزادہ صاحب کو کسی دوسرے سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہی۔ بہت تھوڑے عرصہ میں خلافت سے مشرف ہو کر صاحب مجاز ہوئے۔ اب بھی ان کی اولاد موجود ہے اور حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دینے آتی ہے۔

خلفاء

آپ کے پانچوں صاحبزادگان :۔

۱. خواجہ سید نور محمد ۲. خواجہ سید گل محمد ۳. خواجہ سید جان محمد ۴. خواجہ سید صالح محمد ۵. خواجہ سید محمد نور۔

دیگر خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں :۔ ۶. سید شہزادہ صاحب (جن کا اوپر ذکر ہوا ہے)۔

۷. جناب شیر محمد ۸. اخون زادہ محمد شاہ صاحب ۹. مولوی محمد امین صاحب

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

بانیٔ آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف[۱]

خواجۂ خواجگان سیّد نور محمد المعروف باباجی چوراہی قدس سرہٗ

تیرئی شریف (تیراہ شریف) ۱۱۷۹ھ / ۱۷۶۵ء — ۱۳ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء چورہ شریف

مادہ تاریخ رحلت: فروغ (۱۲۸۶)، غفور (۱۲۸۶)، خورشید مجددی (۱۲۸۶)

چورہ شریف

لاریب ہے مشائخ عصر کا اعتراف
اس نور کی بستی میں تو طریقت کا تاج ہے

کونسی نور کی بستی ؟

نام لاشعوری طور پر زبان میں لطافت و شیرینی پیدا کر رہا ہے۔
اور رٹ لگنے سے رُکتا ہی نہیں ! یعنی چورہ شریف !! ؎

چورہ بگو کہ چور است ⁂ ایں بقعۂ نور است

نور کی اس بستی کا نام چورہ شریف پڑنے کی وجہ تسمیہ تو معلوم نہیں ہو سکی تاہم صاحبزادگان میں سے ایک نے بتایا کہ دربار عالیہ کے شمال کی طرف زمانہ قدیم میں ایک گاؤں تھا جس کا نام معلوم

---

[۱] آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف بہتی ندی کے کنارے سنگلاخ چٹانوں پر میرے مُرشد کا مسکن ہے۔ جو راولپنڈی کوہاٹ لائن پر راولپنڈی سے ۸۰ کلومیٹر، کوہاٹ سے ۷۰ کلومیٹر اور اٹک سے ۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ؎

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

نہیں ہو سکا۔ لیکن جب امتدادِ زمانہ کے باعث وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ تو اس کے جنوب میں موجودہ گاؤں آباد ہوا اور لوگوں نے اسے چورہ کے نام سے پکارا (کیونکہ پہلا گاؤں چورہ ہو چکا تھا)۔

اس گاؤں میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مریدین تھے۔ جو آپ کے پاس تیراہ شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ چورہ گاؤں کے انہی مریدوں میں حضرت قبلۂ عالم باواجی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخلص مرید اور خلیفہ میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ رہائش پذیر تھا۔ ایک رات حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں بمعہ مشائخ نقشبندیہ میاں فقیر محمد کو چورہ گاؤں سے ایک میل کے فاصلہ پر شمال کی طرف ایک آب کس (ندی) کے کنارے جگہ دکھائی اور حکم دیا کہ اس جگہ ایک مسجد بنائی جائے۔ اور آبادی کے لیے بھی جگہ تجویز فرمائی۔ روضہ مبارک اور مزاراتِ اولاد کے لیے بھی علیحدہ جگہ دکھائی۔

صبح کو میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے احباب کو جمع کیا اور ہمراہ لاکر وہ جگہ پہچانی۔ اس جگہ کو نشان زدہ کرنے کے لیے پتھر نصب کیا گیا۔ اور مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ پیشین گوئی حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چورہ شریف تشریف لانے سے گیارہ سال قبل یعنی ۱۲۰۲ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔ آپ اس وقت ابھی تک تیراہ شریف (بمقام تیرئی شریف) میں قیام فرما تھے۔

گیارہ سال بعد!

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اُسی نشان زدہ جگہ پر جو کسی (یا ندی) کے کنارے واقع ہے قیام فرمایا اور وقت گزرنے کے ساتھ وہاں مختصر سی آبادی بھی وجود میں آگئی تو اُسی گاؤں چورہ کی نسبت سے آپ کے قیام کی جگہ بھی "چورہ شریف" زبان زد خاص و عام ہو گئی۔

اس بات کا تو شاید کوئی تاریخی ثبوت نہ مل سکے کہ پہلا گاؤں چورہ ہوا تھا یا نہیں اور اگر ہوا تو کیسے ہوا؟ لیکن یہ اب ایک حقیقت ہے کہ ذاتِ حق کا متلاشیِ صادق جو بھی اس دربار سے صدقِ دل سے وابستہ ہو جاتا ہے تو مشائخ چورہ شریف کی نگاہ کرم کے طفیل اب بھی اس کا ظاہری جسم چورہ چورہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس ظاہری جسم کے چورہ ہونے کے بعد، بزرگانِ نقشبندیہ چوراہیہ کی کرم فرمائیوں کے صدقے، اس کو روحانی طور وہ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ دُنیا ان کی غلام ہو جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دماغوں سے آؤ دِلوں کی طرف
اٹھاؤ قدم منزلوں کی طرف

فقیروں کی صحبت بڑی چیز ہے   کبھی آؤ ان محفلوں کی طرف

قطب الارشاد، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۲۰۲ جلد اوّل میں فرماتے ہیں :

زاں روی کہ چشم تست احول
معبودِ تو، پیرِ تست اوّل

ترجمہ :- چونکہ تیری نظر اوّل میں احول (ایک کو دو دیکھنے والی) ہے اس لئے اوّلاً تیرا قبلہ گاہ تیرا پیر و مرشد ہے۔

پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

پیرِ کامل صورتِ ظلِ الٰہ
یعنی دید پیر، دید کبریا

ولادت

آپ کا اسم مبارک سید نور محمد، عرف باداجی قدس سرہٗ والد گرامی کا نام سید محمد فیض اللہ قدس سرہٗ ہے۔ بقول مصنف "انوار تیراہی" قاضی سید محمد عادل شاہ قدس سرہٗ قبلہ عالم حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک استفسار کے جواب میں فرمایا "سن پیدائش ۱۱۰۹ھ ۱۶۹۵ء ہے"۔

آپ کی ولادت حضرت سید محمد فیض اللہ قدس سرہٗ کی دوسری بیوی "صغریٰ" جو کہ کوہاٹ کے قاضی عبدالحمید کی صاحبزادی تھیں کے بطن مبارک سے ہوئی۔ اس کا مفصل تذکرہ خواجہ سید محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ضمن میں ہو چکا ہے۔ اور استخارہ کے بعد ہی آپ نے مفتی عبدالحمید قدس سرہٗ کی صاحبزادی کے ساتھ عقد ثانی کیا تھا۔

بشارت نائب مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

اسی استخارہ کے دوران آپ کو اشارہ ہوا تھا کہ فیضان الٰہی جو آپ کے لئے امانت رکھے ہوتے ہیں۔ وہ آپ کی اس نکاح کے بعد ودیعت ہوں گے۔ اور جو فرزند پہلا ہو گا اس کے ظاہری و باطنی علم سے ایک زمانہ فیضیاب ہو گا۔ اور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کا نائب ہو گا کہ اس سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو تقویت اور وسعت حاصل ہو گی۔

چنانچہ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو آپکے والدِ گرامی سید محمد فیض اللہ قدس سرہٗ نے فرمایا :-
"مجھے تین دن پہلے اس کی بشارت ہو چکی ہے کہ فرزندم سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور اسلام کے لئے

تقویت کا باعث ہوگا۔"

ایک دفعہ عالم خواب میں آپ کو حضرت خضر علیہ السلام، سید جلال اللہ اور سید محمد عیسٰی قدس اللہ اسرارہم نے خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش پر مبارکباد دی۔

حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تیزئی شریف علاقہ تیراہ میں ہوئی۔

شجرہ نسب آپ گیلانی سید تھے۔ شجرہ نسب پیرانِ پیر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے واسطہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اس طرح ملتا ہے:۔

"نور محمد بن فیض اللہ بن خان محمد بن علی ولی محمد بن شیخ سلیمان بن سلطان بن شیخ الاسلام بن عبدالرسول بن موسیٰ بن عبدالقادر بن حسن بن محی الدین ابوالنصر بن ابو صالح بن عبدالرزاق بن غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی بن ابی صالح بن موسیٰ بن عبداللہ الجیلی بن یحیےٰ زاہدی بن محمد مورث بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ الحوارث بن موسیٰ الجون بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن رضی اللہ عنہ ابن علی المرتضیٰ واز مادر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء بنت خاتم الرسل ہادیٔ سبل سید المرسلین حضرت محمد مصطفٰے علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام"۔

یاد رہے کہ ——————— "انوار تیراہی" میں آپ کو فاروقی النسب ظاہر کیا گیا ہے جو صحیح نہیں کیونکہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ آپ جیلانی سید تھے۔

بچپن اور تعلیم جیسا کہ سید محمد فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے ضمن میں بیان ہوا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کے فوراً بعد آپ کی بڑی والدہ صاحبہ نے آپ کو اٹھا کر دودھ پلانا شروع کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی والدہ صاحبہ کو دودھ اُترنا شروع ہو گیا۔ کہ گویا انہی کے ہاں فرزند تولد ہوا ہے۔ تقریباً دو سال تک آپ اپنی بڑی والدہ صاحبہ سے دودھ پیتے رہے آپ نے اپنی حقیقی والدہ سے مطلق دودھ نہ پیا۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ چنانچہ ولایت کے آثار صغر سنی میں ہی ظاہر ہونے لگے۔

تعلیم اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کی اور علوم متداولہ میں قابلیت کے مقام پر پہنچے۔

باطنی فیض اپنے والدگرامی سے بیعت ہو کر باطنی فیض کی منزلیں تیزی سے طے کیں اور اجازت بیعت و خلافت ہر چہاردہ خانوادہ سے مستفیض ہوئے خصوصاً سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ میں مجاز ہوئے. جو کہ آپ کے والدگرامی سید محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بسلسلہ بسلسلہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی فاروقیؒ سے ودیعت ہوئی تھی.

نقل مکانی از تیرٔی شریف قبلہ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً اسّی سال تیرٔی شریف (ملک تیراہ شریف) میں قیام پذیر رہے. اور اپنے فیض و کرم، رشد و ہدایت اور خلق و محبت کے ایسے چشمے جاری فرمائے کہ اس علاقے میں آپ کا نام آج بھی اُسی طرح زندہ و پائندہ ہے.

آپ کے بیشتر مخلصین مریدین اور خلفاء کا تعلق پنجاب کے علاقہ اور اس کے نواح سے تھا جبکہ آپ کی سکونت آزاد قبائلی علاقہ تیراہ شریف میں تیرٔی شریف کے مقام پر تھی. جہاں رسل و رسائل کے انتظامات بالکل ناکافی تھے. اس کے علاوہ لوٹ مار اور جانی نقصان کا ہمیشہ خدشہ رہتا تھا. اس لئے کئی یارانِ طریقت نے خدمتِ اقدس میں استدعا کی کہ آپ یہاں سے علاقہ پنجاب کی طرف تشریف لے چلیں تو آپ کی خدمت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کریں گے.

ویسے تو تمام مریدین کی یہی استدعا تھی. لیکن آپ کے مخلص معتقد میاں احمد فقیر ساکن چورہ کا تو یہ حال تھا کہ درویشِ لاہوری علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے شاید اسی کے حسبِ حال فرمایا تھا ؎

اے پناہِ من ! حریم کوئے تو
من بامیدے رمیدم سوئے تو

اور بقول اسد اللہ غالب رحمۃ اللہ حال یہ تھا ؎

کب وہ سنتے ہیں کہانی میری | اور پھر وہ بھی زبانی میری
خلش غمزہ خوں ریز نہ پوچھ | دیکھ خون نابہ افشانی میری

اور یہ خون نابہ افشانی ہی تھی کہ قبلہ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ تیرٔی شریف سے نقل مکانی فرما کر موضع ڈراڈر جو کہ تیرٔی شریف سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہے. سکونت اختیار فرمائی لیکن میاں احمد فقیر اور دیگر مخلصین کا اصرار بے حد بڑھا تو آپ نے ازراہ مہربانی آمادگی کا اظہار فرمایا.

چورہ شریف میں آمد

یارانِ طریقت کے اس شوقِ دید کے پیشِ نظر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۴ھ میں موضع ڈراڈر سے ۵ میل کے فاصلہ پر ضلع اٹک میں موضع چورہ گاؤں سے دو میل کے فاصلہ پر کستی (ندی) کے کنارے جہاں گیارہ برس پہلے میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ سکنہ چورہ نے مسجد کی بنیاد رکھی تھی، ویران و سنگلاخ چٹان پر ڈیرہ لگایا۔ اور وہیں کے ہو رہے۔

بعد میں یہی مقام دربارِ عالیہ نوریہ چورہ شریف رشکِ جہاں مشہورِ عالم ہوا ؎

عقل را او صاحب اسرار کرد

عشق را او تیغ جوہر دار کرد

کاروانِ شوق را او منزل است

ما ہمہ یک مشت خاکیم او دل است

اس جگہ قبلہ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ڈیڑھ سال قیام فرمایا۔ اور میاں احمد فقیر رحمۃ اللہ نے اس تندہی اور محبت سے خدمت کی کہ یادگارِ زمانہ ہوئی۔ اور زبانِ حال سے کہہ رہے تھے ؎

خدا کا شکر ہے اب کوئی آرزو ہی نہیں   بھلا ہوا کہ غمِ دو جہاں سے گزرا ہوں

اور پھر وہ واقعی غمِ دو جہاں سے گزر گیا۔

وفات

حضرت خواجہ نور محمد باواجی رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف تشریف لانے کے صرف ڈیڑھ سال بعد ۱۳، شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو اس دنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف نقل مکانی فرما گئے۔ اور ابدی زندگی پا گئے۔ کیونکہ بقول شاعرِ مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ ؎

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی

ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے

خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔

میاں احمد فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک تیار کی۔

اور اُسی دن سے آپ کے مزار اقدس کا غلام ہوگیا۔ اپنے مُرشد کے مرقدِ پُرانوار پر تین سال گزارنے کے بعد مالکِ حقیقی سے جا ملا۔ ؎

جیتے جی جاؤں میں کیونکر کُوئے جاناں چھوڑ کر
بُلبُلِ نالاں کہاں جائے گُلستاں چھوڑ کر

خلیفۂ آنجناب مولوی مست علی سکنہ متراں والی ضلع سیالکوٹ نے قطعۂ تاریخ وفات یوں لکھا:

؎ رفت نورِ محمّد از دُنیا — کہ ہمہ عُمرِ خود نگفتہ دروغ
مست مسکین کہ ہست خادم اُو — سال تاریخ او بگفت فروغ
۱۲۸۹

حُلیہ مُبارک قدِ مُبارک دراز، چہرہ گندم گوں سُرخ، سینہ فراخ، ریش مبارک کے بال سفید اور پیشانی کشادہ تھی۔ زُلف مبارک شانوں تک معلق رہتی۔ آنکھیں لمبی لیکن نہایت موزوں، ہاتھوں کی انگلیاں نہایت کشادہ تھیں۔ چہرہ مبارک بارُعب پُرتاثیر کہ دیکھنے والا دیکھتا رہ جاتا۔ چال میانہ اور پُروقار اور صدیقی انوار و برکات ظاہر و ہویدا تھے۔ لیکن طبیعت میں جمالیت غالب تھی۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ کے معمُولات و اوراد آپ کا یہ معمول تھا کہ آخر تہائی شب نیند سے بیدار ہوتے اور تہجد کی بارہ ۱۲ رکعت نفل ادا کرتے۔ اور ایک تسبیح استغفار پڑھ کر مراقبہ فرماتے۔ ذکرِ نفی اثبات فرماتے۔ بعد از صُبح صادق سُنّتِ فجر دو ۲ رکعت ادا کرکے تھوڑی دیر کے لیئے دائیں کروٹ پر لیٹ کر قیلولہ فرماتے۔ پھر نمازِ فجر باجماعت ادا کرکے مراقبہ اور ذکرِ نفی اثبات میں مشغول ہوجاتے۔ اور نمازِ اشراق تک کسی سے کوئی کلام نہ فرماتے۔

اس دوران ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقر مفلحون تک آیت الکرسی اور آیت ثم انزل علیکم سے صدور تک پڑھتے پھر سورۃ یٰسین، سورۃ کٰفرون، سورۃ اخلاص، سورۃ ہائے معوذتین پڑھ کر ایک تسبیح درود شریف پڑھا کرتے۔ اس کے بعد نمازِ اشراق کے چار رکعت نفل ادا کرتے۔ پھر یارانِ طریقت کی طرف توجہ فرماتے۔ جو طالبانِ حق بیعت کے ارادے سے حاضر ہوتے اُن کو بیعت فرما کر توجہ فرماتے بعد ازاں کھانا تقسیم ہوتا۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی دوستوں کے ساتھ کھانا کھاتے۔ پھر کچھ دیر آرام فرماتے۔ زوال کے بعد وضو فرما کر نفی اثبات کی تسبیح فرماتے پھر نمازِ ظہر باجماعت ادا کرکے ایک بار سورۃ نوح پڑھتے۔

نمازِ ظہر کے بعد آپ عقیدتمندوں پر توجہ فرماتے اور جو عقیدتمند رُخصت ہونا چاہتے انھیں رُخصت فرماتے نمازِ عصر کے وقت آپ ہمیشہ پہلے چار رکعت سُنّت ضرور ادا فرماتے۔ پھر نمازِ عصر ادا فرماتے۔ نمازِ عصر کے بعد عقیدتمندوں کے ساتھ مِل کر مراقبہ فرمایا کرتے۔

مغرب کی نماز با جماعت ادا کرکے چھ رکعت نفل اوابین ادا فرماتے۔ اور سب اصحاب کو بھی نوافل ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔ پھر سورۃ واقعہ کی تلاوت فرماتے۔ بعد میں دوستوں کے ساتھ مِل کر کھانا تناول فرماتے۔

نمازِ عشاء کی پہلی چار رکعت سُنّت ضرور ادا فرماتے۔ نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد وِتر سے پہلے یہ دُعا پڑھتے: "سُبحان الملکُ القدُّوس"۔ پھر ایک بار سورۃ تبارک الذیٰ ایک مرتبہ اسمائے حُسنہٰ، ایک مرتبہ آخری آیات سورۃ بقر، ایک مرتبہ آیت ثم انزل علیکم تا صدُور۔ اور آخر سورۃ بنی اسرائیل اور آخر سورۃ کھف، آخر سورۃ حشر اور آخری دس سورۃ شریف پڑھ کر استراحت فرماتے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یّشاء د واللہُ ذوالفضل العظیم۔

خوارق و تصرّفات

اولیائے کرام سے کرامات کا ظہُور ہوتا رہا ہے۔ ان خوارق و کرامات کا ظہُور تقویت یقین و ایمان کے لئے ہوتا ہے۔ گو یہ ضروری نہیں کہ ہر وَلی سے خوارق ظاہر ہوں جیسا کہ شیخ الشیوخ قدس سرہٗ نے عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ بعض کم رُتبہ افراد سے کثیر خوارق کا ظہور ہوتا ہے جبکہ اِن افراد سے بلند مرتبہ والوں سے اِس کثرت سے ظہُور نہیں ہوتا۔

قبلہ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کافی خوارق و کرامات کا ظہُور ہوا ہے۔ جن میں سے چند ایک برائے تقویت یقین پیشِ خدمت ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

۱۔ گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود قبلہ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص عقیدتمندوں میں سے ایک غلام ساکن کنٹ مستری جان محمد کی اولاد نہیں تھی اور وہ بہت پریشان رہتا تھا۔ ایک روز خیال آیا کہ یہ آلات آہن گری میرے کسی کام کے نہیں کیونکہ ان کو استعمال کرنے والا میرا وارث نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پُرانے خادم میاں نیک محمد کو ساتھ لے کر بمعہ آلات آہن گری ڈراڈر شریف حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کی، حضور! میرا کوئی فرزند نہیں اس لئے یہ آلات میرے کسی کام کے نہیں۔ بندہ نے آج تک اپنی دلی آرزو عرض نہیں کی تھی لیکن اب بڑھاپے کے باعث مجبوراً حال عرض کیا ہے۔" ؎

رحم کُن برما کہ ناکارہ ایم چارۂ ماکن کہ مابےچارہ ایم

"لہٰذا حضور کے سایۂ بلند پایہ کے سوا ہمارا کوئی آسرا نہیں، بندہ بڑی اُمیدوں کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوا ہے۔"

قبلہ عالم حضور باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:-

"اللہ رب العزت عنقریب تمھاری حالت پر اپنی عنایات اور کرم نوازیاں فرمائے گا۔"

رخصت کے وقت پھر دُعا فرمائی اور خوشخبری دی کہ اللہ تعالےٰ تمھیں دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائے گا پہلے لڑکے کا نام سلیمان اور دوسرے بیٹے کا نام غلام محمد، بیٹی کا نام عائشہ بی بی رکھنا۔ افسوس کہ سلیمان تمھارے سینے پر داغِ مفارقت دینے والا ہوگا۔ لیکن اس کے بدلے میں اللہ تعالےٰ تمھارے بیٹے غلام محمد کو صاحبِ اولاد کرے گا۔

بفضلِ ایزدی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے جو ارشاد ہوا بعینہٖ ویسا ہی ہوا۔ کیونکہ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

۲۔ ظالم کا انجام اسی مستری جان محمد ساکن کنٹ کو گاؤں میں ایک شخص ناجائز تنگ کرتا تھا اور نقصان پہنچاتا تھا حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ مخلصین کو خواب میں تاکید فرمائی کہ فلاں آدمی جو خلیفہ جان محمد کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اُس کو منع کردو۔ ورنہ اس کا انجام بہت بُرا ہوگا۔

سب یارانِ طریقت نے باری باری اس شخص کو سمجھایا، لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ پہلے سے زیادہ خلیفہ صاحب کے درپے آزار ہُوا۔

اُنہی دنوں گاؤں کے لوگ ایک میلہ دیکھنے جا رہے تھے۔ وہ شخص بھی اپنی گھوڑی پر جا رہا تھا کہ راستے میں گھوڑی نے ایسا گرایا کہ اس کے جسم کا ایک ایک عضو ٹوٹ گیا اور وہ وہیں ہلاک ہوگیا۔ ؎

مباش درپئے آزار وہر چہ خواہی کُن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

۲۔ فرمانِ ولی ایک بار حضرت قبلہ عالم باواجی رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے علاقہ میں معتقدین سے مل کر واپس آ رہے تھے۔ دریائے اٹک (سندھ) کے کنارے ایک کشتی پر سوار ہوئے ایک خادم بابا جمال اورنگ آبادی وقتِ رخصت حضور کو نذرِ شکرانہ دینا چاہتا تھا جب کشتی چلی تو اُس نے مُلاح کو آواز دی: "ذرا کشتی کو روکنا!"

ملاح نے کشتی روک لی، فقیر بابا جمال کنارہ پر کھڑا ہو کر روپیہ دینے لگا۔ تو روپیہ ہاتھ سے دریا میں گر گیا تو بابا جمال پریشانی سے روہانسا ہوگیا اور عرض کی:

"میری نذر قبول نہیں ہوئی! یہ میری بدقسمتی ہے۔"

فرمایا: "خلوصِ دل سے دیا ہُوا صدقہ بارگاہِ ایزدی میں قبول ہو چکا ہے۔ تلاش کرو! ضرور مل جائے گا۔"

حضور کی زبان سے نکلا ہُوا لفظ پورا ہو کر رہا۔ ورنہ دریائے سندھ وہ دریا ہے جس کی گہرائی سے کچھ ڈھونڈھ لینا جُوئے شیر لانے سے کم نہیں اور ناممکن ہے۔ حضرت باواجی قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق بابا جمال نے پانی میں ہاتھ ڈالا تو پہلی مرتبہ ہی وُہی روپیہ اس کے ہاتھ آگیا۔ چنانچہ اس نے خوش ہو کر آپ کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا۔

حاضرین سخت متعجب ہوئے اور طوقِ غلامی سے مشرف ہو کر طریقہ عالیہ میں داخل ہوئے اور فقیر بابا جمال اورنگ آبادی کو اُسی روز سے جذبہ جاری ہوگیا وہ ہر وقت جذبہ میں مست رہتا۔ ؎

ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا
جُدا جُدا ہے تیرا اندازِ دلربائی کا

۴۔ غیرتِ ولی اور عفو قبلہ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت اور خلعتِ فقیری سے نوازا اور مجاز اشاعتِ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ فرمایا تو اس کے چند سال بعد اپنی خاص عنایت و اکرام سے خلیفہ ہادی نامدار شاہ کے فرزند مسمی غلام نبی کو نسبت فخرِ دامادی سے نوازا اور عزیز غلام نبی کو ہمیشہ کے لیئے اپنے پاس رکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔

چنانچہ غلام نبی تقریباً ایک برس حضور کے پاس تیزئی شریف رہا۔ بعد ازاں اپنے وطن تھیال شریف (پنجاب) جانے کو تیار ہوا۔ تو حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"فقیر جانے کی اجازت نہیں دیتا! اگر اپنی مرضی سے جائے گا تو سخت پریشان و پشیمان ہو گا" لیکن بقول غالب ؎

ہو گئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر

بعض دوستوں کے کہنے میں آکر جو بظاہر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام تھے، حضور کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی اور ضلع ہزارہ چلے آئے۔

لیکن ولی اللہ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات کیسے ٹل سکتی تھی۔ وہاں غلام نبی کو بغیر کسی ظاہری تکلیف کے ایسا جنون طاری ہو گیا کہ گردن بھی ٹیڑھی ہو گئی اور ہوش و حواس بالکل جاتے رہے کثرتِ علاج کے باوجود کچھ افاقہ نہ ہوا۔ تو سب نے متفق ہو کر کہا کہ یہ سب کچھ حضور کی نافرمانی کا نتیجہ ہے جب تک حضرت باواجی معاف نہ فرمائیں گے فائدہ نہ ہو گا۔

سب دوست غلام نبی کو تیزئی شریف واپس لے آئے۔ اور قبلہ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے دعائے صحت کی التجا کی۔ تو حضور نے فرمایا:۔ ؎

گر صد ہزار لعل و گہر مے دہی چہ سود
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

لاچار سب خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن اور پھر تیسرے دن حاضر ہو کر التجا کی تو حضور رح نے فرمایا: کیا فقیر نے پنجاب جانے سے تمھیں منع نہیں کیا تھا؟" تو سب شرمندہ ہو کر سر برہنہ حضرت کے قدموں میں گر گئے اور خدا و رسول کا واسطہ دے کر معافی طلب کی تو بقول کسے ؎

سائل ہوئے ہم تو وہ بھی اہلِ کرم ہوئے

بالآخر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی انکساری دیکھ کر شفقت فرمائی اور بارگاہِ الٰہی میں غلام نبی کے لئے دعائے صحت فرمائی۔ تو تھوڑے دنوں میں اُسے صحت کاملہ ہو گئی۔

تقریباً چھ ماہ تندرستی کی حالت میں حضور کی خدمت میں رہا اور پھر پہلے کی طرح پنجاب جانے کو تیار ہو گیا۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اگر اپنی مرضی سے جاؤ گے تو سخت پشیمان ہو گے"۔

غلام نبی ایک بار پھر آپ کی مرضی کے خلاف ننھیال شریف روانہ ہو گیا۔ جہاں اس کے والد بزرگوار کا مزار ہے ننھیال شریف پہنچے ابھی دو تین دن ہی گزرے تھے کہ پھر اُسی طرح جنون کی حالت اور عقد اللسان میں مبتلا ہو گیا۔ چند دوست سخت پریشانی کے عالم میں حضور کی خدمت میں تیراہی شریف حاضر ہوئے اور غلام نبی کا حالِ زار عرض کر کے دُعائے صحت کے طلبگار ہوتے۔

حضور نے فرمایا "اب تقدیر کے آگے کوئی چارہ نہیں!"

سب نے دست بستہ عرض کی: "یا حضرت! غلام نبی بیماری کے سبب اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور برہنہ ہو جاتا ہے"۔

فرمایا "اللہ تعالیٰ اُسے صبر عطا فرمائے!"

چنانچہ اُسی دن سے غلام نبی کپڑے پھاڑنے سے باز آ گیا۔ لیکن عقد اللسان اور جنون کی حالت تا دمِ مرگ رہی۔ اور تقریباً تیس برس اسی تکلیف میں مبتلا رہ کر ۷، رجب المرجب ۱۲۸۹ھ کو یعنی حضور کے وصال مبارک کے دو سال بعد فوت ہو گیا۔

۵۔ زبانِ ولی ایک مرتبہ تیراہی شریف میں آپ کے باغ میں سے محمد نور نامی شخص نے چوری کھیرے توڑے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا تو فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ اُس کو مصیبت میں مبتلا کرے گا"۔

تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اس کے ہاتھوں ایک خونِ ناحق ہو گیا۔ اور ایسی تکلیف سے دوچار ہوا کہ تمام عمر چھٹکارہ نہ پا سکا۔ مزید تھوڑے عرصے بعد اس کی آنکھ کی نظر بھی جاتی رہی۔

ہمیشہ یہی کہتا مجھے باواجی کی بددعا نے برباد کیا ہے۔ ؎

اے پسر با اولیاء کمتر ستیز
وز حماقت آبروئے خود مریز

۶۔ ایک بار آپ کے خاندان میں سے محمد شاہ نامی شخص صحبتِ بد میں گرفتار ہو گیا۔ اور موقع پاکر ایک دن آپ کی صاحبزادی (جو سب فرزندوں سے خورد سال تھیں) کے گھر سے اُن کا زیور اور ایک تلوار چوری کر کے لے گیا۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں عرض کیا گیا کہ محمد شاہ شام کے وقت گھر آیا تھا اور زیور بمعہ تلوار چوری کر کے لے گیا ہے۔ آپ نے اپنے چھوٹے فرزند حضرت شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:۔ "محمد شاہ کا پتہ لگاؤ!"

انھوں نے پتہ کر کے بتایا کہ موضع چنگی چلا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔
"صُبح سے پہلے اس سے ملو! اور اُس سے کہو کہ زیور اور تلوار دے دے"
فرمایا: "انشاء اللہ تعالےٰ کل اُس کی زندگی کا آخری دن ہے"

حضرت شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضراتِ خورد حسب الحکم تشریف لے گئے اور نمازِ ظہر سے قبل محمد شاہ سے زیور اور تلوار لے آئے۔ عصر کی نماز کے وقت اس کی گردن پر ایک ذرا سی سُرخ علامت ظاہر ہوئی۔ اُسی وقت کہنے لگا: "یہ باواجی کی بدعا کا اثر ہے اور میری موت کی نشانی ہے اب میری زندگی محال ہے۔" چنانچہ عشاء کی نماز سے پہلے ہی اِس دنیائے فانی سے رخصت ہو گیا۔

کہیں کیا؛ جو پوچھے کوئی ہم سے میر
جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے؟

۷۔ ایک بار آپ کے غلاموں میں سے ایک حاجی صاحب آپ کے نزدیک ہی رہتے تھے۔ ایک دن اپنے مویشی لیے جارہے تھے کہ ایک بیل جو باقی مویشیوں الگ چل رہا تھا اُسے بلند آواز میں مخاطب کر کے کہا: "تو مرجائے!"

پاس ہی سے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ گزر رہے تھے فرمایا: "آمین!"

بیل وہیں گرا اور مر گیا۔ حاجی صاحب اُسی وقت آپ کے پاس آئے اور عرض کی:۔ "میرا بیل آپ کی وجہ سے ہلاک ہوا ہے کیونکہ آپ نے آمین کہی تھی۔"

فرمایا:۔ "یہ سب کچھ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے۔"

۸۔ ایک بار جلال ولد میاں مُلاں بہادر نامی شخص جنگل میں سے گزر رہا تھا کہ ایک جگہ اُسے

کسی آدمی کی لاش نظر آئی اُس نے تھانے جا کر راجہ رشید خاں ڈپٹی انسپکٹر کو بتایا۔ راجہ صاحب صبح وہاں گئے اور تفتیش کے آثار نہ کر لاش دفن کرنے کی اجازت دے دی۔ رپورٹ میں درج کیا کہ لاش بھیڑیئے کا شکار ہے۔

رپورٹ افسرانِ بالا تک پہنچی تو ہدایت ملی کہ اگر یہ درست ہے تو بھیڑیئے کو ڈھونڈ کر یا ہلاک کر کے اطلاع دی جائے۔ راجہ صاحب بہت فکرمند ہوئے کیونکہ کوشش بسیار کے باوجود نہ تو بھیڑیا ملا اور نہ ہی افسرانِ بالا مطمئن ہوئے۔ اس پریشانی کے عالم میں اپنے دوستوں کے ساتھ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توجہ کی درخواست کی۔ آپ نے نگاہِ التفات فرمائی اور فرمایا:

"ایک بار پھر کوشش کرو! اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے گا۔"

راجہ صاحب واپس آئے اور اُسی رات مختلف جگہوں پر کوڑکیاں نصب کیں۔ اگلے دن صبح جا کر دیکھا تو وہاں بھیڑیا پھنسا ہوا تھا۔ چنانچہ اُسے لے کر اپنے افسر ایس۔ پی کے پاس اٹک گئے جو راجہ صاحب کی کارکردگی پر بہت خوش ہوا اور اسی وقت بیس روپے ترقی کا حکم صادر کیا۔ ؎

ذروں کو سر چڑھائے یہ کس کا دماغ ہے
یہ وہ گل ہیں جنکے ذکر سے دل باغ باغ ہے

۹۔ حضور کے غلاموں میں سے ایک محمد دلد حیات جو کہ بھوتے مار گاؤں (نزد چورہ شریف) میں رہتا تھا قحط سالی اور گھریلو اخراجات کی زیادتی کے باعث بہت تنگی سے گزارہ کرتا تھا۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مسجد میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ کئی روز سے فاقہ سے ہوں آج مجبور ہو کر حاضر ہوا ہوں کہ علاقہ پشاور میں جانے کی اجازت چاہتا ہوں۔

آپ نے دریافت فرمایا: کیا کچھ کام جانتے ہو؟"

عرض کی: "حضور! ریت سے سونا نکالنا جانتا ہوں"۔

فرمایا: "صبح اپنا سامان جو اس کام میں درکار ہوتا ہے لے کر آنا"۔

دوسرے دن محمد اپنا سامان لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا "میرے ہاتھ سے ہاتھ ملاؤ!" پھر فرمایا: "سورۃ یٰسین شروع کرو اور مشرق کی طرف چل پڑو۔ کسی سے بات نہ کرنا جس جگہ سورۃ یٰسین ختم ہو جائے اُسی جگہ ریت کو لے کر پانی میں دھو ڈالو! سونا نکل آئے گا"۔

آپ کے غلام نے اسی طرح عمل کیا اور اسی دن اُسے دو تولہ کے قریب سونا مل گیا۔
اگلے دن وہ خود بخود اُس جگہ سونا نکالنے کی اُمید میں ریت لے کر دھونے لگا لیکن ایک رتی برابر بھی سونا نہ نکلا۔ حضور کی خدمت میں آکر حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا: "میاں محمد! یہ کسی کی زبان اور وقت پر موقوف ہے خدا کے بندوں کی زبان سے جب کوئی بات نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کر دیتا ہے"

۱۰۔ نگاہ ولی

ایک مرتبہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے سندھ کے دوسری طرف جانا تھا۔ وہاں صرف ایک کشتی تھی جو سکھ سرداروں نے اپنے رُعب سے اپنے لیے خاص کرا لی تھی۔ سردار سپاہی جو کہ تعداد میں سولہ تھے۔ پہلے کشتی میں بمعہ اپنے گھوڑوں کے سوار ہو گئے۔ باقی جو تھوڑی سی جگہ بچی بڑی مشکل سے ملاحوں نے وہاں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خادموں کو سوار کیا۔ سکھ سپاہیوں میں سے ایک آپ کو مخاطب کر کے سختی سے بولا:۔
"حضرت! تختہ سے نیچے کھڑے رہیں اس پر ہمارے کھانے کی چیزیں رکھی ہیں کہیں اُن کو آپ چھُو نہ دیں"

آپ نے فرمایا:۔ "اللہ تعالےٰ تمھیں چھوجانے کی تکلیف سے نجات دے!"
"اتنے میں کشتی روانہ ہوئی۔ کشتی کنارہ پر نہ پہنچی تھی کہ آپ کی نگاہ خاص کے اثر سے تمام سکھ سپاہی مشرف بہ اسلام ہو گئے دریا پار کر کے موضع خوشحال گڑھ پہنچ کر سب نے حجامت بنوائی اور طہارت کر کے نماز ظہر ادا کی اور سب بمعہ ملاحوں کے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بعیت ہوئے۔ ؎

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

۱۱۔ ایک دفعہ پنجاب میں سفر کے دوران حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ ڈھوک گیدڑا نوالی میں تشریف فرما تھے وہاں آپ کے غلام مسمیٰ نواب خان نے آپ کو دعوتِ طعام دی۔ اس علاقہ کی رسم ہے کہ مہمان کے آگے گھی شکر ملا کر رکھتے ہیں۔ حضور اکثر کھانا مسجد میں تناول فرماتے جب کھانا لایا گیا تو نواب خان نے دیکھا کہ گھی میں شکر نہیں ڈالی گئی۔ فوراً ایک آدمی کو ایک ہندو کی قریبی دکان سے شکر لانے کے لیے بھیجا ہندو نے دریافت کیا "شکر کو کیا کرو گے؟"
اس آدمی نے جواب دیا:۔ "ایک بزرگ مسجد میں تشریف فرما ہیں اُن کے لیے درکار ہے"

اُس ہندو نے کہا: "میں خود شکر لے کر حاضر ہوتا ہوں۔"

جب وہ ہندو اُدکا اندر مسجد میں پہنچا تو دیکھا سب دوست حالتِ وجد میں ہیں۔ اسی دَوران اُس ہندو کو بھی وجد آ گیا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش میں آیا تو نگاہِ ولی سے دُنیا ہی بدل چکی تھی۔ ؎

اپنا ہی عکس پیشِ نظر دیکھتے رہے
آئینہ روبرُو تھا جدھر دیکھتے رہے

اس آئینہ کو دیکھتے ہی حضرت باواجی قدس سرہٗ کے دستِ حق پر مشرف بہ اسلام ہوا اور طریقہ نقشبندیہ مجدّدیہ میں داخل ہو گیا۔ حضور نے فرمایا: "اب یہ تمھارا سب کا بھائی ہے۔"

اسی مجلس میں ایک مسلمان بھائی نے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے دی۔ ایک اور بھائی نے اپنے گھر کا ایک حصّہ اُسے دے دیا۔ آپ نے اس کا نام "شیخ احمد" رکھا۔ مُدّت تک زندہ رہا۔ بقول مصنف "انوارِ تیراہی" اب بھی اُس کی اولاد زندہ ہے۔

۱۲- برکاتِ ولی

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفۂ خاص ہادی نامدار شاہ کی وفات کے بعد فاتحہ خوانی کے لیے ننھیال شریف تشریف لائے تو حضور کے ایک غلام بُوڑھا حجام نے کھانے کی دعوت کے لیے التجا کی۔ آپ نے کمال التفات سے قبول فرمائی۔ اُس نے جب دریافت کیا کہ اندازاً کتنے دوست آپ کے ساتھ ہوں گے تو معلوم ہوا کہ تقریباً پچاس آدمی ہیں۔

گھر آ کر اپنی اہلیہ سے کہنے لگا:-

"آج حضرت صاحب کو کھانے کی دعوت تو دے آیا ہوں مگر اب معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ساتھ پچاس سے زیادہ آدمی ہیں لیکن کھانے کا انتظام بہت ہی کم ہے۔"

پھر سوچا جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

نمازِ مغرب کے بعد جب کھانا حضور کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے اپنی چادر مبارک کھانے پر ڈال دی اور کھانا مہمانوں کے سامنے پیش کر کے کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ سب یارانِ طریقہ کھانا کھا چکے تو کھانا بدستور موجود تھا۔ جبکہ اسے تین سو سے زیادہ درویشوں نے کھایا تھا۔ حاضرین یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ ؎

درونِ دیدہ نگہ دارم اشکِ خونیں را   کہ من فقیرم و ایں دولتِ خدادادست

جب حضور مسجد میں تشریف لاتے تو اسی حجام نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی کہ ہمارے گھر میں غلّہ کی نہایت کمی رہتی ہے" تھوڑے سے غلّہ کے دانے حضور کی خدمت میں پیش کیے کہ حضور دم فرمادیں تو میں انھیں اپنے غلّہ میں ملا دوں گا اُمید ہے کہ اس میں برکت ہوگی۔ چنانچہ آپ نے کچھ دم فرماکردہ غلّہ کے دانے بوڑھے حجام کو دے کر فرمایا :۔

"باوضو ہو کر بسم اللہ شریف پڑھ کے ضرورت کے مطابق غلّہ نکال لیا کرنا۔"

خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے ایک سال سے زیادہ اس غلّہ میں برکت رہی کہ ایک دن اس کی اہلیہ نے سارے غلّہ کو ترازو سے کر وزن کیا۔ تو معلوم ہوا کہ غلّے کا صرف تیسرا حصّہ خرچ ہوا ہے۔ شومئ قسمت اس عورت نے ایک بار بغیر وضو کے غلّہ نکال لیا۔ اسی دن سے غلّہ میں کمی واقع ہونا شروع ہوگئی حجام نے بہت افسوس کیا مگر بے سود۔

۱۳۔ فیضانِ ولی قبلۂ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ جب تیزنی شریف سے ڈراڈر شریف تشریف لائے[۱] تو سب درویشوں نے مل کر عرض کی کہ ہمیں پانی کی بہت تکلیف ہے۔ تقریباً ایک میل دُور بلندی سے لانا پڑتا ہے۔ چنانچہ ایک دن آپ نے اہلِ دیہہ سے فرمایا :۔

"کل صُبح سب لوگ چھوٹے بڑے حاضر ہو جاؤ ! تاکہ بارگاہِ ربّ العزت میں پانی کے لیے عرض کی جائے۔"

اگلے دن صُبح کے وقت سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اور ان سب کو ساتھ لے کر مشرق کی طرف چل پڑے ایک جگہ ٹھہر گئے اور ارشاد فرمایا :۔

"اس جگہ ایک پتھر اٹھاؤ !"

سب نے مل کر بسم اللہ شریف پڑھ کر پتھر اٹھایا فی الفور چشمہ جاری ہوگیا۔ حضور وہ پانی لے کر مسجد میں تشریف لائے۔ سب گاؤں والے اور درویش وہ پانی استعمال کرتے رہے۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً نو سال وہاں قیام فرمایا۔ سب لوگ اس چشمے کے پانی سے فیض یاب ہوتے رہے اس کے بعد آپ وہاں سے نقل مکانی فرماکر چورہ شریف تشریف لے آئے۔ جو کہ وہاں سے پچہتر میل کے فاصلہ

---

[۱] حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۹ء میں ڈراڈر تشریف لائے۔

پر انگریزوں کی حکومت میں واقع تھا۔ آپ کے وہاں سے تشریف لانے کے بعد ڈراڈر شریف کا وہ چشمہ خشک ہوگیا اور وہاں اس کا نام ونشان تک نہ رہا۔ تقریباً ایک برس کے بعد وہاں سے بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں چورہ شریف آئے اور عرض کہ دعا فرمائیے! وہ چشمہ پھر سے جاری ہو جائے۔ آپ نے فرمایا:-

"وہ چشمہ اللہ تعالیٰ نے صرف درویشوں کی خاطر عطا کیا تھا۔ اب چونکہ وہاں درویش نہیں ہے اس لئے پانی بھی نہیں رہا"

۱۴۔ حُبِّ ولی

مذکورہ راجہ سید خاں ڈپٹی انسپکٹر پولیس پنڈ سلطانی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کا اس قدر مشتاق تھا کہ اکثر اوقات اپنی ملازمت سے بہانہ کر کے چورہ شریف آپ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتا۔ آپ کی نگاہ کرم نے راجہ صاحب کو اس طرح گردیدہ بنالیا، کہ سبحان اللہ! دل اس آواز پہ کھنچے جاتے ہیں۔ گویا ؎

دل اس آواز پہ اس طرح کھنچے جاتے ہیں
گویا ذرّے سوئے خورشید اُڑے جاتے ہیں

اور تھوڑے عرصہ میں مجاز طریقہ اور خلافت حاصل کر کے واپس ہوا اس دن سے ہمیشہ چوروں کو بلا تحقیق اپنے کشف سے پہچان لیا کرتا تھا۔ اور ماخوذ کر کے چالان کر دیتا۔ کبھی غلطی نہ ہوئی۔

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا:

"راجہ! تمہارا کشفِ باطنی تو چوروں کے حق میں مصیبت ہوگیا ہے۔"

عرض کی، "حضورؐ دعا فرمائیں کہ میرے حلقہ میں ایسے واقعات وقوع پذیر نہ ہوں۔"

آپ نے دعا فرمائی تو اللہ کے فضل سے اس دن سے کوئی چالان راجہ سید خاں کی طرف سے تا زندگی عدالت میں نہ پہنچا۔ جب کچھ عرصہ تک کوئی چالان وغیرہ عدالت میں نہ پہنچا تو افسر ضلع ایس پی نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے راجہ سید خاں کے علاقہ سے کافی عرصہ سے چالان عدالت میں نہیں آیا؟۔ لوگ جو پہلے ہی جلے بیٹھے تھے بولے: "راجہ نوکری تھوڑے ہی کرتا ہے وہ تو دن رات فقیروں کی مجلس میں رہتا ہے۔"

ایس پی نے تحقیقات کے لئے ملک رحمت خاں انسپکٹر حافظ آبادی کو بھیجا۔ ملک رحمت خاں

کو موقع سے معلوم ہوا کہ راجہ سید خاں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری میں ہے۔ چنانچہ حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے فیض سے سرشار ہو کر اسی وقت مشرف بیعت ہو کر سر حلقۂ فقراء ہوا۔

شق ہو گیا ہے سینہ خوشا لذت فراغ
تکلیف پردہ داری زخم جگر گئی

چنانچہ ملک رحمت خاں نے واپس آکر ایس پی کی تسلی کرا دی۔

۱۵۔ خدمتِ ولی

ایک دفعہ ریاست پونچھ کے موضع ریاسی میں ایک حاجی صاحب حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی خدمات پیش کیں کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں آپ نے اپنی گھوڑی جو کہ سردار امیر صاحب لاچی علاقہ کوہاٹ کی نذر شدہ تھی۔ حاجی صاحب کے سپرد کی اور فرمایا: "اس کی خدمت تمہارے ذمہ ہے"۔

ایک دن حاجی صاحب گھوڑی کو ایک باغ میں لے گئے اور اسے گھاس چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ خود سر بمراقبہ ہوئے لیکن دل میں نہایت بداعتقادی پیدا ہوئی۔ سوچا کہ جو لوگ حضرت باواجی کی خدمت میں آکر جذبہ میں ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے اور اپنی صفائی قلب بتلاتے ہیں محض جھوٹ اور فریب ہے۔ اتنے میں گھوڑی نے حاجی صاحب کے قریب آکر گریبان میں پھونک ماری۔ حاجی صاحب کو ایسا جذبہ ہوا کہ جس کا اندازہ وہ خود بھی نہ کر سکے۔ اور وہ اسی وقت سے صاحب کشف ہو گئے۔

ایک مدت بعد وہی گھوڑی لے کر خلیفہ خان عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بادلی شریف والے ملاقات کے لئے ڈراڈرے سے روانہ ہوئے۔ گھوڑی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر اس روز اتنا روئی کہ لوگ اس طرف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ شاید اس گھوڑی کی ہمارے ساتھ یہ آخری ملاقات ہے۔ دو منزل پر کوہاٹ کے نواح میں گمبٹ کے مقام پر پہنچے تو وہ گھوڑی بیمار ہو کر مر گئی۔

۱۶۔ ایک ہندو سنار بخشی بوڑہ ساکن جنڈ، مرض تپ دق میں مبتلا ہو کر، حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے اس کو مبلغ بیس روپے دے کر ایک ہنسلی بنانے کے لئے کہا دوسرے ہی روز سنار اپنے بھائی کی مدد سے ہنسلی تیار کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

"حضور! میں زیادہ دعا نہیں چاہتا، اگر ہنسلی میں میری طرف سے کوئی کھوٹ ملایا گیا ہو تو اس کے عوض میری بیماری قائم رہے اگر نہیں ملایا تو دعا فرمائیں میری بیماری جاتی رہے"۔ آپ کی دعا سے

اس کو صحت کاملہ ہوگئی اور اس کے بعد پچیس سال تک زندہ رہا۔

۱۷۔ حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایک غلام ولی نامی رہتا تھا۔ ایک دفعہ آپ آرام فرما رہے تھے اور ولی پنکھا ہلا رہا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ میں اتنے عرصے سے حضور کی کی خدمت میں ہوں لیکن مجھے کچھ فیض حاصل نہیں ہوا۔ اور بے قراری کے عالم میں غزل پڑھی جسے سن کر حاضرین وجد میں آگئے۔ حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہو کر فرمایا:-

"جاؤ! آج کی تاریخ سے ولی، ولی بن گیا ہے۔"

ولی آپ کی دعا سے ولایت پا گیا۔ پشاور میں لوگوں کی کثیر تعداد اُن سے فیض یاب ہوئی۔

ایں محال است کہ یک لحظہ فراموش کنم ؎
عشق دادی کہ گرفتار اداکردی

۱۸۔ فیضانِ ولی

ایک زمیندار محمد اعظم، حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ڈراڈر شریف میں حاضر ہو کر بیعت سلسلہ ہوا۔ اس پر آپ کا فضل و کرم ہوا اور باطنی فیض اس قدر ہوا کہ تمام خلفائے وقت اس سے رشک کرنے لگے۔ خلیفہ محمد اعظم رحمۃ اللہ کو حضور کے مویشیوں کی خدمت سونپی گئی وہ اس کو فخر دارین سمجھنے لگے اور کئی سال یہ خدمت انجام دی۔

قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد خلیفہ محمد اعظم رحمۃ اللہ کی بینائی کسی سبب سے ضائع ہو گئی اور کارِ خدمت سے معذور ہو گئے حالانکہ ان کی تمنا تھی کہ وہ حضور کے مال مویشی کی خدمت میں رہیں لیکن بینائی کھونے کے بعد کمال شوق و محبت سے مزار اقدس کی صفائی پر مامور ہو گئے۔

کچھ عرصہ تک یہ خدمت انجام دیتے رہے ایک دن معمول سے فراغت کے بعد مزار اقدس پر مراقبہ میں تھے کہ حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زندگی کے لباس میں دیکھا۔ کہ جبّہ پہنے ہوئے ہیں پوچھا:-

"محمد اعظم! کیا حال ہے؟"

کچھ عرض کرنے ہی والے تھے کہ حضور نے ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا طمانچہ ایسا زور دار تھا کہ بے ہوش ہو گئے۔ جو ہوش میں آئے تو آنکھوں میں بینائی محسوس ہوئی اور نظر اس قدر تیز ہو گئی جیسی جوانی کے وقت تھی۔ سب دوست یہ دیکھ کر سخت متعجب ہوئے۔

اگر کوئی دریافت کرتا تو کہتے یہ مقام خاموشی کا ہے۔ ؎

چوں چراغے نورِ شمع را کشید ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید

۱۹۔ تصرفِ ولایت

ایک مرتبہ سردار خدابخش خاں وخانصاحب محمد بخش خاں ساکنان سرائے صالح ضلع ہزارہ نے ایک بھینس حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی وہ شیر دار ہو گئی لیکن پاس نہ پھٹکنے دیتی. تمام خادم عاجز آ گئے اور آپ کی خدمت میں عرض کیا فرمایا: "اُسے میرے پاس لاؤ! اور دودھ دھو لو!"

چنانچہ بھینس کو حضور کے سامنے لاکر دودھ دھو لیا گیا اس نے کوئی عُذر نہ کیا.

دوسرے وقت بھینس نے پھر اُسی طرح کیا آپ نے فرمایا "اُسے میرے سامنے لاکر دُودھ دھو لو!" اس دفعہ پھر بھینس نے خوشی سے دودھ دے دیا. اس پر حضور نے فرمایا:۔

"یہ بھینس میری غیر حاضری میں دُودھ نہ دے گی."

پھر اِسی طرح ہوتا جب تک وہ بھینس آپ کو نہ دیکھ لیتی دُودھ نہ دھونے دیتی. ایک دفعہ حضور دیر تک مسجد میں رہے اور مویشیوں کو چراگاہ میں لے جانے کا وقت آگیا تو اس بھینس کو چھوڑ دیا گیا حضرت صاحب واپس تشریف لائے تو اُس کا دُودھ دھویا گیا اور گھر بھیجا گیا.

سُبحان اللہ! اہل اللہ پر تو جانور بھی فدا ہوتے ہیں مولانا رُوم کیا موقع کے مطابق فرماتے ہیں:۔

اولیاء را در درون ہم نغمہاست
طالبان را زآن حیات بے بہاست

۲۰۔ آدابِ ولایت

ایک مرتبہ علمائے تیراہ شریف نے ایک مسٔلہ شرعی میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو منصف قرار دیا. اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے. اُن دنوں آپ کے پاس فقہ و حدیث اور تفسیر کی تعلیم کیلئے مولوی شرافت رہتے تھے. جو درویشوں کو تعلیم دیا کرتے تھے. وہ بھی اس علماء کے مجمع میں مسٔلہ کی تحقیق پر گفتگو کرنے لگے. اور تقریر شروع کر دی. جو کہ حضور کو پسند نہ تھی. آپ نے بڑے تحمل سے فرمایا:۔

"مولوی شرافت! تمھیں سمجھ نہیں آتی، چُپ ہو جاؤ!"

قُدرتِ خداوندی سے مولوی شرافت علم سے بے بہرہ ہو گئے. اور تقریر کی زبان بھی بند ہو گئی. جو طالب علم شرافت سے تعلیم پاتے تھے سب حیران و پریشان ہوئے اور تھوڑے دن انتظار کر کے سب اپنے اپنے گھر کو رخصت ہو گئے.

اس واقعہ کو آٹھ سال کا طویل عرصہ گزر گیا۔

ایک روز حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسجد مبارک میں نماز نفل اشراق ادا کر کے دعا فرما رہے تھے کہ دیکھا مولوی شرافت دیوارِ صحن مسجد پر سر رکھے رو رہے ہیں۔ اور زبانِ حال سے کہہ رہے تھے ع

بے گریہ کے شگفتگی دل میسّر است

قبلہ عالم کو اس کی یہ حالت دیکھ کر بے حد رحم آیا اور فرمایا۔

"مُلّاں شرافت! کیا حال ہے؟"

اسی استفسار پر فضلِ الٰہی شاملِ حال ہوا اور مولوی شرافت کی زُبان کی گرہ کھل گئی اور پکار اٹھے ؎

رک گیا تھا جو، کبھی آنکھ سے گرتے گرتے

آج وہ اشک علاجِ غمِ عصیاں نکلا

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے بُلا کر اُسے گلے لگایا دعا فرمائی اور حال پوچھا۔ عرض کی۔ "حضور! ایک حرف بھی یاد نہیں رہا یہاں تک کہ نماز کی ادائیگی بھی یاد نہیں رہی۔"

فرمایا: "جاؤ! مسجد میں طالب علموں کو سبق پڑھانا شروع کر دو، اللہ تعالیٰ علم وافر عطا فرمائے گا۔" آپ کے ارشاد کی بدولت اس دن سے مولوی شرافت بیس سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے اور تیزئی شریف میں علم دین کی تعلیم دیتے رہے۔ ؎

ہر کہ او با صالحاں ہمدم شود

در حریم خاص حق محرم شود

آں کہ بخشد بے یقیناں را یقیں

آں کہ لرزد از سجودِ او زمیں

مرید کی خبر گیری

قبلہ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص "بخشا" قوم لوہار ساکن رنگی بیعت ہوا۔ حضور نے بیعت کرتے وقت معصیات و منہیات سے اجتناب کی سختی سے تاکید فرمائی۔ لیکن شامتِ اعمال کہ وہ پھر بُری صحبت میں گرفتار ہوا۔ اور آپ کے ساتھ کیے ہوئے عہد سے بے وفائی کی اور خیال نہ کیا کہ بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ ؎

بود بے وفائی سرشتِ زناں
میا کردار زشتِ زناں

نا اہلوں کی صحبت کے نتیجہ میں ایک عورت سے آشنائی کر لی بحضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ احمد فقیر رحمۃ اللہ ساکن چورہ کو عالمِ خواب میں فرمایا کہ اسی وقت موضع زنگی پہنچ کر بخشا لوہار سے اطلاعاً کہہ دو کہ اس فعلِ ذمیمہ سے باز آجائے ورنہ ایسی آفت نازل ہو گی کہ جو تمہارے خواب خیال میں بھی نہ ہو گی۔

میاں احمد فقیر اُسی وقت رات کو ایک چھڑی اپنی حفاظت کے لیئے لے کر تقریباً آدھی رات کو یارِ طریقت مسمّی شیر محمد ساکن نتھیال کو ساتھ لیا۔ اور موضع زنگی پہنچ کر بخشا لوہار سے ملے۔ اُس نے پوچھا "رات کے وقت کیسے آئے ہو؟" میاں احمد فقیر نے بتایا کہ حضرت باواجی نے عالمِ خواب میں ہمیں حکم دے کر تمہارے پاس بھیجا ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ گناہ سے بچو اور توبہ کرو، ورنہ ایسے مصائب میں گرفتار ہو جاؤ گے جن کا تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

بخشا لوہار نے وعدہ کر لیا کہ میں نے اسی وقت توبہ کر لی اور آئندہ انشاءاللہ تعالیٰ کوئی گناہ نہیں کروں گا۔ اگلے دن صبح میاں احمد فقیر اور شیر محمد واپس چلے آئے۔

چند دن ہی گزرے تھے کہ بخشا لوہار اپنی عادت سے مجبور ہو کر دوبارہ اس عورت کے پاس چلا گیا۔ اتفاقاً عورت کے خویش و اقارب کو پتہ چل گیا انھوں نے موقع پر پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ چلنے پھرنے کے قابل نہ چھوڑا۔ بلکہ اُنھوں نے ہڈیاں تک توڑ ڈالیں۔ اس کے قریباً ایک ہفتہ بعد ہی اُسے جذام کا مرض ہو گیا۔ اور اہلِ دیہہ نے اُسے گاؤں سے نکال دیا۔ ایک سال اسی بیماری میں مبتلا رہا۔ ایک دن خیال آیا کہ حضرت باواجی کے حضور چل کر معافی مانگنی چاہیئے۔ یارانِ طریقت کے ساتھ حضورؒ کی خدمتِ بابرکت میں ڈراڈر شریف حاضر ہوا اور عرض کی ؎

ہم بھی کیا زندگی گزار گئے — دل کی بازی لگا کے ہار گئے

حضور نے دیکھا تو فرمایا:۔ "جب تمھیں خبردار کر دیا گیا تھا تو پھر غفلت کا کیا عذر"۔

عرض کی "حضرت! رُسوائے زمانہ ہو گیا ہوں۔ آپ کے سوا اب میری دستگیری کرنے والا کوئی نہیں، خدا کے لیئے محروم نہ فرمایا جائے۔" یہ کہہ کر زار زار رونے لگا۔ پھر چیخ مار کر بیہوش ہو گیا۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی حالت پر رحم آگیا۔ نگاہ کی تو بخشا وجد میں آگیا۔ دیر بعد جب کچھ تسکین ہوئی تو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے کوزہ پکڑ کر اس کے ہاتھ دُھلائے اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ صرف چار دن کے قلیل عرصہ میں بخشا بالکل صحت یاب ہو گیا۔

بندگانِ حق چوں جاں را باختند

اسپ ہمت تا ثریا تاختند

بقول مصنف "انوارِ تیراہی" اس کے بعد مسمی بخشا لوہار تیس سال تک تندرستی سے زندگی بسر کرتا رہا۔

۲۲۔ آپ کے خلیفہ خدا بخش رحمۃ اللہ سکنہ پوڑ سیوال پر ایک دفعہ کسی کی بدخواہی کی بدولت کیمیا گری اور تیاریِ آلاتِ حرب کی تہمت لگائی گئی۔ انگریز حکومت کے حکم سے گرفتار ہوئے کہ خلیفہ خدا بخش جنگی ہتھیار تیار کرنے میں مصروف ہے اور باغی ہونا چاہتا ہے۔

قید کرنے کے لیے جب پولیس نے ہتھکڑی لگائی تو وہ اسی وقت ٹوٹ گئی دوسرے ہاتھ میں لگائی گئی تو وہ بھی ٹوٹ گئی جس ہاتھ میں ہتھکڑی لگائی جاتی وہ فوراً ٹوٹ جاتی۔

پولیس ملازمین نے افسرانِ بالا کو اطلاع دی حکم ہوا کہ اُسے حوالات میں رکھو صبح دیکھا جائے گا۔ تمام رات وہ پولیس افسر ڈرتا رہا حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں:

"اگر خلیفہ خدا بخش کو نہ چھوڑا تو تمھارے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا کہ تمھاری اولاد کو سات پشتوں تک یاد رہے گا۔"

اُدھر خلیفہ خدا بخش کو تمام رات حوالات میں تسلی دیتے رہے کہ فکر نہ کرو یہ مصیبت آج ہی ٹل جائے گی۔ آپ نے خدا بخش کی طرف ایک درویش مسمی خدا بخش سکنہ گرچہ ضلع راولپنڈی کو تسلی کے واسطے بھیجا کہ بالکل اطمینان رکھیں مشائخ نقشبندیہ تمھاری مدد پر ہیں۔

چنانچہ علی الصبح وہ پولیس افسر خدا بخش سے خود معافی کا طلبگار ہوا۔ اور انھیں باعزت طور پر رہا کر دیا۔ بقول عطار قدس سرہٗ ؎

حبِ درویشاں کلیدِ جنت است

دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

۲۳۔ بے ادبی

ایک زمیندار میر اعظم ساکن ڈراڈر شریف نے اپنی بیوی کو بوجہ ناسازیِ حالات اپنے عقد سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اس بیوی کے بطن سے ایک دس سالہ لڑکا ایک روز اپنی ماں سے ملنے چلا گیا۔ میر اعظم اس پر آپے سے باہر ہو گیا۔ اور تلوار نکال کر لڑکے کو جان سے مارنے کو لپکا۔ قریب ہی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ لڑکا خوف کے مارے دَوڑ کر حضور کے پاس آگیا۔ آپ نے اُسے اپنے دامن میں لے لیا۔

میر اعظم تلوار نکالے ہوئے حضور کے پاس آیا اور بڑے تکبّر سے مخاطب کر کے بولا:۔

"اس لڑکے کو چھوڑ دو! اور اپنے دامن سے نکال دو!"

حضور نے نہایت ملائمت اور شفقت سے فرمایا:۔ "لڑکا بے چارہ روتا ہے اور سہم گیا ہے فقیر نے اپنے دامن میں لے لیا ہے اس لئے اس پر رحم کرو اور اس کو کچھ نہ کہنا۔"

لیکن اس بداندیش پر کچھ اثر نہ ہُوا اور بے دریغ تلوار چلائی اور حضور کی آستینِ قمیض پھٹ گئی۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا:۔

"اچھا جا! لڑکے کا خدا حافظ ہے۔"

ہست سُلطانی مُسلّم مرا اُو را
نیست کس را زہرہ چوں و چرا

حضور نے جونہی لڑکے کو چھوڑا وہ گھر کی طرف دوڑا میر اعظم اُسے مارنے کو پیچھے دوڑا زیادہ سے زیادہ تیس قدم گیا ہو گا کہ پیٹ میں درد پیدا ہوا۔ اپنے ہی زور میں مُنہ کے بَل زمین پر گرا اور دیکھتے ہی دیکھتے جاں بحق ہو گیا۔

ہر کہ ستیزہ کند با مہتراں
آبروئے خود بریزد بے گماں

۲۴۔

پیش مردم ہر کہ را نبود ادب — گر بریزد آبرو نبود عجب
ہر کہ ستیزہ کند با مہتراں — آبروئے خود بریزد بے گماں (عطار)

قبلہ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے مویشیوں کی پاسبانی کے لئے ایک درویش ملا شمیر نامی

مقرر تھا۔ ایکدفعہ آپ کے مویشیوں کو جنگل کی طرف گھاس چروانے کے لئے گیا۔ اتفاق سے مویشی ایک زمیندار کے کھیت میں چلے گئے اور مالک زمین وہاں پہنچ گیا وہ سارا مال مویشی ہانک کر اپنے گاؤں لے گیا۔ مُلاشمیر نے بہت منت سماجت کی کہ یہ مویشی حضرت باواجی کے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ لیکن اُس شقی القلب پر کوئی اثر نہ ہوا۔

مُلا شمیر نا اُمید ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ آپ اپنی سمندنگ گھوڑی جو آپ کی خاص سواری تھی پر سوار ہو کر اُس زمیندار کے گھر تشریف لے گئے۔ زمیندار نے مکئی کی چھلیاں گھوڑی کے آگے رکھیں اور حضور کو چارپائی پر بٹھایا حضور نے فرمایا:۔

" میری گھوڑی کو کچھ نہ کھلانا جب تک ہمارے مال مویشی واپس نہ کر دو "۔

اُدھر گھوڑی نے بھی مُنہ نہ لگایا۔ وہ شقی القلب زمیندار کہنے لگا:۔ " اگر حضرت باواجی اپنے پیروں کو بھی ساتھ لائیں اور میرے پاؤں پکڑیں پھر بھی مویشی واپس نہ دوں گا۔"

آپ نے نہایت تحمل و بُردباری سے فرمایا:۔

مکن مردم آزاری اے تُند رائے
کہ ناگاہ رسد بر تو قہرِ خُدائے

حضور اُسی وقت اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر اپنے گھر تشریف لے آئے اِسی اثناء میں اس زمیندار کا جوان چوبیس سالہ بیٹا دردِ شکم میں مبتلا ہوا اور تقریباً دو ساعت بعد اُس کی حالت غیر ہو گئی۔

گاؤں والوں نے کہا:" تمہارے گھر سے حضرت باواجی ناراض ہو کر گئے ہیں جب تک وہ راضی نہ ہوں گے تمہارے بیٹے کو شفا مشکل ہے "۔

وہ بدنصیب زمیندار پانچ صد روپیہ معہ ایک بچھڑا اور تمام مال مویشی لے کر حضرت باواجی رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا ایک ہی لڑکا ہے خدا کے واسطے دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت اُسے شفا عطا کرے۔

آپ نے فرمایا:۔ " تمہارا کام ہمارے بس سے باہر ہو گیا ہے تم نے پیرانِ عظام کی بے ادبی کی ہے با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب "۔ اسی دوران خبر ملی کہ لڑکا فوت ہو گیا ہے درحقیقت یہ مصیبت صرف بزرگوں کی بے ادبی کرنے سے ہی پہنچی تھی۔

کردم از عقل سوال کہ بگو ایمان چیست

عقل در گوش دلم گفت کہ ایماں ادب است

چشم بکشا د بین جملہ کلام اللہ را

آیت آیت ہمہ معنی کہ قرآن ادب است

۲۵- کارسازِ ہمہ ماں

ایک دفعہ حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ موضع لحاظ میں جو کہ ملک تیراہ شریف کے عین وسط میں ہے تشریف لے گئے ساکنانِ گاؤں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ ہمیں پانی تقریباً ایک میل سے لانا پڑتا ہے اور ہم لوگوں کو سخت مشقت کا سامنا ہے۔ کیونکہ ہمارا گاؤں کافی اونچی جگہ ہے ایک میل دُور نشیب سے پانی اٹھا کر لانا بہت تکلیف دہ ہے۔ آپ دعا کریں کہ کہیں قریب پانی مل جائے۔

حضور نے فرمایا:۔

"آج ہم استخارہ کریں گے اور تم لوگ بھی استخارہ کرو، جو کچھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوگا اس پر عمل کریں گے۔"

استخارہ کی ترکیب اس طرح بتائی کہ نمازِ عشاء کے بعد وضو کر کے دو رکعت نفل بہ نیت استخارہ پڑھ کر یہ دعا ایک دفعہ پڑھ کر سو جائیں:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ ۝ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ ۝

مزید فرمایا: "نفلوں کی قرأت میں پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھیں"۔ حسب الارشاد سب لوگوں نے اسی طرح عمل کیا اور صبح مسجد میں، نمازِ فجر کے بعد

سب نے حاضر ہو کر کہا کہ آپ کی طرف سے ہماری مشکل کشائی کا اشارہ ہوتا رہا ہے

گفتم اے بینندۂ اسرارِ جہاں

بر تو روشن ایں جہان و آں جہاں

آنچہ اندر پردۂ غیب است گوئے

بو کہ آب رفتہ باز آید بجوئے

حضور نے فرمایا :۔ "خداوند کریم کا ہمیشہ طالب و اُمیدوار ہونا چاہیئے لیکن کوشش شرط ہے"۔

یارانِ طریقت نے عرض کی "ہم حاضر ہیں جیسا حضور کا ارشاد ہو!"

فرمایا: "چلو! آؤ ، بدرگاہِ قاضی الحاجات دعا کریں"۔

چنانچہ مسجد سے یارانِ طریقت کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے کچھ دُور جا کر یکبارگی ایک جگہ رُک گئے. فرمایا: "اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم ہے"۔ وہاں آپ نے دو رکعت نفل ادا کیئے. بعد میں سورۃ فاتحہ پڑھ کر کدال ہاتھ میں لی اور اس جگہ پتھر نکالنے کے لیئے تین ضربیں لگائیں. ہر دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تیسری ضرب پر بحکمِ الٰہی پتھر ہِل گیا. حاضرین نے مِل کر اس پتھر وہاں سے ہٹایا. پتھر کے ہٹاتے ہی اس جگہ سے صاف و شفاف پانی کا چشمہ بڑے زور سے اُبل پڑا.

آپ نے فرمایا :۔ "اس کو نہر کی صورت آبادی کی طرف لے چلو!"

اس جگہ حضور نے تین عدد گائے کی قربانی کا صدقہ ادا فرمایا. سب لوگ نہر بنانے میں مصروف ہو گئے. جب پانی گاؤں کے قریب پہنچ گیا تو راستے میں ایک زمیندار نے اپنی زمین میں سے نہر گزارنے سے منع کر دیا. سب لوگ پریشان ہو گئے اور منت و سماجت کی کہ اس میں تمام گاؤں کا فائدہ ہے. اللہ تمہارا بھی بھلا کرے گا لیکن زمیندار اپنی ضد پر قائم رہا. اور پانی نہ گزرنے دیا.

آخر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا :۔

"بھائی! پانی گزر جانے دو! تمام آبادی پر رحم کرو کیونکہ تمہاری زمین کے علاوہ پانی گزارنے کا کوئی راستہ نہیں ہے"۔

اس ناعاقبت اندیش نے ڈھٹائی سے کہا :۔ "اگر مجھے قتل بھی کر دیں تو بھی میں اپنی زمین میں سے پانی گزرنے کا راستہ نہیں دوں گا"۔

حضور نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا :-

"آؤ چلیں ! اب اللہ تعالےٰ خود اس نہر کے گزرنے کا راستہ بنا دے گا "

چنانچہ سب حاضرین نے واپس آکر مسجد میں عصر کی نماز پڑھی ۔ اُسی رات نصف شب کے قریب ایک زور دار آواز آئی سب لوگ جاگ گئے اور حیران ہوئے دوبارہ کسی کو بھی صبح تک نیند نہ آئی ۔ صبح جب نماز کے لئے مسجد میں گئے تو یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ جہاں کل پانی چھوڑا گیا تھا وہ ایک پتھر میں تین گز گول سوراخ ہو چکا ہے جس میں داخل ہو کر پانی غائب ہو جاتا ہے آگے زمیندار کی زمین پر پانی کا نشان بھی نہیں ۔ اور گاؤں کے نزدیک پانی ایک سوراخ سے باہر نکل رہا ہے ۔ اس طرح پانی گاؤں پہنچ چکا ہے ۔

یہ دیکھ کر سب گاؤں والے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو گئے ۔ بقول اقبالؒ ؎

بندۂ حق وارثِ پیغمبراں
او نگنجد در جہانِ دیگراں

چورہ شریف کے بزرگوں میں سے ایک جناب پیر سید محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :-
"جب میں ۱۹۵۱ء میں چند احباب کے ہمراہ تیراہ شریف گیا تو چشمہ مذکورہ بدستور جاری تھا "

۲۶ ۔ مستجاب الدعاء

از مقام ذوق و شوق آگاہ شو
ذرہ صیاد مہر و ماہ شو
عالم موجود را اندازہ کن
در جہاں خود را بلند آوازہ کن

محدث و مفسر، جامع المنقول و المعقول مولوی نور حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ ساکن ننھیال ، بچپن میں ایک دفعہ باہر گئے تو راستہ میں آپ کو ایک روپیہ محمود شاہی ملا ۔ جس پر کلمہ طیبہ نقش تھا ۔ آپ نے وہ روپیہ لا کر اپنے والد بزرگوار مولوی نور عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ اس دفعہ جب آپ تیراہ شریف جائیں تو مجھے بھی ساتھ لے جائیں وہاں جا کر حضرت باواجی سے دعا کرائیں کہ مجھے علم نافع نصیب ہو ۔

قریباً ایک ماہ بعد ہی کچھ دوستوں نے تیراہ شریف جانے کا ارادہ کیا تو مولوی نور عبد اللہ

رحمۃ اللہ تعالےٰ بھی اپنے فرزند مولوی نور حسین کو ہمراہ لے کر حضور کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے۔
حضور نے ان کے فرزند کو دیکھ کر فرمایا :-
"بھئی! تمھارے اس کمسن لڑکے نے سفر کی تکالیف و مصائب کو کیسے برداشت کیا ہے ؟"
عرض کی : "حضور! پہلے اسے بیعت فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس کو علم نافع عطا فرمائے اور حافظہ بھی اچھا ہو!"۔
چنانچہ آپ نے مولوی نور حسین کو داخل سلسلہ فرمایا اور فرمایا کہ ہر نماز کے بعد بارہ مرتبہ یہ دُعا معہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرے۔

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّفَهْمًا رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ہ

مزید فرمایا: "اللہ تعالےٰ اس لڑکے کو عالم کرے گا اس کے علم سے خلق خدا کو اس قدر فیض ملے گا کہ بیان سے باہر ہے"۔
واپسی پر مولوی نور عبد اللہ رحمۃ اللہ نے اپنے فرزند کو علم حاصل کرنے کے لئے موضع چکی روانہ کر دیا۔ وہاں سے فراغت پا کر واپس آئے تو ریاست کپورتھلہ میں موضع تونڈی ڈھڈی مولانا مفتی عبد اللہ صاحب سے علم فقہ و معقولات پڑھ کر بمقام خوجہ شریف لے گئے اور دیگر کتب ادب و حدیث پڑھ کر وہیں ملازم ہو گئے تقریباً تیرہ برس تک وہیں رہے اور گھر کوئی اطلاع نہ دی۔
مولوی نور عبد اللہ رحمۃ اللہ اپنے فرزند کی خبر نہ ملنے کی وجہ سے رات دن روتے رہتے۔
لوگوں کا خیال تھا کہ مولوی نور حسین اب اس دُنیا میں نہیں ہے اگر ہوتا تو گھر اطلاع ضرور دیتا۔
مولوی نور عبد اللہ نہایت پریشانی و آزردگی کی حالت میں ایک مرتبہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھرے مارچور شریف حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کی کہ آپ کا غلام نور حسین تیرہ سال سے مفقود الخبر ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُسے خیریت سے گھر لائے ؎

بندۂ مومن سرافیل کند
بانگ او ہر کہنہ را برہم زند (اقبالؒ)

آپ نے مع حاضرین مجلس دعائے خیر فرمائی اور فرمایا: "انشاء اللہ جلدی اُس کی کوئی خبر

ملے گی۔ قریباً ایک ہفتہ بعد ہی اس کا خط عربی زبان میں آیا۔ خط کا مضمون یہ تھا:-

"میں تمام علوم عربی اور فارسی سے فارغ التحصیل ہو کر تعلیم و تدریس میں مشغول ہوں
زیادہ سے زیادہ چھ ماہ تک آپ کی قدم بوسی کو حاضر ہوں گا"

مولوی نور حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ جب اپنے ملک واپس تشریف لائے تو حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا کام کر چکی تھی۔ علم و فضل میں مولوی نور حسین رحمۃ اللہ کی اپنے وقت میں کوئی برابری نہ کر سکا۔ اور سب علماء کرام آپ کے تابع ہوتے۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے بیشتر بزرگان کی ظاہری تربیت میں آپ ممد و معاون رہے۔ خاص طور پر "انوارِ تیراہی" کے مصنف قاضی سیّد محمد عادل شاہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ، ان کے بھائی قبلہ سیّد محمد دیدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور میرے (مصنف کتاب ہذا) پیر و مُرشد سیّد محمد سعید شاہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اُن سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔

یہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا اور فیض کا ہی نتیجہ تھا ؎

دیں مجو اندر کُتب اے بے خبر
علم و حکمت از کُتب دیں از نظر

۲۷۔ مخالفتِ اولیاء

ایک مرتبہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ پنجاب تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کے فرزند حضرت خواجہ سیّد دین محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے راستے میں آپ کے ایک غلام نور محمد مخلص و جانفدا نے حضور کو اپنے غریب خانہ موضع "میاں کی ڈھوک" جانے کی التجا کی۔ آپ نے منظور فرمائی۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ قاضی صاحب اورنگ آبادی مولوی محمد شاہ ساکن کوٹ چھچی، سیّد محمد شاہ ساکن دھولر، مولوی محمد عمر افغان، مولوی شیر محمد مدرس ضلع جہلم، خلیفہ مولوی حسن علی بھوت مار، مولوی نور عبد اللہ ننھیال شریف تھے۔

اس گاؤں میں آپ رات ٹھہرے۔ نمازِ عشاء کے بعد کسی بداندیش نے گاؤں میں منادی کی کہ اس موضع میں علاقہ تیراہ سے ایک فقیر آیا ہے جو کہ دائرہ اسلام سے نعوذ باللہ خارج ہے اگر وہ ہمارے مولوی صاحبان سے بحث نہ کریں۔ اور تحقیقِ مسائل پر رُوبرو اور بالمشافہ گفتگو نہ کریں تو کوئی مسلمان اُن سے سلام نہ کرے اور ان کو اور ان کے مریدوں کو مسجد میں نہ آنے دیں۔

قبلہ عالم کو پتہ چلا تو فرمایا:- "فقیر کو بحث و مباحثہ سے کچھ غرض نہیں میں تو ایک فقیر آدمی

ہوں، ہاں اگر میرے عمل و فعل میں کوئی بات خلافِ شریعت ہو تو مولوی صاحبان کو اختیار ہے کہ ہمیں ضرور آگاہ کریں۔"

صبح کے وقت اُن کی طرف سے مولوی عبداللہ سکنہ نوتھ اور مولوی شیر محمد سکنہ دمال مباحثہ کے لیے تیار ہوتے۔ اور حضور کی طرف سے محمد شاہ صاحب اور خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ مقرر ہوتے خدا کی قدرت! کہ قلیل عرصہ میں خلقِ خدا کثیر تعداد میں جمع ہو گئی۔ نماز اشراق کے بعد مباحثہ شروع ہوا اور فریقین کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب منصف مقرر ہوئے جو فریق ثانی کے استاد بھی تھے۔

پہلے مولوی عبداللہ فریق ثانی نے سوال کیا:۔

"حضرت بابا صاحب نسوار سونگھا کرتے ہیں جو شریعت میں حرام ہے۔ اس لیے ہم نسوار سونگھنے والے کو کافر جانتے ہیں اور ہمارے پیشوا اخوند صاحب سوات کے رُو برُو اس کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے۔"

اس پر خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا:۔

"نسوار کی حرمت کی دلیل کیا ہے؟"

مولوی عبداللہ نے کہا: "یہ آیت شریف نسوار کی حرمت کی دلیل ہے: 'انما الخمر والمیسر والازلام'۔ میسر کے معنی نسوار کے ہیں۔"

خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"تفسیر کا نام بتاؤ! جس میں میسر کے معنی نسوار لکھے ہیں۔"

مولوی عبداللہ نے کہا: "ہم کہتے ہیں"

خواجہ نے فرمایا: "تمہارا کہنا کوئی دلیل اور سند نہیں ہو سکتی۔"

اتنے میں منصف مولوی محمد احسن نے فرمایا کہ اس مسئلہ کو چھوڑ دو کوئی اور سوال کرو۔

پھر مولوی عبداللہ نے سوال کیا: "ذکرِ جہر حرام ہے تم اپنے مریدوں سے ذکرِ جہر کراتے ہو۔"

آپ نے فرمایا: "طریقہ نقشبندیہ میں ذکرِ خفی ہے لیکن ہم ذکرِ جہر کو بھی حرام نہیں سمجھتے اور قرآن مجید سے ذکرِ جہر ثابت ہے۔"

اسی دوران نماز ظہر کا وقت ہو گیا اور اذان ہو گئی۔ مولوی عبداللہ نے کہا: "مجلس برخواست!"

خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :۔

" میرے ہاتھ میں کتاب "تحفۃ اجمال" ہے اس کا مطلب دیکھیں ! "

وہ پہلوتہی کرنا چاہتے تھے کہ حضرت صاحب نے وہ کتاب مصنف مولوی محمد احسن صاحب کے ہاتھ میں تھما دی انھوں نے اپنے تلمیذ عبداللہ صاحب سے کہا :۔

" ہم اس کتاب کو نہیں مانتے ! "

اتنے میں مجلس برخاست ہوگئی۔ فریق ثانی مولوی عبداللہ نے مسجد میں جا کر ایک منادی والے کو چھت پر چڑھا کر منادی کرادی کہ تیراہ والے فقیر صاحب شریعت میں ہار گئے ہیں ان کا طریقہ اچھا نہیں اس لئے ان سے کوئی شخص میل جول نہ رکھے اور نہ ہی سلام کرے۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص خادم مُلاں بہادر نے عرض کی :۔

" اگر آپ حکم دیں تو میں بھی منادی کرادوں ؟ "

فرمایا : " ہرگز نہیں ! " پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ قولہ تعالیٰ " تلک الدار الآخرۃ[1] "

اور فرمایا

صبر و علم و حلم تریاقِ دل اند

حرص و بُغض و کینہ زہرِ قاتل اند

آپ نے دعا فرمائی اور خاتمہ پر یہ آیت مبارک پڑھی کم من فئۃ قلیلۃ ۔۔۔۔ فھزموھم باذن اللہ[2] "۔ غیرتِ خداوندی نے جوش مارا اور منادی کرنے والا مسجد کی چھت سے اُترنے سے پہلے ہی حواس باختہ ہو کر مالیخولیا کے مرض میں مبتلا ہوگیا۔ اس کے بعد ایک سال تک اسی جنون کی حالت میں گاؤں میں رہا اور غلاظت و گندگی میں رُسوا ہو کر مرگیا۔

تمام گاؤں والوں نے اس واقعہ سے عبرت حاصل کی۔

راحتے نہ بود حسود و شوم را

کاذبِ بدبخت را نبود وفا

نیز

نیشتر بر قلب درویشاں مزن

جان خود در آتش سوزاں مزن

[1] سورۃ قصص ۸۳ [2] سورہ بقر ۲۴۹ - ۲۵۱۔

۲۸۔ بے وفائی کے عوض عفو

قبلۂ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ جب تیزئی شریف سے ڈراڈر شریف منتقل ہوئے تو اس گاؤں کے دو نامی گرامی چور اور رہزن جہان خاں اور شریف خاں قوم افغان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل سلسلۂ نقشبندیہ ہونے کی درخواست کی حضور نے فرمایا: "آپ کو میری ایک نصیحت پر عمل کرنا ہوگا۔"

دونوں نے عرض کی: "آپ حکم دیں ہم بسر و چشم حاضر ہیں۔"

فرمایا: "جس کام سے اللہ ناخوش ہو اُسے ترک کر دیں اور خصوصاً اپنے پیشہ چوری وغیرہ سے بالکل توبہ کریں۔"

انھوں نے یہ حکم منظور کر کے آپ سے بیعت کی۔ حضور نے پھر ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائی۔ اِسی اثنا میں آپ کا ایک غلام، اللہ نور حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی کہ جہان خاں کافی عرصہ سے میرے ساتھ عداوت رکھتا ہے میں غریب آدمی ہوں آپ خدا کے لئے جہان خاں کو منع فرمادیں کیونکہ مجھے ہر وقت اس کی طرف سے دھڑکا لگا رہتا ہے اور اس کے ظلم سے خوفزدہ رہتا ہوں۔

حضور نے دونوں بھائیوں کو تیسری دفعہ تاکید فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

مَنہ پا بیروں ز کوئے وفا
کہ از دوستاں نیرزد جفا

دونوں بھائیوں نے وعدہ کیا کہ اللہ نور اب ہمارا بھائی ہے ہم اس کو بالکل تکلیف نہیں دیں گے لیکن جب انسان بُری عادت میں مبتلا ہو جائے تو بمشکل ہی جاتی ہے ماہِ رمضان کے عین آخری عشرے میں جہان خاں اور شریف خاں اپنے حواریوں کے ساتھ اللہ نور کے گھر میں نقب لگا کر مال واسباب لوٹنے لگے۔ اتنے میں اللہ نور کا پندرہ سالہ لڑکا جاگ گیا اور اُٹھتے ہی "چور! چور!" پکارنے لگا سب گھر والے جاگ گئے اس لڑکے نے جہان خاں کو ایسا قابو کیا کہ اُسے جان چھڑانا مشکل ہو گیا۔ گھر والوں نے چراغ روشن کیا تو جہان خاں کو پہچان لیا۔

نقب کے باہر جہان خاں کے ساتھی اُسے آوازیں دے رہے تھے کہ اگر تم کہو تو ہم بندوقیں چلا دیں اور تمھیں چھڑا لیں۔ جہان خاں نے اندر سے آواز دی:۔

"تم سب چلے جاؤ! میں آرام سے ہوں مجھے گھر والوں نے نہیں پکڑا بخدا میں اپنی آنکھوں

سے دیکھ رہا ہوں کہ حضرت باواجی صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے مجھے پکڑا ہے اور اس لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔"

سحری کا وقت ہو گیا تو جہان خاں نے اللہ نور سے کہا۔

"مجھ کو چھوڑ دو! حضرت باواجی صاحب کا قیدی ہوں کہیں نہیں جا سکتا۔"

پھر دونوں نے مل کر کھانا کھایا۔ صبح کے وقت حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ اللہ نور کے گھر تشریف لائے اور جہان خاں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"ہم نے تمہیں منع کیا تھا!"

عرض کرنے لگا: "حضرت! میں قصوروار ہوں اللہ نور اور اس کے بیٹے کی کوئی بہادری نہیں ہے بلکہ حضور نے مجھے پکڑ لیا تھا آپ سے میرا کیا زور؟ ——— اور اب میں آئندہ ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں اور معافی کا خواستگار ہوں۔"

آپ نے فرمایا:۔

ز ہر نفس بقیامت شمار خواہد بود   گنہ مکن کہ گنہگار خوار خواہد بود

جہان خاں رونے لگا اور آپ کے قدموں میں گر گیا۔

وہ نقشِ قدم ہیں کہ مٹا سکتی ہے دنیا
لیکن مجھے اس در سے اٹھانا آسان نہیں

۲۹- اتباعِ سنّت

حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے عقیدتمندوں کو اتباعِ سنّت، امر و نہی کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جس شخص کے متعلق معلوم ہو جاتا کہ حقّہ نوشی کا عادی ہے اُسے ختمِ خواجگان میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دیتے اور یارانِ طریقت کو نہایت سختی سے حقہ نوشی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپکے عقیدتمندوں میں کوئی شخص تمباکو نوش نہیں ہوتا تھا۔

ایکدفعہ آپ کے غلاموں میں سے ایک شاہ آحمد سکنہ جلوال نے چند نا اہلوں کی صحبت میں نشست و برخاست کی وجہ سے حقّہ نوشی اختیار کر لی۔ اُسی ہفتے ایک رات چارپائی پر سویا ہوا تھا کہ عالمِ خواب میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نظر آئے۔ آپ نے غصے سے فرمایا "تم نے میرے منع کرنے

کے باوجود حُقہ نوشی شروع کر دی ہے۔ ساتھ ہی آپ نے خواب میں اس کے مُنہ پر ایسا زبردست طمانچہ مارا کہ شاہ احمد کی گردن ٹیڑھی ہو گئی۔

فوراً چیخ مار کر بیدار ہو گیا۔ گھر والوں نے اٹھ کر دیکھا کہ چہرہ سخت متورم (سُوجا ہوا) ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ گھر والوں کے دریافت کرنے پر بتایا کہ عالم خواب میں حضرت باواجی صاحب نے مجھے طمانچہ مارا ہے اور فرمایا تو میرا مرید ہو کر حُقہ نوشی کرتا ہے۔ اس لئے مجھے فوراً حضرت صاحب کے قدموں میں لے چلو۔ ؎

ساقی نے بزمِ خاص میں مجھ کو بُلا لیا
مجھ کو شریکِ محفلِ رندانہ دیکھ کر

آخر اس کے عزیز اُسے چارپائی پر ڈال کر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا:۔

"فقیر اپنے مرید کو حُقہ نوشی نہیں کرنے دے گا۔"

شاہ احمد نے گڑگڑا کر آئندہ کے لئے توبہ کی اور وعدہ کیا کہ آئندہ شریعت مطہرہ کے خلاف کوئی کام نہ کرے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ؎

از شریعت گر نہی بیروں قدم
در ضلالت آفتی و رنج و الم

۲۰۔ **دستِ شفا**۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مسکین غلام میاں منگا ساکن رنگی ضلع اٹک مرض جذام میں مبتلا ہو کر بے حد اندوہ گیر ہوا۔ علاج کثیر کے باوجود کچھ فائدہ نہ ہوا تو لاچار ہو کر درِ اقدس پر حاضر ہوا کیونکہ مولانا روم رحمۃ اللہ نے فرمایا ؎

ہین کہ اسرافیلِ وقت اند اولیاء
مُردہ را ز ایشاں حیاتست و نما

میاں منگا حضور کی خدمت میں گریہ وزاری کر کے عرض کرنے لگا: "حضور! میرے کھانے پینے کا انتظام بھی مشکل ہو گیا ہے کوئی شخص میرے ساتھ کھانے پینے کو تیار نہیں اس معذوری کی وجہ سے بے سہارا و بے آسرا ہو چکا ہوں۔ اب آپ کے سوا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں۔"

حضور نے نہایت ملائمت و شفقت سے فرمایا۔

"اچھا! تمہارا بھی اللہ تعالیٰ حافظ ہے کوئی فکر اپنے دل میں نہ آنے دینا!"

آپ اپنے ذکر نفی اثبات مشغول رہے اسی دوران لنگر کا کھانا درویشوں کے لئے لایا گیا۔ حضور نے اپنے دستِ مبارک سے منگا کے ہاتھ دُھلائے۔ اور کھانا اپنے مبارک ہاتھوں سے کھلایا۔ ہر لقمے پر آپ یہ دعا پڑھتے :۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئٌ فی الارض ولا فی السمآء ھو السمیع العلیم۔

اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے ایک ہفتے کے قلیل عرصہ میں اُسے شفائے کاملہ ہو گئی

ع دستِ شفا رسید مرض خود بخود گریخت

جب حضرت باواجی رحمۃ اللہ چورہ شریف تشریف لے آئے تو ہر وقت حضورِ اقدس کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور آپ کے وصال کے بعد خادمِ دربار ہو کر صاحبزادگان کی خدمت میں لگا رہتا اور قلبہ رانی کے کام میں مصروف رہتا۔ جب کوئی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک اس کے سامنے لیتا تو زار و قطار رونے لگتا۔ ؎

اوّل اے جاں ز دلم صبر و قرارم بردی
باز دیدی نہ بدز دیدہ نگاہے گاہے

۱۳۱- آوازِ ولی

ایک دفعہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے مال مویشی چر رہے تھے کہ ایک بچھڑا گم ہو گیا اور کسی دوسرے کے مویشیوں میں مل کر کہیں دُور چلا گیا۔ اور دوبارہ نہ مل سکا اس بات کو کئی سال گزر گئے۔

اتفاقاً ایک مرتبہ حضور اسی گاؤں میں تشریف لے گئے جہاں آپ کا وہ بچھڑا تھا آپ نے اس بچھڑے کو دیکھا جو اس وقت جوان ہو چکا تھا۔ آپ نے فوراً پہچان لیا۔ اور فرمایا۔

"اگرچہ یہ بچھڑا عمر رسیدہ ہو گیا ہے لیکن میں نے پہچان لیا ہے اور میرے مال مویشی کی نسل میں سے ہے اور میرا ہے۔"

وہ زمیندار جس کے پاس وہ بچھڑا تھا وہ کہنے لگا :۔ "یہ میرے گھر میں پانچ سال سے ہے

اور میرا اپنا مال ہے۔"

حضور نے گاؤں والوں کو تمام حالات بتائے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر آپ نے فرمایا: "اگر آپ اس فیصلہ کو دیکھنا چاہیں تو صبح سب لوگ اپنے اپنے مال مویشی لے کر میدان میں آئیں۔ خدائے عزّوجل خود فیصلہ فرمادے گا کہ حق پر کون ہے؟" اس پر سب راضی ہو گئے۔

اگلے دن سب لوگ اپنے اپنے مویشی لے کر گاؤں کے باہر ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔ حضور نے اس زمیندار سے فرمایا: "اگر وہ بچھڑا تمہارا ہے تو اُسے آواز دے کر بلا لو! ورنہ میں اُسے بلاؤں گا۔"

زمیندار نے بہت آوازیں دیں مگر بچھڑے نے کوئی پرواہ نہ کی بالآخر جب حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار آواز دی بچھڑے نے فوراً حاضر ہو کر قدموں میں سر رکھ دیا ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اس زمیندار نے اُسی وقت توبہ کی اور اقرار کیا کہ بلاشبہ یہ بچھڑا حضور کا ہے پھر بیعت ہو کر غلام خاص کا درجہ حاصل کیا۔

۳۲۔ مخالفتِ ولی

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک قاسم شاہ جو کہ موضع رنگی ضلع اٹک کی مسجد میں امام تھا آپ سے بداعتقاد ہو گیا۔ اسی گاؤں میں بختا ورحجام اور فقیر محمد زمیندار جو حضور کے مخلص مرید تھے اسی مسجد میں نماز پڑھتے تھے مولوی قاسم شاہ ہر روز بداعتقاد کرنے کے لئے کوئی نئی بات سناتا۔ اور حضور کی بے ادبی اور بدگوئی کرتا وہ بے چارے خاموشی سے سُن لیتے اور واپس چلے جاتے۔

ایک روز مولوی قاسم نے کہا: تمہارے بال بہت لمبے ہیں اور شرعاً حرام ہیں ان کو چھوٹے کرالو ورنہ مسجد میں نہ آیا کرو! ۔ بلکہ اگلے دن حجام بُلوا کر دونو کے بال کٹوا دیئے۔

دونو بیچارے اسی طرح حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کٹے ہوئے بال دیکھ کر آپ نے حال دریافت فرمایا دونوں نے عرض کی: "حضور! مولوی قاسم شاہ آپ سے بداعتقاد ہو گیا ہے اور ہمیں تنگ کرتا ہے جبراً ہمارے بال بھی کٹوا دیئے ہیں۔

فرمایا: "اللہ تعالےٰ اس کو اس کا بدلہ دے گا!"۔

لاجرم از قوّتِ مرد بدظن است
کاروانِ خویش راخود راہزن است

دونوں واپس گاؤں چلے آئے۔ چند دن بعد مولوی قاسم شاہ کو عالمِ خواب میں باواجی رحمۃ اللہ علیہ نظر آئے۔ آپ نے اس کے مُنہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ پاخانہ و پیشاب دونو خارج ہو گئے۔ اور سخت بیمار ہو گئے۔ صُبح اپنی والدہ صاحبہ کو بتایا کہ جب تک حضرت باواجی صاحب مجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ میرے صحت یاب ہونے کی کوئی اُمید نہیں۔ چنانچہ قاسم شاہ کو چارپائی پر ڈال کر حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ قاسم شاہ معافی کا خواستگار ہوا۔

آپ نے ازراہِ مہربانی دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا : "اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے گا۔"

گاؤں واپس آکر بیماری جاتی رہی اور بالکل تندرست ہو گیا۔ اِسی اثنا میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا وصال ہو گیا۔ مولوی قاسم شاہ پھر بداعتقاد ہو گیا اور یارانِ طریقت کی مخالفت کرنے لگا اور ان کو تنگ کرنے لگا۔ ؎

پست فکر دوں نہاد و کور ذوق
مکتبِ ملائے او محرم شوق

آخر ایک دن مولوی قاسم شاہ مسجد میں نمازِ تہجد کے لیئے آیا تو حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو بمعہ اپنے درویشوں کے دیکھا حضور نے فرمایا : "قاسم شاہ ! تمھیں ہماری بدگوئی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی ؟" یہ فرماکر آپ نے اُسے ایک زوردار طمانچہ مارا اور غائب ہو گئے۔ اسی دِن سے قاسم شاہ صرع (مرگی) کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ باوجود کثرتِ علاج و دَم تاحیات اس بیماری میں مبتلا رہا۔ ہمیشہ دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ یہ سب حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کے سبب ہے اس لیئے شفا ناممکن ہے۔ ؎

حکمتِ دین دل نوازی ہائے فقر قوّتِ دیں بے نیازی ہائے فقر

جب تک زندہ رہا ہر جمعرات کو آپ کے مزارِ اقدس کو اپنی داڑھی سے جاروب کیا کرتا۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بے شمار خوارقات و تصرفات کا ظہور ہوا لیکن بوجہ طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اخلاق و عادات

اتباعِ سُنّت ویسے تو اتباعِ سُنّتِ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی سلسلۂ نقشبندیہ کی اصل ہے لیکن حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ اپنے جملہ اقوال و افعال، حرکات و سکنات خورد و نوش، سفر و حضر غرضیکہ تمام امُور میں اتباعِ سُنّت کو اوّلیت دیتے بلکہ کوئی کام کرنا ہوتا تو پہلے یہ دیکھتے کہ اس سلسلے میں اسوۂ حسنہ کا طریق کار کیا ہے اور سُنّت و سیرت کی پوری پوری تقلید فرماتے۔

اپنے علاوہ اپنے ملنے والوں، مریدوں اور خلفاء کو بھی سنتِ رسُول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تقلید کی تاکید فرماتے۔ اور سُنّت کے خلاف کوئی بات گوارا نہ فرماتے۔

ادب و رعایتِ حقوق اپنی اور دوسروں کی حرمت کا خیال رکھتے ہمیشہ اپنے سے بڑوں کا ادب کرتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے اپنے تمام حالات و افعال کو حضُور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں صَرف فرماتے۔

ادب آموز زاں ادیب کہ اُو   ادب از حضرت خدا آموخت
بر کسے خوان سبق کہ در ہمہ حال   سبق از لوحِ کبریا آموخت

آپ ہر ایک کا حق بالالتزام ادا کرنے کی کوشش فرماتے۔ آپ کی محبت و شفقت غرباء و مساکین کے لئے بھی تھی۔ ان کی انتہائی تعظیم فرماتے سلام کرنے میں ہمیشہ تقدم فرماتے۔

بعض عقیدتمندوں نے ایک کہا کہ آپ انتہائی معمولی آدمی کو پہلے سلام کہتے ہیں حالانکہ پہلے آپ کو سلام کرنا اُن کا فرض ہے کیونکہ چھوٹوں کو بڑوں کی تعظیم کرنی چاہیئے۔ تو حضُور نے فرمایا: حدیث شریف میں ہے: مسلمانوں میں پہلے سلام کرنیوالے کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو صرف ایک نیکی ملتی ہے تو میں کیوں نہ سلام میں پہل کرکے دس نیکیاں حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

مزید فرمایا: حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چھوٹے بڑے کی تمیز مٹادی تھی یہ تمیز شیطانی ذہن کی پیداوار ہے۔ اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کو سلام کہتے وقت مقام و منصب کا کوئی خیال نہ رکھتے تھے۔ بلکہ ہر کسی کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ دوسرے کو ملتے وقت سلام میں سبقت لے جائیں۔

عاجزی وانکساری عاجزی وانکساری حضور کا شعار تھی اور آپ کے عقیدتمندوں اور دیگر حاضرین کو بے حد متاثر کرتی تھی۔ اِس فیض وصُحبت کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام خلفاء و مریدین مخلص عاجزی وانکساری کا پیکر بن گئے تھے۔ جب بھی کوئی غریب ومسکین پرانے اور پھٹے ہوئے کپڑوں میں آپ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ سب سے پہلے اس کے لئے دُعا فرماتے اور اس کی دل دہی فرماتے آبدیدہ ہو کر فرماتے :۔ اے اللہ! اس غریب مسکین کو صراطِ مستقیم پر استقامت فرما!۔

عُفو و درگزر عفو و درگزر آپ کا خاصہ تھی۔ اگر کسی سے آپ کے حق میں زیادتی ہو جاتی تو اُسے اللہ تعالیٰ کے لئے معاف فرما دیتے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبھی اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہ لیتے معمولی لغزشوں اور کوتاہیوں پر درگزر فرماتے۔ بلکہ عموماً اگر کسی کی غلطی سے یا کوتاہی سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی تو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے۔ جیساکہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ خلیفہ حسن علی آپ کی طرف سے بدظن ہو گیا تو اس کو نہ صرف آپ نے معاف فرمایا، بلکہ کمال شفقت والطاف سے اعلیٰ مقامات طے کرا کے خلافت عطاء فرمائی۔ اسی طرح میاں فقیر محمد سکنہ چُورہ نے حالانکہ آپ کے ساتھ اچھا رویّہ اختیار نہ کیا تھا اور آپ کی پرواہ نہ کی تھی جب اُس کے لئے اُس کے بھائی میاں احمد فقیر نے دعا فرمانے کی گزارش کی تو آپ نے اس کو معاف فرما کر نہ صرف دعاء فرمائی بلکہ تھوڑے عرصہ میں منازل سلُوک طے کرائیں اور خلافت سے نوازا۔ مُلّاں شرافت نے حالانکہ بزرگوں کی شان میں گُستاخی کی تھی۔ تو ایک عرصہ بعد جب وہ صدقِ دل سے معافی کا طالب ہوا۔ تو حضور نے نہ صرف اس کو معاف فرمایا بلکہ اعلےٰ مقامات سے نوازا۔

حلم حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ہر کسی سے نرمی و ملائمت، حلم و بردباری سے کلام فرماتے اور اکثر اپنے ذاتی نقصان ہونے پر بھی کبھی کسی پر غصہ نہ فرماتے اور اگر آپ کسی کے مُنہ سے اپنے متعلق کوئی خلافِ ادب یا بُرا کلمہ اپنی ذات کے متعلق سُن بھی لیتے تو اس سے اعراض فرماتے اور جواب دینے سے گریز فرماتے۔

حُسنِ خُلق اور مروّت حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ فرمانِ الٰہی "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم" ہمیشہ حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ کے مدِنظر رہتا۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان "لوگوں سے ہمیشہ خلق سے پیش آؤ!" کے نمونہ کے مصداق ہر چھوٹے

بڑے، بزرگ و خُورد، عالم و جاہل کے ساتھ اخلاقِ حسنہ سے پیش آتے۔ اپنے اسی اخلاقِ حسنہ کی بدولت آپ نے لوگوں کے دل جیت لئے اور ہزاروں بندگانِ خدا کو راہِ راست پر گامزن فرمایا۔

آپ سب سے مروّت کے ساتھ پیش آتے مروّت میں آپ کو اکثر اوقات تکالیف بھی برداشت کرنا پڑتیں اور نقصان بھی اٹھانا پڑتا۔ اس کے باوجود مروّت کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔

محبتِ مساکین حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ غریبوں مسکینوں سے ہمیشہ محبت و شفقت سے پیش آتے۔ امیروں اور تونگروں کی ہم نشینی سے عموماً دُور رہتے اور یہ حقارت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل تھا کہ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ۔ (یعنی اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی پر موت دے اور قیامت میں مساکین کے زُمرے میں حشر فرما)

مہمان نوازی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے۔ آپ کا لنگر عام تھا۔ مرید خلفاء، واقف ناواقف، زائر یا محض اجنبی آپ کی نظر میں سب یکساں تھے۔ اور لنگر سے ہر ایک کو ایک ہی قسم کا کھانا ملتا۔ امیر، غریب، بچے، بوڑھے سب برابر تھے۔ دن ہو یا رات، صُبح ہو یا شام، سردی گرمی، بارش آندھی ہر حال میں مہمان کی تواضع اس انداز میں فرماتے کہ اجنبی کے دل میں بھی آپ کی محبت، تواضع اور ایثار کا نقش جم جاتا اور اُس کے ذہن میں آپ کی مہمان نوازی کی یادگار ہمیشہ کے لئے قائم ہو جاتی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ آج حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کو ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن صاحبزادگانِ چورہ شریف کی مہمان نوازی اور ایثار حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور یہ لنگر و مہمان نوازی صرف عُرس پاک کے دنوں میں ہی نہیں بلکہ عام دنوں میں بھی جاری و ساری رہتی ہے۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خاصہ تھا کہ تمام مہمانوں اور حاضرین کو پہلے کھانا کھلاتے اور بعد میں حسبِ ضرورت خود کھانا تناول فرماتے۔ خوراک بے حد کم کھاتے۔

آپ کے دربار سے کبھی کوئی سائل خالی نہ گیا۔

قدسیہ

۱ - فرمایا:- آدمی کو دو چیزیں درُست اور دو چیزیں شکستہ رکھنی چاہئیں۔

۱- دین درست ۲. یقین درُست ۳- دست شکستہ ۴. پا شکستہ

(۱) دین درُست سے مراد، قولاً۔ فعلاً۔ اعتقاداً موافق شریعت ہو۔

(۲) یقین درست سے مراد، مواعیدِ الٰہی پر پورا پورا یقین ہو۔

(۳) دست شکستہ کا مطلب اشارۃً یا صریحاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔

(۴) پا شکستہ کے معنی کسی کے پاس کسی غرض سے نہ جائے یعنی محتاجی نہ کرے۔

۲ - فرمایا: "فقر و فاقہ" کامل طریقہ ہے۔ یعنی فقیر کے "ف" سے مراد فاقہ، "ق" سے مراد قناعت اور "ی" سے مراد یادِ الٰہی اور "ر" سے مراد ریاضت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ امور بجا لائے۔ تو "ف" سے فضلِ الٰہی "ق" سے قربِ مولا "ی" سے یاریٔ خدا اور "ر" سے رحمتِ الٰہی حاصل ہو۔ ورنہ "ف" سے فضیحت "ق" سے قہرِ الٰہی "ی" سے یاس اور "ر" سے رُسوائی ملے۔

۳ - فرمایا: طالب ذوق و شوق اور کشف و کرامت، طالب خدا نہیں۔

۴ - فرمایا: جس طرح طلب حلال مومنوں پر فرض ہے اسی طرح ترکِ حلال عارفوں پر فرض ہے کیونکہ درویشوں کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہے۔

۵ - فرمایا: جو مخدوم بننا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ پیر کی خدمت کرے۔ کیونکہ ؎

ہر کہ خدمت کرد اُو مخدُوم شد
ہر کہ خود را دید او محرُوم شد

۶ - فرمایا: رضائے پیرو مُرشد، قبولیتِ خلق و خالق کا سبب ہے۔ آزردگیٔ پیر، نفرتِ حق اور خلق کا سبب ہے۔ مزید فرمایا: پیر کی رضا سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کسی مجاہدہ و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

۷ - فرمایا: فقیر دل کی مراد سے خالی ہونے کو کہتے ہیں نہ کہ ہاتھ کے خالی ہونے کو۔

۸ - فرمایا، لوگوں کے عیب کو نیکی کی طرف تاویل کرو اور اپنی اچھی باتوں کو عیب کی طرف

تاویل کرد۔ پھر فرمایا: میں تو ہر ایک کو نیک ہی جانتا ہوں۔ جیسا کہ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

مرا پیر دانائے مُرشد شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آں کہ برخویش خود بیں مباش
دوم آنکہ برغیر بد بیں مباش

۹ - فرمایا: طالبانِ حق کو چاہیئے کہ ایک لمحہ جنابِ الٰہی سے غافل نہ ہوں تاکہ توجہ الی اللہ جل جلالہٗ بے مزاحمتِ اغیار ہو۔ اسی کو دوامِ حضور بھی کہتے ہیں۔ ملکہ دل ہو جائے اور کوئی مقصود دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ رہے۔

۱۰ - فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دنیا طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے آخرت سے محرُوم رکھتا ہے۔ لیکن دوستانِ الٰہی کے لیئے دنیا راحت کی جگہ نہیں راحت کی جگہ آخرت ہے۔

۱۱ - فرمایا: ترکِ دُنیا دل سے ہوتی ہے نہ کہ اسباب سے۔

۱۲ - فرمایا: طالبِ مولا کو سوائے ذات باری کے کسی اور سے محبّت نہیں ہونی چاہیئے۔

۱۳ - فرمایا: سب سے بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے۔

۱۴ - فرمایا: ہر روز پچیس ہزار مرتبہ اسمِ ذات کا وِرد ضروری ہے کیونکہ اسم ذات سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور نفی اثبات سے سلوک۔

۱۵ - فرمایا: جس قدر طالب میں شکست و عاجزی زیادہ ہوتی ہے اُسی قدر فیض اس پر زیادہ وارد ہوتا ہے۔

۱۶ - فرمایا: سالک کو چاہیئے کہ نیچی نظر رکھ کر چلا کرے۔

خوئے سگاں ہست بہر سُو نگاہ
شیر سر افگندہ دَوَد سوئے راہ

۱۷ - فرمایا: زیادہ بولنا اور ہنسنا غفلت سے ہے۔

۱۸ - فرمایا: سلوک حاصل کرنے کی چند شرطیں ہیں۔ اوّل استعداد۔ دوم پیرِ کامل سوم فیضِ الٰہی۔

۱۹ - فرمایا: ایک مراد ہوتے ہیں دُوسرے مرید، مراد وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف

کھینچے اور مرید وہ ہے جو خود محنت و ریاضت کر کے مقام حاصل کرے۔

۲۰۔ فرمایا: مدارِ کار دو چیزوں پر ہے۔ اول محبتِ پیر، دوم اتباعِ شریعت۔

۲۱۔ فرمایا: رستگاری عبادت میں نہیں گناہوں سے بچنے میں ہے۔

۲۲۔ فرمایا، فقر بڑی دولت ہے یہ دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنی چاہیئے۔

۲۳۔ فرمایا، دوست ہو یا دشمن سب سے اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔

حضرت باواجی قدس سرہ کے صاحبزادگان

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب
گر دلیلت باید از وے رُو متاب

حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ظاہری حیات میں ایک عظیم اکثریت کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے مستفیض فرمایا۔ جن میں آپ کے اتباعِ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اخلاق عالیہ فقر، درویشی، جمال، جلال، عبادات، کشف و کرامات، لطائفِ قلب اور دیگر عوامل کا حصہ تھا آپ کی مقبولِ انام شخصیت کی پنجاب، سندھ، سرحد، کابل اور ہند و پاک کے کثیر التعداد مسلمانوں میں بے پناہ مقبولیت ہوئی۔

سب سے پہلے آپ نے اپنے چاروں صاحبزادگان حضرت خواجہ سید احمد گل، حضرت خواجہ سید فقیر محمد، حضرت خواجہ سید دین محمد المعروف حضرت تُلّاجی اور حضرت خواجہ سید شاہ محمد المعروف حضرتِ خُورد رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایسی تربیت فرمائی کہ کم ہی کسی کی ساری کی ساری اولاد ایسے عظیم ظاہری و باطنی مقامات و مکاشفات اور واردات سے مستفیض ہُوئی ہو گی۔ پھر صرف اولاد ہی نہیں آج سوا سو سال گزرنے کے باوجود، آپ کے صاحبزادگان کی اولاد میں آج بھی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں کثیر التعداد اولیائے کاملین موجود ہیں۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادگان کے طفیل دنیا میں ایسا فیضِ عام ہوا کہ انہیں کے صدقے باولی شریف، علی پور شریف، راولپنڈی، موہڑی شریف، بگہ شریف، پشاور، آلو مہار

شریف، کیساں شریف، موہڑہ شریف، دادو شریف، گوجرو شریف، شیخ پور مکان شریف لُدھیانہ پونچھ شریف، بسائیں شریف، پنج وڑ، سرانوالی میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض ایک دنیا میں عام ہوا ایسے ہی موقع پر شاید کسی نے کہا تھا۔ ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب

حضرت باواجی قدس سرہٗ کے خُلفاء

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ چار صاحبزادگان کے علاوہ آپ نے جن ہستیوں کو فیض یاب کر کے خلافت سے نوازا۔ اُن کا ذکر مختصراً پیش ہے۔

۱۔ حضرت عجب نُور رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت اللّٰہ نُور رحمۃ اللہ علیہ

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے ایک قلیل عرصہ میں حضرت اللہ نور رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عجب نور رحمۃ اللہ علیہ قوم خٹک دونوں حقیقی بھائیوں کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج کے لیے خلافت عطا فرمائی۔ ان دونوں بھائیوں کو افغانستان میں ایسی شہرت نصیب ہوئی کہ ان کو بیعت کرنے کی فرصت محال ہو گئی ملک افغانستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ شروع ہوئی۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا وہ دَور دورہ ہوا کہ تمام خلفاء میں اس کی مثال ناپید ہے۔

ایک دن ایک درویش جو سلسلہ چشتیہ سے منسلک تھا دونوں بھائیوں کے پاس آیا۔ اور اس بات کا ذکر چل نکلا کہ اولیائے ہند زبردست ہیں کہ اولیائے افغانستان؟ لیکن بقول غالب ؎

یہ وہ درد نہیں کہ پیدا کرے کوئی

خلیفہ اللہ نور رحمۃ اللہ علیہ نے بعد از نماز عشاء مسجد میں حاضرین مجلس کے سامنے ایک پتھر لا کر رکھا اور ان چشتی درویش صاحب سے فرمایا کہ آپ اس پر توجہ فرمائیں۔ بندہ بھی توجہ کرے گا چشتی صاحب نے ذکر الٰہی شروع کیا اور اسمائے الٰہی کی کافی ضربیں لگائیں۔ لیکن پتھر پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کے بعد خلیفہ اللہ نور رحمۃ اللہ علیہ بسم اللہ شریف پڑھ کر اور کلمہ تمجید پڑھ کر متوجہ ہوتے اور اسم ذات سے ضربیں

دیں. بفضلِ الٰہی پتھر اپنی جگہ سے حرکت میں آیا. علاقہ کا سردار اس پتھر کو بطور تبرک اپنے گھر لے گیا اور گاؤں والوں کی ایک کثیر تعداد داخلِ سلسلہ نقشبند مجددیہ ہوئی.

کی ایک ہی نگاہ کہ بس خس وخاشاک ہوگئے ؎

۳. خلیفہ ہادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ (نتھیال شریف)

ہادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ موضع کاٹ میں ایک مولوی صاحب سے "کتاب شرح الیاس" پڑھا کرتے تھے جو کہ ڈاڈر شریف سے دس میل کے فاصلہ پر ہے. ایک رات حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں "نامدار! فوراً میرے پاس تیزئی چلے آؤ!".

جب بیدار ہوئے تو طبیعت بے قرار ہوگئی. آپ کے استاد صاحب نے پریشان دیکھ کر سبب دریافت فرمایا تو آپ نے اپنا خواب بیان کیا. انھوں نے اسی وقت ایک رفیق ساتھ دے کر آپ کو تیزئی شریف روانہ فرمایا. جب تیزئی شریف کی مسجد میں پہنچے تو خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ حضور کے چھوٹے بھائی سے ملاقات ہوئی دریافتِ حال پر حضرت نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب بیان کیا. آپ نے فرمایا کہ اگر بیعت کرنا چاہتے ہو تو میری بیعت ہو جاؤ. ہادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ جس صورت نے مجھے خواب میں دیدار کرایا تھا. میری بیعت صرف اُنہی سے ہوگی.

اتنے میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے. ؎

بزمِ ہستی میں ہمیں لائی ہے چاہت تیری
تو نہ اس بزم میں ہوتا تو نہ آتے ہم بھی

نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً خواب والی صورت کو پہچان لیا. اور بیعت ہو کر داخلِ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ ہوئے. اور حضور کی خدمت میں ایک عدد سُرمہ دانی اور ایک پیسہ نانک شاہی بطور نذر پیش کیا اور نہایت عاجزی سے عرض کی:

"حضور! یہ نانک شاہی پیسہ مجھے ایک نمازِ جنازہ پڑھانے کے بعد حیلہ اسقاط میں ملا ہے."

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرما کر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمھیں عظیم دولتِ ایمان نصیب فرمائے گا.

حضرت خواجہ ہادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ عرصہ چھ سال تک حضور کی خدمت میں لکڑیوں کی فراہمی اور درویشوں کی خدمت پر مامور رہے اس عرصہ میں آپ کو سر دھونے کی فرصت بھی نہ مل سکی۔ ایک دفعہ خواجہ سید گل محمد رحمۃ اللہ علیہ نے زبردستی آپ کا سر مبارک دھو ڈالا لیکن بال ایسے اُلجھے ہوئے تھے کہ اُن میں کنگھی نہیں چل سکتی تھی۔ خواجہ صاحب سارا دن ایک ایک بال علیحدہ کرتے رہے اور شام تک بڑی مشکل سے کنگھی کی۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو دوسرے روز ہی نامدار شاہ کو خلافت و اجازتِ بیعت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ عطا فرمائی۔

اُنہی دنوں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بڑے فرزند احمد گل رحمۃ اللہ علیہ (جو تین کوس کے فاصلہ پر تعلیم حاصل کرنے گئے تھے) کی بیماری کی اطلاع ملی۔ آپ بہت پریشان ہوئے اور اپنے ایک خلیفہ عجب نور رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: عجب نُور! اگر تم جا سکتے ہو تو جا کر احمد گل کو یہاں لے آؤ!"

عرض کی: "حضور! مجھے ایک ضروری کام ہے اس لئے معذرت خواہ ہوں۔"

ان کے بھائی اللہ نور سے فرمایا انھوں نے بھی معذرت چاہی۔ اتنے میں ہادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ دست بستہ عرض گزار ہوئے کہ غلام حاضر ہے تعمیلِ ارشاد کو دل و جان سے حاضر ہوں۔

منم آنم کہ از یکے جلوۂ دل و جانم سوخت
چیست یک جاں کہ بر آں شاہ فدا کردی

ہادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت روانہ ہوئے اور صاحبزادہ سید احمد گل رحمۃ اللہ علیہ کو حضور کے پاس لے آئے۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو رات کو استخارہ کے دوران حکم ہوا کہ نامدار شاہ کو خلیفہ بنا کر پنجاب کی طرف روانہ کر دیا جائے۔

صبح کے وقت آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ تمہارے فیض سے ایک جہاں کو منور کرے گا۔"

اور حضور نے شجرہ شریف نقشبندیہ مجددیہ معہ اجازت خلافت دے کر ہادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو پنجاب روانہ فرمایا۔ پنجاب پہنچتے ہی اس قدر خلقِ خدا آپ سے فیض یاب ہوئی۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ صاحبزادہ سید فیض الحسن آلو مہار شریف ضلع سیالکوٹ کے پردادا سید چنن شاہ قدس سرہٗ نے آپ سے ہی فیض پایا تھا۔

آبروئے ما ز استغنائے اُوست
سوزِ ما از شوقِ بے پروائے اُوست

آپ کا مزار مبارک نقیبال شریف نزد کھنڈا بسال ضلع اٹک میں اب بھی مرجع خاص و عام ہے۔

۴۔ خلیفہ حسن علی رحمۃ اللہ علیہ، بھوت مار ضلع اٹک

در نگاہش مستی اربابِ ذوق
جوہرِ جانش سراپا جذب و شوق

ایک دفعہ آپ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پنجاب کے سفر سے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں خلیفہ حسن علی رحمۃ اللہ کو حضور سے بدظنی شروع ہو گئی۔ رفتہ رفتہ اِس طرح سوچنے لگے اور فکرمند ہوئے کہ تپ شروع ہو گیا۔ تو بدگمانی اور بھی زیادہ ہو گئی سوچا کہ دن کو تو مناسب نہیں البتہ رات کے وقت جب سب لوگ سو رہے ہوں گے۔ میں بھاگ جاؤں گا۔ یہ کیا فقیری ہے کہ دن رات سفر میں خراب ہوتے رہتے ہیں۔

اتفاقاً اُس رات آپ کا قیام موضع لاچی متصل کوٹ میں ہوا۔ اور دعوت سردار خاں گل خان سردار امیر خاں اور سردار سمند خاں صاحب نے کی لیکن خلیفہ حسن علی رحمۃ اللہ نے بوجہ تپ کھانا نہ کھایا حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے گوشت کے شوربہ میں روٹی نرم کر کے رکھ لی۔

قریباً نصف شب گزری ہو گی کہ حضور چراغ روشن کر کے مولوی حسن علی رحمۃ اللہ کے پاس تشریف لے گئے اور استفسار فرمایا: "حسن علی! کیا حال ہے؟"

عرض کی: "یا حضرت! تپ کا بہت زور ہے اور سخت تکلیف میں ہوں۔"

پوچھا: "کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے؟"

عرض کی: "بالکل نہیں!" فرمایا: "اچھا! تھوڑی سی نسوار استعمال کرو!"

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے خلیفہ صاحب کو نسوار دی۔ فوراً بخار اُترنے لگا اور ہوش و حواس درست ہو گئے۔ آپ نے پھر پوچھا: "اب کچھ کھانا ہے؟"

عرض کی: "حضور! اب دل چاہتا ہے۔"

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ گوشت کے شوربے والی روٹی جو شام کے وقت رکھی تھی آپ کو کھانے کے لئے دے دی۔ آپ نے رغبت کے ساتھ وہ روٹی کھائی۔

فرمایا: حسن علی! ایک دو روز کے بخار سے تم بداعتقاد ہو چلے ہو۔ فقیر کو تو انتہائی درجہ ثابت قدم ہونا چاہیئے اور استقامت اس درجہ ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۱؎

اور فقر میں تو ہزار ہا قسم کے وہم اور بداعتقادی کے خیالات ظاہر ہوتے ہیں لیکن اِس منجدھار سے کامران وہی نکلتے ہیں جو ثابت قدم رہتے ہیں اور استقامت اختیار کرتے ہیں۔

خلیفہ حسن علی حضور کے قدموں میں گر پڑا اور بے حد پشیمان ہوا۔ معافی کا خواستگار ہوا۔

آپ نے فرمایا: "اہل اللہ کسی کے ساتھ ناراض نہیں ہوتے نہ غصہ میں آتے ہیں جب کوئی خفگی کبھی کبھار ظہور میں آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور اِس میں وہ مجبور ہوتے ہیں"

آپ نے خلیفہ حسن علی کو گلے لگا لیا۔ اور خلافت واجازتِ بیعت عطا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے خلیفہ حسن علی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ مقام بخشا کہ کم ہی لوگ اس طرح فیضیاب ہوئے ہوں گے۔

آپکی وفات ۶ محرم الحرام ۱۲۹۰ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک موضع بھوت مار متصل بسال ضلع اٹک میں ہے۔

۵۔ خلیفہ میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ (چوہ ضلع اٹک)

فقر ذوق و شوق تسلیم و رضا است
ما امینیم ایں متاعِ مصطفےٰ است

میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے خواصوں میں شمار ہوتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ آپ کی نقل مکانی سے تقریباً گیارہ برس پہلے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم خواب میں میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کو وادی اٹک میں برلب آب کس (اندی) وہ جگہ بتائی۔ چنانچہ میاں صاحب نے اہل دیہہ کو ساتھ لیکر پتھر اکٹھے کئے اور آبادی کے لئے نشانات نصب کئے اور مسجد کی بنیاد رکھی۔

۱؎ سورہ حم سجدہ - ۳۰۔

پھر گیارہ سال بعد حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جگہ سکونت اختیار فرمائی۔ جہاں سے اکنافِ عالم میں فیض نقشبندیہ مجددیہ کا سے کدہ جاری ہوا۔ اور ہے۔

جب حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف تشریف لائے اور ڈیڑھ سال بعد ۱۲۸۶ھ میں واصل بحق ہوئے تو میاں صاحب نے خود اپنے ہاتھوں سے حضور کی قبر مبارک تیار کرنے کا شرف حاصل کیا اور اپنی باقی تین سالہ زندگی حضور کے روضۂ اقدس پر غلام اور خادم بن کر رہے۔ کیونکہ ؎

جھکی ہے تیرے در پہ آفتاب

اُٹھے جبیں تو جبیں نہیں ہے

میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہونے کا قصہ بھی عجیب ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے سفر پر تھے کہ آپ کا ارادہ موضع اورنگ آباد سے رنگی جانے کا ہوا تو حضور کے خلیفہ خاص میاں احمد فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کہ حضور میرے غریب خانہ چورہ بھی تشریف لے چلیں۔ آپ نے اسے منظور فرمایا۔ اس وقت آپ کے ساتھ کافی درویش تھے۔

راستہ میں میاں احمد فقیر رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھائی میاں فقیر محمد کاشتکاری میں مصروف تھے انھوں نے تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے حضور کو سلام بھی نہ کہی خلیفہ میاں احمد فقیر کو سخت شرمندگی ہوئی اور آپ کی خدمت میں عرض کی ۔

"حضور! یہ میرا حقیقی بھائی ہے جس نے حضور کو سلام بھی نہیں کہا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ اس کو راہِ راست پر لائے !"

حضور نے دُعا فرمائی۔ ابھی موضع رنگی نہیں پہنچے تھے کہ میاں فقیر محمد کو ایسا مہیب اور دردناک واقعہ نظر آیا کہ بے قرار ہو کر کاشتکاری چھوڑی اور حضور کے پیچھے دوڑے اور جلد ہی آپ سے جا ملا۔ آپ اس وقت گھوڑی پر سوار تھے۔ کہ میاں فقیر محمد سائل بیعت ہوئے۔ آپ نے سواری کی حالت میں میاں صاحب کو بیعت فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم درجات عطا فرمائے۔ ؎

جانم از سوزِ کاوشش در گداز

دستِ اُو بوسیدم از راہِ نیاز

۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

۶۔ خلیفہ میاں احمد فقیر رحمۃ اللہ علیہ سکنہ چوہ ضلع اٹک

خلیفہ میاں احمد فقیر رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم شخصیت ہوتے ہیں۔ آپ نے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں خلافت و اجازت بیعت حاصل کر لی۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم اور بلند پایہ خلفاء میں سے تھے۔ یہ وہی میاں احمد فقیر تھے جن کی مخلصانہ کوششوں اور پیہم اصرار پر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے آباؤ اجداد کے وطن کو خیر باد کہہ کر علاقہ پنجاب میں میاں احمد فقیر رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کے باہر ڈیرہ لگایا۔ پچھلے صفحات میں واقعہ گزر چکا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ آپ کے بھائی میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ حضور کی طرف راغب تھے۔ تو آپ ہی کی درخواست پر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کو وہ مراتب حاصل ہوئے کہ خلافت و اجازت بیعت سے مشرف ہوئے۔

خلیفہ میاں احمد فقیر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا۔ ؎

صدق و اخلاص از نگاہش آشکار
دین و دولت از وجودش استوار (اقبالؒ)

۷۔ خلیفہ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ (سکنہ کنٹ)

ایک دن خلیفہ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ دل کی صفائی کس طرح ہوتی ہے اور اولیاء اپنے مریدوں کو کس طرح تابع کر لیتے ہیں۔ شاید کوئی چیز دم کر کے کھلا دیتے ہیں یا کچھ پڑھتے ہیں بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ ؎

خرد واقف نہیں نیک و بد سے — بڑھی جاتی ہے اپنی حد سے
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے — خرد بیزار دل سے، دل خرد سے

۱؎ خلیفہ احمد فقیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اب تک باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے باوفا چلی آ رہی ہے اور بزرگوں کی روایات کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

جان محمد اسی اُدھیڑ بن میں تھے کہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ اور فرمایا:
"جان محمد! میرے نزدیک آؤ" جب خلیفہ جان محمد قریب آئے۔ تو فرمایا:۔
"یہ نسوار لے لو! یہ بھی عجیب چیز ہے"
جب آپ نے نسوار استعمال کی تو دل میں ایسی روشنی، کشش و کشف پیدا ہوئی کہ سبحان اللہ! فوراً دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ جو تبدیلی دل میں ہوتی ہے یہ سب نسوار کا اثر ہے۔ کوئی کرامت یا بزرگی نہیں یہ تبدیلی صرف نسوار کے استعمال سے آئی ہے۔ اس لئے سوچا کہ جب حضور آرام فرما رہے ہوں گے میں نسوار کی ڈبیہ لے کر چلا جاؤں گا۔ اور میں بھی اپنے مریدوں کو اسی نسوار سے صفائی قلب کرایا کروں گا۔ چنانچہ جان محمد نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ کی نسوار چُرا لے گئے۔ جب وہی نسوار خود استعمال کی تو کچھ صفائی قلب وغیرہ نہ ہوئی اور نہ ہی مکاشفہ ہوا۔ چنانچہ پھر واپس آکر نسوار کی ڈبیہ حضور کے پاس رکھ کر چلے گئے۔ نماز ظہر کے وقت جب حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے جان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:۔
"جان محمد! معمولی اور پست خیالات کو ذہن میں نہیں آنے دینا چاہیئے اور اعتماد، یقین اور اعتقاد پر استقامت اختیار کرنی چاہیئے"۔

علم کا مقصود ہے پاکیِ عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ

اُسی دن سے جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ترکِ رہائش گھر کی اور حضور کی غلامی میں قلب و نگاہ کی عفت میں مصروف ہو گئے اور عظیم مراتب حاصل کئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

۸۔ خلیفہ مولوی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ موضع خونی چک متصل گجرات

مولوی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص تھے۔ اور نہایت مخلص عقیدت مندوں میں شمار ہوتے تھے۔
ایک دفعہ بہت سے دوسرے خلفاء کے ساتھ مولوی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ لنگر کا وقت ہو گیا۔ اس روز تمام درویشوں کے لئے کھچڑی تیار کی گئی تھی۔ حضور نے خلیفہ خان عالم قدس سرہٗ مولوی فضل الدین قدس سرہٗ اور مولوی مست علی قدس سرہٗ

کو ایک جگہ کھلے فرش پر بٹھایا۔ اتفاقاً کھچڑی میں جو گھی ڈالا گیا تھا۔ مولوی فضل الدین رحمۃ اللہ کی طرف چلا گیا۔
حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ خان عالم رحمۃ اللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"آج تو مولوی فضل الدین اپنے کشف کے ذریعے تمام گھی اپنی طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔"

حضور کا یہ کہنا تھا کہ مولوی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کو عجیب کشف اور صفائی قلب حاصل ہو گئی۔

دل ز دیں سرچشمۂ ہر قوت است
دیں ہمہ از معجزاتِ صحبت است

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت و اجازتِ بیعت عطا فرمائی۔ صاحب کشف و کرامات تھے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و ترقی کے لئے آپ نے عظیم خدمات انجام دیں۔ آپ ایک سو سال سے زائد عمر مبارک میں ماہ شعبان ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں واصل بحق ہوئے۔ مزار مبارک موضع خونی چک متصل گجرات میں ہے۔

۹۔ خلیفہ خان عالم رحمۃ اللہ علیہ، باولی شریف گجرات

حضرت قبلہ عالم باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ خان عالم رحمۃ اللہ کو اپنی خاص گھوڑی سمند رنگ کی خدمت اور نگہداشت پر مقرر فرمایا تو آپ نے اس سمند رنگ گھوڑی کی خدمت کی کہ قلم بیان کرنے سے عاجز ہے۔ آپ گھوڑی کے قدموں کو ہاتھ لگا کر اپنے تمام جسم پر پھیرتے۔ جب تک گھوڑی سامنے رہتی آپ کھڑے رہتے۔ اور اگر کوئی مریض خلیفہ صاحب کے پاس آتا۔ تو آپ گھوڑی کے دہانہ کو دھو کر وہ پانی اسے پلا دیتے اللہ تعالیٰ اُسے شفا دے دیتا۔

خلیفہ خان عالم رحمۃ اللہ علیہ ضلع گجرات کے موضع کھری نزد جلال پور جٹاں میں تولد ہوئے شادی خانہ آبادی کے بعد مستقل طور پر باولی شریف (گجرات) میں مقیم ہو گئے۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں خلافت و اجازت بیعت حاصل کر لی۔ متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شب بیدار عابد و زاہد تھے۔ بادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید پیر جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان اُمت سے خصوصی تعلقات تھے۔ آپ کا وصال ۲۔ ذوالحجہ ۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء میں ہوا۔ مزار اقدس باولی شریف سے جنوب کی طرف ایک ٹیلہ پر واقع ہے۔

۱۰- میاں صُوبہ رحمۃ اللہ علیہ دکھاریاں ضلع گجرات،

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں سے ایک باوفا غلام تھے۔ حضور کی خدمت میں خلیفہ بادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آپ کے ذمہ لنگر کے لیئے آب رسانی تھی۔

ایک دفعہ خلیفہ خان عالم باولی شریف، خلیفہ سید چنن شاہ آلومہار شریف اور چند دیگر خلفاء رحمۃ اللہ علیہم حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لیئے ڈراؤر شریف حاضر ہوئے۔ تو حضور نے رات کو فراغتِ طعام کے بعد دوستوں کو توجہ اور مراقبہ سے مسرور فرمایا اور پھر فرمایا:-

"میں اب اپنے حجرہ کو جاتا ہوں، میرے مہمان آنے والے ہیں۔ اُن کی خاطر داری ضروری ہے آپ سب آرام فرمائیں۔"

جب حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ تو سب دوستوں کو خیال گزرا کہ وہ کوئی خاص مہمان ہوں گے۔ جن کی خاطر داری کے لیے حضور تشریف لے گئے ہیں۔ میاں صوبہ رحمۃ اللہ علیہ بول اُٹھے "حضرت باواجی صاحب رات کو چشمہ پر عبادت کرنے جایا کرتے ہیں وہاں عجیب مشاہدات اور قابلِ دید نظارے ہوتے ہیں۔"

یہ سُن کر سب حاضرین نے میاں صوبہ رحمۃ اللہ علیہ سے اصرار کیا کہ اگر تم ہمیں وہاں لے چلو تو ہم بھی ان مشاہدات سے فیض پائیں۔ چنانچہ میاں صاحب سب کو ساتھ لے کر قصبہ ڈراؤر شریف سے تقریباً نصف میل باہر لے گئے۔ جہاں چاند کی روشنی میں سب دوست ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے دیکھا کہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے گرد جنگل کے شیر کھڑے ہیں اور حضور ہر ایک کو ایک ایک لقمہ ہریسہ اپنے کاسہ مبارک سے دیتے ہیں۔ جب فارغ ہو چکے تو آپ نے چشمہ سے وضو کیا۔ نفل ادا کیئے۔ بعد از دُعا ہر ایک شیر باری باری حضور کے سامنے سر بسجدہ ہو کر جاتا تھا اور آپ ہر ایک کے سر پہ ہاتھ پھیرتے تھے یہاں تک کہ سب چلے گئے۔ اور حضور واپس مسجد کی طرف چلے آئے۔ سب یارانِ طریقت ڈر کے مارے راستہ سے ایک طرف ہو گئے۔ اور پھر واپس آ گئے۔

صبح نمازِ فجر کے بعد حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

"میاں صوبہ سے کہہ دو کہ ہمارے سامنے نہ آئے!"

حاضرین نے عرض کی: "حضور! اس ناراضگی کا سبب کیا ہے؟"

فرمایا: "میاں صوبہ نے میرا راز افشا کیا ہے اس لئے ہم اسے دیکھنا نہیں چاہتے"

اس کے بعد میاں صوبہ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً چار برس حضور کے پاس رہے لیکن اس دوران حضور نے کبھی ان سے بات بھی نہیں کی۔ رات دن میاں صاحب روتے رہتے اور زبانِ حال سے کہتے ؎

بستہ ام دل با سرِ زلفِ کسے — دانم ایں آغاز بے انجام را

چوں نہادم پا بہ راہ عاشقی — سوختم سامانِ ننگ و نام را

یا قفس را از نگاہم دور کن — یا قریبِ آشیاں نہ دام را

ایک دن بخت نے یاوری کی کہ حضور مسجد کی طرف آ رہے تھے میاں صوبہ چیخ مار کر آپ کے قدموں پر گر گئے اور عرض کی ع

در کوئے تو مردن بہ از روئے تو دور

رحمت جوش میں آئی اور فرمایا:۔

"جاؤ! تم کو خلافت اور اجازتِ بیعت ہے لیکن اس سے پہلے میری وصیت ہے کہ میرے خلیفہ نامدار شاہ کی قبر پر تین سو ختم قرآن پاک پڑھو اور دوسرے میرے پوتے قاضی عادل شاہ سے قرآن شریف دہرانا شروع کرو!"

خلیفہ میاں صوبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور کی دونوں وصیتوں پر عمل کرنے کے بعد حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کی قبر مبارک پر بھی ایک سو مرتبہ قرآن کریم ختم فرمایا۔ ؎

نقشِ قرآن تا دریں عالم نشست
نقش ہائے کاہن و پاپا شکست
فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

خلیفہ میاں صوبہ رحمۃ اللہ علیہ دربارِ عالیہ سے رخصت ہو کر کھاریاں تشریف لے گئے اور خلقِ خدا کو اپنے فیضِ بے پایاں سے نوازا۔

مزار مبارک متصل اسٹیشن کھاریاں ضلع گجرات مرجع خاص و عوام ہے۔

۱۱۔ خلیفہ خدا بخش بنی والا رحمۃ اللہ علیہ (سکنہ پوڑیسوال ضلع راولپنڈی)

خلیفہ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ حضور قبلۂ عالم کے نہایت مخلص عقیدتمند تھے۔ اور خلافت عطا ہونے سے پہلے حضور کی خدمت خانہ کے لئے آب رسانی پر مامور تھے۔

جب خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز ہو کر اپنے وطن روانہ ہونے لگے تو حضور نے آپ کو ایک پتھر دم کر کے دیا اور فرمایا "اپنے گاؤں میں ایک تالاب بناؤ اور اس کے کنارے اس پتھر کو دفن کر دو۔" چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ نتیجتاً تالاب کے کنارے ایک نہایت عمدہ باغ تیار ہوا۔ مفصل واقعہ حضور کی کرامات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے محبِ خاص ہونے کی وجہ سے آپ پر عنایات و فیضانِ کثیر تھا۔ آپ نے خلقِ خدا کو اپنے فیض سے مالامال فرمایا۔ ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک اپنے گاؤں سے باہر برلبِ تالاب پوڑیسوال ضلع راولپنڈی میں ہے۔

بفرمان صاحبزادہ سید صوفی محمد مسعود الحسن مدظلہٗ خلیفہ خدا بخش کی اولاد ماشاء اللہ اپنے بزرگوں کے سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہے اور وہ تالاب بھی بدستور موجود ہے اس کا پانی ختم نہیں ہوا۔

۱۲۔ خلیفہ صاحبزادہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ (باولی شریف)

آپ خلیفہ خان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے اور حضور سے بیعت ہو کر خلافت و اجازتِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ بڑے ہی صادق الاعتقاد تھے۔ اپنے والد بزرگوار کی طرح بے شمار مسلمانوں کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے منسلک کیا۔ لیکن افسوس! آپ کی اولاد اس دنیائے فانی میں باقی نہ رہی۔

۱۳۔ خلیفہ احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ (افغان)

آپ نہایت خلیق اور عابد و زاہد تھے۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کر کے کثرتِ مراقبہ کی وجہ سے عظیم مقام پر فائز المرام ہو گئے۔ ایک بار اپنے یارانِ طریقت میں ذکر الٰہی میں

معروف تھے کہ کسی صاحب کو بھی وجد نہ ہوا۔ بعد از فراغت ایک یارِ طریقت نے کہا۔

"آج مراقبہ کے وقت شاید حضرت باواجی صاحب نے توجہ بند کر دی اس لیے وجد نہ ہوا"

تو خلیفہ احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً تیس میل کے فاصلے پر تھے۔ فرمایا۔

"حضور نے توجہ بند نہیں فرمائی بلکہ آپ اس وقت موضع چنگی میں نماز عصر میں کھڑے تھے اب حضور نماز ادا فرما چکے ہیں۔ اب مراقبہ کرو اور فیض پاؤ!"

اُسی ہفتہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو ایک دوست نے حضور سے دریافت کیا کہ کیا واقعی آپ فلاں دن فلاں وقت موضع چنگی میں تھے؟ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر تنبیہہ فرمائی کہ اگر آئندہ میرا حال ظاہر کیا تو حلقۂ یارانِ طریقت سے نکال دیا جائے گا اور فرمایا: "صوفی کو اظہارِ حال نہیں کرنا چاہیئے"۔

یا رب ایں آتش کہ در جان من ست
سرد کن بر من چوں کردی بر خلیل

۱۴- خلیفہ مُلّاں بہادر رحمۃ اللہ علیہ گرسی۔

خلیفہ مُلّاں بہادر رحمۃ اللہ علیہ حضور کے جاں نثار خادم تھے ہر وقت آپ کی خدمت میں رہتے ایک دفعہ خلیفہ ملاں بہادر رحمۃ اللہ علیہ اپنی زراعت دیکھنے گئے۔ تو خیال آیا اگر یہاں کنواں بنالوں تو سبزی وغیرہ حضرت باواجی صاحب کے عقیدتمندوں کو پہنچا دیا کروں۔ اور یارانِ طریقت اور حضور کے خاندان کے آرام و آسائش کا باعث ہو کر سعادتِ دارین پا جاؤں۔

چنانچہ دوسرے دن اپنے بیٹوں کو ساتھ لے کر کنواں کھودنا شروع کیا۔ تین چار گز کھودنے کے بعد نیچے پتھر بہت سخت معلوم ہوا۔ ناچار دوسرے ہفتہ دوسری جگہ کنواں کھودنا شروع کیا۔ اس کے نیچے بھی بہت سخت پتھر آگیا تو خلیفہ مُلّاں بہادر نے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ عرض کیا آپ نے فرمایا۔ "ایک پتھر لاؤ!" مُلّاں بہادر رحمۃ اللہ علیہ پتھر لائے تو حضور نے اس پر اپنے لب مبارک لگا کر دم فرمایا اور ارشاد فرمایا: "اس پتھر کو کنویں میں زور سے ڈال دو!"

اللہ تعالیٰ کنویں میں بہت زیادہ پانی جاری کرے گا مگر ہمارا شکرانہ ضرور پہنچا دینا۔"

عرض کیا، حضور! جو فرمائیں بسر و چشم!"

فرمایا: "میرے لئے ایک مرغ لے آنا جو میرا رفیق سحر ہوا کرے۔"

مُلاں بہادر رحمۃ اللہ علیہ خوشی خوشی چلے آئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کنویں سے صاف و شفاف پانی کا چشمہ جاری ہوا اور مُلاں بہادر رحمۃ اللہ علیہ حسب وعدہ سبزی وغیرہ حضور کی خدمت میں پیش کرتے رہے۔

مُنہ پلٹے بیرون زکوئے وفا
کہ از دوستاں نیز زد جفا

۱۵۔ مولوی مست علی رحمۃ اللہ علیہ (میترانوالی ضلع سیالکوٹ)

مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا اور حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر خدمت بابرکت میں حاضر رہے جس کے صلہ میں مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ آپ نہایت عابد و زاہد تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ خلق کثیر نے آپ سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ بے شمار کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں۔

ایک مرتبہ آپ اپنے ایک قریبی گاؤں میں میاں محمد اسلام رحمۃ اللہ علیہ سرانوالی بھلیر کے ہمراہ تشریف لے گئے اس گاؤں کا نمبردار آپ کا معتقد و مرید خاص تھا۔ حسب معمول مسجد میں تشریف فرما ہوتے۔ ایک خادم کو نمبردار کے گھر بھیجا کہ کچھ لسی اور مکھن لے آئے تاکہ غسل کر کے تھکاوٹ دور کریں۔ اُس گاؤں میں اکثر لوگ ایک ہندو کے نام کی تھٹی[1] رکھتے تھے۔ اتفاق سے اس دن نمبردارنی نے بھی تھٹی رکھی ہوئی تھی اس لئے خادم کو واپس خالی ہاتھ آنا پڑا۔

اتنے میں نمبردار کو مولوی مست علی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کی اطلاع مل گئی۔ وہ فوراً

---

[1] تھٹی سے مراد یہ ہے کہ جس دن یہ تھٹی رکھی جاتی اس دن دودھ، دہی، لسی یا مکھن وغیرہ آپس میں ایک دوسرے کو نہیں دیا جاتا تھا ورنہ ان کا عقیدہ تھا کہ تھٹی ٹوٹنے سے کوئی نہ کوئی نقصان ہو جاتا ہے۔

مسجد میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رنجیدگی سے فرمایا۔

"ہماری بیعت تو ہو گئے ہو لیکن ابھی تک مسلمان نہیں ہوتے ہو"

اور خادم کے خالی ہاتھ واپس آنے کا واقعہ بیان فرمایا۔ نمبردار صاحب فوراً گھر گئے اور بیوی کے منع کرنے کے باوجود زبردستی لسی اور مکھن لے آئے۔ آپ نہا کر فارغ ہوئے۔ تو اسی دوران گاؤں میں شور وغل سنائی دیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جس بھینس کے دودھ کی تھئی رکھی گئی تھی وہ بھینس مرگئی ہے۔ عام تاثر یہ تھا کہ ایسا تھئی توڑنے کی وجہ سے ہوا ہے۔

مولوی مست علی رحمۃ اللہ علیہ نمبردار کو ساتھ لے کر موقع پر تشریف لے گئے جہاں مری ہوئی بھینس پڑی تھی۔ گاؤں والے وہاں جمع تھے کہ دیکھیں تھئی والے نے تو اپنا آپ دکھا دیا ہے اب نمبردار کے پیر صاحب کیا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے بھینس کو دیکھا جو بظاہر مر چکی تھی۔ آپ نے اس کے گرد ایک چکر لگایا اور اپنی جوتی اتار کر بھینس کے سر پر سات مرتبہ ماری تو وہ یکدم اٹھ کر دوڑ پڑی۔ لوگوں نے بھاگ کر اُسے پکڑا اور باندھ لیا۔

مولوی صاحب واپس مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں نے جو سخت متاثر تھے عرض کی:۔

"حضور! اصل ماجرا کیا تھا؟"

آپ نے فرمایا:۔ "تھئی والے نے بھینس کا گلا دبا رکھا تھا ہم نے باطنی نظر سے مشاہدہ کیا اور اللہ کا نام لے کر اس شیطان کے سر پر سات جوتیاں ماریں تو بھاگ اٹھا۔ اب اُس نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ اس گاؤں میں نہیں آئے گا۔ انشاء اللہ اب تھئی توڑنے یا نہ رکھنے سے کوئی نقصان نہ ہوگا"

اس واقعہ کو دیکھ کر بہت سے لوگ آپکے معتقد ہو گئے۔

اولاد:۔ آپ کے فرزند مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل ہوتے ہیں۔ اُن کی تصنیف "آداب رسول" صلے اللہ علیہ وسلم نظر سے گزری ہے نہایت شستہ ناصحانہ انداز میں تحریر فرمائی ہے۔

اِن کے علاوہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے اور بھی بہت سے خلفاء ہیں۔ جو اپنے وقت کے صاحب کشف وکرامات اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مایہ ناز گوہر تھے۔ لیکن افسوس! کہ اُنکے حالات باوجود کوشش کے معلوم نہیں ہو سکے لہٰذا صرف ناموں پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

۱۶. سید مرتضٰے شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مکان شریف ضلع گورداسپور۔

۱۷. سید چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ، آلو مہار شریف ضلع گوجرانوالہ۔ (حالات تکملہ میں ملاحظہ فرمائیں)

۱۸. محمد شریف رحمۃ اللہ تعالٰے، فتح جنگ ضلع اٹک۔

۱۹. مُلا محمد نصیر رحمۃ اللہ علیہ، ملک مالا۔

۲۰. حافظ خواجہ الدین رحمۃ اللہ علیہ، راجو والا۔

۲۱. حافظ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ، پشاور۔

۲۲. سید حبیب شاہ رحمۃ اللہ علیہ، بسائیں پونچھ۔

۲۳. مُلا مرید بھٹو رحمۃ اللہ۔ ۲۴. مُلا بشیر بھٹو رحمۃ اللہ

۲۵. قاضی میاں محمد رحمۃ اللہ پنڈی گھیب۔ ۲۶. حاجی سرخرو رحمۃ اللہ رجویہ ضلع جھنگ۔

۲۷. میاں محمود رحمۃ اللہ لانی والا۔ ۲۸. میاں احمد رحمۃ اللہ کراچی۔

۲۹. محمد عظیم رحمۃ اللہ سوواں والا۔ ۳۰. میاں محمود رحمۃ اللہ، پنوڑی والا۔

۳۱. حاجی صاحب ایاسی رحمۃ اللہ۔ ۳۲. عبیداللہ رحمۃ اللہ، کوٹ چھچھی۔

۳۳. سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالٰے، انزولی۔

۳۴. خواجہ نظام الدین کہیاں شریف۔

۳۵. فضل احمد دہم تھوڑی۔

صاحبزادگان

خواجہ سید نور محمد المعروف باداجی رحمۃ اللہ علیہ

مجذوبِ زمانہ

خواجہ سید احمد گل نوراللہ مرقدہٗ

فرزند اوّل حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ

تیرئی شریف (علاقہ تیراہ) ——————— ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء ڈول رغہ علاقہ کوہاٹ

صاحبزادہ : صاحبزادہ سید عجب گل رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و بچپن خواجۂ خواجگان حضرت سید نور محمد المعروف حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ یعنی ان کی عمر ایک ماہ سے زیادہ نہ ہوئی اس کے بعد آپ کی طبیعت کچھ پریشان رہتی تھی۔ تو حضرت خواجہ سید فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو چشمہ کے کنارے لے گئے۔ اور نہایت پدرانہ شفقت سے فرمایا:۔

اس چشمہ کا پانی اس گاؤں کو سیراب کرتا ہے لیکن تمہارے وجود سے اللہ تعالیٰ تمام ملک ہندوستان کو فیضانِ الٰہی سے سیراب کرے گا اور تمہارے وجود کے چشمہ سے ہزارہا چشمہ ہائے فیض جاری ہوں گے لیکن یہ کام صبر سے ہوگا:۔

چنانچہ تین سال بعد حضرت خواجہ سید احمد گل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ کو گود میں لیا تو آپ پر مجذوبیت غالب آگئی۔ حضرت سید فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجذوبیت اسی پر ختم ہو گی۔

مجذوبیت

جب آپ کی عمر پندرہ سال ہوئی تو یہ حالت ہوگئی تھی کہ اگر نماز میں کھڑے ہوئے تو تمام دن نماز میں کھڑے رہتے اگر بیٹھ جاتے تو بیٹھے ہی رہتے اور اگر دُعا مانگنے لگتے تو دُعا مانگنے میں ہی دن گزر جاتا۔ کئی دفعہ بغیر پانی پیئے عرصہ گزر جاتا۔

آپ کا وجود کشف و کرامات سے بھرپور تھا۔

وفات

آپ کی وفات غالباً ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں ہوئی مزار مبارک موضع ڈودل رغہ علاقہ کوہاٹ میں ہے۔ حضور کی وفات کے بعد ایک مولوی صاحب سکنہ کرپوفہ علاقہ کوہاٹ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ سید احمد گل قبر میں مسخ ہوگیا ہے اس لئے اس کو قبر سے نکال کر قبرستان سے دُور لے جا کر دفن کردو کیونکہ قبرستان والوں کو عذاب ہوتا ہے۔

چنانچہ اس کے چند شقی القلب مرید حضور کی قبر کھودنے پر آمادہ ہوگئے۔ قبر مبارک پر پہنچے ایک شخص قبر کھودنے کو آگے بڑھا تو غیب سے ایک پتھر آکر اس کی گردن پر لگا۔ اور گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اس کے ساتھی اُسے اُٹھا کر مارے خوف کے قبرستان سے نکل آئے۔ تیسرے دن وہ آدمی مر گیا اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحیح سلامت رہی۔

سب گاؤں والوں نے مولوی صاحب کو بہت ملامت کی۔

اولاد:۔ آپکے صرف ایک صاحبزادے سید عجب گل رحمۃ اللہ تھے جنکے حالات معلوم نہیں ہوسکے۔

تصرفات

قاضی سید محمد عادل شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ... کے ساتھ ضلع جہلم

و راولپنڈی جانے کا اتفاق ہوا چند خلفاء بھی

میں آتے تھے۔ موضع سلومی میں ایک راجہ سید خاں صاحب کشف

آخر برابری نہ کرسکنے کی وجہ سے عاجزی اختیار کی۔

موضع بھاگ میں شب باشی اختیار کی تو خلیفہ

کے کپڑے بھی تیار ہیں بواپسی لیتے جائیں جب آپ

صرف دو ہفتے باقی ہے اس لئے واپسی پر ہماری ملا

چنانچہ جب باقی مواضعات سے فارغ ہو کر اس جگہ وا

حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

فرزند دوم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ

تیزئی شریف (علاقہ تیراہ) ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۸ء ——— ۲۹ محرم ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء چورہ شریف

مادہ تاریخ رحلت: غفرلہ (۱۳۱۵)

صاحبزادگان:- ۱. سید گل نبی ۲. سید محمد نبی (چھوٹی عمر میں فوت ہوگئے) ۳. احمد نبی ۴. سید شاہ

۵. سید قادر شاہ

مشہور عالم خلفاء:- ۱. امیر ملت حافظ سید جماعت علی علی پوری - ۲. سید جماعت علی ثانی لاثانی علی پوری - ۳. حافظ عبدالکریم راولپنڈی - ۵. حافظ غلام محمد گگوی رحمۃ اللہ علیہم

تعارف و ولادت حضرت قبلہ عالم خواجہ سید نور محمد عرف حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند کا اسم مبارک فقیر محمد اسم بامسمیٰ تھا ۔

چیست فقر اے بندگانِ آب و گل — یک نگاہ راہبین و یک زندہ دل
فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست — ما امینیم ایں متاع مصطفےٰ است

آپ کی ولادت باسعادت غالباً ۱۲۱۳ھ میں تیزئی شریف (علاقہ تیراہ) میں ہوئی۔

تعلیم و بیعت آپ نے علوم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے اور قلیل عرصہ میں خلافت و مجاز بیعت سے سرفراز ہوئے۔ اور اس درجہ کمال حاصل کیا کہ شاید و باید ایام طفولیت سنی ہی سے ذکر و فکر، مراقبہ اور اتباع شریعت میں مصروف رہے۔ آپ اپنے

وقت کے ابدال تھے۔

مقام بوقتِ ولادت حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لب ہائے مبارک خواجہ سیّد فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈالے اور فرمایا" یہ لڑکا بڑا نیک بخت ہوگا۔ اس کے وجُود سے کثیر دُنیا کو فیضِ عظیم حاصل ہوگا۔" چنانچہ آپ کا چہرۂ انور، انوارِ الٰہی سے درخشاں تھا۔

آپ کو وہ کمالات حاصل تھے جو اس وقت دوسروں کو بہت کم حاصل تھے۔ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کے مُجملہ فوائد و خواص، اسرار و نکات آپکو ایسے معلوم تھے کہ دوسروں کے لیئے ان کا سمجھنا دشوار تھا۔ اپنے وقت میں مرجع الی اللہ تھے۔ ولادت کے وقت والدہ محترمہ کا دُودھ نہ پیتے تھے۔ والدہ ماجدہ نے ہر چند کوشش فرمائی مگر لاحاصل۔ اتنے میں خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور اپنی زبانِ مبارک و لعابِ دہن آپ کے مُنہ میں ڈالا تو آپ نے اپنی والدہ محترمہ کا دُودھ پیا۔

واصل الی اللہ آپ اس دُنیائے دُوں سے ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء مابین ظہر و عصر عالم جاودانی کو سُدھار گئے۔

خوارق و تصرفات

۱۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ امرتسر میں مسجد خیر دین مرحوم میں تشریف فرما تھے کہ ایک برقعہ پوش عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کہ میں بیوہ ہوں میرا لڑکا علی محمد بی اے میں تعلیم حاصل کر رہا تھا کہ اس کا والد فوت ہوگیا۔ گھر کا سامان بیچ کر لڑکے کی تعلیم جاری رکھی لیکن میری بدقسمتی کہ سب کچھ خرچ کر دینے کے بعد بھی لڑکا فیل ہوگیا۔ اب مزید تعلیم دلوانا میرے بس کی بات نہیں۔ اس طرح سابقہ محنت اور خرچہ رائیگاں گیا۔

یہ کہہ کر وہ عورت رونے لگی۔ آپ نے اُسے تسلی دی اور فرمایا:۔

"فکر نہ کرو! لڑکا پاس ہو جائے گا۔"

تسلی اور تشفی دے رخصت فرمایا۔ ناواقف لوگ سمجھے کہ محض تسلی دینے کے لیئے آپ نے اس عورت کو یہ بات کہہ دی ہے لیکن اُسی شام اطلاع آگئی کہ علی محمد پاس ہے پہلے اطلاع غلط دی

گئی ہے اصل میں ایک سکھ لڑکا فیل ہوا ہے۔ سُبحان اللہ! ؎

شاہ بن جاؤں میں اگر مجھ کو

اپنے کوچے کا تُو گدا جانے

علی محمد بسپر دُور میں مجسٹریٹ رہے پھر سینئیر سب جج ہو گئے اور بعد میں سیشن جج کے عُہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ع

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

۲ - حضرت خواجہ ایک دفعہ چک قریشیاں میں خلیفہ مولوی غلام نبی رحمۃ اللہ کے گھر تشریف فرما تھے کہ کچھ مستورات حاضرِ خدمت ہوئیں آپ اس وقت باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ اس پر مولوی صاحب نے ایک خاتون سے مخاطب ہو کر کہا:- "چچی صاحبہ! آپ کے کام کبھی ختم نہ ہوئے آپ بار بار حضور کو تکلیف دیتی ہیں"۔

آپ نے وہیں کھڑے کھڑے فرمایا:- "کلمہ پڑھسی"

مولوی صاحب نے عرض کی: "حضور! یہ تیسری عورت برہمن ہے"۔

فرمایا:- "میں باہمنی مسلمانی نہ جان سی! کلمہ پڑھانا سی پڑھا چھوڑسی"۔ (میں برہمن، مسلمان نہیں جانتا، کلمہ پڑھانا تھا پڑھا دیا ہے۔) سب کو کلمہ کی تلقین فرمائی اور مسجد تشریف لے گئے۔

دوسرے لوگوں نے سُنا تو حضور کی سادگی پر ہنسنے لگے کہ برہمنی پر کلمہ کا کیا اثر ہوگا لیکن بقول کسے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

چنانچہ وہ برہمن عورت علی پور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مسلمان ہو گئی حضرت خواجہ نے اُسے مراقبہ کی تلقین فرمائی۔

۳ - ڈھوک گرجہ (جو کہ راولپنڈی سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے) میں ایک شخص پیر بخش نے پانی کی قلت کی وجہ سے رفاہِ عامہ کے لئے کنواں کھُدوایا مگر پانی نہ نکلا پیر بخش راولپنڈی میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا:-

"پانی آجائے گا اسے سنبھالنے کی فکر کرو!"

پیر بخش جب واپس گھر پہنچا تو پوتے نے بتایا" بابا! کنویں میں پانی آگیا ہے"۔ بہت حیران ہوا۔ جا کر دیکھا واقعی پانی آگیا تھا چکھا تو پانی کسی پہاڑی علاقے کا معلوم ہوا۔

ارد گرد زمین میں اور بھی کنویں کھودے اور پانی کی تکلیف سے رہائی حاصل ہوئی۔ ؎

جہاں سرمستیاں تقسیم ہوتی ہیں نگاہوں میں
وہ اہلِ دل کا مے خانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے

زبانِ ولی

ایک دفعہ" مرجال" میں مسجد میں قیام پذیر تھے کہ میاں محمد مستری حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے خیریت پوچھی تو اس نے عرض کی کہ میرے لڑکے کو لقوہ ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

" اُسے جنگلی کبوتر کا شوربہ پلاؤ!"

عرض کی" حضور! ہمارے یہاں جنگلی کبوتر نہیں ملتے"۔

ارشاد فرمایا" مل جائے گا"۔

میاں محمد جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ ایک جنگلی کبوتر گھر میں بیٹھا ہے اس نے باسانی اسے پکڑ لیا۔ حتیٰ کہ کبوتر نے اُڑنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اُسے ذبح کرکے شوربا لڑکے کو پلایا گیا تو لڑکا فی الفور تندرست ہوگیا۔ ؎

آنکہ بخشد بے یقیناں را یقیں   آنکہ لرزد از سجودِ او زمیں

احباب جو حاضر تھے سخت حیران تھے کہ جنگلی کبوتر کہاں سے آیا۔ اور پھر اُس نے اُڑنے کی کوشش کیوں نہ کی۔

۵۔ تا توانی گردن از حکمش مپیچ
تا نہ پیچد گردن از حکم تو ہیچ

ایک دفعہ آپ سفرِ پنجاب پر تشریف لے جا رہے تھے چوڑ کے ایک زمیندار یٰسین کو معلوم ہوا تو لنگر سٹیشن پر جا کر ملاقات کی اور عرض کی" حضور! میرا ارادہ بند باندھنے کا تھا پہلے کئی دفعہ باندھا ہے لیکن ہر دفعہ ٹوٹ جاتا ہے"۔

آپ نے چند کنکریاں لے کر دم فرمایا۔ اور فرمایا" یہ کنکریاں بند میں رکھ دینا!"

یٰسین زمیندار نے بموجب ارشاد بند بنایا اور آپ کی دی ہوئی کنکریاں اس میں رکھ دیں اس

کے بعد بارہا پانی بند کے اُوپر سے بھی گزرا لیکن بند کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔
وہ بند اب بھی موجود ہے۔

۶۔ دیدۂ بینا آپ کے صاحبزادے قبلہ سید محمد سید شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ مقرب خاں کو مصریال سے کچھ اشیاء دے کر حضور کی خدمت میں بھیجا۔ جب وہ اشیاء لے کر حاضر ہوا حضور نے اُسے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا: "فوراً سیدھے گھر چلے جاؤ!"

عرض کی: "حضور! صاحبزادہ صاحب نے فرمایا مصریال جلدی واپس آنا"۔

آپ نے فرمایا: "گھر سے ہو کر مصریال جانا"۔

مقرب خاں بھرپور ضلع جہلم کا رہنے والا تھا۔ جب گاؤں پہنچا تو راستے میں گاؤں کی ایک عورت ملی مقرب خاں کو دیکھ حیران رہ گئی دریافت کرنے لگی: "تمہیں خبر مل گئی ہے؟"

مقرب خاں نے پوچھا: "خبر؟ کیسی خبر؟"

اس نے بتایا کہ تیرا والد فوت ہو گیا ہے۔ گھر پہنچا تو میت کو غسل دیا جا رہا تھا۔ چنانچہ جنازہ میں شامل ہو گیا سب گاؤں والے حیران ہوئے اور پوچھا کہ تم وقت پر کیسے پہنچ گئے؟

مقرب خاں نے بتایا: "حضرت صاحب نے گھر جانے کی ہدایت کی تھی شاید یہی وجہ تھی!"

۷۔ تصرفِ ولی ایک دفعہ آپ علاقہ پنڈی گھیپ ضلع بنّ (جو چورہ شریف سے بارہ کوس مشرق کی طرف ہے) کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مسجد میں انبوہ کثیر موجود تھا۔ آپ اچانک اُٹھ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: "فوراً سب اشیاء باہر نکالو!"

کسی نے عرض کی: "حضور! مجلس بہت پُر لطف تھی"۔

فرمایا: "باتیں پھر کریں گے، پہلے سامان باہر نکالو!" آپ مسجد کے اندر ٹھہرے رہے سامان نکل چکا تو آپ باہر تشریف لے آئے۔ فی الفور مسجد کی چھت گر گئی۔ حاضرین حیران رہ گئے۔ ؎

کہ من فقیرم و ایں دولت خداداد است

۸۔ لعابِ دہن ایک دفعہ آپ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں تھے۔ امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور سید جماعت علی شاہ ثانی لاثانی علی پوری قدس اللہ اسرارہم آپ کے ہمراہ تھے۔ لوگوں عرض کیا کہ حضور! کنوں لگوایا تھا مگر پانی کھاری نکلا۔ حضور اُن کے ساتھ کنوئیں

پر تشریف لے گئے۔ اپنا لعاب مبارک کنوئیں میں ڈالا اور دعا فرمائی۔ اُس روز سے آج تک پانی میٹھا ہے۔

تیغ ایّوبی ، نگاہ بایزید
گنج ہائے ہردو عالم را کلید

۹۔ برکاتِ ولی ایک گاؤں میں سادات رہتے تھے سوائے ایک دو گھروں کے باقی سب شیعہ تھے۔ حضرت خواجہ کی تشریف آوری کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں ہدایت بخشی اور وہ سب سُنّی العقیدہ ہوگئے عارفِ صادق بن گئے اور ایسے صوفی بنے کہ نماز روزہ کے پابند ہونے کے علاوہ صاحبِ ذکر و تہجد گزار اور عابد و زاہد ہوگئے۔ کیونکہ ؎

عقل و دل را مستی از یک جامِ مے

۱۰۔ ایک دفعہ آپ موضع ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ مسجد پٹھاناں میں مقیم تھے وہاں پر ایک شخص ولی داد خاں نے حاضر ہو کر عرض کی: "حضورؑ! میرے گھر میں چھ لڑکیاں ہیں مگر لڑکا نہیں ہے"۔ حضورؑ نے قند سیاہ یعنی گُڑ دم کر کے دیا اور فرمایا: "اپنی بیوی کو کھلا دو!" پھر دُعا فرما کر کہا: "اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمائے گا اس کا نام محمد شریف رکھنا"۔

جب اگلے سال حضور تشریف لائے تو ولی داد نے بچہ حاضر کر کے عرض کی:۔

"حضور! یہ وہی لڑکا ہے جس کا نام آپ نے محمد شریف رکھا تھا"۔

تا ضمیرش رازدانِ فطرت است ؎
مردِ صحرا پاسبانِ فطرت است

۱۱۔ غیرت و عفو آپ کی رہائش کچھ عرصہ لحاظ شریف ملک تیراہ میں رہی۔ وہاں ایک شخص نے آپ کے گھر نقب لگا کر کچھ سامان چوری کر لیا۔ معلوم ہونے کے باوجود حضور اس سے چشم پوشی فرماتے رہے لیکن غیرتِ الٰہی سے اس کی اولاد میں تمام لُولے (ٹانگوں سے معذور) ہوگئے اس کے بعد پیدائشی لُولے پیدا ہونے لگے۔ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

آخر اس کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ حضرت صاحب سے معافی مانگنی چاہیئے اور دُعا کرانی چاہیئے۔ کہنے لگا: "مجھے شرم آتی ہے"۔ لیکن ایک ساتھی اُسے حضور کی خدمت میں لے گیا اور

حضور کی خدمت میں معافی کی درخواست کی۔ آپ نے کمال شفقت سے اس کو معافی دی۔ اور اپنا مال بھی معاف فرما دیا۔ اس روز سے اس کی اولاد صحیح ہو گئی۔

۱۲۔ آدابِ ولی

مولوی علم دین سکنہ گِگی ضلع گجرات حضور کی خدمت میں قُرب کی وجہ سے بڑے مرتبہ پر پہنچا۔ حضرت خواجہ حالانکہ ہر دو شاہ صاحبان علی پوری اور دیگر خلفاء کی بڑی عزت فرمایا کرتے تھے مگر مولوی علم دین گستاخ ہو گیا تھا۔ شاہ صاحبان اس کو "حاجی صاحباں" کہہ کر پکارتے تھے لیکن وہ ہمیشہ شاہ صاحبان کو جماعت علی کہہ کر بلاتا۔

مولوی علم دین حضور کی گھوڑی کی خدمت کرتا تھا۔ ایک دن وہ گھوڑی پر سوار ہوا تو کسی نے حضورؒ سے عرض کی کہ مولوی علم دین آپ کی گھوڑی پر سواری کرتا ہے۔ آپ نے فراخدلی سے اِسے نظر انداز کر دیا چند دن بعد پھر کسی نے بتایا کہ اس نے آپ کی اجازت کے بغیر گھوڑی فروخت کر دی ہے۔ آپ نے ایک شخص محمد دین کو اس کے پاس بھیجا کہ اُسے کہو گھوڑی واپس کرے۔ مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ جس شخص کے ہاتھ گھوڑی فروخت کی گئی تھی اُسے جب اصل حقیقت معلوم ہوئی تو وہ گھوڑی لے کر حاضر ہو گیا۔

مولوی علم دین جس نے آپ کے فرمان کی پرواہ نہ کی تھی۔ اور سارا وزیر آباد اس کا مرید تھا۔ آخر حضور کی اُس سے ناراضگی دیکھ کر سب برگشتہ ہو گئے۔ اور باقی عمر ذلیل رہا۔ حضور اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد رحلت فرما گئے اور اُسے عاق کرنے کی ایک تحریر اپنی وظائف کی کتاب میں چھوڑ گئے۔ علم دین کی حالت عبرتناک تھی اس کی بیوی تک اُسے جواب دے گئی اور گھر بھی ویران ہو گیا۔ ؎

بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

رُشد و ہدایت

حضرت خواجہ قدس سرہٗ جامع مسجد خیر دین امرتسر میں تھے۔ ضعیف العمری میں بیٹھنا دشوار تھا اس لیے لیٹے ہوئے مراقبہ میں تھے۔ حافظ شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حاضرِ خدمت تھے اور پاؤں دبا رہے تھے۔ حضورؒ نے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا:۔

"حافظ جی! کیہہ آکھسی؟"

عرض کیا: "حضورؒ! یہ جو شخص کتے پکڑے ہوئے ہے۔ اس کا نام غلام رسول تھا میرے ایک دوست مولوی کا لڑکا ہے۔ لیکن اب عیسائی ہو گیا ہے کثیر فہمائش کے باوجود اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس کے مرتد ہونے کا ہمیں بہت دُکھ ہے۔ اِس کو اِس لِئے ساتھ لے کر حاضر ہوا ہوں کہ حضورؒ اس کو

ہدایت فرمائیں !"

آپ نے ایک نظر اٹھا کر غلام رسول کی طرف دیکھا اور فرمایا :-

" او نکڑیا ! اپنا ورثہ تاں کوئی نہ چھوڑسی تے کلمہ اساڈا پرانا ورثہ ہوسی ۔ توں کیوں چھوڑسی ؟"

آپ نے کوئی دلیل نہ دی بس یہی فرمایا کہ معاً اس پر کیفیت طاری ہوگئی اور زار و قطار رونے لگا ۔ عرض کی "حضور ! اب پھر وارث بنا دیں" آپ نے کلمہ کی تلقین فرمائی پھر توجہ فرمائی اور دُعائے خیر کے بعد ارشاد فرمایا : جاؤ ! غسل کر کے کپڑے بدل کے آؤ !"

کتے تو اُسی وقت ہاتھ سے چھُوٹ گئے تھے اسی طرح آہ و زاری کرتا ہوا گھر گیا ۔ تھوڑی دیر بعد غسل کر کے اور کپڑے تبدیل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مزید عنایات اور خیر و برکت کا مستحق ہوا ۔ ؎

ساقی تیرا کرم کہ مے قلب و نگاہ میں
پہلے کچھ اور تھی مگر اب روشنی ہے اور

۱۴ ۔ مستجاب الدعاء موضع لونکے ضلع گوجرانوالہ میں ایک دفعہ تشریف فرما تھے ۔ کہ حافظ مہر الدین نے عرض کی کہ میرے چھوٹے بھائی عمر رسیدہ ہو گئے ہیں مگر کوئی فرزند نہیں آپ نے ارشاد فرمایا :- اللہ تعالیٰ لڑکا دے گا اس کا نام عبد اللطیف رکھنا ۔

اگلے سال آپ وہاں دوبارہ تشریف لے گئے تو بچہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ آپ کا عبد اللطیف سلام کے لئے حاضر ہے ۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا " دو اور ہونگے" ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ؎

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھُپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

۱۵ ۔ عطائے ولی ایک درویش نے عرض کی کہ مجھے کشفِ قبور کا بہت شوق ہے آپ نے فرمایا " اچھا ! قبرستان میں جا کر تین مرتبہ سورۃ الملک پڑھ کر مراقبہ کریں" ۔ اُس درویش نے کہا ، یہ تو میں پہلے بھی پڑھا کرتا ہوں" ۔ فرمایا " پہلے اپنی مرضی سے پڑھتے تھے ۔ اب میری اجازت سے پڑھو !"

اس روز وہ حسب الارشاد قبرستان میں سورۃ الملک پڑھ کر مراقبہ میں گیا تو ایسا کشف حاصل

ہوا کہ اپنے وقت میں نظیر نہ رکھتا تھا۔

حُلیۂ مُبارک

حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قد مبارک دراز، چہرہ گندم گوں، بینی سُرخ و دراز، ریش مبارک سفید، چشم مبارک موزوں اور گیسو مبارک شانوں تک معلق رہتے۔ رات سُرمہ طاق سلائیاں لگاتے پیشانی کشادہ، بالوں پر حنا لگاتے۔ انگشت مبارک نرم اور لمبی۔ سینہ فراخ اور باوجود ضعیف العمری کے بینائی اور سماعت میں کچھ فرق نہ آیا تھا۔

جب باہر تشریف لے جاتے تو سر پر لُنگی رکھ لیتے۔ پیرانہ سالی کے باوجود رفتار کافی تیز ہوا کرتی تھی۔ بلکہ بہت سے آدمیوں سے آگے بڑھ جاتے۔

معمُولات

نمازِ تہجد کے بعد ذکر میں مشغول رہتے۔ بعد از نمازِ فجر طلُوعِ آفتاب تک مراقبہ میں رہتے پھر تلاوتِ قرآن پاک دو تین سپارے پڑھنے کے بعد ختم شریف پڑھتے۔ طعام قبل از دوپہر تناول فرماتے پھر قیلولہ فرماتے۔ اکثر اوقات نماز ظہر کے وضو سے عشاء تک کی نمازیں ادا کرتے۔ ظہر کے بعد بھی تلاوت قرآن فرماتے۔ اس کے بعد احباب کی حاجات کی طرف متوجہ ہوتے۔

نمازِ عصر کے بعد ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ پڑھا کرتے۔ نمازِ باجماعت ادا کرنے کے عادی تھے۔ بعد از نمازِ مغرب کھانا تناول فرماتے۔ نمازِ عشاء اوّل وقت میں ادا فرماتے جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے آپ کا قیام مسجد میں ہی ہوتا۔ اکثر دعا فرماتے اور اسی سے لوگوں کے اکثر مسائل حل ہو جاتے۔ بفضلِ ایزدی چاروں طریق سلاسل کے صاحب مجاز و ارشاد تھے۔ لیکن عموماً نقشبندیہ طریق میں بیعت فرماتے۔ آپ کو اشعار سے بھی کسی قدر دل لگی تھی۔ بعض اوقات صرف بیعت فرما کر خلفاء سے حلقہ کراتے۔ کبھی کبھی خود بھی توجہ فرماتے۔

اکثر یہ اشعار پڑھتے ؎

یا رسُول اللّٰہ انظر حالنا
یاحبیب اللّٰہ اسمع قالنا
اننی فی بحرِ ھمٍ مُغرقٍ
خذی یدی سھل لنا اشکالنا

اخلاق و عادات

لباس سادہ نیلگوں لباس عموماً پہنتے، پاجامہ سفید، سر پر کلاہ اور اس پر لنگی خطدار یا سبز دستار رکھتے، بدن پر کبھی لنگی نیلگوں یا چادر اوڑھتے، پاپوش پوٹھوہاری استعمال کرتے۔ ہاتھ میں ہمیشہ عصا رکھتے۔

عادات طبیعت میں تصنع و تکلف نام کو نہ تھا۔ مسکنت، تمکنت، وقار، آپ کی شخصیت سے ظاہر تھا۔ طبیعت میں جمالیت اس قدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ فرماتے اور کبھی کسی کو آپ سے ضرر نہ پہنچتا۔ چہرۂ انور سے انوار و برکاتِ صدیقی عیاں تھیں۔

شکستہ دلوں کی دلجوئی فرماتے۔ غریب امیر میں کوئی تمیز نہ فرماتے۔ ہر ایک سے ایک جیسا سلوک فرماتے۔ سفر و حضر میں جیسی بھی جگہ مل گئی اسی پر مطمئن ہو جاتے۔

محفل سفر میں خلفاء و درویش ہمراہ رہتے محفل آرائی و زیبائش سے متنفر تھے۔ لیکن سفر میں درویشوں کو تکلیف نہ دیتے۔ آپ کی مجلس میں امراء، علماء، غرباء سب موجود رہتے۔

دعوت اگر ایک دفعہ کسی کی دعوت قبول کر لی تو پھر کسی دوسرے کی دعوت کو کبھی ترجیح نہ دی خمیری روٹی اور کھچڑی بہت مرغوب تھی۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے جو کچھ موقع پر حاضر ہوتا بہ رضا و رغبت کھا لیتے، ہمیشہ پاکیزہ اشیاء پسند فرماتے۔ آخر وقت میں احباب راولپنڈی کے اصرار پر چائے پینا شروع کی۔

عفو و درگزر آپ تحمل و بُردباری میں بے مثال تھے۔ اگر کسی سے کوئی قصور یا خطا ہوتی تو معاف فرما دیتے۔ کسی کی کوتاہی یا غلطی سے درگزر فرماتے اور ساتھ ہی یہ فرماتے کہ اللہ تعالےٰ

ہمارا اور تمھارا دونوں کا گناہ معاف فرمائے۔

مجلس جو کوئی آپ کی مجلس میں ایک بار بیٹھتا۔ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ اس کا اُٹھنے کو دل نہ چاہتا۔ آپ ہر ایک کو اس کی باطنی حیثیت اور دلی اخلاص کے مطابق دوست بنا لیتے۔ جس کو دوست بنا لیتے اُسے ایسا مطمئن فرماتے کہ پھر اُسے کوئی حاجت نہ رہتی۔

باوجودیکہ آپ نہایت خوش اخلاق تھے پھر بھی پر وقار اور بارعب نظر آتے اور مجلس میں کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی غلاموں کو لفظ "مرید" کہہ کر نہ پکارتے بلکہ لفظ "یار" یا "دوست" سے بلاتے ایک دن آپ کے نبیرہ نے کہہ دیا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے تو آپ سخت ناراض ہوئے پھر بلوا کر فرمایا کہ میرے باپ دادا میں سے کسی نے مرید نہیں پکارا اور نہ میں نے پکارا تم اس قابل کیسے ہو گئے کہ مرید کہہ کر بلاؤ اور تنبیہہ فرمائی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

ارشادات قدسیہ

۱۔ فرمایا کرتے: اپنا باطن درست کرو، کیونکہ بعد از مرگ اعمال باطن ہی سے نجات مل سکے گی۔ مگر ظاہر احکام شرعیہ کا لحاظ بھی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ظاہری درستگی کے بغیر باطنی اعمال کی درستگی ناممکن ہے۔

۲۔ آپ نے فرمایا، خدا سے خدا کے لیے پیار کرو، اور یاد کرو۔ کیونکہ مقصد کے لیے یاد کرنا مقصد کی یاری ہے خدا کی یاد بلا اغراض نفسانی ہونی چاہیئے۔

۳۔ آپ اکثر اپنے احباب سے یہ حدیث قدسی بیان فرماتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں، میری بلا پر صابر نہیں، میری نعمتوں پر شاکر نہیں اور میرے عطیہ پر قانع نہیں وہ شخص میرے سوا کسی اور کو اپنا ربّ بنا لے۔

۴۔ عموماً یہ حدیث بیان فرماتے: "خیر الناس من ینفع الناس" یعنی بہتر شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتے۔

وصیت آپ کی آخری وصیت جو احباب کو فرمائی وہ یہ تھی:۔

۱۔ جس جگہ جاؤ، تو یاروں میں حمد و شکر نہ چھوڑ جاؤ! یعنی بوجہ تکلیف یاروں کو یہ کہنے کا موقعہ نہ دو کہ خدا کا شکر ہے کہ پیر صاحب چلے گئے۔

۲۔ یاروں کا آپس میں حسد و کینہ نہیں ہونا چاہیئے جس کو خدا خیر و برکت دے اس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہیئے۔

۳۔ سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیئے اگر کسی جگہ ذکر میں کچھ قصور واقع ہو تو اُس جگہ نہ رہیں کیونکہ وہاں کے لوگ خیر و برکت سے محروم رہ جائیں گے۔

۴۔ یاروں کے ساتھ سیر کو ہرگز نہ جانا چاہیئے جب تک وہ خود خواہشمند نہ ہوں۔

۵۔ پیر کو چاہیئے کہ بغیر انتظار ہی چلا جائے تاکہ لوگوں کو کسی طرح کی بدگمانی پیدا نہ ہو۔

صاحبزادگان

آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔

۱۔ خواجہ سید گل نبی ۲۔ خواجہ سید محمد نبی (چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے) ۳۔ خواجہ سید احمد نبی ۴۔ محمد سید شاہ ۵۔ خواجہ سید قادر شاہ قدس اسرارہم۔

صاحب ارشاد و مجاز ہوئے ہیں۔ ہزارہا لوگ ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے ہیں۔ آئندہ صفحات میں ان کا ذکر فرداً فرداً ہو گا۔

خلفاء

آپ کے خلفاء تو لاتعداد ہیں ان میں سے چند مشہور خلفاء کا ذکر بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ قدس سرہٗ علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

۲۔ حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی قدس سرہٗ

۳۔ جناب حافظ عبدالکریم قدس سرہٗ راولپنڈی۔

۴۔ جناب مولوی غلام نبی قریشی رحمۃ اللہ علیہ چک قریشیاں۔

۵۔ جناب مولوی محمد حسن رحمۃ اللہ تعالےٰ گجرات

۶۔ فاضلِ اجل جناب مولانا غلام محمد گھوی رحمۃ اللہ علیہ امام بادشاہی مسجد لاہور۔

۷۔ جناب صاحبزادہ نواب الدین ملی رحمۃ اللہ تعالےٰ۔

۸۔ جناب حافظ فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ رنگ پور ضلع سیالکوٹ۔

۹۔ جناب راجہ شیر باز خاں رحمۃ اللہ تعالےٰ، بڑکی تحصیل گوجر خاں

۱۰۔ جناب سید غلام قادر شاہ رحمۃ اللہ تعالےٰ کوٹلی سیداں۔

۱۱۔ جناب حافظ جی جوڑی والا رحمۃ اللہ۔

اب چند خلفاء کا تذکرہ فرداً فرداً کیا جاتا ہے۔

امیر ملت
حضرت حافظ سید جماعت علی محدث علی پوری
قدس سرہٗ العزیز

یوں تو حضور کے تمام خلفاء کو مقامِ عظیم حاصل ہے لیکن جو مقام حافظ سید جماعت علی شاہ محدث قدس سرہٗ کو حاصل ہوا کم ہی بزرگوں کو میسر ہوا ہو گا۔

آپ کی پیدائش ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی والد گرامی کا اسم مبارک سید کریم شاہ رحمۃ اللہ تعالےٰ عنہ کا شجرہ مبارک امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم ابتدائی تعلیم اور حفظِ قرآنِ پاک حافظ قاری شہاب الدین، مولوی عبدالرشید سے حاصل کی۔ مزید تعلیم قاری عبدالوہاب امرتسری، مولانا غلام قادر بھیروی، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا محمد مظہر سہارنپوری، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا عبدالحق در لاہوری، مولانا ارشاد حسین رام پوری مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی، مولانا عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی، مولانا عبدالعلی پانی پتی، اور مولانا محمد ضیاء الدین شیخ الحدیث ترکی جیسے عظیم علماء و فضلاء سے حاصل کی۔

آپ اپنے وقت کے نابغہ روزگار اور صاحب علم حضرات میں سے تھے۔ عرب و عجم کے علماء

سے اسنادِ حدیث حاصل کیں اور اپنے زمانہ کے محدث تھے۔

بیعتِ مرشد علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کرنیکے بعد خواجہ خواجگان حضرت سید فقیر محمد نقشبندی مجددی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ سے تیراہ شریف میں حاضرِ خدمت ہو کر بیعت کی۔ آپ کی تواضع اور وفا سے متاثر ہو کر حضور نے تھوڑے عرصہ میں باطنی منازل طے کرا دیں۔ اور خرقۂ خلافت عطا کیا۔ آپ نے لاکھوں گم گشتگانِ راہ کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرمایا۔ پشاور سے کراس کماری اور بنگال سے کراچی تک آپ کے عقیدتمند تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں ہی نہیں بلکہ افغانستان، ترکی سعودی عرب تک آپ کے معتقد تھے۔ آغا خلیل کنجی بردارِ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میر عثمان علی خاں نظام دکن بھی آپ کے عقیدتمند تھے۔

کسی نے حضرت خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ آپ کی نظرِ عنایت حافظ جماعت علی پر زیادہ تھی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: "حافظ کے پاس چراغ بھی تھا، تیل بھی، بتی تھی، دیا سلائی تھی۔ ہم نے صرف سلگانے کی محنت کی ہے اور خدا نے چراغ روشن کر دیا ہے"۔

ع بسیار خوباں دیدہ ام، لیکن تو چیزے دیگری

ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا:۔

"حافظ سید جماعت علی ہمارے خلفاء میں سے سبقت لے جائے گا"۔

حضرت خواجہ کی دعا کا اثر ایک دنیا نے دیکھا۔

وفات آپ تقریباً ایک سو دس برس کی عمر پا کر ۳۱، اگست ۱۹۵۱ء / ۲۷، ذیقعد ۱۳۷۰ھ کو بروز جمعرات اس دنیائے فانی سے اعلیٰ علیین کو ہجرت فرما گئے۔ آج کل آپ کے فرزند اصغر شمس الملت حضرت پیر حافظ سید نور حسین شاہ مدظلہٗ سجادہ نشین ہیں۔

خدمات مسلمانانِ پاک و ہند کے لئے آپ نے جو مذہبی، ملی، تبلیغی اور سیاسی خدمات انجام دیں ان کو احاطۂ تحریر میں لانا کم از کم میرے بس کی بات نہیں۔ تردیدِ وہابیت میں آپ کی خدمات سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ نے تیئس[۲۳] حج ادا کر کے حجاز مقدس اور خاکِ طیبہ سے اپنی محبت کا عظیم الشان ثبوت فراہم کیا۔ اس کی نظیر شاید ہی کہیں مل سکے۔ مدینہ منورہ کے کتوں کا بھی

---

[۱] اکابرِ تحریکِ پاکستان۔

ادب کرتے بلکہ ایک دفعہ مدینہ منورہ کے ایک زخمی کتے کو اپنا عمامہ پھاڑ کر پٹی باندھی۔ حجازِ مقدسہ میں ریلوے لائن کے اجراء میں آپ نے چھ لاکھ روپے کی خطیر رقم کا حصہ ڈالا۔

تعمیرِ مساجد اس محبت و وفا کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے دست مبارک سے کارہائے نمایاں سرانجام کرائے کہ مؤرخ ان کو کبھی فراموش نہ کر سکے گا۔ آپ نے ہند و پاکستان میں سینکڑوں مساجد تعمیر کرائیں۔ خود چندہ دے کر مسجدیں، مدرسے بنوائے۔ علی گڑھ یونیورسٹی میں چندہ دیا۔

امیرِ ملت تحریکِ خلافت، فتنۂ ارتداد، شدھی تحریک، شاردا ایکٹ، مجلسِ اتحادِ ملت میں آپ کی گراں بہا کوششیں شامل ہیں۔ شہید گنج کی تحریک ۱۹۳۵ء میں آپ کی خدمات کے اعتراف میں قوم نے آپ کو "امیرِ ملت" منتخب کیا یہ خطاب اس قدر زبان زدِ عام ہوا کہ یہ مقام کسی اور کو نہ مل سکا۔

تحریکِ پاکستان میں آپ کے کارنامے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ آل انڈیا سُنی کانفرنس کے سرپرست اعلیٰ تھے۔ اور آپ ہی کی صدارت میں آل انڈیا سُنی کانفرنس نے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا اور قرارداد پاس کی کہ اگر حالات کی نزاکت کے تحت مسلم لیگ مطالبۂ پاکستان سے دستبردار ہو جائے تو پھر بھی ہم اہلِ سنت و جماعت پاکستان بنا کر دم لیں گے۔

ردِّ مرزائیت کے لئے آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ لاہور کی شاہی مسجد میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی پُرزور تردید فرمائی اور اس کی موت کی پیشین گوئی فرمائی، جو حرف بحرف پوری ہوئی[1]۔ قائدِ اعظم، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، چوہدری غلام عباس، نواب بہادر یار جنگ نواب وقار الملک، میر عثمان علی خاں والی حیدرآباد دکن، نادر شاہ والی کابل اور دیگر اکابرینِ ملت آپ کے لئے دیدہ و دل فرشِ راہ کرتے تھے اور آپ سے مشورے طلب کرتے تھے۔

علی پور میں آپ نے سنگِ مرمر سے "مسجدِ نور" بنوائی جس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ آپ کو سخاوت کی وجہ سے "ابو العرب" کہا جاتا تھا۔

پیر غلام دستگیر رحمۃ اللہ نے آپ کی تاریخِ ولادت یوں لکھی ہے ؎

"دیں پناہ علی پور جماعت علی شاہ"

۱۲۷۰ھ

---

[1] اکابرِ تحریکِ پاکستان [2] تفصیلات "الکادیہ علی الغادیہ" میں ملاحظہ ہوں۔

مشہور خلفاء ۱۔ پروفیسر حامد حسن فریدی ایم اے ۲۔ پیر ولایت شاہ گجرات ۳۔ مولانا محمد حسین قصوری بی اے ۔ ۴۔ پروفیسر عابد حسن فریدی ایم اے ۵۔ میر ہدایت اللہ امرتسری پرنسپل ۶۔ مولانا امام الدین ۷۔ مولانا علی محمد جماعتی ۔ ۸۔ مولانا قطب الدین جھنگوی ۹۔ محبوب شاہ المعروف نیر شاہ امرتسری ۱۰۔ مولانا غلام محمد ترنم ۱۱۔ پیر محمد حیات سیالکوٹی ۔
ان سب کے حالات تکملہ میں دیکھیں ۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری لاثانی
قدس سرہ العزیز

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء علی پور سیداں شریف ضلع سیالکوٹ میں ہوئی ۔ والدگرامی کا اسم مبارک سید علی شاہ اور شجرہ مبارک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے ۔

علوم ظاہری میں مولانا عبدالرشید سے کمال حاصل کر کے حضرت خواجہ سید فقیر محمد نقشبندی مجددی قدس سرہٗ چوراہی سے بیعت کی اور خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر خرقہ خلافت حاصل کر کے صاحب مجاز بیعت ہوئے ۔ طالبانِ رشد و ہدایت آپ کی خدمت میں کشاں کشاں حاضر ہوتے رہے ۔ آپ نے کثیر تعداد میں لوگوں کو باطنی منازل طے کرائیں ۔ اور اعلیٰ مقامات سے نوازا ۔ خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔

آپ امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ کی نسبت زیادہ سادہ زندگی بسر فرماتے تھے دونوں سید جماعت علی شاہ صاحبان حضرت سید فقیر محمد قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک ساتھ رہے ۔ آپ فرمایا کرتے تھے : "حافظ جیہا امیر نئیں تے ثانی جیہا فقیر نہیں" ۔

آپ نرم گفتگو فرماتے تھے ۔ قرونِ اولیٰ کے بزرگوں کے اخلاق کا مجموعہ تھے ۔ سادگی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ۔ عموماً گوشہ نشین رہتے ۔ آپ کی وفات ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ/یکم ستمبر ۱۹۲۹ء کو ہوئی ۔ مزار اقدس علی پور سیداں شریف میں مرجع خلائق ہے ۔

آپ کی زندگی میں ہی آپ کے جملہ صاحبزادگان وفات پا چکے تھے لہٰذا آپکی وفات کے بعد آپکے پوتوں کو حضرات چورہ شریف کی طرف سے دستارِ خلافت عطا ہوئی ۔ ان میں سے آپکے پوتے علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ کو عروج پر پہنچایا ۔ اس وقت ان کے صاحبزادے سید محمد اسماعیل شاہ

مدظلہٗ سجادہ نشین ہیں۔

قُدسیہ :- تین چیزوں کی حد نہیں ۱. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات ۲. سیر سلوک ۳. ادب۔

حضرت حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ

آپ سہ شنبہ کے روز ، ۷ جمادی الاول ۱۲۶۴ھ / ۱۱ اپریل ۱۸۴۸ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں والدگرامی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ آپ کے چچا پیربخش نے کمال محبت و شفقت سے تربیت فرمائی۔ حفظ قرآن پاک کے بعد درس نظامی مکمل کیا۔ اکیس سال کی عُمر میں حضرت خواجہ سید فقیر مُحمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کیا اور صاحب مجاز ہوئے۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ "ہدایت الانسان الی سبیل العرفان" آپکی مشہور تصنیف ہے۔

شریعت کی پابندی، گوشہ نشینی اور اخلاقِ حسنہ سے آپ کی ذات متصف تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں مخلوقِ خدا نے آپ سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ مزارات مشائخ پر حاضری دینا آپ کا معمول تھا۔ فرمایا: شریعت حقہ کی پابندی حیات ابدی ہے اور امراض باطنی کا ازالہ کرتی ہے۔

۲۸ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ / ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء کو اس دُنیائے فانی سے رحلت فرما گئے مزارِ اقدس راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے خلفاء میں سے علامہ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں والے، صوفی نواب دین موہری شریف قاضی عالم دین سیالکوٹی، مولانا حکیم خادم علی سیالکوٹ مشہور عالم ہوئے۔ آپکے صاحبزادے حبیب الرحمٰن مدظلہٗ سجادہ نشین ہیں۔ دوسرے صاحبزادگان بھی سجادہ نشین ہیں۔

علامہ مولوی غلام نبی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی صاحب حضرت خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپکے توسط سے ہی ہر دو سید جماعت علی شاہ صاحبان حضرت خواجہ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔

اپنے وقت کے عابد وزاہد اور گوشہ نشیں بزرگ تھے۔ ذکرِ الٰہی اور مراقبہ میں شغف رکھتے تھے بزرگوں کی زیارت کا شوق حد درجہ تھا۔ نہایت کوشش سے پیدل چل کر نیراہ شریف میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ کامل ولی اللہ اور صاحب تصرف تھے۔

(افسوس! کہ اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں ہوسکے)

علامہ مولانا غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ

خطیب بادشاہی مسجد لاہور

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء میں بگہ ضلع جہلم میں پیدا ہوئے والد کا اسم گرامی حافظ غلام محی الدین[۱] تھا۔ ظاہری تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کرنے کے بعد حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔

صاحب کشف و کرامت تھے شب بیدار عابد وزاہد تھے۔ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ عبادت و ریاضت اور خطابت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ کافی عرصہ تک بادشاہی مسجد لاہور میں خطیب رہے بادشاہی مسجد کو آپ نے ہی سکھوں سے واگزار کرایا تھا۔ نہایت متشرع اور پابندِ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کی خطابت نہایت پُر تاثیر ہوا کرتی تھی۔

۴ جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء کو وفات پائی اور بگہ شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا محمد شفیق رحمۃ اللہ علیہ بھی عرصہ سولہ سال تک بادشاہی مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

۱۔ حافظ غلام محی الدین بگوی قدس سرہٗ قطب دوران شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ العزیز کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ حالات تکملہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

خواجہ سیّد دین محمّد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف مُلّا جی رحمۃ اللہ

فرزندِ سوم حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

تیرئی شریف علاقہ تیراہ ۲۷، رجب المرجب ۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۵ء ——— ۲، ذیقعد ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء چورہ شریف

مادہ تاریخ رحلت : بس بہشت جاوداں یافت
۱۳۲۵

صاحبزادگان :- ۱. سیّد دیدار شاہ ۲. قاضی سیّد عادل شاہ ۳. حضرت شاہ ۴. سید سیدن شاہ

مشہور خلفاء : سید چنن شاہ تحصہ، مفتی غلام رسول امرتسر، مولوی احمد دین، سیدگلاب شاہ قدس اسرارہم

تعارف و ولادت آپ کی ولادت باسعادت بمقام تیرئی شریف علاقہ تیراہ شریف میں ہوئی تاریخ ولادت ۲۷، رجب المرجب ۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۵ء بروز جمعۃ المبارک ہے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی خواجہ سیّد احمد گل رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی پیدائش کی خبر دی کہ میرا یہ لڑکا نہایت سعید ہوگا۔

پیدائش کے وقت سے ہی چہرہ مبارک پر آثارِ فضائل اور انوارِ الٰہی ہویدا تھے۔

تعلیم اوائل عمر میں آپ کو تعلیم سے زیادہ رغبت نہ تھی۔ بلکہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے تو حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم حضرت خواجہ محمد امین رحمۃ اللہ جو کہ استادِ کلاں کے نام سے مشہور تھے۔ کو فرمایا: میرے فرزند کو اگر توجہ سے پڑھائیں تو اُمید ہے کہ وہ صاحبِ علم ہو جائے گا۔

اس دن سے خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ اُن کے مکتب میں جانے لگے۔ ابھی آپ نے قرآن پاک

کے سات پارے پڑھے تھے کہ پھر واپس گھر آ گئے کسی نے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "مجھے حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ قدس سرہٗ کا قول یاد ہے کہ انھوں نے فرمایا جو شخص حضرت خواجہ امین سے ایک سبق پڑھے گا وہ ہرگز علم سے بے بہرہ نہ رہے گا اس لئے مجھے یقین ہے کہ میرا فرزند دین محمد اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحب علم ہو گا"

چنانچہ جب آپ کی عمر مبارک پندرہ سال ہوئی تو پھر آپ نے استادِ کلاں خواجہ محمد امین رحمۃ اللہ کے مکتب میں جانا شروع کیا اور چھبیس سال کی عمر تک تمام کتب مروجہ درسیہ سے فارغ ہو گئے۔ خصوصاً کنز الدقائق کے متن تو آپ نے حفظ کر لئے تھے۔ آپ کو تفسیر قرآن میں اسقدر عبور حاصل تھا کہ کسی تفسیر کو دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اور قوت حافظہ اس قدر وسیع تھی کہ جو کتاب ایک دفعہ مطالعہ سے گزر جاتی اس کا مطلب ہی یاد نہ ہوتا بلکہ متعلقہ صفحہ اور راوی کا نام تک حفظ ہو جاتا۔

علم تصوف آپ نے حضرت خواجہ سید گل محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے عم محترم سے حاصل کیا۔ علم عقائد اور فقہ میں آپ علمائے عصر پر فوقیت رکھتے تھے۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں ہی تیراہ شریف میں مفتی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

بیعت و خلافت

قبلۂ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند کو چہار طریقہ ہائے سلاسل نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ میں بیعت فرما کر کمال لطف و کرم سے تربیت فرمائی اور اعلیٰ مراتب سے سرفراز فرمایا۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد خلق کثیر آپ کے ذریعہ سے ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئی۔

علمی فضیلت

سفر و حضر میں ہمیشہ علماء کا گروہ آپ کے ساتھ رہتا۔ جو لوگوں کی تفہیم کے لئے نہایت متانت سے لوگوں کے سوالات کے جواب دیتے خود بھی لوگوں میں تبلیغ فرماتے۔ بے شمار غیر ادیان کے سوالات کے جواب علمی نکات بیان کر کے دیتے۔ مولانا غلام رسول امرتسری جو کہ علامۂ زمان اور منطق میں رسل بابا مشہور تھے۔ جب پہلی مرتبہ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کچھ مسائل پوچھے تو مدلل اور تسلی بخش جواب سن کر آپ کے گرویدہ ہو گئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر آپ کی غلامی اختیار کی۔

سفرِ حج بیت اللہ

اپنے والدِ گرامی حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے چوتھے برس ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں آپ سرہند شریف میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔ تو امام ربانی قدس سرہٗ نے آپ کو حج بیت اللہ کا حکم دیا چنانچہ حرمین الشریفین کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ پہلے بمعہ سالکاں مدینہ منورہ بدرگاہِ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے۔ اور وہاں کافی دن رہے۔ فرمایا کرتے ؎

نامِ مدینہ رسد بر لبم ‌ ‌ ‌ ‌ پس ایں گرچہ پُرسی زتاب وتبم
اگرچہ مکہ مکرمہ مقام ابراہیم است ‌ ‌ ‌ ‌ بہ مدینہ منورہ درآنکہ مقامِ محمد است

مدینہ منورہ میں آپ کا معمول رہا کہ زیادہ وقت دربارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتے بقیہ وقت اہلِ ذوق اور علماء مدینہ منورہ کے ساتھ گزارتے اور علمی گفتگو فرماتے۔

تاجدارِ مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب آپ کو اجازت ملی تو بمعہ دیگر اصحاب مکہ مکرمہ پہنچے اور ارکانِ حج بیت اللہ ادا کئے۔ حسبِ معمول مکہ مکرمہ کے علمائے کرام کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے۔ وہاں عربی زبان میں آپ نے تقاریر بھی فرمائیں۔

وطنِ مالوف کو واپس تشریف لائے تو آپ کے ہمراہ کافی تعداد میں نادر ونایاب کتب تھیں جو علمائے حرمین شریفین نے آپ کو تحفتاً دی تھیں۔ واپسی پر پھر سرہند شریف میں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور حج کی مبارکباد وصول کی۔ پھر وہاں سے لدھیانہ، جالندھر، امرتسر، باولی شریف سے ہوتے ہوئے چورہ شریف تشریف لائے۔

وفات

اپنی وفات سے نو ماہ پہلے ایک اشتہار شائع فرمایا کہ سب یارانِ راہ محبان صادق الاعتقاد اس عرس شریف پر تشریف لائیں کیونکہ دوسرے عرس پر میں نہ ہوں گا اور میری طبیعت اپنے سب اصحاب کو دیکھنا چاہتی ہے۔ اپنے وصال سے تین دن پہلے صاحبزادہ حضرت شاہ صاحب منشی غلام علی اور احمد علی ٹھیکیدار کو اطلاع بھجوائی کہ فوراً چلے آؤ!"۔

چنانچہ سب آپ کی حیات مبارکہ میں آپ کے پاس پہنچ گئے اور جمعرات کے دن فرمایا مجھے غسل کرا دو"۔ چنانچہ غلام علی، احمد شاہ، گل بادشاہ، طاہر شاہ، اکبر شاہ اور قاضی محمد عادل شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ سب نے مل کر بڑی پاکیزگی اور احتیاط سے آپ کو غسل کرایا۔ پھر آپ نے نمازِ ظہر ادا فرمائی اس کے بعد کچھ

بیان فرماتے ہے نمازِ عصر کے بعد نبض کی رفتار سست ہو گئی۔ تو قاضی عادل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دانستہ طور پر عرض کی: "حضور جمعرات کے دن ہمیشہ سورۃ کہف پڑھا کرتے تھے کیا حضور نے سورۃ کہف پڑھ لی ہے؟" آپ نے فوراً بسم اللہ شریف پڑھ کر سورۃ کہف کی تلاوت شروع کر دی۔ آخری آیت "و لا یشرک بعبادۃ ربہ احدًا" پر پہنچتے ہی لب مبارک بند کر لیے۔ پھر آپ کے بدن مبارک میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔ گویا سوتے ہوتے ہیں اور روح مبارک قفسِ عنصری سے اعلیٰ علیین کو پرواز کر گئی۔ آپ نے آخری نماز بھی باجماعت ادا کی۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

۱۱ دسمبر ۱۹۰۷ء/۶، ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ جمعرات کا دن تھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ے

جناب خواجہ دین محمد ! | چوزیں دار فنا نقل مکاں یافت
بسال رحلتش خواجہ سروچشم | بگفتا بس بہشت جاوداں رفت
۱۳۲۵

خوارق و تصرفات

۱۔ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ایک دفعہ چورہ شریف میں کافی عرصہ بارش نہ ہوئی۔ موسم گرما کی شدت انتہا پر تھی۔ ہر کوئی بیزار تھا۔ یارانِ طریقت نے خواجہ سید دین محمد قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ایک عرصہ سے بارانِ رحمت نہیں ہوئی دعا فرمایئے کہ بارش ہو جائے۔

فرمایا: "آج نمازِ ظہر کے بعد سب دعا کریں گے۔"

چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد جمع ہو کر دعا فرمائی۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بارانِ رحمت نازل فرمائی سب لوگوں کو سکون حاصل ہوا اور شکرِ الٰہی بجالائے۔

۲۔ آپ کے گھر میں کسی غلام کی امانت کچھ زیورات تھے۔ ایک کنیز جو گھر میں کام کرتی تھی اُسے معلوم ہو گیا تو وہ زیورات چرا کر گھر لے گئی۔ تمام واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے تین دفعہ دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا:۔

"پشیمان ہو کر مال واپس کرے گی۔"

اللہ کے فضل و کرم سے وہ کنیز زیورات از خود واپس لے آئی اور حاضر خدمت ہو کر معافی کی خواستگار ہوئی۔ دعائے مجرب یہ ہے: اللّٰھم یا ھادی الضال و الضلالات اردد لا ضالۃ بعزتك و سلطانك فانھا من فضلك و احسانك برحمتك یا ارحم الرّاحمین۔

۳۔ حضرت باواجی قدس سرہ کے حلقۂ یاراں میں خلیفہ حسن علی کے مریدوں میں سے ایک مرید نور عبد اللہ ساکن تمرزا بد اعتقاد ہو گیا۔ اور کنارہ کش ہو گیا۔ اگر کہیں ملاقات ہو جاتی تو فوراً راستہ بدل لیتا۔ ایک دن حضرت خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اس کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔

"ایک روز خود ہی ہمارے پاس چلا آئے گا"

گردش زمانہ نے وہ وقت دکھایا کہ مفلسی و غربت سے ننگے بدن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے کیے پر پشیمان تھا۔ حضور نے اپنے صاحبزادگان قاضی محمد عادل شاہ اور دیدار شاہ رحمۃ اللہ علیہم سے فرمایا: "اس کو کپڑے پہناؤ!"

چنانچہ حضور نے اپنی چادر مبارک مرحمت فرمائی اور کمال شفقت سے اعلیٰ مقامات سے نوازا اجازتِ بیعت دے کر بستاں کی طرف روانہ فرمایا تھوڑے ہی عرصہ میں ایسا رجوع ہوا کہ سینکڑوں آدمی روزانہ بیعت ہو کر رشد و ہدایت پاتے تھے۔

۴۔ تصرف و عفو آپ کے ایک خلیفہ سید جمیل شاہ گردش زمانہ کے باعث بدظن ہو کر ضلع پشاور چلا گیا اور حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق عجیب و غریب باتیں بنانے لگا۔

حضرت خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو فرمایا، "اللہ تعالیٰ جمیل شاہ کو سخت پشیمان و پشیمان کرے گا"۔ قدرتِ الٰہی! کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جمیل شاہ کو گھر میں ایک وقت کا کھانا مشکل ہو گیا سخت لاچار ہو کر توبہ کی اور خدمتِ اقدس میں نہایت عجز و نیاز سے حاضر ہوا۔

آپ نے کمال لطف و کرم اور محبت و شفقت سے معاف فرمایا۔

۵۔ خبرِ ولی ایک دن صبح کی نماز ادا فرمائی اور سلام پھیرتے کے فوراً بعد فرمایا: "سخت افسوس کا مقام ہے کہ آج مفتی غلام رسول کا وصال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون"

قریباً زوال کا وقت تھا کہ مفتی صاحب کے انتقال کی خبر موصول ہو گئی۔ تو آپ نے فرمایا، "آج ستارۂ پنجاب نے اپنے منہ پر نقاب ڈال لیا ہے۔"

۵۔ زبانِ وَلی ایک دفعہ حافظ محمد لانی والا ایک ہندو کے سُودی قرض سے تنگ آکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر دُعا کا طالب ہوا حضرت خواجہ نے کمال مہربانی سے فرمایا :۔

" حافظ ! ذرا بھی غم نہ کر، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ ہندو تم سے سُود وصول نہ کرسکے گا "

چند ماہ بعد اس ہندو نے انگریز کی عدالت میں دعویٰ دائر کردیا۔ تو انگریز جج نے ہندو سے دریافت کیا : " دعویٰ اصل کا ہے یا سُود کا ؟ "

اس ہندو کے منہ سے بے اختیار نکلا :۔ " اصل کا ! "

جج نے اُسی وقت حکم نامہ لکھ دیا " سُود کا دعویٰ خارج کیا جاتا ہے صرف اصل ادا کرو ! "

اس طرح حافظ صاحب کو سود ادا نہ کرنا پڑا۔ پھر وہ اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔

۶۔ فرمانِ ولی سردار الٰہی بخش خلف خانصاحب محمد بخش سرائے صالح ضلع ایبٹ آباد، اپنی وراثت کے مقدمہ میں برادری میں مغلوب ہوا۔ اور ناچار حضرت خواجہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوکر عرض کی : " حضور نے مجھ کو مجبوری حالت میں پاس بلالیا ہے۔ اب میں دربار کو چھوڑ کر نہیں جاسکتا جب تک حضور زبان مبارک سے نہ فرمائیں گے "

حضرت خواجہ نے فرمایا " تم حضرت باواجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جاؤ ! رات کے وقت ارشاد ہوجائے گا "

چنانچہ سردار صاحب کو خواب میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے دستار بند کرائی۔ صبح نماز فجر کے بعد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سر پر دستار باندھ کر مبارکباد دی اور گھر روانہ ہونے کا حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سردار صاحب کو چند دن کے اندر فتح ہوگئی ؎

اولیا۔ را ہست قدرت از الٰہ
تیرِ برجستہ باز گردانند زِ راہ

۷۔ سنہ ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء کا ذکر ہے کہ بارش نہ ہونے کی لوگوں کو سخت تکلیف تھی۔ اکثر لوگ اپنا مال مویشی چورہ شریف سے دوسری جگہ لے جانے لگے موضع بھوڑے مار نزد چورہ شریف کے سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کے متعلق عرض کی تو آپ نے فرمایا :۔

" اگر ہماری مسجد کی لپائی کردیں تو اللہ تعالےٰ بارش کردے گا "

موقع غنیمت جان کر سب نے مل کر مسجد کی لپائی کر دی۔ تو ظہر کے وقت بفضل ایزدی بارش اتنی ہوئی کہ ہر طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔

۸۔ تصرفِ ولی ایک مرتبہ حضرت خواجہ سیّد دین محمد رحمۃ اللہ علیہ موضع شیری خاں ضلع راولپنڈی تشریف لے گئے سردار عباس نے عرض کی کہ ایک ہندو ساہوکار نے نالش کر رکھی ہے اور مبلغ تین ہزار روپیہ مع سود کا دعویٰ کر رکھا ہے اس کے بہی کھاتہ میں میرے دستخط اور مہر لگی ہوئی ہے اس لئے نجات کی صورت نظر نہیں آتی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مصیبت سے چھڑا دیا تو مبلغ ایک صد روپیہ نذر کروں گا۔

آپ نے فرمایا: جمعرات کے دن سے روزانہ رات کو اکتالیس۴۱ مرتبہ بعد از عشاء یہ دُعا پڑھا کریں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سبحان القدیم الذی لم یزل سبحان العلیم الذی لا یجھل سبحان الحلیم الذی لا یعجل سبحان الجواد الذی لا یبخل"

اکتالیس۴۱ دن کے اندر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عدالت سے اس ہندو کا دعویٰ خارج ہوا اور مبلغ تین سو روپیہ ہرجانہ سردار عباس کو دلایا گیا۔

۹۔ عفوِ ولی ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جانے لگے تو گھر میں احمد فقیر سکنہ چوڑہ کو نگہبانی کے لئے مقرر فرمایا اور میاں کریم بخش کو مسجد میں مہمانوں کی میزبانی کے فرائض سونپے چونکہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ رات کے وقت خلیفہ میاں احمد فقیر طعامِ سحری کے لئے گھر جانے لگے اپنے گھر کا قریباً نصف راستہ طے کیا ہو گا کہ راستہ میں حضرت صاحب ملے اور فرمایا۔ "تو سمجھتا ہے حضرت صاحب مکہ چلے گئے ہیں اور اب مجھے نہیں دیکھتے۔ فوراً واپس ہو جاؤ ورنہ تکلیف اُٹھاؤ گے۔

میاں احمد فقیر فوراً واپس چلے آئے صبح کے وقت قاضی سیّد محمد عادل شاہ قدس سرہٗ اور حضرت شاہ قدس سرہٗ سے معذرت طلب کی۔ جب خواجہ سیّد دین محمد رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے تو میاں احمد فقیر کو بلا کر فرمایا" تمھیں رمضان المبارک میں فلاں جگہ سے ہم نے واپس کیا تھا تمھیں شرم نہیں آئی"

تو میاں احمد فقیر توبہ کر کے معافی کا خواستگار ہوا۔

۱۰۔ نگاہِ ولی حضورؐ کے مخلص خادموں میں سے ایک خاتون شہر جموّں کی رہنے والی تھیں حج بیت اللہ سے واپس آئی تو اس کا زیور جو تقریباً تین ہزار روپے کی مالیت کا (اُس زمانے میں) تھا۔ ایک دوسری عورت نے چالاکی سے چُرا لیا۔

آپ کی خادمہ حاضرِ خدمت ہوئی اور عرض کی کہ میں ہمیشہ زکوٰۃ ادا کرتی رہی ہوں آپ دُعا فرمائیں کہ میرا زیور مل جائے۔ آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا:۔

"تمھارا زیور انشاءاللہ صحیح وسلامت تمھیں مل جائے گا۔"

تھوڑے ہی عرصہ بعد چوری کرنے والی عورت کا شوہر حضور کے صاحبزادے قاضی سیّد محمد عادل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سارا زیور لے کر حاضر ہو گیا اور معافی کا طلبگار ہوا۔ چنانچہ آپ نے زیور لے کر مالکہ کو پہنچا دیا۔

۱۱۔ مستجاب الدعاء ایک دفعہ حضرت خواجہ جموّں میں قیام فرما تھے اور میاں لعل دین جو آپ کا بے حد معتقد تھا کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان دنوں میاں لعل دین مہاراجہ کے دربار سے جلدی چلے آتے تھے اگلے دن بھی آنے لگے تو مہاراجہ نے پوچھ لیا:۔

"کیا بات ہے؟ آجکل آپ جلدی چلے جاتے ہیں۔"

میاں صاحب نے کہا: "میرے پیر صاحب آئے ہوئے ہیں۔"

مہاراجہ نے کہا: "پیروں کے پیچھے زیادہ نہیں لگنا چاہیئے یہ زیادہ تر دُنیا دار ہوتے ہیں۔"

میاں لعل دین نے جواب "جناب! میرے پیر ایسے نہیں ہیں بلکہ نہایت ہی متقی اور عالم باعمل ہیں۔"

مہاراجہ نے کہا: "ہوں گے، لیکن ہمارا ملک تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے ویران ہو رہا ہے تمام ٹھاکروں سے دعائیں کرا چکے ہیں کچھ نہ بنا۔ اگر تم اپنے پیر صاحب سے دُعا کرا دو تو شاید اللہ تعالےٰ مہربان ہو جائے!"

میاں صاحب نے کہا: "میں اپنے پیر و مُرشد سے عرض کروں گا اگر قبول کریں تو بہتر، ورنہ میں مجبور نہیں کر سکتا۔" گھر پہنچ کر میاں لعل دین نے تمام واقعہ عرض کیا کہ حضور! کافر نے طعنہ دیا ہے۔

آپ نے فرمایا: "وہی ہو گا جو میرے مولا کی رضا ہو گی، اپنے مہاراجہ سے کہو کہ تمام مسلمانوں

کے لیے حکم جاری کردے کہ کوئی مسلمان کل کاروبار نہ کرے اور سب مسلمان نمازِ استسقاء کے لیے باہر نکلیں"۔

اگلے دن تمام مسلمانوں نے حضور کی اقتدا میں نمازِ استسقاء ادا کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ ایک کالی گھٹا اٹھی اور بارش اتنے زور سے آئی کہ سب کے کپڑے تربتر ہو گئے۔ حضور بھی بارانِ رحمت میں بھیگ کر گھر پہنچے۔ میاں صاحب نے آپ کے کپڑے تبدیل کروائے اور کہا۔

"اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی لاج رکھ لی"۔ ؎

این دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است　　　باقی است و گفتِ اُو گفتِ خدا است

سُرمہ کن از چشم خاکِ اولیاء　　　تا بہ بینی ز ابتداء تا انتہاء

۱۲۔ فراستِ مؤمنہ ایک مرتبہ حضور لدھیانہ سے واپسی پر ویرووال ضلع امرتسر میں اپنے فرزند ارجمند قاضی عادل شاہ قدس سرہٗ میاں خیرالدین، سربلند خاں اور مولوی غلام محمد مدرس سکنہ رتڑہ کی ہمراہی میں مسجد بیوی صاحبہ خاں بی بی میں قیام پذیر تھے کہ اشراق کے وقت آپ کی قدیمی خادمہ امام بی بی اور بسو دونوں نے ایک ایک روپیہ بطور نذر پیش کیا اُس وقت امام بی بی نے عرض کی "حضرت! خدا گواہ ہے کہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے ورنہ دل چاہتا ہے کہ بہت سا مال آپ کی خدمت میں پیش کروں"۔

فرمایا: "فقیر کو مال سے کچھ غرض نہیں ہے اور نہ ہی فقیر کسی سے کچھ مانگتا ہے لیکن جھوٹ بولنا بہت ہی بُری بات ہے وہ بھی خدا کو گواہ بنا کر، میرے سامنے بیٹھ کر جھوٹ بول رہی ہو۔ تمہاری جیب میں نانک شاہی مُہر ہے اور تو کہتی ہے کہ تیرے پاس کچھ نہیں۔

امام بی بی بہت شرمندہ ہوئی اور فوراً نانک شاہی مُہر آپ کی خدمت میں پیش کرکے معافی کی خواستگار ہوئی۔ اور باوجود آپ کے انکار کے امام بی بی نے نہایت عاجزی و معذرت کے ساتھ وہ نانک شاہی مُہر قبول کرنے پر اصرار کیا۔

سب حاضرین نہایت حیران ہوئے۔

۱۳۔ واقعہ میاں لعل دین (وزیر ریاست جموں) ایک دفعہ حضرت خواجہ سیّد دین محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علاقہ وزیرآباد کے موضع دھونکل میں وعظ و تلقین میں مصروف تھے کہ اچانک میاں لعل دین وزیر ریاست جموں نے حاضرِ خدمت ہو کر قدم بوسی کی اور

زارو قطار رونے لگا۔ آپ نے تسلی وتشفی دی اور وجہ معلوم کی تو عرض کی" حضور! مجھ پر سات لاکھ روپے کے غبن کا ناجائز الزام لگایا گیا ہے۔ غمازوں اور مخبروں نے مجھے برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کل میری پیشی ہے میں کئی دِنوں سے آپ کو تلاش کر رہا ہوں بڑی کوشش کے بعد آپ تک پہنچا ہوں۔ اب عرض گزار ہوں کہ حضور میرے ساتھ تشریف لے چلیں اور دُعا فرمائیں کہ اُس جھوٹے الزام سے چھٹکارہ حاصل کروں"۔

آپ نے اُسے اطمینان دلایا اور فرمایا:۔

"اہلِ دُنیا کے فردِ جُرم لگانے سے کچھ نہیں ہوتا ابھی درگاہِ ایزدی میں فردِ جُرم نہیں لگی اس لئے تُو بالکل تسلی رکھ! خدا تیرا حامی و ناصر ہوگا"۔

میاں لعل دین کے اصرار پر حضور اس کے ساتھ جموں تشریف لے گئے۔ تاریخ مقررہ پر وزیر صاحب عدالت میں پہنچے وکلاء کے مابین بحث ہوئی تو فریقِ ثانی غبن کا کامل ثبوت نہ دے سکا اور چار لاکھ روپیہ ٹوٹ گیا۔ جج اسی سوچ میں تھا کہ باقی تین لاکھ کے لئے کونسی تاریخ مقرر کی جائے کہ اتنے میں حضرت خواجہ کا بھیجا ہوا لڑکا پہنچ گیا اور آکر میاں صاحب سے کہا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ چار لاکھ روپیہ ٹوٹ گیا باقی تین لاکھ کے لئے کل کی تاریخ مقرر کی جائے۔

میاں لعل دین سخت حیران ہوا کہ ابھی جج کی زبان سے فیصلہ صادر ہوا ہی تھا کہ لڑکا پہنچ گیا۔ حالانکہ مکان عدالت سے خاصا دُور تھا۔ اور کوئی آدمی فیصلہ لے کر گھر بھی نہیں گیا۔ جج نے میاں لعل دین کی حسبِ منشاء اگلے دن کی تاریخ مقرر کر دی۔

دوسرے دن میاں لعل دین جب کچہری جانے لگے۔ تو حضور کی خدمت میں عرض کی:۔

"حضور! آپ کی توجہ سے آدھا کام تو ہو گیا"۔

فرمایا" بیٹا! جاؤ، بالکل فکر نہ کرو! اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ مگر تم ایک کام کرو کہ عدالت میں مخبر یا مدعی کی پیٹھ پر یا معز یا مذل یا سمیع یا بصیر۔ لکھ دینا اگر لکھ نہ سکو تو قدرے مٹی لے کر دم کر کے اس کی پشت پر پھینک دو، انشاء اللہ اس کی زبان بند ہو جائے گی"۔

میاں صاحب نے وہاں پہنچ کر یہی عمل کیا تو پیشی کے وقت مخبر کی یہ حالت تھی کہ اپنے سب مسودے بھول گیا۔ اگر کچھ الفاظ منہ سے نکلتے تھے تو ایسے بے ربط اور بے دلیل کہ وزیر موصوف کے

حق میں جاتے تھے کہ مقدمہ اتنا کمزور ہو گیا۔ چنانچہ جج نے میاں صاحب کو صاف بری کر دیا۔ ؎

ہر آنکہ استعانت بدرویش برد

اگر با فریدوں زد از پیش برد

ابھی تین چار سال کا عرصہ ہی گزرا ہو گا کہ مدعی نے پھر سر اٹھایا اور وزیر موصوف کے خلاف پھر سلسلہ شروع ہونے کو تھا۔ کہ کسی دوست نے اطلاع دی کہ مہاراجہ تمھیں پھر گرفتار کرنے والا ہے۔

میاں لعل دین ہراساں و پریشاں حضرت خواجہ تلاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "تم اسی وقت حج بیت اللہ شریف کو چلے جاؤ!"

عرض کی "حضور! اس وقت تو میری جیب میں خرچ بھی نہیں"

فرمایا: "اللہ تعالیٰ کارساز ہے تم روانہ ہو جاؤ!" ؎

دے دعا کو میری وہ حسنِ قبول

کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمین

حضرت خواجہ نے اپنے صاحبزادہ سید دیدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو میاں صاحب کے ساتھ کر دیا جب سیالکوٹ پہنچے تو وزیر صاحب کو اپنی کچھ دوکانوں اور کوٹھیوں کا کرایہ وصول ہو گیا پھر بمبئی میں بھی مکانوں اور کوٹھیوں کا کرایہ وصول کر کے حجازِ مقدسہ کو روانہ ہو گئے۔ بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ مدینہ منورہ میں رباط بنوائی۔ اور وہاں تقریباً ایک برس قیام کیا۔ اور روضۂ مطہرہ پر عرفانِ پُر نور سے مسرور و مخمور، منور و معمور ہوتے رہے۔ ؎

تُوئی سُلطانِ عالم یا محمّد ! ز رُوئے لُطف سُوئے من نظر کُن

بحالِ مبتلائے غم نظر کُن دوائے درد دل اے چارہ گر کُن۔

معمُولات

پنجگانہ نمازیں اکثر با جماعت ادا فرماتے۔ بعد از نمازِ تہجد نمازِ فجر تک ذکر میں مشغول رہتے نمازِ فجر کے بعد مراقبہ اور ذکرِ الٰہی میں مصرُوف ہو جاتے۔ اس کے بعد روزانہ منزل قرآن مجید دس پارے

تلاوت فرماتے اس کے بعد کچھ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا. علم تصوف کی بہت سی کتابیں آپ کے اپنے ہاتھوں سے مرتب شُدہ تھیں. آپ کے دستِ مبارک سے لکھا ہُوا ایک قرآن مجید بھی موجود ہے.

جمعۃ المبارک کی شب کو سورۃ کہف کی تلاوت کرنا آپ کا قدیمی معمول تھا.

شبانہ روز کے وظائف یہ تھے ؛ قرآن مجید کی ایک منزل ، ذکر نفی اثبات پندرہ ہزار بعد از نماز مغرب، صلوٰۃ الاوابین پڑھتے. صلوٰۃ التسبیح کبھی کبھی تہجد کے وقت ادا فرماتے. اشراق و چاشت بلاناغہ ادا فرماتے. کبھی کبھی وعظ بھی فرماتے. ہمیشہ بغیر بستر کی چارپائی پر آرام فرماتے.

تبلیغ اسلام

۱. تیرئ شریف میں آپ کو پٹھانوں کے جرگوں (پنچایت) میں صُلح کے لئے جانا پڑتا تھا. تو آپ توجہ الی اللہ سے حاضرین پر مؤثر ہوا کرتے.

۲. اکثر لوگ آپ سے مباحثہ کرنے آتے تو آپ کے جوابات عام فہم اور جامع ہوتے. اور حتی الامکان علمی پہلو سے جواب دیتے.

۳. سالکوں کو درسِ قرآن دیتے جس میں آخرت کے لئے رموز و نکات بیان فرماتے. اور سنتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کی تاکید فرماتے.

۴. تحریری سلسلہ علیحدہ تھا. اور خطوط کے جوابات تبلیغی انداز میں دیتے باہر کے لوگوں کے ساتھ یہی طریقہ استعمال فرماتے.

اخلاق و عبادات

حضور نہایت متواضع و ملنسار تھے. آپ کی قوتِ حافظہ اس قدر تیز تھی کہ ایک دفعہ دیکھ لیتے خواہ کتنے ہی عرصہ بعد دیکھتے فوراً پہچان لیتے. سب بھائی آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے زُہد میں آپ کا وجود بے نظیر تھا.

عفو و درگزر

عفو و درگزر میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا. خطاؤں کو ہمیشہ معاف فرما دیا کرتے تھے. جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ چند ایک مریدوں اور خلفاء سے لغزشیں ہوئیں اُن کو آپ نے فراخ دلی سے معاف فرما دیا. سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے بلکہ جو بھی سائل آتا اپنی مراد

حاصل کر کے گیا تحمل و بُردباری میں بے مثال تھے کبھی کسی سے ناراض نہ ہوتے بلکہ ہر کسی کی دلجوئی فرماتے اور حتی الوسع ایسی مدد فرماتے کہ پھر اُسے حاجت نہ رہتی۔

خدمتِ خلق درویشوں، یتیموں اور مہمانوں کی از خود خدمت فرماتے اور ان کے ساتھ ہی کھانا کھاتے جو مسافر یا درویش مسجد میں ہوتا اس کا کھانا خود دے کر جاتے بعض اوقات اس کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا کھاتے بعد از نماز عشاء مہمانوں کو چاپتے پلاتے۔ اکثر یتیموں اور بیواؤں کی نقد مدد فرماتے انھیں کپڑے بنوا کر دیتے اور ان کے قرض ادا فرماتے۔ مرمت طلب مسجدوں کی مرمت کرواتے۔ جہاں ضرورت ہوتی مسجد بنواتے اگر کہیں پانی قلت ہوتی وہاں کنواں بنواتے۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور مستجاب الدعوات تھے۔ باوجودیکہ خدام و درویش حاضر ہوتے لیکن مہمانوں کے لئے کھانا خود لیکر جاتے۔

قدسیہ

۱۔ فرمایا: اتباعِ شریعت کے بغیر اسرارِ باطن کا حصول ناممکن ہے اس لئے اتباعِ شریعت میں کوشش تام کرو۔

۲۔ فرمایا: مہمان نوازی کرو! اس سے حسناتِ کثیر حاصل ہوتی ہیں۔

۳۔ فرمایا: مہمان کی خدمت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور یہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سُنّت بھی ہے۔

۴۔ فرمایا: جھُوٹ ایک لعنت ہے اِس سے ہر سمجھدار کو بچنا چاہیئے۔ جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے۔

۵۔ فرمایا: میری عُمر پچیس سال تھی کہ مجھے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد دے کر پنجاب کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ تو فقیر موضع ڈومیلی ضلع جہلم میں رات کو سو رہا تھا کہ ایک آدمی آیا اور بائیں طرف بیٹھ کر میرے دل کو بزورِ پنجہ پکڑ کر ہلایا۔ ایسا معلوم ہوا کہ دل کے اوپر کا پوست ساتھ لے گیا ہے بہت سخت درد ہُوا۔ میں نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو معلوم ہوا کہ اس کے ہاتھ میں ہڈی نہیں ہے میرے پوچھنے پر کہنے لگا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں اور تمہارا قلب جاری کرنے لگا تھا۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے اس کے بعد کئی روز تک مجھے دل کے مقام پر درد ہوتا رہا لیکن میرا دل اسی وقت سے ذکر الٰہی

سے جاری ہو گیا۔

خلفاء

آپ کے خلفاء آپ کے چاروں صاحبزادگان حضرت سیّد دیدار شاہ، سیّد محمد عادل شاہ، سیّد حضرت شاہ سیّد سیدن شاہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم جو اپنے وقت کے شمس و قمر تھے۔ مندرجہ ذیل تھے :۔

۱۔ مفتی غلام رسُول، امرتسر	۲۔ سیّد متین شاہ، زترہ ریاست کپورتھلہ
۳۔ مولوی احمد دین، خونی چک	۴۔ سیّد گلاب شاہ، شیخوپوری
۵۔ مفتی مولوی غلام مصطفےٰ امرتسر	۶۔ مولوی عبدالسلام امرتسری
۷۔ مولوی محمد احسن سہالوی	۸۔ مولوی کرم داد ضلع گجرات
۹۔ سیّد حسین شاہ بلیری	۱۰۔ جمیل شاہ، حاجی شاہ
۱۱۔ خلیفہ نظام الدین جاترکے	۱۲۔ مولوی محمد یوسف، مدوکاس
۱۳۔ مولوی احسن اللہ امرتسری	۱۴۔ احمد شاہ کشمیر والا، موضع شراق واڑہ
۱۵۔ خلیفہ نظام الدین بارہ مولا	۱۶۔ خلیفہ عبدالوہاب شراق واڑلہ۔
۱۷۔ مولوی نور حسین پھاگ والا	۱۸ منشی غلام علی پشاوری

صاحبزادگان

آپ کے چار صاحبزادگان تھے۔ سیّد دیدار شاہ، قاضی سیّد محمد عادل شاہ، سیّد حضرت شاہ سیّد سیدن شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ فرداً فرداً تذکرہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔

خواجہ سید شاہ محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرات خورد رحمۃ اللہ

فرزند چہارم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ

تیزئی شریف ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۹ء ——— ۱۷ رجب ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء چوہ شریف

صاحبزادگان : سید امام شاہ ، سید غلام محمد شاہ رحمۃ اللہ

تعارف و ولادت باسعادت

حضرت سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرات خورد، حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے اور محبوب صاحبزادے تھے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ بلکہ اکثر فرمایا کرتے کہ شاہ محمد ہمارے گھر کے چراغ ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت صحیح طور سے معلوم نہیں ہو سکی سن پیدائش اغلباً ۱۲۳۵ھ / ۱۸۱۹ء اور ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء کے درمیان ہے۔

چورہ شریف میں پہلے حافظِ قرآن

ابتدائی تعلیم مخدومی خواجہ محمد امین[1] رحمۃ اللہ علیہ جو کہ استادِ کلاں کے نام سے مشہور تھے سے حاصل کی۔ اور باقی علوم ظاہری حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے اور قلیل عرصہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ خاندانِ چوراہیہ میں آپ پہلے حافظ قرآن تھے یہ عظیم سعادت آپ ہی کے حصہ میں آئی۔

---

[1] خواجہ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی قدس سرہٗ کے خلیفہ خاص تھے۔

بیعت قبلۂ عالم حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے چاروں سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ میں بیعت فرمائی اور قلیل عرصہ میں عظیم منازل طے فرمائیں۔ آپ نے سلوکِ مجددیہ کی تمام منازل بکمال تفصیل طے فرمائیں۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے محبوب فرزند ہونے کی وجہ سے آپ پر خاص توجہ اور عنایت فرمائی اور خرقۂ خلافت پہنا کر مجازِ بیعت چہار سلسلہ فرمایا۔ لیکن آپ زیادہ تر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرماتے، ہاں اگر کوئی طالب کسی دوسرے سلسلہ میں ہونا چاہتا تو اُسے اُسی سلسلہ میں بیعت فرماتے اور رُشد و ہدایت سے نوازتے۔ ایک کثیر خلقِ خدا اور طالبانِ خدا اطرافِ عالم سے جوق در جوق آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر داخلِ سلسلہ ہوئے۔

تبلیغ دین حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حینِ حیات میں آپ کو دورۂ تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا۔ آپ کامل نمونہ بلحاظ علم و فضل خاندانِ چوراہی کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے وجودِ مسعود نے خاندان کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ ہند و پنجاب میں علم و فضل کے دریا بہا دیئے۔ لاکھوں انسانوں نے اس بحرِ بے پایاں سے اپنی تشنگی دُور کی۔

آپ کی صحبت میں عجیب اثر تھا اپنوں کا تو کیا ذکر بیگانے بھی دیکھتے تو پکار اُٹھتے کہ یہ زمانہ کے ولی ہیں۔ کئی غیر مسلم آپ کی صحبت کی بدولت راہِ راست پر آئے اور دینِ اسلام قبول کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ جن میں میاں محمد اسلام سرانوالی ضلع سیالکوٹ، میاں غلام محمد، میاں محمد اعظم شامل ہیں جو پہلے سکھ مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ اور آپس میں چچا تایا زاد بھائی تھے۔ آپ ان کے گاؤں سرانوالی میں تشریف لے گئے انھوں نے آپ کی صحبت میں بیٹھ کر چند کلمات سُنے تو دل مائل بہ اسلام ہو گئے اور چند دنوں میں دینِ اسلام سے مشرف ہو گئے۔ پھر داخلِ سلسلہ نقشبندیہ ہو کر عظیم مقامات طے کیے۔

آپ کی توجہ اسقدر زبردست تھی کہ جس پر بھی خصوصیت سے نظر پڑ گئی اس کا بیڑہ پار ہو گیا۔

مقام نہایت صاحبِ کمال اور صاحبِ لفظ تھے۔ جو بات بھی زبانِ مبارک سے نکلتی ضرور پوری ہوتی درجہ ولایت میں آپ انتہائی مرتبہ پر فائز تھے۔ رُعب جلال اور قُدسی صفات کے مالک تھے علم و عمل اور زُہد و تقویٰ میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ زُہد و ریاضت میں عظیم مقامات کے مالک تھے۔

نقل مکانی حضرت خواجہ سیّد شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلۂ عالم باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے سات سال بعد ڈراڈ شریف سے چورہ شریف تشریف لائے۔ کیونکہ حضرت

باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے اکثر اہل و عیال ڈراڈر شریف میں ہی تھے یہ ایک بھاری ذمہ داری تھی جسے آپ نے بطریقِ احسن نبھایا جب تمام اہل و عیال کی رہائش کا انتظام چورہ شریف میں ہو گیا تب آپ چورہ شریف تشریف لائے اور یہاں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔

وفات عمر عزیز کے آخری ایام میں آپ کو کوتاہ دمی کا مرض لاحق ہو گیا۔ اس کے باوجود آپ کے معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔ عبادت و اذکار اپنے وقت پر نہایت احتیاط اور پابندی کے ساتھ ادا فرماتے۔ قریباً اسّی برس کی عمر میں آپ ۱۷ رجب المرجب ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۸ء کو اس عالم فانی سے رخصت ہو کر محبوب حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔

خوارق و تصرفات

۱۔ کشف ایک بزرگ جن کا نام صوفی محمد دین تھا اور بابا سُرمے والے امرتسری مشہور تھے انھوں نے حضرت خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی کچھ عرصہ بعد آپ اشتیاقِ زیارتِ مرشد میں اسقدر مستغرق اور وارفتہ ہو گئے کہ تقریباً دیوانگی کی حد کو پہنچ گئے اور بڑی محنتِ شاقہ سے پیدل سفر کر کے چورہ شریف حاضر ہوئے۔ لیکن دیوانگی اسقدر طاری تھی کہ اپنے مرشد کا نام بھی یاد نہ رہا۔

لوگوں نے پوچھنے کی کوشش کی کہ آپنے کس سے ملنا ہے کہاں جانا ہے؟ مگر کچھ معلوم نہ ہو سکا لاچار صوفی صاحب کو حضراتِ خورد خواجہ سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آئے اور واقعہ عرض کیا آپ نے بحرِ مکاشفہ میں غوطہ لگایا تو بذریعہ کشف حالات معلوم ہو گئے فرمایا:۔

"یہ شخص خواجہ فقیر محمد صاحب سے بیعت ہے اسے ان کے پاس پہنچا دو!"

چنانچہ صوفی صاحب وہاں پہنچے تو دیکھتے ہی مرشد برحق کو پہچان لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے مرشد کے ساتھ ساتھ حضراتِ خورد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بے حد معتقد ہو گیا۔

۲۔ زبانِ ولی حضرت سید محمد عادل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جواں سال صاحبزادہ نبی شاہ کتبِ درسیہ سے فارغ التحصیل تھے اور علومِ عصر میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ اٹھارہ سال کی جوانی کی عمر میں یکم محرم ۱۳۱۴ھ کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ تو عادل شاہ صاحب بے حد ملول رہا کرتے

تھے۔ ایک دن حضرات خورد قدس سرہٗ نے فرمایا: "مجھے قبلہ باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم نبی شاہ کے عوض بہتر نعم البدل عنقریب عطا فرمائے گا"۔

چنانچہ چندماہ بعد حضرت حافظ رشید احمد پیدا ہوئے۔ تو حضورؒ نے گود لے کر پیار فرمایا اور دعا فرمائی۔

۳۔ لعابِ دہن موضع سرانوالی ضلع سیالکوٹ میں مولوی عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ مولانا محمد مسعودؒ[1] کے ننھیال میں سے تھے) کا بیٹا پیدائشی گونگا تھا حضرت قبلہ حضرات خورد رحمۃ اللہ علیہ سرانوالی تشریف لے گئے تو مولوی صاحب نے اپنے گونگے بیٹے محمد صادق کو آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی: "حضور! میرا لڑکا گونگا ہے اس کے لیے دعا فرمائیں"۔

آپ نے بچے کو گود میں لیا اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ دعا فرمائی اور فرمایا:-

"میں نے محمد صادق کو تمام علوم پڑھا دیے ہیں"

اس کے بعد اس کی زبان بولنے لگ گئی چنانچہ محمد صادق نے کہیں کسی استاد سے نہیں پڑھا اور وہ اردو کے علاوہ عربی فارسی انگریزی اور گورمکھی پڑھتا اور لکھتا تھا۔ ان زبانوں کی تحریروں کے مطالب بیان کرتا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد فوت ہوا۔

صحبت از علم کتابی خوشتر است
صحبتِ مردانِ حُر آدم گر است

۴۔ تصرفِ ولی میراں والی ضلع سیالکوٹ کے حضرت مولوی مستؒ[2] علی، حضرت خان عالمؒ[3] باولی شریف والے دیگر رفقاء کے ساتھ تیراہ شریف روانہ ہوئے۔ مولوی صاحب کا سامان بوجھل رکھا گیا تاکہ پیچھے رہ جائیں۔ آخری منزل پر ایک ندی سے گزرتے ہوئے گر گئے۔ حضرت خان عالم اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ آگے چلے گئے۔

مولوی صاحب کو ہوش آیا۔ تو قبلہ حضرت شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ مولوی صاحب سے

---

[1] مولانا محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ افتخار الحسن مدظلہ العالیہ فیصل آباد کے والد گرامی تھے۔ حالات تکملہ میں ملاحظہ فرمائیں۔
[2]، [3] حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء تھے۔

آپ نے دریافت فرمایا: "مولوی صاحب! کیا بات ہے ؟"

عرض کی: "حضور! پیچھے رہ گیا ہوں"

حضرت خواجہ نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا تھوڑی دیر چل کر پتہ چلا کہ نیراہ شریف پہنچ گئے ہیں اتنے میں حضرت خان عالم بھی پہنچ گئے اور مولوی صاحب کو پہلے ہی سے وہاں موجود پا کر سخت حیران ہوئے اور استفسار کیا. مولوی صاحب نے تمام واقعہ بیان کردیا. ط

پیش اُو کوہ گراں مانند کاہ

۵. فراستِ مومنہ حضرت خواجہ سید شاہ محمد رحمۃ اللہ تعالےٰ اکثر اپنی ذاتی گھوڑی پر سفر فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ موضع بھلائی پور ضلع ہوشیار پور تشریف لے گئے. وہاں کے نمبردار نے آپ کا کھانا تیار کیا. آپ نے فرمایا: "گھوڑی کو بھی کچھ دانے وغیرہ ڈال دیں"

نمبردار کے ایماء پر ایک درویش نے اس کے گھر سے دانے لاکر گھوڑی کے آگے رکھے لیکن گھوڑی نے مُنہ نہ لگایا. درویش نے حاضرِ خدمت ہوکر صورتحال عرض کی نمبردار بھی حاضر تھا. آپ گھوڑی کے پاس تشریف لے گئے. وہاں پہنچ کر آپ نے فرمایا:-

" نمبردار کے گھر میں بے نکاحی عورت ہے اس لئے گھوڑی دانے نہیں کھاتی اور ہم بھی روٹی نہیں کھائیں گے."

نمبردار اُسی وقت سرِعام معافی کا طلب گار ہوا. حضرت کے دستِ اقدس پر توبہ کی اور اُسی وقت نکاح پڑھوایا. تو پھر آپ نے کھانا کھایا اور گھوڑی نے بھی دانے کھائے. ے

از تہی دستاں کشادِ اُمتاں

از چنیں منعم فسادِ اُمتاں

۶. تقویٰ و پرہیزگاری حضرات خورد رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ سرانوالی ضلع شیخوپورہ میں اپنے خلیفہ خاص میاں محمد اسلام کے ڈیرے پر تشریف لے گئے وہاں گُڑ بنایا جا رہا تھا.

میاں محمد اسلام نے تھوڑا سا گرم گرم گُڑ آپ کی خدمت میں پیش کیا.

آپ نے پوچھا: "یہ گُڑ بنانے والے کون لوگ ہیں ؟"

عرض کی: "حضور! یہ عیسائی ہیں."

فرمایا "فقیر یہ گڑ نہیں کھائے گا کیونکہ یہ غیر مذہب ہیں۔ انھیں طہارت اور پاکیزگی کا کچھ پتہ نہیں اس لئے گڑ پاک نہیں رہا"

۷۔ **تفقہ فی الدین** ایک دفعہ آپ میاں محمد اسلام رحمۃ اللہ تعالےٰ کے ڈیرے پر تشریف فرما تھے کہ چند لوگ میاں صاحب سے سبز چارہ خریدنے آئے۔ وہ چارہ کا کھیت دیکھنے چلے گئے۔ تو آپ نے میاں صاحب سے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں؟"

عرض کی، حضرت! یہ کنجر لوگ ہیں"۔

آپ نے پھر استفسار فرمایا: "ان کا پیشہ کیا ہے؟"

عرض کیا "ان کا پیشہ بدکاری ہے"۔

حضرت خواجہ نے فرمایا: "ان کا پیسہ حلال نہیں ہے لہٰذا ان سے بیع حرام ہے"۔

جب وہ لوگ چارہ دیکھ کر واپس آئے تو میاں صاحب سے چارہ کی قیمت پوچھی میاں صاحب نے کہا "میں اس چارے کو فروخت نہیں کروں گا کیونکہ مجھے میرے قبلہ حضرت صاحب نے منع کر دیا ہے"۔

اسی کو اتقاء اور پرہیزگاری کہتے ہیں۔ ایسے ولی کامل اور صاحب طریقت کم ہی ملتے ہیں

حلیہ مبارک

آپ کا قد مبارک موزوں، چہرۂ انور سُرخ و سفید، بینی دراز، ریش مبارک کے بال سفید، آنکھیں موزوں سیاہ، جیسے نور کے سانچے میں ڈھلی ہوں، پیشانی فراخ، دانت سفید چمکیلے تھے۔ اکثر دستار مبارک سر پر رکھتے تھے۔ رفتار کافی تیز ہوتی۔ جو بھی آپ کو دیکھتا ایسا معلوم ہوتا کہ مسکرا رہے ہیں باایں ہمہ چہرہ مبارک پر جلالیت ہویدا تھی۔ سینکڑوں آدمیوں کے درمیان تشریف فرما ہوتے تو بھی نئے آدمی آپ کو بآسانی پہچان لیتے۔ آپ کا چہرۂ انور پُر نور تھا مُنہ پر چھوٹا کپڑا رکھتے۔
صداقت سے بھرپور گفتگو آپ کا خاصہ تھی۔

معمولات

آپ تہائی شب بیدار ہوتے اور وضو فرماکر نفل تحیۃ الوضو ادا کر کے نمازِ تہجد میں مشغول ہو جاتے پھر مراقبہ میں رہتے تا آنکہ نمازِ فجر کا وقت ہو جاتا تو باجماعت نماز ادا فرماتے پھر ذکر و اذکارِ معمولہ اور مراقبہ میں مشغول رہنا آپ کا معمول تھا۔

نمازِ اشراق و چاشت ادا کرنے کے بعد کچھ دیر آرام فرماتے۔ اس کے بعد یارانِ طریقت کو توجہ دیتے اور نماز ظہر و نماز عصر باجماعت ادا فرماتے اور اکثر اذکار و مراقبہ فرماتے۔ نماز مغرب کے بعد آپ صلوٰۃ الاوابین پڑھا کرتے۔ نماز عشاء کے بعد پھر یاران طریقت کی محفل میں کچھ دیر پند و نصائح فرماتے۔

آپ خاندانِ چوراہیہ میں پہلے حافظِ قرآن تھے۔ آپ پندرہ پاروں کی منزل ظہر سے پہلے اور پندرہ پارے بعد دوپہر سے رات عشاء تک پڑھتے۔ اس طرح ایک قرآن پاک روزانہ ختم فرماتے۔ یہ معمول تاحینِ حیات رہا۔

ذکر نفی اثبات، تسبیحات، سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، آیۃ الکرسی، استغفار شریف، لا الٰہ الا انت سبحانك اِنی کنت من الظٰلمین۔ اور درود شریف کا ورد کثرت سے کرتے یعنی رات دن میں بہت ہی قلیل لمحات ذکرِ الٰہی سے فارغ گزارتے۔ ہر وقت باوضو رہتے۔ نیز دعائے حزب البحر بھی آپ کا معمول تھا۔ زہد و ریاضت میں عظیم مقامات کے حامل تھے۔ ختم خواجگان اکثر دوستوں کے ساتھ پڑھتے اور کبھی کبھی اکیلے بھی پڑھتے۔

ختمِ خواجگانِ نقشبندیہ

سورہ فاتحہ سات بار، درُود شریف سو بار، سورہ الم نشرح اُناسی بار، سورہ اخلاص معہ بسم اللہ شریف ایک ہزار ایک بار، سورۃ فاتحہ سات بار، درُود شریف سو بار، بعدہٗ مندرجہ ذیل کلمات ہر ایک سو بار۔ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند — المدد خواہم ز شاہِ نقشبند

یا قاضی الحاجات۔ یا دافع البلیّات۔ یا حل المشکلات، یا کافی المہمّات یا مجیب الدعوات، یا امان الخائفین۔ یا شافی الامراض، یا ارحم الرّٰحمین، آمین۔

اخلاق وعادات

اتباعِ سُنّت

اتباعِ سُنّت رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کا مقصدِ عظیم تھا. اپنے ہر فعل کے متعلق یہ دریافت کرنے کی کوشش فرماتے کہ یہ فعل حضور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے کیسے کیا ہے. بمصداق ے

از شریعت احسن التقویم شو | وارث ایمان ابراہیم شو
شرع برخیزد ز اعماقِ حیات | روشن از نورش ظلامِ کائنات

اسوۂ حسنہ کی مطابقت میں ہر فعل کو ڈھالنے کی کوشش فرماتے حتیٰ کہ اپنے سفر و حضر، حرکات وسکنات اور خورد ونوش میں ہر وقت سنتِ رسُول اللہ کو ملحوظِ خاطر رکھتے اپنے عقیدتمندوں اور خلفاء کو بھی سُنّت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تاکید فرماتے. اکثر فرمایا کرتے کہ اتباعِ رسُول کے بغیر طریقت کسی کام کی نہیں نہ ہی اس کے بغیر کوئی طالب کوئی مقام حاصل کرسکتا ہے. عقیدتمندوں کو حقہ نوشی سے سختی کے ساتھ منع فرماتے ہر ایک کو داڑھی سُنّت کے مطابق رکھنے کی تاکید فرماتے.

حُسنِ خلق، حلم ومروّت

آپ اخلاق عالیہ اور اُسوۂ حسنہ سے متصف تھے. اور ہر کسی سے اخلاق کے ساتھ پیش آتے. آپ کی نظر میں امیر و غریب چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہ تھی. ہر ایک کے ساتھ محبت و مروت سے پیش آتے. اپنے اخلاقِ عالیہ اور بُردباری سے لوگوں کے دل موہ لیا کرتے جو بھی آپ کی مجلس میں چند لمحات گزار لیتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہر کسی سے نرمی اور ملائمت سے گفتگو فرماتے. اگر کوئی آپ کے سامنے سخت کلمہ کہہ دیتا تو عموماً اعراض فرما کر نرمی سے سمجھاتے، یتیم مساکین غربا. اور بیوگان سے ہمیشہ محبت و اُلفت اور شفقت فرماتے اور حتی الوسع ان کی مدد فرماتے.

عفوو درگزر

عفوو درگذر آپ کا خاصہ تھا اگر آپ کی ذات کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی تو کبھی بدلہ لینے کی کوشش نہ فرماتے. بلکہ خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے. آپ کی طبیعت میں منکسر المزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی. ہمیشہ دعا فرمایا کرتے کہ بارِ الٰہی! اپنی مخلوق کے صدقے مجھ پر رحم فرما! کوئی غریب یا مسکین اگر دعا کے لئے عرض کرتا تو آبدیدہ ہو کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا فرماتے اور اس کی دلدہی فرماتے.

رعایتِ حقوق حقوق العباد کا خاص خیال رکھتے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ تقدیم فرماتے اس میں چھوٹے بڑے، امیر غریب کی تفریق کے بغیر سب کو پہلے سلام فرماتے۔ اور فرمانِ نبوی پہلے سلام کرنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش فرماتے۔ فرمایا کرتے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے اور بڑے کا فرق مٹا دیا تھا۔

چھوٹوں پر ہمیشہ شفقت و محبت فرماتے۔

مہمان نوازی و تواضع خاندانِ چوراہی میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل مہمان نوازی بےمثال ہے آپ بھی اس معاملے میں بے حد حساس واقع ہوئے تھے۔ مہمان نوازی کے لیے جو کچھ بھی موقع پر پاس ہوتا حاضر کر دیتے۔ اس سلسلے میں عقیدتمندوں، مریدوں، واقف، ناواقف زائر یا محض اجنبی کا کوئی لحاظ نہ تھا۔ ہر کسی کی ایک جیسی تواضع فرماتے۔ بلکہ مہمان کے کھانے کے موقع پر خود موجود ہوتے اور اصرار فرماتے کہ اور کھائیں آپ نے بہت کم کھایا ہے۔ صبح و شام، دن رات ہر وقت آپکا دروازہ مہمانوں کے لیے کھلا رہتا۔

حقیقت یہی ہے کہ انہی بزرگوں کے طفیل آج ایک صدی گزر جانے پر بھی صاحبزادگان کی مہمان نوازی ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

قدسیہ

۱ - فرمایا: اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک کو اس کی تاکید فرماتے۔ اس کے لیے علومِ ظواہرِ شریعت کا جاننا ضروری ہے۔

۲ - فرمایا: جو شعبدوں کا طالب ہے وہ ہمارے پاس نہ آئے ہاں اگر خلافِ سنت کوئی فعل دیکھے تو برملا کہے فرمایا بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے۔

۳ - فرمایا: فقر و فاقہ کمال طریقہ ہے اور درویشوں کو حضور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

۴ - فرمایا: جو مخدوم بننا چاہے اُسے چاہیئے کہ مرشد کی خدمت کر کے پہلے خادم بنے۔

۵ - فرمایا: شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ طریقہ سہروردیہ میں کامل اور سمجھدار بزرگ تھے۔ انھوں نے تصوف کو صرف دو باتوں میں تمام کردیا ہے

مرا پیر دانائے مرشد شہاب   دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش   دوم آنکہ بر غیر بد بین مباش

۶ - فرمایا: بیعت تین قسم کی ہوتی ہے اوّل پیروں سے توسل حاصل کرنے کے واسطے۔ دوم معاصی سے توبہ کرنے کے واسطے، سوم نسبت حاصل کرنے کے واسطے۔

۷ - فرمایا: جو مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بیان فرمائے ہیں کسی عارف نے معارف بیان نہیں فرمائے اور عرفان میں کوئی کتاب مثل مکتوب امام ربانی تمام روئے زمین پر نہیں ہے اور اگر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے زمانے میں ہوتے تو ان کے معارف سنتے اور سمجھتے اور ان سے استفادہ کرتے۔

۸ - فرمایا: طالب مولا کے دل میں سوائے ذاتِ حق کے کسی اور کی محبت نہیں ہونی چاہیئے۔

۹ - فرمایا: مرید کو چاہیئے کہ جمیع امور میں پیر کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام کام پُرمصلحت ہوتے ہیں اس میں چُوں چرا نہیں ہونی چاہیئے۔

۱۰ - فرمایا: بعض کو فائدہ باطنی زیادہ معلوم ہوتا ہے اور محبت کم اور بعض کو فائدہ باطنی کم معلوم ہوتا ہے اور محبت زیادہ لیکن فضل و اعتبار محبت کا ہے۔

۱۱ - فرمایا: طالب صادق وہ ہے جس پر محبتِ مرشد و اتباع خیر البشر غالب ہو۔ جس کو طلب صادق ہوتی ہے اس کو داخل طریقہ ہونے سے فائدہ باطنی ضرور ہوتا ہے۔ فرمایا: پیر کی محبت سلوک میں بڑی دولت ہے۔ ع

از محبت مس ہا زر می شود

صاحبزادگان

آپ کے دو صاحبزادگان سید امام شاہ اور سید غلام محمد شاہ قدس اللہ اسرارہما تھے۔ ان کا تذکرہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔

خلفاء

حضراتِ خورد سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل خلفاء ہیں :-

۱۔ میاں محمد اسلام رحمۃ اللہ تعالےٰ سرانوالی ضلع شیخوپورہ
۲۔ نور شاہ رحمۃ اللہ شہر پونچھ ۳۔ پیر بہادر شاہ رحمۃ اللہ اڑائی والا۔
۴۔ اکبر شاہ رحمۃ اللہ کرتو والا ۵۔ میر صاحب رحمۃ اللہ پہاڑ رنگ
۶۔ محمد سعید رحمۃ اللہ ہنج وڑ ۷۔ محمد خاں رحمۃ اللہ دھم تھل والا
۸۔ شاہ محمد رحمۃ اللہ بسائیں والا۔

ولیِ زمانہ میاں محمد اسلام خلیفہ صاحب
قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

میاں محمد اسلام رحمۃ اللہ علیہ سرانوالی ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے والدین سکھ مذہب سے تعلق رکھتے تھے پیدائشی نام سُندر سنگھ اور والد کا نام انوپ سنگھ تھا اس وقت چونکہ سکول بہت کم تھے۔ اس لئے تمام بچے بلالحاظ مذہب گاؤں کے مولوی صاحب سے ابتدائی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ کے والد نے بھی اپنے بیٹے سُندر سنگھ کو اپنے گاؤں سرانوالی کی مسجد میں مولوی دین محمد رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ حضراتِ خورد حضرت سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص تھے) کے پاس برائے ابتدائی تعلیم بھیجنا شروع کیا۔

میاں صاحب نے مولوی صاحب سے سکندر نامہ پڑھنا شروع کیا۔ مولوی صاحب دُعائے سُریانی بڑے ذوق و شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ بھی وہاں بیٹھ کر اُن سے دعائے سریانی بڑے انہماک کے ساتھ سُنا کرتے۔

ذہن میں تبدیلی

ایک دن مولوی صاحب سے عرض کی کہ مجھے بھی یہ دُعا سکھا دیں لیکن مولوی صاحب نے اس خیال سے انھیں ڈانٹ دیا کہ گاؤں میں سکھ سردار صاحبان کثرت سے تھے اور دعائے سُریانی سکھانے پر وہ مشتعل نہ ہو جائیں۔ لیکن آپ نے اپنے شوق کی تکمیل کی

خاطر ہیدل گوجرانوالہ شہر جاکر دُعائے سریانی خریدی اور مولوی صاحب کے بیٹے عبدالحکیم سے بڑی منت سماجت کے بعد پڑھی۔

حضرات خورد سے ملاقات اور قبولِ اسلام

ایک دن مولوی دین محمد صاحب اکیلے تشریف فرما تھے تو سُندر سنگھ نے کہا "مولوی صاحب! آپ مجھ سے سبق سُنیں" یہ کہہ کر دُعائے سُریانی پڑھنا شروع کی اور ختم کرکے ہی سانس لی۔ مولوی صاحب سخت متعجب ہوئے۔ انہی دنوں حضرت قبلہ عالم سید شاہ محمد المعروف حضرات خورد رحمۃ اللہ علیہ گاؤں تشریف لائے۔ مولوی صاحب نے سُندر سنگھ کو حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ حضور اس نے دعائے سریانی اور کلمہ شریف اپنے شوق سے زبانی یاد کرلی ہے۔

آپ نے سُندر سنگھ کی طرف دیکھا اور اپنے نورِ فراست سے معلوم کرکے مولوی صاحب سے فرمایا: "مجھے اس میں آثارِ ولایت نظر آتے ہیں"۔

حضرت خواجہ کچھ دیر تک سندر سنگھ سے باتیں کرتے رہے۔ باتیں کیا تھیں بجلی کا کرنٹ تھا۔ آپ نے اسی بجلی کے تار کا ایک سِرا سُندر سنگھ کے دل سے جوڑ دیا۔ پھر کیا تھا سندر سنگھ کی دُنیا ہی بدل گئی۔ اور اسی وقت داخلِ اسلام ہو گئے اور حضراتِ خورد کے فرمان کے مطابق نام بھی محمد اسلام رکھ دیا۔ چنانچہ آپ چوری چھپے نمازیں ادا کرتے رہے اور روزے بھی باقاعدگی کے ساتھ رکھنے لگے۔

استقامت

مُشک اور عشق زیادہ عرصہ چھپے نہیں رہ سکتے۔ نماز باقاعدگی سے چُھپ کر ادا کرتے اور رمضان شریف میں روزے بھی رکھتے تو ایک دن مالی نے کہا: "جناب! باقی نمازیں تو اکیلے بھی پڑھی جا سکتی ہیں لیکن نمازِ عید الفطر باجماعت ہی ادا کرنا ہو گی۔ اب کیا کریں گے؟"

میاں صاحب نے جواب دیا: انشاء اللہ آپ کے ساتھ ہی پڑھیں گے۔ اب زیادہ دن صبر نہیں ہو سکتا"۔

پروگرام کے مطابق عیدالفطر کے دن باوجود خطرے کے آپ نے دوسرے گاؤں بھکھی میں جاکر نمازِ عید ادا کی۔

بائیکاٹ پھر آپ کی ترغیب اور کوشش سے آپکے ایک حقیقی بھائی اور ایک چچازاد بھائی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ جن کے نام چوہدری محمد اعظم اور چوہدری غلام محمد رکھے گئے تو گاؤں کے سرداروں نے آپس میں مشورہ کر کے تینوں کا بائیکاٹ کر دیا۔

جائیداد سے عاق جب آپ کے والدین اور دیگر سرداروں کی پیش نہ گئی تو آپ کے والدین کو مجبور کر کے تینوں بھائیوں کو جائیداد سے عاق کر دیا گیا لیکن آپ کی استقامت میں کوئی فرق نہ آیا۔ بلکہ آپکا ایمان اور زیادہ مستحکم ہو گیا۔

حضرتِ خورد رحمۃ اللہ کی شفقت اُنہی دنوں حضرات خورد سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ دربارہ موری دین محمد صاحب کے پاس تشریف لائے آپ کو میاں محمد اسلام کا حال سُن کر بہت دُکھ ہُوا۔ چنانچہ میاں صاحب سے فرمایا :۔

"آپ چورہ شریف میرے ساتھ چلیں، میرے دو بیٹے ہیں اور تیسرے آپ ہیں ہماری زمین اور باقی جائیداد کے بھی آپ حقدار ہوں گے"

میاں صاحب کے انکار کے باوجود حضرات خورد آپکو ساتھ لے گئے اور رہائش کے لیے علیحدہ کمرہ بنوا کر دیا۔ مُرشد باصفا کی صُحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں اور حضرت خواجہ نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ دربارِ عالیہ میں آپکا معمول مُرشد کی خدمت اور عبادتِ الٰہی تھا۔ عشقِ رسُول میں مستغرق تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد قبلہ حضراتِ خورد رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے جہلم کے ختم شریف کے بعد صاحبزادگان حضرت سید امام شاہ اور حضرت سید غلام شاہ کے اصرار کے باوجود آپنے وہاں رہنا پسند نہ کیا بلکہ فرمایا کہ میں ادب کی وجہ سے انکار نہ کر سکا تھا ورنہ میں اپنا مرتبہ بہتر جانتا ہوں، میں آپکا شریک بن کر کیونکر رہ سکتا ہوں۔ آپ کو والد گرامی کی ہر چیز مبارک ہو۔ اس طرح آپ گاؤں واپس چلے آئے۔

نقل مکانی اُنہی دنوں آپ کے والدین اور برادری کے دیگر سِکھوں نے علاقہ سانگلہ ہل میں زمین حاصل کرنے کے لیے درخواست دی ہوئی تھی جب آپ چورہ شریف سے واپس آئے تو آپ نے بھی اپنے دیگر دونوں بھائیوں کو ساتھ لے کر درخواست دے دی۔

سِکھوں کی شدید مخالفت کے باوجود جب انگریز آفیسر کو یقین ہو گیا کہ تینوں بھائیوں نے بغیر کسی لالچ کے مذہب تبدیل کیا ہے تو اُس نے آپ کو سکھ سرداروں کے برابر زمین عنایت کر دی۔ اس طرح

آپ تینوں بھائی سرانوالی جھلیر نزد سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں اپنے سکھ والدین جنھوں نے آپ کو جائیداد سے عاق کردیا تھا۔ کے ساتھ ہی اُسی گاؤں میں عزت و آبرو کے ساتھ رہنے لگے۔ وہاں آپ نے سب سے پہلے مسجد بنوائی۔ اور پوری دلجمعی سے یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔

وفات

آپ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ/۱۱ ستمبر ۱۹۳۰ء بروز بدھوار سرانوالی جھلیر چک ۱۲۳۔ رب نزد سانگلہ ہل میں وفات پا گئے۔ اور یہیں دفن ہوئے۔

آپ کے پانچ صاحبزادگان ہیں۔

۱. محمد صادق مرحوم
۲. میاں اکبر علی مرحوم
۳. عبدالغنی مرحوم
۴. رشید احمد
۵ بشیر احمد

حضرت خواجہ سید گل نبی قدس سرہٗ العزیز

فرزندِ اوّل خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہٗ

تیزئی شریف علاقہ تیراہ ——— ۲۸، ذوالحجہ ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء ——— چوہ شریف

— صاحبزادگان —

سید دوران بادشاہ، سید سید بادشاہ، سید محمد نادر شاہ، سید نور شاہ، سید محمد نور بادشاہ

تعارف و ولادت باسعادت آپ خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہٗ کے بڑے فرزند تھے۔ پیدائش ملک تیراہ بمقام تیزئی شریف ہوئی۔ آپ کا سنِ ولادت معلوم نہیں ہو سکا۔ آثارِ ولایت بچپن ہی میں چہرۂ انور سے ہویدا تھے۔

تعلیم تیزئی شریف میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر کوہاٹ میں بہت عرصہ تعلیم حاصل کر کے "درسِ نظامی" سے فارغ ہوئے بے حد وسیع مطالعہ کے مالک تھے۔ فارسی کے علاوہ عربی زبان پر عبور حاصل تھا اور روانی کے ساتھ بولتے تھے۔ تفسیر و حدیث میں کامل تھے۔

بیعت و خلافت علومِ ظاہری میں تکمیل کے بعد اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ فقیر محمد قدس سرہٗ سے بیعت کر کے خلافت و اجازتِ بیعت چہار سلسلہ سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت خواجہ سید نور محمد باداجی رحمۃ اللہ علیہ تیراہ شریف سے ہجرت کر کے چوہ شریف تشریف لائے تو خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً بیس سال تک، وہاں حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم مقام رہے۔ اور پھر چوہ شریف میں رہائش اختیار کر کے تھوڑا عرصہ یہاں بھی رہے۔

اخلاق و عادات

آپ نہایت ہی متقی پرہیز گار اور شب بیدار درویش تھے آپ بڑے عابد صائم الدہر اور قائم اللیل تھے نہایت صابر، حوصلہ مند اور صاحب باطن مرد تھے آپ کی تمام عمر درویشی اور فقیری رنگ میں گزری ہمیشہ دُنیا سے لاتعلق رہے اور صرف ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں اپنی ساری عمر گزار دی۔ آپ کے لباس خورد و نوش اور گفتگو میں بے حد سادگی تھی

آپ اتباع سُنت میں حد سے زیادہ احتیاط برتتے بلکہ اتباع میں خود کو گم کر چکے تھے۔

وفات

حکیم مولوی غلام محی الدین سانگلہ ہل پیر محمد دوران بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ گل نبی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام زیادہ تر علاقہ کشمیر میں ہی رہتا تھا۔ اور وہیں آپکا آخری وقت آیا۔ آپ کے انتقال کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے۔

آپ کا انتقال ۲۸، ذوالحجہ ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء کو علاقہ چکار ملک کشمیر میں ہوا۔ اور وہیں حضور کو بطور امانت دفن کر دیا گیا۔ اور آپ کے والد گرامی قدر حضرت خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ جو بقید حیات تھے، کو اطلاع دی گئی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ میرے لخت جگر کو یہاں چورہ شریف لا کر دفن کریں۔

چنانچہ آپ کے پوتے حضرت سید دوران بادشاہ قدس سرہٗ بمعہ احباب طریقت کشمیر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک جنگلی شیر اور ایک اژدھا حضرت خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کی نگہبانی کرتے ہیں۔ جب صاحبزادہ حضرت دوران بادشاہ قریب پہنچے تو دونوں دریئے چلے گئے۔ لوگوں نے اصرار کیا کہ ہم سب کو صندوق کھول کر ہمارے مُرشد برحق کی زیارت کرائیں تو صاحبزادہ صاحب نے فرمایا:-

"میں حضرت صاحب کی اجازت کے بغیر یہ کام نہیں کر سکتا۔ انشاء اللہ رات کو اجازت طلب کروں گا اور اگر اجازت مل گئی تو ضرور دیدار کراؤں گا بصورت دیگر میں مجبور ہوں گا۔"

چنانچہ اجازت ملنے پر دُوسرے دن جب صندوق کھولا گیا تو دیکھا کہ حضرت خواجہ گُل نبی رحمۃ اللہ علیہ قبلہ رُخ ایک زانو تہہ کیا ہوا اور دوسرا زانو کھڑا، داہنا ہاتھ زانو پر اور بایاں ہاتھ بائیں زانو پر رکھ کر عبادت میں مصروف ہیں۔ رُوحانیت سے بے خبر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام (نعوذ باللہ) ہماری طرح مُردہ ہو جاتے ہیں ان میں سے کئی ایک نے خود مشاہدہ کیا۔ وہاں کشمیر میں ہزاروں لوگوں نے دیدار کیا اور صدہا مسلمان جو عقیدۃ فاسدہ پر تھے۔ راست پر آ گئے اور صحیح العقیدہ ہو گئے۔ جب صندوق کو لے کر راولپنڈی پہنچے تو وہاں کے عقیدتمندوں نے بھی اصرار کیا کہ بغیر زیارت

کے ہم نہیں جانے دیں گے۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر یہ نہیں ہو سکتا۔ میں آج رات اجازت حاصل کروں گا آپ لوگ کل تشریف لائیں۔

اگلے دن صبح سے ہی لوگ اکٹھے ہونا شروع ہو گئے۔ دوپہر کے وقت جب صندوق کھولا گیا تو حضرت خواجہ بالکل پہلی حالت میں بیٹھے تھے۔ راولپنڈی میں ہزاروں آدمیوں نے دیدارِ عام کیا اور بہت سے ہندو اور سکھ مسلمان ہو کر داخلِ سلسلہ ہوئے۔

جب چورہ شریف پہنچے تو حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی گئی۔ آپ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: "مجھے میرے بیٹے کی زیارت کراؤ!" چنانچہ صندوق کھولا گیا تو حضور حسبِ سابق بدستور بیٹھے تھے۔ آپ کے والدِ گرامی نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔

"میرا بیٹا قطب الاقطاب ہے"

جس جگہ حضرت خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ اقدس ہے وہ چورے کے ایک زمیندار کی ملکیت تھی۔ اس نے فرطِ عقیدت و محبت سے یہ زمین حضرت خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کو ہبہ کر دی قرب و جوار کے لوگوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور تجہیز و تکفین کی۔

تصرفِ ولایت

آپ ایک دفعہ موضع کھاتی (چکوال سے دس میل جنوب کی طرف) ضلع جہلم میں تشریف لے گئے اس گاؤں میں ایک نہایت عالیشان مسجد چودہ سال کی محنتِ شاقہ سے تعمیر ہوئی تھی۔ آپ جس وقت اس مسجد میں تشریف لائے تو فرمایا۔

"اس مسجد میں نماز درست نہیں اس کا قبلہ رُخ درست کریں"

لوگوں نے عرض کی:۔

"حضور! اب تو مسجد مکمل ہو چکی ہے گل کاری ہو چکی ہے اب تو مسجد کو ٹھیک کرنا بہت مشکل ہے اور مسجد کو شہید کر کے بنانے سے تو پہلے سے بھی زیادہ خرچہ ہو گا اور یہ ہمارے لئے بہت زیادہ بوجھ ہو گا۔"

اسی دوران آپ نے وجد میں آکر اسمِ ذات "اللہ" کی ضرب لگائی۔ اور ہاتھوں کو جنبش دی تو زلزلے کی آواز آئی اور مسجد کا رُخ تبدیل ہو کر صحیح قبلہ رُخ ہو گیا لیکن دیوار میں شگاف پڑ گیا فرمایا:۔

"اب مسجد کا رُخ صحیح قبلہ کی طرف ہو گیا ہے"

آج تقریباً ایک سو سال گزر چکا ہے بعد میں لوگوں نے وہ شگاف بند کرنے کی بہت کوشش کی لیکن بند نہ ہو سکا جب بھی بند کرتے سیمنٹ وغیرہ گر جاتا۔ اب بھی وہ شگاف اسی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اِس شگاف کو باقی رکھ کر اپنے ولی کی کرامت زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔

معمُولات آپ ہر وقت با وضو رہتے اور زیادہ تر روزے رکھتے۔ عموماً ظہر کے وقت وضو فرماتے اور پانچوں نمازیں اسی ایک وضو سے ادا فرماتے کیونکہ آپ قائم اللیل تھے۔ تمام رات عبادت میں گزارتے۔ نوافل، تہجد اور نماز فجر بھی اسی وضو سے ادا فرماتے۔ پھر ذکر نفی اثبات اسم ذات میں مشغول ہو جاتے اور مراقبہ میں چلے جاتے۔ مراقبہ و مجاہدہ میں باکمال تھے۔

نماز اشراق ادا کرنے کے بعد کھانا کھاتے پھر تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ ظہر کے وقت تازہ وضو فرما کر نماز کے لئے تیار ہو جاتے۔ آپکا یہ معمول اٹھائیس سال متواتر آپ کی وفات تک رہا کہ ظہر کے ایک وضو سے پانچوں نمازیں ادا فرماتے۔ دن میں ظہر سے صرف ایک گھنٹہ پہلے قیلولہ فرماتے حالانکہ آپ غذا بھی پوری کھاتے۔

صاحبزادگان

آپ کے پانچ صاحبزادگان تھے اور پانچوں ہی اپنے زمانہ کے ولیِ کامل اور ایک سے بڑھ کر ایک عظیم مقامات کے حامل تھے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

۱. حضرت سید دوران شاہ رحمتہ اللہ علیہ
۲. حضرت سید محمد سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف پیر ستوار
۳. حضرت سید نادر بادشاہ المعروف بانکے پیر رحمۃ اللہ علیہ
۴. حضرت سید نور شاہ المعروف مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۵. حضرت سید نور بادشاہ المعروف جلالی پیر رحمۃ اللہ علیہ

اب تمام صاحبزادگان کے حالات فرداً فرداً بیان کئے جائیں گے۔

حضرت سید محمد دوران شاہ رحمۃ اللہ علیہ

فرزند اوّل حضرت خواجہ سید گل نبی قدس سرہ

خاکی و از نوریاں پاکیزہ تر ❊ از مقام فقر و شاہی باخبر

ولادت باسعادت آپ حضرت خواجہ گل نبی قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے تھے ۔ آپکی ولادت باسعادت تیراہ شریف میں تیزئی شریف کے مقام پر تقریباً ۱۲۶۶ھ/ ۱۸۵۰ء میں ہوئی۔

تعلیم تیراہ شریف میں آپنے تعلیم حاصل کی اور تمام علوم منقولات و معقولات میں کامل دستگاہ رکھتے تھے آپ عربی زبان کے فاضل روزگار تھے اور فارسی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ چورہ شریف تشریف لانے کے بعد علوم ظاہری کی مزید تکمیل فتح جنگ میں مولانا نور حسین رحمۃ اللہ سے کی۔

بیعت و خلافت آپ کی بیعت اپنے دادجان خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تھی سلوک مجددیہ کی تمام منازل اپنے داداجان سے بہت جلد طے کر کے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے مشرف ہوئے ۔ اکثر آپ کا دورہ کشمیر میں رہتا جہاں آپ کے عقیدتمند کثیر تعداد میں تھے اور وہاں آپ کا بہت اثر تھا ۔

اخلاق و عادات آپ نے تمام عمر اپنی رہائش کے لئے کوئی مکان تعمیر نہیں کرایا۔ اپنا تمام وقت لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا کرتے تھے۔ درویشوں کی خدمت کر کے بے حد خوش ہوتے۔ خود اپنے ہاتھوں سے کھدر کے کپڑے سی کر پہنتے۔ درویشوں کو بھی اپنے ہاتھوں کپڑے سی کر پہناتے۔ فقر و درویشی میں آپ اپنے اسلاف نقشبندیہ حضرت بایزید، حضرت خرقانی کا نمونہ تھے۔ اپنے خاندان میں آپ صلح کل تھے۔ کبھی کسی سے ناراضگی بلکہ خفگی کا بھی موقعہ نہ آیا۔

اپنے تمام خاندان میں مرجع عقیدت رہے۔ آپکا لباس ہمیشہ سادہ ہوتا۔ خورد و نوش رہن سہن حتیٰ کہ آپ کی ساری زندگی ہی سادگی میں بسر ہوئی۔ آپ بے ضرر اور صابر مشہور تھے۔ آپ کے گیارہ صاحبزادے اور تین چھوٹے بھائی حضرت سید بادشاہ، حضرت سید نور شاہ اور حضرت سید نادر شاہ رحمۃ اللہ علیہم آپ کی زندگی میں واصل بحق ہوئے۔ لیکن آپ نے کبھی آنسو نہ بہایا اور راضی برضائے الٰہی رہے۔

معمولات قرآن مجید کی روزانہ کی منزل آپ کی دس سیپارے تھی۔ پنجگانہ نماز باجماعت ادا فرماتے بعد از نماز ذکر نفی اثبات، کلمہ شریف اور اسم ذات کے ورد میں مشغول رہتے۔ فارغ اوقات میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا مطالعہ فرمایا کرتے۔

وفات تقریباً نوے برس کی عمر میں آپ کا وصال ۱۱۔ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ / ۷۔ اپریل ۱۹۴۴ء میں چورہ شریف میں ہوا۔

صاحبزادگان آپ کے صاحبزادے چھوٹی عمر میں فوت ہوتے رہے صرف سید دلبر حسین زندہ رہے جن کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

خلفاء ۱۔ حافظ سید ظہور علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۔ خلیفہ اللہ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مالی سیالکوٹ۔ ۳۔ خلیفہ غلام یٰسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیہان شریف ۴۔ خلیفہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ بگوٹ شریف۔

حضرت سید محمد سعید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

المعروف پیر مستوار

فرزند دوم حضرت خواجہ سید گل نبی قدس سرہٗ

تعارف و ولادتِ باسعادت حضرت محمد سعید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ زمانہ بھر میں پیر مستوار مشہور تھے۔ اپنے زمانہ کے عجیب و غریب برگزیدہ ہستی تھے۔

ولادتِ باسعادت تیزئی شریف میں تقریباً ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۹ء اور ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۲ء کے درمیان ہوئی

تعلیم اور بیعت و خلافت حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل مکانی کے بعد بھی آپ کے والد گرامی خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ تیزئی شریف میں قیام پذیر رہے۔ اس لئے آپ نے تعلیم وہیں تیزئی شریف میں حاصل کی۔ جب والد گرامی کے ساتھ چورہ شریف تشریف لائے تو پھر فتح جنگ میں حصول تعلیم کے لئے جاتے رہے۔

علوم ظاہری میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے دادا جان قبلہ عالم خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

سے بیعت کر کے علوم باطنی میں کمال کے درجہ پر پہنچے اور اُنہی سے خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سلسلہ سے مشرف ہوئے۔

مقام آپ ایک قلندرانہ شان کے مالک تھے صاحب حال اور صاحب قلب تھے۔ آپ کے فیض میں عظیم برکت تھی ہندو اور سکھ لوگ بھی آپ کے عقیدتمند تھے۔ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے کثیر تعداد میں لوگ آپ کے ساتھ ہوتے۔ اور نفی اثبات اور کلمہ شریف کا ذکر جاری و ساری رہتا۔ آپ علماء عصر میں فاضل روزگار تھے۔

وفات آپ کا وصال مبارک ۲۷ شوال المکرم ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء بروز اتوار ہوا۔ چورہ شریف میں مزار اقدس مرجع خاص و عام ہے۔

واقعات تصرفات

جمالیت آپ بے حد مہمان نواز تھے درویشوں کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے۔ ایک مرتبہ کشمیر سے چند جذامی (جنہیں کوڑھ کا مرض تھا) چورہ شریف میں حاضر خدمت ہوئے۔ دیگر مہمانوں کے ساتھ ہی ان کو بھی کھانا دیا۔ حسب عادت قبلہ حضرت صاحب بھی ان کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانے لگے۔ کچھ دوستوں نے گزارش کی :۔

"حضورؐ! ان کو جذام کی مرض ہے جو متعدی ہوتا ہے جس شخص کا کھانا پینا ان کے ساتھ ہوگا وہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگا۔"

آپ نے فرمایا: "اللہ کے فضل و کرم سے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیض سے درویش کو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خطرہ نہیں ہے البتہ اگر یہ جذامی تین دن یہاں دربار چورہ شریف میں میرے ساتھ کھانا کھائیں تو انشاء اللہ شفائے کاملہ عاجلہ سے فیضیاب ہوں گے۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا تین دن کے بعد جذام کا مرض ان کے جسم سے کلی طور پر ختم ہو گیا اور وہ اس موذی مرض سے چھٹکارہ پاکر واپس گھر روانہ ہوئے۔

جلالیت آپ بڑے جاہ و جلال اور رعب و دبدبے کے مالک تھے کوئی شخص آپ کے سامنے دم نہ مار سکتا تھا۔ ایک دفعہ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پوری کے ساتھ کسی

بات پر معمولی تکرار ہوتی سید صاحب نے آپ کی بات کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ حضرت خواجہ نے اس کو بہت محسوس کیا اور علی پور سے رخصت ہونے لگے تو فرمایا:۔

"شاہ صاحب! خیال رکھنا، جوڑے سکتے ہیں دمے بھی سکتے ہیں۔"

سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر پریشان ہو گئے بڑی مشکل سے آپ کے غصہ کو فرو کیا اور بکمال آہ وزاری اور ادب سے عرض گزاری کر کے آپ کو راضی کر لیا۔ پھر اصرار کر کے چودہ دن خاص خاطر تواضع فرما کر اپنے پاس رکھا۔

تسخیرِ خلق آپ جہاں جاتے خلقت آپ کے پیچھے دیوانہ وار آتی۔ اس قدر لوگ اکٹھے ہو جاتے کہ آپ کو بیعت کرنے کی فرصت نہ ملتی موضع سگری جو کہ چورہ شریف سے چند میل کے فاصلہ پر ہے ایک دفعہ آپ تشریف لے گئے۔ وہاں ہندو آبادی بہت زیادہ تھی۔ آپ گلیوں میں سے گزرتے وقت کلمہ نفی اثبات کا ورد فرماتے تو سب ہندو مرد عورتیں اپنے مکانوں پر چڑھ کر آپ کو دیکھتے رہ جاتے۔ آپ کے ورد میں اس قدر جذبہ اور اثر ہوتا کہ سننے والے وجد میں آجاتے۔ اور آپ کے پیچھے دوڑتے۔

ہندو بھی آپ کو بے حد عقیدت سے دیکھتے اور کہتے کہ کلمہ تو دوسرے مسلمان بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن ان کے کلمہ میں معلوم نہیں کونسا جادو ہے کہ دل چاہتا ہے کہ سنتے ہی رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر مقبولیت بخشی کہ جہاں بھی جاتے لوگ آپ کے گردید ہو جاتے اور کسی کا آپ کی مجلس سے اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ آپ کے مرید کئی لاکھ تھے۔ پنجاب و کشمیر کے اکثر علاقوں میں آپکا بہت ہی اثر تھا۔ ؎

صدق و اخلاص از نگاہش آشکار
دین و دولت از وجودش استوار

صاحبزادگان

آپ کے دو صاحبزادے ہیں حضرت سید معصوم بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال ہو چکا ہے۔ دوسرے حضرت سید محبت علی شاہ جو بقید حیات ہیں بے حد عبادت گزار مخلص اور پابند سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر کسی سے اخلاص و محبت سے پیش آتے ہیں۔

حضرت سید معصوم بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

فرزند حضرت سید محمد سید بادشاہ قدس سرہٗ

شہر یارے چوں حکیماں نکتہ داں ❊ رازدانِ مدوجزرِ اُمتاں

تعارف و ولادت باسعادت حضرت سید محمد سید بادشاہ کے صاحبزادے اور خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ کے پوتے تھے۔ ولادت باسعادت چوہ شریف میں بقول مصنف انوار تیراہی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔

تعلیم تربیت علوم ظاہری کی تکمیل دربارِ عالیہ نوریہ چوہ شریف میں ہی فرمائی۔ اور والد گرامی قدر حضرت سید محمد سید بادشاہ سے بیعت ہو کر قلیل عرصہ میں خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے ممتاز ہوئے۔

تحریکِ پاکستان میں حصہ آپ ایک شعلہ بیان مقرر تھے۔ آپ کی مجلس میں کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی جس جلسہ گاہ میں آپ کا بیان ہوتا سامعین مبہوت ہو جاتے۔ آپ کی کی تقریر میں ایک جادو تھا۔ تحریکِ پاکستان میں آپ نے جوش و خروش اور جذبہ کے ساتھ حصہ لیا۔ پاکستان کے قیام کے لئے آپ نے روحانی امداد کے علاوہ اکثر اوقات مالی امداد بھی فرمائی اور جسمانی امداد کی تو کوئی انتہا نہ تھی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے تو آپ کو گویا عشق تھا۔ بہت دفعہ ان سے ملاقات بھی ہوئی اور تحریکِ پاکستان پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ اپنی تقریر میں اکثر ان کے اشعار پڑھتے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی اٹک تشریف لاتے تو آپ کی اُن کیساتھ ملاقات ہوا کرتی۔ آپ کافی مدت تک ضلع کیمبل پور (موجودہ اٹک) مسلم لیگ کے صدر رہے۔ سردار عبدالرب نشتر، نواب افتخار حسین ممدوٹ، میاں عبدالباری اور دیگر رفقائے مسلم لیگ کے ساتھ تحریکِ پاکستان کا پیغام قریہ قریہ پہنچایا۔

تحریکِ پاکستان میں آپ کے بہترین ساتھی امیرِ ملت حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آل انڈیا سُنی کانفرنس جو ۲۷ اپریل تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو ہندوستان میں ہندوؤں کے گڑھ بنارس میں منعقد ہوئی اس کے انعقاد میں آپکا بھی حصہ تھا۔ پھر مسلم لیگ کے شعبۂ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع ہونے والے اشتہار جس میں جلیل القدر مشائخ و علمائے ہندوستان کا مسلم لیگ کی حمایت میں اعلان

کیا گیا تھا اس میں آپ کا اعلان بھی شامل تھا جس میں آپ نے فرمایا :۔

" مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کا حصول ہمارا سیاسی فرض ہے "۔

۱۹۴۶ء کے آل انڈیا الیکشن (جس میں قائد اعظم نے انگریز اور ہندوؤں کا چیلنج قبول کیا تھا) آپ نے مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے انتھک جدوجہد فرمائی۔ شہر شہر قصبہ قصبہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام پہنچایا۔ قیام پاکستان کے بعد تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بھی آپ نے عظیم خدمات سرانجام دیں۔

وفات آپ آخری عمر میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۱۱ نومبر ۱۹۷۵ء / ۱۳۹۵ھ کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہوئے ؎

تو رسم عاشقی کا حقیقی اسیر تھا
معصوم بادشاہ شاہ تابع فقیر تھا

اخلاق و عادات آپ بے حد حسین و جمیل تھے جو شخص آپ کو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بے پناہ حسن ظاہری کے ساتھ ساتھ حسن معنوی سے بھی مالامال کیا تھا۔ آپ بے حد سخی تھے کوئی سائل یا حاجت مند آپ کے پاس سے خالی نہ جاتا۔ مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کے حل کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے۔

مہمان نوازی میں بے مثل تھے۔ مہمان کی ایسی خدمت فرماتے جو اس کے لئے یادگار رہتی۔ غرباء، مساکین، یتیموں اور بیواؤں سے محبت فرماتے اور حتی الوسع ان کی مدد فرماتے۔

صاحبزادگان

آپ کے دو صاحبزادے ہیں :۔

۱۔ صاحبزادہ سید حامد علی شاہ صاحب

۲۔ صاحبزادہ سید آفتاب حسین شاہ صاحب

یادگار زمانہ ہیں۔ اور بقید حیات ہیں اپنے اجداد عظام کے مشن کو آگے بڑھانے میں کوشاں ہیں۔ صاحبزادہ آفتاب حسین ایک اچھے مقرر بھی ہیں۔

حضرت سید محمد نادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

المعروف بانکے پیر

فرزند سوم حضرت سید گل نبی قدس سرہ العزیز

تعارف و ولادت حضرت سید محمد نادر شاہ رحمۃ اللہ حضرت گل نبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فرزند سوم تھے آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء میں ہوئی۔

تعلیم ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کرنے کے بعد فتح جنگ میں مولانا نور حسین رحمۃ اللہ کے پاس تعلیم حاصل کرتے رہے پھر قاضی احمد دین صاحب رحمۃ اللہ کے پاس جسیال تحصیل تلہ گنگ کے درس میں بھی رہے۔ اس کے بعد آپ کے والد گرامی قدر نے میاں احمد جی علامہ معقولات کو چورہ شریف میں رکھ کر آپ کو درس نظامی کی تکمیل کرائی آپ مشکوٰۃ شریف کا درس بلا ناغہ دیا کرتے تھے اور کافی عرصہ دربار شریف میں تفسیر کا درس بھی دیتے رہے۔

بیعت و خلافت آپ کی بیعت حضرت خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ ان کے وصال کے بعد والد گرامی اور پھر بڑے بھائی حضرت سید محمد سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کر کے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے سرفراز ہوئے۔

مقام آپ بڑی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے مالک تھے۔ بڑے بڑے امراء و افسرانِ حکومتِ وقت آپ کے دروازے پر دست بستہ رہتے لیکن آپ اشراق کی نماز سے پہلے کسی سے ملاقات نہ فرماتے۔ ایک بار آپ کے بڑے بھائی پیر ستوار رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ دن کو بڑے بڑے لوگوں میں گھرے رہتے ہیں کہیں ان کے رات کے معمولات میں فرق نہ آگیا ہو۔ موسم سرما کے دن تھے آپ نے رات کے تین بجے دیکھا کہ آپ بڑے سکون سے نمازِ تہجد میں مصروف ہیں۔ تو پیر ستوار رحمۃ اللہ علیہ نے شکر ادا کیا کہ میرا بھائی دین و دنیا کی دولت سے مالا مال ہے۔

خاندانِ چوراہیہ میں قاضی سید محمد عادل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دین و دنیا دونوں میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت محمد نادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کام کو کمال تک پہنچایا۔ قاضی صاحب کے بعد آپ کے دور میں گاؤں کے لوگوں نے پھر خاندانِ چوراہیہ کے بزرگوں کو تنگ کرنا شروع کیا اور حسد کرنے

لگے تو آپ نے اپنی عقل و فراستِ مومنہ سے اپنے خاندان کا دفاع کر کے اسے تمام حاسدوں سے محفوظ و مامون رکھا۔

وفات آپ کا وصال چورہ شریف میں ۱۸، مئی ۱۹۳۷ء / ، ربیع الاول ۱۳۵۶ھ بروز منگل وار ہوئی مزار اقدس چورہ شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

والدہ ماجدہ کی خدمت آپ ہمیشہ فرمایا کرتے کہ میری والدہ کی دعائیں میرے شاملِ حال ہیں دن بھر کی مصروفیت کے بعد عشاء کی نماز کے بعد والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہاتھ پاؤں دباتے خدمت فرماتے اور دعائیں لیتے یہ آپ کا معمول تھا جس میں کبھی فرق نہ آنے دیا۔ والدہ کی وفات کے بعد ان کے کمرے کی دہلیز کو چوم کر جاتے تھے۔ کہ اس پر میری والدہ کے قدم لگتے تھے۔ کیونکہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ماں کے قدموں میں جنت ہے۔

سر سکندر حیات کے پنجاب اسمبلی کے کاغذاتِ نامزدگی آپ ہی نے داخل کرائے تھے اور دعا بھی فرمائی جس کے بعد وہ پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ مقرر ہوئے۔

اخلاق و عادات آپ بہت ہی امیر تھے افسرانِ حکومت اور امراء آپ کے پاس ہر وقت حاضر رہتے حتیٰ کہ انگریز ڈپٹی کمشنر بھی آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔ امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی شاہ علی پوری آپ کو علی پور میں بہترین کمرہ دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی تاریخی دعوت میں پانچ سو مرغ پکوائے۔ پیر جماعت علی ثانی قدس سرہٗ کے ساتھ آپ کا بہت لگاؤ تھا۔

اپنی امارت اور جاہ و جلال کی وجہ سے آپ ہر جگہ بانکے پیر مشہور تھے آپ کے رعب و دبدبہ اور جلال اور فراستِ مومنہ کی وجہ سے پنڈ سلطانی تھانہ کے شمالی علاقہ کے تمام تنازعات کے فیصلے آپ ہی فرمایا کرتے تھے۔ جن پر کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ اور لوگ شاذ و نادر ہی عدالت کی طرف رجوع کرتے۔ باوجود امارت کے آپ کے اپنے لباس اور آپ کے مختار عام یعنی خادم کے لباس میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ آپ حسن و جمال میں یکتا اور محبت اور اخلاق عالیہ میں بہترین تھے۔

آپ بے حد سخی، نفیس الطبع اور مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی خدمت کر کے بے حد خوش ہوتے شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ اپنی ساری زندگی تبلیغ و اشاعتِ دین میں صرف کی۔ اپنے بھائی پیر ستوار کی وفات کے بعد ان کے دونوں صاحبزادوں کی اعلیٰ طریقے سے پرورش فرمائی معافی کا

جذبہ آپ میں بدرجۂ اتم تھا۔ بڑے سے بڑے نقصان کی بھی کبھی پرواہ نہ فرمائی۔

صاحبزادگان

آپ کے دو صاحبزادگان تھے:۔

۱۔ حضرت سید حافظ ظہور علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت سید خلیل الرحمٰن صاحب

حافظ سید ظہور علی شاہ

آپ نے اپنے صاحبزادہ حافظ ظہور علی کی ولادت سے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ کہ میرا بیٹا حافظ قرآن ہوگا، نئی تہذیب اور جدید جبقے میں مبلغ ہوگا۔ ان کی ولادت ۲۷ مئی ۱۹۲۵ء / ۱۳۴۳ھ کو چورہ شریف میں ہوئی۔ قرآن پاک حفظ کیا۔ سید دوران بادشاہ قدس سرہٗ سے بیعت ہوکر خلافت پائی۔ وفات ۱۴۰۷ھ / دسمبر ۱۹۸۷ء میں ہوئی والد گرامی کے پاس مدفون ہوئے۔

شعر گوئی خصوصاً نعت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ سید فاروق الاسلام ایم۔اے مدظلہٗ نے آپ کا نعتیہ کلام موسوم بہ "طلع البدر" شائع کرایا۔

نمونہ کلام ؎

صد شکر کہ مجھ کو نبی کا کرم ملا ؞ نعتِ نبی کے واسطے مجھ کو قلم ملا

سر نے تو ربِ کعبہ کے سجدے ادا کیے ؞ دل ہے نقطۂ مدینے کی جانب جھکا ہوا

حضرت مولوی سید نور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

المعروف جلالی پیر رحمۃ اللہ

فرزند چہارم خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے صاحبزادے تھے ولادت باسعادت اغلباً ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء کے لگ بھگ ہوئی۔

ابتدائی تعلیم دربار عالیہ چوڑ شریف میں حاصل کرنے کے بعد فتح جنگ میں مولوی نور حسین رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل تعلیم کی۔ آپ کی بیعت اپنے دادا جان حضرت خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہ سے تھی جبکہ خلافت واجازت بیعت پیر دستوار رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مقام آپ علامہ دہر جنید عالم تھے درویشی میں بھی جلالیت آپ پر غالب تھی شخصیت نہایت پرشکوہ تھی۔ اتباع سُنت میں دیوانگی کی حد تک پہنچے ہوئے تھے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ تبلیغ دین کے علاوہ اور کوئی کام دل جمعی سے نہ کرتے تھے۔ قلندرانہ طبیعت ودیعت ہوئی تھی۔ صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب عمل کثیر تھے۔

مجاہدات ومراقبات کی کثرت کی وجہ سے مجذوبیت آپ پر غالب آ گئی تھی۔ دنیا داری سے سخت نفرت تھی۔ بے نماز اور تارک سُنت کے نزدیک رہنا بھی گوارا نہ تھا۔

مجذوبیت اور وفات مجذوبیت کی وجہ سے ہی اپنے غلام خاص سے فرمایا: "میں تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کرتا ہوں"۔ غلام باوفا نے عرض کی: بندہ حاضر ہے چنانچہ آپ نے تیز چھری سے اس کا گلا کاٹ دیا۔ اسی بناء پر حکام انھیں لاہور لے گئے۔ چودہ سال وہیں رہ کر تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ۹ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء کو انتقال فرما گئے۔

مزار پر انوار دربار عالیہ چوڑ شریف میں ہے۔

انگریزوں کے سخت مخالف تھے جب کسی انگریز کو دیکھتے آپے سے باہر ہو جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آپ کو آزاد نہ کرتے تھے۔

حضرت سید نور بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

المعروف نورانی پیر رحمۃ اللہ

فرزند نجیب خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف وولادت خواجہ نور بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید گل نبی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت غالباً ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء میں دربار عالیہ

نوریہ چورہ شریف میں ہوئی کیونکہ آپ کے والد گرامی قدر کا وصال ۱۳۰۸ھ میں ہوا تھا۔ اسوقت آپ چھوٹی عمر کے تھے۔

تعلیم وبیعت

آپ نے تعلیم زیادہ تر دربار شریف میں اپنے برادر بزرگوار پیر ستوار رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی کچھ عرصہ فتح جنگ میں بھی تحصیل علم کے لئے رہے۔ آپ کی بیعت اپنے دادا جان حضرت خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہ سے تھی ان کے وصال کے بعد حضرت سید محمد سید بادشاہ قدس سرہ کی زیر تربیت خلافت واجازت بیعت چہار سلسلہ سے نوازے گئے۔

اخلاق وعادات

آپ زمانے کے عظیم صوفی بلکہ امام الاصفیاء اور سادگی کے پیکر تھے۔ حقہ سگریٹ پینے والے سے سخت نفرت فرماتے اور اپنے معتقدوں کو منع فرماتے۔ صاحب علم ہونے کے ساتھ صاحب عمل بھی تھے۔ فقر میں کامل اور عبادات ومجاہدات میں کمال تک پہنچے ہوئے تھے مجاہدہ ومراقبہ آپکا معمول تھا۔ قلبی لطائف میں بہت ماہر تھے اخلاق کریمانہ اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے پنجاب کے بیشتر علاقوں میں آپ کا فیض جاری ہے۔ اتباع سنت کا ہر وقت خیال رکھتے چھوٹی سے چھوٹی سنت پر بھی عمل پیرا ہونے کی کوشش فرماتے اسوۂ حسنہ کے تابع رہتے بے حد متقی اور پارسا تھے۔ یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی حتی الوسع مدد فرماتے۔ تمام عمر سادگی میں گزار دی۔ گھر میں صرف بوریا پر ہی گزارا کیا۔ ہر ایک سے محبت والفت سے پیش آتے۔ مہمان نوازی میں بے مثال تھے۔

وفات

آخری عمر میں نہایت ضعیف ہو گئے تھے۔ کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۱۷ شوال ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔

صاحبزادگان

۱۔ سید نسیم علی شاہ رحمۃ اللہ

آپ کی بیعت حضرت سید دوران بادشاہ رحمۃ اللہ سے تھی ظاہری علوم کی تعلیم سنوئی ضلع جہلم میں حاصل کی ۱۹۴۲ء کے شروع میں وفات پا گئے۔

۲۔ سید عجائب علی شاہ

آپ کی پیدائش ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء/۱۳۳۲ھ میں دربار عالیہ چورہ شریف میں ہوئی علوم ظاہری کی تکمیل حافظ غلام احمد جو فقہ اور درس وتدریس میں استاد زمانہ تھے سے فرمائی۔ حضرت سید دوران بادشاہ قدس سرہ کی زیر تربیت خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔

عالم باعمل، متقی اور عبادت گزار ہیں۔ نہایت حلیم الطبع ہیں لیکن چہرہ پر جلال اور بارعب ہے طب اسلامی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ سیداحمد نبی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف نُلفاں والی سرکار
فرزند سوم خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہ

تیرئی شریف ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء — ۵ شوال ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء چوہڑہ شریف

— صاحبزادگان —

سید حمید شاہ ، سید سرور شاہ ، سید محبوب شاہ ، سید روشن دین

ولادت باسعادت حضرت خواجہ سیداحمد نبی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت تیرئی شریف علاقہ تیراہ میں غالباً ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء یا ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء میں ہوئی۔

بچپن آپ بچپن سے ہی پاکیزہ اطوار و اخلاق کے مالک تھے۔ پیدائش کے بعد اُتنی دیر تک دُودھ نہ پیا۔ جب تک اپنے والدگرامی قدر سے اپنا حصّہ فیض نہ لے لیا۔ آپ نے کبھی کھیل کود میں حصّہ نہ لیا۔ بلکہ عموماً خلوت میں رہتے۔ خاموش طبع تھے۔ شروع ہی سے چہرہ مبارک سے جمال و جلال ظاہر تھا۔

تعلیم آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور پھر دیگر علماء سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کی بیعت خواجۂ خواجگان حضرت سید نُور محمد باواجی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اور خلافت و اجازتِ بیعت چہار سلسلہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی۔

وسن پورہ میں سکونت

آپ عالم شباب میں تھے کہ والد محترم کا وصال ہو گیا۔ اور اپنے عقیدتمندوں کے اصرار پر چورہ شریف سے سکونت ترک کرکے لاہور شہر کے باہر ویران علاقہ میں ایک حجرہ میں مقیم ہو گئے۔ اس ویران خطہ میں آپ کی سکونت کی بدولت بہت جلد آبادی ہو گئی یہ زمین وسن بابا کی ملکیت تھی جس کے نام پر یہ محلہ وسن پورہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔

وسن بابا حضور کے نہایت عقیدتمند تھے اور عابد و پرہیزگار تھے۔

تعمیر مسجد پیراں

شروع میں آپ وہاں ایک تھڑے پر نماز ادا فرماتے تھے۔ پھر حضور نے ایک مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں ہی عالیشان مسجد تیار ہو گئی جو آج بھی پیراں والے چوک میں مسجد پیراں کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کا قیام زیادہ تر حجرہ شریف میں ہوتا یا نماز کے وقت مسجد میں تشریف لے جاتے۔

وفات

ایک عرصہ دراز تک خلق خدا کو رشد و ہدایت دینے کے بعد آپ کا آخری وقت بھی لاہور میں آیا۔ آپ کا وصال ۵ شوال ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ آپ کی وفات کی خبر سے پورے لاہور اور پنجاب میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

عقیدتمندوں کی خواہش تھی کہ آپ کو حجرہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لیکن آپ کے باوفا صاحبزادے حضرت سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق آپ کو ریل کے ریزرو ڈبہ میں چورہ شریف لایا گیا ابو البرکات حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ امیر حزب الاحناف کے والد گرامی سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میری آنکھوں نے آج تک لاہور میں اتنا بڑا مجمع نہیں دیکھا جتنا آپ کے جنازہ میں اسٹیشن پر دیکھا۔ لاہور میں نمازِ جنازہ سید دیدار علی شاہ قدس سرہٗ اور چورہ شریف میں امیرِ ملت حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے پڑھائی۔

عقیدت مندوں نے آپ کے مزار پُرانوار پر نہایت اعلیٰ و نفیس گنبد تعمیر کرایا ہے۔

تصرفات

۱۔ حاضری مدینہ منورہ

بابو غلام رسول صاحب بھون تحصیل چکوال نے جب پہلی دفعہ حضور کی زیارت کی تو اسی وقت بیعت ہو کر داخلِ سلسلہ ہو گیا۔ اور مرشد کی محبت

اس قدر غالب تھی کہ ڈیوٹی سے واپس آکر آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے۔

ایک دن حضور نے فرمایا:۔

"بابوجی! آج تیاری کریں صبح مدینہ شریف جانا ہے۔"

چنانچہ اگلے دن بابو صاحب بمعہ اہلیہ دِن پورہ میں حاضر ہوگئے وہاں سے حضور کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوگئے۔ مکہ مکرمہ میں حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں روضۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی اور برکاتِ عالیہ سے بہرہ ور ہوئے۔

۲۔ لعابِ دہن

بابو غلام رسُول صاحب فرماتے ہیں کہ گرمیوں کے موسم میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور رات حضور کے قدموں میں گذارنے کا اتفاق ہوا۔ آدھی رات کے قریب مجھے پاؤں میں درد محسوس ہوا۔ بتی جلا کر دیکھا تو بستر پر کالا ناگ تھا۔ پیر بھائیوں کو جگایا اور ہم سب نے مل کر اُسے مار ڈالا۔ درد کی شدت کے باوجود حضور کو نہ جگایا۔ کہ انھیں تکلیف ہوگی۔

جب صبح تہجد کے لئے حضور بیدار ہوئے تو حال عرض کیا۔ آپ نے لعابِ دہن لگایا۔ تو فی الفور درد کافور ہوگیا۔

۳۔ برکاتِ ولی

مستری شہاب دین جو حضور کے پرانے عقیدتمندوں میں سے تھے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ کی اجازت سے مَیں نے تمام مستری برادری کی بڑی پُرتکلف دعوت کی۔ دعوت پر مہمان توقع سے زیادہ ہوگئے۔ عین وقت پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورتِ حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا:۔

"کھانا شروع کراؤ! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے برکت دے گا۔"

مہمانوں نے کھانا شروع کیا۔ اتنے میں ایک فاقہ مست کاسہ لئے شوربا مانگنے آیا۔ میرے ایک عزیز نے غصے سے کہا: "ابھی اتنے کھانے والے باقی ہیں"!

مَیں نے سنا تو اُسے کہا۔ "اسے شوربا دو! یہ کسی کا بھیجا ہوا ہے"۔

فقیر نے شکریہ ادا کیا اور دعا کی: "اللہ تعالیٰ برکت دے"۔

تمام مہمانوں نے خوب سیر ہو کر کھایا مگر کوئی چیز ختم نہ ہوئی۔ جب حضرت صاحب کو کھانا کھلانے گیا تو حضور نے دریافت فرمایا "مستری جی! میرا ایک ملنگ بھی آیا تھا اُسے شوربا کھلایا تھا"۔

اللہ! اللہ! طبیعت پر وجد طاری ہوگیا۔ آپ نے اندر میٹھے میٹھے مست کا واقعہ سُنا دیا۔

۴۔ دل کی بات

ایک دفعہ ایک مائی (بڑھیا) وسن پورہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رونے لگی۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ "رونے کی ضرورت نہیں! واپس چلی جا" بڑھیا بغیر کچھ کہے واپس چلی گئی۔ سب حاضرین حیران تھے۔

چند دن بعد ہی بڑھیا لنگر کا سامان لے کر بمعہ بچوں کے حاضر ہوئی بہت خوش تھی۔ آپ نے پوچھا: "مائی! ٹھیک ہے نا؟"

عرض کیا "حضور! آپ کا احسان ہے"

دوستوں نے حیرانی سے عرض کیا: "حضور! معاملہ کیا ہے؟"

آپ نے مائی سے کہا تو اس نے بتایا کہ کارپوریشن والوں نے سڑک بنانے کا پروگرام بنایا تو میرا مکان سڑک کی حدود میں آگیا۔ کوئی سفارش نظر نہ آئی تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی آپ نے جب فرمایا کہ مائی واپس چلی جا تو مجھے یقین ہوگیا۔ پس آپ کی نگاہ کے صدقے ہمارے مکان کو چھوڑ کر سڑک بنا دی گئی ہے اور مکان کا چوک بنا دیا۔

آج بھی وہ مکان وسن پورہ لاہور میں چوک پیراں سے شمال کی جانب موجود ہے۔

۵۔ نگاہِ ولی

کوٹ سعید میں آپ کا ایک مرید رہتا تھا اس کا سات سالہ لڑکا کوئی بات نہ کرتا تھا۔ بہت علاج کرائے مگر بے سُود۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت بابو غلام رسول بھون والے بھی حاضر تھے۔ ایک عقیدتمند شکر قندی لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے بچے کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"بھئی کہو شکر قندی!"

بچہ نہ بول سکا۔ بچے کا باپ حیران تھا کہ میں نے ابھی حضور کو بتایا ہی نہیں کہ بچہ گونگا ہے آپ کو کس طرح معلوم ہوگیا۔ حضور نے دوبارہ فرمایا: "کہو شکر قندی"۔

بچہ نہ بول سکا تیسری دفعہ آپ نے غصہ سے فرمایا۔ "کہو! شکر قندی"

بچے نے مُسکرا کر کہا: "شکر قندی"

بچے کا باپ حضور کے قدموں میں گر گیا۔ بوقتِ رخصت آپ نے فرمایا "فکر نہ کرنا! بچہ نیک ہوگا" چنانچہ وہ بچہ بہت ہی نیک اور صُوفی منش ہوا۔

۶۔ زبانِ ولی ایک دفعہ آپ مٹھن ضلع اٹک میں تشریف فرما تھے۔ کہ لوگوں نے عرض کی حضور! دُعا فرمائیں کہ بارش ہو جائے! سخت گرمی ہے اور قحط سالی کا ڈر ہے"۔

آپ اُٹھے سخت گرمی کے عالم میں پتھریلی چٹان پر جا کر سر بسجود ہو گئے اور عرض کی:

"اے مولا کریم! میں تو کچھ نہیں لیکن چند دوست غلط فہمی کی بنا۔ پر عرض گزار ہیں۔ میری سفید داڑھی کی لاج رکھ لے"۔

کڑاکے کی دھوپ تھی کہ ایک گھٹا اٹھی اور اتنی بارش ہوئی کہ پھر وہی لوگ عرض کرنے لگے "قبلہ! اب تو مکان بھی گرنے والے ہیں، خدارا دعا فرمائیں کہ بارش تھم جائے"۔

آپ نے مسکرا کر فرمایا: "اے مولا! تیرا شکر ہے کہ تُو نے اِس عاجز کی لاج رکھ لی"۔

بارش رُک گئی اور وہاں کی تمام ملک برادری نے آپکے دستِ حق پر بیعت کر لی۔

حُلیہ مُبارک

جسم مبارک نہایت وجیہہ، چشم ہائے مبارک موٹی اور سُرخ، دندانِ مبارک باریک، پیشانی کشادہ سینہ فراخ، داڑھی مبارک سُنتِ نبوی کے مطابق، سینہ مبارک پر آویزاں زُلفیں، سرِ مبارک پر دستار، کُرتہ کھلا، نیلگوں چادر، پاؤں میں پوٹھوہاری پاپوش اور دستِ مبارک میں عصا رکھتے تھے۔

اخلاق و عادات

اتباعِ سُنّت آپ کی ہر حرکت سنتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوا کرتی جب دوستوں میں تشریف فرما ہوتے۔ تو فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کی تلقین فرماتے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اپنی پوری حیات مبارکہ کو ایسے شریعت کے سانچے میں ڈھالا کہ کوئی غیر بھی دیکھتا تو مانتا کہ اللہ کے مقبول بندے دُنیا میں ہیں۔ اکثر فرمایا کرتے کہ مُرشد کامل کے بغیر اتباعِ سُنت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کامل نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اسوۂ حسنہ کی زندہ مثال ہوتے ہیں۔

مہمان نوازی و سخاوت بے حد مہمان نواز تھے۔ ہر وقت لنگر جاری رہتا۔ پہلے مہمانوں کو کھانا کھلاتے سب سے بعد میں خود تناول فرماتے۔ جو اچھی چیز حاضر ہوتی وہ مہمانوں

کے سامنے رکھتے۔ آپ کے در سے کبھی سائل خالی نہ گیا جو کچھ بھی موجود ہوتا عطا کر دیتے۔

بہت سے غیر مسلم آپ کے دست حق پر داخل اسلام ہوئے۔ زیادہ تر آپ کا سفر کشمیر کی طرف ہوتا۔ فرمایا کرتے کہ اس علاقہ میں سکون ملتا ہے۔ عام طور پر پیدل سفر فرماتے تھکنے پر گھوڑی پر بھی سواری فرماتے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ساتھ عقیدت و محبت

سفر کے دوران آپ کے عقیدت مند دس دس گھوڑیاں ہمراہ رکھتے آپ ہر سال ایک گھوڑی پال کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے دربار سرہند شریف بطور نذرانہ پیش کرتے۔ اگر کوئی دوست دربار مجدد رحمۃ اللہ کا واسطہ دے کر کچھ عرض کرتا تو موم کی طرح نرم پڑ جاتے۔

ایک دفعہ ایک میراثی نے دربار سرہند شریف کا صدقہ جوڑا (کپڑا) اور گھوڑا مانگا۔ احباب کو غصہ آگیا لیکن آپ نے دونوں چیزیں اسے عنایت کرتے ہوئے فرمایا: "لے بھئی! گھوڑا اور جوڑا" پھر فرمایا: "یہ تو جوڑا اور گھوڑا ہے اگر دربار سرہند کے صدقے جان بھی مانگے تو وہ بھی حاضر ہے"

احباب حیران رہ گئے جب اس میراثی کے جانے کے تھوڑی دیر بعد آزاد کشمیر سے ایک دوست نہایت ہی اعلیٰ قسم کا گھوڑا لئے حاضر خدمت ہوا۔ اور بطور نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے مسکرا کر احباب سے فرمایا:۔

"بھئی! سودا ٹھیک ہے۔ میرا سودا میراثی سے نہیں شہنشاہ سرہند سے تھا۔"

معمولات

شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ اکثر اوقات جس وضو سے نماز عشاء ادا فرماتے اسی سے نماز فجر اور اشراق ادا فرماتے اس کے بعد عقیدتمندوں کو اپنے پیارے پیارے ارشادات سے نوازتے۔ پھر کھانا تناول فرماتے اور قیلولہ فرماتے۔

نماز ظہر کے بعد قہوہ نوش فرماتے پھر کلام پاک کی تلاوت میں وقت گزرتا۔ نماز عصر کے بعد ذکر و مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ آپ نے بے شمار مسجدیں خود بنوائیں۔

صاحبزادگان

آپ کے چار صاحبزادے تھے جناب سید حیدر شاہ، جناب سید سرور شاہ، جناب سید محبوب شاہ جناب سید روشن دین رحمہم اللہ تعالیٰ۔ جن کا ذکر اب فرداً فرداً آئے گا۔

حضرت سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

فرزند اوّل خواجہ سید احمد نبی قدس سرہٗ

ولادت حضرت سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید احمد نبی قدس سرہٗ العزیز کے بڑے فرزند تھے۔ تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی۔

تعلیم و بیعت علوم ظاہری اپنے والد ماجد خواجہ سید احمد نبی قدس سرہٗ سے حاصل کیے اور آپ کی بیعت اپنے دادا جان خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہٗ سے تھی جبکہ خرقۂ خلافت و اجازت بیعت اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کی۔

سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک درویش صفت انسان تھے۔ دُنیا سے الگ تھلگ رہتے۔ صاحب کمال ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب جمال و جلال بھی تھے۔ زہد و ریاضت میں اپنا خاص مقام رکھتے تھے۔ فقر و فاقہ آپ کا معمول تھا۔ آپ ایسے ولیٔ کامل گزرے ہیں۔ کہ لاہور جیسے عظیم شہر میں کثیر التعداد مخلوق آج بھی آپ کے آستانہ سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ اور حضرت عارف رُومی کے اس شعر کے مطابق اب بھی فیض جاری ہے ؎

یک زمانہ صُحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

آپ کا لباس بے حد سادہ ہوتا، تمام عمر سادگی میں گزری اتباعِ سُنت میں خاص اہتمام فرماتے آباؤ اجداد کی طرح مہمان نوازی کی صفت آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھی درویشوں کی خدمت کر کے بہت خوش ہوتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا ساری عمر تبلیغ دین میں کوشاں رہے۔

وفات آپ کا وصال ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ / ۲۶ دسمبر ۱۹۶۴ء میں ہوا اور چورہ شریف میں مدفون ہوئے۔ عقیدتمندوں نے آپ کے مزار پُر انوار پر گنبد بنوایا ہے۔

تصرفات

۱ - آپ کافی عرصہ مٹھن شریف نزد چونترہ ریلوے سٹیشن سکونت پذیر رہے ایک دفعہ آپ کی

زیارت کے لیے حاجی محمد امین بھٹی (مالک سٹار بک ڈپو اردو بازار لاہور) روانہ ہوئے۔ راولپنڈی سے چونترہ کا ٹکٹ خریدا اور غلطی سے فاسٹ ٹرین پر سوار ہو گئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ گاڑی کا چونترہ سٹیشن پر سٹاپ نہیں ہے تو بے حد پریشان ہوئے۔

گاڑی جب چونترہ سٹیشن پر پہنچی تو بالکل آہستہ ہو گئی حاجی صاحب اُترنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے پکڑ کر نیچے اتار لیا ہے۔ جب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا:۔

"حاجی صاحب! سفر کا حال سنائیں"۔

عرض کیا:"حضور غلطی سے فاسٹ ٹرین پر سوار ہو گیا چونترہ سٹیشن پر اس کا سٹاپ نہیں تھا مجھے بہت پریشانی ہوئی لیکن چونترہ پہنچ کر گاڑی بالکل آہستہ ہو گئی اور میں اُتر گیا"۔

آپ نے مسکرا کر فرمایا:۔

"حاجی جی! سیدھی کہو، کہ چلتی گاڑی سے کسی نے کھینچ کر اتار لیا ہے"۔

حاجی صاحب نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا "حضور! آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے جب گاڑی آہستہ ہوئی میں ابھی اُترنے کی سوچ ہی رہا تھا تو مجھے یوں لگا کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر نیچے اُتار لیا ہے"۔

۲۔ میاں رشید اختر سابق ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان لاہور آپ کے چہیتے اور عقیدتمند تھے۔ ایک دفعہ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ زیارت کے لیے منہن شریف پہنچے سلام عرض کی ہی تھی کہ گوشت مرغ اور روٹیاں آگئیں۔ حیران ہو کر خادم سے پوچھا کہ اتنی جلدی کھانا کیسے تیار ہو گیا؟ تو اس نے بتایا کہ حضرت صاحب نے صبح ہی کہہ دیا تھا کھانا جلدی تیار کر لینا۔ اس وقت تو پوچھنے کی جسارت نہ ہوئی اب آپ کے آنے پر پتہ چلا کہ آپ کا انتظار تھا۔

کھانا کھانے کے بعد حضور نے فرمایا "میاں صاحب کو اجازت ہے"۔

سوچا اس وقت نہ ریل گاڑی کا کوئی وقت ہے نہ بس کا پھر خیال آیا کہ حضرت صاحب کو معلوم ہی ہے۔ دست بستہ اجازت لے کر چل پڑے میاں صاحب کا ساتھی پریشان تھا کہ اس وقت رات گئے کونسی سواری ملے گی۔ سڑک پر پہنچے ہی تھے کہ ایک مسافر بس آتی دکھائی دی۔ ہاتھ کے اشارے سے رک گئی ڈرائیور نے پوچھا کیا لاہور جانا ہے؟ دو سیٹیں خالی ہیں۔ چنانچہ ہم آرام سے بس میں بیٹھ گئے۔ دوسری سواری سے پتہ چلا کافی دیر پہلے کوہاٹ سے چلے تھے یہاں سے ایک میل پیچھے گاڑی خراب ہو گئی تھی خرابی کا

کوئی پتہ نہ چلا آخر گاڑی سٹارٹ ہوگئی۔ اور ہم چل پڑے۔

۳ - یہی میاں رشید اختر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کار پر پونتر پہنچے تو آگے راستہ بہت خراب تھا۔ مجبوراً کار ایک پیر بھائی کے سپرد کی اور خود پیدل منھن شریف روانہ ہوگیا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ تقریباً ایک میل چلنے کے بعد گرمی کی شدت اور پیاس کے باعث سخت پریشان ہوگیا۔ ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو ایک سایہ دار درخت نظر آیا۔ قریب پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ درخت کے نیچے حضرت صاحب تشریف فرما تھے۔ سلام عرض کیا تو آپ نے خادم سے فرمایا:-

"بھئی! میاں صاحب کو پانی تو پلاؤ!"

میرے پانی پی چکنے کے بعد آپ گھوڑی پر سوار ہو کر چل پڑے۔ میں بھی ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ میں نے خادم سے یہاں آنے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ حضرت صاحب نے اچانک ارشاد فرمایا کہ گھوڑی پر زین ڈالو، پھر آپ نے فرمایا کہ پانی کا ایک کوزہ بھی ساتھ لے لو۔ یہاں پہنچ کر آپ گھوڑی سے اُترے اور اس درخت کے نیچے آرام فرمانے لگے۔ اور یہاں سے واپس جا رہے ہیں۔

ع
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

۴ - میاں رشید اختر فرماتے ہیں کہ ان دنوں میری ڈیوٹی راولپنڈی ریڈیو سٹیشن پر تھی۔ سردیاں زوروں پر تھیں میری بڑی بیٹی ریاض بخاری کے ہاں ولادت ہونے والی تھی ہسپتال میں ڈاکٹروں نے بھی جواب دے دیا صحت سے مایوس ہو چکے تھے۔ بچی کو واپس لے آئے۔ سخت اضطراب کی وجہ سے ساری رات ذہن حضرت صاحب کی طرف متوجہ رہا۔ لیکن پھر سوچا کہ حضرت صاحب نجانے کون سے علاقے میں تشریف فرما ہوں گے۔

صبح ہونے والی تھی نماز فجر کے بعد ایک بار پھر حضرت صاحب کو یاد کیا کیونکہ بچی کی تکلیف دیکھی نہ جاتی تھی۔ بارش بھی ہو رہی تھی کہ نوکر نے آکر بتایا کہ حضرت صاحب تشریف لاتے ہیں فوراً باہر نکلا تو آپ کو دیکھ کر حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ دل کو کچھ سکون ملا سوچا کہ ناشتہ فرما لیں پھر عرض کروں گا لیکن آپ نے فرمایا: "بھئی! میں بیٹھنے کے لئے نہیں آیا مجھے جلدی ہے مجھے میری بچی کے پاس لے چلو!"

میں مزید دنگ رہ گیا کہ حضور کو کیسے پتہ چلا آپ بچی کے پاس تشریف لے گئے آپ کو دیکھ وہ رو پڑی۔ آپ نے اپنا دست شفقت سر پر رکھا اور دم فرمایا۔ باہر تشریف لائے تو فرمانے لگے "میاں صاحب!

آپ کے اضطراب نے رات آرام نہ کرنے دیا۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی روبصحت ہوگئی اور آپ اُسی وقت واپس تشریف لے گئے۔

۵ - میاں محمد رفیق، مسلم گنج فرماتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد کافی عرصہ حضرت صاحب سے ملاقات نہ ہوسکی۔ دل بہت چاہتا مگر دنیوی مجبوریوں کی وجہ سے ملاقات کے لیئے نہ جا سکا۔

ایک دن خیال آیا کہ اگر حضرت صاحب ہی تشریف لے آئیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ رات اسی سوچ میں گزری صُبح دروازے پر دستک ہوئی دیکھا تو میرے پرانے پیر بھائی محمد سعید تھے انھوں نے بتایا کہ حضرت صاحب تشریف لائے ہیں۔ وہاں حاضر ہوکر زیارت کی اور قدم بوسی کے بعد نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا۔ میری پریشانی دیکھ کر دوسرے پیر بھائیوں نے سفارش کی تو راضی ہوئے۔ ارشاد فرمایا:۔

" آپ تو ملنے نہ آئے مجھ ضعیف آدمی کو چورہ شریف سے آنا پڑا۔"

خلفاء

صاحبزادگان کے علاوہ آپ کے مندرجہ ذیل خلفاء تھے:

۱ - پیر میراں شاہ رحمۃ اللہ، چائی شریف آزاد کشمیر۔

۲ - میاں فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ، بھاڈیولے ضلع سیالکوٹ۔

۳ - پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ، کرتو شریف، سیالکوٹ۔

۴ - صوفی نور حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ، جونہ آزاد کشمیر۔

۵ - مولانا فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، بل آزاد کشمیر

۶ - پیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ، تھرٹے کے شریف

۷ - سید لطیف حیدر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ، علی پور سیداں۔

۸ - صوفی محمد علی رحمۃ اللہ گوجرانوالہ ۹ - حکیم عبدالعزیز رحمۃ اللہ، بھکڑیالی۔

۱۰ - صوفی محمد عاشق رحمۃ اللہ گوجرانوالہ ۱۱ - پیر غلام رسول رحمۃ اللہ، اوکاڑہ۔

۱۲ - سید ریاض حسین رحمۃ اللہ، کرتو شریف ۱۳ - حافظ محمد شفیع امرتسری رحمۃ اللہ ساہیوال۔

صاحبزادگان

آپ کے دو صاحبزادے تھے جناب فضل شاہ اور جناب محمد علی شاہ رحمہم اللہ تعالےٰ۔ آپ کے بڑے صاحبزادے نہایت صاحب دل اور صاحب فضل تھے۔

حضرت سید فضل شاہ قدس سرہٗ

فرزند اوّل سید حیدر شاہ قدس سرہٗ

ولادت باسعادت اسم گرامی سید فضل شاہ اور حضرت سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ سن ولادت معلوم نہیں ہو سکا۔

تعلیم وبعیت آپ علومِ ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کر کے خلافت و اجازتِ بعیت سے مشرف ہوئے۔ والد محترم کی وفات کے بعد ۱۹۶۴ء میں مسندِ رشد و ہدایت پر وسن پورہ لاہور میں متمکن ہوئے۔ آپ نہایت ہی حلیم الطبع اور ملنسار تھے۔ مہمان نوازی اپنے اجداد سے ورثہ میں ملی ہوئی تھی۔ آپ کی تواضع ضرب المثل تھی۔ زہد و ریاضت میں کمال کے درجہ پر فائز تھے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ ہر وقت باوضو رہتے۔

وفات آپ یکم ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ / ۱۸ مئی ۱۹۶۹ء کو یعنی اپنے والد گرامی قدر سے صرف پانچ سال بعد انتقال فرما گئے۔

اولاد

آپکے دو صاحبزادگان اس وقت وسن پورہ میں مسند ارشاد پر فائز ہیں:

۱۔ سید کبیر علی شاہ صاحب نومبر ۱۹۴۲ء میں ولادت ہوئی۔ ظاہری و باطنی علوم اپنے والدِ گرامی قدر سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ پورہ شریف میں اپنے والد محترم کے روضہ مبارک کی تعمیر کرائی اور ساتھ ہی مسجد کی تعمیر جاری ہے۔ آپ جمعیت مشائخ پاکستان کے صدر ہیں نیز دربار عالیہ

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کمیٹی کے ممبر بھی ہیں۔ بہترین مقرر ہیں۔

۲۔ سید شبیر علی شاہ صاحب ۱۹۴۶ء میں ولادت ہوئی۔ علومِ دینی و دنیوی دونوں سے مالا مال ہیں۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں کافی عرصہ برطانیہ میں رہ چکے ہیں۔

حضرت سید سرور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

فرزند دوم حضرت سید احمد نبی قدس سرہٗ

ولادت و تعلیم آپ کا اسمِ گرامی سید سرور شاہ تھا خواجہ سید احمد نبی قدس سرہٗ کے دوسرے صاحبزادے تھے ولادت باسعادت غالباً ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے مسند رشد و ہدایت پر فائز ہوئے۔

معمولات و حالات آپ کی نورانی محفل میں علماء و فضلاء کا اجتماع رہتا۔ پوری زندگی تبلیغ دین اور فیضانِ طریقت کے لئے وقف رہی۔ ریاضت و مجاہدہ آپ کے معمولات تھے۔

وفات ۱۰ دسمبر ۱۹۶۰ء/۱۳۸۰ھ بروز پیر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ مزار اقدس برمالہ شریف نزد منظفرآباد آزاد کشمیر میں ہے۔

اولاد آپ کے چھ صاحبزادگان ہوئے ۱۔ سید انور شاہ ۲۔ سید افسر علی شاہ ف ۱۹۵۴ء ۳۔ سید محمود شاہ ۴۔ سید نذیر احمد شاہ ۵۔ سید معروف علی شاہ ۶۔ سید خورشید احمد شاہ۔

آپ کے صاحبزادہ سید افسر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے ہیں،

۱۔ سید ظفر علی شاہ ۲۔ سید حیدر علی شاہ ۳۔ سید فیاض علی شاہ

حضرت سید محبوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعلیم حضرت سید محبوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید احمد نبی قدس سرہٗ کے تیسرے فرزند تھے۔ ولادت باسعادت غالباً ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء چوڑ شریف میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کر کے تبلیغ دین میں کوشاں ہے۔

حالات بے حد متقی و پرہیزگار اور باعمل درویش تھے۔ سُنتِ رسُول کے پابند تھے۔ آپ نفیس الطبع ہونے کے ساتھ ساتھ سادگی پسند بھی تھے۔ غربا، و مساکین کے ساتھی تھے۔

وفات آپ نے ستر برس کی عمر میں ۱۴ ربیع الاوّل ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں وفات پائی۔ مزار اقدس آستانہ عالیہ چوڑ شریف میں ہے۔

اولاد

صاحبزادہ سیّد غلام جیلانی آپ حضرت سیّد محبوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے واحد فرزند ہیں ۳۔ مارچ ۱۹۴۳ء کو ولادت ہوئی۔ دینی تعلیم حاصل کر کے اپنے نانا جان سیّد حید شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی تبلیغ دین میں کوشاں ہیں۔

حضرت سیّد روشن دین قدس سرہٗ

فرزند چہارم خواجہ سیّد احمد نبی قدس سرہٗ

ولادت و تعلیم آپ حضرت خواجہ سیّد احمد نبی قدس سرہٗ کے چوتھے صاحبزادے ہیں آپ کا سن ولادت معلوم نہ ہو سکا۔

علوم ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حالات و عادات آپ نہایت حلیم الطبع اور بُردبار تھے۔ ملنسار اور جہاں نواز تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ رات ذکر الٰہی میں گزر جاتی۔

وفات تقریباً پچاس برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہو۔ تاریخ وفات نہیں مل سکی مزار پُرانوار آستانہ عالیہ چوڑ شریف میں ہے۔

حضرت خواجہ سید محمد شاہ سید قدس سرہ العزیز

فرزند چہارم خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہ العزیز

تیزنی شریف ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء ——— ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ / یکم جنوری ۱۹۳۹ء چوڑ شریف

اولاد : صاحبزادہ سید محمد شفیع قدس سرہ

تعارف و ولادت آپ خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند چہارم تھے۔ ولادت باسعادت ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء میں علاقہ تیراہ میں تیزنی شریف کے مقام پر ہوئی۔

تعلیم و بیعت قرآن مجید حاجی سرخرد صاحب سے پڑھا جن کا مزار خواجہ خواجگان سید نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار کے مشرق میں ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے قرآن کے اُستاد بڑے بزرگ اور پارسا تھے۔ آپ بابا صاحب کے روضۂ اقدس پر حاضری دینے کے بعد اپنے استاد محترم کی قبر مبارک پر فاتحہ خوانی فرماتے۔ کتب فقہ مولوی غزنی صاحب کوٹ چھی اور مولوی اسد اللہ صاحب سکنہ سگری سے پڑھیں۔ آپ اپنے زمانہ میں بے مثل عالم تھے مشکل سے مشکل مسئلہ نہایت آسانی سے حل فرما دیا کرتے تھے۔ اپنے والد گرامی خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہ سے خلافت و مجاز بیعت چہار سلسلہ سے سرفراز ہوئے۔

سفر حج بیت اللہ آپ دو مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے سرفراز ہوئے پہلی دفعہ ۱۹۱۰ء میں اور پھر صاحبزادہ عالی قدر سید غلام نقشبند کی ولادت (یکم اگست ۱۹۳۵ء) کے تیسرے روز حج کے لئے حضرت خواجہ سید محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں تشریف لے گئے۔ تاکہ خود روضہ اقدس پر حاضر ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کریں۔

وفات آپ ۹ ذیقعد ۱۳۵۷ھ بروز ہفتہ قبل از شام مطابق یکم جنوری ۱۹۳۹ء کو واصل بحق ہوئے چورہ شریف میں مزار پُر انوار ہے۔

معمولات آپ ہر وقت باوضو رہتے تھے۔ نمازِ تہجد ادا کر کے مراقبہ میں رہتے پھر نمازِ فجر میں حضور پیش امام ہوتے۔ پھر سورج نکلنے تک مراقبہ میں رہتے پھر نماز اشراق ادا کر کے تلاوت قرآن پاک فرماتے۔ اس کے بعد حاجت مند اشخاص پیش ہوتے ہر ایک سے بے حد نوازش فرماتے اور سب کی استدعا قبول فرماتے موسمِ گرما میں دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ فرماتے۔

پھر وضو فرما کر نمازِ ظہر ادا فرماتے۔ نمازِ ظہر کے بعد تلاوتِ قرآن پاک فرماتے۔ نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد غروبِ آفتاب تک مراقبہ میں رہتے۔ نمازِ مغرب ادا کر کے صلوٰۃ اوابین ادا فرماتے۔ نمازِ عشاء کے لئے تازہ وضو فرماتے۔

علم و فضل آپ کی ہر بات میں نکتہ ہوتا تھا۔ کلام اسرار سے پُر ہوتا تھا۔ مگر نہایت آسان طریقہ سے پیچیدہ مسائل کو اس طرح ذہن نشین کرلیتے تھے۔ کہ سامعین بآسانی سمجھ جاتے۔ ایک دفعہ حضور علی پور شریف میں عُرس کے موقع پر "اوقاتِ نماز" کے موضوع ایک مسئلہ سمجھا رہے تھے۔ آپ نے اس طرح تشریح فرمائی کہ عالم و فاضل بھی عش عش کر اُٹھے۔ اور سب کے اوقاتِ نماز ذہن نشین ہو گئے۔

حُلیہ مبارک آپ کا جسم مبارک قد و قامت کے لحاظ سے نہایت موزوں تھا۔ چہرۂ انور سے انوار الٰہی درخشاں تھے۔ ہر شخص آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر مبہوت و فریفتہ ہو جاتا تھا۔ زلفیں سینہ مبارک کے دونوں طرف آویزاں ہوتی تھیں۔ چشم مبارک عشقِ الٰہی سے مخمور تھیں۔ سبز عمامہ زیب تن فرماتے۔ دوپٹہ بھی سبز رنگ کا ہوتا تھا۔ پاپوش مبارک پوٹھوہاری پہنتے۔ ریش مبارک کو حنا لگاتے۔

تصرفات

۱۔ حضرت صاحبزادہ سید محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لڑکیاں ہی تھیں۔ احباب نے حضورؒ سے عرض کی کہ کوئی چراغ بھی ہونا چاہیئے۔ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ اور غلام نقشبند نام رکھیں گے۔" مولوی محمد مسعود الہڑوی، عنایت اللہ صاحب سیالکوٹی اور مولوی نورالدین وغیرہ کو جو خطوط لکھے ان میں ارشاد فرمایا کہ غلام نقشبند انشاءاللہ تعالیٰ امسال آرہا ہے۔ بفضلِ خدا غلام نقشبند کی ولادت یکم اگست ۱۹۳۵ء کو ہوئی

اور تیسرے دن آپ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔

۲ ۔ موضع کھوکھر کی ضلع سیالکوٹ میں خادم علی تھانیدار کو کسی جرم میں چار سال قید کی سزا ہو گئی اس کی بیوی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت روئی کیونکہ اپیل بھی خارج ہو چکی تھی۔

آپ نے فرمایا "ایک بار پھر اپیل کرو! اس دفعہ بری ہو جائے گا۔"

چنانچہ واقعی اپیل کرنے پر منظور ہو گئی اور خادم علی بری ہو کر ملازمت پر بحال ہو گیا۔ اور پچھلے تمام عرصہ کی تنخواہ بھی مل گئی۔

۳ ۔ موضع دوھروڑ ضلع گوجرانوالہ میں ایک بدچلن ہندو کو حضور کے خادموں نے قتل کر دیا۔ آٹھ آدمیوں کا چالان ہوا۔ ایک وعدہ معاف گواہ بھی تھا۔ گوجرانوالہ میں سیشن سپرد ہو گئے۔

آپ گوجرانوالہ تشریف لائے تو تمام حالات سن کر آپ نے فرمایا "پرسوں جب عدالت میں پیش ہوں گے سب رہا ہو جائیں گے۔"

شہر میں آپ کی اس حیران کن پیشگوئی کا بہت چرچا ہوا۔ غیر مقلدین نے خاص طور پر اس کی تشہیر کی۔ اس مقدمہ میں تفتیش کنندہ تھانیدار امام دین، امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری کا مرید تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "حضور! موقع کے اکتالیس گواہ ہیں ملزمان کی رہائی ناممکن ہے"۔

فرمایا "تم اور ایس پی زور لگا لو! انشاء اللہ سب رہا ہو جائیں گے۔"

تیسرے دن جب عدالت میں پیش ہوتے سب بری ہو گئے۔ اور وعدہ معاف گواہ بھی بری ہو گیا۔ حافظ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو جب ان تمام حالات کا علم ہوا تو وہ تھانیدار کی گستاخی کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے۔

۴ ۔ کوٹلی رام داس ضلع سیالکوٹ سکھوں کا گاؤں تھا۔ مسلمان غیر زراعت پیشہ تھے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ سکھ اذان کی اجازت نہ دیتے تھے۔ آپ کے خادم نے وہاں اذان کہی تو سکھوں نے گوردوارہ میں سنکھ بجانا شروع کر دیا۔ اور اذان کے ساتھ ساتھ وہ سکھ سنکھ بجاتا رہا۔

آپ کو بہت رنج ہوا۔ فرمایا "یہ زندہ نہ رہے گا۔"

دوسرے دن آپ وہاں سے تشریف لے آئے۔ سنکھ بجانے والے کے حلق میں ورم ہو گیا

اور وہ شام کو مر گیا۔ تمام سرکردہ سکھ سردار دوسرے گاؤں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "حضرت صاحب! ہم شرمندہ ہیں، وہ تو اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ آپ ہمارے گاؤں تشریف لے چلیں ہم خود وہاں ایک عمدہ مسجد تعمیر کر دیں گے اذان کی اجازت بھی دیں گے اور گوردوارہ بھی وہاں سے ہٹا دیں گے۔"

آپ نے فرمایا "تم اپنے کہنے پر عمل کرو! ہم پھر کبھی آئیں گے۔"

چنانچہ اگلی دفعہ جب آپ وہاں تشریف لائے تو سکھ مردوں اور عورتوں نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا۔ مسجد تعمیر ہو چکی تھی۔

۵ - ایک دفعہ چوہدری علم دین سکنہ بوبک متصل ظفروال سیالکوٹ کے گھر حضرت صاحب کا قیام تھا۔ وہ صبح کے وقت چائے دانی میں آپ کے لئے مسجد میں چائے لا رہے تھے۔ جب مسجد کے دروازے پر پہنچے تو زیادہ آدمیوں کو دیکھ واپس جانے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا:-

"یہی لے آؤ! کافی ہے، بار بار پکانے کی کیا ضرورت ہے؟"

مسجد عقیدتمندوں سے بھری پڑی تھی آپ نے خود چائے تقسیم فرمائی سب کو پلائی اور خود بھی پی۔ چوہدری صاحب یہ دیکھ کر وجد میں آگئے۔

۶ - ایک دفعہ مہوٹہ ضلع اٹک میں ایک گائے کو ہلکان ہو گیا۔ چند غیر مقلد لوگوں نے مشورہ کیا کہ چورہ شریف والے پیر صاحب آئے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس لے چلیں اگر آرام نہ آیا تو ہم مذاق کریں گے۔ وہاں کا نمبردار فضل داد جو آپ کا مرید تھا۔ گھبرایا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "حضور! کچھ لوگ گائے کے سلسلہ میں آپکے امتحان کے لئے آرہے ہیں۔"

آپ نے فرمایا: "نمبردار صاحب! آپ فکر نہ کریں، ایسے جانوروں کو تو ہمارا بابا ساون (خادم) بھی دم کرے تو آرام آجاتا ہے۔"

غیر متعقد لوگوں نے حاضر ہو کر دم کے لئے عرض کی تو آپ نے اُن کے ساتھ جا کر گائے کو جو حویلی میں مقفل تھی۔ دم فرمایا اور فرمایا: "اسے کھول دو!"

گائے سیدھی آپ کے پاس آگئی۔ آپ نے کچھ چارہ دم کر کے اُسے کھلایا۔ تو گائے کو بالکل آرام آگیا۔ غیر متعقد بھی مریدان باصفا بن گئے۔

۷۔ موضع گوجرہ نزد چک جھمرہ میں آپ کے پاس چند آدمی حاضر ہوئے اور عرض کی "حضور! ہمارے قطعہ زمین میں ایک سفید ریش بزرگ ہمیں چھڑیاں مارتا ہے اور کہتا ہے کہ مویشی یہاں سے لے جاؤ!"

آپ ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور مراقبہ کے بعد فرمایا:۔

"یہاں ایک بزرگ کی قبر ہے یہاں سے مویشی ہٹا دو، اب وہ تمھیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

آپ کے ارشاد کی تعمیل ہوئی۔ پھر انھیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

۸۔ موضع مصریال ضلع اٹک میں ایک قتل ہوگیا۔ آپ ضلع سیالکوٹ میں تشریف فرما تھے ضلع اٹک سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ فریق ثانی سے صلح کرا دیں۔ آپ ان کے ساتھ تشریف لے گئے مگر فریق ثانی رضامند نہ ہوا۔ مقدمہ شروع ہوا۔ قاتل پندرہ تاریخ کو قتل کر کے اٹھارہ تاریخ کو فوج میں بھرتی ہوگیا اور بنوں چلا گیا۔ آخری تاریخ کو جج صاحب نے جب مثل اٹھا کر دیکھی تو قتل کی تاریخ اٹھارہ معلوم ہوئی اور فوج میں بھرتی کی تاریخ پندرہ۔ یہ حضور کا تصرف تھا۔ چنانچہ جج صاحب نے قاتل کو بری کر دیا۔

آپ نے فرمایا: "ہوش کرو! دنیا میں تو چھوٹ گئے۔ آخرت میں کیسے جان بچاؤ گے۔"

قدسیہ

فرمایا: جو دم غافل، سو دم کافر۔

آپ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل مظہر تھے نصیحت کے طور پر فرمایا کرتے ۔

مزن بے رضائے محمد نفس ۔۔۔ رہ رستگاری ہمیں است و بس

حضرت سید محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ

فرزند واحد سید محمد سعید شاہ قدس سرہ

ولادت و تعارف آپ خواجہ سید محمد سعید شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند تھے۔ ولادت باسعادت ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۹ء کو ہوئی۔ ولادت کے وقت آپ کی دادی صاحبہ حیات تھیں جو آپ سے بہت بہت محبت و شفقت فرمایا کرتی تھیں۔

تعلیم و بیعت آپ نے علومِ ظاہری کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی اور خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ باپ بیٹے میں غایت درجہ کی محبت تھی۔

حج بیت اللہ آپ نے تین مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ پہلی مرتبہ والد بزرگوار کی معیت میں ۱۹۳۵ء میں دوسری بار ۱۹۴۶ء میں یہ سعادتِ عظمیٰ نصیب ہوئی۔ تیسری بار کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز بغداد شریف کربلائے معلیٰ نجف اشرف کوفہ، بیت المقدس اور دمشق میں مزارات کی زیارت سے مستفید ہوئے۔ پھر مدینہ منورہ میں روضۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد حج کے لیے مکہ مکرمہ پہنچے اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

قیامِ پاکستان کی خوشخبری جب آپ دوسری دفعہ ۱۹۴۶ء میں حج سے واپس تشریف لائے۔ تو سمندری ضلع لائل پور (فیصل آباد) میں مولوی نوردین صاحب جو آپ کے مخلص مرید تھے اور ہائی سکول میں فارسی مدرس تھے کے پاس تشریف لے گئے تو کچھ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا: "حضور! کیا قیام پاکستان کی کوشش کامیاب ہو جائے گی؟"

آپ نے خوش ہو کر فرمایا: "پاکستان کے قیام کی خوشخبری رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی ہے انشاءاللہ! ضرور قائم ہوگا"۔ روضۂ مقدس پر بہت سے لوگوں کے ساتھ ہمیں بھی بشارت مل چکی ہے۔"

بین الاقوامی معاملات کے ماہر بھی اس بات پر متفق نہ تھے۔ لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ اور حضرت صاحب کے فرمان کی بھی تصدیق ہو گئی۔

والدہ کی خدمت آپ اپنی والدہ محترمہ کے بے حد خدمتگار اور تابعدار تھے۔ "ماں کے قدموں تلے جنت ہے"۔ پر ہر دم عمل پیرا رہے بلکہ اپنی والدہ محترمہ کی وفات کے بعد بھی آپ نے وصیت کر دی تھی کہ میری قبر میری والدہ محترمہ کے قدموں میں بنائی جائے۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد وصیت کے مطابق صاحبزادگان نے آپ کی قبر مبارک آپکی والدہ کے قدموں میں بنوائی۔

وفات آپ ۸، ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ/ ۱۰، اپریل ۱۹۶۷ء کو اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے مزار پُر انوار آستانہ عالیہ چورہ شریف میں ہے۔

صاحبزادگان

آپ کے پانچ صاحبزادے تھے : سیّد غلام نقشبند ۔ سیّد غلام مجدد ۔ سیّد غلام مرشد ۔ سیّد غلام زاہد ۔ سیّد غلام امجد ۔

صاحبزادہ سیّد غلام نقشبند آپ یکم اگست ۱۹۳۵ء کو آستانہ عالیہ نوریہ چُوسہ شریف میں پیدا ہوئے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد جامعہ رضویہ فیصل آباد سے فارغ التحصیل ہُوئے والدِگرامی قدر حضرت سیّد محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت حاصل کی۔

بڑے فرزند ہونے کی وجہ سے والد بزرگوار کے بہت لاڈے تھے اپنے دادجان حضرت سیّد محمد سید شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں کا نور تھے ۔ انہی کی دُعاؤں کے طفیل علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال تھے ۔ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء میں وصال ہوا ۔

صاحبزادہ سیّد غلام مجدد :۔ رُوحانی امراض کے ساتھ ساتھ جسمانی امراض کے ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں ۔

صاحبزادہ سیّد غلام مرشد اکاؤنٹنٹ ہیں ۔

دیگر دونوں صاحبزادگان ابھی زیرِ تعلیم ہیں ۔

حضرت سید قادر شاہ قدس سرہٗ

فرزندِ پنجم خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہٗ

تیزئی شریف ___ ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء ___ ۲۷ صفر ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء ___ چوڑ شریف

— صاحبزادگان —

سید رحیم شاہ ، سید لطف شاہ ، سید محمد صدیق ، سید محمد امین

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہٗ کے پانچویں فرزند تھے آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء میں علاقہ تیراہ بمقام تیزئی شریف ہوئی۔

تعلیم آپ نے قران پاک حاجی سرخرو صاحب سے پڑھا جن کا مزار اقدس حضرت خواجہ خواجگان سید نور محمد المعروف باداجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس کے مشرق کی جانب ہے۔ کتبِ فقہ پہلے مولوی غزنی صاحب کوٹ چھچی اور اس کے بعد مولوی اسد اللہ صاحب سکنہ سگری سے پڑھیں۔

بیعت و خلافت بچپن سے حضرت خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی آپ پر خاص نظرِ کرم تھی چنانچہ آپ سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت بیعت سے نوازے گئے۔

وفات آپ کو پوٹھوہار کے علاقہ سے خاص محبت تھی۔ آپ اِس علاقہ میں کافی عرصہ ٹھہرے۔ اور لوگوں کو راہ ہدایت پر چلنے کی تلقین فرماتے۔ عمرِ عزیز کے آخری دنوں میں تو تھہ گلباز چلے گئے وہاں بیمار ہو گئے۔ نماز تہجد کے بعد معمول کے مطابق وظائف مکمل کیے پھر مراقبہ فرمایا۔ صبح کے وقت صوفی محمد یعقوب (موہڑا شیراں والا) سے پوچھا "صوفی جی! صبح ہو گئی ؟"

عرض کی "حضور! نماز کا وقت ہو گیا "

آپ نے صُبح کی نماز ادا کی ابھی دوسرے سجدہ میں تھے کہ اللہ اللہ کرتے ، ۲۷ صفر ۱۳۷۲ھ /۱۹۵۲ء کو اس دُنیائے فانی سے رخصت ہو کر مالکِ حقیقی سے جا ملے

اخلاق و عادات

اخلاق کریمانہ اور صفاتِ حسنہ سے متصف تھے . آپ اپنے جملہ اعمال اور اقوال میں نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سُنت کے تابع تھے . سادگی میں بے مثال تھے . اگر چاہتے تو اچھے سے اچھا کھانا کھا سکتے تھے اور قیمتی لباس بھی پہن سکتے تھے . مگر آپ نے سُنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فقیری میں زندگی گزار دی . ہر ایک سے انتہائی شفقت اور خوش خلقی کے ساتھ پیش آتے تھے .

معمولات آپ ہر وقت باوضو رہتے بہت کم وقت بے وضو گزرتا . نماز تہجد میں اکثر اوقات بارہ رکعت پڑھتے کبھی کبھی آٹھ یا چار رکعتیں ادا فرماتے . تہجد کے بعد سورۃ یٰسین ، سورۃ مزمل اکیس دفعہ ، اوّل اور آخر درود شریف پڑھتے . پھر درود شریف اور استغفار کا ورد نہایت سوز و گداز سے فرماتے .

فجر کی سُنتوں کے بعد ایک سو دفعہ سُبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور استغفر اللہ کا ورد فرماتے درُود شریف کثرت سے پڑھتے . پھر فرض نماز ادا کرنے کے بعد درود شریف اور تلاوت قرآن پاک فرماتے اور پھر دعا فرماتے . سُورج نکلنے کے بعد آپ لوگوں کو ناشتہ کراتے . اور جو دوست اجازت لینا چاہتے انھیں رخصت فرماتے .

تصرّفات

۱- آپ ایک دفعہ علاقہ مینڈر (پونچھ) میں تھے کہ فقیر محمد نے آپ سے دعا کی درخواست کی کہ میرا لڑکا گم ہو گیا ہے بڑی کوشش کی لیکن لڑکا نہیں ملا . بچہ جوان ہے .

آپ نے فرمایا " بچہ مل جائے گا "

اسی رات جب سب گھر والے سو رہے تھے . باہر لڑکے نے آواز دی " دروازہ کھولو ! " دروازہ کھولا تو لڑکا کھڑا تھا . جب لڑکے کے والد نے حالات دریافت کیے تو اس نے بتایا " میں ایران

میں تھا ایک بزرگ آئے اور مجھے کہا میرا ہاتھ پکڑو اور آنکھیں بند کرو. جب آنکھیں کھولیں تو میں گھر کے دروازہ پر کھڑا ہوں"۔

صبح کے وقت جب لڑکے کو حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو حضور کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا اور بولا: "یہی وہ بزرگ ہیں جو ایران سے مجھے یہاں لائے ہیں"۔

۲ - ایک دفعہ غلام محمد بھنوٹ والا، آپ کا ایک عقیدتمند عرس مبارک میں شرکت کے لئے آستانہ عالیہ چورہ شریف جا رہا تھا. راستے میں اس کی لڑکی بیمار ہو گئی۔ وہ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر حضرت صاحب کے پاس سہام (راولپنڈی) حاضر ہوا. آپ نے دیکھتے ہی فرمایا:۔

"غلام محمد! تمہاری لڑکی تندرست ہو گئی ہے. اب چاہو تو ہمارے ساتھ چلو یا بچوں کو لے کر سیدھے چورہ شریف عرس پر پہنچو!"

غلام محمد حیران رہ گیا عرض کی: حضورؐ! بچوں کو ساتھ لے کر پہنچوں گا تاکہ ملاقات کر سکیں"۔

حضرت صاحب سے اجازت لے کر بچوں کے پاس پہنچا تو لڑکی بالکل صحت یاب ہو چکی تھی۔

۳ - بھاٹہ ڈھیرہ (آزاد کشمیر) صوفی فضل داد خاں کے والد جو حضرت صاحب کے مخلص مرید تھے کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مجھے دشمنوں نے گھیر لیا اور قتل کرنے کے درپے ہوئے. میں نے اپنے مرشد صاحب کو یاد کیا اور ان کے سامنے سے گزر گیا. اور صحیح سلامت گھر پہنچ گیا. پھر آستانہ عالیہ چورہ شریف میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

"گھبرانا نہیں چاہیئے، کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا"۔

۴ - جلو چک میں ایک مرید غلام محمد کو پھانسی کی سزا ہو رہی تھی. تو لوگوں نے سیشن جج جو سکھ تھا سے کہا کہ اگر ہمارے پیر صاحب تصدیق فرما دیں کہ یہ آدمی بے گناہ ہے تو کیا آپ مان لیں گے؟ جج صاحب نے کہا: اگر واقعی بزرگ ہیں تو میرا قلم رکوا کر مجھ سے بری لکھوا دیں گے"۔

غلام محمد نے اپنے مرشد سے رجوع کیا تو آپ نے فرمایا: "وقت آنے دو!"

جب جج صاحب نے فیصلہ سنایا تو غلام محمد بری تھا. حالانکہ سکھ جج جب عدالت سے باہر آیا تو اس نے بتایا کہ میں نے غلام محمد کو بری کرنے کا فیصلہ نہیں لکھا. حضرت صاحب کا اس قدر معتقد ہوا کہ مسلمان ہو کر بیعت ہو گیا۔

۵ - ایک دفعہ آپ حضرت سید جماعت علی شاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر علی پور شریف تشریف لے گئے آپ نمازِ تہجد ادا کرنے اور وظائف پڑھنے کے بعد مراقبہ میں تھے۔ کہ کسی نے آپ کا بیگ اٹھالیا۔ جب کمرے سے باہر نکلنے لگا تو چور کو راستہ نہ ملا اور کچھ نظر نہ آیا۔ آپ نے اللہ کی ضرب لگائی اور چور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو اسی وقت تائب ہو کر سلسلہ میں داخل ہو گیا اور آئندہ کے لئے توبہ کی۔

۶ - موضع ناہن میں صوفی فتح محمد کے ہاں لڑکیاں تھیں اولاد نرینہ نہیں تھی۔ اس نے اولاد نرینہ کے لئے حضور کی خدمت میں عرض کی آپ نے فرمایا: "جاؤ! اللہ تعالیٰ دو لڑکے دے گا پہلے کا نام محمد شبیر اور دوسرے کا نام محمد رمضان رکھنا"

اللہ کے فضل سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ دونوں اب تک موجود ہیں۔

۷ - مولا بخش فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اس کی والدہ نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی "حضور! بچہ فوج میں بھرتی ہو گیا ہے لیکن اسے وہاں بڑی تکلیف ہے"

حضرت صاحب نے فرمایا: "اب کوئی تنگ نہیں کرے گا۔ اور صوبیدار ہو جائے گا"

واقعی بہت جلد انگریز کے دور میں صوبیدار ہو گیا۔ تمام تعلیم یافتہ پیچھے رہ گئے اور ان پڑھ صوبیدار ہو گیا۔

۸ - بابا الف دین سہام (راولپنڈی) کا بیان ہے کہ میرا لڑکا محمد صادق بیمار ہو گیا۔ بہت علاج کرایا مگر آرام نہ آیا۔ آخر مایوس ہو کر حضرت صاحب کو یاد کیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد آپ ڈھوک گجری کی طرف سے تشریف لے آئے اور فرمایا: "الف دین! کیا بات ہے؟"

میں نے حال عرض کیا تو آپ نے بچہ منگوایا اور اپنا لب مبارک بچہ کے منہ میں ڈالا۔ تو لڑکا بالکل صحت یاب ہو گیا۔

۹ - حافظ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب ایک دفعہ نوتھہ گلیاز میں آرام فرما رہے تھے میں حضرت صاحب کی چارپائی کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ کے دل سے ذکرِ الٰہی کی آواز آ رہی تھی۔

اکثر فرمایا کرتے: "ہتھ کار وَلے، دل یار وَلے"

خلفاء

آپ کے سارے خلفاء کے نام نہیں مل سکے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ صوفی محمد شیر رحمۃ اللہ تعالےٰ، علاقہ سدنتی مقبوضہ کشمیر۔

۲۔ سید محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مظفر آباد، آزاد کشمیر۔

۳۔ صوفی محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سُرن، مقبوضہ کشمیر۔

۴۔ مولوی میاں محمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ، پنڈ، راولپنڈی۔

۵۔ مولوی محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ، مینڈر، مقبوضہ کشمیر۔

۶۔ سید نور شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ، سری نگر، مقبوضہ کشمیر۔

۷۔ بابا نیک محمد عرف بابا شیرا رحمۃ اللہ تعالےٰ پونچھ، مقبوضہ کشمیر۔

صاحبزادگان

آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ حضرت سید رحیم شاہ۔ حضرت سید لطیف شاہ، حضرت سید حاجی محمد صدیق شاہ، حضرت سید محمد امین شاہ۔ سب صاحبزادگان عالی مرتبت اور عجب شانِ فقر کے مالک ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں حاجی محمد صدیق شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔

صاحبزادہ سید مقبول حسین بن حضرت سید رحیم شاہ نہایت درویش طبع عابد و زاہد انسان ہیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر گامزن ہیں شب بیداری آپ کا معمول ہے نہایت صاحب علم اور باعمل شخصیت کے مالک ہیں اپنے والد گرامی اور دادا جان سے خلافت و اجازتِ بیعت حاصل کی۔ مراقبہ و مجاہدہ اور وظائف میں کامل ہیں۔ مہمان نوازی اور اخلاق حسنہ کے اوصاف سے متصف ہیں۔ سید رحیم شاہ کا وصال ۲۴ محرم ۱۳۷۰ھ کو ہوا۔

آپ کے صاحبزادے سید الطاف حسین شاہ اپنے اسلاف کے طریقہ پر گامزن ہیں۔

حضرت سید محمد صدیق شاہ رحمۃ اللہ علیہ

فرزند ارجمند حضرت سید قادر شاہ قدس سرہ

ولادت و تعارف الحاج سید محمد صدیق شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت غالباً ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ ولادت کے وقت آپ کے والد گرامی حضرت سید قادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام محمد صدیق رکھا۔ اور دعا کے بعد فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا لائق اور ذہین ہو گا۔

بچپن آپ کا بچپن عام بچوں سے بالکل مختلف تھا۔ دیہاتی ماحول میں نشو و نما پانے کے باوجود بہت شائستگی اور صفائی پسند تھے۔ محنت سے قطعاً نہیں اکتاتے تھے۔ پاکیزہ اخلاق کے مالک اور مہمان نواز تھے۔ صرف ساڑھے چار برس کی عمر ابتدائی تعلیم کے لئے مسجد میں جانے لگے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی پھر قرآن مجید حافظ نور حسن فتح جنگ سے پڑھا۔

نکاح مسنونہ فرمان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں آپ کی شادی علاقہ پونچھ کی ایک بزرگ شخصیت حضرت قبلہ محمد گلزار شاہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سے ہوئی جو ایک نہایت معزز خاندان سے ہے۔ مائی صاحبہ نہایت مہمان نواز، تہجد گزار، حلیم الطبع اور زاہدہ و پارسا بی بی ہیں۔

بیعت و خلافت آپ کی بیعت اور خلافت اپنے والد گرامی حضرت سید قادر شاہ قدس سرہٗ سے ہے، اپنے والد گرامی کی بہت خدمت کی۔

آپ پہلی بار ۱۹۳۲ء میں حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سال آپ کے ساتھ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے اور حکیم مبارک صاحب لاہور والے بھی موجود تھے۔ آپ نے جدہ سے سیدھے مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ مدینہ منورہ میں قیام اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کرنے کے بعد مکہ معظمہ روانہ ہوتے اور حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

وفات حضرت خواجہ سید فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر ۱۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو بیمار ہوئے فیصل آباد اور راولپنڈی میں علاج ہوتا رہا۔ ۳۰ جون ۱۹۷۶ء کو افاقہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس چورہ شریف آپ کو لایا گیا۔ آخر ۱۱ جولائی ۱۹۷۶ء / ۲۳ رجب ۱۳۹۶ھ کو اللہ اللہ کا ورد کرتے ہوتے اس عالم فانی سے بقائے دوام کو تشریف لے گئے۔

حُلیہ مبارک

آپ کا قد میانہ تھا جوانی میں مضبوط جسم کے مالک تھے مگر ضعیفی میں نحیف ہو گئے تھے۔ چہرہ انور سُرخ و سفید تھا نظر عالم پیری میں بھی قائم تھی۔ کشادہ پیشانی، لب مبارک پتلے دہن مبارک خوبصورت متوسط تبسم فرماتے تو صرف اگلے دانت چمکدار نظر آتے۔

ہاتھوں کی انگلیاں نرم اور دراز تھیں۔ ٹانگیں مضبوط اور توانا تھیں۔ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں چاندی کی انگوٹھی پہنتے جس میں ایک نگینہ تھا۔ سر مبارک کے بال عموماً اُسترے سے منڈواتے۔ ریش مبارک سنتِ نبوی کے مطابق اور سفید تھی چلتے وقت ہلکا سا خوبصورت عصا ہاتھ میں رکھتے۔

ہمیشہ سفید لباس پہنتے شروع میں سر پر عمامہ اور آخر عمر میں لٹھے کی ٹوپی پہنتے تھے۔

اخلاقِ عالیہ

آپ اخلاقِ عالیہ اور صفاتِ حسنہ سے متصف تھے۔ اپنا ہو یا غیر ہر ایک کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے تھے جو بھی آپ کے پاس حاضر ہوتا فیض سے مستفید ہوتا۔ آپ یارانِ طریقت کے ساتھ ایسا مہربانہ اور مشفقانہ برتاؤ فرماتے کہ ہر کوئی یہی سمجھتا کہ مجھی پر سب سے زیادہ شفقت فرماتے ہیں

معمولات

آپ نمازِ تہجد کے بعد اوّل و آخر درُود شریف کے بعد سورۃ مزمل اکیس دفعہ بعدہٗ سورہ یٰسین کی تلاوت فرماتے اور تین سو دفعہ درود ہزارہ پڑھتے۔ فجر کی سنتوں کے بعد ایک سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اور استغفراللہ کا ورد فرماتے اور درُود شریف بکثرت پڑھتے پھر فرضوں کے بعد مراقبہ اور دعا فرماتے۔

سورج طلوع ہونے کے بعد درویشوں کو ناشتہ کرواتے جو احباب رخصت ہونا چاہتے انھیں اجازت دیتے نماز اور درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

دوپہر کے وقت تھوڑا آرام فرماتے۔ ظہر کی اذان کے ساتھ ہی اٹھ کر وضو فرماتے نماز ظہر کے بعد درُود ہزارہ پانچ دفعہ پڑھتے عصر کی نماز کے بعد ختم معصومیہ پڑھتے پھر مراقبہ اور دعا فرماتے۔ نمازِ مغرب کے بعد مہمانوں کو کھانا کھلاتے۔ پھر نمازِ عشاء کے بعد ایک سو دفعہ استغفار پڑھتے۔ پھر احباب کو توجّہ سے نوازتے اور دعا فرماتے۔ بعد ازاں رات کا کچھ حصہ آرام فرماتے۔

تصرفات

۱ - چوہدری اصغر علی صراف (فیصل آباد) کی بیوی بیمار ہوگئی بہت علاج کرایا مگر شفا نہ ہوئی ہر طرف سے مایوس ہوگئے۔ انہی دنوں قبلہ حضرت صاحب فیصل آباد تشریف لائے۔ سب احباب آپ کے ساتھ تھے۔ فرمایا "اصغر علی! گھبراؤ نہیں اشفاء بھی ہوگی اور اللہ تعالےٰ بچہ دے گا جو تیرہ ۱۳ ماہ بعد ہوگا اُس کا نام فضل الرحمٰن رکھنا"

واقعی تیرہ ۱۳ مہینے بعد اصغر علی کے لڑکا تولد ہوا۔

۲ - محمد بشیر چوہڑوالا کا لڑکا فوج میں لیفٹیننٹ تھا۔ اس کا ایکسیڈنٹ جیپ سے ہوا۔ اتوار کی صبح کو یہ واقعہ پیش آیا۔ اس وقت اس کی پھوپھی چورہ شریف میں حضرت صاحب کے پاس بیٹھی ہوئی تھی آپ نے اس کی آنکھ پر زور سے پھونک ماری اور فرمایا: "گھر جاؤ!"

حضرت صاحب کا وہ آخری دن تھا۔ مائی نے بڑے صاحبزادہ صاحب سے اجازت لی اور راولپنڈی پہنچی تو پتہ چلا کہ بھتیجے کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ اور آنکھ پر چوٹ آئی ہے۔ ہسپتال جاکر احوال پوچھا تو لڑکے نے بتایا کہ کسی اللہ والے نے آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا۔ ورنہ آنکھ بالکل ضائع ہو جاتی۔ لڑکے کی پھوپھی نے جب اپنے واپس آنے کا واقعہ بیان کیا تو سب حیران رہ گئے۔

دوسرے دن قبلہ حضرت صاحب کا وصال ہوگیا۔

۳ - چوہدری اصغر علی کی اہلیہ کی آنکھ کی جھلی پھٹ گئی اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ڈاکٹروں سے بھی مایوس ہوگیا۔ ایک شام حضرت صاحب اچانک لائل پور (فیصل آباد) پہنچ گئے۔ اور فرمایا: اصغر علی! کیوں گھبرائے ہوئے ہو؟ اصغر علی نے پورا واقعہ سُنایا آپ نے فرمایا: "ٹھیک ہو جائے گی۔"

تھوڑے ہی عرصے میں آنکھ بالکل ٹھیک ہوگئی اور نظر بھی آج تک قائم ہے۔ جس سے بڑے بڑے ڈاکٹر بھی حیران ہیں۔

۴ - صوفی عبدالرحمان سکنہ پنڈی کا ایک اَن پڑھ لڑکا جو مستری کا کام کرتا تھا۔ آپ کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا: "مستری جی! پڑھا کرو۔"

مستری صاحب نے قرآن پاک پڑھا پھر دیگر کتابیں بھی پڑھ کر بہترین مولوی بن گئے جب

منبرِ رسُول پر بیٹھ جاتے تو معلوم ہوتا کہ بہت بڑے جید عالم ہیں۔ علماء کرام کو صحتِ تلفظ میں مدد دیا کرتے اکثر کہا کرتے کہ یہ میرے مُرشد کا کرم ہے۔

۵ - مستری لال دین بوروال ضلع گورداسپور نے ایک دفعہ عرض کی "حضور! دُعا فرمائیں مسجد کچی ہے۔" آپ نے تمام یارانِ طریقت کو بلایا خود بھی بڑھ کر حصّہ لیا اور دوسروں کو تلقین کی۔ کام شروع ہو گیا چند مہینوں میں مسجد مکمل ہو گئی۔ دوسری دفعہ چند مہینوں کے بعد آپ آئے تو مسجد مکمل تھی۔ پھر آپ نے دینی مدرسہ بھی قائم کیا۔ احباب سے فرمایا: "اللہ کے گھر کی خدمت کیا کرو، اللہ تعالیٰ رزق میں برکت دے گا اولاد بھی نیک رہے گی۔"

۶ - صوفی جمعہ ساکن بارہ مولا مقبوضہ کشمیر نے مسجد بنوائی۔ ایک جن نے وہاں قبضہ کر لیا۔ وہ رات کے وقت کسی کو مسجد میں داخل نہ ہونے دیتا۔ حضرت صاحب ایک دفعہ وہاں تشریف لے گئے تو صوفی صاحب نے تمام ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: "آج رات ہمارا قیام مسجد میں ہوگا اور آئندہ بھی یہیں ہوا کرے گا۔"

رات کو جب آپ آرام فرمانے لگے تو جن نے آپ کو دبانا شروع کیا آپ نے فرمایا: "لوگوں کو تنگ کیا کرو، آج مجھے ہی دبا لو!" آخر جن نے توبہ کی اور سلسلہ میں داخل ہو گیا۔ اور مسجد سے ہمیشہ کے لئے چلا گیا۔ اب مسجد میں جمعہ بھی ہوتا ہے اور خوب آباد ہے۔

قدسیہ

۱ - فرمایا: جب دُنیا فانی ہے تو اس سے دوستی کا کیا فائدہ دوست اُسے بناؤ، جو کبھی فانی نہ ہو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

۲ - فرمایا: درُود شریف مومن کے لئے بڑی نعمت ہے تمام وظائف سے اعلیٰ ہے اس سے اتباعِ شریعت اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی ہے۔

۳ - فرمایا: مراقبہ اور ذکر میں اس قدر مشغول ہو جاؤ کہ رگ و ریشہ میں ذکر سرایت کر جائے۔

۴ - فرمایا: تہجد کی نماز ضرور ادا کرتے رہا کرو جو آدمی تہجد میں سستی کرے وہ جانور ہے جو صرف پیٹ بھرنا جانتا ہے۔ سب کی قبروں میں اندھیرا ہوگا لیکن تہجد گزار کی قبر میں اندھیر نہیں ہوگا۔

۵۔ آپ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ عموماً ارشاد فرماتے یہ فقیری کے حرف ہیں "لا طامع لا جامع لا مانع"۔ یعنی طمع مت کرو، جمع مت کرو، منع مت کرو۔

۶۔ فرمایا: فقیر کے پاس خالی ہاتھ مت جاؤ یہ محرومی کی دلیل ہے اگر فقیر سے حاصل کرنا چاہو تو خاموشی اور ادب سے رہو۔

۷۔ فرمایا: پہلے حلال روزی اور طہارت کے مسائل سیکھیں تکمیل ایمان کا یہ بنیادی جُزو ہے۔

۸۔ فرمایا: جو شخص حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ختم اور اولیاء اللہ کے وصال کے دن ختم شریف دے اور مسکین کو کھانا کھلائے اس کا مال کم نہ ہوگا۔

۹۔ فرمایا: بزرگانِ دین فرماتے ہیں ہردم ذکر کیا کرو۔ انسان رات دن میں پچیس ۲۵ ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ "جو دم غافل، سو دم کافر"۔

۱۱۔ فرمایا: راہِ خدا میں جو کچھ دینا ہو وہ اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دو۔ مرنے کے بعد ہمارے نام پر نہ بیوی کچھ دے گی نہ اولاد۔

۱۲۔ فرمایا: بزرگانِ دین کا ادب کرو، اگر وہ ناراض ہو جائیں تو پھر کہیں سے بھلائی کی توقع نہ رکھو۔ ایک مُرغی کسی انڈے کو گندا کرے تو پھر کوئی مرغی بھی اس میں سے بچہ نہیں نکال سکتی۔

خلفاء

۱۔ صوفی جُمعہ رحمۃ اللہ تعالےٰ بارہ مولا ہسری نگر۔

۲۔ مولوی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ، بوریوالا۔

۳۔ مولوی عبداللہ خاں رحمۃ اللہ تعالےٰ پٹھانکوٹ

۴۔ سید حافظ شفاقت حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ، علی پور شریف

۵۔ سید نذیر حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ، کوٹلی آزاد کشمیر۔

صاحبزادگان

آپ کے دو صاحبزادگان ہیں۔ صاحبزادہ سید اختر حسین شاہ صاحب، صاحبزادہ سید

عاشق حسین شاہ صاحب۔

صاحبزادہ سید اختر حسین صاحب آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو چورہ شریف میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے علاوہ میٹرک بھی پاس کیا۔

آپ کی بیعت اپنے داداجان حضرت سید قادر شاہ قدس سرہٗ سے ہے جبکہ خلافت واجازت بیعت اپنے والدگرامی حاجی محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ نہایت بااخلاق مہمان نواز اور ملنسار ہیں تبلیغ دین کے سلسلہ میں اپنے اسلاف کی راہ پر رواں دواں ہیں۔

صاحبزادہ سیّد عاشق حسین صاحب آپ حاجی محمد صدّیق رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ یکم اپریل ۱۹۳۳ء کو چورہ شریف میں پیدا ہوئے سکول اور کالج سے تعلیم حاصل کر کے بی۔اے بی۔ایڈ کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔

آپ کی بیعت اپنے داداجان حضرت سید قادر شاہ قدس سرہٗ سے تھی۔ اور خلافت و اجازت بیعت اپنے والد بزرگوار اور برادرِ بزرگ سے پائی۔ بہت مہمان نواز ہیں۔

حضرت خواجہ السید دیدار شاہ قدس سرہٗ

فرزند اول حضرت خواجہ سید دین محمد قدس سرہٗ

تیراہی شریف ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء —— ۲ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء چورہ شریف

— صاحبزادگان —

سید احمد شاہ ۔ سید رسول شاہ ۔ سید محمد عمر شاہ ۔ سید طاہر شاہ

تعارف و ولادت آپ حضرت خواجہ سید دین محمد قدس سرہٗ کے بڑے فرزند تھے فیض تیراہی میں ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان سید نور محمد باداجی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر بارہ ۱۲ برس تھی۔ اس لحاظ سے آپ کا سن پیدائش ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۸ء ہوگا۔

تعلیم و بیعت آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت خواجی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کرکے مزید تعلیم امرتسر میں حاصل کی۔ حضرت باداجی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک کے آخری ایام میں آپ کے دست باکرامت پر بیعت فرمائی۔ پھر اپنے والد حضرت خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ علیہ سے علوم باطنی میں کمال حاصل کرکے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ پر فائز المرام ہوئے۔ اور اپنے والد بزرگوار کی حیات میں باہر دورۂ تبلیغ پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

شادی خانہ آبادی آپ کی پہلی شادی حضرت خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے ہوئی جبکہ دوسری شادی میاں لال دین وزیر ریاست جموں کے ہاں ہوئی جو حضرت خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد معتقد تھے۔

حج بیت اللہ شریف

آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ تبلیغ دین میں صرف کیا۔ زیادہ عرصہ گنگوہ شریف میں رہے۔ آپ نے کئی ایک حج کئے بہت عرصہ تک مدینہ منورہ میں حضور پُر نور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی حاضری میں رہے۔

مدینہ منورہ میں آپ کے خسر میاں لال دین نے آپ کی طرف سے ایک رباط تعمیر کرائی جس پر کئی ہزار روپے خرچ آیا تھا۔ اس پر آپ کا نام بھی کندہ ہے۔

وفات

آپ کو ٹھیکیدار احمد علی صاحب مرحوم حاجی شاہ ساتھ لے جانے کے لئے آئے اور حضرت خواجہ سید دین محمد قدس سرہٗ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا "لے جاؤ! لیکن ان کو ایک دو دن سے زیادہ نہ وہاں روکنا۔" حضرت خواجہ کے فرمان کے خلاف آپ تیسرے دن موضع گوندل میں دعوت پر تشریف لے گئے۔ وہیں بیمار ہوگئے واپس چورہ شریف روانہ ہوئے لیکن راستے میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ حضرت خواجہ دین محمد قدس سرہٗ کو جب آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا:

"ہم نے اسی وجہ سے ٹھیکیدار صاحب کو پابند کیا تھا مگر انھوں نے عمل نہ کیا۔"

آپ کی تاریخ وفات ۲۔ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء ہے۔

مقام

بلحاظ علم وفضل اور فیض وفضل آپ کا وجود مسعود اسلاف کا کامل نمونہ تھا۔ آپ کا وجود خاندان کے لئے نعمت تھا۔ درجہ ولایت میں آپ ایک عظیم مقام کے حامل تھے۔ والدگرامی نے آپ کو باہر دورہ تبلیغ دین پر مامور فرمایا تھا۔ تیرہ سال تک والدگرامی کے ساتھ سفر وحضر میں رہے۔ جس کسی کے لئے آپ نے دعا فرمائی اللہ کے فضل وکرم سے اس کی مقصد براری ہوئی۔ آپکا کشف اظہر من الشمس تھا۔

کلید قفل کار مشکل افتاد
قضا باگوشۂ ابروئے او داد

صاحبزادگان

آپ کے چار صاحبزادگانِ والاشان حضرت سید احمد شاہ، حضرت سید رسول شاہ، حضرت سید محمد عمر شاہ، حضرت سید طاہر شاہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم تھے۔ حضرت سید احمد شاہ اور حضرت سید رسول شاہ قدس اللہ اسرارہم کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

حضرت سید محمد عمر شاہ

ولادت باسعادت چورہ شریف میں ہوئی ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی پھر اپنے ننھیال جموں میں ہی رہے علوم ظاہری میں کمال حاصل کرکے جموں میں جج کے عہدے پر فائز ہوئے نہایت منصف مزاج اور متحمل تھے ۔

حضرت سید طاہر شاہ

آپ کی ولادت باسعادت بھی چورہ شریف میں ہوئی ۔ وہیں تعلیم حاصل کرکے اپنے والدگرامی سے بیعت فرمائی ۔ اکثر اپنے زمینداری کے مشاغل میں مصروف رہتے باہر بہت ہی کم جایا کرتے تھے ۔

حضرت سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعارف

آپ سید دیدار شاہ قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے تھے ۔ سن ولادت صحیح نہ مل سکا ۔ صرف اتنا معلوم ہوا کہ والدگرامی کی وفات کے وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی اس طرح آپ کا سن ولادت غالباً ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء ہوگا ۔

تعلیم

والدگرامی کی وفات کے بعد آپ کی پرورش آپ کے دادا جان حضرت خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ۔ پانچ سال کی عمر میں اپنے دادا جان سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد فتح جنگ میں حصول علم کے لیے جاتے رہے ۔ منطق کے لاثانی استاد مولوی غلام رسول المعروف رسل بابا مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ امرتسر سے فارغ التحصیل ہوئے ۔ پھر کچھ عرصہ مفتی عبدالصمد کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے بعد دورۂ حدیث آپ نے دارالعلوم دیوبند سے مکمل کیا ۔

بیعت و خلافت

آپ نے بیعت اپنے دادا جان خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائی اور سلوک مجددیہ کی تکمیل کے بعد خلافت و اجازت بیعت سے نوازے گئے ۔ آپ دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلہ میں عموماً سفر میں رہتے قریہ قریہ اسلام کا پیغام پہنچایا تیس سال سے زیادہ عرصہ سفر میں گذارا ۔

وفات

آپ کی وفات حسرت آیات تقریباً اٹھاون برس کی عمر میں ۲۲ شوال ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں ہوئی مزار پرانوار آستانہ عالیہ چورہ شریف میں ہے ۔

تصرفات

۱ - مولوی غلام مصطفےٰ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ تبور میں چند احباب حضرت صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب کے ہاتھ میں ایک عمدہ چمکدار تسبیح تھی جس پر آپ وظیفہ پڑھ رہے تھے نہایت عمدہ تھی۔ اچانک مجھے خیال آیا اور وسوسہ ہوا کہ کیا یہ ریا نہیں ہے؟۔

اُسی وقت حضرت صاحب نے تسبیح میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا "مولوی صاحب! یہ تسبیح آپ ہی رکھیں"۔ مجھے دل میں سخت شرمندگی ہوئی کیونکہ سُنا تھا:۔

"در مجلس علماء زبان رانگاہ باید و در مجلس فقراء دل رانگاہ باید داشت"۔

۲ - خلیفہ نظام ساکن دھریکری ضلع گجرات فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے چورہ شریف جانا تھا کچھ گھی بھی حضرت صاحب کے لئے ہمراہ لے لیا۔ برسات کا موسم تھا۔ جب نالہ بھمبر کے پاس پہنچا تو نالے میں پانی بہت زیادہ تھا۔ آرپار جانے والے کنارے پر کھڑے تھے میں نے ضروری پہنچنا تھا لیکن طغیانی کے سبب خطرہ بہت زیادہ تھا۔ کیونکہ اس نالے کا بہاؤ بہت تیز ہوتا ہے۔

آخر جان کو ہتھیلی پر رکھ گھی کی پتیلی سر پر رکھ کر جوتے ہاتھ میں پکڑے اور لنگوٹ کسے ہوئے دل میں مُرشد کا تصور کر کے اسم ذات کا ذکر کرتے ہوتے نالہ میں داخل ہو گیا۔ جب میں نے دوسری طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو حضرت صاحب دکھائی دیتے ہیں حضرت صاحب پر نظر جما کر چلتا گیا اور نالے کے دوسری طرف پہنچ گیا پھر لالہ موسیٰ سے بذریعہ ٹرین چورہ شریف پہنچ کر حضرت صاحب کی قدم بوسی کی تو پہلا فقرہ آپ کی زبان مبارک سے یہی نکلا:۔

"پُتر! جے رُڑھ جاندوں تے فیر"۔ (یعنی اگر تم نالے میں بہہ جاتے تو پھر؟)

۳ - محبانِ اہل طریقت میں سے حافظ محمد حیات جو موضع کوٹلی ریاست جموں کے رہنے والے تھے فرماتے ہیں کہ گاؤں میں پانی کی بہت تکلیف تھی۔ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا تو آپ معہ خادموں کے ایک طرف چل پڑے ایک جگہ اپنے عصا مبارک سے گول نشان لگایا اور فرمایا: "یہاں کنواں کھود لو، تمہارے لئے پانی کافی ہوگا"۔

عام آدمیوں کی رائے کے مطابق نشان سے ذرا کھسک گئے اور کنواں غلط جگہ کھد گیا جیسا کہ

مندرجہ ذیل شکل سے ظاہر ہوتا ہے

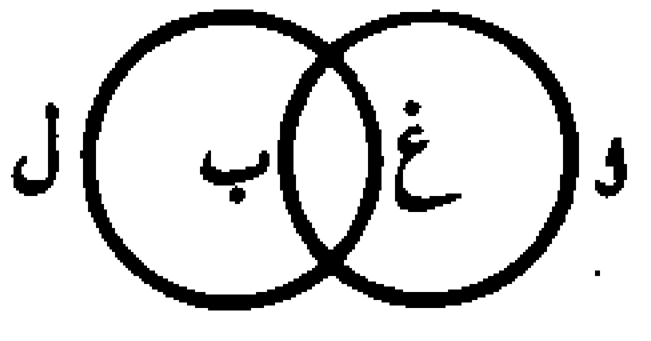

دائرہ ل ب حضرت صاحب کا لگایا ہوا تھا جبکہ عذر شیطانی سے کنواں غ ل جگہ پر کھد گیا۔ جب کنواں مکمل ہو گیا تو پانی صرف غ ب کے درمیانی حصہ میں تھا۔ اور اب بھی ہے جس کو ٹم کا پانی کہتے ہیں۔ ب ل کے حصہ میں پانی نہیں ہے البتہ غ ب کے زائد پانی کو جمع رکھنے کا کام دیتا ہے۔

صاحبزادگان

آپ کے پانچ صاحبزادگان تھے سید عبدالرب، محمد شریف، سید مخدوم حسین، سید خادم حسین اور سید ارشاد حسین علیہم الرحمۃ اللہ تعالے۔

پہلے تینوں صاحبزادے اوائل عمر میں ہی فوت ہو گئے تھے ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

حضرت سید خادم حسین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعلیم آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۴۰ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۲۱ء کو آستانہ عالیہ نوریہ چوڑ شریف میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کی۔ پھر علامہ علاؤالدین حاجی شاہ والوں سے صرف و نحو، فقہ، تفسیر و حدیث میں کمال حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ دینی تعلیم کے علاوہ فلسفہ، ہیئت اور ریاضی پر بھی عبور حاصل تھا۔

بیعت و اشاعت دین آپ کی بیعت اپنے والد گرامی جناب سید احمد شاہ قدس سرہٗ سے تھی اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے ممتاز ہوئے۔

آپ اشاعت و تبلیغ دین میں ہمہ وقت کوشاں رہتے۔ عموماً مجالس و اجلاس کا اہتمام فرماتے تھے۔

آپ کی سرپرستی میں "جمعیت نور" اور "مجلس نقشبندیہ" نہایت محنت و تندہی سے اشاعت دین کے لئے کوشاں رہیں جو اب بھی سلسلہ نقشبندیہ کے فروغ کے لئے خصوصاً کام کر رہی ہیں۔ چوہدری عبدالرؤف

مرحوم اور منشی غلام محمد (دونوں حضرات فیصل آباد کے رہنے والے تھے) آپ کے معاون و مددگار تھے۔ دین متین کی تبلیغ کے سلسلے وطن عزیز کے مختلف شہروں میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے آپ کا دلنشیں خطاب ہوتا تھا۔ جمعۃ المبارک کے آپ کے یہ خطبات پنجاب، آزاد کشمیر اور صوبہ سرحد کے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہات میں ہوتے تھے۔ "فیضِ تیراہی" آپ کی معروف تصنیف ہے۔

آپ بے نظیر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے چورہ شریف سے ہجرت فرماکر قلعہ ستار شاہ کے نزدیک موضع ہڑیالہ "المعروف دارالنور" میں رہائش اختیار فرمائی۔ عقیدتمندوں کی سہولت کے لیے سول لائن شیخوپورہ اپنے صاحبزادے کے پاس کوٹھی پیر صاحب چورہ شریف میں رونق افروز ہوتے تھے۔

وفات ۱۳ شعبان ۱۴۰۴ھ / ۱۴ اپریل ۱۹۸۴ء کو آپ کا وصال ہوا۔ چورہ شریف میں خواجہ دین محمد قدس سرہٗ کے مزار کے پاس مدفون ہوئے۔

صاحبزادگان آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادہ سید کلیم احمد خورشید ایڈووکیٹ۔ سید محمد منظور اشفاق ایم اے۔ سید مظہر جمیل احمد (آجکل مصر میں ہیں)۔ سید محمد عزیز الغنی ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔

حضرت سید ارشاد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ سید احمد شاہ قدس سرہٗ کے چھوٹے فرزند تھے۔ سن ولادت غالباً ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء ہے صحیح تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی۔

تعلیم و بیعت آپ نے علوم ظاہری پہلے گجرات سے حاصل کئے پھر حزب الاحناف لاہور سے تکمیل کی۔ آپ کی بیعت اپنے والد گرامی قدر حضرت سید احمد شاہ قدس سرہٗ سے تھی اور انہی سے خلافت و اجازتِ بیعت چہار سلسلہ سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے عمر عزیز کا بیشتر حصہ تبلیغ دین اسلام میں گزارا بہترین واعظ اور جادو بیاں خطیب و مقرر تھے۔

چورہ شریف سے نقل مکانی فرماکر سوتر ضلع گجرات میں تشریف لائے۔ وہیں بیمار ہوتے راولپنڈی ہسپتال میں ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ / ۱۱ اگست ۱۹۷۷ء کو انتقال فرما گئے۔ آپ کی اولاد نہیں تھی۔

آسماں تربت پہ تری پھول برسایا کرے
نور کا پرچم تری مرقد پہ لہرایا کرے

حضرت سید رسول شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعارف آپ سید دیدار شاہ قدس سرہٗ کے دوسرے فرزند تھے۔ ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۶ء کے لگ بھگ چورہ شریف میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و بیعت علوم ظاہری کی تکمیل آستانہ عالیہ چورہ شریف میں کر کے والد گرامی سے بیعت فرما کر انہی سے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے مشرف ہوئے آپ نہایت سادہ درویش اور خاموش طبع تھے حسن اخلاق اور مہمان نوازی میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ نہایت بردبار اور متحمل مزاج تھے۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں پنجاب کے اکثر اضلاع میں تشریف لے جایا کرتے۔ کثیر التعداد خلقت آپ کے لئے چشم براہ رہتی۔ اضلاع ساہیوال، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور گجرات میں آپ کا بہت اثر تھا۔

افسوس! آپ کے زیادہ حالات نہ مل سکے اور نہ ہی تاریخ وصال صحیح مل سکی۔

صاحبزادگان آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ حضرت سید منظور حسین۔ حضرت سید مہل حسین۔ حضرت سید ناظر حسین۔

حضرت سید منظور حسین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت آپ سید رسول شاہ قدس سرہٗ کے بڑے فرزند تھے۔ ولادت باسعادت چورہ شریف میں ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں ہوئی۔

تعلیم و بیعت آپ نے دربار عالیہ چورہ شریف میں علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی اور والد گرامی قدر سے بیعت کر کے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ حاصل کی۔

حج بیت اللہ آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے۔ دوسری دفعہ بھی رقم جمع کرائی مگر حکومت کی طرف سے اجازت نہ مل سکی یہی حسرت دل میں لئے جوانی کے عالم میں اس دنیائے دوں سے عالم جاودانی کو رخصت ہو گئے ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ کو وصال ہوا۔ چورہ شریف میں ہر کہ و مہ آپ کے حسن اخلاق کا معترف تھا۔ عاجزی و انکساری میں اپنی مثال آپ تھے۔ تقویٰ و پرہیزگاری میں ارفع مقام پر فائز تھے۔ اسی بناء پر اپنے خاندان میں "صوفی" کے

لقب سے مشہور تھے۔ آپ زیادہ عرصہ گوجرانوالہ میں رہے۔ آپ کی یادگار ایک صاحبزادہ جناب مظفر حسین صاحب نہایت بااخلاق متحمل مزاج انسان ہیں۔

حضرت سید پھُل حسین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعارف آپ سید رسول شاہ قدس سرہٗ کے فرزند دوم تھے۔ صحیح سن ولادت نہ مل سکی۔ چونکہ آپ کا نام گرامی "انوارِ تیراہی" (مصنفہ قاضی سید محمد عادل شاہ رحمۃ اللہ علیہ) جو کہ ۱۹۱۰ء میں طبع ہوئی تھی، میں درج نہیں ہے اس لئے گمان غالب ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۱ء/۱۳۲۹ھ اور ۱۹۱۵ء/۱۳۳۳ھ کے درمیان ہوئی ہوگی۔

تعلیم و بیعت آپ نے ابتدائی تعلیم آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں حاصل کی اور ایک عرصہ تک زیرِ تعلیم رہ کر علومِ ظاہری کی تکمیل فرمائی۔ آپ اپنے والدِ گرامی قدر جناب رسول شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرما کر خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلے سے ممتاز ہوئے۔

آپ نہایت صاحبِ اخلاق، بُردبار اور متحمل مزاج تھے۔ آپ متقی پرہیزگار اور درویش صفت انسان تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کی زبانِ پُر تاثیر سے نکلی ہوئی بات سامعین کے دل میں گھر کر جاتی تھی۔ حالانکہ اس میں نہ ترنم ہوتا نہ موسیقی۔ آپ باکمال سیرت کے مالک تھے۔ مہمان نوازی میں بے مثال تھے۔ اپنے اسلاف کے صحیح جانشین تھے۔ پنجاب کے بیشتر اضلاع ساہیوال، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور گجرات میں کثیر التعداد عقیدتمند آپ سے فیض یاب ہوتے تھے

آپ امیر اور غریب میں کبھی تمیز نہ فرماتے بلکہ غریبوں سے زیادہ ہمدردی فرماتے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ میں اور میرے صاحبزادگان دین اسلام اور آپ سب کے خادم ہیں۔ یہ آپ کے اخلاق عالیہ کا اثر تھا کہ ہر عقیدت مند سمجھتا کہ حضور سب سے زیادہ محبت مجھ سے فرماتے ہیں۔

وفات آپ جوانی کے ایام میں اس دارِفانی سے رحلت فرما گئے۔ تاریخ وفات معلوم نہیں ہو سکی۔

اولاد آپ کے دو صاحبزادے سید عابد حسین صاحب (ولادت ۱۹۴۲ء) اور سید اعجاز حسین صاحب (ولادت ۱۹۵۰ء) ہیں جو تبلیغ دینِ حق میں بے حد کوشاں ہیں۔ بعض کُتب بھی تحریر فرمائی ہیں۔ جن میں

المرشد بھی شامل ہے۔

حضرت سید ناظر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعارف آپ سید رسول شاہ قدس سرہٗ کے تیسرے فرزند تھے آپ کی ولادت چورہ شریف میں ہوئی۔ تاریخ ولادت نہیں مل سکی۔

تعلیم و بیعت آپ نے تعلیم آستانہ عالیہ چورہ شریف میں حاصل کر کے اپنے والدگرامی قدر سے بیعت و خلافت اور اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی کل کائنات تن ڈھانپنے کے تین کپڑوں اور ایک چٹائی پر مشتمل تھی۔ آپ شب بیدار عابد تھے۔

آپ عقیدتمندوں کو بھی سادگی کی تلقین فرماتے۔

وفات یکم صفر المظفر ۱۳۹۹ھ / یکم جنوری ۱۹۷۹ء کو آستانہ عالیہ چورہ شریف میں ہوئی۔ مزار پُر انوار آستانہ عالیہ میں ہے۔

صاحبزادگان آپ کے تین صاحبزادے ہیں دو بڑے صاحبزادے اقبال حسین شاہ اور حافظ افضال حسین شاہ اپنے اسلاف کی متعین کردہ راہوں پر رواں ہیں۔ چھوٹے صاحبزادے خالد رشید زیر تعلیم ہیں۔

حضرت قاضی سید محمد عادل شاہ قدس سرہٗ العزیز

فرزند دوم خواجہ سید دین محمد المعروف مُلاجی قدس سرہٗ

تیزئی شریف ۱۲۷۶ھ / ۱۸۶۰ء — ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء چوہڑ شریف

صاحبزادہ : سید گل محمد قدس سرہٗ

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے ولادت باسعادت تیراہ شریف میں بمقام تیزئی شریف غالباً ۱۲۷۶ھ / ۱۸۶۰ء میں ہوئی. علم و فضل میں خاندانِ چوراہیہ کے درخشندہ آفتاب تھے.

تعلیم و بیعت آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی قدر جناب دین محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ، علوم فقہ، تفسیر و حدیث کی کتب بھی والد بزرگوار سے پڑھیں.

آپ کی بیعت اپنے والد گرامی خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تھی علوم ظاہری میں کمال حاصل کرنے کے بعد علوم باطنی کی تحصیل میں کوشاں ہوئے. اور نہایت قلیل عرصہ میں عظیم مقامات اور درجات حاصل کئے اور خلافت و اجازت بیعت چار سلسلہ سے نوازے گئے. حضرت خواجہ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں آپ کو باہر دورے پر تبلیغ کے لئے بھیجا.

علمی مقام ایک دفعہ مگراؤں ضلع لدھیانہ میں مولوی محمد اسماعیل خطیب کی مسجد میں آپ کا بیان شروع ہوا. موضوع تھا "صراط المستقیم". دو دن اسی موضوع پر بیان جاری رہا. فرمایا: اسی موضوع پر تین ماہ سے زیادہ عرصہ بول سکتا ہوں. آپ علم و فضل کے ایک بحر بیکراں تھے.

ایک ہندو بیلی رام بڑا ذہین اور صاحب علم تھا۔ اس نے بہت جگہ مباحثے کیے۔ وہ دینِ اسلام پر کچھ اعتراضات کرتا۔ بہت سے علماء کا سامنا ہوا لیکن کوئی بھی اس کی تسلی نہ کرا سکا اس سے اس کا دل بہت بڑھ گیا اور بے باک اور گستاخ ہو گیا۔ کچھ من چلے مسلمانوں نے سوچا کہ اسے قتل کر دینا چاہیئے۔ قاضی صاحب کے عقیدتمندوں نے آپ کی خدمت میں یہ تمام حالات عرض کیے۔ آپ نے اُسے چیلنج کر دیا۔ اس کے سوالوں کے جواب میں آپ کا بیان ختم ہوا ہی تھا۔ کہ وہ قدموں میں گر گیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آئندہ کبھی سے بحث نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ جب تک زندہ رہا جھک کر سلام کرتا رہا۔ مگر ایمان قسمت میں نہ تھا۔

وفات آپ کی وفات اپنے والدگرامی کے صرف پانچ سال بعد یعنی ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء میں ہوئی۔ اور چورہ شریف میں حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے مدفون ہوئے۔

تصانیف آپ کی تصانیف تو بہت زیادہ ہیں جن میں صرف "انوار تیراہی" کی جلد اول ہی طبع ہوئی۔ باقی سب قلمی تھیں۔ جن میں "دیوان عادلیہ" فارسی۔ مختصر حاشیہ مکتوبات شریفہ مجددیہ تھیں لیکن افسوس! اب ناپید ہیں۔

خلفاء آپ کے خلفاء کرام تو بہت تھے لیکن چند ایک کے نام معلوم ہو سکے ہیں:

۱۔ خلیفہ الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ۔ رائے کوٹ ضلع لدھیانہ۔
۲۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ ملکھانوالہ چک ۲۲۶ ر ب فیصل آباد مصنف "بھولا پنچھی"
۳۔ منشی خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ موضع حاجی پور نزد سلطان پور لودھی۔ کپورتھلہ۔
۴۔ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب ریاست نابھ اعلیٰ پایہ کے ڈاکٹر۔

مقام قاضی صاحب علم و فضل کے مخزن اور بحرِ بے پایاں تھے۔ علم کی بدولت آپ "قاضی صاحب" مشہور ہو گئے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو وہ جادو بیانی بخشی تھی کہ جس کسی نے جو موضوع دیا اسے اسی طرح واضح کیا۔ آپ کی مجلس خطابت میں لوگ مبہوت ہو جاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نورِ عرفان کی بارش ہو رہی ہے۔

علم و فضل ایک دفعہ ملکھانوالہ چک ۲۲۶ فیصل آباد سے حج کو جاتے وقت آخری وعظ میں "لیل و نہار" کی عجیب تشبیہ بیان فرمائی کہ انسان ایک درخت کی مانند ہے جس کو دو چوہے سفید اور سیاہ رنگ کے دن رات کاٹ رہے ہیں۔ جب یہ چوہے اپنا کام ختم کر لیتے ہیں تو یہ درخت یعنی انسان گر جاتا

ہے اور انسان کی زندگی لیل و نہار میں گزر جاتی ہے تو بس انتہا ہو جاتی ہے۔ اس تقریر بے نظیر اور پُرتاثیر نے سامعین پر سرُور و وَجد کی کیفیت طاری کر دی۔

آپ علم و عرفان کے ساتھ حُسنِ اخلاق یعنی حُسنِ ظاہری میں بھی با کمال تھے۔ نہایت حسین و جمیل تھے۔ آپ بہترین کاتب تھے۔ آپ نے اپنے دستِ اقدس سے کئی قلمی کتابیں لکھیں جن میں سے چورہ شریف کے بزرگان کے حالاتِ زندگی پر مبنی "انوارِ تیراہی" المسمیٰ بہ گلزار نوری طبع بھی ہوئی جو آجکل ناپید ہے۔

حکیم نورالدین خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی سے کئی دفعہ مباحثہ و مناظرہ ہوا۔ مولوی محمد جہان بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ قاضی صاحب نے حکیم نورالدین کو اتنا تنگ کیا کہ اس نے لاچار ہو کر کہا: "صاحبزادہ صاحب! میں نہ تو مرزائی ہوں نہ ہندو نہ سکھ نہ حنفی نہ عیسائی، کچھ بھی نہیں ہوں صرف ایک دُنیا دار ہوں"۔ اس پر آپ نے پرجوش لہجہ میں فرمایا، تم کس خیال میں پھنس گئے ہو؛ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قاضی صاحب اپنے زمانہ کے بے مثال انسان تھے کوئی کمال ایسا نہ تھا جو آپ میں پایا نہ جاتا ہو۔ علماء و فضلاء آپ کے علم کا لوہا مانتے تھے۔ آپ کی علمی تحقیق کے سامنے بڑے بڑے علماء سر جھکاتے تھے۔ کئی دفعہ دارالعلوم دیوبند سے استفتاء آپ کی خدمت میں ارسال کئے گئے۔ جن کا آپ کافی و شافی جواب مرحمت فرمایا کرتے آپ کا لکھا ہوا فتویٰ نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

فہم و فراست

آپ نہایت متحمل مزاج اور بُردبار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کے ساتھ ساتھ حلم اور انکساری کی دولت بھی وافر عطا فرمائی تھی۔ آپ بے حد ذہین تھے۔ آپ کی فہم و فراست ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکی تھی۔

جب چورے گاؤں کے زمینداروں کی مخالفت اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ تو آپ کی فہم و فراست عقلمندی اور موقعہ شناسی نے پورے خاندانِ چوراہی کی عزت و آبرو کو محفوظ کر دیا۔ زمینداروں کی اس کوشش کے باوجود کہ پیرانِ چورہ شریف زمین کے مالک نہ ہو جائیں۔ آپ نے اپنے خاندان کو زمین کا مالک ثابت کر دیا آپ کے دلائل اس قدر مضبوط و مستحکم اور وزنی تھے۔ کہ محکمہ مال نے ان دلائل کی روشنی چورہ شریف کے خاندان کے زمین کے مالک ہونے کی تصدیقی مہر ثبت کر دی۔ اور اس کے بعد مخالفوں کا منہ بند ہو گیا۔ یہ آپ کا اپنے خاندان پر عظیم احسان ہے کہ وہ زمین کے مالک ہو گئے۔ یہ سب اس لیے ضروری تھا کہ حضراتِ چورہ شریف فکرِ معاش سے آزاد ہو کر پوری دل جمعی، تندہی اور بے فکری سے اسلام کی تبلیغ

اور اشاعتِ دین کا اہم فریضہ ادا کر سکیں۔

صاحبزادگان

آپ کے دو صاحبزادگان تھے حضرت نبی شاہ اور حضرت سید گل بادشاہ۔ حضرت سید نبی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے دوران ہی عالم جوانی میں ۱۸ سال کی عمر میں یکم محرم ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء میں دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے سید گل بادشاہ قدس سرہٗ اپنے وقت عظیم اولیا میں سے تھے۔

حضرت سید گل بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعلیم آپ قاضی سید محمد عادل شاہ قدس سرہٗ کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ کی پیدائش غالباً ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں چورہ شریف میں ہوئی۔

آپ نے علوم ظاہری کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔

بیعت آپ نے بیعت اپنے والد گرامی قدر سے کر کے سلوک کی منزلیں نہایت قلیل عرصہ میں طے کر خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے ممتاز ہوئے۔

اخلاق و عادات آپ آزاد طبع کے مالک تھے۔ کسی قسم کی پابندی مزاج پر بوجھ محسوس کرتے تھے تو آپ قاضی صاحب کے کمال کو تو حاصل نہ کر سکے لیکن باوجود اس کے بہت سی صفات میں آپ صاحب کمال تھے۔ نہایت متحمل مزاج اور خوش اخلاق تھے۔ آپ کی سخاوت یادگار زمانہ تھی۔ آزاد طبع ہونے کی وجہ سے ابتدا میں زہد و عبادت میں ہی مگن رہتے تھے اس لئے قاضی صاحب کے بیشتر متوسلین دوسرے اصحاب سے وابستہ ہو چکے تھے۔

وفات آپ چک نمبر ۲۲ ضلع سرگودھا میں چند دن بیمار رہ کر اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہو گئے۔ تاریخ وفات ۳۰ ذیقعد ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۸ء ہے۔

معمولات آپ کا دن میں زیادہ وقت زہد و عبادت، ریاضت اور ذکر الٰہی میں گزرتا تھا۔ اپنی جائیداد کی نہ کبھی نگرانی کی اور نہ پرواہ کی۔ آپ کا معمول تھا کہ صبح کا کھانا ظہر کے بعد کھاتے اور شام کا کھانا عشاء کے بعد تناول فرماتے تاکہ کوئی مہمان بغیر کھانے کے نہ رہ جائے۔ غرباء کے مسائل سن کر حل کرنے کی کوشش فرماتے۔ موٹا کپڑا پہنتے اور فرماتے کہ موٹا کپڑا پہننے سے ایمان موٹا یعنی مضبوط ہوتا ہے اور جتنا باریک کپڑا پہنا جائے اسی قدر ایمان باریک یعنی کمزور ہوگا۔

خلفاء آپ کے مشہور خلفاء یہ ہیں۔ ۱۔ میاں فضل شاہ لانی والا تحصیل فتح جنگ ضلع راولپنڈی۔
۲۔ مولوی محمد اسماعیل رائے کوٹ ضلع لدھیانہ بھارت۔

تصرف ایک دفعہ آپ حویلی میں صاحبزادگان اور دیگر احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کی "حضور! میری اولاد نہیں ہے دعا فرمائیں!"

اس عورت نے دو تین دفعہ عرض کی تو آپ نے اس عورت کی طرف سے ایک درخواست بنام جناب باری تعالےٰ لکھی اور باقاعدہ مضمون لکھا کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو اولاد عطا فرمائیں۔ اور درخواست پر سب حاضرین کے دستخط کروا لیے پھر اس کا تعویذ بنا کر اس عورت کو گلے میں پہننے کے لیے دیا۔ بعد میں اس عورت کے ہاں دو لڑکے ہوئے اور دونوں حافظِ قرآن ہوئے۔

صاحبزادگان آپ کے دو صاحبزادے حضرت سید رشید احمد اور حضرت محمد حسین عالم جوانی میں انتقال فرما گئے جبکہ باقی دو صاحبزادے سید سردار شاہ اور سید جناب شاہ بقیدِ حیات ہیں۔

حاجی سید سردار شاہ مدظلہ

ولادت و تعلیم آپ حضرت سید گل بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ کیونکہ آپ کا اسم گرامی "انوار تیراہی" میں نہیں ہے اس لیے آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۰ء کے بعد یعنی ۱۹۱۵ء کے لگ بھگ ہوئی۔ آپ نے تعلیم دربار عالیہ میں اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔

بیعت و خلافت اپنے والد گرامی قدر سے بیعت ہو کر خلافت و اجازتِ بیعت چہار سلسلہ سے نوازے گئے۔ آپ کو حج بیت اللہ شریف کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور زیارت روضۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔

اخلاق و عادات آپ درویش طبع اور زہد و ریاضت میں خاص مقام کے مالک ہیں۔ نہایت حلیم الطبع بُردبار اور متحمل مزاج ہیں۔ بے حد ملنسار اور متصف باخلاق کریمانہ ہیں۔ مہمان نوازی تو اسلاف سے ورثہ میں ملی ہوئی ہے۔

خلفاء ڈاکٹر غلام سرور صاحب پیپلز کالونی ۲ فیصل آباد، آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ بے حد ملنسار اور بااخلاق ہیں۔ متبع شریعت اور باعمل انسان ہیں۔ محلہ نبیین آباد میں بہترین معالج تصور کیے جاتے ہیں۔ حج بیت اللہ اور زیارتِ گنبد خضریٰ سے مشرف ہوتے ہیں۔

صاحبزادگان

آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ سید جاوید احمد شاہ، سید وحید احمد شاہ۔

صاحبزادہ سید جاوید احمد شاہ آپ کی ولادت باسعادت چورہ شریف میں ہوئی۔ علامہ زماں سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے جامعہ بغدادیہ فیصل آباد میں زیر تعلیم رہ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ متصف باخلاق حسنہ اور متحمل مزاج ہیں۔ نہایت بُردبار اور خوش مزاج ہیں۔ آپ کے چہرہ پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی ہے۔

صاحبزادہ سید وحید احمد شاہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد محکمہ زراعت میں ملازم ہیں۔ بہترین اخلاق کے مالک ہیں۔ خوش مزاج اور ہنس مکھ ہیں۔

حضرت خواجہ سید حضرت شاہ قدس سرہٗ العزیز

فرزند سوم خواجہ سید دین محمد قدس سرہٗ

تیزنی شریف ۱۲۸۷ھ ۱۸۷۰ء — ۱۱ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۹ء — جموں کشمیر

— صاحبزادگان —

سید محمد یوسف - سید عبد الرحمٰن - سید فضل الرحمٰن

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔

تعلیم و بیعت علوم دینیہ اور بیعت و خلافت اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ علوم دینیہ میں علامۃ الدہر اور علماء و فضلاء کے مرجع تھے۔

بی اے ایل ایل بی کرنے کے بعد آپ کچہری میں وکالت کرتے رہے آپ کے دلائل اس قدر بلکہ رس اور وزنی ہوا کرتے تھے کہ عدالت کو آپ کے دلائل قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا تھا۔ اور فیصلہ ہمیشہ آپ کے حق میں ہوا کرتا تھا۔ اس لیے آپ نہایت کامیاب اور مشہور وکیل تھے۔

مہاراجہ جموں کے وزیر میاں لال دین جو کہ حضرت خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدتمند تھے انھوں نے اپنی دختر نیک اختر آپ کے عقد میں دے دی۔ اس طرح آپ کو ریاست جموں میں بھی جاگیر ملی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ چورہ شریف سے ہجرت کرکے جموں میں رہائش پذیر ہو گئے۔

آپ سلسلۂ فقر میں عجیب شان کے مالک تھے۔ آپ جدھر تشریف لے جاتے لوگ دید کے

مشتاق ہوتے۔ بہت کم لوگوں کو بیعت فرماتے یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی بہت تھوڑی تعداد آپ سے سلسلہ طریقت قائم کر سکی۔ ان ہی معدودے چند افراد میں سیدی مرشدی جناب قبلہ سید محمد سعید شاہ قدس سرہٗ بھی تھے جنھوں نے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ بھی آپ ہی سے حاصل کی۔

وفات

آپ کا وصال ۱۱ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء کو ریاست جموں میں ہوا۔ مزارِ اقدس وہیں پر مرجع خواص و عوام ہے۔

صاحبزادگان

آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ بڑے صاحبزادے حضرت سید محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے ہیں سید انور شاہ۔ سید احسن شاہ۔ سید جمیل شاہ تینوں صاحبزادے دنیاوی طور پر بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ خود صاحبزادہ سید محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ محکمہ ریلوے میں ڈی آئی کے عہدے پر فائز رہے۔ اور اپنی خواہش کے مطابق چورہ شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے سید عبدالرحمٰن بھی فوت ہو چکے ہیں۔ تیسرے صاحبزادے سید فضل الرحمٰن صاحب طریقت ہونے کے علاوہ ہندوستان کے عظیم ڈاکٹروں میں سے ہیں۔ آپ تین سال تک لندن میں بھی رہے۔

حضرت خواجہ سید آن شاہ قدس سرہٗ العزیز

فرزند چہارم خواجہ سید دین محمد قدس سرہٗ

چورہ شریف ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء — ۹ رمضان المبارک ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء چورہ شریف

صاحبزادگان : سید امیر بادشاہ ۔ سید امیر احمد شاہ

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت غالباً ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ سب سے چھوٹے ہونے کی وجہ سے والد گرامی کے بہت لاڈلے تھے۔

تعلیم و بیعت آپ نے دینی تعلیم اور بیعت و خلافت اور اجازت بیعت اپنے والد گرامی قدر حضرت سید دین محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ آپ نہایت نیک اور صالح فرد تھے جو زہد و ریاضت میں کمال کے درجہ پر فائز تھے۔ ذکر و افکار، مجاہدہ و مراقبہ آپ کا معمول تھا۔

بے حد ملنسار اور خلیق تھے۔ مہمان نوازی آپ کا خاصہ تھی۔

وفات آپ کی وفات آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہوئی مزار اقدس یہیں ہے۔ ۹ رمضان المبارک ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو وصال ہوا۔

صاحبزادگان آپ کے دو جلیل القدر صاحبزادے تھے۔ صاحبزادہ سید امیر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور صاحبزادہ سید امیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت سید امیر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعارف
آپ حضرت سید سیدن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت ۱۸۹۵ء اور ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔

تعلیم و بیعت
آپ نے تعلیم و بیعت اور اجازت بیعت اپنے والد گرامی قدر جناب سید سیدن شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

حُسنِ اخلاق سے متصف، اور رقیق القلب انسان تھے چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ مہمان کی خاطر تواضع میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔ گفتگو میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ باتوں سے لوگوں کا دل موہ لیتے۔ پنجاب کے علاقوں میں آپ کا بہت اثر تھا۔ زہد و ریاضت اور طریقت میں بلند مرتبہ کے مالک تھے شب بیداری آپ کا معمول تھا۔

وفات
آپ کا وصال ۲۷، ربیع الاول ۱۳۸۲ھ/ ۲۹، اگست ۱۹۶۲ء کو چورہ شریف میں ہوا۔ مزارِ پُرانوار حضرت قبلۂ عالم باداجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کے شمال مغربی کونے میں ہے۔

صاحبزادگان
آپ کے چار صاحبزادگان یادگارِ زمانہ ہیں۔
۱۔ حضرت سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۔ حضرت سید تصدق حسین صاحب۔
۳۔ صاحبزادہ سید رضا حسین صاحب۔ ۴۔ صاحبزادہ سید طاہر حسین صاحب۔

حضرت سید انور حسین رحمۃ اللہ علیہ
نہایت خوش اخلاق، مہمان نواز اور ملنسار تھے۔ طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ ۲۶، فروری ۱۹۸۸ء / ۱۴۰۸ھ کو وصال ہوا۔

حضرت سید تصدق حسین
بہت خلیق، ملنسار اور مہمان نواز انسان تھے۔ چورہ شریف سے گوجرانوالہ منتقل ہو چکے ہیں اور وہیں طریقہ نقشبندیہ کے لئے کوشاں ہیں۔

صاحبزادہ سید رضا حسین، صاحبزادہ سید طاہر حسین
دونوں چھوٹے صاحبزادگان اپنے اجداد کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت خواجہ سید امام شاہ قدس سرہٗ العزیز

فرزند اوّل خواجہ سید شاہ محمد حضرات خورد قدس سرہٗ

تیزئی شریف ———— ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء چوہڑ شریف

صاحبزادگان : سید اکبر شاہ ۔ سید محمد بخش المعروف فقیر صاحب

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید شاہ محمد حضرات خورد رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے ولادت تیراہ شریف میں تیزئی کے مقام پر ہوئی۔ سن ولادت نہیں مل سکا۔

تعلیم و بیعت آپ نے دینی تعلیم اور بیعت و خلافت اپنے والد بزرگوار خواجہ حضرات خورد قدس سرہٗ سے حاصل کی۔ آپ بے حد عابد و زاہد اور تہجد گزار تھے۔ زہد و ریاضت میں درجہ کمال پر فائز تھے۔ آپ میں مجذوبانہ رنگ پایا جاتا تھا۔

زہد و ریاضت کی کثرت کی وجہ سے دُنیا داری سے لاتعلق ہو چکے تھے۔ باہر بہت ہی کم جایا کرتے۔ باہر کے تمام کام اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید غلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سپُرد کر دیئے تھے۔ دونوں بھائیوں میں حد درجہ پیار تھا۔ دونوں کا اتفاق پورے خاندان میں مثال تھا۔

وفات آپ کا وصال ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء میں آستانہ عالیہ نوریہ چوہڑ شریف میں ہوا۔ مزار پرانوار بھی وہیں ہے۔

تصرفِ ولایت آپ کے بڑے صاحبزادے سید اکبر شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پلندری آزاد کشمیر میں ایک بھینسا لوگوں کو بہت مارتا تھا۔ اس کے مالک نے حضور کی خدمت

ہیں حاضر ہو کر عرض کی: "حضور! میرا بھینسا بہت مارتا ہے اور تنگ کرتا ہے ڈر کے مارے کوئی اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ آپ دعا فرمائیں!"

آپ نے اپنی تسبیح اُسے دی اور فرمایا: "یہ تسبیح دکھا کر بھینسے سے کہنا کہ حضرت صاحب بلاتے ہیں" حسب الحکم جب مالک نے بھینسے کو تسبیح دکھائی تو وہ چپ چاپ اس کے پیچھے چل دیا سب لوگ ڈر گئے بلانے والا بھی گھبرا گیا۔ حضرت صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے ایک لقمہ بھینسے کو کھلایا اور فرمایا: "مخلوق کو تنگ نہ کیا کرو!"

اس کے بعد اس بھینسے نے کبھی کسی کو نہیں مارا اور نہ تنگ کیا۔

صاحبزادگان آپ کے دو صاحبزادے تھے۔
حضرت سید اکبر شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت سید اکبر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید امام شاہ قدس سرہ کے بڑے بیٹے تھے۔ ولادت باسعادت ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔

تعلیم و بیعت علومِ ظاہری و باطنی میں نہایت کامل تھے۔ نہایت زیرک انسان تھے۔ دینی علوم کے علاوہ قانونی نکتوں سے بھی اچھی طرح آگاہ تھے۔

بہت بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے خاندان کے بہت ہمدرد اور غمگسار تھے حضرت قاضی سید محمد عادل شاہ قدس سرہٗ کی وفات کے بعد چورہ گاؤں کے زمینداروں نے دوبارہ مخالفت کے لیے سر اٹھایا تو آپ نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا۔ اپنے خاندان کی طرف سے پیش پیش تھے۔ کامیابی کا سہرا انہی کے سر ہے۔ آپ نہایت متحمل مزاج اور بُردبار تھے۔

تبلیغ دین میں ہر وقت کوشاں رہتے۔ اکثر سفر میں رہتے۔ اپنے مریدوں کی ایک معتدبہ تعداد کی ظاہری و باطنی تربیت میں ہر وقت مصروف رہتے۔

وفات آپ ۲۹، جمادی الاوّل ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء میں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ مزار اقدس چورہ شریف میں حضرت باواجی کے مزار کے مشرق میں ہے۔

تصرّفات

۱ - آپ کے ایک مخلص مرید میتیس چک جھمرہ ضلع فیصل آباد کے نزدیک رہتے تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا کہ رات کو عالم خواب میں قبلہ سیّد اکبر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے اشارہ فرمایا کہ یہ مکان خالی کردو۔ اس نے صبح بیوی سے بات کی تو اس نے کہا کہ ہم یہ مکان کیوں خالی کردیں جبکہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ دوسری رات پھر خواب میں اشارہ ہوا تو صبح مستری کو بلا کر تسلی کی مستری نے کہا "یہ مکان بالکل ٹھیک ہے گرنے کا کوئی خطرہ نہیں۔"

تیسری رات آپ نے خواب میں سخت غصہ سے فرمایا "اسی وقت مکان سے باہر نکل جاؤ!" آپ کا وہ مرید ایک دم اٹھا اور بیوی بچوں کو باہر نکالا سحری کا وقت تھا۔ سحری کرکے مسجد میں چلا گیا۔ وہاں اطلاع ملی کہ اس کمرے کی چھت گر گئی ہے۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور مسجد میں سارا واقعہ سنایا تمام حاضرین اس کے مرشد باصفا کے تصرّف کے قائل ہو گئے۔

۲ - سبزہ پیر نزد حسن ابدال میں آپ کے ایک مخلص مرید نے بڑی محنت سے ایک کنواں تیار کرایا لیکن باوجود کوشش بسیار کے پانی نہ ملا۔ اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی تو آپ خود بنفس نفیس کنویں پر تشریف لے گئے۔ اور تین کنکر دم کر کے کنویں میں پھینکے اور واپس تشریف لے آئے۔ اگلی صبح لوگوں نے دیکھا کہ کنواں پانی سے بھرا ہوا ہے۔

بقول سیّد فدا حسین شاہ صاحب وہ کنواں اب بھی موجود ہے اور پانی سے بھرپور ہے۔

معمولات

آپ کا معمول تھا کہ صبح سے شام تک قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ آپ اکثر باوضو رہتے۔ اور ذکر خفی میں مشغول رہتے آپ کا قلب جاری تھا۔ جب اسم ذات کا ذکر فرماتے تو دل کی حرکت جسم اطہر کے باہر سے صاف نظر آتی۔ جلالیت ہر وقت غالب رہتی۔

حضرت سید محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

المعروف فقیر صاحب

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے ولادت باسعادت غالباً ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء میں ہوئی۔

تعلیم و بیعت آپ نے دربار عالیہ چورہ شریف میں ہی تعلیم حاصل کی۔ اور علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے نانا جان حضرت سید دین محمد المعروف ملا جی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ اور خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے۔

آپ اپنے بڑے بھائی حضرت سید اکبر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں گھریلو معاملات کی نگرانی فرماتے تھے۔ اور زیادہ توجہ زمینداری کی طرف رہی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ اور صحیح نمائندہ ثابت ہوئے۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں زیادہ تر وقت سفر میں گزرتا تھا۔

اخلاق و عادات آپ نہایت حلیم الطبع، بردبار، متصف باخلاق حسنہ، کم گو اور خاموش طبع تھے۔ صحیح درویش اور اپنے حال میں مست تھے۔ اسی لئے فقیر صاحب مشہور تھے۔

وفات ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۰۰ھ / ۶ مئی ۱۹۸۰ء کو آپ کا وصال ہوا۔ چورہ شریف میں مدفون ہوئے۔

صاحبزادگان

۱۔ صاحبزادہ سید مشتاق حسین صاحب : ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کے جانشین ہیں۔

۲۔ صاحبزادہ سید فدا حسین رحمۃ اللہ : ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے ۱۹۸۶ء میں وفات پائی۔

۳۔ صاحبزادہ سید اکرام حسین صاحب : ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ سید غلام محمد شاہ قدس سرہٗ العزیز

فرزند دوم خواجہ سید شاہ محمد المعروف حضرات خورد قدس سرہٗ

تیزنی شریف ——— ۲۸، ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء ——— چورہ شریف

— صاحبزادگان —

سید محمود شاہ، سید محمد سعید شاہ، سید حسن شاہ

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید شاہ محمد حضرات خورد رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے ولادت باسعادت تیزنی شریف میں ہوئی۔ سِن ولادت معلوم نہیں ہو سکا۔

تعلیم، بیعت و خلافت آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل چورہ شریف میں ہی کی۔ آپ کی بیعت اپنے والد گرامی قدر سے تھی۔ انہی کی زیر تربیت رہ کر سلوک مجددیہ کی منازل طے کر کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے اور خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے مشرف ہوئے۔

تبلیغ دین آپ تبلیغ دین کے سلسلہ میں بہت سرگرم تھے کشمیر میں آپ کا بہت ہی اثر تھا سردار مختار خاں کے پاس چندری کے مقام پر اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہاں آپ عموماً مجلس منعقد فرمایا کرتے اور پھر آگے آگے خود کلمہ شریف پڑھتے اور احباب آپ کے پیچھے پیچھے پڑھتے اس طرح سب گاؤں والوں کو کلمہ، نماز اور دوسری ضروریات دین سے روشناس کراتے۔

جہاں بھی تشریف لے جاتے اسی طرح مجلس قائم فرماتے اور وعظ و نصیحت فرماتے۔ بہترین مقرر اور خطیب تھے۔ اندازِ بیان کی خوش اسلوبی اپنی مثال آپ تھی۔

قطبِ زماں، غوثِ دوراں

حضرت سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ علاقہ ہزارہ میں علامۃ العصر اور فضلائے زمانہ میں سے تھے اکثر کہا کرتے تھے کہ چورہ شریف کے پیروں کے پاس علم نہیں ہے ایک دفعہ علاقہ کوٹ سونڈکی میں وعظ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ قبلہ حضرت سید غلام محمد شاہ بھی اونٹنی پر سوار وہاں سے گزرے جہاں سید محمود شاہ تقریر فرما رہے تھے۔ قبلہ غلام محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خادموں سے پوچھا: "یہاں ہجوم کیسا ہے؟"

عرض کی: "حضرت سید محمود شاہ وعظ فرما رہے ہیں۔"

آپ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ سید محمود شاہ صاحب کی نظر آپ پر پڑی۔ تو چہرۂ انور کو دیکھتے ہی منبر سے اُتر آئے اور حضرت صاحب کی قدم بوسی کی۔ اور برملا اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار کیا۔ اور منبر پر کھڑے ہو کر علی الاعلان فرمایا:-

"آپ قطبِ زماں اور غوثِ دوراں ہیں۔"

پھر حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی آپ وعظ فرمائیں!"

چنانچہ آپ نے پند و نصائح ارشاد فرمائے۔ وعظ کے اختتام پر سینکڑوں آدمی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوئے۔

پہلے خطیب اور مقرر

آستانہ عالیہ چورہ شریف میں آپ پہلے مبلغ و خطیب تھے جنہوں نے منبر و محراب سے اعلائے کلمۃ الحق بلند فرمایا۔ آپ کی اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ دین کی خدمات یادگار ہیں اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اندازِ خطابت ایسا مسحور کن ہوتا تھا کہ ہندوؤں کی ایک معتد بہ تعداد مسلمان ہو جاتی تھی۔ آپ کے کمالات اور چہرۂ انور کی ملاحت دیکھ کر لوگ فریفتہ ہوئے جاتے تھے۔

وفات

وفات سے پہلے آپ تبلیغِ دین کے سلسلہ میں مردان کے علاقہ میں تشریف لے گئے آپ وعظ فرما رہے تھے۔ لوگ وجد میں تھے معرفتِ ربانی سے حجاب اُٹھ رہے تھے حاضرین جمالِ مجددی کے جلوؤں میں مست تھے۔ جب آپ تقریر ختم کر کے منبر سے نیچے تشریف لائے۔ آپ کی زبان مبارک پر اسمِ ذات (اللہ! اللہ!) کا ورد جاری تھا اسی حالت میں واصل بحق ہوئے۔ اس طرح آپ کی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات بھی دینِ اسلام کی تبلیغ میں صرف ہوئے۔ تاریخ وفات: ۲۸، ربیع الثانی

۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء تھی۔

تصرفات

۱ - کوٹ سونڈکی میں ایک زمیندار نے حضرت صاحب کو زمین نذر کی ہوئی تھی آپ اکثر وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ زمین کے ایک طرف ایک بڑا پتھر آپ نے رکھوایا ہوا تھا۔ جس پر حضرت صاحب سحری کے وقت بیٹھ کر زہد و عبادت میں مصروف ہوتے تھے۔ اور صبح اشراق کے بعد ڈیرے پر واپس تشریف لاتے۔

حضرت صاحب کی وفات کے بعد وہ زمین غیر آباد ہو گئی۔ گاؤں کے ایک دوسرے زمیندار مصری خاں جس کی زمین اس زمین کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ نے سوچا کہ اس پتھر کو اپنے گھر لے جاؤں۔ چنانچہ اپنے لڑکوں سے کہا کہ یہ پتھر اٹھا کر گھر لے جائیں۔ لڑکوں نے کہا کہ یہ پیر صاحب کا پتھر ہے اسے نہ ہلائیں۔ لیکن مصری خاں پر اثر نہ ہوا کہنے لگا "پیر صاحب اب کہاں ہیں وہ تو فوت ہو چکے ہیں"۔ آخر ساٹھ ستر آدمیوں کی مدد سے پتھر اٹھوا کر اپنے گھر لے گیا۔

اسی رات مصری خاں نے عالم خواب میں دیکھا کہ گاؤں میں شور مچا ہوا ہے کہ قبلہ حضرت میاں غلام محمد شاہ تشریف لائے ہیں۔ مصری خاں بھی حضرت صاحب کو دیکھنے چلا گیا۔ آپ بالکل اسی طرح تھے جیسے زندگی میں تھے۔ بہت سے عقیدتمندوں کے ساتھ کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے گھوڑی پر سوار تشریف لا رہے تھے۔ مصری نے آگے بڑھ کر سلام عرض کرنا چاہا لیکن آپ نے اسے دیکھ کر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا "تم ہی کہتے تھے کہ پیر صاحب تو فوت ہو گئے ہیں اب انھوں نے اس پتھر کو کیا کرنا ہے؟" اور آپ نے چھڑی مصری خاں کو چبھوئی جو اس کی آنکھ میں لگی۔ مصری خاں کی چیخ نکل گئی۔ اور جاگ گیا۔ گھر والے سب اکٹھے ہو گئے۔ دیکھا تو آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ بہت علاج کرائے مگر افاقہ نہ ہوا۔

مصری خاں کہتا تھا کہ یہ حضرت صاحب کی شان میں گستاخی کی سزا ہے اب یہ آنکھ درست نہیں ہو سکتی۔ مصری خاں کو ایک دنیا جانتی ہے۔

۲ - وفات سے کچھ عرصہ پہلے آپ پونچھ کشمیر میں تھے۔ وہاں روافض سے مباحثہ ہوا۔ آپ کے مقابلہ میں انھیں سخت زک اٹھانا پڑی اور روافض کی کثیر تعداد تائب ہو کر داخل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

اور اہل سُنت و جماعت ہوئی۔

اخلاق و عادات

آپ اخلاقِ حسنہ سے متصف تھے۔ آپ کی شخصیت میں جمال و جلال کا بہترین امتزاج تھا۔ حضرت خواجہ سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلف الرشید ہونے کی وجہ سے آپ کی طبیعت اور صفاتِ عالیہ ان سے ملتی جلتی تھیں۔ علوم ظاہری و باطنی میں درجۂ کمال پر فائز تھے۔

آپ کے پند و نصائح اور خطابت میں اس قدر تاثیر تھی کہ بہت سے غیر مسلم آپ کے دستِ حق پر مشرف باسلام ہوئے۔

صاحبزادگان

آپ کے تین صاحبزادگان یادگارِ زمانہ ہوتے ہیں: ۱۔ سید محمود شاہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ۲۔ سیدی مرشدی خواجہ سید محمد سعید شاہ المعروف مولوی صاحب قدس سرہٗ ۳۔ سید حسن شاہ قدس سرہٗ۔

حضرت سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت و تعارف آپ حضرت خواجہ سید غلام محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند اور خواجہ حضرات خورد کے پوتے تھے۔ ولادت چورہ شریف میں ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء میں ہوئی۔

تعلیم و بیعت دینی تعلیم آستانہ عالیہ چورہ شریف میں حاصل کر کے والد گرامی قدس سے خلافت و اجازت بیعت چہار سلسلہ سے فائز المرام ہوئے۔

تبلیغ دین آپ کی پوری زندگی احکامِ خدا تعالیٰ اور سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشاعت میں گزری۔ عمر کا بیشتر حصہ تبلیغ دین میں گزرا۔ اور ہزاروں کی تعداد میں بدعقیدہ لوگ آپ کی تبلیغی کوششوں سے اہلِ سُنت و جماعت ہو کر داخل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ ہوئے۔

آپ ہزاروں مریدوں کے محبوب مرشد اور سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے روشن چراغ تھے

سُنتِ مجددیہ پر کاربند اور دشمنانِ دین کے لیئے بے نیام تلوار تھے۔ سال بھر میں چند دن ہی گھر میں گزرتے ورنہ سال بھر مریدوں کے ساتھ تبلیغی مشن جاری وساری رکھتے۔ حلقہ احباب اس قدر وسیع تھا کہ ایک مقام پر کئی سال بعد باری آتی۔ جب عقیدتمندوں کے نذرانوں کی رقم جمع ہو جاتی تو ضرورت کے مطابق کسی مسجد کی تعمیر پر صرف کر دیتے یا نئی مسجد کی بنیاد رکھ دیتے۔

تبلیغ دین کی خاطر اپنی عمرِ عزیز کا بہترین حصّہ گھر سے دُور غریب الوطنی میں گزارا۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو بہت فروغ دیا۔ پاک وہند کے بیشتر علاقوں میں آپکے عقیدتمند تھے۔

وفات تقریباً اسّی برس کی عمر میں آپ ۱۴ مئی ۱۹۶۸ء/۱۳۸۸ھ کو اس دُنیائے فانی سے عالم جاودانی کو رُخصت ہوئے۔ مزار پُرانوار آستانہ عالیہ چورہ شریف میں حضرت قبلہ عالم باداجی رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے کی طرف ہے۔

اخلاق و عادات تمام عمر آپ نے تصنّع اور بناوٹ کو قریب نہ پھٹکنے دیا۔ ہمیشہ درویشانہ ماحول میں رہے جلالی طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کے حُسنِ اخلاق نے آپ کو "درویش پیر" مشہور کر دیا تھا۔ سادگی۔ عاجزی اور انکساری کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

کھدّر کی کھلی قمیص شلوار اور سر پہ بھاری عمامہ، پرانے جُوتے آپ کا لباس تھا۔ آپ نے صُوفیاء کے قول وفعل کا عملی نمونہ پیش کیا۔ پُربہار چہرے پر ایک حسین مسکراہٹ ہمیشہ رہتی۔ آپکے چہرہ انور کے جلال پُرجمال کو دیکھ کر حاضرینِ مجلس کو خدا یاد آجاتا تھا۔ بہت باہمت انسان تھے ایک دفعہ کوٹ دادوخاں میں تشریف فرما تھے۔ اپنے ایک مخلص مرید جو کہ پہاڑ کے دوسری طرف ڈھوک میں تھا۔ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ مریدوں نے گھوڑی پیش کی کیونکہ تین چار میل کا راستہ تھا۔ لیکن آپ نے یہ فرما کر معذرت کر لی کہ میری ٹانگیں دُرست ہیں۔ اور پیدل تشریف لے گئے۔

غریب پروری ایک دفعہ شہر ایبٹ آباد میں ایک مرید نے کپڑے والی سنگر مشین بطور نذرانہ پیش کی۔ آپ نے قبول فرما کر مرید کے حق میں دعا فرمائی اور اپنے خلیفہ غلام حیدر (موضع سُنڈکی) کو مشین اٹھانے کا حکم دیا۔ آپ نے ایک بڑی گلی چھوڑ کر چھوٹی گلی میں ایک گھر پر دستک دی۔ جو کہ ایک بیوہ کا گھر تھا۔ آپ نے اس بیوہ سے فرمایا، یہ مشین رکھ لو اور کپڑے سی کر اپنے بچوں کی پرورش کرو بچوں کے سر پہ ہاتھ پھیرا دعا فرمائی اور رخصت ہو گئے۔

رفاہِ عامہ ایک دفعہ سندھ کے علاقہ میں جا رہے تھے کہ ایک جگہ جنگل میں اِدھر اُدھر پانی نہ ملتا تھا آپ نے مریدوں سے کہا "یہاں کنواں یا نلکہ نہیں لگ سکتا؟ کیونکہ یہ ایک مسافروں کی گزرگاہ ہے۔" عرض کیا: حضور! لگ تو سکتا ہے لیکن کون لگواتا ہے۔"

آپ نے اپنی گرہ سے وہاں نلکہ لگوایا اور فرمایا "ہم نے یہ کام صرف مسافروں کی سہولت کے لیے فی سبیل اللہ کیا ہے۔"

توکل کسی کو ضرورت ہوتی تو اس کو رقم دینے پر کوئی رسید وغیرہ نہ لیتے۔ اس کا جب جی چاہتا تو واپس آ جاتی۔ ایمانداروں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادگان کو بتایا۔ کہ اتنی رقم اُن کے پاس امانت ہے۔ ضلع فیصل آباد میں ایک مولوی صاحب نے صاحبزادگان کو بتایا کہ میں نے حضرت صاحب کے مبلغ آٹھ صد روپے دینے ہیں۔ فی الحال میرے پاس نہیں ہیں جب بھی ہوئے۔ ادا کر دوں گا۔ آپ نے زندگی بھر کسی سائل کو خالی واپس نہ کیا۔ ہر کسی کی حاجت روائی فرماتے۔

تصرفات

۱۔ موضع کھٹانہ جہلم میں حضرت صاحب کے ایک مرید امیر عالم بابو کے ہاں اولاد نہ تھی۔ آپ کے فرمان کے مطابق امیر عالم عرس مبارک کے موقع پر چورہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب انھیں ساتھ لے کر قبلۂ عالم باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر گئے۔ دعا کے بعد فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمھیں لڑکا عطا فرمائے گا اس کا نام فیض عالم رکھنا۔"

بابو صاحب خوشی خوشی واپس گھر آئے اور اہلیہ کو بھی یہ خوشخبری سنائی۔ چھٹی ختم ہونے پر ڈیوٹی پر ایبٹ آباد بمعہ اہلیہ چلے گئے۔ وہاں کسی ڈاکٹر نے بابو صاحب کو اپریشن کا مشورہ دیا۔ چنانچہ بیوی کو ہسپتال لے گئے عین وقت پر جب اسے پتہ چلا کہ اُس کا اپریشن ہوگا تو اس نے سختی سے انکار کر دیا اور کہا "مجھے مرنا منظور ہے لیکن اپریشن نہیں کرواؤں گی۔" میرے حضرت صاحب نے جو فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔" اس کے قریباً ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے بابو صاحب کو فرزند عطا فرمایا۔

بابو امیر عالم نے بیوی کو حضرت صاحب کا فرمان یاد دلایا کہ لڑکے کا نام فیض عالم رکھنا ہے۔ بیوی کہنے لگی کہ یہ تو درست ہے مگر لڑکے کے نانا کا نام بھی فیض عالم ہے۔ اگر اس کا یہی نام رکھا تو

لوگ نام بگاڑیں گے۔ اور نام کی بے ادبی ہوگی اس لیے تنویر عالم بہتر رہے گا۔ بہرحال لڑکے کا نام تنویر عالم ہی رکھا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد لڑکے کو جنّات کی کسر ہوگئی۔ حضرت صاحب کی نافرمانی یاد آئی تو نام بدل کر فیض عالم پکارنے لگے ریکارڈ میں بھی نام تبدیل کروا دیا تو بچہ بالکل ٹھیک ہوگیا۔ حالانکہ اس سے پہلے بہت تعویذ اور دم، عملیات کرائے گئے تھے مگر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

۲ - تحصیل حافظ آباد کے ایک گاؤں میں آپ کا ایک مرید محمد خاں تھا۔ بُری صحبت کی وجہ سے ایک چوری میں ملوث ہو کر گرفتار ہوگیا۔ چند دن بعد رمضان المبارک شروع ہونے والا تھا۔ انگریزوں کی حکومت تھی جیل میں روزے رکھنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔

رات کو بیٹھا تو خیال آیا کہ یہاں جیل میں روزے چھوٹ جائیں گے تو حضرت صاحب کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اسی وقت وضو کیا اور نماز ادا کر کے سو گیا۔ عالمِ خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والے بزرگ ایک کنویں کے گرد پھرتے پھرتے کنویں میں چلے گئے۔ پھر باہر آئے تو نور ہی نور ہوگیا پھر دوبارہ کنویں میں چلے گئے۔ پھر باہر آئے اور تیسری دفعہ جب کنویں میں جا کر باہر تشریف لائے تو محمد خاں نے پوچھا حضرت! کیا آپ چورہ شریف والوں میں سے ہیں؟" انھوں نے فرمایا: میں یوسف (علیہ السلام) ہوں"۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہوگئے۔

محمد خاں کی آنکھ کھلی تو اس نے نفل پڑھنا شروع کر دیئے۔ صبح اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ تیسرے دن میں انشاءاللہ گھر چلا جاؤں گا۔ سب اُسے مذاق کرنے لگے کہ آیا ولی اللہ! کر کے چوری دعوے بزرگی کے کرتا ہے۔ تیسرے دن کا انتظار ہونے لگا۔ تیسرے دن مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوئے تو دس تاریخ مقرر ہوگئی۔ جب ہتھکڑی لگی ہوئی واپس جیل لائے جا رہے تھے۔ تو ساتھی کہنے لگے "وہ دیکھو! ولی کا بیٹا آ رہا ہے دعوی کرتا تھا تیسرے دن گھر چلا جاؤں گا، جا! گھر کیوں نہیں چلا جاتا"۔

سب ساتھیوں کو لا کر دوبارہ جیل میں بند کر دیا گیا۔ محمد خاں نے دل میں کہا یا پیر و مرشد! میں نے یہ کیسی بات کہہ دی۔ اللہ کی رحمت جوش میں آئی۔ دو کانسٹیبل آئے اور کہنے لگے۔

"محمد خاں کون ہے؟ اس کی ضمانت ہوگئی ہے"۔

سب حیران رہ گئے۔ گھر آ کر اطمینان سے روزے رکھے۔ تاریخیں مقرر ہوتی رہیں لیکن کسی اور کی ضمانت نہ ہوئی۔ آخر کار فیصلے کی تاریخ آ گئی۔ رات خواب میں دیکھا کہ مقدمہ پیش ہے عدالت میں

مجسٹریٹ کی کرسی پر حضرت سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ اور فرماتے ہیں "محمد خاں بری!"
آنکھ کھلی تو بیوی کو جگا کر کہا "مبارک ہو! حضرت صاحب مجھے بری کرا گئے ہیں"۔
صبح گاؤں والوں سے عدالت جاتے ہوئے کہہ گیا کہ انشاءاللہ میں صاف بری ہو جاؤں گا۔ جب عدالت میں پیش ہوا تو مجسٹریٹ نے کہا "محمد خاں بری!" کیونکہ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

خلفاء

آپ کے خلفاء یہ تھے، قاضی محمد غوث سونڈکی۔ صوفی عبدالعزیز ایبٹ آباد۔ جناب حاجی برکت علی لاہور۔ اور قاضی غلام حیدر مرحوم ضلع اٹک۔

قاضی غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ

قاضی صاحب بمقام سونڈکی ضلع اٹک کے قریشی خاندان میں پیدا ہوئے اٹھارہ برس کی عمر میں محکمہ پولیس میں بھرتی ہوئے۔ ایک دفعہ چھٹی پر آئے ہوئے تھے۔ ایک نزدیکی گاؤں پنڈ طیاراں میں حضرت سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور ایک نعت شریف پیش کی حضرت صاحب، بے حد محظوظ ہوئے اور خوش ہو کر قاضی صاحب کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ اسی وقت دل کی دنیا بدل گئی کچھ دنوں بعد قاضی صاحب نے پولیس کی نوکری ترک کر دی اور حضرت صاحب سے منسلک ہو گئے۔

اسی دن سے قاضی صاحب تمام عمر حضرت صاحب کے ساتھ سفر و حضر میں رہے۔ اور بالآخر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ جیسے انسان دنیا میں کم ہی نظر آتے ہیں جنہوں نے تمام عمر اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں گزار دی اور بچوں اور وطن سے دور رہے۔ آخری وقت لبوں پہ مسکراہٹ اور زبان مبارک پر کلمہ شہادت تھا۔ اسی نورانی فضا میں واصل بالحق ہوئے۔

ارشاداتِ قدسیہ

۱۔ اکثر فرمایا کرتے، دست با کار، دل با یار

۲۔ فرمایا، جو دم غافل، سو دم کافر۔

۳. فرمایا: سادہ زندگی اور سادگی ہر مشکل کا علاج ہے۔
۴. فرمایا: کھدر پہنو اور غریبوں سے محبت کرو۔

صاحبزادگان

آپ کے دو صاحبزادے ہیں: سید محمد ایوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید ممتاز حسین صاحب۔

سید محمد ایوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی تعلیم چورہ شریف میں حاصل کرنے کے بعد گجرات میں مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہٗ اور مولانا رشید احمد سے تعلیم مکمل کی۔ اور ۱۹۴۵ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

والدِ گرامی سے بیعت ہو کر خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ آپ بہترین مقرر اور مبلغِ دینِ اسلام تھے۔ تحریکِ پاکستان میں عملی حصہ لیا۔ تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء/۱۹۷۴ء اور تحریکِ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹۷۷ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے ساتھ عملی جدوجہد میں شریکِ کار رہے۔ آپ بہترین عالم، ادیب ہونے کے ساتھ مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ جمعیت مشائخ پاکستان کے رُوحِ رواں اور سیکرٹری رہے۔ بے باک نڈر اور جلالی طبیعت رکھتے تھے لیکن ساتھ ہی غریبوں سے ہمدردی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے۔

وفات: آپ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سرتاپا غرق تھے ۱۹۸۶ء/۱۴۰۶ھ میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ حج سے پہلے ۱۵ جولائی ۱۹۸۶ء کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ پہنچے۔ زیارتِ گنبدِ خضریٰ نصیب ہوئی اور یہیں حج سے پہلے ۲۱ جولائی ۱۹۸۶ء/ ذیقعد ۱۴۰۶ھ کو نمازِ فجر کے بعد اصحابِ صُفّہ کے چبوترہ پر خالقِ حقیقی سے جا ملے جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ ع

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

سید ممتاز حسین شاہ فاضل علومِ دینیہ ہونے کے ساتھ ساتھ حکمت میں بھی شغف رکھتے ہیں۔ آپ نے خواجہ عبدالرحمٰن سرہندی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر خلافت پائی۔ اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔

اسلاف کے طریقہ پر کاربند ہیں اور سادگی پسند ہیں۔

سیدی مرشدی

حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہ قدس سرہٗ العزیز

برجبینِ اُو نشانِ سجدہ ہا آشکار از چشمِ اُو صد گریہ ہا

سینۂ اُو مصدرِ اسرارِ حق مرقدِ اُو مہبطِ انوارِ حق

روشن از نورِ جبینش بزم ہا گرم از ذکرِ جبینش بزم ہا

تعارف و ولادت

آپ حضرت خواجہ سید غلام محمد شاہ قدس سرہٗ کے دوسرے صاحبزادے اور حضرت قبلۂ عالم باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے اور محبوب فرزند قبلہ سید شاہ محمد قدس سرہ کے پوتے تھے۔ اسم گرامی محمد سعید اسم بامسمّیٰ تھا یعنی آپ کا وجودِ مسعود نہایت سعید تھا۔

ولادت باسعادت کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی صرف اتنا معلوم ہوا کہ ۱۹۶۹ء میں جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر مبارک اسّی برس کے قریب تھی۔ اس طرح آپ کا سن ولادت ۱۸۸۹ء بنتا ہے۔ بقول حافظ ظہور علی شاہ صاحب آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۱ء/ ۱۳۰۹ھ میں ہوئی۔ والد گرامی قدر سید غلام محمد شاہ قدس سرہٗ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ستّرہ برس تھی۔

تحصیلِ علوم ظاہری

علوم ظاہری مختلف مدارس اور علمائے عصر سے حاصل کیے خاص طور پر پنڈی سرہال نزد پنڈ سلطانی میں قاضی عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ جو یگانہ روزگار تھے، کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد مختلف مقامات فتح جنگ، میرہ شریف نزد پنڈی گھیپ میں مولانا احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور مکھڈ شریف میں بھی علوم ظاہری کی تکمیل کر کے فاضل روزگار ہوئے علماء و فضلائے عصر آپ کی قابلیت اور قدر و منزلت کے معترف تھے۔ اور بے حد عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اسی مناسبت سے آپ "مولوی صاحب" مشہور تھے۔ آستانہ عالیہ چورہ شریف میں ہر کوئی آپ کے علم و فضل کی وجہ سے "مولوی صاحب" ہی پکارتا تھا۔

مکھڈ شریف میں آپ نے ایک عرب قاری سے سندِ قرأت حاصل کی۔ قرآن مجید کی تلاوت اس قدر خشوع و خضوع سے فرماتے کہ آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

بیعت و خلافت علوم ظاہری میں عظیم مقام حاصل کرنے کے بعد آپ علوم باطنی کے حصول کے لئے اپنے ماموں جان قبلہ سید حضرت شاہ قدس سرہٗ بن حضرت خواجہ سید دین محمد عرف مُلاجی قدس سرہٗ سے بیعت چہار سلسلہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ میں ہو کر بہت تھوڑے عرصہ میں چاروں سلاسلِ عالیہ میں خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔

مرشد باصفا نے قلیل عرصہ میں مشاہدۂ جمال کی لذت سے آشنا کر کے حضوری کے کیف و سرور سے آپ کا دامن بھر دیا۔ کیونکہ آپ کی طلب صادق تھی۔ اس لئے وصلِ حقیقی سے فیضیاب ہوئے۔ نیز صغرسنی میں والد مکرم حضرت قبلہ غلام محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اجازتِ بیعت سلسلہ مرحمت فرمائی تھی۔

تبلیغ دین مُرشدِ کامل سے اجازتِ بیعت حاصل ہوئی تو فرمان کے مطابق اپنی باقی عمر تبلیغ دین میں صرف کی۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا ہر سانس خدا تعالیٰ کی امانت ہے اور ہر امانت منعم کی منشاء کے مطابق ہی صرف ہونی چاہیئے جس غرض کے لئے تفویض ہوئی تھی۔ اگر وہ اس سے روشناس نہیں ہوئی۔ تو وہ بیکار ہے۔

تبلیغ دین کی خاطر آپ نے اپنی تمام عمر سوائے آخری چند سالوں کے سفر میں گزار دی۔ اور دین حقہ کی تبلیغ کی خاطر اپنے آرام و آسائش کی کوئی پرواہ نہ کی بخصوصاً کشمیر کے علاقہ میں جہاں رسل و رسائل کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اور وہاں کا سفر بے حد دشوار گزار تھا۔ آپ نے تبلیغِ دین کے لئے میلوں پیدل سفر کر کے گھر گھر پیغامِ توحید و رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سُنایا۔ وہاں کے ہندو راجہ سے مسلمانوں کو حقوق دلوانے کے لئے گراں بہا کوششیں کیں۔

موضع پلندری میں بابا مختار خاں جو آپ کے مرید خاص تھے فرماتے ہیں کہ قبلہ حضرت صاحب سیر گاؤں تشریف لائے تو فرمایا" ہم آپ سب کو اسلام سکھانے آئے ہیں تمام لوگ کل اکٹھے ہو جاؤ!" دوسرے دن سب اکٹھے ہوئے تو آپ آگے آگے کلمہ شریف پڑھتے اور لوگ پیچھے پیچھے پڑھتے تقریباً ایک گھنٹہ اسی طرح کلمہ شریف یاد کرایا۔ پھر باری باری سب سے سُنا۔ اگلے دن قرب و جوار کے لوگ بھی اکٹھے ہو گئے آٹھ دس ہزار کا مجمع تھا اس سے پہلے کبھی کسی جگہ اتنا مجمع نہیں ہوا تھا۔ آپ نے نماز کی تصحیح کرائی۔ اس طرح یہ سلسلہ کئی دن جاری رہا۔

پھر آپ نے انجمن تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی۔

کرنل محمد خاں کا بیان

کرنل محمد خاں، کشمیر کے مسلمانوں کے عظیم جنرل اور مذہبی و سیاسی رہنما ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

حضرت پیر سید محمد سعید شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم پر عظیم احسانات ہیں کہ انھوں نے دن رات محنت کر کے ہمیں مہاراجہ کشمیر سے حقوق دلوائے ہم ان کا احسان فراموش نہیں کر سکتے کہ ہمیں اسلام کا کچھ پتہ نہ تھا۔ لیکن انھوں نے ہمیں مسلمان بنایا۔ ہمیں اخلاق عالیہ کا درس دے کر ہمارے دلوں میں بہترین اخلاق کو راسخ کیا۔ ہماری دینی تعلیم کے لیے پلندری میں جامع مسجد کی بنیاد رکھی۔ اور مسجد مبارک میں انجمن تعلیم القرآن کی بنیاد رکھ کر ہماری اولاد کو دین اسلام کی طرف راغب فرمایا۔ اس درسگاہ میں سے ہر سال بے شمار حفاظ اور اور علماء فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں اور اپنی آخری عمر تک ہر سال اس درسگاہ کے فارغ التحصیل طلباء کی خود دستار بندی فرماتے رہے۔ اب اس ادارے کا سالانہ خرچ تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔

وفات

مئی ۱۹۶۹ء میں انجمن تعلیم القرآن پلندری کی درس گاہ کے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی کی تقریب کی صدارت کے لیے آپ پلندری تشریف لے گئے۔ وہیں ۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ / ۲۶ مئی ۱۹۶۹ء بروز سوموار نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد سینہ مبارک میں ہلکا سا درد اٹھا۔ خادم حاضر تھا۔ آپ کے فرمان کے مطابق اس نے آہستہ آہستہ دبانا شروع کیا۔ اسی دوران آپ کے لبوں سے اللہ، اللہ کی مدہم سی آواز آنا شروع ہوئی چہرۂ انور پر تبسم تھا۔ حاضرین اکٹھے ہو کر حال دریافت کر رہے تھے کہ آپ جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے بارِ عظیم سے سبکدوش ہو گئے۔ چہرہ مبارک پر ابھی تک تبسم قائم تھا۔ بقول درویش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ؎

نشانِ مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

خلفاء

آپ کے خلفاء میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں :-

۱۔ پیر سید محمد حسین شاہ مرحوم چھاترہ آزاد کشمیر۔
۲۔ پیر سید اکبر شاہ چھاترہ آزاد کشمیر

دونوں بھائی بے حد متبع سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے عامل، نہایت پرہیزگار اور متقی تھے مُرشدِ باصفا کے نہایت مخلص اور معتقد ہیں۔

۳۔ میاں اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ میاں اکبر علی صاحب ساکن سرانوالی بھلیر ۱۲۳۔ رب نزد سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے والد گرامی میاں محمد اسلام رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اپنے وقت کے صاحب کشف و کرامت ولی اللہ گزرے ہیں۔ میاں اکبر علی اپنے والد بزرگوار کے صحیح جانشین تھے۔

اپنے گاؤں کے صاحب حیثیت زمیندار ہونے کے باوجود جامع مسجد سرانوالی میں امامت کے فرائض ادا کرتے تھے بلکہ خطابت بھی آپ کے ذمہ تھی۔ آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری اور اخلاق عالیہ کی عظمت کے صرف گاؤں والے ہی معترف نہیں بلکہ قرب و جوار میں بھی آپ کی بے حد قدر و منزلت ہے اپنے مرشد باصفا کے فیض و برکت سے کثیر التعداد مخلوق کی مشکلات و مصائب اور مسائل آپ کے وجودِ مسعود سے حل ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں وفات پائی۔

۴۔ مولوی گلاب خان کوٹ دادو خاں ضلع اٹک۔

۵۔ سید شاہ زماں، گگدار شریف کھوٹہ، پونچھ آزاد کشمیر۔

۶۔ محمد یوسف شاہ لاہور۔

۷۔ پیر سید عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالےٰ موضع بڈھنی ضلع پشاور: منکسر المزاج، درویش طبع، مہمان نواز اور عالی ظرف تھے۔ اپنے حلقہ میں عوام کو دین اسلام سے متعارف فرمایا اور اکثر کو ولایت کا شیفتہ فرمایا بکبر سنی میں ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء میں انتقال فرمایا۔

تصرفات

کرامات کا صادر ہونا اگرچہ کسی ولی کی فضیلت کی صحیح دلیل نہیں لیکن یقین کامل حاصل کرنے کے لئے بعض اوقات ولی کی کرامات بھی لازمی ہو جاتی ہیں۔ بہرحال قبلہ عالم حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہ قدس سرہٗ کے وجودِ مسعود سے بھی کئی ایک کرامات کا ظہور ہوا۔ مشتے نمونہ از خروارے یہ ہیں۔

۱۔ ۱۹۴۹ء کا زمانہ تھا۔ جنگ آزادیٔ کشمیر اپنے عروج پر تھی۔ کشمیر کے مسلمان گوریلے رضاکار دن

اور ہندوستانی فوج میں جنگ جاری تھی۔ سید محمد حسین شاہ اور سید اکبر شاہ جو کہ قبلہ حضرت صاحب کے خلفاء میں سے ہیں۔ چھاترہ ضلع پونچھ آزاد کشمیر میں رہائش پذیر تھے۔ اور جنگ کی تباہ کاریوں کی وجہ سے دونوں بھائیوں کی والدہ صاحبہ مُصر تھیں کہ یہاں سے ہجرت کر کے پاکستان چلے جائیں۔ جبکہ سید محمد حسین شاہ صاحب کا خیال تھا کہ حضرت صاحب کی اجازت کے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے۔ ناچار والدہ صاحبہ نے پریشانی کے عالم میں سید اکبر شاہ کو تیار کیا کہ کل چورہ شریف جا کر قبلہ حضرت صاحب سے ہجرت کا اجازت نامہ لکھوا کر لے آؤ۔ اسی رات سید اکبر شاہ کو عالم خواب میں قبلہ سید محمد سعید شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہجرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کل "سیز فائر" (Cease Fire) ہو جائے گا۔

سید صاحب چونکہ انگریزی نہیں جانتے تھے اس لئے "سیز فائر" کا مطلب سمجھ سکے۔ صبح اپنے بھائی محمد حسین شاہ کو ساتھ لے کر ایک صوبیدار صاحب کے پاس گئے اور "سیز فائر" کا مطلب دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ سیز فائر کے معنی جنگ بندی کے ہیں۔ لیکن تمہیں یہ لفظ کس نے بتایا ہے؟ شاہ صاحب نے تمام واقعہ سُنایا تو صوبیدار بہت حیران ہوا کہ ابھی تک تو سیز فائر کے آثار تک نہیں۔ لیکن تمہارے مرشد صاحب نے فرمایا ہے تو ضرور انتظار کرنا چاہیئے۔

اس طرح یہ بات تمام گاؤں بلکہ قرب جوار میں مشہور ہو گئی اور غیر معتقد لوگ طرح طرح کی باتیں بنانے لگے سید صاحب بھی پریشان ہو کر دعا کرنے لگے کہ ظہر کے بعد اطلاع آگئی کہ سیز فائر یعنی جنگ بند ہو گئی ہے۔ ؎

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

۲ - خواجہ عبدالاحد ریٹائرڈ تحصیلدار چھاترہ ڈاک خانہ عباس پور ضلع پونچھ آزاد کشمیر کا بیان ہے کہ اپنی ملازمت کے اوائل میں وہ پٹواری بھرتی ہوئے۔ آپ کو پٹواری بندوبست تعینات کیا گیا ایک جگہ زمین کی پیمائش کے سلسلے دو ماتحت پٹواریوں کے ہمراہ جانا پڑا جن کے انچارج وہ خود تھے دوسرے دن زمین کی پیمائش شروع ہوئی تو مخالف پارٹی کا ایک شخص جو بہت چالاک اور زیرک تھا، کی چالاکی کی وجہ سے زمین کی پیمائش کم ہو گئی۔

تمام زمین کی تین دفعہ پیمائش کی گئی لیکن ہر دفعہ زمین کم ہو جاتی جبکہ کاغذوں میں زمین بالکل پوری تھی۔ ناچار تھک کر کام دوسرے دن پر رکھا گیا۔ دوسرے دن پھر پیمائش کی گئی لیکن نتیجہ وہی رہا جن

لوگوں نے پٹواریوں کی آؤ بھگت کی تھی وہ بھی بددل ہو گئے۔

اُسی شام خواجہ عبدالاحد نے دوسرے پٹواریوں کے ساتھ پروگرام بنایا کہ ہم سے زمین کی پیمائش پوری نہیں ہوئی اس لیے بہتر ہے کہ رات کو چوری چھپے واپس چلے جائیں تاکہ بدنامی نہ ہو۔

نمازِ عشاء کے بعد اسی سوچ میں تھے۔ کہ خواجہ عبدالاحد پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ خواب کی حالت میں دیکھا کہ حضرت صاحب سامنے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ "بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں! جریب (فیتہ) دوسری طرف سے اپنے آدمی کو پکڑا کر پیمائش کرو کیونکہ دوسرا آدمی چالاکی سے جریب صحیح جگہ نہیں رکھتا۔" اسی وقت خواجہ عبدالاحد کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے یہ واقعہ دونوں پٹواریوں کو بتایا۔ دونوں نے کہا: ٹھیک ہے اس وقت کوئی نہیں دیکھتا اس لیے ہم تینوں موقع پر جا کر راتوں رات پیمائش کر لیتے ہیں اگر پیمائش ٹھیک ہو جائے تو بہتر ورنہ واپس چلے جائیں گے۔

چنانچہ تینوں موقع پر آئے پیمائش کی تو رقبہ صحیح نکلا۔ صبح پھر پیمائش کے وقت وہی آدمی آیا۔ لیکن اب بھید کھل چکا تھا۔ چنانچہ پیمائش کر کے زمین پر صحیح نشانات لگا دینے کے بعد گاؤں والوں کو رات کا واقعہ سنایا گیا تو اس آدمی نے اقرار کیا کہ واقعی میں جریب صحیح جگہ نہیں رکھتا تھا۔ اس واقعہ سے گاؤں کے تمام لوگ حضور کے معتقد ہو گئے۔

چشمِ او بر زشت و خوبِ کائنات

در نگاہِ اُو غیوبِ کائنات

۳ - صوفی عبدالرحمٰن ساکن کوٹ داد و خاں بیان کرتے ہیں کہ میری گزر اوقات ایک بکری پر تھی۔ اور وہی میری کل کائنات تھی۔ ایک رات سو رہا تھا کہ قبلہ حضرت صاحب خواب میں تشریف لاتے اور فرمایا: اپنی بکری سنبھال!" میں اٹھا اور کوئی خدشہ نہ پا کر دوبارہ سو گیا۔

دوسری بار پھر وہی اشارہ ہوا میں پھر دیکھ بھال کر سو گیا۔ تیسری دفعہ آپ نے فرمایا "جب وہ بکری لے جائے گا تو پھر اٹھے گا۔" میں فوراً اٹھا تو دیکھا کہ ایک شخص بکری کھول کر لے جانے کو ہے میں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ بکری چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور قبلہ حضرت صاحب کے تصرف سے میری بکری بچ گئی۔

بندۂ مومن اسرافیلی کند

بانگِ اُو ہر کہنہ را برہم زند

خوباں نگہ دارند کہ با ماہی سازد　　　　از غیرتِ چشم چہ خبر بے خبراں را

۴۔ اوائل فروری ۱۹۶۶ء میں مؤلف کتاب ہذا جنگ ہند و پاک ۱۹۶۵ء سے واپس آیا ہی تھا کہ اطلاع ملی کہ قبلہ سید محمد سعید شاہ قدس سرہٗ مستری سراج دین چک ۹، نادر خاں کے پاس تشریف لائے ہیں۔ بندہ نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: "بھئی! چند دن پہلے تمہارا خط رسالپور سے موصول ہوا تھا؟" عرض کیا کہ خط لکھنے سے دوسرے دن ہی بندہ ایئر فورس سے فارغ ہو کر یہاں اپنی پرانی ڈیوٹی پر بحال ہو گیا ہے۔ بندہ نے آپ کی خدمت میں غریب خانہ پر تشریف لانے کے لئے عرض کی آپ نے مجھ سے چھٹی کے متعلق استفسار فرما کر اتوار کے دن آنے کا وعدہ فرمایا۔

بندہ اُن دنوں کرایہ کے مکان پر رہتا تھا جس میں جگہ بہت تنگ تھی حضرت صاحب تشریف لائے تو انھیں سہولت کے لئے ہمسایہ کی بیٹھک میں رات ٹھہرانے کا انتظام کیا۔ رات عشاء کے بعد مختلف موضوعات پر گفت گو ہوتی رہی۔ رات گیارہ بجے کا وقت تھا قبولیت کی گھڑی آپہنچی۔ باتوں باتوں میں فرمانے لگے "محمد یوسف! تم عرصہ سے لائل پور (حالیہ فیصل آباد) میں رہ رہے ہو لیکن تم نے اپنا کوئی مکان نہیں بنایا" پھر بیٹھک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "انھوں نے کتنی محنت سے بیٹھک بنائی ہے" بندہ نے نہایت عاجزی کے ساتھ عذر پیش کیا: "حضور! باوجود کوشش کے بندہ کچھ نہیں کر سکا۔ اگر آپ دعا فرمائیں تو امید واثق ہے کہ دربار الٰہی میں قبولیت ہوگی۔"

آپ نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دیر تک دعا فرماتے رہے۔ بندہ آمین کہتا رہا۔ دعا کے بعد فرمایا: "ہم نے دُعا کر دی ہے اب تم بھی کوشش کرو!" صبح آپ تشریف لے گئے۔

حضور قبلہ عالم کی دعا سے اور بفضلِ ایزدی ملز میں اوور ٹائم شروع ہو گیا۔ اور ایک دو وقفوں کے ساتھ متواتر تین تین ماہ اوور ٹائم میں کام ہوتا رہا۔ حالانکہ اس سے پہلے کبھی ملز میں اوور ٹائم پر کام نہ ہوا تھا اور نہ ہی بعد کے بارہ سالوں میں ایسا اوور ٹائم لگا۔ بہر حال ڈیڑھ دو سال کے قلیل عرصہ میں بندہ نے مکان کے لئے پلاٹ خرید لیا۔

ابھی رجسٹری کراتے ایک ہفتہ گزرا تھا کہ حضرت سید محمود شاہ قدس سرہٗ (سید محمد سعید شاہ قدس سرہٗ کے برادرِ بزرگ) کا وصال ہو گیا اور والد صاحب مرحوم اور دوسرے حضرات کی معیت میں فاتحہ خوانی کے دربار شریف حاضر ہوا۔ صبح مجلس میں آپ نے باری باری سب کی خیریت دریافت کی پھر بندہ کو مخاطب

کر کے فرمایا: "محمد یوسف! تم نے دعا کرائی تھی اس کے بعد کیا کیا ہے؟"

سُبحان اللہ! کیا رُوح پرور سماں تھا۔ دل میں فوراً خیال آیا کہ دعا کے بعد کم از کم دو دفعہ بندہ آپ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا لیکن آپ نے دُعا کا ذکر نہ کیا اور آج مجھے قطعۂ زمین خریدے ہوئے صرف ایک ہفتہ ہوا ہے۔ اور حضرت صاحب نے پوچھ لیا کہ دعا کا کیا بنا ہے۔

عرض کیا "جناب کی دعا، شرفِ قبولیت پا چکی ہے۔ اور بندہ نے پانچ مرلہ کا پلاٹ خرید لیا ہے اب دعا فرمائیں کہ دو کمرے تعمیر ہو جائیں"۔

آپ نے حاضرین سے فرمایا "سب دُعا کرو!" آپ نے دعا فرمائی اور حاضرین آمین کہتے رہے۔ پہلی دفعہ تو تقریباً دو سال لگ گئے لیکن اس دفعہ صرف چار ماہ گزرنے پر مکان کی بنیاد رکھ دی۔ حالانکہ بندہ کے پاس صرف ایک ہزار روپیہ تھا۔ بنیاد رکھتے ہی بلاتے ڈیڑھ ہزار روپیہ قرض مل گیا۔ میرے مہربان بھائی، محمد حسین ایس ڈی او مرحوم گھر آکر ایک ہزار روپیہ دے گئے۔ دیگر عزیزوں نے بھی بغیر مانگے گھر آکر مبلغات سے نوازا۔ قبلہ والد صاحب مرحوم اور ماموں جان مرحوم کی زیرِ نگرانی دو ماہ میں تعمیر مکمل ہو گئی تو بندہ نے بذریعہ چٹھی اطلاع دی کہ آپ کی دعا کے فیض سے دو کمرے تیار ہو چکے ہیں اس لئے عرض ہے کہ آپ خود تشریف لا کر ختم شریف میں شمولیت فرمائیں تو ہم اس مکان میں رہائش اختیار کریں۔ آپ نے جواب دیا کہ رمضان المبارک شروع ہونے میں چند دن باقی ہیں۔ اس لئے تم اس مکان میں رہائش اختیار کرو۔ انشاء اللہ ہم رمضان المبارک کے بعد ختم میں شامل ہوں گے۔

چند مجبوریوں کے تحت ختم پاک عید الاضحیٰ کے بعد مارچ ۱۹۶۹ء میں ہوا۔ حضرت صاحب نے ختم پاک میں شامل ہو کر بندہ کو دعاؤں سے نوازا جس کی برکت سے بندہ کا تمام قرضہ ڈیڑھ دو سال میں ادا ہو گیا لیکن وائے حسرتا! بندہ کو آپ کی خدمت کا موقع نہ ملا۔ کیونکہ اس کے صرف دو ماہ بعد آپ اس دنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کو رخصت ہو گئے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آپ کے فیوض و برکات اب بھی بندہ پر اسی طرح جاری و ساری ہیں ؎

دین و دنیا میں جو پایا وہ تمھیں سے پایا
ہم تو جس گھر میں رہے آپکے مہماں رہے

کیونکہ ولی اللہ کو بارشادِ خداوندی: الا انّ اولیاء اللہ لاخوفٌ علیھم ولا ھم

یحزنون ؕ اس دنیا میں کوئی خوف ہے نہ آخرت کی زندگی میں کوئی فکر وغم ہوگا۔ ؎

موت کو سمجھتے ہیں غافل اختتامِ زندگی　　　ہر شام زندگی، صبح دوامِ زندگی

موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے　　　خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

۵ - یہ واقعہ بھی میرا (مولف کتاب کا) ذاتی ہے کہ ایک دفعہ پریمئر کلاتھ ملز (جہاں میں ملازم تھا) میں بندہ سے ایک فاش غلطی سرزد ہوئی جس سے افسرانِ بالا اور مالکان سخت ناراض ہوئے اور نقصانِ عظیم اور عزت پر حرف آنے کا خطرہ تھا۔ سیکرٹری صاحب معمولی بات پر بھی برہم ہو جاتے اور کوئی دن بغیر سرزنش کے نہ گزرتا کیونکہ انھیں چند بدخواہوں نے مجھ سے بدظن کر دیا تھا۔

بندہ نے رات کو بعد از نماز عشاء پریشانی کے عالم میں قبلہ حضرت صاحب کو یاد کر کے عرض گزاری کہ اس مصیبت سے نجات پاؤں اسی فکر میں سو گیا۔ صبح ایسا معلوم ہوا کہ دل کو سکون ہے جب دفتر پہنچا تو معلوم ہوا کہ سیکرٹری صاحب نے بلایا ہے پھر پریشان ہو گیا۔ جب سیکرٹری صاحب جن کا اسم گرامی سید ظہور الحسن مدنی اور بے متقی و پرہیزگار تھے۔ کے پاس پہنچا تو خلافِ معمول آپ کا پہلا سوال تھا: "آپ کس کے مرید ہیں؟" میں نے عرض کی، حضور! میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے منسلک ہوں"۔
پھر یہ گفتگو ہوئی۔

سیکرٹری صاحب: "وہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟"

میں: "چورہ شریف ضلع اٹک میں"۔

سیکرٹری: سلسلہ نقشبندیہ میں خاص عمل کیا ہے"؟

میں نے اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیا: "اسمِ ذات کا ورد!"

پھر چند منٹ کی گفتگو کے بعد فرمانے لگے: "آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے میرے لائق کوئی خدمت ہو تو دل و جان سے حاضر ہوں"۔

اس کے بعد وہ کئی سال تک وہاں رہے اور بے حد لطف و مہربانی سے پیش آتے رہے کیونکہ محبت کے عطیے انقلابات کی زد میں آتے ہیں تو ان میں اور چمک پیدا ہو جاتی ہے محبت دل و دماغ پر شب خون مارتی ہے اور رگ رگ میں نشتر بن کر سما جاتی ہے ہوس کی یہاں رسائی ممکن نہیں ؎

پرتوِ حسنت نہ گنجد در زمین و آسماں　　　در میاں سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہ ای

۶ - حضور ایک دفعہ موضع سہر تحصیل پنڈی میں تشریف لے گئے۔ ایک مخلص نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی "حضور! میری گائے بیمار ہے کچھ دم فرما دیں!"

قبولیت کا وقت تھا آپ نے فرمایا "بجائے اس کے کہ میں تمہاری گائے کی شفا کے لئے دم کروں کیوں نہ اس درخت پر دم کر دوں جو تم سب کے کام آئے۔"

آپ نے اٹھ کر قریبی کنوئیں کے درخت پر دم فرمایا اور بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہوئے اور فرمایا "جس شخص کا کوئی جانور بیمار ہو، اس درخت کا کوئی پتہ یا چھلکا جو بھی حاضر ہو۔ جانور کو کھلائے صحت کاملہ ہوگی۔ چنانچہ ضرورت کے مطابق لوگ پتے اور چھلکا لے جاتے رہے حتیٰ کہ اب اس درخت پر کوئی پتہ نہیں ہے لیکن آج بھی وہ درخت موجود ہے اور لوگ اس کے چھلکے سے بہرہ ور ہو رہے ہیں ؎

ہر کہ خود را صاحبِ امروز کرد
گرد او گردد سپہر گرد کرد

۷ - بالکل اوپر والا واقعہ بمقام بے تراں پنجال کوٹ تحصیل پنڈی میں پیش آیا۔ وہاں بھی آپ نے کنوئیں کے درخت کو دم فرما کر دعا بدرگاہِ رب العزت فرمائی۔ چنانچہ اس درخت کے پتے اور چھلکے میں ہر جانور کی ہر ایک مرض کی شفا ہے دونو درخت ابھی تک موجود ہیں اور لوگ متمتع ہو رہے ہیں ؎

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

۸ - بمقام چن کا تیرہ علاقہ پنڈی کا واقعہ ہے کہ ایک نالہ پار کرانے کے لئے شبیر احمد خاں حضور کو کندھوں پر اٹھا کر نالہ پار کرنے لگا۔ عین وسط میں پہنچا تو ازراہِ تفنن عرض کرنے لگا "حضور! دعا فرمائیں کہ میرا لڑکا محمد اسلم (جو آرمی میں ہے) میجر ہو جائے ورنہ نالہ میں گرا دوں گا۔" آپ نے فرمایا: "مجھے نہ پھینکنا، تمہارا محمد اسلم میجر ہو جائے گا۔" چند دن بعد محمد اسلم کی چٹھی آئی کہ وہ میجر ہو گیا ہے ؎

چوں نہادم پا بہ راہِ عاشقی
سوختم سامانِ ننگ و نام را

۹ - کافی عرصہ پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ مہاراجہ کشمیر نے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا اور حکم نامہ جاری کیا کہ مسلمانوں کے کسی عالم یا کسی بزرگ کو ریاست میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ آپ کے عقیدتمندوں نے حضرت صاحب کو خط لکھا کہ مہاراجہ ہمیں بہت تنگ کرتا ہے۔ آپ فوراً تشریف لائے

اور پُل لچھمن جو آجکل آزاد پتن مشہور ہے پار کیا تو پولیس نے روک لیا اور بتایا کہ مہاراجہ نے حکم دیا ہے کہ کوئی مسلمان عالم، بزرگ ریاست میں نہ آئے۔ آپ نے فرمایا" ہم تو فقیر اور درویش لوگ ہیں ہم سے کسی کو کیا خطرہ بلکہ میں تو مہاراجہ سے مل کر واپس چلا جاؤں گا"۔ لیکن وہ پولیس آفیسر نہ مانا۔

ناچار آپ نے فرمایا" ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے ہم نماز پڑھ کر واپس چلے جائیں گے"۔

پولیس آفیسر نے اجازت دے دی۔ نماز پڑھنے کے دوران لکڑی کا پُل جو صحیح سلامت تھا، اچانک ٹوٹ گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے پولیس آفیسر سے کہا" مجھے نالہ پار کرا دیں میں واپس چلا جاؤں گا"۔ اس نے جواب دیا" پُل ٹوٹ گیا ہے میں آپ کو کس طرح پار بھیجوں؟"

آپ نے واپس جانے پر اصرار کیا۔ اس پر پولیس آفیسر نے مہاراجہ کو اطلاع دے کر سارا واقعہ عرض کیا تو مہاراجہ نے کہا کہ چورہ شریف کے پیروں کو مت روکو۔ تو حضرت صاحب نے مہاراجہ کشمیر سے مل کر اسے سمجھایا چند دن میں سمجھوتہ ہو گیا۔ مہاراجہ نے پھر مسلمانوں کو تنگ نہ کیا۔

۱۰۔ بمقام جھنڈا بگلا علاقہ پنڈی میں ایک دفعہ آپ کا ایک مخلص عبدالحکیم اپنے بھائی محمد اکبر کو ساتھ لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ عبدالحکیم اور محمد اکبر حضرت صاحب کے پاؤں دبانے لگے آپ محبت سے فرمانے لگے:" کشمیریا! چھڈ دے میئوں"۔

عبدالحکیم نے دست بستہ عرض کی:" حضور! یہ محمد اکبر میرا بھائی ہے اس کے اولاد نہیں ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس کو اولاد عطا فرماتے!"

آپ نے فرمایا:" اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو بتاؤ!"

عبدالحکیم نے عرض کی:" حضور! اس کو اولاد کی ضرورت ہے باقی آپ کی دعا سے کسی چیز کی کمی نہیں ہے"۔ آپ نے پھر فرمایا۔

" اولاد کے لیے دعا نہ کراؤ کیونکہ اس کو اولاد کا کوئی فائدہ نہ ہو گا"۔

لیکن انھوں نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں اولاد ہو۔ فائدہ ہو نہ ہو۔ آپ نے فرمایا" تم لوگ مجبور کرتے ہو۔ ورنہ میں کبھی دعا نہ کرتا"۔

چنانچہ آپ نے دعا فرمائی تو محمد اکبر کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ لڑکے کی پیدائش کے تھوڑے دنوں بعد پاگل ہو گیا۔ پھر سب لوگ کہنے لگے کہ حضرت صاحب ٹھیک ہی فرماتے تھے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

۱۱ - گوجرانوالہ میں حضور کے ایک دیرینہ خادم نوردین حجام مرحوم کے نزدیک عبداللطیف حجام، کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ آپ کے دستِ اقدس پر بیعت ہو کر داخل سلسلہ ہو گیا۔ اس پر آپ کا ایسا کرم ہوا کہ تھوڑے عرصہ میں اپنا مکان بنا لیا۔

انہی دنوں اس کی ملاقات ایک بے دین ملنگ سے ہو گئی اور اس کے جال میں ایسا پھنسا کہ ذکر و اذکار کا معمول چھوڑ کر تارکِ نماز بھی ہو گیا۔ اور اس ملنگ کی ملحدانہ روش اختیار کرنے کے درپے ہوا۔ اس کی نحوست آخر کار رنگ لائی اور کاروبار اس قدر خراب ہوا کہ گھر میں فاقوں تک نوبت پہنچ گئی۔ بیوی پابندِ صوم وصلوٰۃ تھی۔ اس نے بہت سمجھایا لیکن اس پر اُلٹا اثر ہوا۔ کہ وہ زیادہ وقت گھر سے باہر گزارنے لگا۔ اور بعض اوقات رات بھی گھر سے باہر گزارتا۔

جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو بیوی نے اپنے شیخ کامل خواجہ محمد سعید شاہ قدس سرہٗ کو وسیلہ بنا کر بارگاہِ رب العزت میں گڑگڑا کر دعا کی تو خواب میں حضرت صاحب نے اللہ کی اس نیک بندی کو تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں، عبداللطیف ٹھیک ہو جائے گا۔ اسی رات اپنے خلیفۂ خاص میاں اکبر علی مرحوم سرانوالی والے کو بھی حضور نے خواب میں فرمایا کہ گوجرانوالہ جا کر عبداللطیف کی خبر لیں۔ میاں اکبر علی صاحب گوجرانوالہ پہنچ کر عبداللطیف کے گھر گئے تو دیکھا کہ عبداللطیف بھی گھر میں موجود ہے اور اپنے اعمال پر سخت نادم ہے۔

میاں صاحب نے دونوں میاں بیوی کو تسلی دی اور عبداللطیف اور اس کے برادرِ نسبتی کو چورہ شریف روانہ کیا۔ جہاں حضرت صاحب نے بکمال شفقت معاف فرما کر دعا دی اور آئندہ محتاط رہنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد عبداللطیف تائب ہو گیا۔

اب ہر سال سالانہ عرس مبارک پر لنگر خانے کا سارا انتظام خود دونوں میاں بیوی کرتے ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

حلیہ مُبارک

آپ کا جسم مقدس درمیانہ، آنکھیں بڑی، موٹی اور چمکدار، سُرمگیں ایسا معلوم ہوتا کہ سُرمہ ڈالا ہوا ہے۔ سینہ مبارک کشادہ، ریش مبارک سنتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور دندان مبارک سفید،

چمکدار اور باہم متصل تھے۔ دست مبارک میں ہمیشہ عصا رکھتے۔ لب سُرخ، دہن مبارک نہ بڑا نہ چھوٹا۔ غرضیکہ آپ کا حلیہ ایسا محبوبانہ تھا کہ جو دیکھتا بے اختیار کہتا: "سبحان اللہ! ہٰذا ولی اللہ"۔

اخلاق وعادات

آپ بہترین اخلاق کریمہ اور عادات حسنہ سے متصف تھے آپ ایک متبحر عالم باعمل متقی صالح پرہیزگار تھے۔ باوجودیکہ نہایت حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے لیکن رُعبِ جلال اس قدر تھا کہ مجلس میں کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

بلحاظ علم وعمل، فیض وفضل، آپ کا وجودِ مسعود اپنے اسلاف کی یادگار تھا۔ خاندانِ چوراہیہ کو آپ کی بدولت بے حد وسعت ملی۔ زہد و اتقاء میں آپ بے مثال تھے چہرۂ انور پر ایک نورانی جلال تھا، جسے دیکھ کر حاضرین کو خدا یاد آجاتا تھا ہمیشہ سادہ اور سفید لباس میں ملبوس رہتے۔ بناوٹ اور تصنع آپ میں بالکل نہ تھی۔ پُر وقار اور پربہار چہرۂ پُرانوار پر ایک حسین مسکراہٹ سدا رہتی۔

فقر و درویشی آپ کا شیوہ تھا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان الفقر فخری کا نمونہ تھے۔
آپ میں اتباع سُنّت اور اتقاء انتہاء درجہ کی تھی متابعت سنت کا یہ حال تھا کہ آپ سے بے اختیار سنّت کے مطابق افعال سرزد ہوتے تھے۔ آپ حرکات وسکنات خورد و نوش غرضیکہ جملہ امُور میں سُنّتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا التزام فرماتے۔

سادات وعلمائے دین کی بہت تعظیم فرماتے بلکہ تمام بزرگان کا ادب ملحوظ خاطر رکھتے۔ انکساری اور تواضع میں آپ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ اگر کوئی آپ کے سامنے آپ کی تعریف ومدح کرتا تو اُسے فوراً ٹوک دیتے۔ مہمان نوازی تو حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی عمومی صفت ہے لیکن آپ کی مہمان نوازی ایک ضرب المثل تھی۔ باہر سے جو اجنبی بھی چورہ شریف میں آتا اور آپ کو مل جاتا تو اس کی بے حد تواضع اور مہمان نوازی فرماتے، ہر ایک کی ضروریات کا خیال رکھتے

آپ بے حد شفیق اور مہربان تھے ہر ایک سے شفقت اور محبت سے پیش آتے چھوٹوں کی دل دہی فرماتے۔ اکثر ان کی خبرگیری فرماتے۔ اگر کسی سے کوئی خطا ہوجاتی تو عموماً معاف فرما دیا کرتے۔

معمولات آپ عموماً رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر نماز تہجد بارہ رکعت نفل ادا فرماتے پھر مراقبہ فرماتے۔ فجر کی سنتیں ادا کر کے اکثر دوستوں کی جماعت خود کراتے۔ بعد نماز فجر، ذکر نفی اثبات، اسم ذات، استغفار اور تسبیحات میں مشغول رہتے ... اس کے بعد فارغ ہو کر حاضر دوستوں کو ملاقات کا شرف بخشتے۔ نماز پنجگانہ کی جماعت خود کراتے کبھی کبھی دوسرے پیران عظام کے پیچھے بھی نماز ادا فرماتے۔ دن رات میں زیادہ وقت باوضو رہتے۔

آپ عموماً ظہر کے وضو سے ہی باقی تمام نمازیں ادا فرماتے۔ نماز عشا کے بعد دیر تک نفی اثبات، اسم ذات اور دیگر اذکار میں مشغول رہتے۔ بہت کم وقت دُنیوی امور میں صرف کرتے۔ بلکہ ہر لحظہ ہر وقت آپ کا قلب مبارک اسم ذات کے ورد میں مشغول رہتا۔ بقول کسے ؎

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

قدسیہ

۱۔ فرمایا، صحبت بد سے نہایت نقصان ہوتا ہے۔

۲۔ فرمایا، مرید کو چاہیئے کہ پیر کی خدمت میں مُردہ بدست زندہ ہو کر رہے۔ کسی بات کی اپنی طرف سے خواہش نہ کرے۔

۳۔ فرمایا، اگر کوئی شخص داخل طریقہ ہی نہ ہو تو اور بات ہے لیکن داخل طریقہ ہونے کے بعد استقامت نہ رکھنا بہت بُرا ہے۔

۴۔ فرمایا، انسان کی پیدائش کا مقصود حصول معرفت الٰہی ہے اور وہ بلا صحبت کامل مکمل ممکن نہیں لہٰذا جہاں بھی ایسا کامل و مکمل ہو اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

۵۔ فرمایا، دو چیزوں پر استقامت سے بیڑہ پار ہوتا ہے ایک پیر کامل کی محبت، دوسرے اتباع شریعت۔

۶۔ فرمایا، نامحرم پر نظر اتفاقی بھی ضرر سے خالی نہیں۔

۷۔ فرمایا، رستگاری عبادت کرنے کے علاوہ گناہوں سے بچے رہنے میں ہے۔

۸ ۔ فرمایا: دوست دشمن سب سے باخلاق پیش آنا چاہیئے۔ ؎

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است　　　با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

۹ ۔ فرمایا، بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے۔

۱۰۔ فرمایا: فنا فی الشیخ سے بہت جلدی فائدہ ہوتا ہے بقول کسے ؎

پیر نگر کو جائیکے نبی نگر کو جا　　　نبی نگر میں بیٹھ کے درشن یار کا پا

۱۱ ۔ فرمایا: ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہیئے سب سے بڑا احسان ایمان اور تندرستی ہے۔

۱۲۔ فرمایا، فقیر پر لازم ہے کہ جو کام کرے استقامت کے ساتھ کرے۔ ایک استقامت سو کرامت سے بہتر ہے۔

۱۳۔ فرمایا: دُنیا کی محبت تمام گناہوں کا سرچشمہ ہے۔

۱۴۔ فرمایا، اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے اور محض رضائے مولا کے لیے ہر عمل کرنا چاہیئے۔

۱۵۔ فرمایا: مراقبہ کرنے سے نسبتِ باطن میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

صاحبزادگان

قبلہ مرشدی خواجہ سید محمد سعید شاہ قدس سرہ کے پانچ صاحبزادگان آستانہ عالیہ نوریہ چوُرہ شریف کی زینت ہیں۔ ۱۔ سید محمد محمود الحسن ۲۔ سید محمد مسعود الحسن ۳۔ سید محمد مختار الحسن ۴۔ سید محمد طفیل ۵۔ سید محمد طیب۔

سید محمد محمُود الحسن صاحب

ولادت و تعلیم آپ سید محمد سعید شاہ قدس سرہٗ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ ولادت باسعادت ، ۹ فروری ۱۹۲۲ء/۱۳۴۱ھ کو چورہ شریف میں ہوئی۔
علوم ظاہری کی تکمیل انجمن تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر سے کی۔ علامہ مولانا امیر عالم خاں آپ

کے استاد تھے طالب علمی کے زمانہ میں دوسرے طالب علموں کو تفسیر جلالین، مشکوٰۃ شریف، اصُول فقہ شرح جامی اور قدوری وغیرہ پڑھایا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ کی عمر بہت تھوڑی تھی۔

بیعت و خلافت اپنے والدگرامی سے بیعت ہو کر انہی کی نگرانی میں سلوکِ مجددیہ کی منازل طے کیں۔ اور خلافت واجازتِ بیعت چہار سلسلہ سے سرفراز ہوئے۔ تبلیغ دین میں کوشاں ہیں۔

صاحبزادگان آپ کے بڑے صاحبزادے سید شوکت محمود ۲۳ جون ۱۹۵۰ء/۱۳۶۹ھ میں پیدا ہوئے اور چھوٹے صاحبزادے سید غیاث محمود ۲۰ اگست ۱۹۵۴ء/۱۳۷۳ھ کو پیدا ہوئے۔

سید محمد مسعود احسن صاحب

ولادت و تعلیم آپ حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہ قدس سرہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ ولادت باسعادت ۲ جولائی ۱۹۲۳ء/۱۳۴۲ھ کو آستانہ عالیہ چورہ شریف میں ہوئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدگرامی سے حاصل کی پھر بند سلطانی میں مولوی فیض عالم سے صرف و نحو فقہ پڑھی۔ آپ کے والد بزرگوار اور ماموں جان نور بادشاہ دونوں نے آپ کو گجرات میں سید ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس انجمن خدام الصوفیہ میں ۱۹۴۰ء میں داخل کرایا۔ سید ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مفتیٔ زماں مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالسبحان (کھلابٹ والے) آپ پر خاص توجہ دیتے تھے۔

سید محمود شاہ گجراتی آپ کے ہم سبق تھے۔

حزب الاحناف ۱۹۴۵ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں آگئے۔ امام اہلسنت ابوالبرکات سید احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ پر نہایت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ مولانا امین الحق اور مفتی محمد حسین نعیمی آپ کے اساتذۂ خاص تھے۔ معقولات و منقولاتِ تفسیر و حدیث میں عبور حاصل کیا۔ آپ ڈیڑھ برس لاہور میں رہے۔ ۱۹۴۷ء میں دورۂ حدیث شروع ہونے پر قاضی عبدالنبی کوکب اور حافظ سید علی مرحوم کے ساتھ ایک دفعہ پھر گجرات میں دورۂ حدیث مکمل کیا۔ اس طرح آپ نے ۱۹۴۰ء سے ۱۹۵۲ء تک تقریباً بارہ سال کا طویل عرصہ ایک مردِ مجاہد کی طرح علم حاصل کرنے میں صرف کیا۔

تحصیل علومِ باطنی جب آپ آستانہ عالیہ چورہ شریف واپس آئے تو والد بزرگوار نے نہایت قلیل عرصہ میں سلوکِ مجددیہ سے نواز کر معرفتِ الٰہی کی منزل پر پہنچایا۔ اور خلافت و اجازتِ بیعت

چہار سلسلہ سے نواز کر تبلیغ دین کے لیے بھیجا۔

علوم ظاہری سے فارغ ہو کر علمی شغف پورا کرنے کے لیے محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔ کیونکہ اس وقت دینی مدارس کم تھے۔ ۱۹۸۳ء میں ریٹائر ہونے کے بعد پوری دلجمعی کے ساتھ تبلیغ دین اور اصلاح عام کے لیے کام کر رہے ہیں۔

جماعت خدام اہل سنت رجسٹرڈ
تبلیغ دین اسلام کے ذوق کی وجہ سے آپ نے مؤلف کو ایک تبلیغی جماعت جماعت خدام اہل سنت رجسٹرڈ فیصل آباد میں قائم کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ جماعت کے سرپرست ہیں۔ الحمد للہ! جماعت حکومت پنجاب سے فروری ۱۹۸۱ء سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہے اور تبلیغ دین میں حتی المقدور کوشاں ہے۔ کئی تبلیغی پمفلٹ اور رسائل طبع کرا کے مفت تقسیم کئے ہیں۔

صاحبزادگان
آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ ۱۔ سید ظفر مسعود ۲۔ سید بدر مسعود، دونوں کی ولادت ۱۴ دسمبر ۱۹۶۱ء / ۱۳۸۰ھ کو ہوئی۔ ۳۔ سید طارق مسعود کی ولادت یکم اپریل ۱۹۶۳ء / ۱۳۸۲ھ کو ہوئی۔

سید محمد مختار احسن صاحب

ولادت و تعلیم
آپ حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہ قدس سرہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ جنوری ۱۹۳۷ء کو آستانہ عالیہ نوریہ حجرہ شریف میں ہوئی۔

میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی کیونکہ پیرانہ سالی کی وجہ سے والد گرامی آپ کو جدا کرنے کے متحمل نہ ہو سکے۔ اس لیے اُن کی وفات کے بعد اپنے ماموں جان پیر فضل شاہ صاحب سے بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

بیعت و خلافت
علوم باطنی کی تربیت اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کر کے اجازت بیعت سے مجاز ہوئے۔ کہ اسی اثناء میں والد گرامی کا وصال ہو گیا۔ آپ کے وصال کے بعد ان کے حلقہ اثر کے معتدبہ معتقدین آپ کی نگرانی میں ہیں۔

آپ نہایت خوش اخلاق، خوش قامت اور معاملہ فہم انسان ہیں۔ اپنی عمر کی نسبت نہایت زیرک اور مدبر ہیں۔ مہمان نوازی تو ورثہ میں ملی ہوئی ہے۔ حضرات خواجہ سید محمد سعید شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے

حلقہ اثر میں بے حد مقبول ہیں۔ والدہ صاحبہ اور دو نو چھوٹے بھائی محمد طفیل اور محمد طیب آپ کے ساتھ ہیں۔

صاحبزادگان آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔
سید سیف اللہ خالد اور سید اسد اللہ غالب۔

خواجہ سید حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف و ولادت آپ حضرت خواجہ سید غلام محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے اور چہیتے فرزند تھے۔ تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی۔ جناب سید محمد عادل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے انوار تیراہی میں آپ کی عمر دو سال لکھی ہے جو ۱۹۱۱ء میں طبع ہوئی اس طرح سے آپ کی ولادت غالباً ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں ہوئی ہوگی۔

تعلیم و بیعت آپ نے علوم ظاہری کی تعلیم کوٹ داد وخاں کے مولوی قاضی نور حسین سے مکمل کی۔ اور بیعت حضرت سید نور شاہ المعروف جلالی پیر سے کی پھر تبلیغ دین اسلام میں تمام عمر کوشاں رہے۔

وفات آپ نے ستاون برس کی عمر میں ۱۳۹۵ھ / ۱۹۶۵ء میں وصال فرمایا۔ اور چورہ شریف میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ حسن ظاہری عطا کیا تھا۔ آپ بے حد خوبرو تھے جو ایک نظر دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا۔ حسن ظاہری کے ساتھ آپ حسن معنوی اور حسن اخلاق سے بھی مالا مال تھے۔ بلکہ حسن ظاہری اور حسن معنوی کا حسین امتزاج اور قدرت خداوندی کا نادر شاہکار تھے۔ نہایت نفیس الطبع صاحب ذوق اور خوش مذاق تھے۔ بات کرتے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ ایک دم کلیاں کھل گئی ہوں۔

صاحبزادگان صاحبزادہ سید سجاد حسین صاحب آپ کے اکلوتے صاحبزادے ۱۳۵۴ھ / ۱۵ ستمبر ۱۹۳۵ء کو اس دنیا میں تشریف لائے لیکن عین جوانی کی عمر میں تپدق کے موذی مرض میں مبتلا ہو گئے اور تقریباً بارہ سال سینی ٹوریم میں زیر علاج رہ کر یکم صفر ۱۳۹۶ھ / ۱۲ فروری ۱۹۷۶ء کو فوت ہو گئے۔

میں بھی فانی تو بھی فانی دہر میں
اک قیامت ہے مگر مرگِ جوانی دہر میں

شجرہ طیبہ

نقشبندیہ، مجددیہ، تیراہیہ، چوراہیہ

از گلستانِ محمد[1]، گل شگفتہ بوبکر[2]

گل ازاں سلمان[3] قاسم[4] جعفر[5] گلدستہ تر

گل گلستانِ بایزید[6] و بوالحسن[7] گل احمدی

گل ازاں منصور[8] گل ہم بوالعلی[9] نیکوسہر

یوسف[10] گل خالق[11] و گل عارف[12] و محمود[13] گل

گل علی[14] زاں گل سماسی[15] میر[16] گل صاحب نظر

بودہ سبا شاہ[17] بہا گل چرخی[18] و احرار[19] ازاں

گل محمد زاہد[20] و درویش[21] ما زاغ البصر

گل ازاں امکنگی[22] صاحب گل محمد باقی[23] است

گل مجدد[24]، گل ازاں معصوم[25] چوں شمس و قمر

حجۃ اللہ[26] ہم زبیر[27] و گل گلستان مصطفےٰ

گل ازاں سید اشرف[28] گل جمال اللہ[29] ثمر

گل محمد عیسےٰ[30] صاحب گل ازاں فیض اللہ[31] ہم

گل ازاں نور محمد[32]، دین محمد[33] گل نگر

باغبانِ لم یزل خواہد چو بلبل غنچہ گل

حضرت شاہ ولی[34] ازاں سعید[35] بابصر

ایں خواجگان پیرِ طریقت واقفِ اسرارہا

مسکین ازاں گلزارہا خواہد دعا شام و سحر

خواجۂ پیرِ طریقت پیشوائے اہلِ حق

ہست زاں دامن گرفتہ عاصی باچشمِ تر

تکملہ

جواہر نقشبندیہ

پاک و ہند کے چالیس مجددی آستانوں کے
مشائخ کا مختصر اور جامع تذکرہ

"جواہر نقشبندیہ مظاہر چوراہیہ" کا پہلا ایڈیشن مارچ ۱۹۷۹ء میں طبع ہو کر منظرِ عام پر آیا۔ اس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ چوراہیہ کے تمام مشائخ عظام کے مختصر لیکن مستند حالات و واقعات شجرہ مبارکہ کی ترتیب کے مطابق ضبط تحریر میں لائے گئے جس کو مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کی ارواح مقدسہ کے طفیل اللہ رب العزت نے قبولیت تامہ عطا فرمائی۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

لیکن موجودہ دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہند و پاک میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام معروف خانوادوں اور آستانوں کے مشائخ عظام کے مستند حالات اور کارہائے نمایاں کو سوانح نگاری کے جدید اصولوں کے مطابق یکجا کیا جائے تاکہ قارئین کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت، اثر و رسوخ، مقبولیت و معقولیت اور دینی خدمات کا صحیح اندازہ ہو سکے کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ پاک و ہند میں باقی تینوں سلاسل (قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) سے تقریباً چار صدیاں بعد وارد ہونے کے باوجود آج اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے متوسلین کی تعداد باقی تینوں سلاسل کے متوسلین کی مجموعی تعداد سے کسی طرح کم نہیں۔

یہ اس بات کی سند ہے کہ سرزمین پاک و ہند میں امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ السامی کی ذات بابرکات کی ترویج و التزام سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتھک کوششوں اور تجدیدی کارناموں سے جو شرک و بدعت کی بیخ کنی اور اسلام کی نشاط ثانیہ شروع ہوئی تھی آپ کے متعلقین و متوسلین اور معتقدین نے اس میں نہ صرف کوئی کمی نہیں آنے دی بلکہ اس کو بام عروج پر پہنچانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

یہ ایک طویل کام ہے اور فردِ واحد کے لئے کسی بھی طرح ممکن نہیں کہ اس کی تکمیل

کر سکے لیکن افادہ عام کی غرض سے اس تکملہ میں ہند و پاکستان میں طریقہ نقشبندیہ کے معروف خانوادوں اور آستانوں کے مشائخ عظام جو منصب و مسند رُشد و ہدایت پر فائز رہے ہیں کا مختصر تعارف و حالات پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ قارئین کرام طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے واقف ہوں اور ان کے ذوق و شوق میں اضافہ ہو۔

تکملہ کی ترتیب اس طرح ہے،

ا۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ہزاروں خلفاء میں سے سولہ (۱۶) جلیل القدر خلفاء۔

ب۔ عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے خلفاء مولانا محمد باقر، حاجی محمد افضل حافظ محمد محسن قدس اللہ اسرارہم۔

ج۔ آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف سے فیض یافتہ آستانے۔

د۔ دیگر نقشبندی آستانے۔

دُعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہم سب کو ان مشائخ عظام کے ارشاداتِ عالیہ اور طریقہ پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور بالآخر اپنے قرب سے بہرہ ور فرمائے! آمین ثم آمین۔

محمد یوسف مجددی نوری

خلفاء
امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز

۱- میر سیّد محمد نعمان قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

آپ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے با کمال خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کے والد ماجد میر شمس الدین بدخشانی المعروف "میر بزرگ" اپنے علو نسب فضل و علم اور تقویٰ کی بدولت بدخشاں اور ماوراء النہر کے مشاہیر میں سے تھے ان کا مولد و مسکن شہر "کشم" تھا جو بدخشاں کا شہر تھا۔

سید محمد نعمان کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد گرامی کو خواب میں امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اپنے اس بیٹے کا نام نعمان رکھنا تو آپ نے امام اعظم قدس سرہٗ کے امر کی تعمیل میں آپ کا نام "محمد نعمان" رکھا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۹۷۷ھ میں سمرقند میں ہوئی۔ ظاہری تعلیم کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی۔

باطنی تعلیم

فقراء کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے حضرت شیخ سعید حبشی قدس سرہٗ سے مصافحہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی دوران ہندوستان آکر قطب المحققین خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر رہے حضرت خواجہ نے طریقہ نقشبندیہ کے ذکر اور مراقبہ سے نوازا۔ آپ نے دنیوی علائق ترک کرکے پورے توکل پر قائم ہو کر فقر و فاقہ کے ساتھ حضرت خواجہ کی خدمت میں وقت گزارا۔

خلافت نامہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے اپنے مریدوں کی تربیت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سپرد کردی تو میر صاحب نے ایک رُقعہ حضرت امام ربانی قدس کو لکھا جس میں اپنی شکستہ دلی غریبی محتاجی اور بے استعدادی کا ذکر کے حضرت خواجہ کی وصیت کا ذکر کرنے کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ "مجھے آپ کی عنایات حاصل کرنے کے لئے سوائے سید ہونے کے کوئی ذریعہ نہیں اس لئے مجھ پر سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے رحم فرمائیے !" ۔

اس رُقعے کے مطالعے سے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ میر صاحب کو اپنے ساتھ سرہند لے آئے اُن کی تربیت فرمائی اور خصوصی الطاف و عنایات سے نوازتے رہے ان کا معاملہ پستی سے انتہائی عروج تک پہنچایا یہاں تک کہ ۱۰۱۸ھ میں میر صاحب کو خلعتِ خلافت و ارشاد سے سرفراز فرما کر برہان پور بھیج دیا ۔ یہ خلافت نامہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے عربی میں اپنے قلم بابرکت سے تحریر فرمایا ۔

برہانپور میں آپ کو مقبولیتِ عظیم حاصل ہوئی ۔ کہ بدخواہوں نے جہانگیر بادشاہ کو ان کے خلاف کردیا لیکن مہابت خاں کی فراست کی وجہ سے محفوظ رہے ۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ نے کثیر تعداد میں مکتوب آپ کے نام لکھے جو اسوقت مکتوبات شریف کے تینوں دفتروں میں موجود ہیں خاص طور سے دفتر اول میں مکتوب ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۷۳، ۲۰۴، ۲۰۹، ۲۲۴، ۲۲۸، ۲۳۱، ۲۳۸، ۲۴۶، ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۸۱ اور ۳۱۲ ، دفتر دوم میں مکتوب ۴ ، ۹۲ اور ۹۹ ، دفتر سوم میں مکتوب ۱ ، ۴ ، ۵ ، ۹ ، ۱۰ ، ۱۲ ، ۱۵ ، ۱۸ ، ۱۹ ، ۲۱ ، ۲۶ ، ۳۰ ، ۳۶ ، ۴۹ اور ۱۰۲ ہیں۔

ان کے علاوہ چند مکتوبات میں ضمناً آپ کا ذکر ہے ۔

وفات میر صاحب کی تاریخ ولادت لفظ "شیخ جنید" (۹۷۷) سے نکلتی ہے آپ کی وفات ۱۸ صفر ۱۰۵۸ھ کو ہوئی ۔ مادہ تاریخ "میر والاجاہ نعمان متقی" (۱۰۵۸) ہے ۔ مرقد اقدس اکبر آباد میں ہے ۔

(حضرات القدس ، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ زبدۃ المقامات)

۲- شیخ نور محمد پٹنی قدس سرہٗ

تعارف یہ "بدر سپہر ولایت" حضرت مجدد قدس سرہٗ کے قدیم اور جلیل القدر خلیفہ تھے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد پیر و مرشد کی تلاش، ان کی قسمت، ان کو آستانۂ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ پر لے آئی۔ اس کے بعد آپ کی تربیت بھی حضرت مجدد قدس سرہٗ کے سپرد فرمادی گئی۔ اپنی فطری سعادتمندی کی وجہ سے آپ نے حضرت قدس سرہٗ کے آبِ وضو اور مسواک وغیرہ کی خدمات اپنے ذمہ لے لیں۔

خلافت آپ بلند احوال، عالی مقامات تک پہنچے، آٹھ نو سال تک آستانہ عالیہ مجددیہ میں گزارا یہاں تک کہ مقاماتِ فائقہ سے فائز ہو کر مرتبہ ارشاد و ہدایت تک پہنچے اور حضرت مجدد قدس سرہٗ نے خلافت و اجازت تعلیم سے سرفراز فرما کر پٹنہ (صدر مقام صوبہ بہار ہندوستان) روانہ فرمایا۔

آپ نے پٹنہ میں دریائے گنگا کے کنارے سکونت اختیار کی وہاں مسجد بنائی اور طالبوں کو مستفید فرماتے رہے۔ فنا، نیستی، بے نفسی، استغناء اور بے نیازی آپ کے خاص اوصاف تھے۔ فقر و فاقہ کے برداشت کرنے میں جواں مرد تھے۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کے چھ مکتوب آپ کے نام ہیں۔ ۱۷۰/۱، ۲۷۰/۱، ۳۴/۲، ۸۵/۲، ۱۱۱/۳ اور ۱۲۱/۳۔

صاحب حضرات القدس شیخ بدرالدین سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، مخدوم زادہ کلاں، خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کی رحلت ۱۰۲۵ھ میں سرہند آئے۔ ان کی پیشانی سے عجب وارفتگی، بے نفسی، فنا اور گمنامی ظاہر ہوتی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں الف بے نہیں پڑھا اور راہِ خدا میں کوئی قدم نہیں رکھا۔ سن وفات معلوم نہ ہو سکا، پٹنہ میں مدفون ہوئے۔

(حضرات القدس سیرۃ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، زبدۃ المقامات)

۴- شیخ حمید بنگالی قدس سرہٗ

تعارف مولانا شیخ حمید دانشمند بنگالی منگل کوٹ (بنگال) کے قاضیوں کے مشہور خاندان سے تھے آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل لاہور میں کی۔ لیکن ان علوم کا ایسا اثر ہوا کہ صوفیہ کے مخالف ہو گئے تکمیل تعلیم کے بعد آپ دہلی آئے اور آگرہ میں لشکر شاہی کے مفتی عبدالرحمٰن کے مکان پر اتفاقیہ حضرت مجدد قدس سرہٗ سے ملاقات ہو گئی۔ تو حضرت مجدد قدس سرہٗ کے پیچھے ان کی قیام گاہ پر پہنچ گئے۔ اور دروازے پر ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے رہے۔

تعلیم باطنی یہ حال دیکھ کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے شیخ حمید کو خلوت خاص میں طلب فرما کر توبہ تعلیم اور نسبت سے نوازا۔ شیخ کے قلب میں یہ نسبت اس طرح سرایت کر گئی کہ آپ مغلوب الحال ہو گئے۔ پھر با پیادہ بلا ارادہ لیکن دلدادہ آپ کے ساتھ سرہند شریف پہنچے۔

خلافت زبدۃ المقامات کے مطابق آپ تقریباً دو سال خدمت مجدد قدس سرہٗ میں حاضر رہے اور مقامات جذب و سلوک طے کر کے درجہ ولایت پر فائز ہوئے۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ بوقت رخصت آپ نے حضرت مجدد قدس سرہٗ سے ایک جوتی بطور تبرک لی اور اس جوتی کو پگڑی میں باندھ کر سر پر تاج کی طرح رکھے وطن کو تشریف لے گئے۔

احترام پاپوش ۱۰۱۶ھ میں اپنے وطن پہنچ کر اس پاپوش کے لئے الگ حجرہ بنوا کر بصد ادب و احترام اس کو حجرہ میں رکھا۔ اطراف سے لوگ اپنی مشکلات کے حل کے لئے اور بیماریوں کی شفایابی کے لئے پانی کے کوزے وہاں لاتے اور شیخ اس جوتی کا ایک گوشہ اس پانی میں ڈبو کر دے دیتے تو لوگ شفایاب ہو جاتے جس مریض کے مقدر میں شفا نہ ہوتی تو پانی کے کوزے میں جوتی ڈبوتے ہی کوزہ ٹوٹ جاتا یہ

بات تجربہ میں آئی ہے

بہ زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

شیخ کے انتقال کے بعد ان کی قبر اقدس کے سرہانے ایک طاقچہ بنا کر وہ جوتی رکھ دی گئی اور حاجتمند حاضر ہو کر مستفیض ہوتے رہے آپ کی تشرع، تقویٰ، عزیمت کی رعایت رخصت کا ترک اعلیٰ درجہ پر تھا۔ آداب سلسلہ نقشبندیہ کا اتباع، فقر و توکل، زہد جاں سپاری میں کامل تھے۔

شیخ حمید قدس سرہٗ کے نام حضرت مجدد قدس سرہٗ نے پانچ مکتوب ارسال فرمائے، ۱۵۸/۱، ۲۲۰/۱، ۲۹۲/۱، ۹۶/۲، ۸۴/۲۔

وصال شیخ حمید بنگالی قدس سرہٗ نے ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء وفات پائی۔ آپ کے فرزند شیخ حبیب الرحمٰن صاحب احوال و مقامات ہوتے ہیں۔ استقامت و کرامت کے ساتھ طالبوں کے افاضے میں سرگرم رہے آپ کی صحبت مقبولیت عظیم رکھتی تھی۔

شاہجہان بادشاہ شیخ حمید قدس سرہٗ کا بے حد معتقد تھا۔ آپ کے شکستہ مزار کے قریب ایک مسجد تھی۔ جس کی نسبت مشہور ہے کہ شاہجہاں کی تعمیر کردہ ہے۔

(زبدۃ المقامات، حضرات القدس حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، رودِ کوثر)

۴- شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا شیخ محمد طاہر المعروف شیخ طاہر بندگی لاہوری اجل خلفائے امام ربانی قدس سرہٗ میں سے تھے۔ ولادت مبارک ۹۸۴ھ لاہور میں ہوئی۔ آپ علوم عقلیہ و نقلیہ کے فاضل اور لاہور کے علماء و صلحاء میں بے حد مقبول اور حافظ قرآن تھے۔ شروع میں شاہ کمال قادری کیتھلی قدس سرہٗ سے نسبت قائم کی۔

تلاشِ مرشد

مرشدِ برحق کی تلاش میں سرہند شریف میں امام ربانی قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں پہنچنے کے بعد سالہا سال بعجز انکساری عاجزی اور خاکساری میں آستانہ عالیہ پر گزارے۔ اسی دوران امام ربانی قدس سرہٗ نے اپنے عالی مرتبت صاحبزادوں کی تعلیم ان کے سپرد کردی۔ باوجود عالم فاضل ہونے کے آپ حضرت مجدد قدس سرہٗ کا بے حد ادب کرتے تھے اور ہیبت زدہ رہتے تھے۔

پیشانی پر شقی لکھا جانا

حضرت مجدد قدس سرہٗ ایک مرتبہ حلقۂ ذکر میں تھے کہ دیکھا کہ شیخ طاہر بندگی کی پیشانی پر "شقی" لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ان سے عجیب عجیب لغزشیں ظہور میں آئیں۔ صاحب زبدۃ المقامات فرماتے ہیں کہ شیخ طاہر نے ایک دفعہ کہا کہ میں فناء کے مقام پر پہنچ گیا ہوں اب حضرت مجدد قدس سرہٗ میرے احوال سلب نہیں کر سکتے۔ معلوم ہونے پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے سب احوال سلب کر لئے لیکن تائب ہونے پر معاف فرمادیا۔

ایک دفعہ عشقِ مجازی میں مبتلا ہو گئے تو صاحبزادگان کے کہنے پر کہ ہمارے اُستاد ہیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی تو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس قضائے مبرم کو آپ کی دعا کی برکت سے ٹال دیا۔ مکتوب ۲۱۷، دفتر اول میں قضائے مبرم اور قضائے معلق اور اس واقعہ کا ذکر ہے۔

شیخ طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کو جو تحریری خلافت نامہ عطا ہوا اس میں بھی اِس واقعہ کا ذکر موجود ہے۔

خلافت

حضرت مجدد قدس سرہٗ نے آپ کو خلافت نامہ عطا فرما کر اس دور کے عظیم شہر لاہور میں طالبوں کو تربیت کے لئے مامور فرمایا۔ آپ نے شہر لاہور میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا لیکن اس کے باوجود آپ کو گوشہ نشینی اور تنہائی بے حد پسند تھی عموماً حجرۂ تنہائی میں رہتے۔ مخلوق کی آمد و رفت کو روکتے۔ خصوصاً امراء اور دولتمندوں کو پاس نہ آنے دیتے۔

ذریعہ معاش آپ کتابوں کی کتابت سے اپنی روزی حاصل کرتے. تفسیر و حدیث کی کتب اور تفسیر بیضاوی اور مشکوٰۃ شریف پر حاشیہ کی تزئین کرتے آپ کا خط بہت اچھا تھا۔ ہر سال مرشدِ طریقت کی خدمت میں حاضر ہوتے ۔آپ نے اپنی اکثر عمر تجرد میں گزاری لیکن آخر عمر میں ادائے سنتِ نبوی کی غرض سے نکاح کرلیا۔

قطب ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے شیخ طاہر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، آپ کو علاقہ لاہور کا قطب بنایا گیا ہے۔حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ پا پیادہ بنور سے لاہور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

وفات آپ کی وفات چھپن ۵۶ سال کی عمر میں بروز پنجشبہ ۲۰ محرم ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء ہوئی۔ لاہور میں میانی قبرستان میں آپ کا مزار اقدس ہے۔

مادۂ تاریخ " آہ معرفت مُرد " ہے۔
۱۰۴۰

(زبدۃ المقامات، حضرات القدس، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

۵- شیخ بدیع الدین سہارنپوری قدس سرہٗ

تعارف شیخ بدیع الدین بن رفیع الدین انصاری شہر سہارنپورؔ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ اول اپنے ہی شہر میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

نسبت باطنی طلب علم کی جہد میں سرہند شریف کے مشہور صاحب ریاضت بزرگ کی خانقاہ میں پہنچ گئے۔ اُس زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے رخصت ہو کر سرہند شریف تشریف لائے تھے اور ابھی آپ کی رشد و ہدایت کا شہرہ نہیں ہوا تھا۔ تو کبھی کبھی شیخ بدیع الدین کی زبان پر حضرت مجدد قدس سرہٗ کے خلاف اُس بزرگ کے سامنے کوئی لفظ نکل جاتا تو وہ بزرگ بہت ناراض ہوتے اور فرماتے کہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ وہ روئے زمین کے قطب ہوں گے لوگ ابھی ان کی قدر نہیں جانتے۔ مگر

ایک وقت آئے گا کہ تم بھی ان سے فیض یاب ہوگے ۔

توبہ کی ابتداء

شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں میں کبھی کبھی حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا لیکن عشق مجازی میں مبتلا تھا اور اعمالِ صالحہ سے دور تھا۔ ایک دن حضرت مجدد قدس سرہٗ نے مجھے فرمایا،

" تم نماز کیوں نہیں پڑھتے اور گناہوں سے باز کیوں نہیں آتے ؟ "

میں نے کہا، " ایسی نصیحتیں میں لوگوں سے بہت سُن چکا ہوں اگر آپ مجھے گمراہی سے نکال دیں تو بہتر ورنہ نصیحت تو کارگر نہیں ہوتی "۔

آپ نے فرمایا ، " کل آنا ! "

جب میں تیسرے چوتھے دن حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا ، " وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو پھر میرے پاس آؤ ! "۔ پھر آپ مجھے خلوت میں لے گئے توجہ فرمائی اور ذکرِ قلبی کی تعلیم دی تو میں ایک دن رات بے ہوش و بے خود رہا۔

ملازمتِ حضرت مجدد قدس سرہٗ

جب مجھے افاقہ ہوا تو حضرت کی کیمیا اثر نظر سے میں خود کو اپنے سے دُور اور عالمِ غیب سے نزدیک پانے لگا۔ اس کے بعد سالہا سال آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہے اور واردات و مقامات اور درجاتِ کمال و تکمیل سے مشرف ہوئے۔ تو حضرت نے تعلیم طریقت کی اجازت دے کر وطن مالوف سہارنپور رخصت فرمایا۔

آگرہ

کچھ عرصہ بعد حضرت مجدد قدس سرہٗ نے آپ کو سہارنپور سے آگرہ جانے کا حکم دیا اور فرمایا " وہاں کمال استقامت سے کام لینا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے نہ آنا۔ " آپ آگرہ میں بے حد مقبول ہوئے۔ فقراء و اغنیاء سب کو آپ کے فیوض و برکات پہنچے۔ اسی دوران آپ حضرت مجدد قدس سرہٗ کی اجازت کے بغیر واپس آگئے یہ اَمر حضرت پر بہت گراں گزرا۔ آپ نے پھر عرض کی " اب حکم ہو تو پھر آگرہ چلا جاؤں ؟ "

حضرت نے فرمایا، " وقت وہی تھا اب جاؤ تو اپنی مرضی سے جاؤ ! "

شیخ بدیع الدین آگرہ پہنچے لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔ آپ کے بعض مکشوف کی بناء

پر آپ کا وہاں ٹھہرنا دشوار ہوگیا اس لئے آپ آگرے سے واپس سہارنپور آگئے اور بقیہ عمر وہیں گزار دی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے دس مکتوب شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہیں دفتر اول ۱۷۲، ۱۹۲، ۲۴۲، ۲۵۲، ۲۵۶، ۲۷۶، ۲۸۲، اور دفتر دوم میں ۱۶، ۸۸ اور دفتر سوم میں ۶۔

وفات بمطابق "نزہۃ الخواطر" آپ کا وصال ۱۰۴۲ھ میں اپنے وطن سہارنپور میں ہوا۔

(حضرات القدس، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

۶۔ حاجی خضر خاں افغان قدس سرہٗ

تعارف آپ کا مولد و مدفن قصبہ بہلول پور ہے جو کہ مضافات سرہند شریف میں ہے پہلے آپ شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ (والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) کی صحبت سے مشرف ہوئے پھر ولولہ شوق اور غلبہ شوق میں سفر و حضر میں ساتھ رہے اور مشائخ و فقراء کی خدمت میں حاضر رہے۔

حج بیت اللہ آپ حج بیت اللہ شریف کو تشریف لے گئے تو حجازِ مقدس میں فقراء کے آستانوں پر حاضری دی۔ بیت المقدس میں بھی حاضری دی لیکن کسی جگہ دل کو تسکین نہ ہوئی اس لئے آپ واپس ہندوستان آگئے۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں اسی عالم بے قراری میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں پہنچ گئے تو دل کو آرام و سکون اور قرار حاصل ہوگیا۔ یہاں تلقینِ ذکر کی سعادت حاصل کی۔ وارداتِ عظیمہ اور مقاماتِ علیہ سے مشرف ہوئے۔

ابلیس کا بس نہ چلا ایک دفعہ پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیطان ابلیس لعین کو دیکھا تو دریافت فرمایا کہ میرے مریدوں میں سے کوئی ایسا ہے جس پر تو نے قابو نہ پایا ہو؟ اس نے فوراً جواب دیا "حاجی خضر!"۔ یعنی فرمان الٰہی اِنَّ عبادی لیس لک علیھم سلطان[1] (بے شک میرے بندوں پر تیرا قابو نہیں چل سکتا) کے زمرہ میں شامل تھے۔ (1۔ سورۃ الحجر ۴۲۔)

حالات و مقام حاجی خضر خاں اپنے مرشد صادق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے دیدار کے عاشق تھے۔ اور حضرت پر اپنی جان تک قربان کر دینے پر ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اذان اس خوش الحانی اور بلند آواز سے پڑھتے کہ سامعین مبہوت رہ جاتے۔ جب تک آپ حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں رہے کسی اور نے اذان نہیں دی آپ کی اذان دلوں پر خاص اثر ڈالتی تھی۔

ہر شب جمعہ آپ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مسجد کے حجرے میں انتہائی خوش الحانی سے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہے، اکثر اوقات سحر کے وقت تک بلکہ تمام رات خوش آواز میں نعتیہ اشعار پڑھتے اور روتے بمصداق ؎

اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اک درد سا پیدا ہوتا ہے
میں راتوں اٹھ اٹھ روتا ہوں جب سارا عالم سوتا ہے

آپ کا ذکر و تلاوت، نماز و اوراد اور مراقبہ و استغراق، سوز و گداز اور مخلصین کی خدمت یادگار زمانہ تھی۔

خلیفہ مجاز آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز اور مخلص مرید تھے بے شمار مخلوق نے آپ سے فیض سرمدی حاصل کیا کہ شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ پہلے آپ ہی کے خلیفہ تھے اور پھر آپ نے خود ان کو امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں بھیجا۔

وصال حاجی خضر خاں نے جب بجواڑہ شریف میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے وصال کی خبر سنی تو بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پر روتے اور آہ و زاری کرتے

سرہند شریف پہنچے اور مخدوم زادوں کے قدموں پر گر گئے۔ مخدوم زادوں کے فرمان پر اس طرح اذان دی کہ سب حضرات اور محلہ والوں کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا زمانہ یاد آ گیا۔ کچھ عرصہ بعد خود بھی ۱۰۳۴ھ (حضرات القدس) یا ۱۰۳۵ھ/۱۶۲۵ء (زبدۃ المقامات) میں وفات پائی۔

(حضرات القدس، زبدۃ المقامات، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

۷۔ علامہ بدر الدین سرہندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت علامہ بدر الدین قدس سرہٗ کی ولادت سرہند شریف میں ہوئی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور تقریباً سترہ برس آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہے اور سلوک باطنی میں درجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری میں آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ اکثر کُتب خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ العزیز فرزندِ اکبر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے پڑھیں۔

تصانیف آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے اکثر ناپید ہیں۔

۱۔ کتاب درباره کراماتِ اولیاء ۲۔ اثباتِ خوارقِ اولیاء

۳۔ فتوح الغیب (تصنیف غوث الاعظم قدس سرہٗ) کا فارسی ترجمہ

۴۔ کتاب الروائح فی شرح اصطلاحاتِ صوفیہ و اشغالِ قادریہ و نقشبندیہ

۵۔ بہجۃ الاسرار کا فارسی ترجمہ ۶۔ درجات الابرار ۷۔ مجمع الاولیاء

۸۔ سنوات الاتقیاء (اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے وقت تک کے اربابِ کمال کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔)

۹۔ حضرات القدس۔ اس کے حصہ اول میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ تک سلسلہ نقشبندیہ کے تمام بزرگوں کے حالات ہیں اور دوسرے حصہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور ان کے صاحبزادگان و خلفاء کے حالات درج ہیں۔

حضرات القدس ایک عظیم تصنیف ہے۔ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حالات و واقعات کا مستند مجموعہ ہے اکثر دفعہ فارسی میں طبع ہو چکا ہے اور اب اس کا اردو ترجمہ مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ سے طبع ہو چکا ہے (مؤلف نے بھی اس سے کافی استفادہ کیا ہے۔)

زیارتِ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات القدس میں فرماتے ہیں، حضرت مجدد قدس سرہٗ ایک عرصہ تک پشمینہ کے ایک مصلیٰ پر نماز ادا فرماتے رہے۔ آپ چونکہ جمع بین المذاہب کی کوشش فرماتے تھے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں پشمینی چیز پر سجدہ مکروہ ہے۔ اس لیے آپ نے سجدے کی جگہ پر ٹاٹ کا ایک ٹکڑا سی لیا تھا اور سالہا سال اس پر نماز ادا فرماتے رہے جب وہ کپڑا میلا ہو گیا، تو خادموں نے اس ٹکڑے کو علیحدہ کر کے دوسرا کپڑا سی دیا۔ اس مسکین نے اس علیحدہ کئے ہوئے متبرک کپڑے کو اپنی پگڑی میں رکھ لیا کہ گھر جا کر پورے احترام کے ساتھ اچھی جگہ رکھوں گا۔

اتفاقاً رات کو عشا کے بعد سو گیا اور وہ ٹکڑا میری پگڑی میں ہی رہ گیا۔ اس کپڑے کی برکت اور بزرگی کے صدقے میں اس رات خواب میں بارہ مرتبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ہر بار میں بیدار ہو جاتا تھا اور پھر سو جاتا تھا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا تھا۔

وفات

عجیب اتفاق ہے کہ ایسی عظیم ہستی کی ولادت و وفات کی تاریخ کے متعلق تمام کتب متداولہ خاموش ہیں۔

(زبدۃ المقامات، حضرات القدس، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

۸۔ خواجہ مولانا محمد ہاشم کشمی برہانپوری قدس سرہٗ

تعارف

خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ کے والد ماجد خواجہ محمد قاسم قدس سرہٗ اکابر اولیاء اور اپنے وقت کے مقتدر علماء میں سے تھے۔ بادشاہ بدخشاں مرزا شاہ رُخ کے استاد

تھے اور سلسلہ کبرویہ سے منسلک تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت موضع کشم علاقہ بدخشاں میں ہوئی۔ اور وہیں علماء سے تحصیلِ علم کے بعد ہندوستان تشریف لائے۔

میر محمد نعمان قدس سرہٗ کی خدمت میں

فرماتے ہیں کہ ہندوستان آنے کے چند دن بعد ہی میری حاضری مرشدِ برحق میر محمد نعمان کی خدمتِ بابرکت میں ہوئی جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے خلفاء میں سے مسندِ ارشاد پر متمکن تھے۔ ان سے میں نے اس سلسلہ شریفیہ کا ذکر و مراقبہ سیکھا اور ایک عرصہ ان کی خدمتِ اقدس میں رہا۔

اسی دوران آپ کا نکاح سید محمد نعمان کی صاحبزادی سے ہو گیا اور ساتھ ہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے بھی خصوصی تعلق اور خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۰۳۱ھ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کو طلب فرمایا۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں

چنانچہ بہ تعمیلِ ارشاد میر محمد نعمان قدس سرہٗ آپ حضرت مجدد قدس سرہٗ کی بارگاہِ عالیہ میں ۱۰۳۲ھ میں اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ اور قریباً دو سال سفر و حضر، خلوت و جلوت میں آپ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اس قلیل عرصہ میں جس قدر فوائد و برکات اور انوار اِس آفتابِ عالم تاب سے حاصل کیے وہ شرح و بیان سے باہر ہیں۔

اسی زمانہ میں حکمِ عالیہ کے تحت مکتوبات شریف کے تیسرے دفتر کی تیاری آپ کے ذمہ ہوئی۔

برہانپور

حضرت مجدد قدس سرہٗ کی توجہ اور قوتِ تصرف کی برکت سے آپ کے احوالِ باطنی سے حالاتِ عجیبہ ظاہر ہوئے۔ اور محرمانِ راز اور خلوتیانِ اسرار میں شمار ہونے لگے آپ خلافت اور تعلیم طریقہ سے مشرف ہو کر حضرت مجدد قدس سرہٗ کے حکم سے برہانپور میں قیام پذیر ہوئے وہاں کے لوگ مور و ملخ کی طرح غریب و امیران کے گرد جمع ہو گئے۔ اس علاقہ میں ان کا وجود قطب مدار تھا۔

زبدۃ المقامات

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی حیات میں ہی مخدوم زادوں کی فرمائش پر ان فوائد و معارف کو لکھنا شروع کیا جن کو خلوت و جلوت

میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی زبانِ گوہر فشاں سے سُنا تھا۔ ابھی چند اوراق لکھنے پائے تھے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ رفیق اعلےٰ سے واصل ہوگئے۔

وصالِ مُرشد کے بعد آپ کی توجہ اِس کام کی طرف زیادہ ہوگئی۔ چنانچہ آپ نے پیرو مُرشد کے حالات کے ساتھ مخدوم زادگان اور خلفاء کے حالات میں ایک جامع اور مستند مجموعہ ترتیب دیا جس کا نام "برکاتِ الاحمدیہ الباقیہ" رکھا لیکن اس مجموعہ کا تاریخی نام "زبدۃ المقامات" ہی زیادہ مشہور ہوا۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ کے حالات و واقعات پر اس سے زیادہ قدیم اور مستند کتاب غالباً اور کوئی نہ ہوگی۔

مکاشفاتِ عینیہ اس کے بعد امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے بعض ایسے مسودات کا مجموعہ جو بعض خلفاء کے پاس محفوظ تھے۔ آپ نے بہ تمام و کمال مرتب فرما کر اس کا نام "مکاشفاتِ عینیہ" رکھا۔ جس کا آغاز ۱۰۵۱ھ میں ہوا اور غالباً تاریخی نام "مکاشفاتِ عینیہ مجددیہ" ۱۰۵۳ھ سالِ تکمیل ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ آپ کا دیوان جو تمام حضرت مجدد قدس سرہٗ کی مدح میں ہے ابھی تک غیر مطبوعہ ہے آپ نے اپنے مرشد کے وصال پر ان کی عمر مبارک کے سال کی تعداد پر تریسٹھ تاریخی قطعات موزوں کیے۔ اس کے علاوہ "نسمات القدس" بھی آپکی تصنیف ہے۔

وفات برہانپور میں آپ کی وفات غالباً ۱۰۵۴ھ میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ پہلے آپ کا مزار اقدس عیدگاہ کے قریب پانڈہ رول ندی کے کنارے پر تھا۔ کہ ۱۲۷۲ھ میں عالمِ خواب میں خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ نے ایک بزرگ محمد طاہر صاحب کو سیلاب کی وجہ سے مزار شریف دوسری جگہ منتقل کرنے کی ہدایت کی۔ جیسا کہ کتبہ سے ظاہر ہے۔ موجودہ کتبہ پر آپ کا سن وفات ۱۰۴۵ھ درج ہے جس میں شاید غلطی سے اعداد کی ترتیب تبدل ہوگئی اصل سن ۱۰۵۴ھ ہے۔ تین سو سال بعد جب آپ کی قبر مبارک کھولی گئی تو قرب و جوار کا علاقہ خوشبو سے مہک گیا پھر جنازہ پڑھ کر دفنایا گیا۔

(حضرات القدس، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، زبدۃ المقامات)

۹۔ سید آدم بنوری قدس سرہٗ

تعارف

سید آدم بن سید اسمٰعیل بنوری صحیح النسب سادات تھے۔ آپ کے بزرگوں کا اصلی وطن روم (رُدَہ) تھا۔ کسی وجہ سے آپ کے بزرگوں نے ترکِ وطن کر کے قصبہ بنور (مضافات سرہند) میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابتدا میں آپ فوج میں ملازم ہو گئے لیکن جلد ہی فوج چھوڑ کر فقرا۔ کی خدمت اختیار کی لیکن کسی سے باطنی تشفی نہ ہوئی۔ ایک روز ایک گوشہ نشین فقیر کی خدمت میں تھے تو انھوں نے فرمایا تمہارا حصہ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے پاس ہے۔ جو اس وقت تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں

اُسی وقت آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی بارگاہ عالم پناہ کا رُخ کیا کہ ملتان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلیفہ حاجی خضر خاں افغان سے ملاقات ہو گئی۔ کچھ مدت ان کی خدمت میں گزاری۔ وہاں تسکینِ خاطر نہ ہونے کی وجہ سے حاجی صاحب نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں اجمیر شریف بھیج دیا۔ کیونکہ ان دنوں حضرت شیخ قدس سرہٗ اجمیر شریف میں تھے۔ حضرت قدس سرہٗ نے آپ کو قبول فرمایا اور نسبتِ خاصہ کے القا سے مشرف فرمایا اور آپ اس طریقہ عالیہ کی فنا۔ و بقا سے مشرف ہو گئے۔

مقام

نکات الاسرار میں شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی آخری توجہ ہمارے ہزار سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے۔ اسی نے ہمیں قربِ پروردگار کے انتہائی مقام پر پہنچایا۔

تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ رب العزت کا بہت شکر واجب ہے۔ کہ تو ان کمالات تک پہنچ گیا آجکل کوئی شاذ و نادر ہی کوئی ایسے عظیم مقام پر پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے سب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی توجہ کی برکت سے ہے

اجمیر شریف میں حضرت نے مجھے حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے سرفراز فرمایا اور اجمیر میں ہی حقیقتِ قرآن کی بھی خوش خبری سنائی اور سرہند شریف میں خلافت سے مشرف فرمایا اس کے بعد حضرت مجدد قدس سرہٗ کا وصال ہوگیا۔

شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت کے مزار پُرانوار پر دو سال رہا۔ اور بحالتِ زندگی کی طرح افادہ پایا۔ زہد و اتقاء۔ اتباعِ سنت اور دفعِ بدعت میں مشہور تھے۔ شریعت و طریقت میں استقامت کے مقام پر فائز تھے۔ آپ کے نیک اور صالح درویش پوری جمعیت اور کامل طہارت کے ساتھ لنگر تیار کرتے اور سب کو برابر تقسیم فرماتے۔

خلفاء و مریدین

آپ کے خلفاء ایک سو اور مریدین ایک لاکھ تھے۔ لیکن "نزہتہ الخواطر" کے مطابق خلفاء ایک ہزار اور مریدین چار لاکھ تھے۔

سفر لاہور اور شاہجہان کی برہمی

آپ نے ۱۰۵۲ھ میں لاہور کا سفر کیا تو دس ہزار مشائخ و اکابرِ وقت آپ کے ساتھ تھے شاہجہان بادشاہ بھی وہاں موجود تھا۔ بعض لوگوں نے شاہجہان کے کان میں آپ کی بدگوئی کی کہ کہیں فساد نہ برپا ہو جائے۔ بادشاہ ورغلانے میں آگیا اور آپ کو حج کے لیئے مکہ معظمہ جانے کا حکم دیا۔ چونکہ آپ پہلے ہی حج بیت اللہ اور روضہ رسُول صلے اللہ علیہ وسلم کے مشتاق تھے۔ اس لیئے آپ بمعہ اہل و عیال حج بیت اللہ شریف کے لیئے روانہ ہوگئے۔ حج کے بعد روضہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حاضری نصیب ہوئی اور چالیس روز حرم مسجد میں قیام کی اجازت حاصل ہوئی۔ وہاں بھی آپ کو مقبولیتِ عظیم حاصل ہوئی۔

وفات

۴۷ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ۱۳ شوال ۱۰۵۴ھ ۱۶۴۴ء کو انتقال فرمایا جنت البقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس مدفون ہوئے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد شاہ عبدالرحیم قدس اللہ اسرارہم آپ کے مشہور خلفاء میں سے تھے۔

(حضرات القدس، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، زبدۃ المقامات)

۱۰- شیخ احمد برکی قدس سرہٗ

تعارف شیخ احمد موضع برک (کابل اور قندھار کے درمیان واقع ہے) شہر اور علاقہ کے جید علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

سرہند شریف میں مولانا کا ایک ہموطن دوست بغرض تجارت ہندوستان گیا تو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا شہرہ سُن کر حاضر خدمت ہوا۔ اور بیعت ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا۔ وطن واپس جاتے ہوئے مکتوبات شریف کے کچھ اوراق اپنے ہمراہ لیتا گیا۔ مولانا شیخ احمد نے جب ان مکتوبات شریف کا مطالعہ کیا تو متاثر ہو کر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے کمالات باطنی کا اندازہ لگایا پھر جذبۂ دل ان کو سرہند لے آیا۔

خلافت و اجازت سرہند شریف پہنچ کر آپ داخل سلسلہ نقشبندیہ ہوئے اور باخلاص حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں رہنے لگے۔ آپ کی خصوصی توجہ اور شیخ احمد کی ارادت و صدق کی وجہ سے ایک ہفتہ ہی میں درجہ کمال کو پہنچ گئے۔ اور طریقہ تعلیم میں مجاز ہو کر وطن واپس جانے کی اجازت حاصل کی۔

مقام و درجات حضرت مجدد قدس سرہٗ اپنے مکتوب ۲۷۵ دفتر اوّل میں فرماتے ہیں، "آپ کو اس علاقہ کا قطب مدار بنایا گیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو آپ کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔"

شیخ احمد برکی قدس سرہٗ کے نام مکتوبات شریف میں کئی مکتوب ہیں، دفتر اوّل میں، ۲۳۹، ۲۵۰، ۲۵۴، ۲۷۴، ۲۷۵۔ دفتر دوم میں ۱۴، ۹۱، ۷۷ اور دفتر سوم میں ۱۰۵۔

وفات حضرت مجدد قدس سرہٗ نے مکتوب ۹۱ دفتر دوم میں تحریر فرمایا، "اگر سفر آخرت پیش آئے تو شیخ حسن برکی قدس سرہٗ کو اپنا نائب بنا دیجئے گا۔" اس کے تھوڑے عرصہ بعد ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۶ء میں آپ نے انتقال فرمایا اور شیخ حسن برکی نے مسند سنبھالی۔

(زبدۃ المقامات۔ حضرات القدس۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

۱۱۔ شیخ یار محمد قدیم طالقانی قدس سرہٗ

تعارف آپ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے قدیم ارادتمندوں میں سے تھے اور طریقہ تعلیم کی اجازت سے ممتاز تھے۔ ایران کے شہر طالقان میں رہنے کی وجہ سے طالقانی کہلاتے تھے۔ آپ کو قدیم اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کے بعد ایک اور صاحب آپ کے ہم نام یار محمد ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مرید ہوئے اور آپ کے مکتوبات دفتر اول کے جامع ہیں۔ ان کو یار محمد جدید کہتے ہیں۔

آپ قائم اللیل، صائم النہار، کثیر السکوت و مراقبہ تھے آپ بے حد حسین تھے۔

زیارتِ حرمین شریفین آپ نے نہایت غربت اور تنگدستی میں حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا۔ طوافِ بیت اللہ اور روضہ اقدس کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اس سفر کی واپسی پر صاحب زبدۃ المقامات خواجہ ہاشم کشمی قدس سرہٗ سے بیان کیا کہ "میں نے رکن یمانی (خانہ کعبہ کا ایک رکن) کے قریب ہودج میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیب و زینت کے ساتھ دیکھا۔ اور میں اس لذت و حلاوت کے باعث از خود رفتہ ہو گیا۔

وفات حجاز مقدس سے واپسی کے ایک عرصہ بعد ۱۰۴۶ھ / ۱۶۳۶ء میں اکبر آباد میں تھے کہ وصال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

(زبدۃ المقامات، حضرات القدس۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

۱۲۔ شیخ یار محمد جدید طالقانی قدس سرہٗ

تعارف آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے بعض کتابیں پڑھیں اور ان سے بیعت فرما کر عرصہ دراز تک امام ربانی قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں رہے طالقان

ایران کا شہر ہے جس سے آپ کی نسبت ہے ۔

باطنی سلوک حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر باطنی سلوک کی تکمیل کی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے ۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات دفتر اوّل جس کا تاریخی نام "دُرالمعرفت" ہے ۱۰۲۵ھ میں مرتب فرمایا ۔

تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی ۔

(زبدۃ المقامات ، حضرات القدس ، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

۱۳ - شیخ کریم الدین المعروف بابا حسن ابدالی قدس سرہٗ

تعارف شیخ کریم الدین بابا حسن ابدال ضلع اٹک کے موضع کھتر میں پیدا ہوئے ۔ عالم شباب میں تحصیل علم کے لئے لاہور آئے ۔ پھر واپس اپنے وطن پہنچ کر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو گئے ۔

خواب ایک رات خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ صورت مبارک جمالِ یوسفی کی نشانی اور چہرے پر وجاہت و وقار ہویدا تھا ۔ دل میں خیال آیا کہ میں تو اسی بزرگ کا مرید ہوں گا ۔ پریشانی میں دن گزارا تو دوسری رات خواب میں پھر وہی نورانی صورت ظاہر ہوئی ۔ اسی طرح زلیخا کی طرح کئی مرتبہ اس بزرگ کا دیدار ہوا ۔ اس کے بعد چند روز زیارت نہ ہوئی تو دل بے چین ہو گیا اور بے آرامی غالب آ گئی ۔

سرہند شریف اسی بے قراری اور بے آرامی میں وطن کو خیر باد کہا اور مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے سرہند شریف پہنچ گئے ۔ اور وہاں شیخ جوہر کے پاس پہنچے جو وہاں کے اہل علم اور اہل تقوٰی تھے ۔ وہاں ایک صوفی منش نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مسجد اور خانقاہ دکھلائی ۔

فرماتے ہیں، جب میں اندر پہنچا تو میری نظر آپ کے روئے انور پر پڑی تو فوراً پہچان گیا کہ انہی کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ مجھ پر گریہ شوق اور جذبہ شوق کا غلبہ ہو گیا اور چاہا کہ آپ کے قدموں میں گر جاؤں۔ کہ حضرت نے مجھے اپنی بغل میں لے لیا اور اپنے ساتھ لگائے رکھا۔ میں دیر تک روتا رہا۔

علومِ باطنی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نظر کیمیا اثر کی برکت سے تھوڑے عرصہ میں درجات و ترقیات حاصل ہوئیں اور آپ کو تعلیم طریقت کی اجازت فرما کر وطن روانہ فرمایا۔

ترویج سلسلہ نقشبندیہ اپنے وطن حسن ابدال پہنچ کر ترویج سلسلہ میں کوشاں رہے۔ علاقہ کے لوگ بکثرت داخل سلسلہ ہوتے اور فیوض و برکات اور انوار و تجلیات سے بہرہ ور ہوئے۔

مقام آخری دنوں میں جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ گوشہ نشین ہو گئے تھے شیخ کریم الدین کے بارے میں آپ کا ارشاد تھا کہ شیخ اپنے دوستوں کے ہمراہ جب آیا کریں۔ انھیں کوئی منع نہ کرے۔

وفات شیخ کریم الدین بابا قدس سرہٗ کی وفات ۴ محرم ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء کو ہوئی اور اپنے وطن میں اپنے مسکن کے حجرے میں مدفون ہوئے۔

(زبدۃ المقامات، حضرات القدس، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

۱۴- شیخ عبد الحیّ حصاری قدس سرہٗ

تعارف شیخ عبد الحیّ بن خواجہ چاکر علیہ الرحمۃ حصار شادمان (علاقہ اصفہان) کے بہت بڑے عالم تھے۔ وہاں سے ہندوستان آکر پٹنہ میں مقیم ہو گئے۔ غالباً ۹۹۲ھ میں ولادت ہوئی کیونکہ ۱۰۵۲ھ میں جب آپ حج کو تشریف لے گئے آپ کی عمر ۶۰ برس تھی۔

سرہند شریف میں

توفیقِ الٰہی آپ کے شاملِ حال ہوئی۔ پٹنہ سے خلوص و عقیدت سے سرہند شریف آکر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا اور قلیل عرصہ میں حضرت کے مقربین اور محرمانِ راز میں داخل ہو گئے۔ خلوت و جلوت میں حاضر رہتے تھے۔ سالہا سال آستانہ عالیہ پر حاضر رہے۔

مکتوبات دفتر دوم

عروۃ الوثقیٰ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی فرمائش پر مکتوبات شریف کا دفتر دوم بہ اسم تاریخی "نور الخلائق" جو کہ ننانوے مکاتیب پر مشتمل ہے ۱۰۲۸ھ میں آپ ہی نے جمع فرمایا ہے۔

خلافت و اجازت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کو خلافت و مجاز بیعت فرما کر واپس پٹنہ روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا، "شیخ اِس مقام کا قطب ہے۔" وطن میں آپ کو قبولِ عظیم حاصل ہوا۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ نے دستی مکتوب میں شیخ نور محمد پٹنی کو لکھا،

"شیخ عبدالحیؔ آپ کا ہم شہری ہے علوم و معارف غریبہ کا مجموعہ ہے ...

.... بقاء اور جذب و سلوک کا تعلق رکھتا ہے۔" (مکتوب: ۸۵/۲)

شیخ کے نام متعدد مکتوب ہیں۔ دفتر اوّل ۲۷۷ - ۲۹۱ - ۳۰۲ - دفتر دوم ۷، ۳۷ ہیں۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مدینہ منورہ

شیخ عبدالحیؔ ۱۰۵۲ھ میں حضرت مجدد قدس سرہٗ کے مزارِ انور پر حاضری کے بعد حرمین شریفین کو روانہ ہو گئے۔ اور ہر قدم توکل کے ساتھ اٹھایا۔ اور اس مبارک سفر میں بہت مقبول رہے۔

دُوسرا حج

جب آپ ادائے حج کے بعد عازم وطن ہوئے تو راستہ میں جہاز ایک جگہ رُک گیا اور کئی دن تک اپنی جگہ سے نہ ہل سکا۔ سب لوگ حیران تھے۔ کہ شیخ عبدالحیؔ قدس سرہٗ نے کہا کہ سب حضرات روانہ ہو جائیں۔ میں اتر جاتا ہوں میں ایک حج اور کروں گا کیونکہ جہاز کا رُکنا میری وجہ سے ہے۔ کہتے ہیں جونہی شیخ اُترے جہاز چل پڑا۔

یہ سب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے تھا۔

آپ نے ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۰ء میں وفات پائی۔

(حضرات القدس۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، زبدۃ المقامات)

۱۵۔ شیخ عبیداللہ المعروف خواجہ کلاں قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ یکم ربیع الاول ۱۰۱۰ھ بمطابق ۱۳ نومبر ۱۶۰۱ء عصر کے وقت ولادت ہوئی۔ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے آپ کا نام خواجہ عبیداللہ احرار کے نام پر رکھا جن کے آپ بے حد معتقد تھے۔ آپ تقریباً اڑھائی برس کے تھے۔ جب خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا تو آپ نے اپنے دونو صاحبزادوں کو حضرت مجدد قدس سرہٗ سے توجہ دلائی اور ان کے سپرد کیا۔

پرورش و تعلیم پہلے خواجہ حسام الدین نے آپ کی پرورش کی۔ پھر شیخ الہ داد اور اس کے بعد حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں رہے اور علوم باطنی میں درجات حاصل کیے اور خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے جانشیں بنے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے خلافت حاصل کی۔

قرابت داری آپ کی ایک صاحبزادی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ محمد یحییٰ سے ہوئی اور اس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی قرابت داری کا شرف پایا۔

وفات آپ کی وفات ۱۸ جمادی الاول ۱۰۷۳ھ دہلی میں ہوئی۔ اپنے والد ماجد کے قبرستان دہلی میں مدفون ہوئے۔

(حضرات القدس۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، زبدۃ المقامات)

خواجہ عبد اللہ عرف خواجہ خورد قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے چھوٹے صاحبزادے اور دوسری زوجہ محترمہ کے بطن سے اپنے بڑے بھائی سے چار ماہ بعد ۹ رجب المرجب ۱۰۱۰ھ/۴ فروری ۱۶۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ شکل و شباہت میں آپ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی ہو بہو تصویر تھے۔

ابتدائی تعلیم والد گرامی کی وفات کے بعد ابتدائی تعلیم خواجہ حسام الدین قدس سرہٗ العزیز کی زیر تربیت ہوئی۔ آپ نے درسی کتب شیخ محمد شاکر اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس اللہ اسرارہم سے پڑھیں۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے آخری وقت آپ کی خواہش پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے خصوصی توجہ فرمائی دونوں بھائی چودہ سال کی عمر میں حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے ابھی دونوں سرہند سے باہر ہی تھے کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ نے پیغام بھیجا کہ اگر اس لئے آئے ہو کہ آپ کے والد بزرگوار کی وصیت پوری کروں تو آجاؤ، اور اگر پیرزادگی کے لحاظ سے آتے ہو تو میں پیرزادگی کے آداب بجالاؤں۔

دونوں نے عرض کیا کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بڑی عزت و اکرام کے ساتھ پاس رکھا اور سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت عطا فرمائی۔ خواجہ خورد طویل عرصہ آستانہ عرش نشان پر خاکساری کے ساتھ مقیم رہے اور واردات کثیر البرکات اور علوم و معارف خاصہ سے بہرہ کامل حاصل کیا۔

عقیدت حضرت خواجہ خورد کو امام ربانی قدس سرہٗ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ حافظ قرآن حکیم تھے۔ خوش گو شاعر اور فارسی انشا پردازی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

اولاد آپ کے تین صاحبزادے خواجہ سلام اللہ، خواجہ کلمۃ اللہ اور خواجہ بہاؤالدین تھے
آپ کے مریدوں میں شاہ عبدالرحیم (والد ماجد شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ) اور شاہ عبدالرحیم کے بڑے بھائی شیخ ابوالرضا۔ تھے۔

وفات آپ کی وفات بروز بدھوار ۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۰۴۷ھ کو ہوئی۔ مزارِ پُرانوار والدِ گرامی کے قبرستان میں ہے۔

(زبدۃ المقامات، حضرات القدس۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

خلفاء

قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ

۱۔ حضرت شیخ محمد باقر نقشبندی مجددی لاہوری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم گرامی محمد باقر بن مفتی شرف الدین عباسی حسینی نقشبندی لاہوری ولادت لاہور میں ہوئی لیکن سنِ ولادت معلوم نہ ہو سکا۔

علومِ ظاہری و باطنی علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ جامع معقول و منقول تھے۔ آپ کے والد اور آپ خود لاہور میں مفتی کے عہدے پر فائز تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور خلعتِ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

تصنیفات آپ نے خواجہ محمد معصوم اور حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم کے مکتوبات کا خلاصہ بنام "کنز الہدایات فی کشف البدایات والنہایات" فارسی میں تصنیف فرمایا۔ ایک تفسیر قرآن "منتہی الایجاز لکشف الاعجاز" بھی آپ کی تصنیف ہے۔
آپ لاہور کے نامور علماء اور مفتیاں میں شمار ہوتے ہیں چوہٹہ مفتی باقر اندرون شہر

آپ کے نام سے منسوب ہے۔

وفات آپ کی وفات ۱۱۰۱ھ/۱۶۸۹ء لاہور میں ہوئی۔ مزار اقدس چوہٹہ مفتی محمد باقر اندرون لاہور شہر ہے۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور۔ حدائق حنفیہ۔ مدینۃ الاولیاء)

۲۔ حافظ محمد محسن نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت حافظ محمد محسن نقشبندی، محقق و محدث شیخ عبدالحق قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع تھے۔ دہلی میں آپ کے وقت میں کسی عالم و فاضل کو آپ سے علم میں برابری کی جرأت نہ تھی۔

نسبتِ باطنی جب ہدایت الٰہی نے کشش فرمائی تو عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ورع و تقویٰ۔ زہد و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۴۷ھ/۱۷۳۵ء میں ہوئی۔

(حدائق حنفیہ۔ تذکرہ علمائے ہند)

۳۔ حاجی محمد افضل نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف آپ بلند پایہ محدث، ثقہ عالم فاضل متبحر اور ولی اللہ تھے۔ تحصیل علم کے بعد حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ اور دس سال اُن کی خدمت میں رہ کر فیوضِ باطنی حاصل کیے۔ پھر شیخ عبدالاحد ابن خواجہ محمد سعید ابن امام ربانی حضرت

مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں رہے۔

حج بیت اللہ آپ حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے حج بیت اللہ فرمایا۔ اور وہاں بے شمار فیوضات فتوحاتِ عظیم حاصل ہوئیں۔ شاہ ولی اللہ قدس سرہ سے حدیث کی سند حاصل کی۔ جو کوئی آپ کو نقد نذر و نیاز دیتا آپ اس کی کتابیں خرید کر وقف کر دیتے۔ آپ کی وفات ۱۱۴۶ھ/۱۷۳۴ء میں ہوئی۔

(حدائق حنفیہ۔ تذکرہ علمائے ہند)

حضرت شاہ عبد الرحیم مجددی شہید قدس سرہ

تعارف و ولادت شاہ عبد الرحیم شہید کشمیری الاصل تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۲ء میں ہوئی۔

نسبتِ باطنی ابتدائی تعلیم کے بعد صوفی ہدایت اللہ نقشبندی سے بیعت ہو کر عرفان و سلوک کے مقامات طے کئے۔ صوفی ہدایت اللہ عرف صوفی حسن کے مرشد صوفی عبد اللہ نقشبندی خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے۔

سلسلہ مجددیہ کا فروغ بنگال میں پہلے آپ مرشد آباد تشریف لائے۔ وہاں سے عہد عالمگیر میں ڈھاکہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ تاریخ ڈھاکہ میں ہے کہ اس وقت یہ بالکل ویران میدان تھا۔ اور آپ کی تشریف آوری سے ڈھاکہ شہر آباد ہوا۔ یہاں کے لوگ آپ کو "میاں صاحب" کہتے تھے۔

شاہ عبد الرحیم شہید قدس سرہ کی وجہ سے بنگال میں سلسلہ مجددیہ کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا چاٹگانگ کے مشہور بزرگ صوفی امانت علی مجددی آپ ہی کے خلیفہ تھے۔ اور صوفی سید محمد دائم قدس سرہ بھی آپ کے خلیفہ تھے۔

شہادت
۴، ستمبر ۵۸ ۱۱۵ھ / ۱۷۴۵ء کو ایک دیوانے نے آپ پر وار کیا اسی زخم سے ایک ماہ تین دن بعد ۹، رمضان المبارک ۵۸ ۱۱ھ کو چوراسی سال کی عمر میں دار فانی سے عالم بقا۔ کو رخصت ہوئے ڈھاکہ میں آپ کا مزار محلہ میدان میاں صاحب میں واقع ہے۔

آپ کے بعد آپ کے بھتیجے شاہ نجم الدین مجددی مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔ ان کے بعد شاہ بدیع الدین مجددی نے مسند رشد و ہدایت سنبھالی جو صاحب علم و فضل اور عارف کامل تھے۔

(تذکرہ صوفیائے بنگال)

صوفی سید محمد دائم مجددی قدس سرہٗ

ولادت و تعارف
حضرت صوفی سید محمد دائم قدس سرہٗ چاٹگام میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں ابتدائی تعلیم بھی پائی۔ آپ کے اجداد میں سے مشہور بزرگ حضرت بختیار ماہی سوار پانصد سال پہلے چاٹگام تشریف لائے۔

نسبت باطنی
سب سے پہلے آپ چاٹگام میں شاہ امانت اللہ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ شاہ امانت اللہ، شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ لیکن تھوڑے عرصہ بعد اپنے مرشد شاہ امانت اللہ قدس سرہٗ کی اجازت سے ڈھاکہ پہنچ کر شاہ عبدالرحیم شہید قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر کچھ عرصہ شاہ منعم بن امان بن عبدالکریم بن عبدالنعیم نقشبندی بہاری کے پاس پٹنہ میں بھی رہے۔

رشد و ہدایت اور مقبولیت
اس کے بعد ڈھاکہ کے محلہ عظیم پور میں مقیم ہو گئے اور اپنے دائرے سے باہر نہ نکلتے تھے۔ آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ دور دراز سے طالبان حق آپ کے پاس روحانی فیض و برکات حاصل کرنے آتے تھے۔

اشاعت علم سے آپ کو غیر معمولی دلچسپی تھی۔ اور درس و تدریس کے لئے علماء مقرر کئے تھے۔ اور سب کے لئے لنگر کا انتظام تھا۔

وفات صوفی سید محمد دائم قدس سرہٗ نے ۱۲۱۴ھ/۱۷۹۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار پُرانوار ڈھاکہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

(تذکرہ صوفیائے بنگال)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

آلومہار شریف

تعارف آلومہار شریف کے حسینی سادات امام علی نقی قدس سرہٗ کی اولاد سے ہیں۔ ہندو پاکستان میں سب سے پہلے بزرگ سید محمد حیون شاہ خراسان سے ہجرت کرکے اوّل بھکر اور پھر آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ میں قیام پذیر ہوئے۔ ان کے متعلق مشہور تھا کہ شیر پر سواری کرتے تھے اور سانپ کا چابک ہاتھ میں رکھا کرتے تھے۔ اس لئے وہ "شاہ شیر سوار" کے لقب سے مشہور تھے۔ لیکن آلومہار شریف کا نام جس شخصیت کی وجہ سے مشہور ہوا وہ سید چنن شاہ قدس سرہٗ ہیں۔

۱۔ خواجہ خواجگان سید چنن شاہ المعروف حضرتِ اعلیٰ قدس سرہٗ

ولادت و تعارف آپ کی ولادت ۱۲۰۴ھ/۱۷۹۰ء آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ ضروری تعلیم حاصل کرکے فوج میں ملازمت کی لیکن جلد ہی ملازمت چھوڑ کر فقراء و علماء کی مجلس میں حاضری دینے لگے ایک دن دریائے کابل کے کنارے ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا اپنے وطن واپس چلے جاؤ آپ کو دلی مراد وہیں حاصل ہوگی۔ چنانچہ آپ واپس آلومہار شریف آگئے۔

نسبت باطنی

انہی دنوں قطب العالم ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ نتھیال شریف، خلیفۂ اوّل شیخ المشائخ خواجہ سید نور محمد المعروف باواجی قدس سرہٗ چورہ شریف، سیالکوٹ شہر تشریف لائے۔ تو سید چنن شاہ قدس سرہٗ بھی زیارت کی نیت سے حاضر ہوئے۔ اور دل میں ارادہ کر لیا کہ اگر یہ بزرگ سید اور عالم ہوئے تو ان سے بیعت کر لوں گا۔

جب آپ ہادی نامدار شاہ قدس سرہٗ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو باادب رہتے ہوئے پشت کی جانب بیٹھ کر دل میں درود شریف پڑھنا شروع کر دیا ہادی نامدار نے فوراً پیٹھ پھیر کر فرمایا کچھ لوگ آتے ہیں اور پیچھے بیٹھ کر درود شریف پڑھتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ سید چنن شاہ نے متاثر ہو کر بیعت ہونے کا سوال پیش کر دیا۔ ہادی نامدار قدس سرہٗ نے فرمایا،

"شاہ جی! میں نہ سید ہوں نہ عالم، میں تو ایک پٹھان فقیر ہوں۔"

لیکن سید چنن شاہ قدس سرہٗ باصرار حلقہ بیعت میں داخل ہو گئے۔ اور قلیل عرصہ میں حقیقت و معرفت کے اعلٰے مقام پر فائز ہو کر شرف محبوبیت ذاتیہ سے بہرہ ور ہوئے۔ بعد میں آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف حاضر ہو کر شیخ المشائخ خواجہ نور محمد باواجی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر خلافت پائی۔

آپ کی محفل میں قال کی بجائے حال کا غلبہ ہوتا تھا۔ ایک قول کے مطابق آپ کے حلقہ روحانیت سے چار صد انسان ولی کامل اور خدا رسیدہ بزرگ بن گئے۔

وفات

آپ کی وفات سو سال کی عمر میں ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء میں ہوئی۔

(ماہنامہ ضیائے حرم بھیرہ شریف، خطیب الاسلام سید فیض الحسن شاہ نمبر مئی ۸۲ء)

خواجہ سید محمد امین شاہ المعروف حضرت ثانی قدس سرہٗ

ولادت و نسبت

آپ کی ولادت باسعادت غالباً ۱۲۴۵ھ / ۱۸۲۹ء میں آلو مہار شریف میں ہوئی۔ علوم باطنی و ظاہری اپنے والد گرامی سید چنن شاہ سے حاصل

کیے۔ اور سلوکِ مجددیہ بہ تمام طے کیا اور والدگرامی کی وفات کے بعد جانشین ہوئے۔ سُنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند اور رخصت کی بجائے عزیمت کو ترجیح دیتے تھے۔ استغناء اور توکل الی اللہ کے عظیم مقام پر فائز تھے۔

مرید پر ترس آپ کے مریدِ خاص کا بیٹا باوجود علاج خصوصی انتقال کرگیا۔ باپ صدمہ کی تاب نہ لاکر بے ہوش ہوگیا۔ آپ کے دل میں ترس آگیا۔ دیر تک اس مُردہ بچے کے پاس مراقبہ میں رہے پھر پانی دم کرکے چھڑکا تو بحکمِ الٰہی لڑکا زندہ ہوگیا۔

زہد و استغناء آپ کے ایک عقیدتمند ڈپٹی فیض الحسن نے لنگر کے نام پر کچھ زمین دینا چاہی تو آپ نے قبول نہ فرمائی اور معذرت کردی کہ فقیر کو فقیر ہی رہنے دو۔

وفات ۸۴ برس کی عمر میں ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء میں نماز فجر کے فرض ادا کرتے ہوئے آخری سجدہ میں واصل باللہ ہوئے۔

(ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام سید فیض الحسن نمبر)

خواجہ سید محمد حسین شاہ المعروف حضرت ثالث قدس سرہٗ

ولادت آپ کی ولادت غالباً ۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء میں آلومہار شریف میں ہوئی۔ علوم ظاہری باطنی اپنے والدگرامی سید محمد امین شاہ قدس سرہٗ سے بہ تمام و کمال حاصل کیے اور اپنے والد کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔

مجسٹریٹ درجہ اوّل ابتداء میں انگریز دور میں مجسٹریٹ درجہ اوّل تھے اور آلومہار شریف میں ہی عدالت لگاتے تھے لیکن یہ سلسلہ زیادہ دیر نہ چل سکا۔

تحریکِ خلافت شروع ہوئی تو آپ نے انگریزوں کے اس اعزاز کو واپس کرکے تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

آخر کار رُوحانی پہلو زیادہ غالب ہوا اور مریدوں کی باطنی تربیت کی طرف زیادہ توجہ

دینے لگے ذکرِ خفی پاس انفاس آپ کا خصوصی معمول تھا۔

آپ انتہائی نفاست پسند، بے حد فیاض اور مہمان نواز تھے۔

وفات آپ کی وفات ۱۱ جمادی الاوّل بروز سوموار ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔

(ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام سید فیض الحسن نمبر)

خطیب الاسلام ابوالکلام سید فیض الحسن شاہ قدس سرہ

ولادت و تعلیم ایک قول کے مطابق آپ کی ولادت ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء آلو مہار شریف میں ہوئی۔ آپ میٹرک کے بعد مرے کالج سیالکوٹ سے امتیازی حیثیت سے بی اے میں کامیاب ہوئے۔ کالج کی تعلیم کے دوران ہی ولولہ انگیز خطابت نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں کی وجہ سے اپنا لوہا منوا چکے تھے۔

بی اے کرنے کے بعد اپنے بزرگوں کے قائم کردہ مدرسہ امینیہ آلو مہار شریف میں اپنے وقت کے جید علماء مولانا عبد المجید سنبھلی اور مولانا لطف اللہ کرت پوری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اسی دوران اپنے والد گرامی سید محمد حسین شاہ قدس سرہٗ سے باطنی علوم میں کمال کے درجہ پر پہنچے

خطابت تحریکِ آزادی ہند کے دوران مردِ حق کی طرح میدانِ عمل میں آئے تو پورا ہندوستان آپ کی خطابت اور جادو بیانی سے مسحور ہو گیا۔ کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی زبان اور عشقِ رسالت میں ڈوبا ہوا بیان سامعین کو مسحور اور مسرور کر دیتا۔ علامہ سید مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف نے آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا،

"میں نے اس زمانہ میں روئے زمین پر میدان خطابت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں دیکھا آپ کی خطابت، فصاحت و بلاغت نیز مقفٰی و مسجع بیان سُن کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انوار محمدی کے بادلوں سے رحمت کی

موسلا دھار بارش ہو رہی ہے"۔ [1]

عملی زندگی

آلومہار شریف کے عظیم روحانی خاندان کے یہ چشم و چراغ مجاہدینِ آزادی کے ہراول دستے میں ایک صف شکن مجاہد کی حیثیت سے میدانِ عمل میں آئے کہ برصغیر کا شاید کوئی قریہ قصبہ یا شہر ہو جہاں آپ نے پیغامِ حق نہ پہنچایا ہو۔

فرنگی حکمران جن کی سلطنت میں اس وقت سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اس جرأت آفرین خطاب سے لرز اُٹھے۔ ان کی تمام تر کوششوں کے باوجود آپ کی آواز کلکتہ اور سلہٹ سے بمبئی اور سندھ کے ریگستانوں اور وادیٔ خیبر تک باطل قوتوں کے لئے پیغامِ اجل اور مجاہدینِ آزادی کے دلوں کو حرارتِ ایمانی بخشنے لگی۔

ع ما ہر چہ گفتہ ایم دلیرانہ گفتہ ایم

انھوں نے شہید گنج تحریک شدھی تحریک اور شاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راجپال مردود کے خلاف تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ قادیانیت کے سحر باطل کے خاتمے کے لئے آپ نے مشائخ و علماء اکابرین کے ہمراہ نصف صدی سے زیادہ بھرپور جدوجہد کی۔

قیامِ پاکستان

کے بعد ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز آپ کی تقریر سے ہوا ان تحریکوں میں صفِ اوّل کے مجاہدوں کی حیثیت سے آپ نے مجموعی طور پر چار سال قید میں گزارے۔

آپ نے دس سال تک جمعیت العلمائے پاکستان میں مرکزی صدارت کی ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے ادا کیں۔ اور جمعیت مشائخ کے ناظمِ اعلیٰ بھی رہے۔

ایک بلند پایہ صوفی، ایک مردِ قلندر

خطابت، نیابت اور صدارت سے بھرپور زندگی کے باوجود ایک شیخ طریقت کی حیثیت سے بھی آپ کا مقام بہت بلند اور ارفع ہے۔ اپنی عملی زندگی کے ساتھ ساتھ وہ تشنگانِ تصوف کو معرفت و حقیقت کے جام پلاتے رہے۔ دوران سفر ریل یا کار میں ہمیشہ پاس انفاس اور ذکر قلبی سِرّی کے شغل میں سرشار رہتے۔ اکثر فرمایا کرتے کہ مجھے سات ولیوں کی گود میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے۔ سرزمین چورہ شریف سے آپ کی عقیدت بے مثال تھی۔

[1] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور مئی ۱۹۸۳ء صہ ۸۶ یواقیت مہریہ عربی۔

وفات علم وحکمت کا یہ مہر تاباں ۲۳، فروری ۱۹۸۴ء / ۲۰ جمادی الاولی ۱۴۰۴ھ زیر لب کلمۂ شہادت ذکر اسم ذات کرتے ہوئے اس دنیائے دوں سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگیا۔

اولاد: سید خالد حسن سجادہ نشین۔ سید افتخار الحسن۔ سید زاہد حسن۔ سید سجاد احسن اور سید برکات الحسن۔

خلفاء: آپ کے خلفاء میں صاحبزادہ محمد فیض علی فیضی راولپنڈی۔ مولانا سعید احمد مجددی گوجرانوالہ اور شیخ منیر احمد مجددی گوجرانوالہ قابل ذکر ہیں۔

(ماہنامہ ضیائے حرم خطیب الاسلام سید فیض الحسن شاہ نمبر اپریل مئی ۱۹۸۴ء)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

موہڑہ شریف

۱۔ خواجہ محمد قاسم موہڑوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ کا شجرہ نسب سلاطین ایران کے کیانی خاندان سے ملتا ہے آپ کے آباؤ اجداد ایران سے عہد اورنگ زیب عالمگیر میں ہندوستان آئے۔ آپ کی ولادت غالباً ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۷ء میں ہوئی۔ والد ماجد بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئے۔

تعلیم ہوش سنبھالنے پر آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم کا اہتمام کیا اور ۱۸۶۰ء میں آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد موضع جگیوٹ نزد راولپنڈی میں دینی مدرسہ قائم کیا۔

نسبت باطنی عبادت و ریاضت کے ساتھ مرشد کی تلاش میں تھے کہ آپ کو خواجہ نظام الدین الکیانی[1] آستانہ عالیہ کیاں شریف کشمیر میں حاضری کا ارشاد ہوا۔

چنانچہ آپ کیاں شریف پہنچ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں منسلک ہو گئے۔ خواجہ نے خلافت و اجازتِ بیعت سے نواز کر موہڑہ شریف کے دشوار گزار پہاڑی علاقہ میں قیام کا حکم دیا۔

آپ نے ارشادِ مرشد کی تعمیل میں ستر سال کا طویل عرصہ خلقِ خدا کی رہنمائی اور عبادت و ریاضت میں گزارا۔ بے شمار راہ طریقت کے سالک آپ کے ذریعے کمال تک پہنچے۔ آپ ہر وقت یہاں تک کہ رات کو بھی جُبّہ زیب تن رکھتے کسی نے پوچھا تو فرمایا،

"جس طرح ملازم باوردی ڈیوٹی پر ہوتا ہے میں چاہتا ہوں کہ میرا ہر لمحہ یادِ خدا اور مخلوقِ خدا کی ہدایت میں باوردی لکھا جائے۔"

وصال تقریباً ایک سو بیس سال کی عمر میں ۱۳، ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ / ۲۱ نومبر ۱۹۴۳ء بروز جمعۃ المبارک واصل بحق ہوئے۔ مرقد انور موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خلائق ہے۔

خلفاء آپ کے خلفاء میں خواجہ غلام محی الدین نیریاں شریف، مولانا غلام محمد، خواجہ عبدالرحیم باغدری اور خواجہ محمد بخش لکھن شریف مشہور ہیں۔

آپ کے صاحبزادہ نظیر احمد آپ کے جانشین ہوئے۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت و جماعت - تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

۷۰. خواجہ نظیر احمد قدس سرہٗ

خواجہ محمد قاسم قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند خواجہ نظیر احمد قدس سرہٗ بھی خواجہ نظام الدین الکیانی قدس سرہٗ کیاں شریف کے خلیفہ تھے۔ خواجہ محمد قاسم قدس سرہٗ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔ وصال کے وقت وصیت فرمائی تھی امانت کی حفاظت کرنا،

---

[1] خواجہ نظام الدین الکیانی کیاں شریف والے خواجہ سید نور محمد باواجی قدس سرہٗ چورہ شریف کے خلیفہ تھے۔

امیر غریب دونوں سے برابر کا سلوک کرنا۔ جب تک حیات رہے وصیت پرعمل پیرا رہے۔

آپ کا وصال ۲۸، محرم ۱۳۸۰ھ / ۲۱، جولائی ۱۹۶۰ء بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ اسوقت آپ کے فرزند الحاج خواجہ ہارون الرشید مدظلہٗ موہڑہ شریف میں آپکے جانشیں ہیں۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت وجماعت)

۳۔ خواجہ محمد بخش قدس سرہٗ لکھن شریف

تعارف لاہور سے تقریباً ۱۳ میل واہگہ بارڈر کے قریب ایک چھوٹی سی بستی لکھن شریف ہے یہیں خواجہ محمد بخش قدس سرہ ایک گنبد نما روضہ کے اندر ابدی نیند سو رہے ہیں۔ آپ کے بچپن کے حالات معلوم نہیں ہوسکے۔ اعوان قوم کے چشم وچراغ تھے۔ زراعت ذریعہ معاش تھا۔

نسبتِ باطنی حالات نے انھیں خواجہ محمد قاسم قدس سرہٗ موہڑہ شریف کی بارگاہ میں پہنچا دیا۔ ان سے بیعت ہوکر جلد روحانی منزلیں طے کرلیں اور خلافت کی ذمہ داری سنبھالی۔ بے شمار بندگانِ خدا کو راہ ہدایت دکھائی۔

صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ہروقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے حلقہ مریدین وسیع ہے۔

وفات اپنے مرشد سے ڈیڑھ سال قبل ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۲ء میں رحلت فرمائی۔ آپ کے صاحبزادہ محمد عارف حسین سجادہ نشین ہیں۔ سالانہ عرس مبارک ۱۸-۱۹، اسوج کو ہوتا ہے۔

(مدینۃ الاولیاء)

۴۔ خواجہ غلام محی الدین نقشبندی قدس سرہٗ (نیریاں شریف)

تعارف و ولادت خواجہ غلام محی الدین ابن خواجہ محمد اکبر خان کی ولادت افغانستان کے مردم خیز شہر غزنی میں ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء میں ہوئی، آپکا سلسلہ نسب

اسلام کے مقتدر جرنیل صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

حالات

اوائل عمر میں اخروٹ کی تجارت ذریعہ معاش تھی لیکن رات کو عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ آپ حضرت خواجہ محمد قاسم قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور بارہ سال مرشد کی خدمت میں رہ کر منازل طریقت طے کیں۔ تو آپ کو آزاد کشمیر کے بے آباد مقام ڈنا پوٹھی میرخاں (نیریاں شریف) کو مرکز بنانے کا حکم ہوا۔ یہ وہ مقام تھا، جہاں لوگ دن کے وقت بھی جانے سے گھبراتے تھے لیکن آپ کے قدم مبارک سے اس طرح آباد ہو گیا کہ رات کے وقت بھی وہاں ذکر و فکر کی مجالس رہتیں۔ بے شمار افراد آپ سے بیعت ہو کر معصیت سے تائب ہوئے۔

آپ نے شمالی پنجاب اور آزاد کشمیر کے شہروں کے دورے کر کے مسلک اہل سنت و جماعت پر ثابت قدمی کا خوب درس دیا۔ آپ کے وجود مسعود سے اہل سنت کو تازہ بہار نصیب ہوئی۔ آپ کے خلفاء میں سے مفتی ہدایت الحق مدظلہ مہتمم مدرسہ حقائق العلوم حضرو مشہور ہیں۔

بیماری اور وفات

آخری عمر میں پیٹ کا اپریشن ہوا تو آپ کے معالج جنرل شوکت علی نے وضو کرنے سے منع کر دیا اور نماز اشارے سے پڑھنے کو کہا، کہ اپریشن کے ٹانکے نہ ٹوٹ جائیں۔ آپ نے فرمایا،

"چھیالیس سال تک کوئی وقت بغیر وضو کے نہیں گزرا اور اب بھی معمول نہیں چھوڑوں گا ٹانکے ٹوٹتے ہیں تو ٹوٹتے رہیں نماز حسب سابق ادا کروں گا۔"

۱۱، اپریل ۱۹۷۵ء / ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ کو نیریاں شریف کا نیر تاباں روپوش ہو گیا۔

آپ کی دو ازواج سے چھ صاحبزادے ہیں جن میں علامہ علاؤ الدین صدیقی مدظلہ العالیہ مشہور و معروف ہیں۔

(۱۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت خواجہ عبدالرحیم باغدری قدس سرہ

تعارف آپ کا اسم گرامی عبدالرحیم اور ولادت باسعادت باغدرہ ضلع ہزارہ میں ہوئی۔ ابتدائً جلالیہ میں تعلیم حاصل کی اور درس نظامیہ کی تکمیل ہندوستان کے مختلف مدارس میں کی۔ زمانہ طالب علمی میں ہی آپ کے قلب میں معرفتِ الٰہی کا ذوق بیدار ہوا۔

نسبتِ باطنی مختلف مشائخ کی خدمت میں حاضری کے بعد موہڑہ شریف (راولپنڈی) پہنچ کر سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر طویل عرصہ خدمت میں رہے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہو کر اپنے وطن واپس ہوئے۔

رشد و ہدایت شیخ کے ارشاد کے مطابق باغدرہ ضلع ہزارہ میں رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے لیکن راستہ کی دشواریوں کے باعث اور مریدوں کے اصرار پر حسن ابدال کے نزدیک سالک آباد میں مقیم ہو گئے۔ آپ کا زیادہ وقت عبادتِ الٰہی میں گزرتا تھا۔ اتباعِ سنت میں نہایت احتیاط فرماتے۔ اکثر یہ شعر پڑھتے، ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ⁂ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ارشادات فرمایا، لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو غیر اللہ کو دل سے نکال دو، اللہ سے صلح کر لو، اللہ کو راضی کر لو، چند روزہ زندگانی کو غنیمت سمجھو۔

وفات پچاس سال سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے بعد برصغیر ہند و پاکستان کی تقسیم سے پہلے واصل الی اللہ ہوئے۔ مرقدِ اقدس سالک آباد میں ہے جو حسن ابدال ریلوے سٹیشن سے دو میل اور ہزارہ راولپنڈی روڈ سے ایک میل پر واقع ہے۔

آپ کے خلفاء میں کابل شاہ مشہور ہیں۔ ان کا اصل نام سید محمد یوسف اور گیلانی سید تھے۔ اپریل ۱۹۶۴ء میں کراچی ڈالمیا سیمنٹ قبرستان میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۹۲-۹۵)

۲ - آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ امیرِ ملت قدس سرہٗ

علی پور شریف

بانیٔ آستانہ، حضرت امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی شاہ قدس سرہٗ، اجل خلفاء خواجہ سید فقیر محمد قدس سرہٗ چورہ شریف میں سے تھے جن کے حالات حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی قدس سرہٗ کے خلفاء کے ضمن میں درج ہیں۔

۱ - سراج الملت سید محمد حسین شاہ قدس سرہٗ علی پوری

تعارف و ولادت سید محمد حسین شاہ ابن امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث قدس سرہٗ علی پوری کی ولادت باسعادت ۷، شوال ۱۲۹۸ھ / ۱۴، اپریل ۱۸۸۱ء کو علی پور سیداں میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۷ واسطوں سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا اور اس کے بعد مڈل تک سکول میں تعلیم حاصل کی۔ پھر امرتسر کے نامور عالم دین مولانا نور احمد امرتسری[1] قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم مکمل کی۔ دورہ حدیث مدرسہ امینیہ دہلی میں مولانا کفایت اللہ دہلوی سے کیا۔ انہی دنوں حکیم اجمل خاں قدس سرہٗ سے طب کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ حضرت امیرِ ملت کے برادرِ بزرگ سید نجابت علی شاہ کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔

جب علی پور شریف میں مدرسہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی گئی تو آپ کو مہتمم مقرر کیا گیا۔

---

[1] مولانا نور احمد امرتسری قدس سرہٗ جنہوں نے مکتوبات شریف مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا حاشیہ لکھا اور اپنی نگرانی میں طبع کرایا۔ خانقاہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کے باقیات شاہ ابوالخیر دہلوی قدس سرہٗ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔

نسبتِ باطنی آپ آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف حاضر ہو کر خواجہ فقیر محمد قدس سرہٗ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے اور خلافت پائی اور مرشد کے وصال کے بعد والد ماجد سے بھی خلافت سے نوازے گئے۔

آپ کی یادگار تصنیف "افضل الرسل" ہے۔

ملفوظات

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع تمام کمالات کا سرچشمہ ہے۔

۲۔ ولایت کی بنا۔ اتباعِ سنت پر ہے کرامات پر نہیں۔

۳۔ اہلِ سنت وجماعت کا طریق ہی طریقِ حق ہے۔

۴۔ صحبتِ صالحین اخلاق واحوال کی اصلاح کے لئے اکسیرِ اعظم ہے۔

وفات ۱۲۔ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ / ۱۹، اکتوبر ۱۹۶۱ء کے مبارک دن آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے صاحبزادگان، سید اختر حسین قدس سرہٗ سجادہ نشین اور سید انور حسین ہوئے ہیں۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

۲۔ مولانا امام دین نقشبندی قدس سرہٗ رائے پوری

تعارف و ولادت مولانا امام دین ابن مولانا کرم دین قدس سرہٗ غالباً ۱۸۶۷ء / ۱۲۸۴ھ میں چک عادل ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی پھر کوٹلی لوہاراں میں حاضر ہو کر فقیہ اعظم مولانا محمد شریف نقشبندی قدس سرہٗ سے جملہ علوم وفنون میں تکمیل کی اور واپس آکر رائے پور اعواناں کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا۔

نسبتِ باطنی یہیں رائے پور اعواناں میں امیر ملت سید جماعت علی محدث علی پوری قدس سرہٗ کی آمد پر بیعت ہوئے اور کچھ عرصہ بعد خلافت و اجازتِ بیعت سے نوازے گئے اور شیخ کے حکم کے مطابق قریہ قریہ پہنچ کر تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے پنجاب

کے علاوہ جنوبی ہندوستان میں بنگلور، احمد آباد، بمبئی اور مدارس تک دورہ فرمایا۔

انوارِ الصوفیہ مرشدِ طریقت کے فرمان پر آپ ماہ نامہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ کی ادارت اور جامع مسجد متصل گھنٹہ گھر سیالکوٹ کی خطابت کے فرائض بطریقِ احسن سرانجام دیتے رہے۔ علماء، صوفیہ اور سادات کرام کی دل و جان سے تعظیم و توقیر فرماتے۔ تین دفعہ آپ حج بیت اللہ اور حاضری مدینہ منورہ کی سعادت سے مشرف ہوتے۔

تحریکِ پاکستان اپنے مرشد گرامی کے ساتھ تحریک پاکستان میں عوام و خواص کو مسلم لیگ کی تائید و حمایت پر آمادہ کرتے رہے اور قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری اور خدمت میں شب و روز گزارے۔

وفات نصف صدی سے زیادہ عرصہ رشد و ہدایت میں گزار کر ۸، شعبان ۱۳۷۳ھ/۱۲ اپریل ۱۹۵۴ء وفات پا کر رائے پور اعواناں کی مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

عالم باعمل مولانا علی محمد جماعتی فیروزپوری قدس سرہٗ

ولادت و تعارف حضرت مولانا علی محمد ابن مولوی احمد دین قدس سرہما۔ موضع فتووالا ضلع فیروزپور (انڈیا) غالباً ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔

تعلیم قرآنِ حکیم اپنے والد گرامی سے پڑھا۔ اور چھوٹی عمر میں شادی ہو گئی اور عیالداری ہونے کے باوجود علم دین کی طرف رجوع کیا۔ اور مولانا محمد حسین (ساکن انگہ شریف ضلع سرگودھا) جو اس وقت فیروزپور پلٹن میں خطیب تھے کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا محمد حسین اپنے زمانہ کے ولی اللہ تھے اور آپ پر نہایت مہربان تھے۔ مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی بھی ان کے ہاں قیام پذیر رہے۔

دورانِ تعلیم ہی آپ کو فیروزپور انجن شیڈ میں خطابت کے فرائض سپرد ہوئے تو آپ

فتووالا سے فیروزپور منتقل ہو گئے۔ فیروزپور شیڈ میں ۱۹۴۶ء/ ۱۳۶۵ھ میں معروف شیخ طریقت سید محمد اسماعیل شاہ قدس سرہٗ (کرمانوالہ) آپ کی اقتداء میں جمعہ ادا فرماتے رہے اور مولانا ان کی دعوت بھی کرتے۔ حالانکہ آپ کا مشاہرہ پچیس روپیہ ماہانہ تھا۔ شاہ صاحب آپکو ولی کامل سمجھتے تھے۔

نسبتِ باطنی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے - جو آپ پر نہایت مہربان تھے جب آپ حاضرِ خدمت ہوتے تو آپ کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔

لائل پور قیامِ پاکستان پر آپ بھی لائل پور (حال فیصل آباد) انجن شیڈ میں آ گئے اور یہاں ایک شاندار مسجد تعمیر کرائی۔ مولانا سردار احمد محدث اعظم قدس سرہٗ نے دارالعلوم کی بنیاد رکھی تو آپ نے اپنی ذاتی کتب کا معتدبہ حصہ دارالعلوم کی نذر کر دیا۔

قصور آخر عمر میں آپ لائل پور سے کوٹ رادھا کشن ... آخر عمر میں آپ لائل پور سے کوٹ اِل گڑھ قصور میں مسجد چھتی گلی میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

وفات آپ کی وفات ۲۶، ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء بروز ہفتہ ہوئی مرقدِ اقدس کوٹ اِل گڑھ کے بڑے قبرستان کی جنازہ گاہ میں ہے۔

(تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

۳- مولانا غلام محمد ترنمّ نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مجددی درویش، پرخلوص دوست، شعلہ بیان مقرر۔ بے باک سیاستدان فیلو پنجاب یونیورسٹی، مبلغِ اسلام مولانا غلام محمد ترنم ابن جناب عبدالعزیز قدس سرہما امرتسر میں ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے

تعلیم بچپن میں قالین بافی کا کام سیکھا پھر طلبِ علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابتداء میں پروفیسر عبدالرحیم اور فقیہہ عصر مولانا مفتی عبدالصمد خاں کشمیری سے تعلیم حاصل کی۔ پھر حکیم فیروزالدین طغرائی کی خدمت میں پہنچے۔ ادیب فاضل، منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحان پاس

کیے۔ طب پر بھی عبور حاصل کیا۔ تھوڑے عرصہ میں لوگوں کے محبوب خطیب بن گئے مولانا ترنم،
قادر الکلام مقرر تھے بے پناہ خلوص اور سب سے بڑھ کر آپ کی تقریر میں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کا عشق جلوہ گر ہوتا تھا۔

آپ کی بدولت امرتسر کی کئی پرانی اور غیر آباد مساجد جہاں جہاں آپ کا ورود ہوا
بڑی بڑی شاندار مساجد میں تبدیل ہوگئیں خصوصاً جامع مسجد شریف پورہ، رانی بازار اور جامع
مسجد کوچہ قاصداں۔

نسبتِ باطنی امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی محدث علی پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر
خلافت پائی۔ انجمن تبلیغ الاحناف امرتسر کی روح رواں تھے جس کے زیرِ اہتمام
ہر سال عرس امام اعظم رضی اللہ عنہ بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا تھا۔

تحریک پاکستان میں مثالی کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جامع مسجد داتا گنج بخش رح
میں خطیب رہے پھر جامع مسجد سول سیکرٹریٹ میں خطابت کے فرائض ادا کرتے رہے۔ ایک عرصہ
تک جمعیت العلماء پاکستان پنجاب کے صدر اور پھر مرکزی نائب صدر رہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء
میں پرجوش حصہ لیا اور چھ ماہ جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

مولانا ترنم پنجابی، اردو اور فارسی کے شاعر تھے۔

فیلو پنجاب یونیورسٹی قیام پاکستان کے بعد سے آخر تک پنجاب یونیورسٹی کے فیلو چلے
آرہے تھے۔ طبی کانفرنس کے روح رواں تھے۔

وفات تین سال بیمار رہ کر، ۱۷ محرم ۱۳۷۹ھ / ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء جمعرات جمعہ کی رات وفات
پائی۔ گورستان میانی لاہور میں مدفون ہوئے۔ نماز جنازہ ابوالبرکات سید احمد ناظم
حزب الاحناف نے پڑھائی۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور)

۴- علامہ محمد قطب الدین جھنگوی نقشبندی قدس سرہٗ

ولادت و تعارف مناظرِ جلیل، طبیبِ حاذق، مولانا حکیم محمد قطب الدین ابن مولوی احمد بخش موضع پیر کوٹ سدانہ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کر کے مولانا حافظ جمال اللہ قدس سرہٗ گھوٹہ ضلع ملتان اور ان کے وصال کے بعد شمس العلماء مولانا غلام حسین قریشی ساکن تیری سے تعلیم مکمل کی پھر دہلی جا کر طبیہ کالج میں داخل ہو گئے اور یکم رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ / ۱۳ جولائی ۱۹۱۵ء فاضل طب و جراحت کی سند لے کر واپس آئے۔

نسبتِ باطنی تحصیل علم کے بعد امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور شیخ کی معیت میں دو دفعہ حج اور زیارت گنبد خضریٰ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو اپنے مرشد سے بہت عقیدت تھی۔ امیرِ ملت ہمیشہ الطاف خسروانہ فرماتے رہے اور خلافت بھی عطا کی۔

مناظرہ طالب علمی کے زمانہ سے ہی مناظرہ میں دلچسپی تھی۔ آپ نے دہلی آگرہ اور دیگر مقامات پر عیسائی اور آریہ مبلغین سے مناظرے کئے اور ہمیشہ انھیں شکستِ فاش دی۔ بڑے بڑے مناظر آپ کا سامنا کرنے سے پہلو تہی کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ مخالفین کے چھکے چھڑا دیئے کرتے تھے۔

تقلید شخصی پر موضع بدوانہ تحصیل شورکوٹ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مناظرہ کیا اور فتح مبین حاصل کی۔ مولانا منفرد انشا پرداز تھے۔ آپ کے مضامین مجلہ طبیہ دہلی، المنیر دہلی، الفقیہہ امرتسر، شمس الاسلام بھیرہ، انوار الصوفیہ سیالکوٹ میں چھپتے رہے۔

صاحبزادگان آپ نے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو قرآن مجید حفظ کرا دیا تھا۔ حافظ حکیم محمود الحسن طب میں مشغول ہیں۔ اور دوسرے اہل سنت کے مایہ ناز مدرس مناظر اور خطیب مولانا عبدالرشید جھنگوی مدظلہ تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

وفات ۲۵، ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ مرقد انور جامعہ قطبیہ رضویہ چک ۲۳۲ جوتیانوالہ ضلع جھنگ میں ہے۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت)

۵۔ مولانا محمد حسین قصوری نقشبندی قدس سرہٗ

ولادت و تعارف مولانا محمد حسین قدس سرہٗ کی ولادت ۲۱، اکتوبر ۱۸۶۸ء/ ۱۲۸۵ھ قصور میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی مولانا میاں غلام احمد امرتسر میں فارسی مدرس تھے اور اپنی دینداری اور شرافت میں ممتاز رہے۔ قصور میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد امرتسر چلے گئے ابھی ایف اے میں پڑھ رہے تھے کہ والد ماجد رحلت فرما گئے۔

نسبتِ باطنی اسی دوران آپ نے امیر ملت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر لی۔

۱۸۹۰ء/ ۱۳۰۷ھ میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ ایم اے میں داخلہ لیا لیکن چند مجبوریوں کی بنا پر ایس اے وی[1] پاس کر کے محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔ ابتداء میں ڈیرہ غازی خاں اور پھر قصور کے ہائی سکول میں تبادلہ ہو گیا اور دس سال سیکنڈ ماسٹر رہے۔ آپ کی قوتِ سماعت کمزور ہونے کی بنا پر ایک متعصب ہندو انسپکٹر نے ۲۰، اکتوبر ۱۹۰۲ء کو محکمہ تعلیم سے سبکدوش کرا دیا۔ محکمہ تعلیم سے فارغ ہو کر آپ نے ارادہ کیا کہ باقی عمر اپنے شیخ محدث علی پوری قدس سرہٗ کے حضور بسر کریں گے۔ لیکن شیخ کے فرمان پر اشاعت و تبلیغ دین کے لئے رہتک چلے گئے کچھ عرصہ بعد خلعت خلافت بھی عطا ہوئی۔ اور خواجہ سید فقیر محمد چوراہی قدس سرہٗ نے بھی دستارِ خلافت عطا فرمائی ۱۹۰۹ء میں فریضہ حج ادا کیا۔

---

[1] سینئر اینگلو ورنیکلر ٹیچر آج کل کے بی ایڈ کا متبادل تھا۔

مرشدِ گرامی کے حکم کے مطابق تمام دینی اور ملی تحریکوں میں حصّہ لیا۔ بلقان فنڈ۔ سمرنا فنڈ حجاز ریلوے۔ تحریکِ خلافت اور فتنہ ارتداد میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ حضرت امیرِ ملت کے پہلے خلیفہ تھے اور آپ کے صاحبزادے حافظ نور احمد جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پاکستان سب سے آخری خلیفہ ہیں۔

وفات آپ کی وفات ۳، شوال المکرم ۱۳۴۵ھ/ ۶، اپریل ۱۹۲۷ء بروز چہار شنبہ ہوئی کرنال میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

۶۔ پیر محبوب شاہ نقشبندی المعروف خیر شاہ امرتسری قدس سرہٗ

تعارف آپ کے مفصل حالات نہیں مل سکے۔ تاریخ ولادت بھی نہیں مل سکی۔ امرتسر کے رہنے والے تھے۔ امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ اپنے شیخ کی معیت میں قریہ قریہ تبلیغِ دین اور دعوت و ارشاد کی شمعیں روشن کیں۔ دکن، میسور، کالی کٹ، جنوبی ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں دینِ حق کی سربلندی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔

فنِ مناظرہ میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ بیسیوں مناظروں میں آپ نے مخالفین کو شکست دی۔ پنجاب اور دکن میں بے شمار آدمی آپ کے دستِ حق پرست پر تائب ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوئے۔

صاحبِ تصنیف آپ نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بڑا کام کیا۔ آپ کی چند تصانیف یہ ہیں:

۱۔ برکاتِ علی پور
۲۔ شرح اورادِ فتحیہ
۳۔ الکتاب المجید فی وجود التقلید
۴۔ السیوف البارقہ

۵۔ خاص بجلی بردشمن سید جماعت علی　　۶۔ الفضل من اللہ علی من قرو شیئاً للہ

وفات آپ کا وصال ۹، رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء کو ہوا۔
امرتسر میں مدفون ہوئے۔　　(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

پیر محمد حیات نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف آپ کے آباؤ اجداد کشمیر (بیج وہاڑہ) میں رہتے تھے پھر وہاں سے سیالکوٹ کے ایک دیہات میں آکر سکونت اختیار کر لی۔

نسبتِ باطنی امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی محدث علی پوری قدس سرہٗ کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ اپنے شیخ کے اکابر خلفا میں سے تھے۔ صاحبِ کشف و کرامات، شب زندہ دار متقی اور علمِ باطن میں بے مثل تھے۔

جناب محدث علی پوری قدس سرہٗ کے کشمیر کے دوروں میں اکثر ہمراہ ہوتے اور آپ کے مواعظ کا کشمیری ترجمہ کر کے سناتے تھے۔ عمر کا کثیر حصہ دینِ حقہ کی تبلیغ اور مخلوقِ خدا کی رشد و ہدایت میں گزارا۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ہندو پاکستان میں آپ کے بے شمار ارادتمند ہیں۔

وفات ۱۲، جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ/ ۲۶۔ جون ۱۹۴۲ء بروز جمعۃ المبارک آپ نے رحلت فرمائی۔ نمازِ جنازہ جناب امیرِ ملت قدس سرہٗ نے خود پڑھائی۔

آپ کے صاحبزادگان پیر خلیل احمد، پیر جلیل احمد، پیر بشیر احمد اور پیر محمد شریف ہیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

مولانا پروفیسر عابد حسین فریدی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ کی ولادت بچھراؤں ضلع مراد آباد (یوپی انڈیا) میں ۱۷ محرم ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ والد گرامی کا نام مولوی احمد حسن تھا، جو حضرت باوا فریدالدین گنج شکر قدس سرہٗ پاک پتن شریف کی اولاد سے تھے۔ اسی نسبت سے فریدی کہلاتے تھے آپ عالم و محدث ہونے کے علاوہ مشہور وکیل تھے۔

تعلیم و ملازمت آپ نے سٹیٹ ہائی سکول رامپور سے ۱۹۰۹ء میں میٹرک کیا اور ۱۹۱۳ء میں ایم اے او کالج علی گڑھ سے بی اے کر کے ۱۹۱۴ء میں الٰہ آباد سے ایل ٹی کی سند حاصل کی اور اسلامیہ ہائی سکول اٹاوا میں مدرس ہو گئے پھر ہیڈ ماسٹر ہو کر ۱۹۱۷ء میں حلیم مسلم ہائی سکول کانپور میں تبدیل ہو گئے ۱۹۱۸ء میں ایم اے (فارسی) کیا اور ۱۹۲۰ء میں سینٹ جانسن کالج آگرہ میں فارسی کے پروفیسر اور صدر شعبہ ہو گئے اور پھر اسی عہدہ پر رہے۔

باطنی فیض ۱۹۲۴ء میں امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لیے آگرہ تشریف لائے تو آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے پھر کالج کی تعطیلات کے موقع پر علی پور شریف حاضر ہوتے۔ کچھ عرصہ بعد ۱۹۲۰ء میں خلافت سے نوازے گئے اور اس کے بعد سالکوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ امیر ملت جب کبھی آگرہ تشریف لاتے

---

[1] خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ (ولادت ۵۶۹ھ ف ۶۶۴ھ) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے اجل خلیفہ اور سلسلہ چشتیہ کے عظیم المرتبت شیخ ہوئے ہیں مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے آخر کار اجودھن (موجودہ پاک پتن شریف) میں سکونت اختیار کی۔ لاتعداد سالکوں نے فیض عظیم حاصل کیا۔ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ اور خواجہ علی احمد صابر قدس سرہٗ کلیر شریف آپ کے خلفاء میں سے مشہور عالم ہوئے۔ ہر سال یکم محرم سے دس محرم تک عرس مبارک ہوتا ہے، ۶ محرم کو بہشتی دروازہ کھلتا ہے۔ آپ کا فرمان ہے۔ "گناہوں کو چھوڑ دینے والا ہی عقلمند ہے۔" مرقد انور پاک پتن شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

تو آپ کے ہاں ہی قیام ہوتا۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔

وفات ۴ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ / ۱۷ مئی ۱۹۴۵ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ اور آگرہ ہی میں مدفون ہوتے۔

صاحبزادگان آپ کے بڑے صاحبزادے پروفیسر الحاج مولوی زاہد حسین فریدی ایم اے گورنمنٹ کالج تلہ گنگ ضلع اٹک میں پرنسپل رہے ہیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

الحاج پروفیسر حامد حسن فریدی قدس سرہٗ

ولادت و تعارف آپ پروفیسر عابد حسن فریدی قدس سرہٗ کے بڑے بھائی تھے۔ آپ کی ولادت ۲۹، جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ / ۱۰ مارچ ۱۸۸۷ء کو بچھراؤں ضلع مراد آباد (یوپی انڈیا) میں ہوئی۔

تعلیم و تدریس ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی پھر اسٹیٹ ہائی سکول رامپور سے ۱۹۰۱ء میں میٹرک کر کے مدرسہ عالیہ لاہور میں داخل ہو گئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور اردو فاضل کیا۔ اپنے چھوٹے بھائی کے بعد مسلم ہائی سکول کانپور میں ہیڈ ماسٹر تعینات کئے گئے۔

انہی دنوں آپ کے سکول میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ ہوا۔ آپ نے "عربی لسانیات" پر ایک بلند پایہ علمی مقالہ پڑھا تو نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمٰن شیروانی نے آپ کی پیشانی چوم لی۔ حکیم اجمل خاں نے کرسی صدارت سے اٹھ کر گلے لگا لیا اور سید سلیمان ندوی قدس سرہٗ نے فرمایا "جزاک اللہ! آپ نے ہمارا کام سرانجام دیا ہے"۔

۱۹۲۷ء میں سینٹ جانسن کالج آگرہ میں پروفیسر مقرر ہوئے اور اپنے بھائی کے وصال کے بعد شعبہ فارسی کے صدر رہے۔

فیض باطنی آپ نے دسمبر ۱۹۲۷ء میں آستانہ مجددیہ علی پور شریف حاضر ہو کر امیر ملت قدس سرہٗ سے بیعت کی اور اپنے بھائی عابد حسین فریدی کی وفات پر جب امیر ملت قدس سرہٗ آگرہ تشریف لائے تو آپ کو خلافت سے نوازا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ کراچی تشریف لے گئے پھر تمام وقت عبادت میں صرف کرتے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ کے گھر پر حلقہ ذکر ہوتا تھا۔

تواضع، مہمان نوازی اور انکساری میں بے مثال تھے۔

وفات آپ کی وفات ۲۴ محرم ۱۳۸۴ھ / ۶ جون ۱۹۶۴ء کو ہوئی۔ پاپوش نگر کراچی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

تصنیفات آپ صاحب تصنیف تھے۔ آپ کی تصانیف میں منظوم ترجمہ رباعیات عمر خیام اور منظوم ترجمہ رباعیات ابوسعید ابوالخیر بھی ہیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
شاہ ولایت گجرات شریف

۱۔ سید ولایت شاہ قدس سرہٗ

ولادت سید ولایت شاہ ابن سید احمد شاہ قدس سرہما کی ولادت باسعادت ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء گجرات میں ہوئی۔

تعلیم موضع رانی وال میں قرآن پاک کے پانچ پارے حفظ کئے پھر مدرسہ تعلیم القرآن جنڈے سے قرآن مجید حفظ کیا۔ درسی کتب مولانا غلام حیدر فتح پور گجرات سے پڑھیں۔ تجوید جناب

غلام نبی للّٰہی قدس سرہٗ سے حاصل کی پھر جامعہ نعمانیہ لاہور میں مولانا غلام محمد گھوٹوی[1] سے سندِ فراغت حاصل کی۔

نسبتِ باطنی ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء میں امیرِ ملت قدس سرہٗ محدث علی پوری کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر تھوڑے عرصہ میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے آپ کو اپنے شیخ سے بے حد عقیدت تھی۔

مدرسہ خدام الصوفیہ آپ کو قرآن مجید سے بے حد لگاؤ تھا۔ غالباً ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء میں مسجد حاجی پیر بخش میں مدرسہ تعلیم القرآن جاری کیا۔ پھر اپنے شیخ امیرِ ملت قدس سرہٗ کے ایما اور سرپرستی میں مدرسہ خدام الصوفیہ (مدرسہ شاہ ولایت) قائم کیا اور مقتدر فضلا کی خدمات حاصل کیں۔ اس دارالعلوم کی گراں قدر دینی خدمات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں یہاں سے مدرسین اور خطبا کی عظیم جماعت نے فراغت حاصل کی[2]۔

آپ نے مذاہب باطلہ کی سرکوبی کے لئے پوری قوت سے حق کی آواز بلند کی اور کسی خطرے کی پرواہ نہ کی۔ آپ کی روح پرور اور پرسوز تلاوتِ قرآن سے سامعین پر کیف و سرور چھا جاتا۔ شیخِ طریقت کی قیادت میں تحریک مسجد شہید گنج اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔

مسجد شاہ ولایت محلہ علی پور گجرات میں وسیع و خوبصورت مسجد شاہ ولایت تعمیر کرائی۔ تکمیل ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔ اسی مسجد کے پاس آخری آرامگاہ ہے۔

وصال ۳۱ جولائی ۱۹۷۱ء / ۱۳۹۰ھ بروز جمعہ وصال ہوا۔ آپ کے صاحبزادگان میں مولانا سید محمود شاہ گجراتی قدس سرہٗ جمعیت العلماء پاکستان کے صدر رہے ہیں۔ سید احمد شاہ

---

[1] مولانا غلام محمد گھوٹوی قدس سرہٗ (ف ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) فاضل زمانہ سید مہر علی شاہ قدس سرہٗ گولڑہ شریف کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔ شہرہ آفاق علامہ اور زبردست مناظر تھے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی آپ سے بے حد متاثر ہوئے۔ بعد میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے شیخ الجامعہ مقرر ہوئے۔

[2] میرے مرشد زادے صاحبزادہ سید صوفی محمد مسعود الحسن ابن سید محمد سعید شاہ چوراہی قدس سرہٗ العزیز نے بھی یہاں سے تعلیم حاصل کی۔

قدس سرہٗ مدرسہ خدام الصوفیہ کے مہتمم تھے۔ اور سید حامد علی شاہ مہتمم جامعہ نعیمیہ سرگودھا حیات ہیں۔

(اکابر اہل سنت، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

جناب سید محمود شاہ نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ کا اسم سید محمود شاہ تھا اور سید ولایت شاہ قدس سرہٗ گجراتی کے فرزند اکبر تھے۔ ولادت باسعادت ۱۹۲۴ء/ ۱۳۴۲ھ میں گجرات میں ہوئی۔

تعلیم ابتدا میں اپنے والد گرامی کے مدرسہ تجوید و قرأت میں قرآن مجید حفظ کیا اور ساڑھے گیارہ سال کی عمر میں پہلی بار قرآن پاک نماز تراویح میں قرآن پاک سنایا۔ اس کے بعد علامہ عبد الغفور ہزاروی سے بھی تحصیل علوم کی۔ پھر اہل سنت و جماعت کے عظیم دار العلوم حزب الاحناف میں داخل ہو گئے اور ابو البرکات سید احمد مفتی مہر الدین قدس سرہما سے اکتساب علم کیا۔

نسبت باطنی حضرت امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر ستر برس کی عمر میں بیعت کی اور مرشد کی ایما پر تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ اور بائیس برس کی عمر میں مسلم لیگ کے ممبر منتخب ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد ستائیس برس کی عمر میں آنریری ریکروٹنگ آفیسر مقرر ہوئے۔ اور جہاد کشمیر میں پیر صاحب مانکی شریف کی قیادت میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۵۸ء تک مسلم لیگ میں رہے اور بعد میں جمعیت علماء پاکستان میں شمولیت اختیار کی۔ آپ نڈر، حق گو اور بے باک و بے خوف عالم دین اور مقرر تھے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتار ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی گرفتار ہوئے۔ جمعیت علماء پاکستان میں ہمیشہ ممتاز عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۶۸ء میں بعض دیگر علماء کے ساتھ مل کر ایک متوازی جمعیت العلماء پاکستان قائم کی جس کے آپ صدر بھی رہے۔ وفات غالباً ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ لاثانیہ

علی پور سیداں شریف

بانیِ آستانہ حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہٗ اجل خلفائے حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی قدس سرہٗ میں سے تھے۔ ان کے خلفاء کے ضمن میں حالات درج ہیں۔

نقشِ لاثانی جناب سید علی حسین شاہ نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت سید علی حسین شاہ ابن سید خادم حسین شاہ ابن سید جماعت علی شاہ لاثانی قدس اللہ اسرارہما کی ولادت باسعادت ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ / ۱۱ فروری ۱۹۱۷ء کو علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ بچپن ہی میں والدین کریمین کا سایۂ عاطفت سر سے اٹھ گیا تو جدامجد (حضرت شاہ لاثانی قدس سرہٗ) نے آپ کی کفالت کا ذمہ لیا۔

علومِ ظاہری آپ دوسری یا تیسری جماعت میں تھے کہ حضرت لاثانی قدس سرہٗ نے آپ کو حفظ قرآن مجید کے لئے لاہور میں اپنے خلیفہ خاص مولانا نبی بخش حلوائی قدس سرہٗ کے مدرسہ میں بھیج دیا۔ ابھی چودہ سیپارے ہی حفظ کئے تھے اور فقہ کی چند کتابیں پڑھی تھیں کہ آپ کے بڑے بھائی سید مظہر حسین شاہ سخت بیمار ہو گئے اس لئے آپ کو واپس بلا لیا گیا اور دوبارہ سکول میں داخل کرا دیا۔

سید مظہر حسین شاہ جب طویل علالت کے بعد وفات پا گئے تو دربار شریف کی مصروفیات کی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا لیکن نگاہِ لاثانی کی طفیل آپ علم لدنی سے مالا مال ہو گئے۔

تربیت باطنی حضور شاہ لاثانی قدس سرہٗ اپنے اس لختِ جگر کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتے اور خود بھی اپنے جدامجد کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ تہجد کے وقت

سرکار لاثانی کی خدمت میں حاضر ہوتے وضو کراتے پھر خود نماز میں مصروف ہوتے۔ اطاعت، فرمانبرداری اور خود سپردگی میں بے مثال تھے۔ اس کے عوض سرکار لاثانی قدس سرہٗ نے شفقت و نوازش اور نگرانی و پاسبانی میں ایسی ظاہری و باطنی تربیت فرمائی کہ "ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد" کا عملی نمونہ ثابت ہوئے۔ سرکار لاثانی قدس سرہٗ نے اپنے وصال سے چند سال قبل تحریری طور پر خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز فرمایا۔

شاہِ لاثانی قدس سرہٗ کے چہلم کے موقع پر صاحبزادگانِ چورہ شریف اور دیگر مشائخِ عظام نے آپ کی دستاربندی فرمائی۔ اس کے چند ماہ بعد آفتابِ چشت الحاج غلام محی الدین قدس سرہٗ گولڑہ شریف سے دربارِ لاثانی تشریف لائے اور دستارِ مبارک پیش کر کے فرمایا "میں اجمیر شریف سے واپس آیا ہوں اور خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے حکم سے پیش کر رہا ہوں"۔ اسی سال صفر ۱۳۵۹ھ میں سرہند شریف حاضری دی تو سجادہ نشین سرہند شریف خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ نے مسجد مزارِ مجدد سرہند شریف میں آپ کو دستار عطا فرمائی۔

آپ کو تین دفعہ حج بیت اللہ اور زیارتِ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت نصیب ہوئی۔

تصرفات

۱۔ مولانا پیر محمد سلیم مدظلہٗ جہال خانوآنہ فیصل آباد کے والدِ گرامی فالج کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ آپ تشریف لائے اور پوچھا "کیا حال ہے؟" عرض کیا گیا کہ ان کی زبان بند ہے۔ آپ نے دوسری دفعہ پھر تیسری دفعہ حال پوچھا تو ان کے والد نے فوراً جواب دیا "ٹھیک ہوں"۔ اور جلد ہی صحت یاب ہو گئے اور وفات تک تلاوتِ کلام پاک بھی کرتے رہے۔

۲۔ حاجی محمد عبداللہ، مالک افضل آئس فیکٹری فیصل آباد کا پوتا نابینا تھا۔ آپ کی توجہ سے اس کی بینائی لوٹ آئی۔

اخلاق و عادات

سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی میں کامل تھے اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے عقیدت آپ کا خاصہ تھا۔ مزاراتِ مشائخ پر حاضر ہوتے جن میں داتا گنج بخش، پاک پتن شریف، حضرت بہاؤالدین زکریا، شاہ رکن عالم قدس اللہ اسرارہم ملتان شریف، اجمیر شریف، دہلی شریف بھی شامل ہیں۔

مہمان نوازی میں بے مثال تھے لنگر نہایت وسیع تھا۔

تحریکِ پاکستان کے موقع پر مسلم لیگ کی حمایت میں قریہ قریہ پہنچ کر مسلمانوں کی غیرت ملی کو بیدار کیا اور پھر پاکستان بننے کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کے لئے رات دن کام کیا۔ دسمبر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں سوشلزم کے خلاف مردانہ وار جہاد فرمایا۔

وصال آپ کا وصال ۲۷ جولائی ۱۹۸۶ء/ ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ بروز سوموار سحری کے وقت ہوا۔ اپنے جدِ امجد کے پاس علی پور شریف میں مدفون ہوئے۔

صاحبزادگان ۱۔ سید عابد حسین شاہ صاحب :۔ قرآن مجید حفظ کیا پھر درسِ نظامی کے لئے لاہور آئے پھر وزیر آباد میں شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی چشتی قدس سرہٗ کے پاس رہے۔ جامعہ سعنویہ فیصل آباد میں شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب کے پاس دورۂ حدیث کیا۔ ۱۳۹۶ھ میں والدِ گرامی قدر کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔

۲۔ سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب :۔ خلوص و وفا اور تسلیم و رضا کا مجسمہ ہیں ۱۳۹۶ھ میں والدِ گرامی کے ساتھ حج و زیارت کے لئے گئے تو مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ کے اندر والدِ بزرگوار سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ اب تک تین دفعہ حج و زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔

خلفاء صاحبِ انوارِ لاثانی کے مطابق آپ کے مشہور خلفاء یہ ہیں :

۱۔ سید غلام مصطفٰے شاہ، برادرِ خورد۔

۲۔ شہنشاہِ خطابت صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ صاحب خطیب جامع مسجد الفردوس منصور آباد فیصل آباد۔ آپ کے والدِ گرامی کے حالات خلفاء سرکارِ لاثانی قدس سرہٗ میں درج ہیں۔

۳۔ مولانا الحاج پیر محمد سلیم صاحب خطیب جامع مسجد جمال خانوآنہ فیصل آباد۔

۴۔ سید عباس علی شاہ خطیب اعظم فاروق آباد (چوہڑکانہ) ضلع شیخوپورہ۔

۵۔ حضرت العلام حافظ محمد عالم صاحب مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ۔

۶۔ خطیبِ پاکستان مولانا الحاج صوفی غلام حسین گوجرہ منڈی فیصل آباد۔ آپکے والدِ گرامی صوفی محمد الدین سرکارِ لاثانی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔

۲- سید چراغ شاہ مجددی قدس سرہٗ

تعارف والدِ بزرگوار کا اسمِ گرامی سیّد چنن شاہ تھا۔ مراڑہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ تعلیم موضع شین بھٹیاں ضلع گورداسپور اور میاں صدر دین موضع چھاڑ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات سے حاصل کی۔

باطنی فیض آپ سیّد جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہٗ علی پوری کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر خلعتِ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت لاثانی قدس سرہٗ کے وصال پر سب سے پہلی نمازِ جنازہ آپ نے ہی پڑھائی تھی۔ دوسری نمازِ جنازہ حضرت محمد حسین پسروری اور تیسری امیرِ ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ نے پڑھائی۔

طویل عرصہ لاہور میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں کوشاں رہے۔ آپ کے کئی خلفاء ہوتے ہیں۔ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے مستفیض ہوئے۔

تصنیفات میں "تنویر لاثانی" اور "ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے" معروف ہیں۔

وفات آپ کی وفات ۱۶ محرم ۱۳۸۹ھ/ ۴ اپریل ۱۹۶۹ء کو ہوئی۔ والٹن ٹریننگ سکول کے بالمقابل پیر کالونی میں مدفون ہوئے۔

اولاد سید ضیاء الحسن سجادہ نشین ہیں۔ دیگر صاحبزادگان خادم حسین، مقبول حسین، محمود حسین، یعقوب حسین، امداد حسین، گلزار حسین اور حافظ ذاکر حسین ہیں۔

(مدینۃ الاولیاء)

۳- حضرت مولانا نبی بخش حلوائی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا نبی بخش ابن جناب محمد وارث قدس سرہما کی ولادت باسعادت ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۶۰ء میں لاہور کے ایک ارائیں گھرانے میں ہوئی۔

اندرون اکبری منڈی میں رہتے تھے۔

علوم ظاہری آپ نے اپنے دور کے ممتاز علما۔ مولانا محمد ذاکر بگوی، مولانا غلام محمد بگوی پیر عبدالغفار شاہ کشمیری، مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا غلام دستگیر قصوری قدس سرہما سے تحصیل علوم کیے۔ گزر اوقات کے لیے مٹھائی بنانے اور دودھ فروخت کرنے کا کام کرتے تھے اسی نسبت سے آپ کو حلوائی کہا جاتا ہے۔

نسبت باطنی اوّل مولانا غلام دستگیر قصوری خلیفہ خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری قدس سرہما کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور پھر حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہٗ علی پوری سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے ممتاز ہوئے۔ آپ نے مسلکِ اہل سنت و جماعت کی ترویج کے لیے بیش بہا خدمات انجام دیں۔

تصنیفات آپ کی تصانیف میں تفسیر نبوی (پنجابی اشعار میں ۵ جلدیں) جامع الشواہد سبیل الرشاد، النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ وغیرہ مقبول ہوئیں۔

درس و تدریس میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ دور دراز سے تشنگانِ علوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا باغ علی نسیم، علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے (انہوں نے آپ کی نسبت سے مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ پر قائم کیا ہوا ہے) حافظ محمد عالم سیالکوٹی، صوفی غلام حسین گوجردی آپ کے فیض کی بہار ہیں۔

وفات آپ کی اولاد نہ تھی۔ اپنی شہری جائیداد فروخت کر کے مسجد کی تعمیر پر صرف کر دی اور باقی تفسیر نبوی کی طباعت پر۔ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء میں واصل بحق ہوئے اور اپنی تعمیر کردہ مسجد سٹی کوتوالی بیرون دہلی دروازہ مدفون ہوئے۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور۔ مدینۃ الاولیاء)

حضرت حافظ محمد نواز نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف آپ کی کنیت ابوالفیاض مشہور ہے فاضل اجل مولانا نبی بخش حلوائی قدس سرہٗ کے تلامذہ خاص میں شامل ہیں تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔

فیضِ باطنی آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں پیر لاثانی حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہٗ علی پوری کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔
جامع مسجد حبیب گنج کے بانی اور خطیب تھے۔

وفات آپ کی وفات ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء میں ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں ایک سو بارہ حافظ قرآن شامل تھے مزار قبرستان بدھو کا آوا (لاہور) میں ہے۔

(مدینۃ الاولیاء)

حضرت صوفی محمد دین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف آپ کی ولادت رام داس ضلع امرتسر (انڈیا) میں ہوئی۔ سن ولادت معلوم نہ ہو سکا۔

نسبتِ باطنی سرکار لاثانی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور سلوک مجددیہ طے کیا۔ آپ نابینا تھے اس لئے پیر خانہ میں مہمان نوازی کی خدمت سنبھالی۔ "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" کے مصداق سرکار لاثانی قدس سرہٗ نے خاص توجہ سے نوازا اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ شیخ طریقت کے وصال کے بعد سجادہ نشین سید علی حسین قدس سرہٗ کے ساتھ آخر دم تک وابستہ رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد گوجرہ ضلع فیصل آباد منتقل ہو گئے۔ خطیبِ پاکستان صوفی غلام حسین مدظلہٗ گوجرہ والے آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔ نومبر ۱۹۸۱ء میں آپ کا وصال ہوا۔

۶- حضرت علامہ مولانا سید محمد مسعود نقشبندی مجددی الہڑوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم مبارک سید محمد مسعود والد گرامی کا اسم سید رحم شاہ تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت اغلباً ۱۸۸۷ء/ ۱۳۰۵ھ (کیونکہ آپ کی وفات (۱۹۴۰ء) کے وقت آپ کی عمر ۵۳ سال تھی) میں موضع الہڑ تحصیل چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔

علومِ ظاہری ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور پھر ہائی سکول چونڈہ میں تعلیم حاصل کی اور کچھ عرصہ بعد اسی ہائی سکول چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں بطور عربی ٹیچر فرائض سرانجام دینے لگے۔ لیکن جلد ہی استعفےٰ دے کر دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پیلی بھیت (انڈیا) چلے گئے اور وہاں سے درسِ نظامی اور دورۂ حدیث کرکے فارغ التحصیل ہوئے۔

نسبتِ باطنی آپ نے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ لاثانیہ علی پور شریف میں حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہٗ (خلیفہ اجل حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی قدس سرہٗ) کے دستِ اقدس پر بیعت ہو کر روحانی منازل طے کیں اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

شیخِ طریقت کا ادب آپ جب بھی سرزمین علی پور شریف پر قدم رکھتے تو اپنی کلاہ والی پگڑی اتار دیتے اور ننگے پاؤں مرشدِ طریقت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے مرشدِ کامل کے ہمراہ ہر سال اپنے دادا مرشد کے آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں حاضری دیتے۔

فنِ مناظرہ آپ نے فنِ مناظرہ میں مہارتِ تامہ حاصل کی اور اپنی زندگی میں تقریباً ساٹھ مناظرے کئے۔ مخالفین میں عیسائی، آریہ سماج ہندو، اہلِ حدیث دیو بندی اور خصوصاً قادیانی شامل تھے۔ بلکہ قادیانی تو آپ کے نام سے ہی گھبرا جاتے تھے کیونکہ شیخِ طریقت کی توجہ آپ کے شاملِ حال تھی۔

آخری مناظرہ پنڈت رام داس آریہ سماج سے پھگواڑہ ضلع جالندھر میں ہوا جس میں اسلام کی صداقت کا بول بالا ہوا۔ پنڈت رام داس کو شکستِ فاش ہوئی اور نادم ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوا۔

تبلیغ دینِ اسلام آپ کی خطابت اور وعظ پُر تاثیر ہوا کرتی اور سامعین کی دل کی دُنیا بدل جایا کرتی تھی۔ تبلیغ دین کے لئے آپ کی زندگی وقف تھی جس کے نتیجہ میں بے شمار غیر مُسلم داخلِ اسلام ہوئے۔ تحریکِ خلافت میں سرگرمی سے حصّہ لیا۔

سانگلہ ہل اپنی زندگی کے آخری حصّہ میں مرشدِ طریقت کے فرمان کے تحت راقم کے آبائی شہر سانگلہ ہل کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ راقم کے جدامجد (حاجی علی محمد مرحوم اور والد ماجد) جمعۃ المبارک آپ کی اقتدا میں ادا کیا کرتے تھے۔ اُن دنوں راقم کو بھی بارہا آپ کی تقریر پُرتاثیر سننے کا موقع ملا۔

عجیب واقعہ جب آپ سانگلہ ہل میں تھے تو رمضان المبارک میں آپ کا سخت حکم تھا کہ بازار میں کوئی دن کے وقت کھانا نہ پکائے۔ ایک دفعہ ماہِ رمضان المبارک میں نمازِ جمعہ کے اختتام پر کسی نے آکر بتایا کہ بازار میں ایک نانبائی مسمی غلام نبی تنور پر روٹیاں پکا رہا ہے۔ آپ مقتدیوں کے ہمراہ بازار تشریف لائے اور نانبائی سے پوچھا تم رمضان المبارک میں دن کو روٹیاں کیوں پکا رہے ہو؟ وہ جواب میں خاموش رہا۔

اتفاقاً ایک کتا وہاں آنکلا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا "آؤ آج آپ کو ایک عجیب واقعہ دکھاتے ہیں۔" آپ نے اس نانبائی سے ایک روٹی لے کر اس کُتّے کے سامنے ڈال دی۔ کُتا دوڑ کر آیا۔ اور روٹی کو سونگھ کر پیچھے ہٹ گیا۔ آپ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا دیکھو! اس کُتّے نے سونگھ کر معلوم کر لیا کہ روٹی دِن میں پکی ہے اور نہیں کھائی۔ اور یہ روٹی جو کتے نے کھانا قبول نہیں کیا یہ شخص آدمیوں کے کھانے کے لئے پکا رہا ہے۔

سب حاضرین متعجب ہوئے اور اس نانبائی نے سب لوگوں کے سامنے توبہ کی۔

وفات آپ نے ۵۳ سال کی عمر میں ۲۹ اگست ۱۹۴۰ء / ۲۴ رجب ۱۳۵۹ھ کو سانگلہ ہل میں وفات پائی۔ آپ کی نمازِ جنازہ دو دِن ہوتی رہی۔ کمپنی باغ سانگلہ ہل میں مدفون ہوئے۔

صاحبزادگان آپ کے چاروں صاحبزادگان جیّد علماء ہوئے۔ ۱۔ سیّد محمود الحسن شاہ۔ ۲۔ سید محمد یعقوب شاہ ۳۔ سیّد محمد افتخار الحسن شاہ ۴۔ سیّد محمد مختار الحسن شاہ۔

مخدومِ اہلسنت خطیبِ اجل صاحبزادہ سیّد محمد افتخار الحسن شاہ مدظلہ العالیہ

ولادت و تعلیم: ولادت اغلباً ۱۹۲۵ء / ۱۳۴۳ھ الٹر سیالکوٹ میں ہوئی۔ جامعہ نعمانیہ لاہور اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد تک تکمیل کو پہنچے۔ آپ اہلِ سنت و جماعت کے مایہ ناز خطیب ہیں۔ بے باکی و حق گوئی میں بے مثل ہیں حضرت سیّد علی حسین شاہ قدس سرہٗ علی پوری کے خلیفہ خاص ہیں۔ عشقِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہی آپ کی زندگی ہے۔ شہِ لاثانی قدس سرہٗ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔

تقریر میں ایسے ایسے نکات بیان فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء محظوظ ہوتے ہیں مزاح اور شگفتگی تو آپ کی تقریر کا جزوِ لازمی ہے۔ بڑے سے بڑے مجمع کو کنٹرول کرنا آپ کا ادنےٰ کارنامہ ہے۔ بچیس سال سے زائد عرصہ سے جامع مسجد الفردوس منصور آباد فیصل آباد میں خطابت کے فرائض باحسن سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں "خاکِ کربلا"۔ "مقاماتِ اولیاء"، "زندگی" اور "معراجِ مصطفٰے" مشہور ہیں۔ (حالات بزبان سید افتخار الحسن شاہ مدظلہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

عیدگاہ راولپنڈی

- بانی آستانہ خواجہ حافظ عبدالکریم قدس سرہٗ خلیفہ خواجہ سیّد نصیر محمد قدس سرہٗ چورہ شریف کے حالات ان کے خلفاء کے ضمن میں درج کئے گئے ہیں۔

حضرت قاضی عالم دین مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت قاضی عالم دین ابن قاضی غلام مصطفٰے قدس سرہما کی ولادت باسعادت موضع بھڈیار ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ سن ولادت معلوم نہ ہوسکا۔

علومِ ظاہری ابتدائی تعلیم اپنے والدگرامی قاضی غلام مصطفےٰ قدس سرہٗ سے حاصل کرنے کے بعد اپنے برادر بزرگ کے ہمراہ لاہور آکر جملہ علوم میں کمال حاصل کیا۔ پھر اورینٹل کالج سے فاضل عربی اور فاضل فارسی اوّل پوزیشن میں پاس کیا۔

بعدازاں اوّل خالصہ ہائی سکول گوجرانوالہ میں صدر مدرس متعین ہوئے اور تشنگان علوم کو سیراب کرنے کے ساتھ ساتھ خود معرفتِ الٰہی کی طلب میں وقتاً فوقتاً مشائخ عظام کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

نسبتِ باطنی انہی دنوں تجلیاتِ ربّانی کے امین حافظ عبدالکریم مجددی قدس سرہٗ راولپنڈی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دل دے بیٹھے ؎

فقط اک نگاہ میں ہوتا ہے فیصلہ دل کا

بیعت ہو کر سلوک مجددیہ طے کیا اور پھر خلعتِ خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے مرشدِ طریقت کے سفر و حضر کے ساتھی تھے اور ان کی صحبتِ کیمیا اثر سے صاحبِ کرامت ولی اللہ ہوئے۔

گوجرانوالہ آپ نے گوجرانوالہ شہر کو مرکز بنا کر رُشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ اور اشاعتِ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں منہمک ہو گئے۔ بے شمار لوگوں کو آپ کی وجہ سے راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ کچھ غیر مسلم بھی داخلِ اسلام ہوئے جن میں ایک معروف اُستاد پروفیسر محبوب الٰہی بھی شامل ہیں جن کا پرانا نام سنت سنگھ تھا۔ جنہوں نے آپ سے بیعت ہو کر آپ سے خلافت پائی۔ پھر حافظ عبدالکریم قدس سرہٗ سے بھی خلافت پائی۔

علمی مقام اور تصنیفات آپ اپنے زمانہ کے فاضل اجل تھے اور تصنیف و تالیف پر بھی اپنی توجہ مرکوز کی۔ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اردو ترجمہ "مکتوبات امام ربانی" (مکتوبات شریف کا غالباً سب سے پہلا اردو ترجمہ ہے۔)

۲۔ فیض الکریم۔ ترجمہ طہارت القلوب از علامہ عبدالعزیز دیرہی قدس سرہٗ

۳۔ آثار الکریم۔ اپنے شیخ کے حالات مقدسہ ۴۔ اردو ترجمہ مکتوبات خواجہ باقی باللہؒ

آپ عربی، فارسی اور اردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ کا کلام آجکل ناپید ہے۔

لیکن "گلزارِ نقشبندیہ" از خلیفہ محمد رمضان مطبوعہ حمایتِ اسلام پریس لاہور میں آپ عربی، فارسی اردو کا کچھ کلام درج ہے۔

وفات جولائی ۱۹۴۲ء میں آپ کی وفات گوجرانوالہ میں ہوئی۔ اور قبرستان کلاں کھوکھر کی گوجرانوالہ میں مدفون ہوئے۔

خلفاء۔ آپ کے خلفاء میں پروفیسر محبوب الٰہی اور میاں جلال دین ہوئے ہیں۔

(راوی مولانا علامہ خالد حسن مجددی مدظلہ)

مولانا محمد شریف مجددی قدس سرہٗ، کوٹلی لوہاراں

ولادت و تعارف اسم گرامی محمد شریف والد ماجد کا اسم مبارک مولانا عبدالرحمٰن۔ آپ کی ولادت کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔

تاریخِ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔

تعلیم درسِ نظامی کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی۔ پاک و ہند کے ممتاز علماء سے کسبِ فیض کیا۔ آپ نے حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی قدس سرہٗ راولپنڈی سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اور خلافت بھی پائی۔

مقام آپ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں بھی رہے اور فقیہِ اعظم کا لقب آپ نے ہی عطا فرمایا آپ نے فقہ حنفی کی بے بہا خدمات انجام دی ہیں ہفت روزہ "اہلِ حدیث" امرتسر کے اعتراضات کے رد کے لیے امرتسر سے ہفت روزہ "فقیہ" جاری کر کے نہایت تحقیق و متانت سے جوابات لکھتے رہے۔

آپ ایک عالم شریعت اور شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ مقبول ترین مقرر تھے اور رشد و ارشاد میں اپنے مخصوص اسلوب کے مالک تھے۔ تصنیف و تالیف میں آپ ایک بلند مقام کے مالک تھے۔ چالیس سے زائد تصانیف میں آپ نے مسلک اہلِ سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کا بے بہا کارنامہ سرانجام دیا ہے چند تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ ضرورتِ فقہ ۲۔ صداقت الاحناف
۳۔ نماز حنفی مدلل ۴۔ کشف العطار
۵۔ تصورِ شیخ ۶۔ اربعین حنفیہ
۷۔ فرقہ شیعہ کی ابتداء ۸۔ اجتہاد
۹۔ تائید الامام باحادیث خیر الانام ۱۰۔ تحقیق بدعت
۱۱۔ ثبوت التقلید۔

حضرت فقیہِ اعظم نے پنجاب کے علاوہ کلکتہ بمبئی تک سنت وحنیت کا پیغام پہنچایا۔ آل انڈیا سُنی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء کے تاریخی اجلاس میں شرکت فرمائی۔ اور تحریک پاکستان کی حمایت میں جگہ جگہ تقریریں کیں۔ اور مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت کے لئے آمادہ فرمایا۔

وفات آپ نے ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء / ۱۳۷۱ھ کو وفات پائی۔ مرقد انور کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ آپکے صاحبزادے مولانا ابو النور محمد بشیر یادگار زمانہ ہیں۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت)

ابو النور مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں

تعارف پنجاب کے مایہ ناز خطیب اہل سنت وجماعت کے قابلِ صد افتخار فرد اور عصر حاضر کے مصنفِ شہیر مولانا محمد بشیر، مولانا محمد شریف قدس سرہٗ کوٹلی لوہاراں کے فرزند ارجمند ہوتے ہیں۔ ابتدائی علوم والد گرامی قدر سے حاصل کر کے ۱۹۳۵ء میں حزب الاحناف لاہور سے سندِ فضیلت حاصل کی گکھڑ میں خطیب ہوتے اور اپنی شیریں بیانی کا لوہا منوایا۔

تصانیف آپ کی تصانیف میں خطبات، عورتوں کی حکایات، شیطان کی حکایات، حکایات الحیوان، مثنوی کی حکایات بے حد مشہور ہیں۔

اولاد آپ کے نامور فرزند مولانا عطاء المصطفٰے جمیل نے ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی سے گولڈ میڈل حاصل کر کے پنجاب بھر میں اولیت حاصل کی۔ اور اہل سنت وجماعت کے نامور مقرر ہیں۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

موہری شریف

صوفی نواب دین مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم مبارک نواب دین المعروف صوفی نواب دین والدگرامی کا اسم مبارک بابا احمد دین تھا۔ ولادت موضع کھمباہ ریاست جموں و کشمیر میں ۲۸ صفر ۱۳۰۹ھ / یکم فروری ۱۹۰۱ء کو ہوئی۔

آپ کی ولادت کے کچھ عرصہ بعد آپ کے دادا ماجد بابا احمد دین موضع کھمباہ سے نقل مکانی کر کے موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں سکونت پذیر ہو گئے۔

فیضِ باطنی ۱۹۲۹ء میں عیدگاہ راولپنڈی حاضر ہو کر حافظ عبدالکریم قدس سرہٗ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ اور نہایت تندہی سے شیخ طریقت کی خدمت کی۔ اسی خدمت کے عوض ۱۹۳۱ء میں خلعت خلافت سے نوازے گئے اور برصغیر پاک و ہند میں بے حد مقبولیت پائی۔

حج بیت اللہ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء میں بذریعہ روڈ ٹرانسپورٹ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ راستے میں زیارات سے مستفیض ہو کر حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے سرفراز ہوئے اور واپسی پر بھی اولیائے عظام کے مزارات پر حاضری دی۔

وفات آپ کی وفات حسرت آیات عید میلاد النبی کے دن یعنی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ / ۱۲ جولائی ۱۹۶۵ء بروز سوموار ہوئی۔ موہری شریف میں مرقد انور مرجع خاص و عام ہے۔ خواجہ محمد معصوم آپ کے صاحبزادے آپکی یادگار اور زیب آستانہ ہیں۔

قدسیہ: سب سے بڑی کرامت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔

خلفاء آپ کے خلفاء میں آپ کے فرزند خواجہ محمد معصوم موہری شریف، خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ خاں پشاور۔ اور صوفی کرامت حسین گوجرانوالہ شامل ہیں۔
(تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

ٹنڈو سائیں داد (سندھ)

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسن جان فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت بقیۃ السلف، حجۃ الخلف مولانا خواجہ محمد حسن جان فاروقی مجددی ابن خواجہ عبدالرحمٰن فاروقی قدس اللہ اسرارہم (ف ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۶ء) ابن شیخ عبدالقیوم (ف ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۵ء) کی ولادت باسعادت ۶ شوال ۱۲۷۸ھ/ ۶ اپریل ۱۸۶۲ء کو قندھار (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے۔

والدِ گرامی افغانستان میں اُن دنوں طوائف الملوکی تھی۔ اس لئے آپ کے والد ماجد ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۵ء میں قندھار سے چلے گئے ۱۲۹۷ھ میں حرمین شریفین کا قصد کیا۔ سندھ کراچی، بمبئی سے ہوتے ہوئے ۱۳۰۰ھ میں حرمین شریفین پہنچے۔ تین سال مکہ معظمہ اور طائف میں قیام فرمایا پھر دو سال مدینہ منورہ یعنی دربارِ رسالت میں حاضر رہے۔

اس طرح پانچ سال بلادِ طیبہ میں رہ کر واپس وطن تشریف لائے۔ معتقدین کے اصرار پر ٹکھڑ (نزد حیدرآباد سندھ) میں قیام پذیر ہو گئے اور ۱۳۱۵ھ میں وہیں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ کوہ گنجہ نزد حیدرآباد میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد نے بعد ازاں ٹنڈو سائیں داد کو اپنا مسکن بنایا۔

علومِ ظاہری قرآن مجید پڑھنے کے بعد قندھار میں مولانا باز محمد سے فارسی کتب پڑھیں۔ پھر والدِ مکرم کے قیام مکہ مکرمہ کے دوران مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ میں مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی صحبت میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۰۱ھ میں مفتیٔ مکہ حضرت مولانا شیخ سید احمد دحلان قدس سرہٗ سے درسِ حدیث لیا۔ دیگر کتب والد ماجد سے پڑھیں۔

قیامِ مکہ مکرمہ کے دوران تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کے تمام کام کاج کرتے اور ہر روز عمرہ ادا کرنے کے علاوہ عبادت و ریاضت کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا آپ کے والد ماجد کو اس وقت پتہ چلا جب آپ بائیس سپارے حفظ کر چکے تھے۔ تو انھوں نے مسرت کا اظہار فرمایا اور ختم قرآن کے موقع پر وسیع دعوت کا اہتمام فرمایا۔

علومِ باطنی اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر سلوکِ مجددیہ تفصیل سے کیا۔ خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

اخلاقِ حمیدہ اتباعِ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اخلاقِ حمیدہ میں بے مثل تھے۔ صبر اور تسلیم و رضا میں باکمال تھے۔ ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۵ء میں جب آپ مع اہل و عیال کوئٹہ تشریف لے گئے تو ۲۷ صفر کو ہولناک زلزلہ کے دوران لاتعداد شہیدوں میں آپ کے اہل و عیال اور ہمراہیوں میں سے گیارہ افراد بھی جامِ شہادت نوش کر گئے لیکن آپ نے حیرت انگیز ہمت و استقامت سے ان کو ملبے سے نکال کر کفن و دفن کا انتظام کیا۔

زیارات ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں چوتھی مرتبہ حرمین شریفین کے راستہ میں بغداد شریف کربلا، نجف اشرف، شام اور بیت المقدس کی زیارات سے مستفید ہوئے۔ اسی دوران پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی۔

مقام حضرت مولانا علم و فضل کا آفتاب ہونے کے ساتھ بے باک مجاہد اور مردِ میدان تھے ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء میں جب انگریزوں نے افغانستان پر حملہ کیا تو آپ بھی والد ماجد کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوئے۔ آپ بیدار مغز اور صاحبِ بصیرت قومی رہنما تھے اور عبدالحمید سلطان ترکی کو خلیفۃ المسلمین تصور کرتے تھے اور تحریک خلافت میں گم کردہ راہ لیڈروں کی کجروی پر بے حد نالاں تھے۔ اس کے باوجود جب چندہ کی اپیل ہوئی تو اُس وقت گھر میں دس ہزار روپیہ تھا وہ سب

کا سب سے کر برصغیر میں سُنتِ صدیقی کی مثال قائم کر دی۔ کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت کو سخت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

فتنۂ نجدیت اسی دوران سندھ میں فتنۂ نجدیت نے سر اٹھایا تو اس کی سرکوبی کے لیے عملی، اخلاقی اور قلمی خدمات سرانجام دیں۔

تحریکِ پاکستان تحریکِ پاکستان کے سلسلہ میں مسلم لیگ کی بھرپور امداد کی اور مریدین کو مسلم لیگ کو ووٹ دینے کا حکم دیا اور سندھ کے با اثر لوگوں کو خطوط کے ذریعے مسلم لیگ کی حمایت کے لیے ہموار کیا۔ سندھ میں یہ مقولہ مشہور تھا کہ،

" پیر سرہندی سندھ کلب کے تاج بادشاہ ہے "۔

واقعہ لواری شریف قیامِ پاکستان سے کچھ عرصہ قبل سندھ کی مشہور گدی لواری شریف کے سجادہ نشین جناب احمد زمان کے متعلق مشہور ہو گیا کہ انھوں نے عرس کے موقع پر حج کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور مریدوں کو یہ تاثر دیا ہے کہ مکہ اور مدینہ جانے کی بجائے یہیں حج کر لیا کریں۔

حضرت خواجہ محمد حسن جان قدس سرہٗ کو اطلاع پہنچی تو ان کے ایماء پر ہزاروں مریدین کفن بردوش میدان میں آ گئے۔ تو انگریز حکومت نے فوراً سرکاری پابندی کا اعلان کر دیا۔

تصنیفات آپ کا ذاتی کتب خانہ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نادر و نایاب کتب کا گنجِ گراں مایہ تھا۔ اور آپ نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا اور اپنی فضیلتِ علمی کے "قابلِ قدر جواہر پارے یادگار چھوڑے،

۱۔ شفاء الامراض (عربی) ۲۔ انیس الارواح (والد گرامی کی سوانحِ حیات)

۳۔ انساب الانجاب (خاندانِ مجددیہ کا تذکرہ)

۴۔ الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ۔ ۵۔ طریق النجات

۶۔ العقائد صحیحہ فی بیان مذہب اہل السنۃ والجماعت۔

۷۔ تذکرۃ الصلحا فی بیان الاتقیاء ۸۔ رسالہ تہلیلیہ

۹۔ پنج گنج اور دیگر کتب۔

اخبار کا اجراء آپ نے ایک اخبار "الحنیف" جاری کیا جو مسلمانوں کی ترجمانی کرنے کے ساتھ ساتھ کانگرسی علماء کی بھی خوب خبر لیا کرتا تھا۔

وفات ۲ رجب ۱۳۶۵ھ / ۲ جون ۱۹۴۶ء کو آپ کا وصال ہوا۔ کوہ گنج (مضافات حیدر آباد) کے دامن میں والد گرامی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبداللہ جان المعروف شاہ آغا رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر)

آقائے سرہندی مولانا محمد حسین جان فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا محمد حسین جان ابن خواجہ عبدالرحمٰن (ف ۱۳۱۵ھ) اور مولانا محمد حسن جان فاروقی قدس سرہٗ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت بمقام ارغستان قندھار میں غالباً ۱۸۶۸ء / ۱۲۸۴ھ میں ہوئی۔

علوم ظاہری آپ نے تمام علوم اپنے والد ماجد اور دیگر فضلاء عصر سے حاصل کئے اور پھر پانچ سال تک مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں تعلیم حاصل کی۔ تمام علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے خصوصاً ادب اور تاریخ پر عبور حاصل تھا۔ فارسی میں فی البدیہہ شعر کہتے تھے۔ قطعات، رباعیات، مثنویات اور تاریخ گوئی میں کمال کے مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔

علوم باطنی والد گرامی خواجہ عبدالرحمٰن قدس سرہٗ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

حالات افغانستان کی زبوں حالی کی وجہ سے والد گرامی کے ساتھ حجاز مقدس چلے گئے وہاں پانچ سال قیام کے بعد واپس آ کر موضع ٹکھڑ نزد حیدر آباد سندھ میں مقیم ہو گئے پھر آخر میں سمارو شریف منتقل ہو گئے۔

تحریکِ پاکستان

اگرچہ آپ گوشہ نشینی کو پسند کرتے تھے لیکن مسلم لیگ کی خاطر آپ نے گوشہ نشینی ترک کر کے میر پور خاص حیدر آباد اور کراچی میں مسلم لیگ کے جلسوں میں خود شامل ہوئے۔ بلکہ میر پور خاص کے جلسے میں قائدِ اعظم رحمۃ اللہ کو شرکت کی دعوت دی چنانچہ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور اردو میں خطاب فرمایا۔ دوسرے موقعوں پر قائدِ اعظم کے ساتھ جلسوں میں شامل ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد مشائخ کانفرنس کے سات نمائندوں میں آپ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے قائدِ اعظم سے ملاقات کر کے آپ کی توجہ ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام کی طرف دلائی۔ اُنہی دنوں مشرقی پنجاب کے مسلمان سرہند شریف کے قلعہ میں پناہ گزین ہوئے اور وہاں چالیس پینتالیس ہزار افراد حالت نازک ہوگئی۔ تو آپ نے سندھ کے وزیرِ اعلیٰ سر غلام حسین ہدایت اللہ سے مل کر قائدِ اعظم سے مسلمانوں کی مدد کا مطالبہ کیا چنانچہ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سپیشل ٹرین کا بندوبست کیا اور بھارتی حکومت کی اجازت سے یہ تمام مسلمان بلوچ رجمنٹ کی حفاظت میں بخیریت پاکستان پہنچ گئے۔

وفات

کچھ عرصہ بعد آپ بیمار ہوئے تو آپ کو اطلاع دی گئی کہ کراچی سے ایک خاص طبیب کو بلایا ہے جو انشاءاللہ تعالیٰ کل تک پہنچ جائے گا تو آپ نے فرمایا۔ "صبح تک حکیم کی ضرورت ہی نہ رہے گی"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رات تین بجے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے صفر ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اپنے والد گرامی کے پہلو میں کوہ گنجہ میں سپردِ خاک کیے گئے۔

کلیاتِ خیابانِ سرہندی کے نام سے آپ کا مجموعۂ کلام شائع ہو چکا ہے۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت۔ ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر)

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد ہاشم جان فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

حضرت مولانا محمد ہاشم جان ابن شیخ الاسلام خواجہ محمد حسن جان سرہندی قدس سرہما کی ولادت باسعادت ۱۴، ذیقعد ۱۳۲۳ھ/۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء کو ٹنڈو سائیں داد میں ہوئی۔ سلسلہ نسب امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔

علوم ظاہری

کتب فارسی والد ماجد سے پڑھنے کے بعد حافظ قاری احمد صاد نبیری سے قرآن مجید حفظ کیا۔ عربی تعلیم اپنے والد ماجد سے شروع کی پھر مولانا غلام محمد نظامانی اور مولانا محمد شفیع سے استفادہ کیا۔ اور مزید تعلیم اجمیر شریف میں مولانا معین الدین اجمیری قدس سرہٗ سے اور پھر ٹونک میں سید برکات احمد ٹونکی اور فرنگی محل میں مولانا عبدالباری قدس سرہما سے حاصل کی۔ الغرض تقریباً گیارہ سال بیرون سندھ رہ کر علم و فضل کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

علوم باطنی

اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر سلوک مجددیہ بکمال و تفصیل طے کیا۔ حضرت پیر ہاشم جان سرہندی قدس سرہٗ صورت و سیرت اور علم و فضل میں باکمال اور بے مثال شخصیت تھے۔

بقول یادگار سلف مکرمی پروفیسر محمد مسعود احمد مجددی مدظلہ، پرنسپل گورنمنٹ کالج سکھر سندھ، "خوبصورت و خوب سیرت، کہ آپ کو دیکھ کر بے ساختہ قرآن پاک کی آیت یاد آتی ہے،

فتبارک اللہ احسن الخالقین۔[1] لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔[2]

کی تفسیر مشاہدہ کرنی ہو تو آپ کی زیارت کر لیجئے"۔ (۱۔ سورۃ مومنون ۱۴۔ ۲۔ سورۃ والتین ۴۔)

"مولانا ممدوح متبحر عالم، باکمال مقرر تھے۔ ان کی تقاریر سے ان کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ کا باشندہ ہوتے ہوئے اردو اتنی صاف، شستہ اور رواں بولتے کہ اہل زبان کا گمان ہوتا ہے۔"

دینی و ملی خدمات

ابتداء سے ہی آپ کو دینی و ملی تحریکوں سے شغف رہا۔ زمانہ طالب علمی میں اجمیر شریف سے ایک اشتہار شائع ہوا۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کی

حکومت میں فوج اور پولیس کی نوکری حرام ہے۔ یہ اشتہار چسپاں کرنے والوں میں ساتھیوں کے ساتھ آپ بھی معتوب قرار دیئے گئے۔

تحریک پاکستان کے سلسلہ میں اپنے والد ماجد شیخ الاسلام مولانا محمد حسن جان قدس سرہٗ کے ساتھ انتھک محنت کی۔ پھر قیام پاکستان کے بعد اپنے مریدوں کو جہادِ کشمیر کے لئے تیار فرمایا لیکن حکومتِ پاکستان کی طرف سے اجازت نہ مل سکی۔

لواری شریف (سندھ) میں عُرس کے موقع پر بعض لوگوں نے مشہور کردیا کہ وہاں کے سجادہ نشین احمد زمان نے لواری شریف میں حج کا سلسلہ شروع کردیا ہے تو اِس فتنہ کے انسداد کے لئے آپ نے پہلے سندھ اخبارات میں مضامین شائع کرائے پھر حکومتِ ہند (برطانیہ) سے مطالبہ کیا کہ اس فتنہ پر پابندی عائد کی جائے۔

حضرت پیر ہاشم جان سرہندی قدس سرہٗ کے دل میں ملکِ پاکستان کی سلامتی، اسلام اور مسلمانوں کے لئے بے پناہ درد تھا۔ دشمنانِ اسلام کے لئے شمشیرِ بے نیام تھے۔

سندھ کے جی۔ ایم سید، ابتداء میں شیخ الاسلام خواجہ محمد حسن جان سرہندی قدس سرہٗ کے حلقۂ ارادت سے وابستہ تھے۔ جب جی۔ ایم سید کے خیالات تبدیل ہوگئے تو ان سے تعلقات ختم کرلئے۔ ایک دفعہ پیر محمد ہاشم جان سرہندی قدس سرہٗ مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس کے سامنے تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول تھے کہ سید عبدالہادی اور جی۔ ایم سید آپ سے ملنے آگئے تو آپ نے جی۔ ایم سید سے مصافحہ کرنے سے انکار کردیا۔ اور فرمایا "مجھے آپ سے ذاتی طور پر کوئی مخاصمت نہیں سوائے اس کے کہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف حملوں کی وجہ سے مجھے آپ سے نفرت ہے۔ اگر آپ تائب ہوکر ایک تحریر مجھے بھیج دیں تو میں خود آپ کو ملنے کے لئے آجاؤں گا۔"

علماءِ اہلِ سنت سے نہایت اچھے تعلقات تھے کراچی کے علماء میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔

تصانیف تبلیغِ اسلام اور رُشد و ہدایت کی عملی مصروفیات کی بناء پر تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے تاہم بعض تراجم آپ کی یادگار ہیں،

۱. قرۃ العیون فی سیرۃ الامین المامون کا سندھی ترجمہ (غیر مطبوعہ)

۲. مخدوم محمد ہاشم کی تصنیف "فرائض الاسلام" کا ترجمہ

۳. والدِ ماجد کی تصنیف "طریق النجات" کا اردو ترجمہ

ان کے علاوہ والد ماجد کی دیگر متعدد تصانیف کا ترجمہ۔ آپ کا کتب خانہ نہایت وسیع تھا۔ مشائخ خاندانِ مجددیہ کے حالات کے حافظ تھے۔

وفات ۲۲، رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ / ۲۸، ستمبر ۱۹۷۵ء کو پیر محمد ہاشم جان سرہندی فاروقی قدس سرہٗ کا کوئٹہ میں وصال ہوا۔ آپ کی آخری آرامگاہ ٹنڈو سائیں داد سندھ میں ہے۔

(تذکرہ اکابر اہلِ سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر)

خواجہ مولانا عبداللہ جان المعروف شاہ آغا سرہندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت پیر عبداللہ جان سرہندی ابن شیخ الاسلام مولانا خواجہ محمد حسن جان سرہندی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ۸، جمادی الاول ۱۳۰۵ھ کو ٹنڈو سائیں داد سندھ میں ہوئی۔ آپ مبلغ اسلام خواجہ مولانا محمد ہاشم جان قدس سرہٗ کے بڑے بھائی تھے۔

علومِ ظاہری و باطنی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر دیگر اساتذہ سے علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال حاصل کیا۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور والد گرامی کے بعد آپ کے صحیح جانشین ہوئے ورع، تقویٰ اور پابندی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سلفِ صالحین کی یادگار تھے۔

لاتعداد عقیدتمند حلقہ مریداں میں شامل تھے۔ آپ کی عالمانہ گفتگو نہایت پُر اثر ہوا کرتی تھی۔ باوجود کبرسنی اور ضعف و نقاہت کے، مطالعہ میں مصروف رہتے۔ آپ کی تصنیف "مونس المخلصین" خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

رشد و ہدایت کے سلسلہ میں پہلے اپنی ذات پر پابندی کو لازم کیا۔ آپ کی زندگی کا

ہر لمحہ اتباعِ سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا اور مریدین کو بھی ہمیشہ یہی تعلیم دیا کرتے۔

وفات آپ کا وصال ۳۱، مارچ ۱۹۷۲ء ۱۳۹۳ھ ٹنڈو سائیں داد میں ہوا۔ اور وہیں آخری آرامگاہ بنی۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر)

حضرت مولانا محمد اسماعیل جان روشن فاروقی سرہندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت پیر محمد اسماعیل جان روشن ابن حضرت خواجہ محمد حسین جان سرہندی قدس سرہما کی ولادت ۲۳، جون ۱۸۹۰ء کو موضع ٹکھڑ ضلع حیدرآباد سندھ میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی ابتدائی تعلیم اپنے جدِ امجد حضرت خواجہ عبد الرحمٰن سرہندی قدس سرہٗ سے حاصل کرکے دیگر اساتذہ سے علوم میں کمال حاصل کیا۔ علوم ظاہری سے فراغت کے بعد جدِ امجد سے ہی بیعت ہو کر فیوض و برکات کے خزانوں سے مالا مال ہوئے۔ اور کمال کے مقام پر فائز ہو کر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

دینی و ملی خدمات آپ نے برصغیر کی تمام ملی و سیاسی تحریکوں میں جانفشانی سے حصہ لیا تحریک خلافت و مسلم لیگ میں اہم کردار ادا کیا۔ بلکہ سندھ میں مسلم لیگ کے بانی ارکان میں آپ کا شمار ہوتا ہے اور حجازِ مقدس میں موتمر اسلامی کے اجلاس میں آپ نے علی برادران کے ساتھ شرکت فرمائی۔

انگریز دشمنی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ برطانوی شہزادہ ویلز ہندوستان کے دورہ پر ۱۷، نومبر ۱۹۲۱ء کو بمبئی پہنچا تو تحریک خلافت کے لیڈروں نے اس کی آمد سے بیزاری کا اظہار کیا جس کی پاداش میں آپ کو زندان میں جانا پڑا۔

اس کے بعد مسلم لیگ کو ہر دلعزیز بنانے کے لیے آپ نے اندرون سندھ کے دورے کیے اور دیگر مسلم لیگی رہنماؤں کے شانہ بشانہ کام کیا۔ ۲۳، مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان

منظور ہونے کے بعد آپ نے تحریکِ پاکستان کے لئے انتھک محنت کی۔

وفات افسوس! پاکستان بننے سے پانچ سال قبل ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں آپ رحلت فرما گئے۔ اور اپنے آبائی گاؤں ٹکھڑ میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ - ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر)

حضرت خواجہ محمد اسحاق جان سرہندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت حضرت خواجہ محمد اسحاق جان ابن خواجہ محمد اسماعیل جان روشن سرہندی قدس سرہما کی ولادت ۱۳۳۰ھ میں حیدرآباد سندھ میں ہوئی۔

علومِ ظاہری و باطنی ابتدائی تعلیم اپنے جدِ امجد حضرت خواجہ محمد حسین جان سرہندی قدس سرہٗ والدِ گرامی اور دیگر علمائے وقت سے حاصل کی پھر دار العلوم معینیہ اجمیر شریف سے تکمیل کی اور علومِ باطنی میں بھی اپنے جدِ امجد خواجہ محمد حسین جان قدس سرہٗ العزیز سے خلافت و اجازت حاصل کی۔

دینی و ملی تحریکیں صغر سنی ہی میں والدِ گرامی کے ساتھ تحریکِ خلافت میں بھرپور حصہ لیا اور پھر تحریکِ پاکستان میں پرجوش رہے۔ جب قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ میرپور خاص تشریف لائے تو نوجوانوں کے گروپ کے قائد آپ ہی تھے۔ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے محبت سے آپ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر آپ کے جوش و ولولہ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

اپنے ناناجان اور مرشد شیخ الاسلام خواجہ محمد حسن جان سرہندی قدس سرہٗ کے اخبار "الحنیف" میں سیاسی نظمیں "ساقی" کے نام سے چھپتی تھیں۔

تحریکِ پاکستان کے دوران آپ کے کارنامے روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہیں۔ سندھ میں مخالفین کو ہر محاذ پر شکست دی۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہندو مسلم فساد شروع ہو گئے تو آپ نے رضاکار دستے تیار کر کے لوگوں کو منظم کیا اور ضلع تھرپارکر مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے

قائدِ اعظمؒ کو اپنے ارادۂ جہاد سے آگاہ کیا تو قائدِ اعظمؒ نے آپ کے جذبہ کو بہت سراہا۔

وفات ۲، ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ/۷، دسمبر ۱۹۷۵ء کو کراچی میں رحلت فرمائی۔ اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

(ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

مُلّا شور بازار

نور المشائخ حضرت خواجہ فضل عمر المعروف مُلّا شور بازار فاروقی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت حضرت فضل عمر المعروف مُلّا شور بازار ابن حضرت غلام قیوم فاروقی قدس سرہٗ کی ولادت با سعادت ۷، رجادی الاول ۱۳۰۲ھ کو شور بازار کابل میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ مُلّا شور بازار مشہور ہو گئے۔ آپ کا نسب نامہ حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔

علوم ظاہری و باطنی علمائے وقت سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے بعد اپنے والد ماجد، حضرت غلام قیوم فاروقی کے دستِ حق پرست پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر جلد ہی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ والد گرامی کے وصال کے بعد مسندِ مجددیت پر فائز ہوئے۔ آپ کے مریدین کا حلقہ اثر افغانستان کے علاوہ ہندوستان پاکستان، ایران، حجاز اور بنگال تک وسیع ہے۔

تحریکِ پاکستان تحریکِ پاکستان میں آپ کا مجاہدانہ کردار اور عظیم خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں آپ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے عرس مبارک میں شمولیت کے لئے ہندوستان تشریف لائے تو مسلم لیگی رہنماؤں کا وفد، جن میں نواب زادہ

لیاقت علی خاں، سردار عبدالرب نشتر، خواجہ ناظم الدین اور اسماعیل چندریگر شامل تھے نے بمبئی میں حضرت صاحب سے ملاقات کی اور مسلم لیگ کے منشور اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں مفصل مذاکرات کئے اور آپ سے تعاون کی درخواست کی۔ آپ نے اس وفد کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ اور اپنے مریدین کو مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کا حکم دیا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے پاکستان کے استحکام کے لئے بھرپور جدوجہد کی پھر ۱۹۴۸ء میں وزیر اعظم پاکستان قائد ملت نوابزادہ لیاقت علی خاں کی دعوت پر آپ نے پاکستان کا سرکاری دورہ کیا۔ اور خیبر سے کراچی تک پاکستانی عوام نے آپ کا فقید المثال استقبال کیا۔ آپ نے مختلف جگہوں پر اپنے پرجوش خطاب میں اتحادِ عالمِ اسلام، آزادی فلسطین اور مسلمانانِ کشمیر کی پُرزور حمایت کی۔ اسی کو بہانہ بنا کر ہندوستان کے حکمرانوں نے آپ کو سرہند شریف جانے کی اجازت نہ دی۔ تو آپ نے بادشاہی مسجد لاہور میں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا عرس مبارک منایا۔

وفات ۲۵، محرم الحرام ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء کو بعد از نماز فجر آپ کا وصال کابل میں ہوا۔ اور خانقاہِ مجددیہ قلعہ جواد کابل میں سپردِ خاک ہوئے۔

(ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر)

صدر المشائخ مولانا فضل عثمان فاروقی سرہندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا فضل عثمان فاروقی ابن نور المشائخ مولانا فضل عمر المعروف مُلا شور بازار فاروقی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ/ اگست ۱۹۰۱ء میں شور بازار کابل میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی مدرسہ مجددیہ شور بازار کابل میں داخل ہو کر اپنے دور کے ممتاز علماء و فضلاء سے تعلیم مکمل کی۔ اور ساتھ ہی اپنے والد گرامی نور المشائخ

مولانا فضل عمر المعروف مُلّا شور بازار قدس سرہٗ کے دستِ اقدس پر بیعت ہو کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

عملی زندگی دوسری جنگِ عظیم میں والد ماجد کے ہمراہ افغانستان میں تل کے مقام پر انگریزوں کے خلاف عملی جہاد میں حصہ لیا اور ان حضرات کے قدوم میمنت لزوم اور فضلِ ایزدی سے انگریزوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اور افغانستان کو حقیقی آزادی نصیب ہوئی۔

جب بچہ سقہ نے غازی امان اللہ کے خلاف بغاوت کی تو آپ نے باغیوں کے خلاف جنرل غلام نبی سے مکمل تعاون کیا تو ترکستان کے گورنر عطا محمد نے صدر المشائخ کو قید کر دیا۔ اور آپ کے ناقابلِ شکست خیالات سے آگاہ ہو کر آپ کو پھانسی کا حکم دیا۔ لیکن جنرل غلام نبی کے بروقت حملہ سے آپ کو رہائی مل گئی۔

بعد میں جب غازی امان اللہ اقتدار سے دستبردار ہو گئے تو آپ اپنی جماعت کے ساتھ تاشقند چلے گئے لیکن حکومتِ رُوس نے آپ پر پابندی لگا دی۔ آپ نے آٹھ ماہ پابندی میں گزارے تو بادشاہ نے بچہ سقہ کی حکومت کا تختہ اُلٹ کر بادشاہت قائم کر لی اور آپ کو کابل بلا کر وزارت انصاف عدلیہ اور اصلاحِ امورِ شرعیہ کا رُکن نامزد کر دیا۔ جب آپ نے محسوس کیا کہ وزارت اپنے فرائض صحیح طور پر ادا نہیں کر رہی تو مستعفی ہو کر ارشاد و تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔

۱۹۴۸ئ میں جب یہودیوں نے فلسطینیوں کو بے دخل کرنا شروع کر دیا تو آپ نے اپنے والد ماجد کے ساتھ افغانستان کا دورہ کر کے لاکھوں روپے مفتیٔ اعظم فلسطین سید امین الحسینی قدس سرہٗ کے توسط سے مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لئے بھجوائے۔

نور المدارس آپ کے والد گرامی نے غزنی میں دینی ادارہ نور المدارس قائم کیا تو آپ نے اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور عرصہ تک اس مدرسہ کے نائب صدر رہے تحریکِ پاکستان کی حمایت میں آپ نے تمام مریدوں کو تعاون کا حکم دیا۔ اور کشمیر کے محاذ پر بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

حج بیت اللہ

۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء میں حج و زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کراچی پہنچے تو پاکستان کے حسین شہید سہروردی اور فیروز خاں نون اور دیگر افراد نے آپ کا عظیم الشان استقبال کیا۔ اس دورے کے بعد کراچی میں افغانستان کے سفارت خانے نے آپ کے پاسپورٹ کی تجدید سے انکار کردیا۔ تو آپ نے ایک سال کراچی میں قیام فرماکر گلبرگ لاہور میں مستقل رہائش اختیار کرلی۔

۱۹۶۵ء میں آپ نے مریدین کو جہاد میں شریک ہونے کی تلقین کی۔ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں آپ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ آپ کی زندگی مجاہدانہ سرگرمیوں سے بھرپور تھی۔

وفات

۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ/ ۱۸ اپریل ۱۹۷۳ء کو اہل سنت کے محبوب رہنما کا لاہور میں وصال ہوا اور ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعہ آپ کا جسد مبارک کابل لے جایا گیا اور وہاں آپ کو خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد میں اپنے والد گرامی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت - مدینۃ الاولیاء)

آپ کے صاحبزادے شیخ المشائخ مولانا خواجہ فضل الرحمٰن فاروقی مجددی قدس سرہ کی وفات ۱۵- سی گلبرگ لاہور میں ۲۴ جنوری ۱۹۸۹ء کو ہوئی۔ نماز جنازہ بدر المشائخ پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی (صدر عبوری افغان حکومت) نے پڑھائی۔ اور قبرستان میانی صاحب میں حضرت محمد طاہر بندگی قدس سرہ (خلیفہ خاص حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز) کے مزار کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔

(روزنامہ جنگ ۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
مٹیاری شریف (سندھ)

جناب حضرت خواجہ غلام مجدد فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت حضرت غلام مجدد ابن خواجہ شاہ عبدالحکیم فاروقی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ۶، رجب المرجب ۱۳۰۱ھ بروز پیر مٹیاری شریف ضلع حیدرآباد (سندھ) میں ہوئی۔ آپ کا نسب نامہ چند واسطوں سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے۔

علوم ظاہری و باطنی آپ نے تعلیم اپنے جدامجد خواجہ عبدالرحیم فاروقی، قاری عبدالرحمٰن اور عزیز اللہ خاں سے حاصل کی اور جدِامجد کے دستِ اقدس پر بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ فریضۂ حج کی ادائیگی کے موقع پر مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے کتب احادیث پڑھیں۔

مقام آپ کو انگریزوں سے سخت نفرت تھی۔ سوائے اہم مجبوری کے کبھی کسی انگریز سے نہ ملے تقسیمِ ہند سے پہلے حکومتِ ہند نے آپ کو "شمس العلماء" کا خطاب دینا چاہا مگر آپ نے انکار کر دیا۔ ایک دفعہ آپ کو مجسٹریٹ کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن اس درویش صفت مجددی نے فرمایا،

"دُنیا کی بڑی سے بڑی چیز، میرا ایمان نہیں خرید سکتی، میں اِس دُنیا کے لئے اپنی آخرت تباہ نہیں کر سکتا"

ملّی و دینی خدمات تحریکِ خلافت، تحریکِ مسجد منزل گاہ سکھر اور تحریکِ پاکستان میں بھرپور حصّہ لیا۔ کراچی کی عظیم الشان کانفرنس، جس میں انگریزوں کے خلاف فتویٰ صادر کیا گیا۔ اس میں علی برادران، مولانا نثار احمد کانپوری وغیرہم کے علاوہ چھٹے دستخط

آپ کے، تھے۔ اس فتویٰ کی پاداش میں خالق دینا ہال کراچی کا مشہور کیس چلا۔ عدالت میں آپ نے بڑی جرأت رندانہ سے اپنی مردانگی کا اظہار فرمایا اور کہا،

قید تو میرا ورثہ ہے کیونکہ میں غلام مجدد اور اولادِ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے ہوں جن کو جہانگیر بادشاہ نے قلعہ گوالیار میں قید رکھا تھا۔"

پھر فرمایا، کاش! آج مجھ پر یہ مقدمہ ہوتا کہ میں نے جارج پنجم کو قتل کیا ہے۔

سزا یاب ہونے سے پہلے آپ نے مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کو بتا دیا تھا کہ ہمیں صرف دو سال کی قید ہوگی کیونکہ رات رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا ہے اور دو انگلیوں کا اشارہ ہوا ہے۔ مولانا صاحبؒ نے صبح اعلان کر دیا۔ چنانچہ جج نے دو سال کی سزا دی۔ قید کے دوران آپ نے قرآن پاک حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جیل میں نہایت عجیب و غریب واقعات پیش آئے۔

قید سے رہا ہونے کے بعد آپ نے پورے سندھ کا طوفانی دورہ کر کے مسلمانوں کے ایمانوں کو ولولہ تازہ بخشا جوانوں کو گرمایا اور علماء و مشائخ کو بتایا کہ یہ وقت جہاد کا ہے۔

انگریز سے نفرت کی بناء پر آپ نے اپنی تمام زمین اور چوبیس بندوق کا آل انڈیا لائسنس بھی واپس کر دیا۔ آپ کی سرگرمیوں سے تنگ آکر انگریز حکومت نے آپ کی تقریر پر پابندی لگا دی۔ ایک دفعہ حیدرآباد میں ایک جلسہ میں انگریز ایس پی نے ریوالور دکھا کر زبان بندی کے نوٹس پر دستخط کرنے کے لیئے کہا۔ تو آپ نے ایس پی کی طرف دیکھ کر کہا،

" او لنگورے! تم مجھے تقریر کرنے سے روکتے ہو۔"

ایس پی چپ چاپ وہاں سے چلا گیا۔

تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے مہاجرین کی آبادکاری کے لیئے بے پناہ کام کیا۔ نوابزادہ لیاقت علی خاں اور سردار عبدالرب نشتر آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔

وفات

۱۶، جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ / ۸، جنوری ۱۹۵۶ء کو آپ کا وصال ہوا اور درگاہ مٹیاری شریف میں مدفون ہوئے۔ مولانا غلام رسُول جان سرہندی درویش منش بزرگ آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت۔ ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

آستانۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

شاہ محمد آفاق دہلی

حضرت شاہ محمد آفاق فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت حضرت شاہ محمد آفاق فاروقی قدس سرہٗ کا نسب نامہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے اس طرح ملتا ہے شاہ محمد آفاق ابن شیخ احسان اللہ ابن شیخ محمد اظہر ابن شیخ محمد تقی ابن شیخ عبدالاحد المعروف شاہ گل ابن خازن الرحمت شیخ محمد سعید ابن امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ اسرارہم۔

آپ کی ولادت حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہٗ کی دعا سے ۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۷ء میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی اپنے وقت کے علماء سے علوم ظاہری میں فراغت حاصل کرنے کے بعد خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر سلوک مجددیہ طے کیا۔ ریاضات و مجاہدات کے بعد کمال کے درجہ پر پہنچے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔ شاہ محمد آفاق مرید خواجہ ضیاء اللہ مرید قیوم رابع خواجہ محمد زبیر مرید قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند ثانی مرید قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس اللہ اسرارھما۔

مقام آپ دہلی سے افغانستان تشریف لے گئے۔ شاہ افغانستان زمان شاہ مرید اور معتقد تھا خاتم الاولیاء شاہ غلام علی قدس سرہٗ اپنے بعض مریدوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتے تھے ان کی تکمیل اسی وقت سمجھی جاتی جب آپ اُن کو مکمل جانتے۔

آپ صاحب جذب اور ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے۔ جامع شریعت و طریقت تھے۔ آپ اسرار حقیقت سے واقف تھے۔ فقر، توکل، قناعت، زہد و ورع، عبادات و ریاضت میں اپنے وقت

کے بے نظیر شیخ تھے۔ تصورِ شیخ پر بہت زور دیتے تھے۔

معمولات آپ روزانہ دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے، اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔ کلمہ طیبہ روزانہ پچاس ہزار مرتبہ پڑھتے اور نماز ظہر کے بعد حزب البحر پڑھنا آپ کا معمول تھا۔

وفات آپ ۷، محرم ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۶ء جوارِ رحمت میں پیوست ہوئے۔ مرقدِ پُر انوار دہلی میں مرجعِ خاص و عام ہے۔

آپ کے خلفاء مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور مولانا محمد نصیر مجددی قدس اللہ اسرارہما بلند مقام پر فائز تھے۔

(دلی کے بائیس خواجہ۔ انساب انجاب)

حضرت مولانا غلام رسول عالم پوری قدس سرہٗ

ولادت و تعارف مولانا غلام رسول ابن میاں مراد بخش موضع عالم پور (پنجاب) میں پیدا ہوئے سنِ ولادت معلوم نہ ہو سکا۔

علومِ ظاہری و باطنی تین سال کی عمر میں والدہ کا انتقال ہو گیا۔ ابتدائی تعلیم فارسی و عربی مولوی محمد عثمان سے حاصل کی پھر مولانا حامد صاحب سے حاصل کی۔ دہلی میں سجادہ نشین درگاہ خواجہ نظام الدین قدس سرہٗ سے بھی استفادہ کیا۔

انہی دنوں خواجہ محمد نصیر[۱] مجددی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر سلوکِ مجددیہ طے کیا۔ کچھ عرصہ مدرس رہے مولانا غلام محی الدین بگوی قدس سرہٗ سے بھی علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ صاحب تذکرہ علمائے ہند کے مطابق فقہ، حدیث اور تفسیر میں کامل تھے۔

۱۔ خواجہ محمد نصیر مجددی قدس سرہٗ شاہ محمد آفاق دہلوی قدس سرہٗ کے اجل خلیفہ تھے۔

تصنیفات آپ اچھے مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان کے عظیم شاعر ہوتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں چوپٹ نامہ۔ مسلم توحید۔ اد سی حرفی سسّی پنوں کے علاوہ احسن القصص ۱۲۹۰ھ (یوسف زلیخا) جس کو مقبولیت تامہ نصیب ہوئی اور آج سواسو ۱۲۵ سال گزرنے کے باوجود تصوّف کی عظیم دستاویزات میں شمار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ چٹھیاں بھی بہت مقبول ہوئیں۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وفات تذکرہ علمائے ہند کے مطابق آپ کی وفات ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء میں ہوئی لیکن بعض کے نزدیک آپ کی وفات ۱۸۹۲ء میں ہوئی۔

(تذکرہ علمائے ہند۔ ادبی لکیراں)

مناظرِ اسلام حافظ ولی اللہ لاہوری قدس سرہٗ

ولادت و تعارف

حافظ قرآن، محافظِ اسلام مولانا حافظ ولی اللہ قدس سرہٗ العزیز کی ولادت باسعادت کشمیر میں ہوئی۔ سنِ ولادت معلوم نہ ہو سکا۔ سکھ راجہ کے مظالم کی وجہ سے آپ کے والدین کشمیر سے پسرور (سیالکوٹ) اور پھر لاہور آ گئے۔

علومِ ظاہری و باطنی

پانچ سال کی عمر میں چیچک میں مبتلا ہونے کی وجہ سے آپ کی بصارت زائل ہو گئی پھر جلد ہی والدین داغ مفارقت دے گئے اور آپ کی کفالت آپ کے مفلوک الحال بھائیوں پر آ پڑی۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ ظاہری بینائی سے محروم اس بچے کو اللہ تعالیٰ کیسا عظیم مقام عطا فرمائے گا۔

آپ کا حافظہ بے مثال تھا۔ اُن دنوں لاہور میں فاضل اجل مولانا غلام رسول عالم پوری قدس سرہٗ تشریف لائے تو از راہِ کرم آپ کو ساتھ لے گئے اور اپنی نگرانی میں قرآن مجید حفظ کرایا اور دیگر کتابیں بھی پڑھائیں۔ نیز نسبتِ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ سے بہرہ ور فرمایا۔ آپ نے مولانا نور احمد ساکن کھائی کوٹی سے بھی علومِ ظاہری حاصل کئے۔ اس کے بعد مولانا غلام محی الدین بگوی اور مولانا احمد دین بگوی قدس اللہ اسرارہما سے بھی ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے۔

علمی مقام اور مناظرہ

جناب حافظ ولی اللہ قدس سرہٗ نہ صرف قرآن مجید کے حافظ تھے، بلکہ انجیل کے بھی حافظ تھے۔ انھیں انجیل کے مختلف ایڈیشنوں کے صفحات اور سطریں تک ازبر تھیں۔ ان دنوں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے انگریزوں کے بے شمار دیسی اور ولایتی پادری شدت سے سرگرمِ عمل تھے جن میں پادری فورمین (بانی ایف سی کالج لاہور) پادری فونڈر اور پادری عماد الدین خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان حالات میں آپ مردانہ وار میدان میں آ گئے اور میدانِ مناظرہ میں پادریوں کی وہ درگت بنائی۔ کہ بڑے بڑے پادری لرزہ براندام ہو گئے، بلکہ عیسائی پادری آپ کا نام سن کر ہی میدانِ مناظرہ سے بھاگ جاتے۔

عجیب مناظرہ ایک دفعہ آپ لاہور سے باہر تھے۔ واپسی پر پتہ چلا کہ تین دن سے مسلمان علماء اور پادری فونڈر کے درمیان مناظرہ ہو رہا ہے آپ فوراً میدان میں پہنچ گئے اور فرمایا چونکہ میں نابینا ہوں اس لئے اپنے مدمقابل کو قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب پادری فونڈر کو قریب لے جایا گیا تو آپ نے ہاتھ سے چہرے کو ٹٹولتے ہوئے اس کے منہ پر ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کیا کہ پادری کے منہ سے خون بہنے لگا۔ اسی وقت آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ دوسرے دن انگریز مجسٹریٹ کے روبرو آپ نے بیان دیتے ہوئے فرمایا،

"استغاثہ کا مجھ پر یہ الزام غلط ہے کہ میں نے ارادہ قتل سے تھپڑ مارا ہے میں تو دیکھنا چاہتا تھا کہ پادری صاحب انجیل مقدس پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں، کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ اگر تمہیں ایک تھپڑ مارا جائے تو دوسرا گال پیش کر دو، مگر پادری صاحب نے انجیل پر عمل کرنے کی بجائے مقدمہ دائر کر دیا۔"

ساتھ ہی مجسٹریٹ کے سامنے انجیل کے اکیس ایڈیشنوں کے حوالے صفحہ اور سطر سمیت سنا دیئے اور یہ بھی بتا دیا کہ فلاں ایڈیشن فلاں لائبریری یا فلاں پادری کے پاس ہے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پادری فونڈر کو جواب دینے کو کہا تو اس نے اعتراف کیا کہ انجیل مقدس میں اسی طرح لکھا ہے اور مقدمہ واپس لے کر حافظ صاحب سے صلح کر لی۔

ایک عرصہ تک شاہی مسجد لاہور میں رہے پھر مسجد وزیر خاں میں خطابت کی۔

تصنیفات مباحثہ دینی "صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیطان" اور "ابحاث ضروری" آپ کی تصنیفات ہیں جن کو بعد میں مولانا فقیر محمد جہلمی قدس سرہٗ (مصنف حدائق حنفیہ) کے حواشی نے مدلل بنا دیا۔

وفات ۲۴، جمادی الاول ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء کو واصل بحق ہوئے آپ کا مزار لاہور میں فلیمنگ روڈ کے کنارے ایک مختصر احاطہ میں ہے۔ جہاں بعض صاحب دل حضرات سال بعد عرس کرا دیتے ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

گنج مرادآباد

حضرت شاہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم مبارک فضل الرحمٰن، والد ماجد اہل اللہ بن محمد فیاض قصبہ ملانواں ضلع اناؤ (اودھ) کے رہنے والے تھے۔ آپ نے قصبہ گنج مرادآباد جو کہ ملانواں سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے سکونت اختیار کی۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۸ھ/۱۷۹۳ء میں ہوئی۔ تاریخی نام "فضل رحمٰن" ہے۔

تعلیم و نسبت باطنی علوم ظاہری شاہ عبدالعزیز دہلوی، مولانا محمد اسحاق دہلوی، مرزا حسن علی کبیر محدث لکھنوی سے حاصل کر کے کمال تک پہنچے۔ آپ کی بیعت شاہ محمد آفاق[1] دہلوی سے تھی۔ خلعت خلافت اور اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے۔

گنج مرادآباد کچھ عرصہ بعد گنج مرادآباد میں مستقل رہائش اختیار کی اور خلق خدا کی روحانی تربیت شروع کی۔ زہد و اتقاء اور اتباع شریعت و سنت میں کامل تھے۔ آپ کو سخت آلام و تکالیف برداشت کرنا پڑیں۔ مگر آپ نے ہمت نہ ہاری۔ بے شمار علماء و مشائخ نے آپ سے حدیث پاک کا درس لیا۔ اور روحانی تربیت بھی حاصل کی۔ عابد، زاہد اور سخی تھے۔ غریبوں کی مدد کرنا محبوب مشغلہ تھا۔

وفات ۲۲ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء کو آپ اس دار فانی سے رخصت فرما گئے اور گنج مرادآباد میں مدفون ہوئے۔

---

[1] شاہ محمد آفاق نقشبندی مجددی دہلوی قدس سرہٗ (ف ۸ محرم ۱۲۵۱ھ) (تذکرہ علمائے ہند)

خلفاء آپ کے بے شمار خلفاء تھے ۔ جن میں سے دو خلفاء سید دیدار علی شاہ اور مولانا اکرام الدین کے حالات آئندہ صفحات میں درج کئے گئے ہیں ۔

(تذکرہ علمائے ہند)

فخرِ اہلِ سُنت علامہ سید محمد دیدار علی شاہ الوری نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت فقہاء و محدثین کے امام ابو محمد سید دیدار علی شاہ ابن سید نجف علی قدس سرہما کی ولادت ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء بروز پیر محلہ نواب پورہ ، الور (انڈیا) میں ہوئی ۔ آپ کے عم مکرم سید نثار علی شاہ قدس سرہٗ جو اپنے وقت کے باخدا شیخ تھے نے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بشارت دی تھی ،

"بیٹی ! تیرے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو دینِ مصطفوی کو روشن کرے گا اس کا نام دیدار علی رکھنا ۔" [۱]

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام سید موسیٰ رضا قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے ۔

علوم ظاہری مولانا کرامت اللہ خاں دہلوی سے درسِ نظامی کی کتب پڑھیں اور دورۂ حدیث مکمل کیا ۔ مولانا عبدالولی رام پوری اور مولانا ارشاد حسین نقشبندی [۲] رامپوری ، قدس اللہ اسرارہما سے فقہ و منطق کی تکمیل کی ۔ اور پھر سندِ حدیث مولانا احمد علی سہارنپوری اور مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی قدس اللہ اسرارہما سے لی ۔ شیخ الاسلام سید مہر علی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ آپ کے ہم درس تھے ۔ شاہ احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں بھی رہے ۔

---

[۱] اخبار جمعیت لاہور (۷ ، فروری ۱۹۵۵ء) از قاضی عبدالنبی کوکب ایم اے مرحوم

[۲] مولانا محمد ارشاد حسین فاروقی نقشبندی مجددی (ف ۱۳۱۱ھ) کے حالات خلفاء شاہ احمد سعید دہلوی فاروقی قدس سرہٗ میں درج ہیں ۔

نسبتِ باطنی

علوم ظاہری میں کمال حاصل کرنے کے بعد آپ تلاش حق میں اپنے دور کی اجل ہستی حضرت سائیں توکل شاہ قدس سرہٗ کی خدمت میں انبالہ پہنچے اور دو سال آپ کی خدمت میں گزارے۔ تو آپ نے فرمایا،

"گنج مرادآباد تمہارا چشم براہ ہے اپنا حصہ وہاں سے وصول کرو!"

چنانچہ آپ حضرت فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوکر خلعتِ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

دینی خدمات

آپ کی زندگی ایک جہدِ مسلسل تھی۔ اپنے استادِ گرامی مولانا ارشاد حسین فاروقی رامپوری قدس سرہٗ کے ارشاد کی تعمیل میں مدرسہ ارشاد العلوم رامپور میں مدرس اوّل مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۰ء میں اپنے وطن الور تشریف لائے اور وہاں مسجد قوت الاسلام اور مدرسہ قوت الاسلام قائم کیا۔ ۱۹۱۰ء میں آگرہ کی شاہی مسجد میں خطیب اور مفتی مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں لاہور تشریف لائے اور مسجد وزیر خاں میں خطیب و مفتی کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

دار العلوم حزب الاحناف

۱۹۲۵ء میں انجمن حزب الاحناف قائم کرکے، دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی۔ جو عرصہ قلیل میں اہل سنت وجماعت کا عظیم مرکز بن گیا۔ جہاں سے سینکڑوں عظیم سے عظیم تر علماء، فضلاء، و مدرسین پیدا ہوئے۔ کہ پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا قصبہ ایسا ہوگا جہاں حزب الاحناف کے چشمہ فیض سے فیض یافتہ خطیب مفتی مدرس یا فقیہہ مسلکِ حق اہل سنت وجماعت کی خدمت نہ کر رہے ہوں۔

آپ کے استقلال و جرأت کے سامنے مولانا ظفر علی خاں مرحوم کا تند و تیز قلم اور زمیندار کا پروپیگنڈا بے اثر ہوگیا۔

آپ کے لاتعداد تلامذہ میں سے چند نام یادگار زمانہ ہیں۔

۱۔ غازی کشمیر ابوالحسنات سید محمد احمد قدس سرہٗ آپ کے صاحبزادے بعد میں مسجد وزیر خاں کے خطیب رہے۔

۲۔ مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد قدس سرہٗ شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہور رہے

۳۔ مولانا رکن الدین الوری نقشبندی قدس سرہٗ زندہ جاوید کتاب "رکن دین" کے

عظیم مصنف۔

۴۔ مولانا عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالیہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

۵۔ مولانا محمد مہرالدین مدظلہ العالیہ' جامعہ نظامیہ لاہور

۶۔ مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی بانی ومہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور۔

تصانیف گوناگوں مصروفیات کے باوجود آپ کی تصنیفات "تفسیر میزان الادیان (تفسیر سورۃ فاتحہ)۔ ردِ روافض الاستغاثہ من اولیاء اللہ اور دیوانِ دیدار علی، فارسی و اردو یادگار ہیں۔

وفات علم وفضل کا یہ درخشندہ آفتاب ۲۲ رجب ۱۳۵۴ھ / ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو غروب ہوگیا اور جامع مسجد اندرون دہلی دروازہ میں آخری آرام گاہ بنی۔

(تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت۔ تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور)

حضرت مولانا سید اکرام الدین بخاری نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا سید اکرام الدین بخاری قدس سرہٗ جید عالم دین اور مقبولِ زمانہ واعظ تھے۔ اِسی نسبت سے آپ کا لقب "واعظ الاسلام" مشہور تھا۔ تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی۔

نسبتِ باطنی شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں خلافت و اجازتِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

شعر وسخن کا ذوق رکھتے تھے اور اختر تخلص کرتے تھے۔ مولانا سید اکرام الدین قدس سرہٗ کا دل محبتِ الٰہی، حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء وصالحین کی عقیدت سے لبریز تھا۔ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء میں سیدنا غوث الاعظم قدس سرہٗ کے مزار بغداد شریف حاضری دی۔

مسلکِ حق اہل سنت وجماعت کی اشاعت میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ اور دیگر علماء کی

ہمنوائی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں بڑی سرگرمی دکھائی۔ اسی سلسلہ کی کڑی آپکی تصنیف "فیض جاری ملقب بہ ہدیۃ البخاری" میں مسئلہ ختم نبوت کا مدلل بیان فرمایا ہے۔

آپ کے اشعار برائے نمونہ،

محبت وعشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تری اُلفت میں مر مٹنا، شہادت اس کو کہتے ہیں
ترے کوچے میں ہونا دفن، جنت اس کو کہتے ہیں
تجھی کو دیکھنا، تیری ہی سُننا، تجھ میں گُم ہونا
حقیقت معرفت، اہلِ طریقت اس کو کہتے ہیں

افسوس، مزید حالات نہیں مل سکے اور نہ ہی تاریخ وفات اور مزار پرانوار کا پتہ مل سکا۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ دہلی شریف

شیخ عبدالاحد المعروف شاہ گل قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

شیخ عبدالاحد معروف بہ شاہ گل متخلص وحدت کے والد گرامی حضرت خازن الرحمت شیخ محمد سعید قدس سرہٗ فرزند ثانی امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۴۹ھ میں سرہند شریف میں ہوئی۔ آپ کے رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے حضرت خازن الرحمت آپ کو گل کہا کرتے تھے۔ اسی لئے آپ شاہ گل مشہور ہو گئے۔

علومِ ظاہری و باطنی علومِ ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ بچپن میں ہی کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فقہ پر قدم راسخ تھا اور قبل بلوغت سے ہی نمازِ پنجگانہ پر ایسے پابند تھے کہ کبھی کوئی نماز قضا نہ ہوئی۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہو کر برکات و فیوض حاصل کئے اور سفر کے حالات عربی زبان میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔ بلند پایہ شاعر تھے اور وحدت تخلص کرتے تھے۔ آپ کی استعداد دیکھ کر والد گرامی نے اپنے کمالات عالیہ سے مستفیض فرمایا۔

والد گرامی کی وفات ١٠٧٠ھ کے بعد اپنے عم بزرگوار قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ نے آپ کی تربیت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ آپ ایسے جامع کمالات ہوئے کہ بیان سے باہر ہے اور نہایت عجیب و غریب حالات و واقعات ظاہر ہوئے۔ ایک دفعہ الہام ہوا کہ جس نے تیرے پیچھے نماز ادا کی وہ بخشا جائے گا۔

وفات اٹھہتر برس کی عمر میں ۲۷، ذوالحجہ ١١٢٦ھ / ١٧١٥ء بروز جمعۃ المبارک دہلی میں واصل بحق ہوئے اور سرہند شریف میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ۔ رُودِ کوثر)

۲۔ مولانا شیخ مفتی محمد عابد مجددی لاہوری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت والد ماجد کا نام شیخ ابی حسن ضیاء الانس بن عبد اللہ تھا۔ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولادِ امجاد سے تھے۔ آپ کی ولادت لاہور میں ہوئی لیکن تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی۔

فیضِ باطنی شیخ عبد الاحد المعروف حضرت شاہ گل قدس سرہٗ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور فیوضِ باطنی سے بہرہ ور ہو کر خلعتِ خلافت و مجاز طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے سرفراز ہوئے۔ علومِ ظاہری میں بھی کمال کے درجہ پر پہنچے۔

مقام آپ اسم بامسمیٰ تھے اپنے وقت کے بے نظیر و بے مثل عالم فاضل عابد فقیہ اور مفسر تھے۔ ورع، تقویٰ اور اعمال میں علمائے عصر اور اولیائے وقت پر سبقت لے گئے۔ عبادت و ریاضت میں منفرد مقام کے حامل تھے عالم غیب میں آپ کا نام قاسم خزائن اللہ تھا۔

معمولات نمازِ تہجد میں ۲۵ بار سورۂ یٰسین اور روزانہ بیس ہزار کلمہ طیبہ، ہزار بار ذکر نفی اثبات بحبس دم ہزار بار درود شریف، ایک منزل قرآن شریف آپ کا معمول تھا۔ آپ کے حلقہ مجلس میں روزانہ دو سو علما۔ وصلحا۔ بیٹھتے تھے۔

زہد و اتقاء اس قدر صاحب ورع تھے کہ ایک مرتبہ حاکم سندھ نے مویشی لوٹ کر لایا تو آپ نے بیس سال تک گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ دہلی گئے تو آپ اپنے ساتھ ستو لے گئے وہاں انہی پر گذارہ کیا۔

حج بیت اللہ نہایت اشتیاق سے پاپیادہ لاہور سے حرمین شریفین پہنچے اور زیارت روضۂ رسولؐ اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

وفات ۱۸ رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۷ء کو وفات پائی۔ حدائق حنفیہ کے مطابق وفات لاہور میں ہوئی۔ لیکن مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی قدس سرہٗ نے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں فرمایا کہ وفات دہلی میں ہوئی۔ اور سبزی منڈی دہلی سے کئی میل آگے کرنال والی سڑک پر مرقد انور ہے۔ فرمایا آپ کے مزار کے جوار میں جو دفن ہو گا بخشا جائے گا۔

تصانیف آپ کثیر التصانیف تھے۔ مشہور تصانیف رسالہ وجوہ اعجاز القرآن، شرح قصیدہ بانت سعاد شرح خلاصہ کیدانی (فارسی) رسالہ فی الاربعہ لاحتیاط بعد صلوٰۃ الجمعہ اور العشرۃ المبشرہ فی فضائل امت المرحومہ ہیں۔

(تذکرہ علمائے ہند۔ حدائق حنفیہ۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، مدینۃ الاولیاء)

۲۔ شاہ سعد اللہ گلشن نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ

تعارف شیخ عبدالاحد المعروف شاہ گل قدس سرہٗ کے دوسرے خلیفہ شیخ سعد اللہ گلشن دہلوی قدس سرہٗ تھے اصل وطن برہانپور تھا لیکن دہلی آکر اس طرح بسے کہ دہلوی ہو گئے۔

آپ شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے ہم عصر تھے۔ شاہ صاحب نے "انفاس العارفین" میں آپ کی زبانی بعض روایتیں نقل کی ہیں۔ آپ تارک الدنیا شیخ تھے اور جامع مسجد دہلی میں رہتے تھے اور کئی کئی دن کے بعد کھانا کھاتے اکثر ترکاریوں کے چھلکوں اور پتوں پر گزارہ کرتے۔

سیر و سیاحت کے دوران ایک عرصہ احمد آباد گجرات رہے۔ تقریباً بائیس سال دکن کی سیر کی اور بیس سال دہلی میں مقیم رہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں آپ بلند مقام پر فائز تھے۔

آپ ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ اپنے مرشد کے عرف "شاہ گل" کی مناسبت سے اپنا تخلص گلشن رکھا۔ اکثر شعراء آپ کے شاگرد تھے۔ دکن کی سیاحت کے دوران آدم الشعراء "ولی دکنی" آپ کا شاگرد ہوا۔ آپ نے اُسے مشورہ دیا کہ اردو شاعری میں سنسکرت کی بجائے فارسی کے الفاظ استعمال کرے جو انھوں نے خوشدلی سے قبول کیا۔

آپ کا دیوان بہت ضخیم تھا۔ "مے خانہ درد" میں دو لاکھ اشعار کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

وفات شاہ سعد اللہ گلشن دہلوی قدس سرہٗ کی وفات ۱۱۳۹ھ/۱۷۲۶ء میں ہوئی۔ آپ کا مرقد انور دہلی میں ہے۔ (رودِ کوثر)

حضرت خواجہ میر ناصر عندلیب قدس سرہٗ العزیز

تعارف و ولادت آپ کا سلسلہ نسب شہنشاہ نقشبند خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ سے ملتا ہے سنِ ولادت نہیں مل سکا۔

علم وادب اور علوم اسلامیہ میں کمال کے مقام پر پہنچے ۔

نسبتِ باطنی شاہ گلشن دہلوی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر طریقہ نقشبندیہ میں کمال پر فائز ہوئے ابتدائی عمر میں مغلیہ فوج میں سپاہی تھے پھر یکایک فوج کی ملازمت ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کی اور درجہ ولایت پر فائز ہوئے ۔

تصانیف آپ نے نئے سلوک طریقہ محمدی کی بنیاد رکھی ۔ اسی زمانہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب فیصلہ وحدت الوجود والشہود" لکھی ۔ جس میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں تطبیق کی کوشش کی ۔ تو آپ نے اس کے جواب میں "نالہ عندلیب" لکھ کر اس مغالطہ کو دور فرما دیا ۔ اور کھل کر وحدت الشہود کی تفصیل پیش کی ۔

اپنے وقت کے عظیم شاعر ہوئے ہیں ۔

وفات غالباً ۱۱۷۲ھ ۱۷۵۹ء میں واصل بحق ہوئے اور دہلی میں مدفون ہوئے ۔ آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ میر درد اپنے وقت کے نقشبندی بزرگ عظیم المرتبت عالم اور اردو کے نامور شعراء میں سے تھے ۔ (حضرت مجددؒ کا نظریہ توحید)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

مکان شریف

حضرت سید امام علی شاہ قدس سرہٗ مکان شریف

تعارف و ولادت اسم مبارک سید امام علی والد گرامی کا نام سید حیدر علی قدس سرہما تھا ۔ ولادت ۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۶ء مکان شریف (رتڑ چھتڑ ضلع گورداسپور انڈیا) میں ہوئی ۔

تعلیم فارسی کتب مولانا فقیر اللہ کوفی سے پڑھ کر حافظ محمد رضا اور مولانا نور محمد سے کتب درسیہ پڑھیں ۔ شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا ۔ حضرت شاہ حسین بھوئے والا قدس سرہٗ نے

مثنوی پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

نسبتِ باطنی سولہ برس کی عمر میں اعلیٰحضرت شاہ حسین قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور قلیل عرصہ میں سلوک و طریقت کی منزلیں طے کرلیں اور خلعتِ خلافت اور مجاز طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے سرفراز ہوئے۔

آپ وحدانیت کے روشن چراغ علم و حکمت کے آفتاب سپہرِ ولایت کے درخشندہ ماہتاب تھے۔ آپ کا قلب نورِ الٰہی سے منور تھا۔ آپ کی مجلس میں کسی کو دل میں وسوسہ لانے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ اگر حاضرین میں کسی کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہوتا۔ تو آپ فوراً اس کی اصلاح فرما دیتے آپ نے ہزاروں مُردہ دلوں کو زندگی زندوں کو پائندگی بخشی۔ آپ کی نظر کیمیا اثر سے لاعلاج مریض بھی شفا پاتے آپ کے مریدین ذکر و شغل میں اتنی محویت رکھتے کہ ہر وقت قریب رہنے کے باوجود ایک دوسرے کے ناموں سے بھی ناآشنا تھے۔

وفات آپ کا وصال ۱۳ شوال ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء کو ہوا۔ مکان شریف میں مدفون ہوئے آپ کے فرزند سید صادق علی شاہ قدس سرہٗ خلیفہ و سجادہ نشین ہوئے۔ مادہ تاریخ رحلت

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون - ۱۲۸۲ھ

آپ کی اولاد میں سید محفوظ حسین (ابن سید مظہر قیوم ابن سید بارک اللہ ابن سید صادق علی شاہ) تقسیم ہند کے بعد بھلیر نزد سانگلہ ہل میں سجادہ نشین ہیں۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

۲۔ خواجہ بابا امیر الدین کوٹلوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت خواجہ امیر الدین کی ولادت باسعادت ۱۲۰۷ھ/۱۷۹۲ء دھرم کوٹ نزد مکان شریف ضلع گورداسپور (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ ککے زئی قوم سے تھے۔

تعلیم و نسبتِ باطنی ابتدائی تعلیم کے بعد اوائل عمر میں ہی خواجہ سید امام علی قدس سرہٗ مکان شریف سے بیعت ہو گئے۔ انہی دنوں تھانیدار بھرتی ہو گئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو دریا پر وظیفہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جہاں آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت

ہوئی۔ اور بے شمار فیوض و برکات حاصل ہوئے۔

اس کے بعد آپ کوٹلہ شریف (کوٹلہ پنجو بیگ) ضلع شیخوپورہ تشریف لے آئے۔ یہاں کے لاتعداد لوگ آپ کے علم و عرفان سے مستفیض ہوئے۔ اور بے شمار آپ کی تبلیغ سے راہ ہدایت پر آئے۔ اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوئے۔

کشف و کرامات میں بے نظیر تھے۔ آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ شرق پور میں ایک مردِ شیر کا ظہور ہو گا اس لیے ہر سال شرقپور شریف تشریف لاتے تھے۔ کہ اسی دوران شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری داخل سلسلہ ہوئے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے جب اللہ تعالےٰ سوال کرے گا کہ دُنیا سے کیا لائے ہو؟ تو میں عرض کروں گا "میں شیر محمد کو لایا ہوں"۔

وفات ایک سو تیئس برس کی عمر میں ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء میں فالج کا حملہ ہوا اور اس دارِ فانی سے عالم جاودانی کو کوچ فرما گئے۔ مرقد انور کوٹلہ شریف میں مرجع خواص و عوام ہے میاں خورشید عالم سجادہ نشین ہوئے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت مولانا شاہ رکن الدین مجددی الوری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت سید رکن الدین ابن سید شاہ محی الدین[1] قدس اللہ اسرارہما کی ولادت باسعادت کھیڑلہ ضلع گوڑگانواں نزد دہلی ہوئی۔ چھ برس کی عمر میں والد گرامی وفات پا گئے اور آپ ترک وطن کر کے اپنے ماموں شیخ فریدالدین کے پاس الور (راجستھان) چلے گئے اور

---

[1] سید شاہ محی الدین الوری قدس سرہٗ ۱۲۰۷ھ / ۱۷۹۳ء میں ولادت ہوئی۔ عارف عالم حافظِ قرآن تھے۔ تفسیر میں کامل تھے آپ کی تصانیف میں جواہر الحقائق، فصل الخطاب اور جواہر السلوک مشہور ہیں۔ طریقہ نقشبندیہ میں سید امام علی شاہ مکان شریف قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ ۳۰ محرم ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء کو مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

وہیں علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ خطاطِ وقت منشی رحیم اللہ قدس سرہٗ سے فنِ خطاطی سیکھا۔

نسبتِ باطنی فراغتِ تعلیم کے بعد شاہ محمد مسعود قدس سرہٗ (شاہی امام جامع مسجد فتحپوری دہلی) سے ۱۳۰۲ھ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوکر ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۰۹ھ کو خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے دربار فیض بار میں امرا، غربا، علما، فقرا، حاضر رہتے ہزارہا مشرکین دولتِ ایمان سے سرفراز ہوکر بلندیوں پر پہنچے۔

تصانیف آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ مشہور تصانیف یہ ہیں:

۱. رُکن دین (کتاب الصلوٰۃ) اردو میں مسائلِ نماز کی جامع کتاب اس سے بہتر آج تک طبع نہیں ہوئی۔ بہت سے ایڈیشن طبع ہوچکے ہیں۔

۲. رکن دین (توضیح العقائد)　　۳. روح الصلوٰۃ

۴. مولودِ محمود　　۵. رسالہ اربعین

وفات ۲۱، شوال ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا مفتی محمد محمود الوری ہوئے ہیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد محمود مجددی الوری قدس سرہٗ

ولادت و تعلیم مولانا مفتی محمد محمود الوری ابن مولانا رکن الدین الوری قدس اللہ اسرارہما کی ولادت ۵، ذوالحجہ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۳ء کو الور میں ہوئی۔ علوم ظاہری اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف مدرسہ جامع مسجد فتح پور اور دیگر اساتذہ سے کمال پر پہنچے طب حکیم جمیل الدین سے پڑھی۔

نسبتِ باطنی والد گرامی سے بیعت ہوکر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز بیعت ہوئے۔ بے شمار لوگوں کو فیض پہنچایا مخلوقِ خدا کی بے لوث خدمت کرتے رہے۔

رکن دین (کتاب الحج ۔ کتاب الصیام ۔ کتاب الزکوٰۃ) مصباح السالکین آپ کی تصانیف ہیں۔

وفات اپریل ۱۹۸۰ء / ۱۴۰۰ھ کو خالق حقیقی سے جا ملے حیدرآباد میں مدفون ہیں۔ آپ کے جانشین آپ کے واحد صاحبزادے مفتی ابوالخیر محمد زبیر ہیں۔ آپ کے خلفاء میں ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود ابن مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ دہلوی قدس سرہٗ ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

جامع مسجد فتحپوری (دہلی شریف)

مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ

ولادت و تعارف اسم مبارک شاہ مظہر اللہ، والد ماجد کا اسم گرامی مولانا محمد سعید (ف ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) اور جد امجد کا اسم گرامی حضرت شاہ محمد مسعود (ف ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء) تھا۔ ولادت باسعادت ۱۵ رجب ۱۳۰۳ھ / ۲۱ اپریل ۱۸۸۶ء بروز چہار شنبہ دہلی میں ہوئی۔ چار سال کی عمر میں والد ماجد داغ مفارقت دے گئے۔ تو جد امجد نے پرورش فرمائی لیکن دو سال وہ بھی داعئ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ تو دادی صاحبہ اور چچا جان مولانا عبد المجید (ف ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) نے تعلیم و تربیت کا ذمہ لیا۔

تعلیم و نسبت باطنی آپ نے قاری حبیب اللہ سے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر معروف علماء سے علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال حاصل کیا۔ چودہ برس کی عمر میں معروف شیخ سید امام علی شاہ قدس سرہٗ مکان شریف (ف ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) کے صاحبزادے سید صادق علی شاہ قدس سرہٗ (ف ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء) سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی۔ لیکن ایک سال بعد ہی مرشد طریقت کا وصال ہو گیا۔ تو آپ کی روحانی تربیت جد امجد شاہ محمد مسعود قدس سرہٗ دہلوی کے خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین الوری نقشبندی قدس سرہٗ نے فرمائی۔ اور تمام سلاسل طریقت

میں خلافت و اجازت عطا فرمائی۔

جامع مسجد فتحپوری شریعت و طریقت میں کامل ہونے کے بعد جامع مسجد فتح پوری میں امامت و خطابت سپرد ہوئی اور تا زیست اسی مسجد میں رہے یہ مسجد عشق و محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منبع بنی اور یہاں سے علم و عرفان کا ایسا فیض جاری ہوا کہ شاید و باید۔

سیاسی خدمات تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا اور پھر تحریک پاکستان کے موقع پر مسلم لیگ کے موقف کی مکمل حمایت کی لیکن شریعت کی پابندی ہمیشہ مقدم رہی یہی وجہ ہے کہ قائد اعظم جب دہلی میں مفتی اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے بڑی دل سوزی سے فرمایا،

"آپ قرآن و سنت کے نام سے مسلمانوں کو مسلم لیگ کی طرف بلاتے ہیں مگر افسوس کہ آپ خود قرآن و سنت سے واقف نہیں ہیں۔"

یہ سن کر قائد اعظم نے کہا، "دعا فرمائیں! اللہ تعالیٰ مجھے قرآن و سنت کے علوم سے آگاہ کر دے" تو آپ نے دعا فرمائی۔

مسلم لیگ کی حمایت کی وجہ سے کئی دفعہ آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی مگر بفضل ایزدی آپ محفوظ رہے۔ ایک دفعہ آپ نے قائد ملت لیاقت علی خاں کو نماز کی تلقین کی۔ جس سے لیاقت علی بہت متاثر ہوئے اور پابندی نماز کا وعدہ کیا۔ تحریک پاکستان میں اس قدر حصہ لینے کے باوجود پاکستان بننے کے بعد آپ نے دہلی میں رہنا پسند فرمایا۔ احباب اور عقیدتمندوں نے اصرار کیا تو فرمایا "فقیر کو یہیں رہنے دیں۔ کل قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ ہم نے اپنا گھر تیرے سپرد کیا تھا۔ تو تو اسے کس کے رحم و کرم پر چھوڑ کر چلا گیا تو فقیر کیا جواب دے گا۔"

وفات ۱۴، شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ / ۲۸، نومبر ۱۹۶۶ء بروز پیر تراسی برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ کے صاحبزادگان مفتی منظر احمد۔ مفتی محمد اشرف۔ مولانا محمد احمد۔ مولانا منور احمد اور مولانا مفتی منظور احمد انتقال فرما گئے ہیں۔ اب پاکستان میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور ہندوستان میں ڈاکٹر محمد سعید احمد سجادہ نشین خانقاہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ حیات ہیں۔ فتاویٰ مظہری، مکاتیب مظہری مظہر العقائد مشہور تصانیف ہیں۔

مفتی محمد مظفر احمد نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت حضرت مفتی محمد مظفر احمد ابن مولانا مفتی اعظم محمد مظہر اللہ قدس اللہ اسرارھما کی ولادت باسعادت ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء دہلی میں ہوئی۔

علوم ظاہری قاری فضل الدین مدرس مدرسہ عالیہ جامع مسجد فتح پوری سے قرآن مجید حفظ کیا اور علم تجوید و قرأت بھی حاصل کیا۔ پھر اپنے والد ماجد مفتی اعظم محمد مظہر اللہ قدس سرہٗ سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ علم طب حکیم جمیل الدین (استاد حکیم اجمل خاں) سے حاصل کیا۔ اور اپنے والد ماجد کے ساتھ جامع مسجد فتح پوری میں نائب امام اور فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

نسبتِ باطنی شاہ رکن الدین الوری قدس سرہٗ (خلیفہ مفتی محمد مسعود قدس سرہٗ ف ۱۳۰۹ھ) سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ پھر آپ کے والد گرامی نے بھی خلافت سے نوازا۔ ۱۹۴۷ء تک دہلی میں امامت و افتا کے فرائض انجام دیتے قیام پاکستان کے وقت کراچی تشریف لے آئے اور جامع مسجد آرام باغ وغیرہ میں خطابت پر متقرر رہے۔ بعد ازاں گوشہ نشینی اختیار کی۔

آپ بڑے خود دار اور غیور تھے۔ حق گوئی اور بے باکی اور تبلیغ دین آپ کی نمایاں صفات تھیں تحریک ختم نبوت میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

تصنیفات آپ کی تصنیفات میں الدعا للمجاہد ولغیر المجاہد۔ ۲۔ الجہاد ۳۔ عقائد و اعمال ۴۔ شمشیر صداقت مشہور ہیں۔

وفات آخر عمر میں عارضہ قلب ہو گیا۔ پاک بھارت جنگ کے دوران نماز تہجد پڑھ کر لیٹ گئے تسبیح ہاتھ میں تھی کہ پڑھتے پڑھتے ۱۰ شوال ۱۳۹۱ھ / ۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو وصال فرما گئے۔

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ قاری محمد ظفر احمد۔ حافظ محمد اظہر احمد اور حکیم محمد نذر احمد ہیں۔

(اکابر اہل سنت)

یادگار سلف پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی مدظلہ العالیہ

مولانا پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی ابن مفتی اعظم مولانا محمد مظہر اللہ قدس سرہ نے اپنے والد گرامی کی زیر تربیت مدرسہ عالیہ جامع مسجد فتح پوری دہلی میں تحصیل علوم شروع کی ۱۹۴۸ء میں فارسی فاضل پاس کیا۔ اور برادر گرامی مولانا منظور احمد کی تیمارداری کے لئے پاکستان آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۵۲ء میں میٹرک اور ۱۹۵۶ء میں بی اے کیا ۱۹۵۸ء میں ایم اے اردو میں پوری یونیورسٹی میں اوّل آئے اور گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل دیا گیا۔

۱۹۵۶ء میں دہلی حاضر ہو کر اپنے والد گرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور پھر علامہ مفتی محمد محمود الوری حال حیدرآباد سے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ کالج میر پور میں لیکچرار اور پھر گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں پروفیسر ہوئے۔ گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں، اور مٹھی ضلع تھرپارکر میں پرنسپل رہے کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج سکرنڈ ضلع نواب شاہ میں پرنسپل رہے۔ پی۔ایچ۔ڈی کے لئے آپ کا مقالہ بعنوان "قرآن پاک کے اردو تراجم و تفاسیر" ایک ہزار صفحات پر مشتمل ایک یادگار ہے۔ اس کے علاوہ آپ کثیر التصانیف بزرگ ہیں اور تقریباً ۳۰ تصانیف کا ذکر "تعارف علمائے اہل سنت مطبوعہ ۱۹۷۹ء میں ہے اس کے بعد کی تصانیف زائد ہیں جن میں سیرت مجدد الف ثانی سرفہرست ہے۔

گورنمنٹ کالج کے پرنسپل ہونے کے باوجود آپ کی وضع قطع گفتار و کردار دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے شیخ طریقت اور اپنے اسلاف کی یادگار ہیں۔

خلفاء میں مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد سجادہ نشین خانقاہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ دہلی اور مفتی محمد مکرم احمد سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ مسجد فتح پوری دہلی قابل ذکر ہیں۔

اب گورنمنٹ کالج سکھر سندھ میں پرنسپل ہیں۔

مولانا مفتی محمد منظور احمد نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

مولانا محمد منظور احمد ابن مفتی اعظم محمد مظہر اللہ شاہ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۱ھ / ۱۹۲۷ء کو دہلی میں ہوئی۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور مدرسہ عالیہ جامع مسجد فتح پوری سے ۱۹۴۶ء میں دورہ حدیث کی تکمیل کی اور جامعہ میں اوّل آئے۔ خطابت کی تاثیر اور دلنشینی کا یہ عالم تھا کہ ہر خاص و عام کا دل موہ لیتے تھے۔ اپنے والد گرامی سے بیعت کی۔ شدید علالت کی حالت میں بھی نماز کو ترک نہیں کیا۔ والد ماجد سے عقیدت و محبت اور پاس ادب کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حالت مرض میں نحیف ہونے کے باوجود اپنے والد محترم کو صحت و عافیت کی اطلاع دیتے رہے تاکہ ان کو پریشانی نہ ہو۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء کے آخر میں پاکستان تشریف لے آئے۔ علم تقویم اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور اس پر عبور حاصل تھا۔ آپ نے کراچی کے لئے دائمی تقویم یعنی اوقات نماز طلوع و غروب آفتاب کے اوقات مرتب کئے۔

وفات

۱۹۴۸ء میں صحت خراب ہوئی اس لئے حیدرآباد (سندھ) تشریف لے گئے۔ اسی بیماری کے دوران ۳ شعبان ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء چہار شنبہ کے دن داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے استاد مولانا ولایت احمد قدس سرہٗ کو انتقال کی خبر پہنچی تو چشم پرنم سے فرمایا،

"اگر حیات ہوتی تو اپنے زمانہ کے شاہ ولی اللہ ہوتے"۔

مرقد انوار حیدرآباد سندھ کے مشرقی جانب نہر پھلیلی کے کنارے واقع ہے۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

شرق پور شریف

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم مبارک شیر محمد، والد گرامی میاں عزیز الدین قدس سرہما کی ولادت ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء شرق پور شریف میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے پہلے ہی خواجہ امیر الدین قدس سرہٗ کوٹلہ شریف نے شرق پور میں آمد و رفت شروع کر دی تھی۔ کیونکہ انھیں کشف سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس جگہ ایک ولی اللہ پیدا ہو گا۔

بچپن میں آپ کی حیا کا یہ عالم تھا کہ گلی کوچے میں چادر اوڑھ کر گزرتے اور محلہ کی عورتیں کہا کرتی کہ میاں عزیز الدین کے گھر لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

تعلیم ختم قرآن پاک کے بعد مڈل سکول شرق پور میں حصول تعلیم کے دوران سکول سے واپس آکر مسجد کے کسی کونے میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ فارسی کتب اپنے عم بزرگوار حافظ حمید الدین سے پڑھیں خوشنویسی میں کمال حاصل کیا۔ ظاہری تعلیم گو اسی قدر حاصل کی لیکن قدرت ایزدی نے آپ کو علم لدنی کی دولت وافر عطا فرمائی تھی کہ وقت کے بڑے بڑے علماء حاضر رہتے تو آپ کے علوم و معارف سے مستفید ہوتے۔

نسبت باطنی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت بابا امیر الدین قدس سرہٗ کوٹلہ شریف کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے خلعت خلافت اور مجاز طریقہ سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی شخصیت نہایت پرکشش تھی کہ لوگ دور دراز سے حاضر ہو کر روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے۔ ہر عقیدت مند کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کا حکم دیتے۔

بعض اوقات خلاف شریعت صورت و سیرت رکھنے والے کو زبانی سمجھانے پر اکتفا نہ

کرتے بلکہ تھپڑ تک رسید کر دیتے کہ ایسے افراد نادم و تائب ہو کر جاتے۔ اور ممنونِ احسان رہتے۔

ایک دفعہ ایک ڈاڑھی منڈے سے فرمایا۔ تم نے داڑھی کیوں منڈوائی ہے اگر تیری بیوی کا سر مُونڈ دیا جائے تو اچھی معلوم ہوگی۔ اس نے کہا نہیں!" اور شرمسار ہو کر داڑھی نہ منڈوانے کا عہد کیا۔

امام المحدثین سید دیدار علی شاہ قدس سرہٗ جامعہ حزب الاحناف حکیم الامتہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اور دیگر کثیر بزرگوں نے آپ کی خدمت میں حاضری دی اور برکات حاصل کیں۔ آپ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے دن رات کام کیا۔ حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز دورِ آخر کے صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی بڑی کرامت یہ تھی کہ بے شمار افراد آپ کی صورت و سیرت میں متبع شریعت بن گئے۔ تبلیغ دینِ حق کے سلسلہ میں کئی کتب چھپوا کر تقسیم فرمائیں اور متعدد مساجد بنوائیں۔ آپ کے بے شمار معتقدین اور مریدین کے علاوہ آپ کے کثیر خلفاء اپنے وقت کے اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں۔

وفات ۲، ربیع الاول ۱۳۴۷ھ / ۲۰، اگست ۱۹۲۸ء بروز سوموار پینسٹھ برس کی عمر میں اس دنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کو انتقال فرما گئے اور شرق پور شریف میں مدفون ہوئے مرقد انوار مرجع خواص و عوام ہے۔ آپ کی اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے آپ کے بعد آپ کے برادرِ حقیقی حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری قدس سرہٗ جانشین ہوئے۔

خلفاء

۱۔ میاں غلام اللہ ۲۔ سید محمد اسماعیل حضرت کرمانوالہ

۳۔ سید نور الحسن بخاری ، کیلیانوالہ شریف

۴۔ مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی ۵۔ ابوالرضا شاہ حاکم علی

(تذکرہ اکابر اہلِ سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت میاں غلام اللہ مجددی ثانی لاثانی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ ابن میاں عزیز الدین قدس سرہما شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد قدس سرہٗ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء میں شرق پور شریف میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

تعلیم

آپ کی پرورش حضرت میاں شیر محمد قدس سرہٗ نے کی۔ چونکہ آپ کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس لئے آپ نے اپنی تمام توجہ کا مرکز اپنے بھائی کو بنایا۔

میٹرک کے بعد طبیہ کالج لاہور سے حکیم حاذق کا امتحان پاس کیا۔ اور شرق پور شریف میں مطب شروع کیا کچھ عرصہ بعد میونسپل کمیٹی میں سیکرٹری تعینات ہوئے تو میاں صاحب قدس سرہٗ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت میاں شیر محمد قدس سرہٗ نے ۱۵ سال کی عمر میں میاں غلام اللہ قدس سرہٗ کی شادی کر دی۔ اور اپنی تمام زمین بھی ان کے نام لگوا دی اور ساتھ ہی روحانی منازل بھی طے کرانا شروع کر دیں۔

نسبت باطنی

ولی کامل میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ کی نگاہ کے طفیل آپ کو ایسا مقام حاصل ہوا کہ وفات سے پہلے ہی میاں صاحب نے آپ کو خلافت و جانشینی کا شرف بخشا۔

تبلیغ دین

آپ نے میاں صاحب کی جلائی ہوئی توحید و رسالت کی شمع کو نہ صرف بجھنے نہیں دیا بلکہ مزید روشن کیا۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

آپ نے میاں صاحب قدس سرہٗ کی تعمیر کردہ متعدد مساجد کو پختہ بنایا۔ اور بعض مساجد کو وسیع کیا اور ایک مدرسہ بھی تعمیر کرایا جو درس میاں صاحبؒ کے نام سے مشہور ہے۔

تحریک پاکستان کے موقعہ پر آپ نے مسلم لیگ کی حمایت میں بے مثال خدمات

انجام دیں اور جلسے بھی کرائے۔

حج بیت اللہ

آپ تین مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے پہلی دفعہ اپنی طرف سے دوسری دفعہ والدہ ماجدہ کی طرف سے اور تیسری دفعہ میاں شیر محمد قدس سرہٗ کی طرف سے حج کیا۔

وفات

تقریباً تیس سال تبلیغ دین میں گزارنے کے بعد ۷، ربیع الاول ۱۳۷۷ھ / ۲، اکتوبر ۱۹۵۷ء کو آپ کا وصال ہوا اور میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

اولادِ امجاد

آپ کے دو صاحبزادے حضرت میاں غلام احمد مدظلہٗ (فرزند اکبر) اور حضرت میاں جمیل احمد مدظلہٗ (فرزند اصغر) یادگار زمانہ ہیں۔ اور آپ کے طریق کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

افسوس! کہ میاں غلام احمد مدظلہٗ کے حالات نہیں مل سکے۔

حضرت میاں جمیل احمد مدظلہٗ

ولادت ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں شرقپور شریف میں ہوئی۔ ایف اے تک تعلیم حاصل کر کے دینی تعلیم دربار شریف کے علماء سے حاصل کی۔

دونوں بھائیوں نے ایک تبلیغی ادارہ "دارالمبلغین" قائم کیا ہے جس سے علماء و حفاظ مستفیض ہو رہے ہیں۔ آپ کی زیر ادارت ایک ماہانہ رسالہ "نور اسلام" نکلتا ہے۔ ۱۹۷۵ء میں اس کا "امام اعظم نمبر" ضخیم اور نہایت عظیم نمبر شائع ہوا تھا۔

حال ہی میں سال گزشتہ جنوری فروری ۱۹۸۸ء میں "حضرت مجدد الف ثانی نمبر" تین ضخیم جلدوں میں شائع کرایا جو آپ کی امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے عقیدت و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ "حضرت مجدد الف ثانی نمبر" کی یہ تین جلدیں مجموعی طور پر تقریباً بارہ سو صفحات پر محیط ہیں امام ربانی قدس سرہٗ پر اتنا عمدہ اور ضخیم نمبر غالباً آج تک ہند و پاکستان میں ہی نہیں دنیائے اسلام میں شائع نہیں ہوا ہوگا۔

ہر سال ماہ صفر المظفر میں پاکستان کے طول و عرض میں مختلف شہروں اور قصبوں میں "یوم مجدد" قدس سرہٗ اور جمادی الثانی میں "یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ" کی مجالس کا باقاعدگی سے انعقاد آپ کا معمول ہے۔

(تعارف علمائے اہل سنت۔ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

۵۔ مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر نقشبندی اچھروی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا محمد عمر ابن مولانا محمد امین ابن حاجی عبد الملک قدس سرھما کی ولادت ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء قصور میں ہوئی۔

علومِ ظاہری قرآن مجید اپنے والد ماجد سے پڑھا۔ پھر مولانا صلاح الدین، مولوی محمد حسین لکھوی مولوی عطاء اللہ لکھوی اور مولوی محمد عالم سنبھلی (لاہور) سے تحصیل علوم کئے۔ شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے شاگرد رشید مولانا محمد حسین (خطیب پلٹن فیروزپور) کے پاس کچھ عرصہ رہنے کے بعد مولانا علی محمد جماعتی قدس سرہٗ (قصور) کے پاس فتو والہ میں قیام پذیر ہوئے۔

مدرسہ رحمانیہ دہلی سے درس حدیث لیا اور مولوی عبد اللہ روپڑی (اہلِ حدیث) سے سندِ حدیث لی۔ پھر مولانا احمد علی میرٹھی سے دوبارہ درس حدیث لیا۔

نسبتِ باطنی شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر خلعتِ خلافت سے نوازے گئے مرشد طریقت سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔

مقام آپ نے اپنی تمام زندگی مسلکِ احناف کی بھرپور حمایت و خدمت میں گزاری۔ آپ کی وسعتِ علم اور حاضر جوابی کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ مسلک اہل سنت و جماعت کے تحفظ اور بقاء کے لئے آپ کی تقریری و تحریری کوششیں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ دورانِ تقریر آیاتِ قرآنیہ سے اس کثرت کے ساتھ استدلال فرماتے کہ بڑے بڑے علماء دم بخود رہ جاتے تھے۔

مذاہب باطلہ کے لئے شمشیرِ بے نیام تھے۔

مناظرِ اسلام ۱۹۳۴ء میں آپ لاہور میں قیام پذیر ہوئے تو آپ کی شہرت پورے پنجاب میں پھیل گئی۔ دیوبندی، وہابی، شیعہ، مرزائی عقائد پر برق بار تنقید فرماتے۔ معاندین کی کتابوں کے حوالے آپ کو ازبر تھے۔ نادر کتب کا ذخیرہ آپ کے پاس رہتا۔ آپ بڑی جرأت سے میدانِ مناظرہ میں آتے اور مخالف کو للکارتے۔ آپ اپنے مرشد برحق کی دعا سے ہر میدان میں فتح یاب ہوتے۔ تقریباً ایک سو پچاس مناظرے جیتے اور عقائد اہل سنت و جماعت کی فتح و نصرت

کے سکّے بٹھا دیئے۔ ؎

بے باک مردِ حق تھا مجاہد دلیر تھا
وہ شرقپور کے شیر محمد کا شیر تھا

آپ نے مسجد حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ میں سولہ سال خطابت فرمائی۔

تصنیفات آپ کی قابلِ قدر تصنیفات میں مقیاسِ حنفیت۔ مقیاسِ مناظرہ۔ مقیاسِ خلافت مقیاسِ نور اور مقیاس الصلوٰۃ کے کئی ایک ایڈیشن چھپے۔ مقیاسِ وہابیت آپ کی وفات کے بعد چھپی۔ مقیاسِ توحید۔ مقیاسِ میلاد۔ مقیاسِ حیات اور مقیاسِ اسلام بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

اچھرہ لاہور میں "دارالمقیاس" تعمیر کرایا۔ ماہنامہ "المقیاس" جاری کیا اور المقیاس پریس لگایا۔

وفات ۲، ذیقعد ۱۳۹۱ھ / ۲۱، دسمبر ۱۹۷۱ء کو اِس دارِ فانی سے کوچ کیا۔

اولاد آپ کے صاحبزادگان میں مولانا عبدالتواب انگلینڈ میں تبلیغ دین میں مصروف ہیں اور مولانا عبدالوہاب لاہور ہی میں اپنے والد کی روایات کے پاسبان ہیں۔ اور مشہور شیعہ مناظر مولوی اسماعیل کو گھنگ شریف کے مناظرہ میں شکست دے کر اپنے والد ماجد کی یاد تازہ کردی۔

(تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت۔ تذکرہ علمائے اہلِ سنت وجماعت لاہور)

حضرت ابو لرضا شاہ حاکم علی نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت والد ماجد کا اسمِ گرامی شہاب الدین تھا۔ شاہ حاکم علی قدس سرہٗ کی ولادت ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء میں کوٹلی ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ تین سال کی عمر میں صاف باتیں کرنے لگے۔

علومِ ظاہری

پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید کے کئی سیپارے حفظ کر لیے۔ حافظہ اس قدر تیز تھا کہ جو کلام ایک دفعہ سُن لیتے وہ ذہن نشین ہو جاتا۔

بارہ سال کی عمر میں والد ماجد انتقال کر گئے تو تعلیم کے ساتھ کسبِ معاش کی بھی فکر ہوئی دن میں کام کرتے اور رات کو دینی تعلیم حاصل کرتے۔ کلامِ پاک پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ چودہ قسم کی تفسیر نہایت آسانی سے بیان فرماتے۔ عربی و فارسی پر عبور رکھتے تھے۔ بہترین خوشنویس اور شاعر تھے۔ ساری عمر رضائے الٰہی کی تلقین میں بسر کر دی۔ اسی نسبت سے آپ کو "ابوالرضاء" کہا جاتا ہے۔

نسبتِ باطنی

آپ شیرِ ربانی میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر خلافت و مجاز و طریقت ہوئے۔ اور لاہور میں قیام فرمایا۔

ایک دفعہ آپ کے صاحبزادے کی علالت کی وجہ سے آپ کی اہلیہ نے گھر بلایا۔ مگر آپ مقررہ منزل ختم کر کے ہی تشریف لائے اس وقت بچے کا انتقال ہو چکا تھا۔ والدہ نے کہا "اب کیا لینے آئے ہو؟ تم قرآن کے اور قرآن تمہارا"۔ آپ نے فرمایا،

"قرآن کریم میری خوراک، میری روح اور میرے دل کا سرور ہے۔ میں خوراک کے بغیر زندہ رہ سکتا ہوں لیکن قرآن مجید کے بغیر نہیں رہ سکتا"

شوقِ عبادت و ریاضت میں کئی کئی دن بغیر کھاتے پیئے گزار دیتے۔ لاہور میں پکی ٹھٹھی میں قیام فرمایا۔ لاتعداد خلقت نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

وفات

تریسٹھ سال کی عمر میں ۱۳۵۹ھ / ۲۲ جنوری ۱۹۴۰ء کو وصال فرما گئے۔ مزار پر انوار ملتان روڈ پر دار الشفقت کے طبیہ کالج سے متصل پکی ٹھٹھی کی طرف جانے والی سڑک کے دائیں جانب سبز گنبد میں واقع ہے۔

(مدینۃ الاولیاء)

میاں رحمت علی مجددی قدس سرہٗ گھنگ شریف

تعارف و احوال آپ گھنگ شریف نزد کاہنا کاچھا ضلع لاہور کے رہنے والے تھے نوعمری میں تلاشِ مُرشد میں شرق پور شریف پہنچ گئے اور شیر ربانی میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ اور پوری دلجمعی سے شیخِ طریقت کی خدمت میں حاضر رہ کر آپ کے ارشاداتِ عالیہ پر کماحقہٗ عمل پیرا ہوئے

بالآخر خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے۔

شیخ طریقت کی نگاہ فیض بار کے طفیل آپ نے اپنی زندگی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت و ترویج میں گزار دی۔ ہزاروں سیاہ کار آپ کی تبلیغ سے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ آپ مجرد رہے۔ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

آپ کا لب و لہجہ اور عادات بالکل حضرت میاں صاحب کی طرح تھیں۔ طبیعت میں سادگی تھی تصنع و بناوٹ سے دُور تھے۔

وفات عرصہ دراز تک علیل رہنے کے بعد ۲۳ محرم ۱۳۹۰ھ / یکم اپریل ۱۹۷۰ء کو وصال فرمایا اور گھنگ شریف میں مدفون ہوئے۔

(ضوفشانے نقشبند۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ

حضرت کرمانوالہ شریف

حضرت سیّد محمد اسماعیل نقشبندی قُدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم مبارک سیّد محمد اسماعیل، والد گرامی کا اسم گرامی سیّد سید علی شاہ قدس اللہ اسرارھما آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء میں موضع کرمانوالہ نزد فیروزپور (انڈیا) میں ہوئی۔ سلسلہ نسب سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ اُچ شریف تک پہنچتا ہے۔

تعلیم ابتدائی تعلیم مولانا رحمت علی (کرمانوالہ) اور مولانا محمد الدین سے حاصل کی پھر پیر سیّد غلام حیدر جلال پوری قدس سرہٗ کے مدرسہ میں ظاہری علوم حاصل کئے۔ کچھ عرصہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں رہے بعد میں جامعہ نعمانیہ لاہور میں اور پھر مدرسۃ الاسلام دہلی میں مولانا عبد العلی سے اکتساب علم کیا اور ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔

نسبتِ باطنی تحصیل علوم کے زمانہ میں ہی مولانا شرف الدین چشتی فیروزپوری قدس سرہٗ (خلیفہ خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ) سے بیعت ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد انکے ایماء پر شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لے آئے تین سال پاک پتن میں قیام فرمایا، پھر موضع پکا نزد اوکاڑہ میں تشریف لائے اور یہاں اس کا نام بھی کرمانوالہ رکھا جو بعد میں کرمانوالہ ریلوے اسٹیشن بن گیا۔

مقام آپ کا حلقۂ ارادت نہایت وسیع ہے۔ آپ کے معتقدین متبع شریعت اور ذکر و فکر کی دولت سے مالامال ہیں آپ کو اپنے مرشد طریقت میاں صاحب قدس سرہٗ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ سالہا سال حاضرِ خدمت رہنے کے باوجود

کبھی آنکھ ملا کر بات نہیں کی۔

وفات ۲۷، رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ/ ۲۰، جنوری ۱۹۶۶ء بروز جمعرات آپ کا وصال ہوا اور حضرت کرمانوالہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے سید محمد علی سجادہ نشین اور چھوٹے سید عثمان علی ہیں۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

سید نور الحسن بخاری نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت سید نور الحسن بخاری ابن سید غلام علی شاہ ابن سید حیات شاہ قدس سرہما کی ولادت باسعادت ۲۷، جمادی الاول ۱۳۰۶ھ/ ۳۰، جنوری ۱۸۸۹ء چہار شنبہ کی شب کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ طبع سلیم ابتداہی سے تقویٰ و طہارت پر تھی۔

تعلیم علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد کیلیانوالہ شریف کے خوشنویس مولانا نور الٰہی سے خوشنویسی پر عبور حاصل کیا۔

نسبتِ باطنی کیلیانوالہ کے خاندانِ سادات میں بہت سے افراد شیعہ ہو گئے تھے جس سے آپ بھی متاثر ہوئے۔ قدرت نے آپ کو بڑی دلکش اور بڑی پرسوز آواز عطا فرمائی تھی۔ آپ کی مجلس میں سامعین مبہوت ہو کر رہ جاتے تھے۔

ایک دفعہ شرق پور شریف میں مجلس پڑھی تو دھوم مچ گئی۔ وہیں شیر ربانی میاں شیر محمد قدس سرہٗ کی نگاہ کا شکار ہو گئے اور بیعت ہو کر عرصہ قلیل میں خلعت خلافت و اجازت سے

سرفراز ہوئے۔ شرق پور شریف میں قیام کے دوران قرآن مجید پڑھا اور مرشدِ کامل کی نگاہ سے وہ فیوض و برکات حاصل کیں کہ آپ کی تحریر و تقریر بڑے بڑے علماء کو حیران کر دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ لدنی کی دولت سے نوازا تھا مشکل سے مشکل مسئلہ منٹوں میں حل کر دیتے۔

ایک دفعہ مکان شریف میں عرس کے موقع پر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ سے مسئلہ علم غیب پر گفتگو ہوئی۔ آپ کے قوی دلائل کی وجہ سے شاہ صاحبؒ کو آپ کا موقف ماننے کے سوا کوئی چارہ رہا۔

دو قومی نظریہ کے زبردست حامی و موید تھے۔ آپکے حلقۂ ارادت میں اکابر علماء شامل تھے۔

وفات ۲، ربیع الاول ۱۳۷۲ھ / ۲۱، نومبر ۱۹۵۲ء کی شب آپ کا وصال ہوا۔ مرقد انور کیلیانوالہ شریف میں ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے سید باقر علی مدظلہٗ سجادہ نشین ہیں اور چھوٹے صاحبزادے کا نام سید جعفر علی شاہ ہے۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

ولادت و تعارف آپ کی ولادت باسعادت ۲ جولائی ۱۹۳۳ء میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا اور پھر سید نور الحسن شاہ بخاری قدس سرہٗ کیلیانوالہ شریف (خلیفۂ ارشد شیر ربانی میاں شیر محمد شرق پوری قدس سرہٗ) سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

مقام دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں صدر مدرس عرصہ تک رہے پھر تقریباً آٹھ دس سال دارالعلوم حزب الاحناف میں صدر مدرس رہے آپ پر اولیائے کرام کی خصوصی

نظر تھی۔ کئی برس مسجد شاہ محمد غوث نقشبندی قادری لاہوری قدس سرہٗ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے۔ اس کے بعد ہند و پاکستان کے روحانی مرکز حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ کی مسجد مبارک میں امامت و خطابت کے فرائض باحسن وجوہ ادا کرتے رہے۔

تصنیفات طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے آپ کو والہانہ عقیدت تھی۔ تعلیمات صوفیہ بالخصوص افادات مجددیہ کی اشاعت میں کوشاں رہے۔ مولانا نور احمد نقشبندی امرتسری قدس سرہٗ کے محشّٰی مکتوبات شریف دوبارہ آپ کی مساعی سے شائع ہوئے۔ امام غزالی قدس سرہٗ کی تصنیفات "بدایۃ الہدایہ" اور "منہاج العابدین" کا ترجمہ کر کے طبع کرائے۔ ملک حسن علی جامعی (غیر مقلد) کی کتاب "تعلیمات مجددیہ" کے جواب میں "مسلک امام ربانی" لکھی جو بے حد مقبول ہوئی۔

آپ کا سب سے عظیم و ارفع کام مکتوبات امام ربانی قدس سرہٗ کا اردو ترجمہ ہے آپ کے اس بلند پایہ کارنامہ سے فارسی سے ناواقف لوگ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے روشناس ہوئے۔ جو آپ کے لئے انشاءاللہ توشہ آخرت ہوگا۔ ۱۹۷۹ء میں مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

وفات آپ کی وفات ۱۷، دسمبر ۱۹۸۶ء / ۳۰، جمادی الاول ۱۴۰۷ھ کو ہوئی۔ مرقد انور بیرون داتا گنج بخش برلب جی ٹی روڈ لاہور واقع ہے۔

علامہ سید جلال الدین شاہ قدس سرہٗ بھکھی شریف

ولادت و تعارف سید جلال الدین شاہ مشہدی بن سید محمد عالم شاہ قدس اللہ اسرارہما کی ولادت ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء بھکھی شریف ضلع گجرات میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام جعفر صادق قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔

علومِ ظاہری دو سال کی عمر میں چیچک کی وجہ سے ظاہری بصارت سے محروم ہو گئے لیکن اللہ رب العزت نے اس کا نعم البدل قلبی بصیرت تامہ کے ساتھ عطاء فرمایا۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور جامعہ فقیہہ اچھرہ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر جامعہ نعمانیہ امرتسر سے اکتساب علوم کر کے ۱۹۴۱ء میں واپس وطن لوٹے۔

علومِ باطنی آپ نے حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری قدس سرہٗ کیلیانوالہ شریف سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے علاوہ مولانا سردار احمد محدث فیصل آبادی قدس سرہٗ اور سید چراغ علی شاہ قدس سرہٗ (خلیفہ سید جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہٗ علی پوری) سے بھی فیض حاصل کیا۔

اس کے بعد بریلی شریف میں صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اور محدث اعظم مولانا سردار احمد قدس سرہٗ سے دورہ حدیث مکمل کیا اور دستارِ فضیلت حاصل کی۔

آپ کے چار صاحبزادے سید محمد مظہر قیوم۔ سید محمد محفوظ۔ سید محمد عرفان اور سید محمد انوار ہیں۔

آپ کا وصال ۱۸، نومبر ۱۹۸۵ء کو ہوا۔ مزار مبارک بھکھی شریف ضلع گجرات میں ہے۔

(تعارف علمائے اہل سنت)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

سیّد نور محمّد بدایونی

حضرت سیّد نور محمد بدایونی نقشبندی قدس سرہٗ

ولادت و تعلیم سید نور محمد قدس سرہٗ بدایون میں پیدا ہوئے لیکن تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ اپنے وقت کے فقیہہ کامل تھے۔ کئی سال حافظ محمد محسن قدس سرہٗ خلیفہ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی صحبت میں رہے لیکن مقاماتِ سلوک

شیخ سیف الدین قدس سرہٗ ابن خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ سے ملے گئے اور خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے۔

احتیاط و تقویٰ آپ کمالِ تقویٰ اور اتباعِ سُنت میں ممتاز تھے۔ آپ لقمہ میں انتہائی احتیاط کرتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے کئی دن کا کھانا پکا لیتے تھے اور بھوک کی شدت کے وقت اُسی میں سے کچھ کھا لیا کرتے تھے۔ امیروں کے گھر کا کھانا نہ کھاتے تھے کیونکہ اکثر اوقات وہ شبہ سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن نواب مکرم خاں جو شہنشاہِ نقشبند قدس سرہٗ کی اولاد سے تھے اور عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے مرید تھے کے گھر سے باوجود احتیاط کے کھا لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کے کھانے کی برکتوں سے اس قدر نورِ باطنی ہوتا ہے گویا ہم نے کھانا نہیں کھایا بلکہ دو رکعت نماز پڑھی ہے۔ فرمایا یہ سارا نور محبتِ مرشد کی وجہ سے ہے۔

اپنے مریدوں کو ان کی لغزشوں پر تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرید آپ کے پاس آ رہا تھا کہ راستہ میں ایک غیر محرم پر نظر پڑ گئی۔ مرید کو دیکھتے ہی فرمایا تم میں ظلمتِ زنا معلوم ہوتی ہے شاید راستے میں نامحرم پر تمھاری نظر پڑ گئی ہے۔ پھر اس کا ازالہ فرما دیا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں تہلیل یا درُود شریف پڑھ کر جاتا تو اسے فرما دیتے کہ تم تہلیل کر کے آئے ہو یا درُود شریف پڑھ کر آئے ہو۔

وفات آپ کا وصال ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ / ۱۷۲۳ء میں ہوا۔ دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے مزار مبارک کے قریب نواب مکرم خاں کے باغ میں مرقدِ انور ہے۔

ایک دفعہ اورنگ زیب بادشاہ نے آپ کی عمر دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: جس قدر عمر اپنے مرشد کی خدمت میں بسر ہوئی ہے وہی میری عمر ہے باقی تمام کاٹنے ہی کاٹنے ہیں ؎

اوقات ہماں بود کہ با یار بسر رفت
باقی ہمہ بے حاصلی و ہمہ بے خبری بود

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

مظہریہ دہلی شریف

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

مرزا جانِ جاناں ابن مرزا جان کا نسب نامہ محمد بن حنفیہ کی وساطت سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتا ہے۔ جمعہ کے دن ۱۱، رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے والد مرزا جان، اورنگ زیب عالمگیر کے ہاں صاحبِ منصب تھے۔ جب عالمگیر کو ولادت کی خبر پہنچی تو آپ کا نام مرزا جانِ جاں رکھا۔ لیکن عوام میں جانجاناں مشہور ہو گیا، اپنے تخلص مظہر سے معروف ہوئے۔

علوم ظاہری

فارسی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ کلام اللہ مع قرآت قاری عبدالرسول سے اور علوم معقول و منقول علمائے وقت سے پڑھیں۔ پھر والد بزرگوار کی وفات کے بعد علم حدیث و تفسیر حاجی محمد افضل سیالکوٹی شاگرد شیخ المحدثین شیخ عبداللہ بن سالم مکی قدس سرہٗ سے حاصل کئے۔ فنِ سپاہگری میں اس قدر مہارت حاصل تھی کہ فرمایا کرتے کہ میرے پاس ایک لاٹھی ہو اور بیس تلواریں مجھ پر حملہ کر دیں تو ایک آدمی بھی مجھے زخم نہیں لگا سکتا۔

علوم باطنی

ابتداء میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ نے اپنے مزار سے نکل کر اپنی کلاہ مبارک میرے سر پر رکھ دی۔ اٹھارہ برس کی نوجوانی کی عمر میں سید نور محمد بدایونی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جلدی ہی اٹھنے کا قصد کیا۔ تو سید صاحب نے فرمایا "آنکھ بند کر کے قلب کی طرف متوجہ ہو جاؤ!" اور ایک ہی توجہ میں لطائفِ خمسہ کو ذاکر بنا کر رخصت کر دیا۔

چار سال خدمتِ عالیہ میں رہے اور ولایتِ علیا تک پہنچ کر خلعتِ خلافت و مجاز طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے سرفراز ہوئے۔ بعد وصال سید صاحب قدس سرہٗ کے مزار پر حاضری دی پھر شاہ گلشن قدس سرہٗ خلیفہ شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ سرہندی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے معذرت کی تو قیوم رابع خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری دی۔ پھر حاجی محمد افضل قدس سرہٗ خلیفہ قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ کی صحبت میں رہنے کے بعد حافظ سعد اللہ کے پاس حاضر ہوئے۔ جو خواجہ محمد صدیق بن خواجہ محمد معصوم قدس سرہما کے خلیفہ تھے۔ اور بارہ سال ان کی خدمت میں رہے۔ اسکے بعد شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سنامی قدس سرہٗ خلیفہ شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ العزیز سرہندی نے سات سال کے عرصہ میں ایک دفعہ پھر تمام مقامات سے نوازا۔

ایک مراقبہ میں غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے اجازت و خرقہ عطا ہوا۔

مقام

مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہٗ کو درگاہِ الٰہی میں قبولیتِ تامہ حاصل تھی۔ حضرت حاجی محمد افضل اور حافظ سعد اللہ قدس سرہما آپ کی بے حد تعظیم کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کشفِ صحیح عطا کیا ہے کہ رُوئے زمین کے حالات ہم سے پوشیدہ نہیں اور ہتھیلی کے خطوط کی مانند عیاں ہیں لیکن اس وقت حضرت مرزا جان جاناں قدس سرہٗ کا مثل کسی اقلیم و شہر میں نہیں جس کو سلوک و مقامات کی آرزو ہو۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہو۔

اخلاق و عادات

زہد و توکل میں درجہ کمال سے متصف تھے۔ اہلِ دنیا کی پرواہ نہ کرتے اور دنیا داروں سے ہدیے قبول نہ فرماتے اور کئی امراء کے ہدیے واپس فرمائے امیروں کے گھر کا کھانا نہ کھاتے کہ اس کی ظلمت باطنی نسبت کو مکدر کر دیتی ہے۔

شہادت

۷ محرم ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء رات کے وقت چند آدمیوں نے دروازے پر دستک دی، فرمایا اندر آنے دو، تین آدمی اندر آئے۔ ایک نے پوچھا مرزا یہی ہیں دونوں نے کہا یہی ہیں۔ اس نے طمانچہ مارا۔ آپ نے وصیت فرمائی اگر قاتل کا پتہ چل جائے تو ہم نے اُسے معاف کر دیا ہے۔ تین دن بعد ۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء کی رات واصل بحق ہوئے۔

مزار اقدس خانقاہِ مظہریہ شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ میں واقع ہے راقم دو دفعہ ۱۹۸۲ء اور

۱۹۸۴ء میں زیارت سے مستفیض ہوا۔

آخری تین دن اکثر اپنا یہ شعر پڑھا کرتے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مکتوبات شریف فرماتے ہیں ایک مرتبہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ حضرت مجدد الف ثانی کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟" آپ نے فرمایا "ان کی مانند میری اُمت میں کون ہے۔"

میں نے عرض کیا "ان کے مکتوبات کے متعلق فرمائیں!"

فرمایا "اگر یاد ہوں تو پڑھو" میں نے ایک مکتوب کا مضمون انہ تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء پڑھا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بہت محظوظ ہوئے اور چند بار پڑھوایا۔

(دلی کے بائیس خواجہ، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

مولانا نعیم اللہ مجددی بہرائچی قدس سرہٗ

تعارف جامع معقول و منقول مولانا نعیم اللہ قدس سرہٗ بہرائچ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر چار سال خدمتِ اقدس میں رہے حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے تمہاری چار سال کی صحبت اوروں کی بارہ سال کی صحبت کے برابر ہے۔

حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ نے خلافت و اجازتِ بیعت کے علاوہ مکتوبات امام ربانی قدس سرہٗ کی جلد بھی عطا فرمائی۔ اور فرمایا "یہ دولت یعنی مکتوبات شریف تمہارے علاوہ کسی کو نہیں دی۔ اگر طالب جمع ہوں تو بعد نماز عصر سب کے سامنے پڑھا کرنا۔ یہ بجائے مرشد و مربی کے ہیں۔"

آپ کی تصنیف "معمولاتِ مظہریہ" طریقت میں نہایت مقبول و مفید ہے۔
۵ صفر ۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء میں وصال فرمایا مرقد انوار بہرائچ میں ہے۔
(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت مولانا مراد اللہ مجددی تھانیسری قدس سرہٗ

تعارف و نسبت باطنی مولانا مراد اللہ فاروقی النسب تھے۔ ۱۱۶۶ھ میں ولادت باسعادت ہوئی۔ لکھنؤ میں مولانا نعیم اللہ بہرائچی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر ان کے جانشین ہوئے۔ چالیس سال سے زائد عرصہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں کوشاں رہے اور ایک جہان کو شرک و بدعت سے نجات بخشی۔

ترکِ دنیا اور تجرید، اتباعِ سنتِ نبوی، تزکیۂ نفس، صفائی باطن میں مخلوق کی رہنمائی فرماتے رہے۔ وقت کے عرفاء و صلحاء آپ کی جلالت و منزلت کے معترف تھے۔

وفات ۸۲ سال کی عمر میں ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۳ء میں انتقال فرمایا مولانا ابو الحسن نصیر آبادی ان کے خلفاء میں سے ہیں۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، تذکرہ علمائے ہند)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

پانی پت شریف

بیہقیِ وقت قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت قاضی محمد ثناء اللہ قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت پانی پت میں ہوئی۔ لیکن سن ولادت معلوم نہ ہو سکا۔ آپ شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ہیں جن کا نسب نامہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

علوم ظاہری علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ اور حدیث شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ دہلوی سے سُنی۔ بقول مصنف "حدائق حنفیہ" آپ فقیہہ، محدث، محقق، مدقق، منصف مزاج، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور فقہ و اصول میں مرتبہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے تھے علم تفسیر و کلام اور تصوف میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ صفائی دین، جودت طبع، قوت فکر اور سلامتی عقل از ابتداء و منفعا حاصل تھی۔ اٹھارہ سال کی نوجوانی کی عمر میں علوم ظاہری میں ایسا کمال حاصل کیا تھا کہ مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہٗ نے آپ کو "علم الہدیٰ" کا لقب عطا فرمایا اور مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ دہلوی نے آپ کو "بیہقیِ وقت" کا خطاب دیا۔

علوم باطنی علوم ظاہری سے فارغ التحصیل ہو کر ابتداء میں شیخ الشیوخ محمد عابد قدس سرہٗ خلیفہ شاہ عبدالاحد فاروقی مجددی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہے اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اخذ کیا اور فنائے قلبی تک پہنچے پھر ان کے فرمانے سے مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے اور بکمال سرعت مقامات طے کئے۔ جس وقت قاضی صاحب حضرت مرزا شہید قدس سرہٗ کی مجلس میں آنے والے ہوتے تو مرزا صاحب پہلے ہی اپنے نزدیک جگہ خالی کرا دیا کرتے۔ کسی نے پوچھا کیا آپ کو ازروئے کشف علم ہو جاتا ہے کہ قاضی صاحب آنے والے ہیں؟ فرمایا، نہیں! بلکہ

جب دیکھتا ہوں کہ فرشتے تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں تو جگہ خالی کرا دیا کرتا ہوں۔

مقام حضرت مرزا شہید قدس سرہٗ اکثر آپ کے متعلق فرمایا کرتے کہ یہ میرے ضمنی ہیں ان کا نیک و بد میرا نیک و بد ہے اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے روزِ قیامت پوچھا کہ میری بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو؟ تو قاضی ثناء اللہ (قدس سرہٗ) کو پیش کردوں گا۔

معمول ہر روز سو رکعت نماز اور ایک منزل قرآن شریف تہجد میں آپ کا وظیفہ تھا۔ منصب قضا کا حق ادا کر دیا۔ مدت تک افاضہ فیض ظاہر و باطن، اشاعت علوم، افتائے سوالات اور حل المشکلات میں معروف رہے۔

تصنیفات ان تمام معمولات اور مقامات کے ساتھ آپ کی تصنیفات بے مثال اور مقبول خلائق ہیں۔ جن میں ایک مبسوط تفسیر سات جلدوں میں (ترجمہ بارہ جلدوں میں) اپنے پیرو مرشد کے اسم گرامی مظہر کی رعایت سے نام "تفسیر مظہری" رکھا۔ "سیف المسلول" (ردِ مذہبِ شیعہ میں شمشیر برہنہ) مشہور ہیں۔ دیگر کتب ارشاد الطالبین"۔ مالا بد منہ۔ تذکرۃ الموتیٰ والقبور تذکرۃ المعاد۔ شہاب ثاقب۔ رسالہ حرمتِ متعہ۔ رسالہ حرمتِ سرود۔ رسالہ حرمت و اباحت سود۔ وصیت نامہ ہیں تذکرہ علمائے ہند کے مطابق آپ کی تصنیفات تیس سے زیادہ ہیں۔

وفات علوم ظاہری و باطنی کا درخشندہ آفتاب یکم رجب ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء کو غروب ہو گیا پانی پت میں مرقد انور مرجع خواص و عام ہے۔
آپ کے فرزند کلاں مولانا احمد اللہ قدس سرہٗ تھے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ۔ تذکرہ علمائے ہند۔ حدائق حنفیہ)

حضرت مولانا احمد اللہ عثمانی مجددی قدس سرہٗ

تعارف آپ قاضی ثناء اللہ عثمانی مجددی قدس سرہٗ کے فرزندِ کلاں تھے علوم ظاہری اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کر کے کامل و مکمل ہوئے۔ ولادت غالباً ۱۱۶۸ھ میں ہوئی۔

نسبتِ باطنی حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہٗ سے اخذ طریقہ کر کے مقاماتِ مجددیہ حاصل کئے۔ آپ کثیر العبادت تھے صبح سے چاشت تک مراقبہ میں رہتے۔ پینتیس ہزار مرتبہ روزانہ ذکرِ تہلیل کرتے اور اکیس پارہ روزانہ قرآن مجید تلاوت کرتے۔

وفات جلد ہی تیس برس کی عمر میں اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رخصت ہوئے۔ سن وفات ۱۱۹۸ھ / ۱۷۸۴ء ہے۔ مرقدِ انور پانی پت میں ہے

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت مولانا فضل اللہ عثمانی مجددی قدس سرہٗ

تعارف مولانا فضل اللہ عثمانی حضرت قاضی ثناء اللہ عثمانی مجددی قدس اللہ اسرارھا کے بڑے بھائی تھے۔ علوم ظاہری میں کامل تھے۔

نسبتِ باطنی آپ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شیخ الشیوخ حضرت خواجہ مفتی محمد عابد لاہوری قدس سرہٗ سے اخذ کیا تھا۔ اور پھر حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر ان کی توجہ سے مقاماتِ اعلیٰ تک پہنچے تھے۔ کثیر الذکر اور ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہتے تھے۔ ان کے انتقال سے حضرت قاضی قدس سرہٗ کو نہایت الم ہوا کہ اسی غمگینی میں ایک شب خواب میں آکر فرمایا "اے برادر! تم غم کیوں کرتے ہو جبکہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

"الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔"

تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

شاہ غلام علی دہلی شریف

خاتم الاولیا شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم مبارک شاہ عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی اور والد ماجد کا اسم گرامی سید عبداللطیف علوی تھا۔ سید عبداللطیف اپنے وقت کے قادری مشائخ میں سے تھے۔ شاہ غلام علی قدس سرہٗ کی ولادت بٹالہ ضلع گورداسپور (بھارتی پنجاب) ۱۱۵۸ھ/۱۷۴۵ء میں ہوئی۔ ولادت سے پہلے آپ کے والد کو خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا "بچے کا نام علی رکھنا" چنانچہ آپ کا نام علی رکھا گیا۔ جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو بپاس ادب اپنا نام غلام علی مشہور کیا۔ آپ کے عم محترم جو نہایت بزرگ تھے اور انھوں نے ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا، نے بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا نام عبداللہ رکھا۔

نسبتِ باطنی آپ کے والد گرامی دہلی میں رہتے تھے اس لیے آپ کو دہلی بلایا کہ اپنے مرشد کی بیعت کرائیں۔ لیکن قدرتِ الٰہی کہ جس دن آپ دہلی پہنچے وہ بزرگ اُسی رات انتقال فرما گئے۔ دہلی میں آپ نے کئی مشائخ کی زیارت کی۔

آخر کار بائیس برس کی عمر میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہٗ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت شہید قدس سرہٗ نے فرمایا "جہاں ذوق و شوق ہو، بیعت ہو جاؤ؛ یہاں تو سنگِ بے نمک کا مضمون ہے"۔ آپ نے عرض کیا "مجھے یہی منظور ہے"۔ چنانچہ آپ نے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تلقین فرمائی۔ شاہ غلام علی قدس سرہٗ نے پندرہ سال تک آپ کے حلقہ میں ذکر و مراقبہ کا شرف حاصل کیا۔ اور خلعت خلافت و مجاز طریقہ سے سرفراز ہوئے۔ مرشدِ برحق کی شہادت کے بعد اُسی خانقاہ میں جانشین ہوئے۔

اشاعتِ طریقہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت و ترویج جس قدر آپ سے ہوئی شاید ہی کسی شیخ سے ہوئی ہو۔ طالبانِ حق دور دراز کے ملکوں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے آپ کی حین حیات میں استقدر فیض لوگوں تک پہنچا کہ ہندوستان ہی نہیں کابل، بلخ، بخارا، روم (موجودہ ترکی) بلکہ عرب تک آپ کے خلفاء اشاعت طریقہ میں مصروف ہو گئے بعض تو بحکم سرور کائنات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے۔ مثلاً مولانا خالد رومی، احمد کردی، سید اسمٰعیل مدنی، بعض حسبِ ہدایت مشائخ جیسے جان محمد اور بعض حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھ کر بعیت سے مشرف ہوئے۔ ایک دفعہ مولانا غلام محی الدین قصوری قدس سرہٗ کو فرمایا، کہ معظمہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے اور مدینہ منورہ میں بھی حلقہ جاری ہے۔

ہر وقت دو سو علماء وصلحاء خانقاہ میں رہتے تھے۔ جن کا کفاف بطریقِ احسن مہیا ہوتا تھا۔

اخلاق و عادات آپ غیر معمولی انکساری میں رہتے۔ سوتے کم تھے۔ تہجد کے وقت جو کوئی سو رہا ہوتا اس کو جگا دیتے۔ تہجد کے بعد مراقبہ اور پھر تلاوت قرآن مجید کرتے ہر روز دس پارے پڑھتے جو کوئی ملنے آتا اس کو تھوڑی دیر کے بعد رخصت فرما دیتے اور یہ عذر کرتے کہ فقیر قبر کی فکر میں ہے رخصت کے وقت شیرینی یا تحفہ دیتے۔

سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق موٹا کپڑا پہنتے، امراء سے کچھ نہ لیتے۔ ایک دفعہ نواب امیر خاں والی ٹونک نے خانقاہ کے خرچ کے لئے کچھ دینا چاہا۔ آپ نے شاہ عبدالرؤف مجددی قدس سرہٗ سے جواب میں لکھوایا ؎

ما آبروئے فقر و قناعت نمے بریم
با میر خاں بگو کہ روزی مقدر است

مقام آپ مقاماتِ عجیبہ اور اسرارِ غریبہ کے مالک تھے فرمایا خواجہ نقشبند اور حضرت مجدد قدس سرہما کو شکل ظاہری میں دیکھتا ہوں۔ بوجہ طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

وفات ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء کو یہ آفتاب علم و حکمت غروب ہوا۔ اور دہلی میں اپنے مرشد مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہٗ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ آپ کے اجل خلفاء میں سے چند کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ۔ تذکرہ علمائے ہند۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت شاہ رؤف احمد فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ فاروقی النسب تھے اور نسب نامہ اس طرح ہے شاہ رؤف احمد رافت ابن شعور احمد ابن محمد شرف ابن زین العابدین ابن خواجہ محمد یحییٰ ابن امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہما۔ اور شاہ ابو سعید کے خالہ زاد بھائی تھے۔

آپ کی ولادت با سعادت ۱۴ محرم ۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء کو رام پور میں ہوئی۔

علوم ظاہری علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ بقول تذکرہ علمائے ہند، آپ نے قرآن مجید حفظ کیا اور علوم ظاہری مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہٗ سے مکمل کئے فقیہ، محدث اور مفسر تھے۔

نسبت باطنی اولاً حضرت فیض بخش المعروف شاہ درگاہی قدس سرہٗ (خلیفہ شاہ جمال اللہ قدس سرہٗ) سے بیعت کی اور پندرہ سال ان کی خدمت میں رہے۔ پھر دہلی پہنچ کر حضرت خاتم الاولیاء شاہ غلام علی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر ابتداء سے تمام سلوک طے کیا اور خلافت عطا ہونے کے بعد بھوپال تشریف لے گئے۔

بے شمار خلقت نے آپ سے فیضانِ مجددیہ پایا۔

تصنیف آپ نے اردو میں تفسیر رؤفی ۱۲۲۹ھ/۱۲۴۸ھ کے درمیان لکھی اپنے مرشد طریقت خاتم الاولیاء قدس سرہٗ کے ملفوظات بنام "در المعارف" تحریر فرمائے۔ اس کے علاوہ جواہر علوم۔ سلوک العارفین۔ معراج نامہ اور متعدد دیگر کتب بھی ہیں۔ شعر میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ کا "دیوانِ رافت" آپ کے ہندی فارسی اشعار کا مجموعہ ہے۔

وفات آخر بھوپال سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تو جہاز کی سواری میں ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء کو وفات پائی۔

شاہ خطیب احمد قدس سرہٗ آپ کے صاحبزادے تھے ۹ رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ کو پیدا ہوئے اپنے والد سے نسبت مجددیہ حاصل کی قوی النسبت اور صاحب تاثیر تھے۔ ۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء میں بھوپال میں وفات پائی۔ آپ کو جس وقت قبر میں رکھا آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ (تذکرہ علمائے ہند۔ حدائق حنفیہ)

مولانا جان محمد شیخ الحرم قدس سرہٗ

تعارف و ولادت سن ولادت معلوم نہ ہو سکا۔
ابتدا سے ہی آثارِ ولایت ہویدا تھے۔

نسبتِ باطنی تحصیل علوم ظاہری کے بعد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ ہر روز خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار پر جاتے اور شب کو عبادت میں مشغول رہتے اور صبح وہاں سے ایک گھڑا پانی کا حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کے لیے لاتے۔

ایک شخص کسی عورت کی محبت میں گرفتار تھا۔ اس نے حاضر ہو کر اپنا ماجرا عرض کیا کہ میری مدد فرمایئے! کہ زنا میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ آپ نے اس کو عمل "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" تعلیم فرمایا۔ اس نے کہا، "یہ تو میں پڑھتا رہتا ہوں"۔

آپ نے فرمایا: "اب میرے کہنے پر پڑھ!"

چنانچہ اس کے پڑھنے سے اس کے اور عورت کے درمیان سدِ سکندری حائل ہو گئی۔

حضرت شاہ صاحب سے اجازت و خلافت حاصل ہونے کے بعد حرمین الشریفین چلے گئے وہاں لوگوں کا آپ کی طرف بہت رجوع ہوا۔ کہ شیخ الحرم مشہور ہو گئے حتیٰ کہ والدہ سلطانِ ترکیہ بھی معتقدین میں شامل ہوئیں۔

آپ کے خلفاء استنبول اور دیگر ممالک میں پھیل گئے۔

آخر ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء میں مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

مولانا خالد کردی قدس سرہٗ

تعارف سنِ ولادت معلوم نہ ہو سکا۔ اور نہ ہی ابتدائی حالات معلوم ہوئے۔

علوم ظاہری اپنے وطن میں علوم ظاہر میں کمال حاصل کیا۔ ہر فن میں استعداد عجیب رکھتے تھے۔ پچاس کتب احادیث کی سند حاصل کی تھی۔ کسی مدرسہ میں درس دیا کرتے تھے۔ کہ خدا طلبی کے لئے کوشاں ہوئے اور حرمین شریفین پہنچ گئے۔

نسبتِ باطنی ایک روز مدینہ منورہ میں مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بیٹھے تھے کہ کسی نے ذکر کیا کہ جس شخص کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہو علم حدیث میں سند ہو اور طریقہ نقشبندیہ میں استفادہ کیا ہو۔ وہ بڑا خوش نصیب ہے۔

مولانا خالد کردی قدس سرہٗ نے کہا،

"میرا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور حدیث کی سند حاصل کی ہے۔ سب دعا فرمائیں کہ بواسطہ روح مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے طریقہ نقشبندیہ کا فیض حاصل ہو۔"

اسی شب خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "دہلی میں شاہ غلام علی کے پاس جاؤ!"۔

اُسی زمانہ میں حضرت مرزا رحیم اللہ بیگ خلیفہ شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے وہاں ملاقات ہوئی اور ان کی رہنمائی میں دہلی پہنچ کر حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور نو ماہ حاضر خدمت رہے۔ حجرہ میں بند رہتے اور بجز ضروری حاجت باہر نہ آتے مجلس میں سب سے پیچھے لوگوں کی جوتیوں کے پاس گردن جھکائے بیٹھے رہے۔ نو ماہ کے بعد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ نے خلافت عطا۔ فرما کر رخصت فرمایا۔ اور اس ملک کی قطبیت کی بشارت عطا فرمائی۔

وطن پہنچ کر اس قدر ہجوم خلائق ہوا کہ ان کے خلفاء بلکہ خلفاء کے خلفاء ہزار ہا ہو

گئے۔ شاہ ابوسعید قدس سرہٗ کو لکھا کہ "یک قلم تمام مملکت روم و عربستان، حجاز، عراق اور سارا کردستان طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے سرشار ہے اور دن رات محامد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ زبان زدِ عام ہیں کہ کسی نے ایسی نظیر نہ دیکھی ہوگی۔"

مرشدِ طریقت کے وصال کے دو سال بعد غالباً ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء میں وصال ہوا۔ زور کردستان میں مرقد انور ہے۔ (مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت سیّد اسماعیل مدنی قدس سرہٗ

تعارف ونسبت باطنی حضرت سیّد اسماعیل مدنی قدس سرہٗ نے اوّل مولانا خالد کردی قدس سرہٗ سے بیعت کی اور حضوری نقشبندیہ حاصل کرنے کے بعد حضوری و جمعیت میں سرگرم تھے کہ ایک شب واقعہ میں جناب سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دہلی جا کر شاہ غلام علی قدس سرہٗ دہلوی سے نسبت باطنی اخذ کرو۔

چنانچہ حسب الارشاد، آپ نے شاہ غلام علی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو سلوکِ مجددیہ طے کیا اور اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر واپس اپنے وطن آ گئے۔ کشف و وجدان میں خوب تھے حضرت شاہ رؤف احمد مجددی قدس سرہٗ (حالات گزر چکے ہیں) نے جواہرِ علوم میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک روز میرے ساتھ جامع مسجد دہلی میں آثار شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں کہنے لگے کہ اس جگہ مجھے ظلمت و بتاں معلوم ہوتی ہے۔ جب تحقیقِ حال کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ وہاں بعض اکابر کی تصویریں تھیں۔

سنِ وفات معلوم نہ ہو سکا۔

(مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ)

سیّد احمد کُردی قدس سرہٗ

تعارف و نسبتِ باطنی حضرت سیّد احمد کُردی قدس سرہٗ نے اوّلاً مولانا خالد کُردی قدس سرہٗ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اخذ کیا۔ بعد ازاں حسبُ الارشاد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ دہلوی سے کسبِ فیوض وطریقہ مجددیہ کیا اور وطن واپس آکر مرجع خلائق ہوئے۔

سِن وفات معلوم نہ ہو سکا۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت حافظ شاہ سعد اللہ قدس سرہٗ

تعارف حضرت شاہ سعد اللہ، حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ میں بیعت ہو کر واردات ومقامات سے بہرہ ور ہوئے خلعت خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں حرمین شریفین تشریف لے گئے واپسی پر حیدر آباد دکن میں ٹھہرے اور قبولیتِ تامہ پائی۔ آپ کی خانقاہ میں ہر وقت سَو آدمی رہتے تھے سخاوت میں راسخ قدم تھے اور اہلِ دنیا سے انقطاع رکھتے تھے۔ حاجی محمد سعید لاہوری آپ کے خلفا میں مشہور ہیں۔ سِن وفات معلوم نہ ہو سکا۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حاجی محمد سعید مجددی قدس سرہٗ لاہوری

تعارف جناب حاجی محمد سعید کو خلافت قادریہ سید محمود بن سید علی حسین کردی قدس سرہٗ سے ملی جن سے آپ کی ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی آپ نے دو حج کیے۔

طریقہ نقشبندیہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں آپ حافظ شاہ سعداللہ مجددی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

مستجاب الدعوت اور صاحب خوارق بزرگ تھے۔

لاہور اطراف عالم میں سیر و سیاحت کے بعد لاہور میں قیام پذیر ہو گئے۔ جب احمد شاہ ابدالی نے پہلی دفعہ ہندوستان پر حملہ کیا تو اس نے لوگوں سے پوچھا، کیا یہاں کوئی صاحب شریعت و طریقت ہے۔ تو لوگوں نے حاجی محمد سعید قدس سرہٗ کا نام لیا۔ تو زیارت کے لئے حاضر ہوا اور اس محلہ کی حفاظت کے لئے سپاہ مقرر کر دی۔ بعض کہتے ہیں کہ احمد شاہ ابدالی آپ کا مرید بھی ہو گیا تھا۔

وفات ایک سو دس سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ مزار مبارک بنک سکوائر بالمقابل جنرل پوسٹ آفس لاہور مسجد کے ساتھ ہے۔ سن وفات ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۳ء ہے۔

امیر دوست محمد خاں، والی افغانستان جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کا مہمان تھا، تو روزانہ مزار اقدس پر حاضری دیا کرتا تھا۔

(مدینۃ الاولیاء)

حضرت مولانا بشارت اللہ بہرائچی قدس سرہٗ

تعارف حضرت مولانا بشارت اللہ، علوم ظاہری میں کامل تھے۔ آپ کا نسب نامہ حضرت شاہ بڈھن چشتی قدس سرہٗ (ف ۸۹۹ھ) سے ملتا ہے۔ بہرائچ (یو پی انڈیا) میں پیدا ہوتے۔ سن ولادت معلوم نہ ہو سکا۔

نسبتِ باطنی اوّل مولانا نعیم اللہ بہرائچی خلیفہ مرزا مظہر جان جاناں مجددی شہید قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے بعد میں شاہ غلام علی قدس سرہٗ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر بہ تمام و بکمال نسبت مجددیہ حاصل کی۔ خلعت خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ شاہ صاحب کے ممتاز خلفاء میں سے تھے۔

واپس بہرائچ آکر اشاعت طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مشغول ہوئے قبولیت عامہ پائی۔ آپ ان دو خلفاء میں سے ہیں کہ جن کو حضرت سید غلام علی قدس سرہٗ نے اپنا جانشین تجویز فرمایا تھا اوّل شاہ ابو سعید دوسرے آپ تھے۔

سنِ وفات معلوم نہ ہو سکا۔ مرقدِ انوار بہرائچ میں ہے۔

شاہ ابوالحسن آپ کے صاحبزادے شاہ ابوالحسن تھے، جنہوں نے شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ مجددیہ میں بیعت حاصل کی۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

مولانا کرم اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ

تعارف و تعلیم آپ کے والد پہلے ہندو تھے اور شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کے دستِ اقدس پر داخل اسلام ہوئے۔ عبداللہ نام رکھا۔ مولانا کرم اللہ نے شاہ عبدالعزیز سے تحصیل علوم ظاہری کی۔ فقہ، حدیث، تفسیر و قراءت قرآن حکیم میں وحید العصر اور فرید الدہر تھے اکثر اہل دہلی فنِ قراءت میں آپ کے شاگرد تھے۔ اپنے وقت کے محدّث تھے۔

نسبتِ باطنی حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے ترویج طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں کوشاں رہے۔ متعدد تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ آپ نے پہلے ایک حج کیا تھا۔ دوسری بار زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے لیکن راستہ میں بندرگاہ سورت میں ۲۷ شعبان ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء کو وفات پا گئے۔ (تذکرہ علمائے ہند۔ حدائق حنفیہ)

مولانا امام الدین نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا امام الدین کی ولادت موضع حاجی پور پرگنہ عنبر آباد (علاقہ روشن آباد) بنگال میں ہوئی۔ اور تعلیم کے لئے مولوی اسرائیل خاں کے ہمراہ دہلی تشریف لائے۔ اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کے مدرسہ میں تعلیم مکمل کی۔

نسبتِ باطنی ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی اور معرفت و سلوک کی منزلیں طے کیں۔ کچھ عرصہ مولانا عبدالحی اور سید احمد دہلوی قدس سرہما کے ساتھ بھی رہے۔

رشد و ہدایت آپ کے علاقہ کے لوگ شریعتِ اسلامیہ سے بے خبر اور ہندوانہ رسم و رواج کے دلدادہ تھے۔ آپ نے گاؤں گاؤں پیدل جاکر عوام الناس میں اتباع شریعت کا شعور بیدار کیا اور لوگوں کو ہندوانہ رسم و رواج ترک کرنے پر آمادہ کیا۔

آپ نے حج بیت اللہ بھی کیا۔

وفات دوسری دفعہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف کے لئے گئے اور حج سے واپس لوٹتے ہوئے ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء کو جہاز میں وفات پائی۔

(تذکرہ صوفیائے بنگال)

حضرت شیخ محمود شاہ نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف یہ بزرگ نہایت خدا پرست عابد و زاہد تھے۔ شیخ عبدالکریم مجددی قدس سرہٗ (خلیفہ خاتم الاولیاء شاہ غلام علی قدس سرہٗ دہلوی) سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے اشاعتِ طریقہ تلقین و ارشاد کے لئے ازحد کوشش

کی۔ ہزارہا طالبانِ حق نے فیض پایا۔ اپنی عمر مجردانہ گزاری۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ لاہور اور امرتسر کے علاقہ میں آپ کا بہت فیضان تھا کشمیری بازار میں رہائش تھی۔

وفات ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء میں وصال فرما گئے۔ مزار مبارک گھوڑے شاہ لاہور کے بالمقابل مسجد کے عقب میں مرقد انور ہے۔

(مدینۃ الاولیاء)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

بگہ شریف

مولانا غلام محی الدین بگوی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا غلام محی الدین بگوی ابن حافظ نور حیات بن حافظ محمد شفا بن حافظ نور محمد بگوی قدس اللہ اسرارھم کی ولادت باسعادت محرم ۱۲۱۰ھ/۱۷۹۶ء بروز دوشنبہ بگہ شریف نزد بھیرہ ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ آپ کے والد، دادا اور پردادا سب حافظ قرآن اور بزرگ تھے۔

علوم ظاہری آپ نے مختصر عرصہ میں قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا اور علوم ظاہری بھی حاصل کئے لیکن حفظ قرآن نہیں کیا تھا۔ کہ رمضان المبارک کی آمد پر لوگوں نے آپ کے والد ماجد سے اصرار کیا کہ رمضان المبارک میں بچے سے قرآن سنوائیں تو آپ نے مضبوط ارادے سے والدِ محترم سے عرض کی کہ اگر آپ دن میں میرے ساتھ ایک سیپارہ کا دورہ کر لیا کریں، تو انشاء اللہ تعالیٰ رات کو قرآن سنانے کے قابل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے ہر روز ایک سیپارہ حفظ کر کے اِسی رمضان شریف میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور سُنایا۔

اس کے بعد آپ اپنے چھوٹے بھائی مولوی احمد دین کو ساتھ لے کر تحصیل علوم کے لئے

دہلی چلے گئے۔ اور دہلی میں بارہ برس رہ کر علم منقول و معقول حاصل کیا۔ حدیث کی تکمیل مولینا محمد اسحاق (نواسہ شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ دہلوی) سے کی اور حدیث کی سند شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ (فرزند شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ) نے عطا فرمائی۔ اور فرمایا "انشاء اللہ آپ سے بڑا فیض ہو گا۔ جب وطن جاؤ تو تفرقہ والی بات نہ کرنا"

نسبتِ باطنی دہلی میں خانقاہِ مظہریہ مجددیہ میں حاضر ہو کر حضرت شاہ غلام علی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

وطن کو واپسی آپ دہلی سے واپس اپنے وطن بگہ شریف آئے تو والد گرامی کا وصال ہو چکا تھا۔ یہ سکھ حکومت کا افراتفری کا دَور تھا۔ مسندِ ارشاد پر بیٹھ کر آپ نے پنجاب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

لاہور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیر عزیز الدین، خود بگہ شریف آکر آپ کو لاہور لے گئے وہاں مسجد بازار حکیماں میں آپ نے طالبوں کو سُنیت اور نقشبندیت کی طرف دعوت دی اور انھیں نورِ علم سے منور کرنے لگے۔ علمِ حدیث کی تدریس آپ کا عظیم کارنامہ تھا۔ کم و بیش دو ہزار علماء نے آپ سے علم حدیث کی سند لی۔ چند مشہور علماء میں مولانا نورالدین چکوڑی شریف، مولانا شاہ محمد فیروز پوری، مولانا غلام رسُول قلعہ میہاں سنگھ (مصنف احسن القصص) اور حافظ ولی اللہ لاہوری شامل ہیں۔

وفات لاہور میں تقریباً تیس ۳۰ سال خلوصِ نیت اور پامردی سے دعوت ارشاد پر فائز رہے آخری ایام میں بیمار ہو کر واپس بگہ شریف آئے اور وہاں چودہ سال بیمار رہ کر دوشنبہ ۳۰ شوال ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء کو عالم جاودانی کو کوچ فرما گئے۔

آپ کے دو بیٹے مولانا غلام محمد بگوی قدس سرہٗ (خلیفہ سید فقیر محمد نقشبندی مجددی قدس سرہٗ چورہ شریف) مولانا عبدالعزیز بگوی قدس سرہٗ ہوئے ہیں۔ اوّل الذکر بادشاہی مسجد لاہور میں اور دوم عبدالعزیز بھیرہ کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

(حدائق حنفیہ۔ تذکرہ علمائے ہند۔ تذکرہ علمائے اہل سنت، لاہور)

حضرت مولانا احمد الدین بگوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا احمد دین ابن حافظ نور حیات، برادرِ خورد حضرت مولانا غلام محی الدین قدس سرہما کی ولادت باسعادت ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء بگہ شریف نزد بھیرہ میں ہوئی۔

علومِ ظاہری ابتدائی کتب والد محترم سے پڑھیں اور آٹھ پارے حفظ کئے پھر چھوٹی عمر میں ہی اپنے برادرِ کلاں کے ساتھ دہلی پہنچے قرآن مجید حفظ کیا۔ چودہ سال دہلی میں قیام کے دوران شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ سے دستارِ فضیلت حاصل کی اور علمِ حدیث کی سند شاہ محمد اسحاق قدس سرہٗ دہلوی سے عطا ہوئی۔

نسبتِ باطنی آپ نے شاہ غلام علی نقشبندی قدس سرہٗ کے مرید ہو کر کئی سال تک رُوحانی تربیت حاصل کی اور مدارج سلوک طے کرنے کے بعد خلعتِ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ مقبولِ درگاہِ الٰہی تھے ہر دم ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔

لاہور میں دہلی سے واپس آکر طویل عرصہ لاہور میں قیام فرمایا اور اپنے برادر بزرگ کی علمی خدمات میں ہاتھ بٹاتے۔ مسجد بازار حکیماں میں مدرس تھے بلکہ مفتی پنجاب بھی تھے۔ آپ چھ ماہ لاہور میں رہتے اور چھ ماہ بگہ شریف میں رہتے۔ جب آپ لاہور میں ہوتے تو بڑے بھائی بگہ شریف میں رہتے اور جب وہ لاہور آتے تو آپ بگہ شریف پہنچ جاتے۔

بھیرہ میں ایک پرانی کھنڈرات والی مسجد کی تعمیرِ نو میں پوری ہمت سے کام لیا۔ بھیرہ میں ایک دارالعلوم کی بُنیاد رکھی۔ جہاں اطراف و اکناف سے سینکڑوں نہیں ہزاروں طلباء نے علمی تشنگی بجھائی۔ آپ کے شاگردوں میں حافظ ولی اللہ مناظرِ اسلام لاہوری، مولانا کرم الٰہی بھیروی مولانا غلام علی قصوری اور مولانا غلام قادر بھیروی علم و فضل کے آفتاب بن کر چمکے۔

تصنیفات اپنی تصنیفات میں علمی یادگاریں، احمدیہ حاشیہ مُلا جامی، احمدیہ حاشیہ مطول اور احمدیہ حاشیہ خیالی چھوڑیں۔

وفات مولانا احمد الدین اپنے برادر بزرگ سے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے اور انکی وفات کے تیرہ سال بعد یعنی ۱۳ شوال ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء کو ترسیٹھ برس کی عمر میں وصال فرمایا اور بھیرہ میں مدفون ہوئے۔

(حدائقِ حنفیہ۔ تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

شاہ ابو سعید فاروقی دہلی شریف

حضرت شاہ ابو سعید فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ کا اسم گرامی شاہ ذکی القدر المعروف شاہ ابو سعید فاروقی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تک اس طرح پہنچتا ہے۔

حضرت ذکی القدر (شاہ ابو سعید) بن حضرت صفی القدر بن حضرت عزیز القدر بن حضرت محمد عیسیٰ بن سیف الدین بن عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ اسرارہم۔

آپ کی ولادت باسعادت مصطفےٰ آباد عرف رام پور میں ۲، ذیقعد ۱۱۹۶ھ / ۱۷۸۲ء کو ہوئی۔

علوم ظاہری دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ پھر علم تجوید حاصل کیا قرآن مجید ایسی ترتیل سے تلاوت فرماتے کہ سُننے والے محو ہو جاتے۔ جب آپ حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ میں وارد ہوتے تو اہل عرب نے بھی آپ کی قرأت کی بہت تعریف کی۔

معقول و منقول مفتی شرف الدین اور مولانا رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ سے سے حاصل کئے۔ جبکہ حدیث کی سند شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہٗ سے لی۔

نسبتِ باطنی طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد گرامی سے ارادت تھی جو اپنے آباء کرام کے طریقہ مستقیم پر تھے پھر ان کی اجازت سے حضرت شاہ درگاہی قدس سرہٗ (خلیفہ شاہ جمال اللہ رام پوری قدس سرہٗ) کی خدمت میں رہے۔ اس کے بعد طلب خدا کی جستجو میں

دہلی پہنچ گئے اور وہاں سے قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہٗ کو خط لکھا جس کے جواب میں انھوں نے نہایت تعظیم سے تحریر فرمایا کہ اس وقت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے بہتر کوئی نہیں ۔

اس طرح آپ ۷، محرم ۱۲۲۵ھ کو دہلی میں خاتم الاولیا - شاہ غلام علی مجددی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اور ابتدا سے انتہا تک تمام سلوک مجددیہ بکمال تفصیل طے کیا۔ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ نے آپ کو اپنی ضمنیت سے مشرف فرمایا۔ اور ۱۱، جمادی الاول ۱۲۳۱ھ کو فرمایا: میرے بعد اس مکان میں میاں ابوسعید (قدس سرہٗ) بیٹھیں گے اور حلقہ و مراقبہ اور درس حدیث و تفسیر دیں گے۔" اس طرح آپ تقریباً پندرہ سال مرشد طریقت کی خدمت میں رہے اور شاہ صاحب قدس سرہٗ کے وصال کے بعد دس سال تک اس خانقاہ عالیہ میں مسند رشد و ہدایت پر فائز رہے اور بے شمار طالبان خدا نے استفادہ و استفاضہ کیا۔

حج بیت اللہ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء میں آپ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے حجاز مقدس پہنچے، تو وہاں کے مفتی و مشائخ آپ کے ساتھ کمال تعظیم کے ساتھ پیش آئے اور اکثر شرفاء و سادات داخل طریقہ ہوئے ۔ حج بیت اللہ کیا پھر مدینہ منورہ میں حاضری دی۔

وفات حرمین شریفین سے واپسی پر ۲۲، رمضان المبارک ۱۲۵۰ھ کو ٹونک (جنوبی ہندوستان) میں نواب وزیر الدولہ کے پاس تشریف لائے اور وہیں عید الفطر کے دن یعنی یکم شوال ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۵ء کو ٹونک میں وصال فرمایا۔ وہاں سے چالیس روز کے بعد آپ کے صاحبزادے شاہ عبدالغنی قدس سرہٗ نے جسد مبارک دہلی لاکر حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

تصنیفات آپ نے بعض دوستوں کی فرمائش پر "سلوک مجددیہ" پر فارسی زبان میں ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ آپ کے مرشد شاہ غلام علی قدس سرہٗ نے اس رسالہ کو بے حد پسند فرمایا اس کا نام "ہدایت الطالبین" ہے۔

اس کے علاوہ مرقات السالکین اربع انہار۔ اور رفیق الطلاب وغیرہ تصانیف ہیں ۔

اولاد امجاد آپ کے تین فرزند شاہ احمد سعید (بعد میں متولی ہوئے) عبدالغنی عبدالمغنی باکمال ہوئے ہیں۔ جن کے حالات آئندہ صفحات میں درج ہیں ۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ حدائق حنفیہ۔ تذکرہ علمائے ہند)

خلفاءِ شاہ ابوسعید فاروقی قدس سرہٗ

حضرت شاہ احمد سعید فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت شاہ احمد سعید، شاہ ابوسعید فاروقی مجددی قدس سرہم کے فرزند کلاں تھے۔ ولادت باسعادت ۱۲۱۷ھ/۱۸۰۲ء میں رام پور میں ہوئی۔ دس سال کی عمر میں شاہ غلام علی قدس سرہ العزیز سے بیعت ہوئے۔

علوم ظاہری اکثر کتب تصوف، رسالہ قشیری، عوارف المعارف، احیاء العلوم، مکتوبات شریف مثنوی معنوی وغیرہ شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے پڑھیں۔ معقول و منقول مولوی فضل امام مولانا رشید الدین خاں، شاہ عبدالعزیز، مولانا رفیع الدین دہلوی سے پڑھا۔ حدیث کی سند شاہ عبدالعزیزؒ سے لی۔

نسبتِ باطنی فرمایا، میں نے جمیع مقامات پر اپنے والد سے بھی توجہ لی ہے اور اسی سبب سے سلسلہ میں اپنا نام ان کے بعد لکھا ہے ورنہ کسب اجازت و خلافت حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے حاصل کی ہے۔

مقام ایک روز شاہ غلام علی قدس سرہٗ کے سامنے تھے کہ شاہ صاحب نے فرمایا "امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ میری اولاد سے یہ نسبت حاصل کریں گے۔ اور مجھ کو بہ نظر کشفی معلوم ہوا ہے کہ اس لڑکے (شاہ احمد سعید قدس سرہٗ) کی اولاد سے کریں گے۔"

آپ کے والد گرامی شاہ ابوسعید قدس سرہٗ جب حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے، تو حسب الارشاد والد ماجد کی جگہ ترویج و اشاعتِ شریعت و طریقت میں مصروف ہوئے۔ معمولات میں عزیمت کے مقام پر فائز تھے۔

وفات ۱۸۵۷ء میں دہلی سے حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی۔ حج بیت اللہ کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت فرمائی۔ اور واردات و انعاماتِ محبوبِ رب العلمین صلے اللہ و آلہ وسلم

سے مشرف ہوئے۔ دو سال قیام کے بعد مدینہ منورہ میں ۲، ربیع الاول ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء میں واصل بحق ہوئے اور جنت البقیع میں روضہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قریب مدفون ہوئے۔

آپ کے تین صاحبزادوں شاہ عبدالرشید، شاہ محمد عمر اور شاہ محمد مظہر قدس اللہ اسرارہم کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، حدائق حنفیہ۔ تذکرہ علمائے ہند)

حضرت شاہ عبدالغنی فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت شاہ عبدالغنی فرزند دوم شاہ ابو سعید قدس سرہٗ کی ولادت شنبہ ۲۵، شعبان ۱۲۳۵ھ/۱۸۱۹ء مغلپورہ نزد سبزی منڈی بیرون پرانی دہلی میں ہوئی۔

زمانہ طفولیت میں آثار تقویٰ سے مزین تھے۔ چار سال کی عمر میں والد گرامی نے حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کی خدمت میں لے جاکر توجہ کرائی۔

علوم ظاہری حفظ قرآن کے بعد تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں والد گرامی کے ساتھ حرمین شریفین کو تشریف لے گئے وہاں معروف محدث و فقیہہ شیخ محمد عابد انصاری سندھی مدنی سے سند حدیث حاصل کی۔ اور واپس آکر مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ سے بھی تکمیل کی۔ مشکوٰۃ شریف شیخ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین دہلوی قدس سرہٗ سے سماع فرمائی۔

نسبت باطنی ابتداء میں حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے نسبت باطنی تھی۔ پھر اپنے والد گرامی سے بیعت کی۔ سلوک باطنی تا ولایت کبریٰ اپنے برادر کلاں شاہ احمد سعید سے طے کیا۔ حدیث میں معلومات تامہ رکھتے تھے اختلاف روایات، اسماء الرجال اور تاریخ میں ملکہ حاصل تھا۔

تصنیفات انجاح الحاجۃ فی شرح سنن ابن ماجہ اور تبریز المکتوبات فی تخریج احادیث المکتوبات امام ربانی قدس سرہٗ اور چند دیگر کتب آپ کی یادگار ہیں۔

حرمین الشریفین حرمین شریفین تشریف لے گئے تو وہاں ہزاروں افراد نے آپ سے علوم ظاہری باطنی اخذ کئے۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے بڑے بڑے رکن الاسلام آپ کو بزرگ مانتے تھے۔ شیخ الحرم آپ کی یہاں تک تعظیم فرماتے کہ مسجد نبوی میں جب بھی نماز کے وقت دیکھتے تو آپ کو ہی امام بناتے لیکن آپ کسر نفسی کے سبب عین تکبیر کے وقت مسجد تشریف لاتے۔

وفات مدینہ منورہ ہی میں ۷ محرم الحرام ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء کو واصل بحق ہوئے۔ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قبہ میں مدفون ہوئے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ - حدائق حنفیہ)

حضرت شاہ عبدالمغنی فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت شاہ عبدالمغنی فرزند ثالث حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہٗ تھے۔ ولادت باسعادت ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۲ء دہلی میں ہوئی۔ چھوٹی عمر میں والد گرامی کا وصال ہوا

علوم ظاہری و باطنی حفظ قرآن کے بعد فقہ و حدیث میں تکمیل کی اور اپنے برادر بزرگ شاہ احمد سعید قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

بعد ازاں شاہ خطیب احمد، فرزند شاہ رؤف احمد قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں بھی رہے۔ وہ آپ پر بے حد مہربان تھے۔

مزاج میں تواضع، شفقت اور دوسروں کو نفع رسانی بدرجہ غایت تھی۔

حرمین شریفین آپ نے معہ اہل و عیال حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئے کیونکہ آپ کو مدینہ منورہ میں سکونت اور موت کا بہت شوق ہوا۔

وفات تاحیات جوار روضہ مقدسہ میں رہے اور میلاد النبی کے روز ۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء کو وصال ہوا۔ جنت البقیع میں قبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں مدفون ہوئے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت مولانا محمد شریف مجددی قدس سرہٗ قندھاری

تعارف و ولادت حضرت مولانا محمد شریف قندھار کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۹۸ھ / ۱۷۸۴ء میں ہوئی۔

علوم ظاہری سترہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کی اجازت سے علوم ظاہری کی تحصیل کے لئے نکلے، دو سال کابل میں اور سات سال پشاور میں رہ کر دہلی میں حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پہنچے لیکن جلد ہی رامپور آگئے اور مفتی شرف دین کے پاس دس سال رہ کر تکمیل کی پھر دو سال میں دیوان حافظ اور مثنوی شریف پڑھی۔ دوبارہ بیالیس سال کی عمر میں واپس دہلی پہنچے تو حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کا وصال ہو چکا تھا۔

نسبت باطنی دہلی میں حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر دو سال آپ کی خدمت میں رہے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ پھر چند سال زیارت مزارات اولیاء اللہ، اجمیر شریف، کلیر شریف اور سرہند شریف سے مستفید ہوئے۔ پھر دہلی میں مرشد طریقت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور مرشد کی اجازت سے مولانا حافظ عبدالرحمٰن بن شیخ سیف الرحمٰن سرہندی قدس سرہٗ (از اولاد عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ) کے ساتھ جالندھر تشریف لائے بہت سے لوگ حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

کچھ عرصہ بعد ہوشیار پور میں مسجد حافظ جانی مرحوم میں قیام رہا۔ امرتسر، لاہور اور کشمیر وغیرہ میں بھی اشاعت و ترویج سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے لئے تشریف لے جایا کرتے۔ عرس خواجہ بہاؤالدین نقشبند، اور عرس امام ربانی مجدد الف ثانی اور عرس شاہ ابوسعید قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم آپ کا معمول تھا۔

وفات آپ کی وفات ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں ہوشیار پور میں ہوئی۔ حسب وصیت آپ کا تابوت سرہند شریف لایا گیا اور خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے مزار کے باہر مدفون ہوئے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت خواجہ میر جان کابلی نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و نسبت آپ کی ولادت کابل میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام سید میر حسن تھا۔ لیکن ننھال کی طرف سے خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری قدس سرہٗ سے سلسلہ نسب ملتا ہے علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ لاہور تشریف لے آئے۔ اور امرتسر جا کر مولانا سید احمد یار بخاری اوچی امرتسری قدس سرہٗ خلیفہ سید محمد یار (خلیفہ مولانا محمد شریف قندھاری مجددی قدس سرہٗ) سے بیعت ہو کر خلافت واجازت سے نوازے گئے۔

آپ جامع کمالاتِ ظاہری و باطنی اور کاشف حقیقت و معرفت تھے۔ لاہور میں تقریباً تیس سال تلقین وارشاد اور اشاعتِ طریقہ میں منہمک رہے۔ علوم قرآن وحدیث، احکام شریعت کی اتباع ریاضت وعبادت مراقبہ، ذکر وفکر، غیر شرعی امور سے احتیاط اور اعلاء کلمۃ الحق کی ہدایت فرماتے۔ شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری اور مولانا غلام قادر بھیروی قدس اللہ اسرارہما عموماً جمعرات یا جمعہ کے دن تشریف لاتے اور آپ کے ارشادات سے مستفید ہوتے آپ محراب میں بیٹھتے اور رشد وہدایت وختمِ خواجگان ہوتا۔

قرآن وحدیث فقہ اور عقائد کی تعلیم پر زور دیا کرتے تھے۔

وفات یکم شعبان ۱۳۱۹ھ / ۱۲، نومبر ۱۹۰۱ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ مرقد انوار حضرت ایشاں قدس سرہٗ العزیز کے مشرقی پہلو میں ہے۔

(مدینۃ الاولیاء۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

شاہ احمد سعید فاروقی دہلی شریف

حضرت شاہ عبدالرشید فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت شاہ عبدالرشیدؒ فرزند کلاں حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ تھے۔ ولادت باسعادت ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۲ء لکھنؤ میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر تک اپنے جدامجد شاہ ابوسعید قدس سرہٗ کی صحبت میں حاضر رہتے تھے۔

علومِ ظاہری و باطنی علومِ ظاہر کا اپنے والدگرامی سے حاصل کئے ساتھ ساتھ نسبتِ باطنی بھی حاصل کی۔ بیس سال کی نوجوانی کی عمر میں علومِ ظاہری و باطنی سے فراغت کر کے جامع النورین ہو گئے نسبت مقاماتِ احمدیہ کمال کوشش سے حاصل کی۔

حرمین شریفین اپنے والدگرامی کی اجازت سے حرمین شریفین پہنچے۔ حج بیت اللہ کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور عنایات و انعامات خصوصی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر دہلی تشریف لائے اور دہلی میں آ کر علومِ ظاہری اور معارفِ باطنی مریدین و طالبین میں مصروف ہوئے۔ آپ کی نسبت کی تاثیر بہت قوی اور توجہ نہایت پُراثر تھی۔

دوسری دفعہ حرمین شریفین میں اپنے والدگرامی کے ساتھ دوسری دفعہ حرمین شریفین پہنچے اور وہیں کے ہو گئے۔ مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اپنے والد شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ان کے قائم مقام ہوئے۔ آپ کا ارشاد نہایت وسیع ہوا۔ علماء و مشائخ آپ کے آستانہ کی خاکروبی کو فخر سمجھتے۔ حجاز۔ روم۔ شام۔ بخارا خراسان اور ہندوستان کے لاتعداد لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

واقعہ آپ کے والد بزرگوار نے مدینہ منورہ میں ایک دفعہ شیخ الخطباء سید محمد مدنی کے پاس بھیجا جب حرمِ نبوی میں روضہ مقدسہ کے قریب پہنچے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا، "کہاں جاتے ہو؟"

آپ نے عرض کی، "سید مدنی کے پاس جاتا ہوں۔"

فرمایا، "سید مدنی تو میں ہی ہوں!"

آپ وہیں سے واپس آ گئے۔

وفات دس سال مسندِ رشد و ہدایت پر فائز رہ کر ۱۶، ذوالحجہ ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء کو مکہ معظمہ میں واصل بحق ہوئے۔ اور روضہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قریب بائیں جانب جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت شاہ محمد معصوم فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت شاہ محمد معصوم ابن حضرت شاہ عبدالرشید فاروقی قدس سرہٗ العزیز کی ولادت باسعادت ۱۰، شعبان المعظم ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۷ء کو اندرون خانقاہ مجددیہ مظہریہ دہلی میں ہوئی۔

علوم ظاہری اوائل عمر میں حفظ قرآن مجید سے فارغ ہوئے اور تراویح میں سنایا تو جدِ امجد شاہ احمد سعید قدس سرہٗ نے دعا فرمائی اور خلعتِ جبہ عطا فرمائی۔ علومِ منقول و معقول اپنے والد ماجد اور چچا شاہ عبدالغنی قدس سرہٗ سے حاصل کئے۔

نسبتِ باطنی اپنے جدِ امجد شاہ احمد سعید قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور ان کی رحلت کے بعد حسب وصیت اپنے والد ماجد سے مقاماتِ مجددیہ سے بہرہ ور ہوئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کے والدِ گرامی جب حج کو تشریف لے گئے تو آپ کو اپنا جانشین اور قائم مقام بنا گئے پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہاں سترہ اٹھارہ سال تک خاص مدینہ منورہ میں مورد عنایات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رہے اس عرصہ میں آپ نے گیارہ حج کئے۔ پھر نواب کلب علی خاں والیٔ ریاست رام پور کی آرزو پر واپس ہندوستان آئے۔

اور رام پور میں ترویج و اشاعت شریعت و طریقت میں مصروف رہے۔

تواضع، بُردباری آپ کا شیوہ تھا۔

وفات آپ کا سن وفات معلوم نہ ہو سکا۔ آپ چار صاحبزادے ابوطاہر محمد سیف الدین حافظ ابو اشرف محمد عبدالقادر، حافظ ابوالفیض محمد عبدالرحمٰن اور چوتھے ابوسعید ہوئے ہیں۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت شاہ محمد عمر مجددی فاروقی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت حضرت شاہ محمد عمرؒ، فرزندِ ثانی شاہ احمد سعیدؒ قدس سرہٗ، کی ولادت باسعادت شوال ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء اندرونِ خانقاہ مجددیہ مظہریہ دہلی میں ہوئی۔

علومِ ظاہری قرآن پاک اپنے جدِ امجد شاہ ابوسعید قدس سرہٗ کی زیرِ تربیت حفظ کیا، اور دیگر علوم مولوی حبیب اللہ قدس سرہٗ سے علومِ حدیث شریف اپنے چچا شاہ عبدالغنی قدس سرہٗ سے حاصل کئے۔

نسبتِ باطنی اپنے والد ماجد سے بیعت ہو کر بکمالِ انتہا تے مدارج احمدیہ اور مقامات عالیہ پر فائز ہوئے اور خلعتِ خلافت و اجازتِ طریقہ سے مشرف ہوئے۔

والدِ گرامی کی ہمراہی میں حرمین شریفین کی طرف ہجرت فرمائی۔ مدینہ منورہ میں رہ کر موردِ الطافِ سرورِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ والدِ گرامی کے انتقال کے بعد مکہ معظمہ میں آ گئے

اور مسندِ ارشاد پر فائز ہوئے۔ اور بے شمار طالبین نے حسب حوصلہ واستعداد آپ کی توجہات سے مقامات عالیہ پر ترقیات کیں۔

مقام خواب میں شہنشاہ نقشبند قدس سرہٗ نے اپنی کلاہ شریف آپ کو پہنائی۔ اور مدینہ منورہ میں مواجہ شریف میں حاضری پر جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے خلعتِ عالی عطا ہوا۔ نرم کلام اور شیریں گفتار تھے۔

وفات آخر عمر میں اپنے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ کے نکاح کے لیے ہندوستان میں رام پور تشریف لائے۔ اور چند ماہ بعد ۲، محرم الحرام ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء کو اس دار فانی سے انتقال فرما گئے۔

آپ کے صاحبزادہ شاہ ابوالخیر محی الدین قدس سرہٗ کے حالات آئندہ صفحات میں آئینگے

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

شاہ محمد مظہر فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت شاہ محمد مظہر فرزندِ خورد حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ۳، جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء اندرون خانقاہ مجددیہ مظہریہ دہلی میں ہوئی۔ اوائل عمر میں ہی آثار ولایت ہویدا تھے۔

علوم ظاہری نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور قلیل عرصہ میں علوم منقول و معقول میں تکمیل کر لی۔

نسبتِ باطنی اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر سلوک مجددیہ طے کیا اور بائیس سال کی عمر میں علوم ظاہر و باطن سے فارغ ہو گئے اور خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے۔

حرمین شریفین شوقِ زیارتِ بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں والد ماجد سے اجازت حاصل کر کے حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ حج بیت اللہ کے بعد روضہ مقدسہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے موردِ تجلیاتِ ذاتیہ اور الطافِ نبویہ ہو کر واپس وطن تشریف لائے اور اشاعتِ شریعت و طریقت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد والد ماجد کے ہمراہ دوبارہ حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی اور والد ماجد کے انتقال کے بعد مدینہ منورہ میں مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ اور طالبین و سالکین کی رہنمائی فرماتے رہے

وفات بہ سبب کمالِ محبتِ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور شوقِ دفن جنت البقیع مدینہ منورہ سے باہر قدم نہ رکھا۔ بالآخر ۱۱ محرم ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۴ء کو وہیں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں قبہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت مولانا محمد ارشاد حسین فاروقی مجددی قدس سرہٗ رام پوری

تعارف و ولادت مولانا محمد ارشاد حسین کا نسب انسب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے اس طرح ملتا ہے، مولانا محمد ارشاد حسین فاروقی بن حکیم احمد حسین بن غلام محی الدین بن فیض احمد بن کمال الدین بن درویش احمد بن شیخ زین العابدین المعروف شاہ فقیر اللہ بن شاہ محمد یحییٰ بن امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ۔

سن ولادت نہیں مل سکا۔

علوم ظاہری و باطنی علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ آپ عالم، فاضل اور محققِ زماں تھے شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ اور سلوکِ مجددیہ آخر تک طے کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

مقام
آپ عجب جامع الکمالات ظاہری و باطنی اور کوہِ استقامت تھے۔ اخلاق نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متخلق تھے۔ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ آپ سن کر خاموش ہو گئے اس روز کے بعد اس شخص کی نمازِ فجر کبھی قضا نہ ہوئی۔ کیونکہ عین وقت پر آکر کوئی اٹھا دیتا تھا۔

تبحرِ علمی ظاہر و باطن ہونے کے علاوہ فنِ سپاہ گری میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ خطاب میں شریعت و طریقت، کے ایسے نکات بیان کرتے کہ سننے والے دم بخود رہ جاتے۔

وفات
آپ کا وصال ۱۵، جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء کو رام پور (مصطفےٰ آباد) میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

اولاد
آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔ احسان حسین، عرفان حسین بچپن میں وفات پا گئے۔ دیگر موان حسین، رضوان حسین اور ایمان حسین تھے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، انساب لانجاب)

حضرت حافظ عنایت اللہ رامپوری قدس سرہٗ
خلیفہ اجل حضرت مولانا ارشاد حسین قدس سرہٗ تھے۔ سلوکِ مجددیہ بہ تمام و کمال حضرت سے حاصل کیا۔ مرشدِ برحق کی وفات کے بعد تمام مریدین نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ اور کسب باطنی کیا۔ عجب نسخۂ اخلاق تھے۔ سراحوال ایسا کم ہی دیکھا گیا۔

سنِ وفات معلوم نہ ہو سکا۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

پیرِ طریقت حضرت مولانا حامد علی خاں نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت
مولانا حامد علی خاں ابن مولانا شید اعلیٰ خاں قدس اللہ اسرارہم کی ولادت باسعادت ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں رام پور (یوپی انڈیا) کے ایک علمی و روحانی گھرانے میں ہوئی۔

علومِ ظاہری آپ نے تمام علوم اسلامیہ میں مدرسۂ عالیہ رامپور سے ۱۹۳۰ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ اس مدرسہ کے پرنسپل علامہ مولانا عبدالحق خیرآبادی (فرزندِ ارجمند بطلِ حریت مجاہدِ تحریکِ آزادی حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہٗ) تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے دیگر علماء سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔

نسبتِ باطنی آپ نے پیرِ طریقت حافظ عنایت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر سلوکِ مجددیہ طے کیا اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔ حافظ عنایت اللہ رامپوری خلیفہ مولانا ارشاد حسین فاروقی خلیفہ شاہ احمد سعید فاروقی خلیفہ شاہ ابوسعید فاروقی قدس اللہ اسرارہم۔

عملی زندگی تحصیلِ علوم کے بعد ۱۹۳۲ء میں مدرسہ خیرالمعاد رہتک (ہندوستان) میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ تحریکِ پاکستان میں مسلم لیگ کی حمایت میں عملی حصہ لیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد رہتک سے ملتان تشریف لے آئے۔ اور یہاں مدرسہ اسلامیہ خیرالمعاد کی بنیاد رکھی ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر ملتان سے ذوالفقار علی بھٹو کا مقابلہ کیا۔ تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء میں قائدانہ خطاب فرماتے رہے اور ۱۹۷۷ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور تحریکِ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران جلوس کی قیادت فرماتے رہے اور ملتان کی طاقتور شخصیت بن کر ابھرے آپ کی شخصیت کا اس قدر اثر تھا کہ لوگ آپ کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار تھے یہی وجہ تھی کہ انتظامیہ خوفزدہ ہو گئی اور آپ کی گرفتاری کے لئے درجنوں مسلح گاڑیوں کا اہتمام کیا گیا

ملتان میں ۱۶-۱۷، اکتوبر ۱۹۷۸ء کی تاریخی سنی کانفرنس میں آپ نے اور آپ کے مریدین نے ہراول دستے کے طور پر کام کیا۔

حج بیت اللہ ۱۹۵۱ء میں حج بیت اللہ اور زیارتِ گنبدِ خضریٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے راقم کو ۱۹۸۰ء میں عرس مبارک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سرہند شریف کی حاضری کے دوران زیارت ہوئی۔

وفات ۷، جنوری ۱۹۸۰ء / ۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ کو وصال ہوا مزار اقدس ملتان میں ہے۔ ؎

ترئیس اس بندہ یزداں طلب کا • "سنِ رخصت" ہے خود تاریخِ رخصت

۱۴۰۰ھ

صاحبزادگان آپ کے تین صاحبزادے ہیں،
محمد میاں ۔ ناصر میاں اور احمد میاں ہیں ۔

(تعارف علمائے اہل سنت)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ دہلی شریف

حضرت شاہ ابوالخیر محی الدین عبداللہ مجددی فاروقی دہلوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت شاہ ابوالخیر محی الدین ابن محمد عمر ابن شاہ احمد سعید فاروقی دہلوی ثم مدنی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء خانقاہ مظہریہ دہلی میں ہوئی ۔ آپ کا سلسلہ نسب آٹھ واسطوں سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہے ۔

علوم ظاہری و باطنی چار سال کی عمر میں جد امجد شاہ احمد سعید قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے قرآن مجید حفظ کیا پھر مولانا سید حبیب الرحمن مہاجر اور سید احمد مکی قدس سرہما سے تحصیل علوم کئے ۔ سلوک مجددیہ والد گرامی شاہ محمد عمر فاروقی قدس سرہٗ سے طے کر کے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے ۔ اور والد بزرگوار کے صحیح جانشین ہوئے ۔

ورع، تقویٰ میں قدم راسخ رکھتے تھے ۔ دنیا اور اہل دنیا سے دور تھے ۔ آداب طریقت و شریعت کے سختی سے پابند تھے ۔ آپ اپنے نور باطن سے بدعقیدہ اشخاص کو پہچان لیتے تھے اور ان کو اپنی مجلس سے نکال دیتے تھے ۔

۱۹۱۱ء میں دربار دہلی کے موقع پر میرٹھ میں گوشہ نشیں ہو گئے تھے تاکہ لوگ

پریشان نہ کریں۔ شاہانِ وقت اس دربار کی حاضری کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ ۱۹۰۲ء میں میر محبوب علی خاں (نظام حیدر آباد دکن) خود ملنے آئے۔ امیر حبیب اللہ اور غازی امان اللہ (افغانستان) آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ امیر ملت سید جماعت علی شاہ محدث قدس سرہٗ اور شاہ رکن الدین الوری قدس سرہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ جامع مسجد فتح پوری پر آپ کی نظر خاص تھی۔

شعر گوئی خصوصاً نعتیہ کلام میں کمال حاصل تھا۔ مکہ معظمہ کے قیام کے دوران نعتیہ مجالس میں شریک ہوتے۔ ان مجالس میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ بھی شریک ہوتے تھے۔

وفات ۲۹، جمادی الاول ۱۳۴۱ھ / ۱۷، فروری ۱۹۲۴ء کو خانقاہ مظہریہ دہلی میں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ کے تین صاحبزادے بلال، ابوالحسن زید اور سالم ہیں۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ - تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی مدظلہٗ

ولادت مولانا شاہ ابوالحسن زید ابن شاہ ابوالخیر محی الدین فاروقی قدس سرہٗ العزیز کی کی ولادت باسعادت ۲۵، رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ / ۱۳، نومبر ۱۹۰۶ء کو خانقاہ مجددیہ مظہریہ دہلی میں ہوئی۔

علومِ ظاہری و باطنی علوم ظاہری کی تکمیل دہلی میں کی۔ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء میں جامعہ ازہر (مصر) چلے گئے اور ۱۹۳۵ء میں تعلیم مکمل کر کے واپس آ گئے۔ موجودہ دور کے عظیم مؤرخ، محقق، مدقق اور مصنف ہیں۔ اہل سنت و جماعت اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج ہی آپ کی زندگی کا مقصد ہے۔

آپ اپنے والد گرامی حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر مجاز طریقت ہوئے۔

آپ اپنے والد گرامی کے صحیح جانشین ہیں۔

تصنیفات آپ کی قابلِ قدر تصنیفات محققانہ رنگ کی حامل ہیں،

۱۔ وحدۃ الوجود ۲۔ علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء۔
۳۔ مجموعہ خیر البیان ۴۔ مقاماتِ خیر اردو
۵۔ مقاماتِ اخیار (فارسی) ۶۔ منہج الباء فی الاسلام علی الانبیاء
۷۔ مناہج السیر و مدارج الخیر ۸۔ بزمِ خیر
۹۔ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ۱۰۔ مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان۔

۱۹۸۴ء میں راقم، دہلی میں آپ کی زیارت سے مستفیض ہوا۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم شیخ ہیں۔

حضرت مولانا محمد عالم آسی مجددی قدس سرہٗ امرتسری

تعارف و ولادت والد گرامی کا نام عبدالمجید بن مولانا غلام احمد تھا۔ ولادت باسعادت شعبان المعظم ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء میں موضع راگھو سیداں ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔

علومِ ظاہری مدرسہ نعمانیہ لاہور اور پھر مولانا ابوالفیض محمد حسن فیضی، مولانا غلام محمد گگوی مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی اور مولانا غلام قادر بھیروی قدس اللہ اسرارہم سے علوم متداولہ حاصل کئے۔ اور پنجاب یونیورسٹی سے بھی امتحانات پاس کئے۔

فراغت کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ پھر امرتسر میں مدرسہ نصرۃ الحق میں استاد مقرر ہوئے۔ جب ایم۔اے۔او کالج امرتسر میں قائم ہوا تو عربی کے پروفیسر ہوئے۔ آخر یہیں سے ریٹائر ہوئے۔

علومِ باطنی حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر مجازِ طریقت ہوئے۔ اپنے مسلک سے گہری وابستگی تھی۔ "الفقیہ" امرتسر کے خصوصی معاون تھے۔ خطاطی میں کمال حاصل تھا۔ آپکے تلامذہ میں صاحبزادہ محمد عمر قدس سرہٗ بیربل شریف ضلع سرگودھا ڈاکٹر پیر محمد حسن ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ مولانا غلام محمد ترنم وغیرہ مشہور ہیں۔

تصنیفات آپ کی قابلِ قدر تصانیف میں "الکاویہ علی الغاویہ" (ردِ مرزائیت عربی اردو) اور "المیلاد فی القرآن" کے علاوہ دیگر رسائل بھی ہیں۔

وفات آپ کا وصال ۲۸، شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۸، اگست ۱۹۴۴ء کو جمعۃ المبارک کے روز ہوا۔ مزار مبارک گورستان بلاکا سنگھ امرتسر میں تھا۔ جو اب ہموار کیا جا چکا ہے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت مولانا نور احمد نقشبندی مجددی قدس سرہٗ پسروری

ولادت و تعارف مولانا نور احمد ابن شیخ شہاب الدین فاروقی کی ولادت باسعادت پسرور ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ سن ولادت معلوم نہ ہو سکا۔

علومِ ظاہری، سفرِ حجاز مقدس ہندو پاک میں مولانا احمد حسن کانپوری اور شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے تکمیل تعلیم کے بعد ۱۲۹۹ھ میں مکہ مکرمہ پہنچ کر بانی مدرسہ صولتیہ میں مولانا حاجی رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب علم کیا اور وہیں سات سال تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس دوران آپ سات مرتبہ حج بیت اللہ اور متعدد بار زیارتِ روضۂ اطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

علومِ باطنی قیامِ مکہ مکرمہ کے دوران آپ نے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور ان کے وصال کے بعد شیخ العرفا حضرت شاہ محی الدین ابوالخیر قدس سرہٗ دہلوی سے بیعت ہو کر

خلعتِ خلافت سے سرفراز ہوتے۔ پھر مولانا ممدوح نے اپنے آپ کو طریقہ مجددیہ کے لئے وقف کر دیا۔

خدمات ۱۳۱۵ھ/۱۹۱۷ء میں آپ نے امرتسر میں مدرسہ نعمانیہ کی بنیاد رکھی یہاں سے سینکڑوں عالم اجل پیدا ہوتے۔ مولانا آسی امرتسری۔ شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت سیّد جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری اور دیگر علماء وفضلاء آپ کے علمی اور روحانی فضیلت کے معترف تھے۔

زندہ جاوید کارنامہ مرورِ زمانہ نقل در نقل اور ناشرین کی لاپرواہی کے سبب مکتوبات امام ربّانی قدس سرہٗ میں بہت سی اغلاط واقع ہو گئی تھیں۔ تو "روحِ مجدد" اور "فیضانِ قدسی" نے آپ کے دل میں مکتوبات شریفہ کی طباعت کا جذبہ پیدا کیا اور ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۹ء سے ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء کے دوران کامل سات سال کی پیہم کوشش اور شیخِ طریقت کی روحانی مدد سے مکتوبات امام ربّانی اصل فارسی کے متن کی تصیح کے ساتھ بیش قیمت حاشیہ تحریر فرمایا اور عربی مکتوبات کا عمدہ فارسی ترجمہ کرکے حُسنِ معنوی کے ساتھ حسنِ ظاہری کا اہتمام کرکے طبع کرایا اور مجددی حضرات پر احسانِ عظیم فرمایا۔

آپ کی زندگی میں ہی اس کے نسخے تاشقند، سمرقند، افغانستان، مصر اور دوسرے اسلامی ممالک کے علاوہ غیر مسلم مستشرقین تک پہنچ گئے اور آج تک اصح ترین مکتوبات مانے جاتے ہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ اس کے علاوہ آپ کی تالیفات، ترجمہ ہدایۃ الطالبین۔ ترجمہ ملفوظاتِ مرزا مظہر جانجاناں۔ ترجمہ شمائل ترمذی وغیرہ مشہور ہیں۔

وصال آسمانِ علم وعرفان کا یہ بدرِ کامل ۱۳/شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ/۱۴/جنوری ۱۹۳۰ء کو غروب ہو گیا۔ مرقدِ انور امرتسر میں مسجدِ نور کے متصل ہے۔

آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد سلیمان فاروقی اور مولانا محمد داؤد فاروقی ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

موسیٰ زئی شریف

حضرت حاجی مولانا دوست محمد قندھاری مجددی قدس سرہٗ

آپ کا سن ولادت معلوم نہ ہو سکا نہ ہی ابتدائی حالات معلوم ہوئے۔

نسبت باطنی طالب علمی کے زمانہ سے ہی فقراء کی زیارت کا شوق تھا۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد تلاش اہل اللہ میں سفر اختیار کیا۔ اکثر درویشوں کی صحبت میں رہے لیکن مطمئن نہ ہوئے آخر دہلی میں شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہو گئے ایک سال سے زائد عرصہ خدمت اقدس میں رہ کر سلوک مجددیہ بہ تمام وکمال طے فرمایا۔

مقام اپنے مرشد گرامی سے اس قدر عقیدت تھی کہ آپ کی نعلین مبارک اپنے منہ پر رکھ کر دیا کرتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ سے بیت الخلاء صاف کیا کرتے۔ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ بھی آپ پر نہایت مہربان تھے حتیٰ کہ اپنی ضمنیت سے آپ کو مشرف فرمایا اور آپ کو خلافت واجازت طریقہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ عطا فرما کر خراسان روانہ فرمایا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ تامہ نصیب ہوئی اور اشاعت طریقہ نقشبندیہ اس قدر ہوئی کہ صدہا نہیں بلکہ ہزاروں آپ کے مرید ہوئے۔ پھر موسیٰ زئی میں مقیم ہو گئے۔

وفات آپ کی وفات ۱۹ فروری ۱۸۶۷ء / ۱۲۸۴ھ موسیٰ زئی (ڈیرہ اسماعیل خاں) میں ہوئی وہیں مدفون ہوئے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ۔ رود کوثر)

حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت والد ماجد کا اسم گرامی معلوم نہ ہو سکا۔ ولادت باسعادت ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں بمقام لونی تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی آپ نے علم حدیث، سیر تصوف اور اخلاق میں کمال حاصل کیا۔ اور پھر موسیٰ زئی شریف میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہٗ (خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی دہلوی قدس سرہٗ) کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور مدارج سلوک طے کر کے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ماذون و مجاز ہوئے۔

آپ نے اپنے شیخ طریقت کی جس جانگدازی اور جاں سپاری سے خدمت کی اس کی مثال نہیں ملتی۔ شیخ کامل بھی آپ پر بے حد مہربان تھے۔ اور جب حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہٗ کا انتقال ۱۲۸۴ھ میں ہوا تو آپ کے ایما۔ اور وصیت کے مطابق آپ ہی سجادہ نشین ہوئے اور بطریق احسن فرائض نیابت انجام دیتے رہے۔

احترام و آداب مدینہ منورہ مرشد کے وصال کے تین سال بعد کمال اشتیاق سے زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے۔ حج کے بعد جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہاں گیارہ دن قیام کے دوران کھانا پینا ترک کر دیا تاکہ قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اور ایسا نہ ہو کہ جہاں قضائے حاجت کی جائے وہاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پائے اقدس نہ آیا ہو۔ اکثر فرمایا کرتے، "مجھے پیری اور بزرگی کا دعویٰ نہیں ہے میں تو اپنے مرشد کے مزار پُر انوار کا جاروب کش اور زائرین کا خدمت گار ہوں"

وفات آپ کا وصال ۲۲، شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ/ ۲۷، جنوری ۱۸۹۷ء کو ہوا اور مرقد انور موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خاں) میں مرجع خلائق ہے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ۔ تذکرہ اکابر اہل سنت)

حضرت خواجہ غلام حسن سوہاگ نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت والد کا اسم گرامی ملک لعل تھا۔ ولادت باسعادت ۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۳ء میں موضع ڈگر سوہاگ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد صغر سنی میں انتقال فرما گئے۔

علوم ظاہری و باطنی علم دین کی تلاش میں چکڑالہ ضلع میانوالی پہنچے اور مولانا نور خاں سے تکمیل تعلیم کی۔ پھر استادِ گرامی مولانا نور خاں کے ہمراہ موسیٰ زئی شریف پہنچے اور خواجہ محمد عثمان قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو گئے اور نو سال تک مرشد طریقت کی خدمت میں رہ کر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ عابد و زاہد شب بیدار، پابند شریعت اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کے عقیدت مند اضلاع اٹک میانوالی، سرگودھا، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، بنوں، کوہاٹ بلکہ افغانستان تک پھیلے ہوئے تھے۔ ساڑھے چھ سو ہندو اور سکھ آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر کے داخل سلسلہ نقشبندیہ ہوئے۔

وفات آپ کا وصال ۱۳ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ کو ہوا۔ مرقد انور حسن آباد متصل لعل کروڑ میں ضلع مظفر گڑھ میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے خواجہ فقیر محمد جانشین ہوئے۔ (ف ۱۳۲۶ھ)

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ تذکرہ علمائے پنجاب)

حضرت مولانا عبدالکریم نقشبندی قدس سرہٗ

ولادت مولانا عبدالکریم ابن مولوی محمد صدیق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ/ ۳۱ جولائی ۱۸۹۸ء بمقام آدم گڑھ نزد جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں میں پیدا ہوئے۔ تعلیم والد ماجد سے اور پھر مولانا

مشتاق حسین کانپوری سے حاصل کی۔

نسبتِ باطنی آپ خواجہ غلام حسن کے خلیفہ مجاز تھے اور اپنے مرشد کے صاحبزادوں کے اتالیق تھے۔ ملتان میں سکونت اختیار کی۔ "کتاب الہدیٰ" اور "فیوضاتِ حسنیہ" آپ کی تالیفات ہیں۔ سنِ وفات معلوم نہ ہو سکا۔

(تذکرہ علمائے پنجاب)

حضرت مولانا سراج الدین نقشبندی قدس سرہٗ

ولادت آپ حضرت مولانا حاجی عثمان قدس سرہٗ موسیٰ زئی شریف کے فرزند ارجمند ہیں۔ سنِ ولادت معلوم نہ ہو سکا۔

علوم ظاہری و باطنی آپ نے بچپن میں قرآن مجید با تجوید حفظ کیا اور سولہ سترہ برس کی عمر میں کتب متداولہ پر عبور حاصل کر لیا۔ پھر اپنے والد گرامی حاجی محمد عثمان موسیٰ زئی شریف سے بیعت ہو کر نسبتِ مجددیہ حاصل کی۔ اور پھر والد گرامی کے وصال کے بعد خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ان کے جانشین ہوئے اور رشد و ہدایت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر لیا۔ سن وفات معلوم نہ ہو سکا۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

کوٹ عبدالخالق شریف

حضرت حاجی حافظ محمود نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف حاجی حافظ محمود، ڈیرہ غازی خاں کے رہنے والے تھے۔ سن ولادت معلوم نہ ہو سکا۔ تقریباً بیس سال کی عمر میں اپنے والد ماجد اور برادر خورد حاجی حامد کے ساتھ پیدل حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور مصائب و تکالیف کے بعد واپس کسی کے ساتھ جالندھر پہنچ گئے۔

نسبتِ باطنی جالندھر میں حضرت مولوی محمد شریف مجددی قدس سرہٗ (خلیفہ شاہ ابو سعید فاروقی دہلوی قدس سرہٗ) ہوشیار پور سے تشریف لاتے تھے۔ اُن سے ملاقات ہوئی اور جلد ہی بیعت ہو کر خدمت میں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد خلافت و اجازتِ طریقہ مجددیہ سے سرفراز ہوئے۔ واپس جالندھر میں آکر اشاعتِ طریقہ مجددیہ میں سرگرم ہو گئے۔ چند بدخواہوں نے آپ کے لئے مشکلات پیدا کرنی چاہیں لیکن آخر کار بے شمار خلقت نے آپ سے فیض پایا۔

آپ کی توجہ بے حد پر تاثیر تھی جس پر نظر ڈالتے بے ہوش ہو جاتا۔

ایک دفعہ بازار تشریف لے گئے ایک سبزی فروش سے سبزی طلب فرمائی اس نے کہا کیا چاہتے ہو؟ آپ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس روز سے آپ نے عہد کر لیا کہ معمولی کاموں کے لئے باہر نہ نکلوں گا۔

ایک شخص بنگال سے آکر ایک ہفتہ حاجی صاحب کے پاس ٹھیرا اور واپس جانے لگا تو کہا کہ ہمیں اتنی فرصت نہیں کہ مہینوں بیٹھے رہیں۔ آپ نے فرمایا، ایک دن اور ٹھہرو! دوسرے

روز توجہ فرمائی اور تمام مقامات طے کرا دیئے اور خلافت عطا فرما کر رخصت کر دیا۔

وفات آپ کا وصال ۸ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء کو ہوا۔ اور جالندھر میں بستی شیخ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلفاء میں خواجہ قادر بخش جہان خیلی، حاجی مظفر علی خاں اور مولوی رحیم بخش سیالکوٹی مشہور ہیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت خواجہ قادر بخش جہان خیلی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے خواجہ قادر بخش بن دیدار بخش بن شبیر محمد آپ کے مورث اعلیٰ، موکل خاں غزنی میں سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے اور اپنے دو خلفاء کے ساتھ ہوشیار پور میں جہان خیل کی سرزمین پر آباد ہوئے۔

آپ کے والد دیدار بخش قدس سرہٗ نے علوم ظاہری سے فارغ ہو کر سید نادر علی شاہ قدس سرہٗ سے بیعت و خلافت حاصل کی اور عرصہ تک شادی نہ کی تو ایک بزرگ نے فرمایا "شادی کر لو، تمہاری پشت سے ایک قطب پیدا ہونے والا ہے"۔

اس طرح خواجہ قادر بخش کی ولادت ۱۷ شوال ۱۲۳۷ھ/۱۸۲۲ء میں ہوئی۔

علوم ظاہری سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ انہی دنوں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ اُن کا مزار پُرانوار کشمیر میں ہے اور "پنجابی پیر" کے نام سے مشہور ہیں۔

نسبت باطنی بارہ سال کی عمر تک علوم دینی فارسی وغیرہ میں مشغول رہے پھر فوج میں ملازم ہو گئے اسی دوران کابل میں شاہ عنایت قادری سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ پھر شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ سے سلسلہ چشتیہ میں نسبت و خلافت لے کر کشمیر جا کر سہروردیہ

سلسلہ میں بیعت ہوئے اور پھر جالندھر تشریف لائے ۔ وہاں حافظ محمود قدس سرہٗ کی نگاہ کا شکار ہو گئے ان دنوں پولیس میں ملازم تھے ۔ نوکری چھوڑ دی اور جلد ہی خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے ۔ اور اشاعت طریقہ مجددیہ ہمہ تن مصروف ہو گئے ۔ بے شمار خلقت نے فیض پایا۔

آپ تصرفات میں کمال تک پہنچے ہوئے تھے ۔ کوٹ عبدالخالق میں آخر تک قیام فرمایا ۔ شمس العرفان کے لقب سے مشہور ہوئے ۔

وفات آپ کا قیام مسجد کے حجرے میں تھا ، ایک دن چھت گر پڑی اور خواجہ قادر بخش اور آپ کے خلیفہ رنگ علی شاہ شہید ہو گئے ۔ سن شہادت ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۵ء ہے ۔ مزار اقدس یتیم خانہ خالقیہ کے ہائی سکول کوٹ عبدالخالق ضلع ہوشیار پور (انڈیا) پیچھے ایک چار دیواری میں ہے ۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت خواجہ عبدالخالق مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ خواجہ قادر بخش قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند تھے ۔ ۱۲۷۰ھ میں ولادت کوٹ عبدالخالق میں ہوئی ۔ تقریباً تین سال کے تھے کہ والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا ۔ ان کے چہلم پر حاجی حافظ محمود قدس سرہٗ نے دستار خلافت عطا فرما کر سجادہ نشیں مقرر کیا ۔ اور خواجہ قادر بخش قدس سرہٗ کے خلفاء ، امام بخش ، بلاقی شاہ ، عالم شاہ ، بگے شاہ اور نور احمد کی بھی دستار بندی فرمائی ۔ اور فرمایا کہ یہ پانچوں وزیر اور عبدالخالق بادشاہ ہے ۔

علوم ظاہری آپ کو مولوی پیر محمد ساکن بنگہ کے سپرد کیا ۔ پھر خواجہ توکل شاہ انبالوی قدس سرہٗ آپ کو انبالہ لے گئے علم حدیث آپ نے مولانا احمد علی سہارنپوری سے حاصل کی ۔ مولانا احمد حسن کانپوری اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ آپ کے ہم سبق تھے ۔

نسبت باطنی علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ حضرت حاجی حافظ محمود مجددی جالندھری قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہو کر واپس وطن آئے اور

اشاعتِ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں کوشاں رہے۔

رشد و ہدایت قوم راجپوت میں بیوگان کا نکاح ثانی جائز نہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آپ نے اس سنت کی احیاء کے لئے انتھک محنت کی۔ بے شمار مصائب و تکالیف کے باوجود آپ نے استقامت کو نہ چھوڑا اور آخرکار کامیاب ہوئے۔

آپ خود یتیم رہ چکے تھے اور یتیموں کے حالات سے خوب واقف تھے۔ اس لئے آپ نے ۱۳۲۴ھ میں کوٹ عبدالخالق میں یتیم خانہ کی بنیاد رکھی۔ اور ان کی تعلیم کے لئے ۱۹۰۵ء میں مدرسہ تعلیم القرآن جاری فرمایا ان کے انتظام کے لئے کمیٹی قائم کر کے گورنمنٹ سے رجسٹرڈ کرایا۔ یہ مدرسہ بعد میں پرائمری، مڈل پھر ہائی سکول بن گیا۔ اس ضمن میں آپ کی خدمات زندہ جاوید ہیں۔

وفات شہر انبالہ میں ایک مکان کی چھت پر نماز کے دوران چھت گر پڑی اور آپ شہید ہو گئے یہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۵۰ھ / ۵ جون ۱۹۳۱ء بروز جمعۃ المبارک کا واقعہ ہے۔ مرقدِ انور کوٹ عبدالخالق میں ہے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت مولانا قاری احمد حسین مجددی فیروزپوری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت خطیب اہل سنت، عالم باعمل مولانا قاری احمد حسین ابن جناب عبدالصمد کی ولادت موضع گومتی تحصیل جھجھر ضلع رہتک میں ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ آپ نسباً صدیقی تھے۔

علومِ ظاہری بچپن ہی میں والدین کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی پھر درسِ نظامی کی ابتدائی کتب مختلف اساتذہ سے پڑھیں اور دہلی جاکر مولینا صابر حسین سے صرف نحو منطق اور فقہ کی کتب پڑھیں اور دہلی میں ہی مولانا قاری شبیر حسین سے تجوید قرأت کی مشق کی۔

نسبت باطنی آپ خواجہ عبدالخالق جہانخیلی کوٹ عبدالخالق کے دست اقدس پر بیعت ہو کر مجاز ہوئے۔ اسی نسبت سے "خالقی" کہلاتے تھے

علمی مقام اللہ تعالیٰ نے قاری صاحب کو پُرسوز آواز اور لحن داؤدی عطا کیا تھا۔ اور میدانِ خطابت میں ایسے جوہر دکھاتے کہ بایدوشاید آپ کی تقریر میں بلا کا سوز تھا۔ جب آپ مولانا روم، اعلیٰ حضرت بریلوی اور علامہ اقبال رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھتے تو مجلس پر ایک کیف طاری ہو جاتا اور جب تشریح بیان کرتے تو اچھے اچھے اہلِ علم دنگ رہ جاتے۔ آپ کی تقریر میں یہ وصف تھا کہ اُکھڑا ہوا مجمع پھر سے جم جاتا۔

ابتداء میں مسجد قصاباں فیروز پور میں خطیب مقرر ہوئے۔ تو آپ کا شہرہ دُور دراز تک پہنچا پھر جالندھر، امرتسر، حتیٰ کہ بمبئی تک آپ کی تقاریر ہوئیں۔ فیروز پور میں آپ کی شہرت یہاں تک پہنچی کہ گجرات تشریف لانے کے بعد بھی آپ کو فیروز پوری ہی کہا جاتا تھا۔

حج بیت اللہ ۱۹۴۵ء میں جب آپ حرمین شریفین کی زیارت کے لیے گئے تو سفر کے دوران آپ کی تقریر سے میاں فضل دین پگانوالے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کو گجرات آنے کی دعوت دی پھر گجرات میں تقریر کے بعد آپ کو گجرات ہی بُلا لیا۔

آپ دُوسرے علماء کے برعکس وعدے کو خوب نبھاتے تھے خواہ طوفانِ باد و باراں ہو یا شدید بخار کوئی چیز آپ کو ایفائے وعدہ سے روک نہیں سکتی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور یاد میں شب و روز محو رہے۔ آپ کو بارہا خواب میں اور بعض اوقات عالم بیداری میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا بلکہ ایک دفعہ تو دربار میں خواب میں نعت بھی سنائی۔

آپ نے تحریکِ پاکستان اور جہادِ کشمیر میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔

وفات ۳، ذیقعد ۱۳۷۹ھ / ۳۰، اپریل ۱۹۶۰ء کو آپ کا وصال ہوا۔ آخری کلمہ " اد رکنی یا رسُول اللہ !" زبان پر جاری ہوا۔ ایک لاکھ افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ گاہ خواجگانِ علی پور روڈ گجرات میں مرقدِ انور ہے۔

("تذکرہ اکابر اہل سنت)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
توکلیہ انبالہ شریف

حضرت خواجہ توکل شاہ مجددی انبالوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت والدِ گرامی کا اِسم معلوم نہ ہو سکا۔ نہ ذات کا حال معلوم ہے کہ آپ سید نہیں تھے کیونکہ ایک دفعہ آپ کے نام ایک چٹھی آئی۔ جس پر لکھا تھا "سید توکل شاہ" تو آپ نے فرمایا۔ لوگوں کو کہہ دیں کہ مجھے سید نہ لکھیں میں سید نہیں ہوں ؎

بندہ عشق شُدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابنِ فلاں نیست

ایک موقع پر فرمایا کہ ہمارا نام "توکل شاہ" نہیں ہے ہمیں یہ لقب اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔
صرف اِتنا معلوم ہو سکا کہ آپ موضع پکھوکے (جو ضلع گورداسپور میں رتڑ چھتڑ (مکان شریف) اور ڈیرہ بابا نانک کے درمیان ہے) غالباً ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ خورد سالی میں والدین کا سایۂ عاطفت اُٹھ گیا اور آپ کے نانا میاں الہ دین شاہ مست قدس سرہٗ (جو نوشاہی طریقہ کے صاحبِ نسبت درویش بزرگ تھے) آپ کی پرورش فرمائی۔ اور ابتدائی علوم بھی سکھائے۔

نسبتِ باطنی بچپن سے ہی بزرگوں کی صحبت کا شوق تھا۔ اس طرح سِن بلوغ سے پہلے ہی وطن کو خیرباد کہہ کر بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ اور اجمیر شریف پہنچ گئے وہاں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ سے اشارہ ہوا کہ پنجاب واپس جاؤ۔ وہیں آپ کا مرشد ہے۔ چنانچہ واپس انبالہ پہنچے پھر جہانگیلاں میں شمس العرفان خواجہ قادر بخش قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو گئے۔ ریاضات و مجاہدات کی وجہ سے جلد ہی خلافت و اجازت

سے سرفراز ہوئے۔ اور واپس انبالہ شریف آکر رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے لیکن غلبۂ سکر کی وجہ سے اکثر وضو اور نماز میں دقت پیش آتی۔ پھر مزارات کی حاضری کے لئے چل پڑے۔ دہلی میں خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مزارِ پر انوار سے فیض لیا پھر پانی پت میں حضرت بوعلی قلندر اور حضرت شمس الدین ترک قدس سرہما کے مزارات سے فیض حاصل کیا۔

انبالہ واپس آکر اشاعتِ طریقہ میں مصروف ہو گئے۔ پہلے پہل جو کوئی بیعت کے لئے عرض کرتا اس کو حاجی حافظ محمود قدس سرہٗ سے بیعت کرا دیتے پھر خلیفہ عالم شاہ کے اصرار پر بیعت شروع کی۔ تو طالبانِ حق اطراف و اکناف سے جوق در جوق آکر بیعت ہونے لگے۔ لاہور، دہلی، کرنال، پانی پت، اجمیر شریف، احمد آباد، بمبئی سے آکر لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

آپ کی صحبت میں عجیب اثر تھا۔ کئی غیر مسلم راہِ راست پر آ گئے۔

معمولات معمولات کے پابند اور اتباعِ سنت میں کمال کے درجہ پر فائز تھے۔ حقوق العباد کا بے حد خیال رکھتے۔ عام میلاد شریف کے علاوہ ۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی محفلِ میلاد منعقد فرماتے۔ درود شریف کثرت سے پڑھتے۔ سادات اور علمائے دین کی تعظیم فرماتے۔ مہاراجہ جموں نے ایک دفعہ پانصد بیگہ زمین اور اشرفیاں نذر کرنا چاہیں لیکن آپ نے انکار فرما دیا۔ توکل میں اسم بامسمٰی تھے۔ سخاوت آپ کی جبلی عادت تھی۔ عفو و درگذر آپ کا خاصہ تھا۔ تقویٰ و زہد۔ مکاشفات اور واقعات میں کامل تھے۔

وفات کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۴، ربیع الاول ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء چہار شنبہ کے دن انتقال فرما گئے اور انبالہ میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ ذکرِ خیر)

حضرت علامہ نور بخش مجددی توکلی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت حضرت مولانا علامہ نور بخش توکلی قدس سرہٗ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں چک قاضیاں ضلع لدھیانہ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی خواجہ قادر بخش مجددی جہانخیلی قدس سرہٗ کے ارادتمند تھے۔ اس طرح آپ کو بچپن سے ہی بزرگانِ دین اور اولیائے عظام کی ارادت و عقیدت کی دولت ورثے میں ملی۔

علوم ظاہری ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے سکولوں سے حاصل کر کے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم۔ اے عربی کی امتیازی ڈگری حاصل کی۔ پھر پروفیسر ہونے کے باوجود مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری کی خدمت میں حاضر ہو کر طلباء کے ساتھ چٹائی پر بیٹھ کر تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس لیتے رہے۔

نسبت باطنی جن دنوں آپ محمدن سکول انبالہ میں ہیڈ ماسٹر تھے اُن دنوں حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں بیعت ہوئے اور پھر بعد میں خلافت و اجازت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے سرفراز ہوئے۔

آپ حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے۔ اور اس سلسلہ میں متحدہ ہندو پاکستان یعنی انگریز دَور میں آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں " بارہ وفات " کی غلط العام اصطلاح کو " عید میلاد النبی " کا نام دینے کی جدوجہد کی اور بفضلِ ایزدی کامیاب و کامران ہوئے۔ جو بعد میں " جشن عید میلاد النبی " کے نام سے مسلمانوں کی مقدس تقریب تہوار بن گیا۔

آپ ایک عرصہ تک گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ نعمانیہ لاہور کے ناظم تعلیمات رہے۔

تصنیفات حضرت علامہ نے تصنیف و تالیف کا گرانقدر ذخیرہ چھوڑا ہے جن میں سے بعض علمی دُنیا میں دوامی کی شہرت کی حامل ہیں،

۱۔ سیرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم ۲۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ معجزات النبی ۴۔ عقائد اہل سنت

۵ شرح قصیدہ بردہ اردو۔ ۶۔ شرح قصیدہ بردہ عربی

۷۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ۸۔ تحفہ شیعہ

۹۔ رسالہ نور

اس کے علاوہ دیگر کتب بھی ہیں تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور میں آپ کی پچیس کتب کے نام درج ہیں۔

مقام علمی مقام رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ بلند پایہ صوفی اور ولی کامل تھے۔ کمالات ظاہری و باطنی کے باوجود سادہ مزاج تھے۔ علامہ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں، حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ اصغر علی روحی اور دیگر مشائخ آپ کی قابلیت و فضیلت کے معترف تھے۔

وفات قیام پاکستان کے بعد آپ لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور قرآن مجید کی تفسیر کے ۴۰۰ صفحات مکمل کر چکے تھے کہ ۱۳، جمادی الاول ۱۳۶۷ھ / ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو اپنے گھر کی سیڑھی سے پھسل کر واصل بحق ہوئے اور فیصل آباد جنرل بس سٹینڈ کے نزدیک حضرت نور شاہ ولی قدس سرہٗ کے مزار کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

سنہری تخت آپ کی تصنیف "سیرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم" مقبول خاص و عام ہوئی آپ کے ایک عزیز چوہدری محمد سلیمان ایڈووکیٹ فیصل آباد نے روایت نقل کی ہے کہ مفتی الحاج عبدالحمید لدھیانوی نے وفات کے بعد علامہ نور بخش توکلی قدس سرہٗ کو ایک باغ میں سنہری تخت پر بیٹھے دیکھا تو اس اعزاز کی وجہ دریافت کی تو مولانا توکلی نے جواب دیا۔

"میرے اللہ کو میری کتاب "سیرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم" پسند آگئی جس پر مجھے یہ انعام ملا ہے۔"

(سیرت رسول عربی۔ تذکرہ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
سیدا شریف

حضرت مولانا محبوب عالم مجددی گجراتی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم گرامی محبوب عالم ابن خواجہ رکن عالم قدس اللہ اسرارہما سیدا شریف (پھالیہ سے سات میل، ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ سن ولادت معلوم نہ ہو سکا۔ ہاشمی قریشی تھے اور نسب نامہ حضرت عباس علمبردار رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہٗ سے ملتا ہے۔

آپ کے والد گرامی خواجہ رکن عالم مجددی قدس سرہٗ اپنے وقت کے اہل اللہ تھے اور حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی نقشبندی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔

علوم ظاہری ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی پھر بھابڑہ ضلع سرگودھا میں مولانا سلطان محمود نقشبندی للّٰہی قدس سرہٗ سے تکمیل کی۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن قدس سرہٗ سے علوم منقول و معقول میں سند حاصل کی پھر مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ سے سندِ حدیث لی۔ اور تقریباً پچیس سال کی عمر میں واپس وطن پہنچے۔ نواب کلب علی خاں والیٔ رام پور نے نائب مفتی کا عہدہ سپرد کیا۔

نسبتِ باطنی انہی دنوں رام پور میں ایک مجذوب کی نظر کا شکار ہو گئے اور دل میں اہل اللہ کی محبت سرایت کر گئی چنانچہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو کر اسلامی ممالک کے سفر پر نکل گئے۔ سلطان ترکی کی طرف سے جہاد میں بھی شامل ہوئے۔

وہاں سے دہلی اور پھر کرنال پہنچے تو وہاں خواجہ توکل شاہ مجددی انبالوی قدس سرہٗ العزیز

کا شہرہ سُن کر انبالہ پہنچ کر بیعت میں منسلک ہوگئے۔ اور یہاں آپ کی زیرِ نگرانی مدرسہ توکلیہ جاری ہوا۔ تقریباً گیارہ سال شیخ طریقت کی خدمت میں رہے۔ خلعت خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

اپنے شیخ طریقت کے مزاج شناس، ادا شناس اور رمز شناس تھے۔ شیخ طریقت کے وصال کے بعد بغداد پہنچ کر غوث الاعظم قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضری دی اور پھر واپس آکر اپنے وطن سیدا شریف مقیم ہوگئے اور آخر عمر تک وہیں قیام فرمایا۔ اور اشاعت طریقہ میں ہمہ تن مشغول ہوگئے۔

تشنگان طریقت نے دُور دُور سے آکر فیض حاصل کیا۔

تصانیف

آپ کی گراں بہا تصانیف نے قبول عام حاصل کیا۔

۱. ذکرِ خیر ۲. خیر الخیر

۳. تنوالابصار ۴. اسرار جمیل الی رب الجلیل المعروف شب حسین عرش بریں

وفات

آپ کا وصال ۲۱، رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ مرقدِ انور سیدا شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔

صاحبزادہ صدیق احمد قدس سرہٗ

عالم باعمل اور آبائی نسبت کے ساتھ ساتھ شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ کی نسبت سے بھی مشرف ہیں۔ سید نور الحسن مجددی قدس سرہٗ کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کی صحبت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔

اپنے وقت کے باعمل مجددی شیخ تھے۔

(ذکرِ محبوب۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

قصور شریف

حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین صدیقی مجددی قصوری

المعروف دائم الحضوری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اسم مبارک مولانا غلام محی الدین اور والد گرامی حافظ غلام مصطفٰے، جد امجد، مخدوم حافظ غلام مرتضٰے قدس اللہ اسرارہم اپنے وقت میں "مخدوم پنجاب" کے لقب سے مشہور تھے۔ جن کے فیض سے عارف پنجاب حضرت بُلھے شاہ قدس سرہٗ اور ترجمان حقیقت حضرت سید وارث شاہ قدس سرہٗ نے اوجِ کمال تک رسائی کی۔

آپ کا نسب نامہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے مولانا غلام محی الدین کی ولادت ۱۲۰۲ھ قصور میں ہوئی۔ ابھی ایک سال کی عمر تھی کہ آپ کے والد گرامی اس دنیائے فانی سے رُخصت ہو گئے۔

علوم ظاہری کتب معقول و منقول اپنے عم بزرگوار شیخ محمد قدس سرہٗ سے پڑھیں اور چچا سے ہی قادری سلسلہ کے سلوک طے کئے۔

نسبتِ باطنی اپنے چچا کی وفات کے بعد آپ دہلی میں خاتم الاولیا۔ شاہ غلام علی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ مولانا کی حاضری سے تھوڑی دیر پہلے حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ نے مجلس میں فرمایا "آج ایک فاضِل اجل سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے والا ہے۔" آپ نے نے مولانا غلام محی الدین قصوری کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا،

"یاالٰہی! جو فیض مجھے حضرت غوث پاک قدس سرہٗ سے وراثتاً، عطاءً یا کسباً

پہنچا ہے وہ انھیں نصیب فرما!"

پھر اُن کا دایاں ہاتھ اٹھا کر فرمایا، "تمھارا ہاتھ غوث الاعظم قدس سرہٗ کے ہاتھ میں دے دیا" پھر اپنی ٹوپی اتار کر ان کے سر پر پہنائی۔ یہ ایک عظیم سعادت آپ کے حصّہ میں آئی۔ ۲۷، رمضان المبارک ۱۲۴۵ھ کو خرقۂ خلافت عطا ہوا اور پھر دہلی سے قصور تشریف لائے۔

مقام

اس چھوٹے سے شہر سے علم و عرفان کی ایسی بارش ہوئی۔ اور تصوف، طریقت اور معرفت کے ایسے چشمے پھوٹے کہ شاید و باید۔ آپ کی تربیت سے علماء و صوفیاء کے خانوادے پیدا ہوئے جن پر اہلِ سنت جس قدر بھی ناز کریں وہ کم ہے۔ ان میں مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام نبی للّٰہ شریف اور مولانا غلام مرتضٰے۔ بیربل شریف سرگودھا سرفہرست ہیں۔

یہ وہ دور تھا کہ جب سکھوں نے ہر طرف فتنہ و فساد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اور انھوں نے مسلمانوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا۔ لیکن مولانا غلام محی الدین قصوری قدس سرہٗ اس ابتری اور نامساعد حالات کے باوجود اس طوفان کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اس ظلمت کے دور میں نور کی شعاعیں بکھیرتے رہے۔

فارسی شاعری میں کمال حاصل تھا اور حضوری تخلص رکھتے تھے۔

وفات

مولانا غلام دستگیر قدس سرہٗ ہدیۃ الشیعین میں فرماتے ہیں کہ ۲۱، ذیقعد ۱۲۷۰ھ کو مولانا غلام نبی للّٰہی قدس سرہٗ کو درس مثنوی مولانا رومؒ دے رہے تھے گو ابھی کتاب باقی تھی فرمایا، مولوی صاحب! کتاب ختم ہو گئی۔"

اسی دوپہر ۲۱، ذیقعد ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے وصال فرما گئے مرقدِ پُر انوار قصور شریف میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرسول قصوری قدس سرہٗ العزیز کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

(تذکرہ علمائے پنجاب، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، تذکرہ اکابر اہلِ سنت۔ تذکرہ علمائے اہلِ سنت لاہور)

مخدومانِ قصور کی آخری کرن

حضرت مولانا خواجہ عبدالرسول مجددی قصوری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت خواجہ عبدالرسول ابن حضرت خواجہ غلام محی الدین صدیقی مجددی قصوری دائم الحضوری رحمہما اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت قصور شہر میں ۱۲۳۵ھ / ۱۸۲۰ء میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے ایک سال قبل آپ کے والد ماجد نے تحفہ رسولیہ میں آپ کی ولادت، نام، معمولاتِ زندگی حتیٰ کہ اشارۃً سن وفات بھی لکھ دیا تھا۔

علوم ظاہری و باطنی ابتدائی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر اپنے شہرہ آفاق عالم اور جلیل المرتبت کامل و مکمل والد گرامی مولانا خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری قدس سرہٗ سے تمام مروجہ علوم و فنون کی تحصیل کے ساتھ ساتھ سلوک مجددیہ کی منزلیں طے کرنے لگے۔ حتیٰ کہ سند فراغت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے۔ اور والد ماجد نے علوم دینیہ کی تدریس اور مریدین کی تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔

مقام صاحب حدیقۃ الاولیاء مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ نے لکھا ہے: "آپ عالم اعلم، فاضل افضل، کامل اکمل، جامع شرافت و نجابت، ہادی شریعت و طریقت اور واقف حقیقت و معرفت تھے اُن کی زیارت سے خدا یاد آ جاتا تھا دورانِ وعظ آنکھیں اشکبار ہوتیں۔"

غیر مقلدین کا رد فرماتے۔ ایک دفعہ کسی نے بتایا کہ غیر مقلدین آپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، الحمدللہ! ان کا گالیاں دینا اس بات کی علامت ہے مجھے اپنے بندوں میں شامل کر لیا ہے کیونکہ ان لوگوں کی زبانیں اکثر اہل اللہ کے خلاف ہی وا ہوتی ہیں۔

وفات ۲۱، محرم ۱۲۹۴ھ / ۵، فروری ۱۸۷۷ء کو وصال ہوا۔ وفات سے تین دن قبل خلفاء کو اپنے دست مبارک سے لکھا کہ اس فقیر کی زندگی کا معاملہ آخر کو پہنچ چکا ہے۔ وصال سے پہلے سب کو الوداع کیا۔ کفن تیار کرایا۔

آخری وقت کلمہ شہادت پڑھا مراقبہ فرمایا اور اسی حالت میں جان جانِ آفریں کے سپرد

کردی۔ مولانا غلام دستگیر قصوری قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور قصور میں مدفون ہوئے۔
آپ کی اولاد نرینہ نہ تھی۔
(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ تذکرہ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور)

اہلِ سُنّت وجماعت کی برہنہ شمشیر

حضرت مولانا غلام دستگیر قریشی صدیقی مجددی قصوری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت

مولانا محمد ابو عبدالرحمٰن غلام دستگیر قریشی ہاشمی ابن مولانا حسین بخش صدیقی قدس سرہٗ لاہور کے محلہ بیبیاں اندرون موچی دروازہ میں پیدا ہوئے۔
سن ولادت معلوم نہ ہو سکا۔

علومِ ظاہری و باطنی

آپ نے حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری قدس سرہٗ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو کر علوم و معارف کے دریا اپنے دامن مراد میں سمیٹ لیئے۔ آپ کو حضرت خواجہ غلام محی الدین قدس سرہٗ کا شاگرد، خواہرزادہ، داماد، مرید با صفا اور خلیفہ اجل ہونے کا شرف حاصل ہے۔
آپ نے شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ سے علم حدیث اور تفسیر میں سند حاصل کی۔

حج بیت اللہ شریف

۱۸۹۰ء میں آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

مسلکِ حق اہلِ سُنّت وجماعت

آپ تلاوت قرآن مجید کے عاشق تھے اور قرأت خوش الحانی سے کرتے تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے مسلک حق اہل سنت کے اعتقادی نکھار کے لیئے ایسی جوانمردی اور پامردی سے کام کیا کہ تمام ہندوستان کے علماء و زعماء نے آپ کا لوہا مان لیا۔ حالانکہ اس زمانہ میں مولانا غلام محمد بگوی خلیفہ حمید الدین۔ مولانا نور احمد۔ مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور مولانا

عبداللہ ٹونکی قدس اللہ اسرارہم لاہور کی علمی دُنیا کے آفتاب و مہتاب تھے۔ لیکن ان کی علمی مجلسیں مولوی قصوری کے دم قدم سے بارونق تھیں۔

برصغیر پاک و ہند میں کوئی مناظر آپ کا ہمسر نہ تھا۔ تاریخی مناظرہ بہاولپور ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں براہینِ قاطعہ (مؤلفہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی) کی گستاخانہ عبارت پر ہوا۔ جس پر شیخ المشائخ خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ (پیرومرشد نواب محمد صادق عباسی، والیِ بہاولپور) نے لکھ دیا کہ دیوبندی علما کے عقائد وہابی علماء سے ملتے ہیں۔ تو نواب بہاولپور نے مولانا خلیل احمد کو ریاست سے نکل جانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس مناظرہ کی روئیداد "تقدیس الوکیل" کے نام سے چھپی جس کے آخر میں علماء کی تصدیقات ثبت ہیں۔ ان تصدیقات میں مولانا عبدالحق مہاجر مکی اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس اللہ اسرارھما نے بھی تائید فرمائی۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں ہزارہا افراد آپ کی وساطت سے داخل ہوئے۔ آپ کے تلامذہ اور خلفاء میں مولانا نبی بخش حلوائی قدس سرہٗ جیسی نابغۂ روزگار ہستیاں ہوئی ہیں۔

تصنیفات

مذاہب باطلہ و فاسدہ کی تردید میں محققانہ تصانیف آپ کی باقیات میں سے ہیں۔ مولف "اکابر اہلِ سنت" نے چودہ ۱۴ تصنیفات اور تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور نے آپ کی سترہ ۱۷ کتابوں کے نام معہ سن طباعت درج کئے ہیں جن میں مخرج عقائد نوری۔ رجم الشیاطین، تحقیق دستگیریہ۔ فتح الرحمانی بہ دفع کیدِ قادیانی۔ ہدیۃ الشیعین۔ تقدیس الوکیل اور تحفہ دستگیریہ بھی ہیں۔

وفات

اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی گہماگہمی میں اہل سنت وجماعت کا یہ جری مجاہد، علم و فضل کا دریا ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہوگیا مزار قصور شریف میں ہے۔

صاحبزادگان

آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا غلام ابوبکر نہایت عابد و زاہد شب زندہ دار بزرگ تھے۔ بہاولپور ڈویژن میں ہی رہے اور وہیں وصال فرمایا۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
خواجہ غلام مُرتضیٰ عثمان گنج لاہور

حضرت خواجہ غلام مُرتضیٰ مجددی قدس سرہٗ

المعروف پیر قلعہ والے

تعارف و ولادت

آپ کی ولادت ۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء میں موضع بھینی ضلع شیخوپورہ میں ہوئی پھر قلعہ لال سنگھ نزد شرقپور شریف (شیخوپورہ) میں سکونت اختیار کر لی۔

علومِ ظاہری و باطنی

آپ نے علومِ ظاہری ریاست بہاول پور میں حاصل کئے۔ عربی، فارسی، تفسیر، حدیث، فقہ، صرف نحو میں مکمل مہارت حاصل کی۔ اور وطن واپس آ کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں میاں بدرالدین قدس سرہٗ چوہنگ (قلعہ لال سنگھ سے پانچ میل) سے بیعت ہو کر مجاز بیعت ہوئے۔ میاں بدرالدین قدس سرہٗ خواجہ عبدالرسول قصوری قدس سرہٗ کے اجل خلفا میں سے تھے۔ کئی برس مسلسل آپ بلاناغہ روزانہ نماز فجر اپنے پیر و مرشد کی اقتدا میں چوہنگ جا کر ادا کرتے۔ سردی گرمی کے مصائب کی آپ کو قطعاً پرواہ نہ تھی۔

عبادتِ الٰہی میں تمام رات مصروف رہتے ہمیشہ رزقِ حلال کی کوشش میں رہتے۔ تقریباً تین مربعہ زمین جو آپ کی ملکیت تھی آپ نے دربار شریف کے نام وقف کر دی۔

لاہور

۱۸۵۵ء میں آپ لاہور تشریف لے آئے۔ آپ کے ارادت مند مستری احمد بخش نے چار کنال تیرہ مرلہ زمین خرید کر دی۔ یہیں آپ کھیتی باڑی میں مصروف ہو گئے اور دو حجرے بنوا کر تبلیغ و اشاعتِ سلسلہ نقشبندیہ میں مشغول ہو گئے۔ اس جگہ کا نام بستی بیلا رام تھا۔ اب عثمان گنج کہلاتا ہے شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ سے اکثر ملاقاتیں رہتی تھیں۔

وفات ۲۱. فروری ۱۹۰۳ء / ۱۳۲۱ھ کو نوّے برس کی عمر میں وصال فرمایا مرقد انور برلب ریلوے لائن بیرون شیرانوالہ دروازہ محلہ عثمان گنج میں ہے۔ پیر قلعہ والے مشہور ہیں۔
آپ کے صاحبزادے پیر نور محمد قدس سرہٗ تھے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ۔ مدینۃ الاولیاء)

حضرت پیر نور محمد نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ خواجہ غلام مرتضٰے قدس سرہٗ کے اکلوتے فرزند تھے ولادت ۴. دسمبر ۱۸۹۶ء / ۱۳۱۴ھ جمعۃ المبارک کو لاہور میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی درسِ نظامی مفتی اعظم مولانا یار محمد خطیب سنہری مسجد لاہور سے مکمل کیا۔ تفسیر، حدیث، صرف و نحو، منطق، فلسفہ، علم مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اپنے والد گرامی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت و مجاز بیعت تھے۔

عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رگ رگ میں رچا ہوا تھا۔ اس لیے اپنے مریدین میں "فنا فی الرسول" کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے حلقہ میں داخل ہونے کے لیے نماز تہجد اور شب بیداری لازمی ہوتی تھی۔ ۱۹۲۰ء میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ اور زائرین کے لیے حجرے، دیوان خانے، چوبارے بنوائے۔

تصانیف تصوف پر متعدد کتابیں لکھیں جن میں حجت ربانی"۔ توثیق الحاجات شرح درود مستغاث۔ حج فقیر بر آستانہ پیر۔ وغیرہ مشہور ہیں۔

آپ کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔

وفات ۱۳۷۷ھ / ۲۱. مئی ۱۹۵۸ء کو وصال ہوا۔ محلہ عثمان گنج میں والد گرامی کے مزار کے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ اب مرقد انور اوقاف کی تحویل میں ہے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ۔ مدینۃ الاولیاء)

حضرت مہر محمد صوبہ نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف ابتدائی حالات معلوم نہ ہو سکے۔ دہلی دروازہ کے اندر سکونت رکھتے تھے اور پیر قلعہ والے حضرت خواجہ غلام مرتضےٰ نقشبندی لاہوری قدس سرہٗ محلہ عثمان گنج کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر مجاز ہوئے۔

آپ ایک باکمال شخصیت تھے سلسلہ نقشبندیہ میں عجب مقام حاصل تھا۔ درویشِ کامل تھے اور عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمہ وقت مستغرق رہتے۔

شریفِ مکہ کے زمانہ میں حج بیت اللہ کیا۔ حج کے بعد جوشِ جنوں میں رات کے اندھیرے میں دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو چل پڑے۔ تو راستہ میں بدوؤں نے آلیا۔ آپ نے گنبدِ خضریٰ کی جانب رخ کر کے دعا فرمائی، "الٰہی! ان ڈاکوؤں کے شر سے بچا!" ڈاکو آپ کی نورانی صورت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی حفاظت میں دیارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا کر آئے۔

وفات ۸۔ فروری ۱۹۴۵ء / ۱۳۶۴ھ کو وصال ہوا۔ کوٹ خواجہ سعید میں امانتاً دفن کیا گیا پھر ساڑھے پانچ سال بعد قبرستان میانی میں مزار اقدس بنا کر آپ کو وہاں دفن کیا گیا۔

حضرت مولانا غلام اللہ قصوری نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا غلام اللہ ابن مولوی غلام رسول ابن حافظ داؤد ابن حافظ غلام مرتضےٰ قریشی صدیقی قصوری قدس اللہ اسرارہما کی ولادت ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء قصور میں ہوئی۔ آپ کے جدامجد حافظ غلام مرتضےٰ قدس سرہٗ وہی "مخدوم پنجاب" ہیں جن کی نگاہ تربیت سے وارث شاہ اور بلھے شاہ قدس اللہ اسرارہم آسمانِ شہرت تک پہنچے۔ حافظ

غلام مرتضٰے قدس سرہٗ مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری قدس سرہٗ کے جدامجد تھے۔

علومِ ظاہری آپ کے والد ماجد غلام رسول قصوری ثم امرتسری قدس سرہٗ نے ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۸ء میں وصال فرمایا تو آپ کو اپنے بھائی مولانا غلام العلی کے سپرد کر گئے۔ چنانچہ مولانا غلام العلی نے آپ کو امرتسر میں عمدہ طریق سے تربیت دلائی اور علوم ظاہری میں کمال کے مقام تک پہنچایا۔ اگرچہ آپ کے چچا مولانا غلام العلی مشہور غیر مقلد مسلک اہل حدیث پر کاربند تھے لیکن آپ نے ان سے مطلقاً کوئی اثر نہ لیا اور اپنے بزرگوں کے مسلک پر سختی کے ساتھ کاربند رہے اور تعلیم حاصل کر کے مہاراجہ فریدکوٹ کے شیرمال مقرر ہوئے لیکن جلد ہی واپس آ گئے۔ اور لاہور میں مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور خلیفہ حمید الدین قدس سرہما سے تحصیل علوم کے بعد دستارِ فضیلت حاصل کی۔

انجمن حمایتِ اسلام جب خلیفہ حمید الدین نے انجمن حمایت اسلام مدرسہ جاری کیا تو آپ کو نائب مدرس مقرر فرمایا اور بانیانِ مدرسہ میں شمار ہوتے۔

مدرسہ حمیدیہ اور مدرسہ رحیمیہ پھر جب خلیفہ حمید الدین کے نام پر مدرسہ حمیدیہ قائم ہوا تو اس میں آپ نائب مدرس مقرر ہوئے اور پھر مدرسہ رحیمیہ واقع مسجد نیلا گنبد لاہور میں صدر مدرس ہو گئے۔

علومِ باطنی اسی دوران آپ نے لاہور کے مشہور نقشبندی بزرگ مہر محمد صوبہ قدس سرہٗ العزیز خلیفہ خواجہ غلام مرتضٰے قلعہ والے قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر مجازِ طریقت ہوئے آپ نے امیرِ ملت سید جماعت علی محدث علی پوری قدس سرہٗ سے بھی فیض پایا۔

امرتسر میں آپ لاہور میں تھے کہ امرتسر سے انجمن اسلامیہ امرتسر کے خان محمد شاہ رئیس اعظم نے بلا کر آپ کو اپنے جاری کردہ اسلامیہ ہائی سکول میں صدر مدرس مقرر کر دیا۔ اس سے قبل ہی آپ پاک و ہند کے علماء کی صفِ اوّل میں شمار ہونے لگے تھے۔ امرتسر میں آپ ان جید علماء کے ہراول دستہ میں شامل تھے۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کے خلاف ڈٹ گئے تھے۔ امرتسر سے فیروز پور ہائی سکول میں اوّل مدرس کے طور پر تشریف لے آئے۔

چیفس کالج آپ بذریعہ انتخاب چیف کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر تقریباً سترہ سال رہے اس کے بعد آپ کے لڑکے حاجی محمد حسین پروفیسر مقرر ہوئے۔

تصانیف آپ کثیر التصانیف تھے۔ جن میں تائید اسلام اور غزوات النبی مشہور ہیں۔

وفات ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء لاہور میں اپنے بیٹے حاجی محمد حسین (ف ۱۳۷۲ھ) کے پاس وصال ہوا اور قصور میں خاندانی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور۔ تذکرہ علمائے پنجاب)

حضرت مولانا عبدالعزیز نقشبندی مرتی قدس سرہٗ تعالیٰ

تعارف و ولادت مولانا عبدالعزیز ابن میاں گوہر علی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء میں حسین خان والا چک ۸ ضلع لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی صوفی میاں گوہر علی، خواجہ نور محمد نقشبندی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔

علوم ظاہری و باطنی درس نظامی کی کتب مختلف مدارس میں پڑھیں۔ دورۂ حدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے کیا۔ اور پھر لاہور میں خواجہ نور محمد نقشبندی ابن خواجہ غلام مرتضٰے قلعہ والے قدس اللہ اسرارہما سے بیعت ہو کر مجاز بیعت ہوئے۔

آپ نے مسند درس اپنے آبائی گاؤں میں بچھائی۔ مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ کوٹ غلام محمد خاں قصور میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔

وفات ۵ ربیع الآخر ۱۳۹۵ھ / ۱۸ اپریل ۱۹۷۵ء قصور میں فوت ہوئے۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ علمائے پنجاب)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

اِچھرہ شریف

حضرت مولانا حافظ فتح محمد اِچھروی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا حافظ ابو المشتاق فتح محمد ابن میاں امام دین اچھرہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ سنِ ولادت معلوم نہ ہو سکا۔

علوم ظاہری بچپن میں آپ پر چیچک کا شدید حملہ ہوا جس سے آپ کی ظاہری بینائی زائل ہوگئی۔ لیکن بارگاہِ ایزدی سے آپ کو ایسا نور بصیرت و معرفت اور علمِ لدنی عطا کیا گیا کہ مشائخ کبار نے آپ سے استفادہ کیا۔

عربی، فارسی، طب، تصوف بلکہ تمام مروجہ معقول و منقول میں کامل دسترس رکھتے تھے اور ہر قسم کے طالب علم کو شرح و بسط سے درس دیا کرتے تھے۔

نسبتِ باطنی حافظ نور عالم خلیفہ حضرت توکل شاہ انبالوی قدس سرہٗ سے بیعت کی لیکن بعد میں خواجہ عبدالرسول قصوری ابن خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور انہی سے خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے۔

مقام آپ نے جامع مسجد اچھرہ میں جامعہ فتحیہ (دینی مدرسہ) قائم کیا۔ آپ کی تصنیف صلوٰۃ الرحمٰن بمتابعت حبیب الرحمٰن بھی شائع ہوئی۔ مولانا حافظ فتح محمد قدس سرہٗ تقویٰ اور پرہیزگاری میں بے مثال تھے۔ اپنے گھر میں بوئی ہوئی سبزی سے آپ کا کھانا تیار ہوتا تھا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی تقدس مآب خاتون تھیں۔ اگر کسی خادم کا پکا ہوا کھانا تناول فرما لیتے تو فوراً قے ہو جاتی۔

مشائخ عظام سے گہری عقیدت تھی۔ شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ اور خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ سیدا شریف اکثر خود آکر ملاقات کرتے۔

ایک مرتبہ آپ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ ایک درویش نے حالت مراقبہ میں حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز سے کرایہ کی درخواست کی۔ ارشاد ہوا حافظ فتح محمد سے لے لو اور شکل بھی دکھا دی لیکن وہ درویش سوال نہ کر سکے۔ اُدھر دربار مجددی سے حافظ صاحب کو ارشاد ہوا کہ فلاں شخص کو کرایہ دے دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خادم جمال الدین کو فرمایا۔ یہ مسافر جو احاطہ درگاہ سے باہر جا رہا ہے اسے اتنا کرایہ دے دو۔

فتنہ انکار حدیث کے رد میں بھی سعیٔ بلیغ فرمائی۔

وفات ۲۹، شوال المکرم ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء کو آپ کا وصال ہوا۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت۔ مدینۃ الاولیاء)

حضرت حاجی میاں محمد حسین نقشبندی لاہوری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ کی ولادت باسعادت موضع جھگیاں ناگرہ مضافات لاہور میں ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد میاں کرم الٰہی قدس سرہٗ سے حاصل کی۔

علوم ظاہری و باطنی آپ پیر عبد الغفار شاہ نقشبندی قدس سرہٗ کے مدرسہ تکیہ سادھوداں میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مولانا نبی بخش حلوائی قدس سرہٗ آپ کے ہم سبق تھے۔ بعد ازاں مولانا حافظ فتح محمد اچھروی قدس سرہٗ کے مدرسہ جامعہ فتحیہ اچھرہ سے تحصیل علوم کر کے تکمیل کی۔ اور مولانا حافظ فتح محمد اچھروی نقشبندی قدس سرہٗ سے ہی بیعت ہو تکمیل سلوک مجددیہ کی۔ دیگر حضرات نقشبندیہ مجددیہ، امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، شیر ربانی، میاں شیر محمد شرقپوری، پیر فیض محمد عرف پیر قندھاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر حضرات کی خدمت میں بھی حاضر رہتے رہے۔

۱۹۴۷ء میں حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے۔ ایک دفعہ خواجہ خواجگان خواجہ نور محمد المعروف باواجی قدس سرہٗ چورہ شریف کے مزار اقدس پر دو ہفتہ معتکف رہے۔ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ کے مرقد انور پر اکثر و بیشتر حاضر ہوتے تھے۔

فن خوش نویسی میں مولوی نوردین (ف ۱۹۳۶ء) کے شاگرد رہے۔

آپ کی وفات ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء میں لاہور میں ہوئی۔

(مدینۃ الاولیاء)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
چکوڑی شریف

حضرت مولانا نور الدّین فاروقی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا حافظ نور الدین ابن مولانا حافظ غلام رسول قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء موضع ٹھیکریاں مونیاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب امام العادلین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

علوم ظاہری گیارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور علوم معقول و منقول اپنے والد ماجد سے حاصل کئے اور تقریبًا اٹھارہ برس کی عمر میں مروجہ علوم کی تکمیل کر لی۔

نسبت باطنی آپ نے حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی جب تیسری مرتبہ حاضر ہوئے تو خلعت خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ شیخ طریقت سے اجازت لے کر آپ موضع چکوڑی شریف بھیلو دال (مضافات لالہ موسیٰ) میں قیام فرمایا اور رشد و ہدایت اور ترویج و اشاعت طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مصروف

ہوئے۔ یہاں آپ نے ایک دینی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ اور علوم دینیہ کا درس جاری فرمایا۔ آپ کی مساعیِ جمیلہ سے اس مدرسہ نے خاطر خواہ ترقی کی اور بے شمار طلباء نے اکتسابِ فیض کیا۔

وفات ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء میں آپ کا وصال ہوا۔ اور قبرستان چکوڑی شریف میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ اکابر اہلِ سنت)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

بیربل شریف

حضرت خواجہ مولانا غلام مرتضیٰ مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا غلام مرتضیٰ ابن مولانا محمد اسلم کی ولادت باسعادت ۱۲۵۱ھ/ ۱۸۳۵ء بیربل شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی۔

آپ کا خانوادہ کئی پشتوں سے علم و عرفان کی دولت سے مالا مال چلا آرہا تھا۔

علوم ظاہری قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ابتدائی کتب پڑھ چکے تھے کہ تیرہ سال کی عمر میں والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والد کے وصال کے بعد علم دین حاصل کرنے کا شوق آپ کو مولانا خواجہ غلام نبی للّٰہی قدس سرہٗ کی خدمت میں، للّٰہ شریف ضلع جہلم لے آیا۔ یہاں آپ نے دلجمعی سے کتبِ متداولہ کی تحصیل و تکمیل کرکے اٹھارہ سال کی عمر میں دستار فضیلت حاصل کرلی۔

نسبت باطنی طالب علمی کے دوران ہی آپ نے حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین مجددی قصوری دائم الحضوری قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوکر سلوکِ مجددیہ بکمال طے کیا اور خلعتِ خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ لیکن حضرت غلام نبی للّٰہی قدس سرہٗ

کی حیات میں کسی کو مرید نہیں بنایا، ان کے وصال کے بعد بیعت کا دروازہ کھول دیا۔

وطن واپس آکر اپنے آباؤ اجداد کی مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔ کثرتِ طلباء سے نہ گھبراتے علمی نوادرات کا بے حد شوق تھا جہاں کہیں نایاب کتاب ملتی اُسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے باوجود جلالتِ علمی اور علوِ مرتبت کے تواضع اور انکساری میں بے مثال تھے۔ غیر شرعی رسوم کے انسداد کے لئے بھرپور جہاد کیا۔ وہابی، نیچری اور رافضی کی صحبت میں بیٹھنے سے روکتے۔ سخاوت میں حاتم طائی تھے۔ نمازِ فجر کے بعد ختم امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پڑھتے پھر مراقبہ فرماتے اور حاضرین کو توجہات اور فیضِ باطنی سے مستفیض فرماتے۔

تصانیف متعدد بلند پایہ تصانیف آپ کی یادگار ہیں، مصباح الدجیٰ، تحفۃ العارفین و ہدیۃ السالکین اور رسائل در فضائلِ رمضان و عیدین وغیرہ

وفات آپ کا وصالِ پُر ملال ۱۵، رجب ۱۳۲۱ھ / ۸، اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ہوا۔ اور مرقدِ انور بیربل شریف میں ہے۔

صاحبزادگان آپ کے صاحبزادے خواجہ احمد سعید نہایت عالم، فاضل اور صاحبِ نسبت ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے یعنی مولانا غلام مرتضٰے قدس سرہٗ کے پوتے مولانا محمد عمر قدس سرہٗ سجادہ نشین ہوئے۔

(تذکرہ اکابر اہلِ سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

مولانا محمد عمر فاروقی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت صاحبزادہ محمد عمر ابن خواجہ احمد سعید ابن خواجہ غلام مرتضٰے قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء بیربل شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی حفظِ قرآن کے بعد ابتدائی تعلیم اپنے داداجان سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ نعمانیہ لاہور میں مولانا محمد آسی امرتسری (خلیفہ شاہ ابوالخیر فاروقی

مجددی دہلوی قدس سرہٗ) مفتی محمد عبداللہ ٹونکی اور مفتی کفایت اللہ دہلوی سے استفادہ کیا۔ اورینٹل کالج لاہور سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

نسبتِ باطنی اوّل اپنے جدامجد مولانا غلام مرتضیٰ قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ اور حصولِ تعلیم کے بعد شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد قدس سرہٗ شرقپوری کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ سات سال تک اسلامیہ کالج پشاور میں پروفیسر رہے۔ والدِ گرامی کے وصال کے بعد ملازمت ترک کر کے بیربل شریف میں سجادگی کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور ترویج طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے لیے کوشاں رہے۔

تصانیف آپ نے لاہور سے ماہنامہ "سلسبیل" جاری فرمایا۔ چند تصانیف انقلاب[۱] حقیقت طریقت[۲] کی حقیقت، قرآنی نظریہ[۳] حیات، سلوک و[۴] مقصد سلوک، صراطِ[۵] مستقیم اور زنبیل[۶] عمر ہیں۔

وفات آپ کی وفاتِ حسرت آیات ۹ جمادی الاولی ۱۳۸۶ھ/ ۲۶ اگست ۱۹۶۶ء کو ہوئی اور بیربل شریف میں مدفون ہوئے۔

آجکل آپ کے صاحبزادے حضرت خالد سیف اللہ مدظلہٗ سجادہ نشین ہیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، تذکرہ علمائے پنجاب)

حضرت مولانا محمد یار خلیق فاروقی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ فاروقی النسل تھے۔ ولادت باسعادت بمقام جوڑہ کلاں ضلع سرگودھا میں ۱۸۲۵ء میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی علوم عربیہ و فارسیہ کی تکمیل مدرسہ بیربل شریف ضلع سرگودھا سے کی اور مولانا غلام مرتضیٰ مجددی قدس سرہٗ بیربل شریف سے بیعت ہو کر مجازِ طریقہ ہوئے۔

تعلیم مکمل کر کے لاہور آ گئے اور اہل سنت و جماعت کی مشہور درسگاہ جامعہ نعمانیہ میں بطور مدرس کام کرنے لگے اور دارالعلوم کے دارالاستفتاء کے ناظم بھی رہے۔ اسی فتویٰ نویسی کی وجہ سے آپ کو بقائے دوام ملی۔

جن دنوں مولانا غلام محمد بگوی مجددی قدس سرہٗ بادشاہی مسجد میں خطیب اعلیٰ تھے۔ آپ یہاں بطور نائب خطیب مقرر ہوئے۔ لیکن تھوڑے عرصہ بعد سنہری مسجد میں خطیب مقرر ہو گئے۔ جہاں آپ نے اڑتالیس (۴۸) سال خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ "فتنہ اہل قرآن" یعنی منکرین حدیث کے اولین مخالفین میں سے تھے۔

عربی، فارسی اور اردو میں اشعار کہتے تھے خلیق تخلص تھا۔

تصنیفات آپ کی تصنیفات میں سراج الشہادتین۔ نافع الصلوٰۃ اور مجموعہ خطبات خلیق، مشہور ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی جس کے کچھ حصے شائع ہوئے۔

وفات آپ کی وفات ۱۱۲ سال کی عمر میں ۲۴ جون ۱۹۳۷ء/ ۱۳۵۶ھ کو ہوئی۔ اچھرہ موڑ لاہور کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ علمائے پنجاب، مدینۃ الاولیاء۔ تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

للہ شریف

حضرت خواجہ مولانا غلام نبی نقشبندی مجددی للّٰہی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا غلام نبی ابن مولانا قاضی غلام حسین قدس سرہما کی ولادت باسعادت للہ شریف ضلع جہلم ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء میں ہوئی۔

صرف نحو، شرح وقایہ وغیرہ اپنے والد گرامی اور بعض دیگر علماء سے پڑھیں۔

علوم ظاہری پھر پشاور میں مفتی محمد احسن[1] المعروف حافظ دراز سے علوم منقول و معقول سے فارغ التحصیل ہوئے اور واپس آکر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

نسبت باطنی یکایک شوقِ الٰہی دل پر غالب آیا اور تلاش مرشد میں گھر سے نکل پڑے۔ شاہ پور میں حضرت مولانا غلام محی الدین نقشبندی مجددی قصوری دائم الحضوری قدس سرہٗ سے ملاقات ہو گئی اور بیعت ہو کر ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں سلوکِ مجددیہ بکمال طے کیا۔

واقعہ میں خاتم الاولیاء شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ نے خواجہ غلام محی الدین قدس سرہٗ کو فرمایا کہ مولانا غلام نبی کو کلاہ دے دو۔ اس طرح ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں خلافت و اجازتِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق ہوا تو چھ ماہ کے مختصر عرصہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ قرآن مجید نہایت تجوید و ترتیل سے پڑھتے تھے کچھ عرصہ اپنے وطن میں قیام کے بعد پھر شیخ طریقت کی خدمت حاضر ہوئے۔ انہی دنوں حضرت خواجہ کا انتقال ہو گیا۔

للہ شریف آپ واپس وطن للہ شریف مراجعت فرما کر رشد و ہدایت اور اشاعت طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مصروف ہو گئے طالب علموں کا ہر وقت ہجوم رہتا۔

اپنے معمولات میں مستقیم الاحوال تھے۔ بعد نمازِ عصر ختم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور بعد نماز مغرب ختم کلاں خواجگان نقشبند معمول تھا۔

وہابیوں اور رافضیوں کی نہایت مذمت فرماتے۔ کئی مرتبہ وہابیوں نے آپ پر مقدمات دائر کیے لیکن ہر دفعہ آپ کی فتح ہوئی۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ حد درجہ منکسر المزاج اور روشن ضمیر تھے۔ آپ کا وصال ۲۱، ربیع الاول ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء کو ہوا للہ شریف میں مرقد انور مرجع خاص و عام ہے۔

---

[1] مفتی محمد احسن پشاوری المعروف حافظ دراز قدس سرہٗ (ف ۱۲۶۳ھ) فقہ، تفسیر، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یگانہ روزگار اور جامع علوم عقلیہ اور نقلیہ تھے۔ اکثر علوم اپنی والدہ ماجدہ جو کہ عالمہ و فاضلہ تھیں سے حاصل کیے۔ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ (حدائق حنفیہ)

قدسیہ ۱. بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے۔
۲. نامحرم کی طرف نظر سے احتیاط کرنی چاہیئے۔
۳. بُری صحبت سے استعدادِ باطنی خراب ہو جاتی ہے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ تذکرہ اکابر اہل سنت)

حضرت مولانا حافظ دوست محمد مجددی للّہی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت مولانا حافظ دوست محمد ابن حضرت مولانا غلام نبی مجددی للّہی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت للّہ شریف میں ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء میں ہوئی۔

ابھی شیر خوار ہی تھے کہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری قدس سرہٗ نے ایک خط میں ارشاد فرمایا، "مولوی حافظ دوست محمد کو دُعا"۔
بفضلہٖ تعالےٰ آپ حافظ بھی ہوئے اور مولوی بھی ہوئے۔

علوم ظاہری و باطنی اپنی تمام تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے کسب سلوک کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور تین سال کے قلیل عرصہ میں تمام و کمال سلوک مجددیہ طے کیا۔ واقعہ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے فرمان کے مطابق سرہند شریف جاکر دستارِ خلافت عطا فرمائی۔

رُشد و ہدایت والدِ گرامی کے وصال کے بعد مسندِ ارشاد پر فائز ہوئے۔ اور طالبانِ حق کی رہنمائی فرماتے رہے۔ آپ کے تصرفات اور ہمت نہایت قوی تھی اور نہایت ہی عجیب و غریب واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

مسکینوں اور غریبوں سے محبت فرماتے۔ آپ کی ادنیٰ توجہ و التفات سے لوگوں کی مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا لڑکا کہیں چلا گیا ہے دعا فرمایئے آپ نے دعا فرمائی تو لڑکا اُسی دن واپس آ گیا۔

وفات افسوس! کہ زیادہ عمر نہ پائی۔ ۱۸، ذوالحجہ ۱۳۱۸ھ / ۸، اپریل ۱۹۰۱ء کو وصال فرمایا مرقدِ انور للہ شریف میں ہے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت)

حضرت مولانا عبدالرسول مجددی للّہی قدس سرہٗ

تعارف مولانا عبدالرسول للّہی ابن حافظ دوست محمد ابن مولانا غلام نبی للّہی قدس اللہ اسرارہما غالباً ۱۳۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔

بچپن میں اکثر حلقہ کے وقت اپنے دادا جان مولانا غلام نبی للّہی قدس سرہٗ کے پاس آجایا کرتے تھے اور وہ آپ کو گود میں بٹھا کر توجہ دیا کرتے تھے۔

نسبتِ باطنی آپ کے والد حافظ دوست محمد للّہی نے آپ کو سرہند شریف لے جاکر بیعت کیا اور وہیں دستار بندھوائی۔ اپنے والد کے بعد مسندِ رشد و ہدایت پر فائز ہوئے طالبانِ حق کی خدمت نہایت مروّت اور سیر چشمی سے کرتے۔ حلقہ مراقبہ اور توجہ سے نوازتے۔

عین عالمِ شباب میں بعمر ۲۹، سال ۷، رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء کو وصال ہوا۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت خواجہ محمد مقبول الرسول مجددی للّہی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت خواجہ محمد مقبول الرسول ابن عبدالرسول ابن دوست محمد ابن خواجہ غلام نبی للّہی قدس اللہ تعالےٰ اسرارہما کی ولادت باسعادت للہ شریف میں ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی

آپ کے والد ماجد نے آپ کو حضرت مولانا غلام حسن (خلیفہ اعظم خواجہ غلام نبی للّٰہی قدس سرہٗ) کے سپرد کیا۔ اور آپ نے ظاہری و باطنی علوم و فیوضات سے نوازا۔ برسوں کا کام مہینوں میں سرانجام دیا۔

آپ خلیق، ملنسار اور سادگی پسند تھے۔ اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد مسند آرائے رشد و ہدایت ہوئے۔ اور سالکانِ راہ ہدایت کی تربیت فرمائی۔ اردو، فارسی پر کامل عبور تھا۔

تحریک پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لیا اور مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے زبانی اور خطوط کے ذریعے ترغیب دیتے رہے۔ اور باطنی طور پر بھی توجہ دے کر کوشش فرماتے رہے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت استقامت بر اتباع شریعت اور تبلیغ دین تھی۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

"نماز پنجگانہ باوقاتِ مسنونہ، اوراد طریقہ عالیہ نقشبندیہ ہرگز قضا نہ کریں، خصوصاً بوقت شام شجرہ شریفہ مروجہ پڑھیں۔ اشد تاکید ہے۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا ہر وقت خیال رکھیں۔"

وفات

آپ کا وصال ۱۴، ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ / ۱۳، فروری ۱۹۴۹ء کو ہوا۔ اور اپنے جد امجد حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی قدس سرہٗ کے قدموں میں مدفون ہوئے۔

آپ کے صاحبزادگان حافظ محمد مطلوب الرسول، محمد مقصود الرسول، محمد صبغۃ اللہ، حافظ محمد انوار ہیں۔ اوّل الذکر سجادہ نشین ہیں۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت)

حضرت علامہ مفتی محمد امین نقشبندی مجددی مدظلہ

تعارف و ولادت

استاذ الاساتذہ علامہ ابوسعید مفتی محمد امین ابن مولانا غلام محمد کی ولادت ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء نواز شں آباد ضلع لاہور میں ہوئی۔ آپ بھٹی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے والد عالم دین اور طبیبِ حاذق تھے۔

علوم ظاہری و باطنی علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد للّٰہ شریف میں حاضر ہو کر خواجہ مقبول الرسول للّٰہی قدس سرہٗ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر مجاز طریقت ہوئے۔

آجکل اپنے قائم کردہ دارالعلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد میں درس تدریس و افتاء کی مسند پر فائز ہیں۔

تین دفعہ ۱۹۵۵ء، ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۴ء میں حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔

تصنیفات ۱۔ البراہین القاطعہ لرد الشمس البازغہ ۔ ۲۔ دعوت غور و فکر ۔ ۳۔ بائیکاٹ کا شرعی ثبوت ۔ ۴۔ ڈاڑھی کی اہمیت ۵۔ الیواقیت و الجواہر ۶۔ آب کوثر ۷۔ راہِ نجات ۔

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد سعید اسعد نقشبندی جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد کے مہتمم اور جمعیت العلمائے پاکستان کے مقتدر رہنما اور ورلڈ اسلامک مشن کے ناظم ہیں۔

حضرت مولانا محمد حسن مجددی نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت والدگرامی کا اسم مبارک محمد عطا حسین تھا۔ ولادت باسعادت ۱۲ رجب ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء کو محلہ کیرت پور ضلع بجنور (یوپی انڈیا) میں ہوئی۔ [۱]

علوم ظاہری و باطنی دینی تعلیم اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کی اور تکمیل کی۔ پھر معاش کے لئے نوکری کی تلاش ہوئی۔ اور ساتھ ہی مرشد کی تلاش میں تھے۔

پچیس سال کی عمر میں حضرت مولانا غلام نبی مجددی للّٰہی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں للّٰہ شریف حاضر ہوئے۔ واپس آکر پھر ملازمت کی تلاش شروع کی۔

اس دوران دریائے اٹک کے پل پر ملازمت ملی لیکن ایک ماہ بعد افسر سے ناموافق ہو کر ملازمت سے الگ ہو گئے۔ اور تلاش مرشد کے سلسلہ میں مختلف مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوتے

---

[۱] آپ کے حالات کسی کتاب میں نہ مل سکے صرف آپ کی تصنیف مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے ہی اخذ کئے گئے ہیں۔

رہے۔ آخر حضرت مولانا غلام نبی مجددی للّٰہی قدس سرہٗ سے میلان طبیعت کے باعث للّٰہ شریف حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور آپ کے آستانہ عالیہ پر رہنے لگے اور حضرت للّٰہی کی شفقت و توجہ سے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ وطن واپس آکر اشاعت و ترویج نقشبندیہ مجددیہ میں مشغول و مصروف ہوئے۔

تصنیف آپ کے ایک دوست نے ایک دفعہ اردو میں حالات مشائخ نقشبندیہ پر کوئی کتاب طلب کی۔ آپ کے پاس کوئی ایسی کتاب نہ تھی۔ تو آپ کو عذر کرنا پڑا۔ لہٰذا آپ نے ارادہ کر لیا کہ ایسی کتاب ضرور لکھوں گا۔ چنانچہ کمال محنت و ہمت اور جانفشانی سے "مشائخ نقشبندیہ مجددیہ" تحریر فرمائی جو مشائخ نقشبندیہ کے حالات پر اردو میں غالباً پہلی کتاب ہے۔ اور اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ ملک چنن دین تاجر کتب منزل نقشبندیہ کوچہ گگے زیاں کشمیری بازار لاہور سے طبع ہوئی۔

آپ کی دوسری تصنیف "مقامات امام ربّانی قدس سرہٗ" تھی۔

افسوس! کہ سنِ وفات معلوم نہ ہو سکا۔ نہ ہی زیادہ حالات مل سکے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

فیض آباد شریف

خواجہ سید فیض محمد شاہ مجددی المعروف پیر قندھاری قدس سرہٗ

تعارف سید فیض محمد شاہ مجددی، پیر قندھاری قدس سرہ العزیز سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے باکمال کامل و مکمل شیخ ہو گزرے ہیں۔

شجرہ طریقت آپ کا شجرہ طریقت چھ واسطوں سے امام ربّانی قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے۔ حضرت سید فیض محمد شاہ نقشبندی قندھاری، حضرت ملا راحم دل قندھاری،

حضرت محمد عالم قندھاری، حضرت خواجہ نور محمد قندھاری، حضرت میاں عبدالحکیم قندھاری، حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقٰی خواجہ محمد معصوم سرہندی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی قدس اللہ تعالٰی اسرارہم۔

۱۔ خواجہ میاں عبدالحکیم نقشبندی قندھاری قدس سرہٗ

آپ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقٰی خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور شہر قندھار میں ہی رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری تھا۔ بقول صاحب الفیض "آپ کے عقیدتمندوں کی تعداد دو لاکھ تک تھی۔ آپ کی اس مقبولیت کی وجہ سے حاکم وقت نے آپ کو شہر سے چلے جانے کو کہا تو آپ نے بادشاہ کی اطاعت حکم شرعی سمجھتے ہوئے تعمیل کی اور شہر سے چلے گئے۔ تو آپ کے عقیدت مند بھی آپ کے پیچھے چل پڑے آپ نے انھیں واپسی کا حکم دیا۔ سب رُک گئے لیکن خواجہ نور محمد پیچھے چلتے رہے۔

۲۔ خواجہ نور محمد نقشبندی قندھاری قدس سرہٗ

میاں عبدالحکیم قندھاری قدس سرہٗ نے تھوڑی دُور جا کر دیکھا تو خواجہ نور محمد قدس سرہٗ نے عرض کی حضور! اب میری آنکھیں آپ کو کب دیکھیں گی؟۔ آپ نے فرمایا، "قیامت کے روز"۔ طالب صادق خواجہ نور محمد نے یہ سُنتے ہی اپنی دونوں آنکھوں کو نکال دیا۔ میاں عبدالحکیم قدس سرہٗ نے فرمایا "تم نے اپنی آنکھوں کو بلا وجہ کیوں ضائع کر دیا؟" عرض کیا، "حضور! جب آپ کی زیارت ہی نہیں ہو گی تو ان آنکھوں کا کیا فائدہ؟"

میاں عبدالحکیم قدس سرہٗ نے فوراً خواجہ نور محمد کو سینے سے لگایا خصوصی توجہ سے نوازا۔

اور رُوحانی و جسمانی آنکھیں بھی مرحمت فرمائیں اور ساتھ ہی خلافت بھی عطا فرمائی۔

۳۔ حضرت خواجہ شیر محمد نقشبندی قندھاری قدس سرہٗ

آپ کو اپنے شیخ طریقت خواجہ نور محمد قدس سرہٗ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ اور اپنے شیخ طریقت کے ہر حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اسی خلوصِ نیت کی وجہ سے خواجہ شیر محمد قدس سرہٗ خلافت سے نوازے گئے۔

۴۔ خواجہ مُلّاں محمد عالم نقشبندی قندھاری قدس سرہٗ

آپ خواجہ شیر محمد قدس سرہٗ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ اپنی زندگی شریعت و سنت کی تبلیغ کے لئے وقف کر دی تھی۔ آپ کا مزار قندھار شہر سے باہر ہے۔

۵۔ حضرت خواجہ سیّد راحم دل نقشبندی قندھاری قدس سرہٗ

آپ خواجہ محمد عالم قدس سرہٗ کے خلفاء میں ممتاز مقام کے مالک تھے۔ ورع و زہد میں بلند مقام پر فائز تھے۔ ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال تھے۔ شریعتِ مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پابندی اور عشقِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء سے سرشار تھے۔

خواجہ سیّد راحم دل قدس سرہٗ نے صرف چار خوش نصیبوں کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ان میں سے پیرِ قندھاری قدس سرہٗ کو پاک و ہند جانے کا حکم دیا۔

حضرت خواجہ سیّد فیض محمد نقشبندی المعروف پیر قندھاری قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ والد اور والدہ دونوں طرف سے حسنی سیّد ہیں۔ والد مکرم کا اسم مبارک سیّد امیر محمد شاہ قدس سرہٗ اور دادا کا نام گرامی سیّد خان محمد شاہ قدس سرہٗ تھا۔ اور شہر قندھار سے چالیس میل مشرق کی طرف قلعہ سیّداں میں سکونت پذیر تھے۔ وہیں سیّد فیض محمد کی ولادت باسعادت ۱۸۵۰ء / ۱۲۶۶ھ میں ہوئی۔

بچپن میں ہی آپ کے لئے علیحدہ کمرہ یادِ الٰہی کی خاطر وقف کر دیا گیا۔ پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کر لیا۔

نسبتِ باطنی حضرت مُلّا سیّد راحم دل قدس سرہٗ خواب میں تشریف لائے۔ انھوں نے اپنا پتہ بتایا اور حاضر ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ موضع صوفہ میں پہنچ کر آپ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہو گئے۔

علوم ظاہری فرمانِ شیخ کے مطابق علوم ظاہری کی تحصیل کے لئے کوشاں ہوئے اور ایک سال کے قلیل عرصہ میں متوسط کتب پر عبور حاصل کر لیا۔ لیکن رات کو ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔

خلعتِ خلافت چار سال تحصیلِ علوم کے بعد آپ کو دستارِ فضیلت عطا ہوئی تو آپ پھر قندھار میں حضرت خواجہ راحم دل قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے خلعتِ خلافت سے نواز کر ملک ہندوستان جانے کا حکم دیا۔

یہ ۱۸۷۰ء کا واقعہ ہے اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔

سیر و سیاحت اور زیارات سیر و سیاحت میں آپ نے بے شمار مزارات پر حاضری دی۔ نوشہرہ میں حضرت کاکا صاحب قدس سرہٗ کے مزار پر حاضری دے کر وہاں سے غوث صمدانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے آستانہ عالیہ سرہند شریف حاضر ہوئے۔ وہاں چالیس روز قیام فرمایا۔ اس کے بعد لاہور میں شاہ محمد غوث نقشبندی قادری قدس سرہٗ

اور پھر دہلی پہنچ کر سرخیلِ عاشقاں خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی۔ پھر اجمیر شریف میں خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کے مزار کی حاضری کے بعد پھر سرہند شریف میں امام ربانی قدس سرہٗ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوئے۔ لاہور میں داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز کے روضہ مبارکہ پر حاضری دی۔

المختصر آپ نے ۱۸۷۰ء سے ۱۹۲۰ء تک یعنی پچاس سال کی طویل مدت سیلانی طبع اور سیر و سیاحت میں گزارے اور ہزاروں تشنگان حق و صداقت کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کیا۔

عقدِ مبارک

سیلانی طبع کی وجہ سے ابھی تک آپ مجرد رہے تھے۔ اُنہی دنوں آپ کے ایک عقیدت مند الٰہ دین نے باصرار اپنی بھتیجی فاطمہ (جو کہ میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ کے خاندان سے تھیں) آپ کی سے نکاح کرادیا پھر آپ نے شاہدرہ میں تقریباً پچیس برس قیام فرمایا۔ جب آپ بازار میں جاتے تو شاہدرہ کے ہندو اور سکھ بھی آپ کی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے۔

فیض آباد میں سکونت

۱۹۴۵ء میں شاہدرہ سے آپ تاندلیانوالہ تشریف لائے اور شہر سے باہر جس جگہ قیام فرمایا وہ آپ کے نام سے فیض آباد ہی مشہور ہوا۔ اور آخر عمر تک یہیں قیام فرمایا۔

وفات

بوقتِ وفات آپ کی زبان پر اسمِ ذات اللہ، اللہ باآوازِ بلند جاری ہو گیا۔ اور یکصد گیارہ سال کی عمر میں ۱۸ رجب ۱۳۸۰ھ / ۶ جنوری ۱۹۶۱ء بروز جمعۃ المبارک صبح واصل الی اللہ ہوئے۔ جناب صوفی محمد صدیق خلیفۂ اوّل نے گیارہ بجے نماز جنازہ پڑھائی۔ فیض آباد چک ۴۴۱ گ ب نزد تاندلیانوالہ میں مرقد انور مرجع خاص و عام ہے۔

اولادِ امجاد

پچھتر سال کی عمر میں ۱۹۲۵ء میں سید عبدالکریم پیدا ہوئے اور دو سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ فرزند دوم خواجہ سید علی حسین سجادہ نشین آستانہ عالیہ مجددیہ فیضیہ ۱۹۲۹ء میں تولد ہوئے۔ آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔

فرزند سوم سید عبدالغفور شاہ کی ولادت ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔

خلفاء

۱۔ صاحبزادہ سید علی حسین شاہ سجادہ نشین۔
۲۔ صوفی محمد صدیق موضع رولہ نزد رسالہ خورد۔

۲۰. مولانا خان محمد موضع دھرطور فیصل آباد۔ اور حکیم محمد لطیف چاہ میراں مشہور ہیں۔

(ماخوذ از "الفیض" از سید علی حسین شاہ سجادہ نشین پیر قندھاری فیصل آباد تاندلیانوالہ)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

آدم بنوری قدس سرہٗ[1]

حضرت شیخ نور محمد پشاوری قدس سرہٗ

حالات

ابتداءً جوانی میں لاہور اور سلطان پور میں علوم ظاہری حاصل کئے اور حصول تعلیم کے بعد سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور بزرگ آدم بنوری قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد درجہ کمال پر پہنچ کر خلافت پائی اور مجاز طریقہ ہوئے۔

ترک و تجرید اور سخاوت و شجاعت میں بے نظیر تھے۔

رشد و ہدایت

یوسف زئی علاقہ میں اُن کی بدولت قبیلہ یوسف زئی کے بے شمار لوگ داخل سلسلہ ہوئے جن میں سے کثیر تعداد نے درجہ ولایت تک رسائی حاصل کی۔

وفات

شیخ نور محمد قدس سرہٗ نے ۱۰۵۹ھ / ۱۶۴۹ء میں وفات پائی۔

مادہ تاریخ رحلت، ندا شد فیض حقانی و صالش

۱۰۵۹ھ

آپ کی اولاد اب تک نواح پشاور میں موجود ہے۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۲۶۶)

---

[1] سید امام بنوری قدس سرہٗ کے حالات خلفائے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ضمن میں درج ہیں۔

حضرت حاجی بہادر قدس سرہٗ کوہاٹ

تعارف و ولادت آپ کا اسم گرامی سید عبداللہ اور والد گرامی کا اسم سید سلطان محمد شاہ تھا لیکن آپ حاجی بہادر کے لقب سے ہی مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت دوشنبہ ۱۶، رجب سنہ ۹۸۹ھ / سنہ ۱۵۸۱ء میں شہر آگرہ (یوپی انڈیا) میں ہوئی۔

نسب آپ حسینی سید تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

علوم ظاہری سترہ سال کی عمر میں آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل کر لی۔ اور حضرت محمد میر محمد کلاں (خلیفہ سید آدم بنوری قدس سرہٗ) کے ساتھ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دیکھ کر میر محمد کلاں کو فرمایا،

"یہ بہادر ہے اور ہمارے خلفاء میں سے ہے"

پھر حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ نے آپ کو سینہ سے لگایا اور دعا فرمائی پھر بیعت سے سرفراز فرمایا۔ آپ اپنے مرشد گرامی کی خدمت میں گیارہ سال رہے اور مظہر تجلیات ہو کر خلافت پائی۔

حج بیت اللہ اسی دور میں اپنے مرشد گرامی کے ساتھ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی۔

کوہاٹ حج کے بعد آپ کوہاٹ تشریف لے آئے۔ اور افغان قبائل کی اصلاح و تربیت اور رشد و ہدایت کا کام شروع کر دیا۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں سرگرم رہے۔

خدا بینی کا دعویٰ انہی دنوں آپ نے احوال و مکاشفات کی بناء پر دعویٰ کیا کہ "میں خدا کو ان سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہوں" اس طرح لوگ آپ کو حضرت حاجی بہادر خدا بین کہنے لگے۔

اورنگ زیب عالمگیر کی جانب سے طلبی

شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر اُن دنوں حسن ابدال آیا تو اس کو اس دعوے کا علم ہوا تو اس نے ایک قاصد بھیج کر آپ کو حسن ابدال طلب کر لیا۔ آپ وہاں پہنچے تو اورنگ زیب نے پہلے ہی علما و فضلاء جمع کیے تھے۔ لیکن آپ نے مناظرہ میں سب کو لاجواب کر دیا۔ پھر اورنگ زیب کے کہنے پر لاہور آئے اور پانچ ماہ وہاں قیام کرنے کے بعد واپس کوہاٹ تشریف لائے۔

وفات

حضرت حاجی بہادر قدس سرہٗ حالتِ سفر میں بڈھا خیل میں رجب ۱۰۹۹ھ / ۱۶۸۷ء میں واصل الی اللہ ہوئے۔ دوسرے دن ان کو کوہاٹ لے جا کر دفن کیا گیا۔ مزار اقدس کوہاٹ میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے مریدوں کی تعداد بعضوں نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار نو سو تیئس۔ اور صاحب "مناقب حاجی بہادر" نے ساٹھ ہزار نو سو تیئس لکھی ہے۔

خلفاء

۱۔ مولانا نور محمد مدقق بن محمد فیروز بن فتح اللہ لاہوری قدس سرہٗ، اپنے دور کے مشہور اور جید علماء میں سے تھے۔ خلعتِ خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

۲۔ شاہ ولی اللہ ننگرہاری قدس سرہٗ پہلے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے ان کے وصال کے بعد حاجی بہادر قدس سرہٗ سے خلافت پائی۔

۳۔ اخوند شیخ میاں محمد نعیم جلال آبادی بھی آپ کے خلیفہ تھے۔ ننگرہار کے موضع کامہ سے تحصیل صوابی ضلع مردان کے موضع شاہ منصور میں شیخ مانو سے بیعت کی۔ جو حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہٗ کے خلیفہ و ماذون تھے۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۳۶۹)

حضرت شیخ حامد نقشبندی لاہوری قدس سرہٗ

حالات شیخ حامد لاہوری نقشبندی قدس سرہٗ، حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے خلفاء خاص میں سے تھے۔ مرشد گرامی کی خاص توجہ سے اعلیٰ مقام تک رسائی حاصل کر لی تھی۔
سید صاحبؒ نے آپ کو خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔
نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ کم بولتے، کم کھاتے اور کم سوتے تھے۔ امراء و اغنیاء سے پرہیز فرماتے تھے۔
۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء میں لاہور میں وفات پاگئے۔

(مدینۃ الاولیاء)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
شیخ سعدی بلخاری لاہور

حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری قدس سرہٗ

بچپن شرف الدین مجددی کشمیری قدس سرہٗ نے آپ کی زبانی لکھا ہے آپ فرماتے ہیں، کہ میری عمر آٹھ سال کی ہوگی میں اپنے گاؤں کے باہر ایک کنوئیں پر وضو کر رہا تھا۔ اتفاقاً سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے خلیفہ حاجی سعد اللہ وزیر آبادی قدس سرہٗ بنور جاتے ہوئے وہاں سے گزرے اور مجھے نہایت احتیاط سے وضو کرتے دیکھ کر فرمایا،
"اس کمسنی میں یہ بچہ کس قدر انہماک سے وضو کر رہا ہے۔"

میرے دل میں شوق پیدا ہوا اور وہاں سے اُٹھ کر ان کے پیچھے چل پڑا اور بنور پہنچ گیا۔

بیعت و خلافت سید آدم بنوری قدس سرہٗ نے آپ پر بے حد شفقت فرمائی اور کئی سال اپنے گھر میں رکھ کر تعلیم و تربیت فرمائی اور خلافت و اجازت بیعت سے نوازا۔

لاہور میں قیام سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے وصال کے بعد شیخ سعدی لاہور تشریف لائے اور آپ کی وجہ سے لاہور میں سلسلہ نقشبندیہ کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ چالیس سال لاہور میں رہ کر مخلوقِ خدا کو ظاہری و باطنی علوم کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ کامل بزرگ تھے۔ آسیب زدہ آپ کے ساتھ نظریں ملاتے ہی درست ہو جایا کرتا۔ بلکہ بعض دفعہ فرماتے کہ آسیب زدہ کے کان میں جا کر کہہ دو کہ شیخ سعدی فرماتے ہیں یہاں سے چلا جا ورنہ بہت بُرا ہو گا۔ اور وہ مریض صحیح اور درست ہو جاتا۔

آپ کے مرید ستاروں کی طرح شمار سے باہر تھے۔

وفات ۳، ربیع الثانی ۱۱۰۸ھ/ ۱۶۹۶ء میں وفات پائی۔ مزار اقدس مزنگ میں سعدی پارک ترمذی سٹریٹ میں چار دیواری کے اندر ہے۔

سابق گورنر مغربی پاکستان سردار عبد الرب نشتر کبھی کبھی عقیدت کے طور پر حاضری دیا کرتے تھے۔

خلفاء

۱۔ حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندی پشاوری جن کا مزار پشاور میں مرجع خاص و عام ہے۔

۲۔ خواجہ محمد سلیم نقشبندی (فرزند) ۳۔ خواجہ محمد غنی نقشبندی (فرزند)۔

۴۔ مخدوم خواجہ عبد الغفور پشاوری ۵۔ پیر زہدی نقشبندی۔

آپ کے چاروں صاحبزادگان محمد سلیم، محمد غنی، محمد عارف اور محمد یوسف اپنے والد کے صحیح جانشین تھے۔

(مدینۃ الاولیاء۔ تذکرہ صوفیائے سرحد)

حضرت پیر زہدی نقشبندی لاہوری قدس سرہٗ

آپ کا اصل اسم مبارک وجیہ الدین تھا۔

خرقہ خلافت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت شیخ سعدی بخاری لاہوری قدس سرہٗ سے خلافت پائی۔ شیخ جان محمد سہروردی[1] لاہوری اور میراں بھیکھ چشتی اور حضرت شاہ محمد غوث نقشبندی قادری لاہوری قدس اللہ اسرارہم سے بھی فیض پایا۔

شیخ سعدی لاہوری نقشبندی قدس سرہٗ کی وفات کے بعد سیر و سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، نجف اشرف، کربلا معلی، بیت المقدس، بغداد شریف حاضری دی۔

پیر زہدی آپ شیخ کامل تھے۔ کمالِ زہد و ورع اور ریاضت کی وجہ سے آپ لاہور کے عوام الناس میں "پیر زہدی" کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا معمول تھا کہ شہر میں پھرتے اور زمین پر گرے ہوئے روٹی کے ٹکڑے اٹھاتے اور صاف کر کے کھا لیتے تھے۔

وفات آپ کی وفات ۱۱۳۹ھ / ۱۷۲۶ء میں ہوئی اور قبرستان میانی میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار آج بھی زیارت گاہِ خلق اللہ ہے۔ لوگ نمکین اور شیریں روٹیاں بطور نیاز آپ کے مزار انور پر لے جاتے ہیں۔ (مدینۃ الاولیاء)

حضرت حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندی قدس سرہٗ

حالات حضرت حاجی محمد اسماعیل غوری پہلے پشاور میں تجارت سے اپنی معیشت حاصل کرتے تھے پھر طویل عرصہ تک مختلف ممالک کی سیاحت کرتے رہے اور حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔

---

[1] شیخ جان محمد سہروردی لاہوری قدس سرہٗ (ف ۱۱۲۰ھ / ۱۷۰۸ء) اپنے وقت کے متبحر عالم اور حدیث میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ شیخ عبدالحمید المعروف میاں وڈا کے ساتھ حدیث کا دورہ کیا کرتے تھے۔ اور جہاں کہیں شبہ پیدا ہوتا مراقبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تصحیح فرما لیتے۔

(حدائق حنفیہ۔ ص ۴۵۲)

تربیتِ باطنی دورانِ سیاحت سلسلۂ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے مختلف شیوخ سے استفادہ کیا پھر لاہور حاضر ہو کر شیخ سعدی نقشبندی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے خلافت پائی۔

پشاور آخر عمر میں پشاور میں سکونت اختیار کی اور رشد و ہدایت میں نیز سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج میں کوشاں رہے۔

آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔

وفات ایک سو پندرہ برس کی عمر میں ۱۱۱۱ھ / ۱۶۹۹ء میں وفات پائی۔ مرقد انور پشاور میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے خلفاء میں سے حافظ عبد الغفور نقشبندی پشاوری قدس سرہٗ نے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۳۸۴۔ ۳۸۵)

مخدوم حافظ عبد الغفور پشاوری نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک شیخ محمد صالح کشمیری تھا بچپن ہی سے آپ کو ریاضتوں اور مجاہدوں کا شوق تھا۔ آپ کی پیشانی سے انوارِ ولایت تاباں و درخشاں تھے۔ آپ نے انتہائی ذوق سے قرآن مجید حفظ کیا۔

بیعت و خلافت ابتداء میں آپ نے پشاور میں حاجی محمد اسمٰعیل غوری نقشبندی پشاوری قدس سرہٗ (خلیفہ شیخ سعدی لاہوری قدس سرہٗ) کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر روحانی استفادہ کیا۔ پھر لاہور حاضر ہو کر شیخ سعدی لاہوری قدس سرہٗ کی بیعت سے مشرف ہو کر سلسلہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ میں خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

عشق الٰہی کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی قرآن مجید کی کوئی آیت آپ کے سامنے تلاوت کرتا تو بے اختیار اُن پر گریہ طاری ہو جاتا۔

خدمتِ خلق باوجود استغنا و بے نیازی کے خدمتِ خلق آپ کا شعار تھا۔ خصوصاً مساکین و مسافروں کی خدمت میں مشغول رہتے۔ مہمان نوازی اور فیاضی کا یہ عالم تھا کہ تقریباً پانصد آدمی آپ کے مطبخ سے کھانا کھاتے تھے اور آپ کے خدام صبح و شام تک کھانا پکانے میں مصروف رہتے۔

کھانے کے علاوہ حاجتمندوں کی نقدی اور لباس سے بھی مدد فرماتے۔

وفات آپ کی وفات ۱۴، ماہ شعبان ۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۴ء میں وفات پائی۔ مرقدِ انور پشاور میں ہے۔ مادہ تاریخ رحلت، "حافظ و اصل" اور "حافظ کلام اللہ" ہے۔
۱۱۱۶ ۱۱۱۶

(تذکرہ صوفیائے سرحد)

اخوند عبدالسلام نقشبندی المعروف وکیل باشاہ قدس سرہٗ

تعارف و ولادت اخوند عبدالسلام کے والد گرامی شاہ مسعود حسنی بھی حافظ عبدالغفور پشاوری قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔ اخوند عبدالسلام کی ولادت ۱۰۸۶ھ / ۱۶۷۵ء میں ہوئی۔ آپ تقریباً اڑھائی سال حافظ عبدالغفور پشاوری قدس سرہٗ کی خدمت میں رہے اور علوم ظاہری باطنی کی تکمیل کے بعد خلافت سے سرفراز ہو کر دہلی تشریف لائے۔

اس وقت آپ کی عمر پچیس برس تھی۔ دہلی سے منصب اور مفتی ہو کر کشمیر تشریف لائے اور وہاں قاضی القضاۃ شیخ الاسلام کے عہدے پر فائز ہوئے۔

تمام عمر رشد و ہدایت اور ترویج سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں گزار دی۔

۱۸، شوال ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۷ء میں وفات پائی۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۲۲۴ - ۲۱۷)

حضرت مولانا سلیم الدین نقشبندی قدس سرہٗ لاہوری

اخوند عبدالسلام وکیل بادشاہ قدس سرہٗ کی اولاد میں اعلیٰ پایہ کے بزرگ ہوئے ہیں۔ مولوی محمد سلیم الدین بن خورشید الدین بن مولوی محمد امین ابن خواجہ محمد عمر بن خواجہ اخوند عبدالسلام وکیل بادشاہ قدس اللہ اسرارہم۔

لاہور میں رشد وہدایت کا فیضان جاری تھا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خوب اشاعت کی۔ مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہٗ (ف ۱۸۹۰ء) کے زمانہ میں حیات تھے۔

سن وفات معلوم نہ ہو سکا۔

(مدینۃ الاولیاء)

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری نقشبندی قادری قدس سرہٗ

ولادت و تعارف والد گرامی کا اسم مبارک سید حسن پشاوری گیلانی قدس سرہٗ تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء پشاور میں ہوئی۔

آپ گیلانی سید تھے۔ آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے سید عبدالرزاق ابن غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم و تربیت باطنی ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی قدس سرہٗ سے حاصل کی اور اٹھارہ سال کی عمر میں تمام مروجہ کتب پر عبور حاصل کر لیا۔ اور اپنے والد گرامی سے سلسلہ قادریہ میں خلافت حاصل کی۔

سیر و سیاحت والد گرامی کی وفات کے بعد جی بھر کی سیر و سیاحت کی۔ سب سے پہلے پشاور میں حافظ عبدالغفور نقشبندی قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک عرصہ رہ کر خلافت

حاصل کی پھر اٹک میں شیخ محمد یحییٰ المعروف حضرت جی نقشبندی قدس سرہٗ سے بھی صحبت رہی اور خلافت حاصل کی۔

سیر و سیاحت کے دوران آپ نے لاتعداد مشائخ سے روحانی استفادہ کیا۔ جن میں میاں نور محمدؒ۔ شاہ محمد فاضلؒ درویش۔ شاہ زندہؒ فقیر۔ اخوند محمد نعیمؒ۔ شیخ پیر محمدؒ سچیار۔ حاجی گگوںؒ محمد جعفر۔ شاہ کلیم اللہ شاہجہاں آبادیؒ۔ سید میراں بھیکھؒ چشتی۔ حضرت صبغۃ اللہؒ۔ شیخ عبدالاحدؒ معروف بہ شاہ گل اور شیخ عبدالنبیؒ نقشبندی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم شامل ہیں۔

ان سب کا ذکر آپ کے رسالہ" اسرار الطریقت" میں درج ہے۔

۱، ۲ میاں نور محمد اور شاہ محمد فاضل اٹک کے گرد و نواح میں صاحب تاثیر بزرگ تھے۔

۳ شاہ زندہ فقیر بھی صاحب باطن بزرگ تھے۔ ایک ہی جگہ بیٹھے رہتے اور بہت کم کھاتے تھے۔

۴ اخوند محمد نعیم جلال آباد (افغانستان) کے نزدیک محمود کا ملہ میں سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ تھے آپ حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔

۵ شیخ پیر محمد سچیار، حاجی محمد نوشاہ کے عظیم المرتبت خلیفہ تھے۔ راست گوئی کی وجہ سے آپ کو سچیار کا خطاب دیا تھا۔ دریائے چناب کے کنارے نوشہرہ مغلاں میں ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء میں وفات پائی۔

۶ حاجی گگوں، شیخ پیر محمد سچیار کے خلفاء میں سے تھے۔ ان کی ایک ہی نظر سے حرارت، ذکر قلب، گریہ اور حال کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

۷ شاہ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی قدس سرہٗ کے والد گرامی حاجی نور، اور سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ ولادت ۲۴، جمادی الاوّل ۱۰۶۰ھ/۱۶۵۰ء، مدینہ منورہ میں شیخ یحییٰ مدنی چشتی قدس سرہٗ سے ظاہری باطنی علوم حاصل کر کے خلافت پائی۔ دہلی میں ۲۴، ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء میں وفات پائی۔ جامع مسجد دہلی کے نزدیک مدفون ہیں۔ تصانیف میں تفسیر قرآن۔ عشرہ کاملہ۔ سواء السبیل۔ کشکول ہیں۔

۸ سید میراں بھیکھ چشتی صابری قدس سرہٗ ۹، رجب ۱۰۴۶ھ/۱۶۳۶ء میں ولادت ہوئی حسینی سید تھے۔ شاہ ابوالمعالی انبیٹھوی چشتی صابری سے خلافت پائی۔ ریاضتوں اور مجاہدوں کا شمار نہ تھا۔ ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء کو وفات پائی مزار مبارک کرام مشرقی پنجاب میں ہے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

اس کے بعد حضرت میاں میر قدس سرہٗ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ کے مزار پر حاضری دی اور اجمیر شریف میں خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کے مزار اور دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار پر حاضری دی۔

وفات ۱۱۵۲ھ / ۱۷۳۹ء میں وفات پائی۔ دہلی دروازہ اور اکبری دروازہ کے درمیان، فصیل سے باہر آپ کا مزار اقدس ہے۔

سکھا شاہی کے دوران مزار اور مسجد گرانے کا ارادہ ہوا تو مہاراجہ کھڑک سنگھ مرگیا اور اسی دن اس کا بیٹا کنور نونہال سنگھ بھی مرگیا۔ اس واقعہ سے شہر میں مشہور ہوگیا کہ مزار کی بے ادبی کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا ہے تو سکھوں نے مسجد اور عمارات نئی بنوا دیں۔

تصانیف آپ کی تصانیف میں "غوث نامہ" بہت مشہور ہوئی۔ جس کا ترجمہ "اسرار الطریقت" کے نام سے شائع ہوا۔ اسرار التوحید، شرح قصیدہ غوثیہ وغیرہ بھی ہیں۔

(مدینۃ الاولیاء۔ تذکرہ صوفیائے سرحد ۲۱۶ - ۲۹۱)

حضرت شیخ یحییٰ المعروف حضرت جی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت آپ کا نام شیخ یحییٰ کنیت ابو اسماعیل، والد گرامی کا نام پیر دار تھا۔ نسباً چغتائی مغل تھے۔ ۱۰۴۰ھ / ۱۶۳۱ء میں ولادت ہوئی۔

(سابقہ صفحہ سے آگے) ۹ حضرت صبغۃ اللہ قدس سرہٗ (ف ۱۱۲۱ھ) خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے صاحبزادے اور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے پوتے تھے۔

۱۰ شیخ عبد الاحد عرف شاہ گل قدس سرہٗ (ف ۱۱۲۷ھ) ابن خواجہ محمد سعید ابن مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (حالات پچھلے صفحات میں گزر چکے ہیں۔)

۱۱ شیخ عبد النبی نقشبندی بنام چوراسی میں رہتے۔ بہت کم گفت گو کرتے تھے۔ (تذکرہ صوفیائے سرحد)

ابتدائی حالات معلوم نہیں ہو سکے ۔

تربیتِ باطنی علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد حضرت شیخ سعدی بلخاری نقشبندی قدس سرہٗ کے دستِ حق پر بیعت ہو کر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے ۔ آپ کی عظمت و مقام شیخ محمد عمر چکنی قدس سرہٗ اپنی کتاب "توضیح المعانی" میں فرماتے ہیں ۔ ے

قطب ہفت اقلیم شیخ رہنما | شیخ یحییٰ بندۂ خاصِ خدا
مخزنِ لطف و عنایاتِ خدا | غوثِ اعظم خواجۂ ہر دو سرا

سید شاہ محمد غوث نقشبندی قادری لاہوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں ، حضرت شیخ یحییٰ جی قدس سرہٗ افرادِ زمانہ میں سے ایک فرد تھے ۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ میں بلند مقام پر فائز تھے ۔ آپ کے مرشد شیخ سعدی نقشبندی لاہوری قدس سرہٗ ۱۱۰۵ھ میں پشاور تشریف لائے تو اپنے مریدین کو فرمایا ، "اب شیخ یحییٰ سے اکتسابِ فیض کریں "

آپ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ جو بھی آپ کی مجلس میں جب تک بیٹھتا اللہ کی طرف متوجہ رہتا ۔ آپ ہمیشہ زمین پر سوتے سرہانے تکیہ نہ رکھتے تھے ۔ مرشدِ گرامی سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ فرطِ ادب سے ہمیشہ اٹک سے لاہور کا سفر پیدل کرتے یہ سفر ۱۴ دن میں طے کرتے ۔ نہ صرف عوام بلکہ علماء آپ کی خدمت میں حاضری کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے ۔

وفات آپ کی وفات ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ء میں ہوئی ۔ مزار اقدس دریائے اٹک کے کنارے اٹک کے مقام پر مرجع خاص و عام ہے ۔

آپ کے خلفاء میں سید شاہ محمد غوث لاہوری نقشبندی قادری اور حضرت محمد عمر چکنی نقشبندی قدس اللہ اسرارہم مشہور ہیں ۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد ۴۴۳ - ۴۴۲)

حضرت میاں محمد عمر نقشبندی چمکنی قدس سرہٗ

تعارف آپ کا اسمِ گرامی محمد عمر اور والد ماجد کا اسم مبارک ابراہیم خاں تھا۔ آپ نسلاً پٹھان تھے لیکن ننھیال سید تھے۔ آپ کے دادا قادر خاں سلسلہ قادریہ چشتیہ کے بزرگ تھے اور کلا خاں کے لقب سے مشہور تھے۔ پہلے علاقہ باجوڑ پھر فرید آباد میں سکونت اختیار کی۔

آپ سال سات کے تھے کہ آپ کے والد کی وفات ہوگئی تو آپ کے نانا جان ملک سعید خاں اپنے نواسوں نواسیوں کو اپنے ساتھ چمکنی لے گئے۔

علومِ ظاہری اپنے نانا جان کے پاس رہتے ہوئے آپ نے مولانا محمد فاضل ننگرہار۔ شیخ فرید اکبر پوری اور حاجی محمد امین پشاوری اور حضرت عبد الغفور نقشبندی پشاوری قدس اللہ اسرارہم سے اپنی تعلیم مکمل کی۔

نسبتِ باطنی علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد ۱۱۰۴ھ / ۱۶۹۲ء میں آپ لاہور میں سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ سعدی بخاری لاہوری قدس سرہٗ سے عقیدت و ارادت رکھتے تھے لیکن بیعت ان کے مشہور خلیفہ شیخ یحییٰ نقشبندی المعروف حضرت جی قدس سرہٗ اٹک سے ہوئے اور انہی سے خلافت پائی۔

میاں عمر چمکنی قدس سرہٗ کی ذاتِ گرامی علم و فضل، زہد و ورع اور عرفان و تصوف اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا ایسا سرچشمہ تھی کہ نہ صرف صوبہ سرحد بلکہ پنجاب اور افغانستان کے لوگ آپ کی خدمت میں پہنچ کر معرفت و عرفان کے نور سے منور ہو کر جاتے تھے۔

مشہور فرماں روا احمد شاہ ابدالی آپ کے حلقہ مریدین میں شامل ہوا اور جب ہندوستان پر حملہ کا ارادہ کیا تو آپ سے دعا کا طالب ہوا تو شیخ محمد عمر چمکنی قدس سرہٗ نے فرمایا، "تم مجھے ہر وقت اپنے ساتھ پاؤ گے۔" معاملات ملکی میں احمد شاہ آپ کے مشوروں پر چلتا تھا۔

چمکنی میں آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد بنوالی تھی۔ اس کے حجرہ میں رات کو عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ آپ کا لنگر نہایت وسیع تھا۔

آپ کی تصانیف میں توضیح المعانی (منظوم ترجمہ خلاصہ کیدانی) اور خزینۃ الاسرار وغیرہ ہیں۔

وفات رجب ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ئہ میں علم وزہد کا یہ آفتاب غروب ہوگیا۔ موضع چمکنی جو شاہی سڑک پر پشاور سے تین میل پر آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے محمدی اخوندزادہ مسند آرائے رشد وہدایت ہوئے اُن کا شمار بارھویں صدی کے مشاہیر علما میں ہوتا ہے۔ تذکرہ صوفیائے سرحد میں آپ کے آٹھ خلفا بیان کئے گئے ہیں۔ جن میں شاہ فقیر اللہ علوی، شیخ محمد مسعود۔ حاجی محمد سعید لاہوری اور شیخ سعدی لاہوری شامل ہیں۔ (تذکرہ صوفیائے سرحد ۲۵۶-۲۵۰)

حضرت شاہ فقیر اللہ علوی جلال آبادی قدس سرہٗ

تعارف اسم گرامی شاہ فقیر اللہ علوی، والد ماجد کا نام گرامی عبدالرحمٰن تھا۔ آپ کی ولادت گیارھویں صدی کے آخر میں جلال آباد کے نزدیک موتاس گاؤں میں ہوئی۔

نسبتِ باطنی طویل عرصے تک مختلف ممالک میں سفر کرتے رہے۔ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے۔ اور پھر سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ محمد مسعود دائم قدس سرہٗ کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ آپ کا سلسلۂ طریقت اس طرح ہے، شاہ فقیر اللہ علوی، شیخ محمد مسعودؒ، حاجی محمد سعیدؒ، شیخ سعدی لاہوری، شیخ سید آدم بنوری، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم۔

۱۱۵۵ھ میں شکارپور (سندھ) تشریف لائے اور خانقاہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی۔ شاہانِ وقت احمد شاہ ابدالی (افغانستان)، نصیر خاں بلوچ (قلات) وغیرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو باعث فخر سمجھتے تھے۔

سندھ کے علماء وصوفیاء کو آپ سے خاص ربط تھا۔ آپ نے ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا جس میں نادر ونایاب کتب تھیں لیکن آپ کے اخلاف نے اس کو ضائع کردیا۔

تصنیفات آپ صاحبِ تصنیف بزرگ تھے تذکرہ صوفیائے سرحد میں آپ کی سترہ تصنیفات کا نام دیا ہے۔ علم وفضل، زہد و ورع میں آپ بے نظیر تھے۔ ہند و پاک اور افغانستان کے لیے مرجع خاص و عام تھے۔ فارسی، عربی، پشتو کے شاعر تھے۔

۳۔ صفر ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء کو واصل الی اللہ ہو کر شکارپور (سندھ) میں مدفون ہوئے۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد ۵۸۱ - ۵۷۶)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

ولی اللّٰہی دہلی شریف

حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی مجددی دہلوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت بمطابق "زبدۃ کوثر" آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ شاہ عبدالرحیم ابن وجیہہ الدین کی ولادت باسعادت ۱۰۵۴ھ / ۱۶۴۴ء پھلت ضلع مظفر نگر (میرٹھ سے تقریباً بیس کوس شمال کی طرف) میں ہوئی۔

جناب وجیہہ الدین اپنے دور کے صاحب السیف والقلم تھے۔

علومِ ظاہری آپ نے قرآن مجید اپنے والد گرامی سے پڑھا۔ کچھ تعلیم گھر پر پائی۔ پھر آگرہ میں میر محمد زاہد ہروی سے معقولات اور علم کلام پڑھا۔ تعلیم حاصل کر کے دہلی میں مدرسہ رحیمیہ قائم کر کے درس و تدریس کا کام شروع کیا

نسبتِ باطنی سب سے پہلے آپ نے سید عظمت اللہ اکبرآبادی قدس سرہٗ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی۔ پھر خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی قدس سرہٗ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی۔ لیکن دلی تسکین حاصل نہ ہوئی اور دیگر مشائخ سے ملاقات و زیارت کا سلسلہ جاری رہا۔

یہاں تک کہ خواجہ خورد قدس سرہٗ ابن خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے تعلق پیدا ہوگیا۔ جب آپ نے بیعت کی درخواست کی تو آپ نے سیّد آدم بنوری قدس سرہٗ کے کسی خلیفہ سے بیعت کا مشورہ دیا چنانچہ آپ سیّد عبداللہ اکبرآبادی قدس سرہٗ اور بعض کے نزدیک خود سیّد آدم بنوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور سلوکِ مجدّدیہ بکمال طے کیا اور بالآخر خلعت خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

شیخ محمد اکرام مصنف "رود کوثر" کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ شاہ عبدالرحیم مجددی نہیں تھے بلکہ آپ کا سلسلہ باقویہ تھا۔ واقعتاً آپ مجددی بزرگ تھے۔ کیونکہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے تمام خلفاء وارادتمندوں نے بعد میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے تجدید بیعت کر کے خلافت پائی اور خود خواجہ خورد، خواجہ حسام الدین اور حضرت سیّد آدم بنوری قدس سرہما حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے تعلق رکھنے کے باوجود حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اجل خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے پوتے شیخ عبدالاحد المعروف شاہ گل قدس سرہٗ سے گہرا یارانہ رکھتے تھے اور دونوں کے ایک دوسرے کے نام کئی خطوط ملتے ہیں۔ اس کا ذکر شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے بھی کیا ہے۔ حضرات القدس، زبدۃ المقامات، روضہ قیومیہ اور تمام معتبر کتب میں سیّد آدم بنوری قدس سرہٗ کو خلفائے مجدد الف ثانی قدس سرہٗ میں لکھا ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم اعتدال پسند اور ایک کامل مجدّدی شیخ تھے۔ مشہور علماء و فقہائے سے روابط تھے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تصحیح میں بھی کچھ عرصہ شریک رہے۔

گو آپ کو وہ شہرت نصیب نہ ہوئی جو آپ کے نامور فرزند شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے حصے میں آئی۔ لیکن درحقیقت حضرت شاہ ولی اللہ کی علمی ترقی اور طبعی نشو و نما میں آپ کی تربیت کا بہت زیادہ دخل تھا۔ شاہ ولی اللہ نے اس کا ذکر "انفاس العارفین" میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔

وفات: ۷۷ برس کی عمر میں آپ کا وصال ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ء میں ہوا۔

(تذکرہ علمائے ہند - رود کوثر - انفاس العارفین)

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ

ولادت و تعارف شاہ ولی اللہ احمد ابن شاہ عبدالرحیم قدس اللہ اسرارہم کی ولادت باسعادت ۴، شوال ۱۱۱۴ھ / ۲۱، فروری ۱۷۰۳ء دہلی میں ہوئی۔

علوم ظاہری سات برس کی عمر میں قرآن شریف ختم کیا۔ پھر فارسی عربی کی کتابیں پڑھیں۔ دس سال کی عمر میں شرح جامی شروع کی اور معقولات و منقولات، فقہ، منطق حدیث کے علاوہ والد گرامی سے طب، معانی اور ہندسہ کی کتابیں پڑھیں۔

پندرہ سال کی عمر میں علوم متداولہ اور خصوصاً علم حدیث میں کامل ہو گئے۔

علوم باطنی پندرھویں سال والد ماجد سے بیعت کی اور خصوصاً طریقہ نقشبندیہ میں مشغول ہوئے اور دو سال کے قلیل عرصہ میں آپ کو اجازت بیعت دے کر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اسی دوران سترہ سال کی عمر میں والد گرامی کا وصال ہو گیا۔

مسند ارشاد والد ماجد کے وصال کے بعد کم و بیش بارہ سال اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ میں درس و تدریس کتب دینیہ و عقلیہ میں بدرجۂ اتم مشغول رہے۔

حرمین شریفین زیارت حرمین شریفین کا شوق غالب ہوا تو آپ نے فریضۂ حج ادا کیا اور وہاں ایک سال قیام فرمایا۔ اور شیخ ابو طاہر بن ابراہیم مدنی قدس سرہٗ سے حدیث کی سند دوبارہ لی۔ شیخ ابو طاہر مدنی قدس سرہٗ سے چاروں سلاسل میں خرقہ جامع پہنا

وہاں دوسرے علماء و فضلاء کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور دوسرا حج ادا کر کے ۱۴، رجب ۱۱۴۵ھ / ۹، جولائی ۱۷۳۲ء کو واپس دہلی تشریف لائے۔

عجیب شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ علوم ظاہری و فضائل باطنی میں کمال کے مقام پر فائز تھے اس لیے آپ نے فقہائے محدثین کا طریقہ اختیار فرمایا۔

---

۱ دلی کے بائیس خواجہ۔

بقول "رودِ کوثر"، شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہٗ نے ایک ایسا راستہ اختیار کیا جس پر صوفی اور مُلّا، شیعہ اور سُنی، حنفی اور حنبلی، مجدّدی اور وحدت الوجودی، معتزلہ اور اشاعرہ متفق ہو سکیں۔ اور اس میں وہ کہاں تک کامیاب ہوئے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا یہ طریقہ ان کی اولاد کے بعد پائیدار ثابت نہ ہو سکا"

مقام اِن سب باتوں کے باوجود آپ کے بے شمار کارنامے ایسے ہیں جن سے آپ کا نام آج بھی روشن ہے آپ کی مجتہدانہ نظر، علمی تبحّر نے اشاعتِ کتاب و سنت کے سلسلے میں دینی و قومی خدمات قابلِ قدر تھیں۔

ترجمہ قرآن آپ کا سب سے اہم کام قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کر کے قرآنی تعلیمات سے عوام کو روشناس کیا۔ جس سے عوام کے علاوہ بعض علماء بھی آپ کے مخالف ہو گئے۔ اس کے بعد علمِ تفسیر میں الفوز الکبیر فی اصول التفسیر بھی بے حد اہمیت کی حامل ہے۔

آپ کی تصانیف بے شمار ہیں۔ حدائق حنفیہ اور تذکرہ علمائے ہند میں آپ کی بتیس ۳۲ سے زائد تصانیف کا ذکر ہے جن میں "حجۃ البالغہ" علمِ حدیث میں ایک عظیم کتاب ہے۔ بعض کے نزدیک اس جیسی تصنیف اس سے پہلے موجود نہ تھی۔ یہ کتاب اسرارِ علم دین کے متعلق ہے۔ اور آپ نے ثابت کیا ہے کہ اسلام کے تمام احکام کسی نہ کسی روحانی یا دنیوی مصلحت پر مبنی ہیں۔

آپ نے اسلام کے فکری، اخلاقی، شرعی اور تمدنی نظام کو مرتب صورت میں پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

پانی پت کی تیسری لڑائی ہندوستان میں مرہٹوں کی شورش کی وجہ سے مسلمانوں کا وجود خطرے میں پڑ گیا تو مرہٹوں کے خلاف احمد شاہ ابدالی کو بلانے اور نجیب الدولہ کو اس میں شریک کرنے میں آپ کا ہاتھ تھا بلکہ پانی پت کا میدانِ کارزار آپ ہی کا مرہونِ منت تھا جس کے بعد کچھ عرصہ تک مسلمانوں کو کچھ سکون میسر آیا۔

وفات آپ کا وصال ۱۹، محرم ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء میں ہوا۔ مرقد انور دہلی میں ہے۔

اولادِ امجاد شاہ عبدالعزیز ۔ شاہ رفیع الدین ۔ شاہ عبدالقادر ۔ شاہ عبدالغنی قدس اللہ اسرارہم ۔

۱۔ شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کے حالات آگے بیان ہوں گے ۔

۲۔ شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ (ف ۱۲۳۳ھ) قرآن مجید کا تحت اللفظ ترجمہ کیا یہ غالباً سب سے پہلا اُردو ترجمہ تھا ۔

۳۔ شاہ عبدالقادر قدس سرہٗ (ف ۱۲۳۰ھ) قرآن حکیم کا بامحاورہ ترجمہ موضح القرآن ۱۲۰۵ھ میں کیا جو مقبولِ عام ہوا ۔

(تذکرہ علمائے ہند ۔ حدائق حنفیہ ۔ رود کوثر ۔ دلی کے بائیس خواجہ)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت شاہ عبدالعزیز ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ء میں ہوئی ۔ تاریخی نام "غلام حلیم" ہے ۔

علوم ظاہری و باطنی آپ نے علوم ظاہری اپنے والد گرامی سے حاصل کر کے دیگر علماء سے بھی فیضیاب ہوئے ۔ تعلیم کے دوران اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر طریقہ نقشبندیہ اور دوسرے سلاسل میں خلعتِ خلافت سے سرفراز ہوئے ۔

والد گرامی کی وفات کے وقت سترہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ اور باطنیہ میں کمال کے درجہ پر پہنچے ۔ عجیب اتفاق ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ کی بھی سترہ سال کی عمر میں ان کے والد گرامی انتقال فرما گئے ۔

مسندِ ارشاد اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد ساٹھ برس سے زائد درس و تدریس میں مشغول رہے اور علم حدیث کو عام کیا ۔ ہند و پاکستان کے اکثر محدثین کا سلسلۂ اسناد آپ کے واسطہ سے شاہ ولی اللہ تک پہنچتا ہے ۔ شیعہ ، سنی اور عیسائی سلمان کے

مباحثوں میں اکثر لوگ اپنے اعتراض اور سوال لے کر آتے تھے جنہیں آپ چٹکیوں میں اڑا دیا کرتے۔

مقام خطۂ ہندوپاک میں بقول حدائق حنفیہ آپ استاذالاساتذہ، امام جہاندیدہ، بقیۃ السلف حجۃ الخلف، خاتم المفسرین اور خاتم المحدثین تھے۔ آپ نے جاہ وعزتِ ظاہری کو کمالاتِ باطنی کے ساتھ جمع کیا، علومِ حدیث و فقہ کی ایسی خدمت کی کہ کم ہی کسی خاندان سے وقوع میں آئی ہوگی۔

تصانیف آپ کی مشہور تصانیف میں تفسیر فتح العزیز" سرالشہادتین، تحفہ اثنا عشریہ' بستان المحدثین، عجالہ نافعہ اور فتاویٰ عزیزیہ بلند پایہ کتب ہیں۔

تحفہ اثنا عشریہ فی الحقیقت ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے جس میں آپ نے بے حد محنت و جانفشانی سے کام لیا۔ ایسی جامع کتاب اس سے پہلے نہیں تھی۔ بلکہ تحفہ اثنا عشریہ شیعہ سُنی مسائل کا ایک انسائیکلو پیڈیا ہے جو بڑی تقطیع پر ساڑھے چھ صد صفحات پر شائع ہوا۔

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ شیعہ علماء نے اس کتاب کی تردید میں اسقدر قوت صرف کی کہ بیان سے باہر ہے، اور بے شمار کتابیں اس کی تردید میں لکھیں۔ بمطابق "رُودِ کوثر" اٹھارویں صدی میں شیعہ مذہب کا جو فروغ شروع ہوا تھا۔ اس کے روکنے میں تحفہ اثنا عشریہ کا بڑا دخل تھا۔

وفات آپ کا وصال ۷۹ برس کی عمر میں، ۷ شوال ۱۲۳۹ھ/ ۱۷ جولائی ۱۸۲۳ء کو ہوا اور دہلی میں ترکمان دروازہ کے باہر اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(تذکرہ علمائے ہند۔ حدائق حنفیہ۔ رود کوثر۔ دِلّی کے بائیس خواجہ)

حضرت پیر عبد الغفار شاہ نقشبندی قدس سرہٗ

تعارف و ولادت کشمیر میں شیخ مسعود نروری علم و عمل اور زہد و تقوےٰ میں ایک عظیم شیخ گزرے ہیں۔ شیخ الحدیث دیوبند علامہ انور کشمیری قدس سرہٗ شیخ مسعود ہی کی اولاد

میں سے تھے۔ ان کی ذریات میں شیخ غلام مصطفےٰ ملتان کے ایک موضع میں رہتے تھے۔ ان کے فرزند پیر احمد شاہ کشمیری لاہور تشریف لائے۔ اس کے زمانہ میں پیر عبدالغفار شاہ کی عمر گیارہ سال تھی۔

علوم ظاہری لاہور میں پیر عبدالغفار شاہ نے ایک دینی مدرسہ مسجد بکن خاں اندرون موچی دروازہ میں تحصیل علوم کی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ اور سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس اللہ اسرارہم بھی اسی سال فارغ التحصیل ہوئے جس سال پیر صاحب کو دستارِ فضیلت ملی۔

لاہور میں ایک سادات گھرانے میں شادی کر لی جس سے ایک بیٹا محمد اشرف (ف ۱۳۸۴ھ) تولد ہوا۔ دو سال بعد آپ کی اہلیہ فوت ہو گئیں تو آپ نے ساری عمر دوسری شادی نہیں کی۔

نسبت باطنی آپ نے حاجی عبدالرحیم کشمیری زیرہ کنڈلی (ف ۳، ربیع الاول ۱۳۳۸ھ) کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

مدرسہ عالیہ غوثیہ ۷، جنوری ۱۹۱۵ء کو آپ نے مسجد تکیہ سادھواں میں "مدرسہ غوثیہ" کی بنیاد رکھی۔ اس دینی مدرسہ سے بے شمار طالبان نے اپنی علمی پیاس بجھائی۔ اور اہل سنت و جماعت کے اذہان و فکر کو جلا بخشی۔ تعلیم کے ساتھ ذکر و فکر اور مراقبہ کی محفل بھی ہوتی تھی۔ آپ نے زندگی بھر باتیں کم کیں اور درود و سلام زیادہ پڑھا جو بہت بڑی سعادت ہے۔ آپ بڑے ہی متوکل، باعمل اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ تمام عمر کسی کے دروازے پر نہیں گئے اور کبھی دست سوال دراز نہیں کیا۔ لیکن زندگی بھر کسی کا دستِ تمنا خالی نہیں لوٹایا۔ لاہور کے علماء آپ کے دروازے سے دور نہ رہ سکے۔

تصانیف آپ نے فضائلِ درود و سلام پر پچاسی رسالے تالیف فرمائے سب سے عمدہ خزائن البرکات ایک علمی خزینہ ہے جو چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

وفات چہارشنبہ ۱۷، جمادی الآخر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۲ء بوقت عشاء واصل بحق ہوئے۔ جسدِ خاکی کو امانتاً تکیہ سادھواں میں دفنایا گیا۔ اور ۱۸، اگست ۱۹۲۵ء کو قبرستان میانی صاحب میں آپ کی آخری آرامگاہ بنی۔

(مدینۃ الاولیاء۔ تذکرہ اکابر اہل سنت۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور)

مشائخ نقشبندیہ

ماہ وسال کے آئینے میں

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۶۳۲	۱۱	۱۲، ربیع الاول ۲۰ ستمبر	سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	گنبد خضریٰ مدینہ منورہ
۶۳۴	۱۳	۲۲ جمادی الثانی ۲۳ اگست	خلیفہ رسول اللہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	مدینہ منورہ
۶۵۴	۳۳	۱۰، رجب	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	مدائن
۷۲۷	۱۰۸	۲۴، جمادی الثانی	امام قاسم	مشلل میان مکہ و مدینہ
۷۶۵	۱۴۸	۱۵، رجب	امام جعفر صادق	جنت البقیع (مدینہ)
۸۷۵	۲۶۱	۱۵، شعبان المعظم	سلطان العارفین بایزید بسطامی	بسطام
۱۰۳۴	۴۲۵	۱۰، محرم	خواجہ ابوالحسن خرقانی	خرقانی
۱۰۵۸	۴۵۰	۲۳، صفر	خواجہ ابوالقاسم گرگانی	گرگانی
۱۰۸۴	۴۷۷	۴، ربیع الاول	خواجہ بوعلی فارمدی	طوس
۱۰۸۸	۴۸۱	۱۹، ربیع الثانی	شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری	ہرات
۱۱۱۱	۵۰۵	۱۴، جمادی الثانی ۱۹ دسمبر	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی	طوس
۱۱۴۱	۵۳۶	۱۷، رجب	خواجہ یوسف ہمدانی	بامئین (ہرات)
۱۱۵۷	۵۵۲	۲۶، رمضان	خواجہ حسن انداقی	انداقی
۱۱۶۰	۵۵۵	-	خواجہ عبداللہ برقی	بخارا کا جنگل
۱۱۶۶	۵۶۲	۲۷، شوال	خواجہ احمد یسوی	یسی
۱۱۷۹	۵۷۵	۱۲، ربیع الاول	خواجہ عبدالخالق غجدوانی	غجدوان (بخارا)

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۲۱۹	۶۱۶	یکم شوال	خواجہ عارف ریوگری	ریوگر (بخارا)
۱۲۳۰	۶۲۷	-	خواجہ اولیا کبیر	بخارا
۱۲۵۹	۶۵۷	-	خواجہ احمد صدیق	مغان (بخارا)
۱۲۶۰	۶۵۸	-	خواجہ سلیمان کرمینتی	کرمیتن (بخارا)
۱۳۱۷	۷۱۷	۱۷ ربیع الاول	خواجہ محمود انجیر فغنوی	وابکنہ (بخارا)
۱۳۱۵	۷۱۵	۲۸ ذیقعد	خواجہ علی رامیتنی حضرت عزیزاں	خوارزم
۱۳۵۴	۷۵۵	۱۰ جمادی الثانی	خواجہ محمد بابا سماسی	سماس (بخارا)
۱۳۷۱	۷۷۲	۸ جمادی الاول	خواجہ شمس الدین امیر کلال	سوخار (بخارا)
۱۳۸۹	۷۹۱	۳ ربیع الاول	خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبند	قصر عارفاں (بخارا)
۱۳۹۷	۸۰۰	-	شیخ یادگار	کنسرون
۱۳۹۹	۸۰۲	۲۰ رجب	خواجہ علاؤ الدین عطار	نوچغانیاں (بخارا)
۱۴۰۰	۸۰۳	-	خواجہ سید امیر عمر ابن سید امیر کلال	سوخار (بخارا)
۱۴۰۱	۸۰۴	-	خواجہ سید امیر شاہ ابن سید امیر کلال	سوخار
۱۴۰۱	۸۰۴	-	خواجہ مولانا عارف دیگ گرانی	دیگ گراں (بخارا)
۱۴۰۲	۸۰۵	-	امیر برہان الدین بن سید امیر کلال	سوخار
۱۴۰۵	۸۰۸	یکم شوال	خواجہ سید امیر حمزہ ابن سید امیر کلال	سوخار
۱۴۱۰	۸۱۳	-	شیخ جمال الدین دہستانی	دہستان
۱۴۱۹	۸۲۲	۲۴ ذوالحجہ	خواجہ محمد پارسا	جنت البقیع مدینہ
۱۴۲۳	۸۲۶	۱۰ ذوالحجہ	خواجہ حسن عطار	نوچغانیاں
۱۴۲۴	۸۲۸	-	خواجہ مولانا سیف الدین مناری	منار (بخارا)
-	-	-	خواجہ مولانا سیف الدین خوش خاں	بخارا
۱۴۴۸	۸۵۱	۵ صفر	خواجہ مولانا یعقوب چرخی	ہلفتو تاجکستان

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۴۴۹	۸۵۲	-	خواجہ علاؤالدین غجدوانی	خیل مزہ
۱۴۵۳	۸۵۷	-	خواجہ سراج الدین پیرستی	پیرست (بخارا)
۱۴۵۶	۸۶۰	۷ جمادی الثانی	خواجہ مولانا نظام الدین خاموش	ہرات
۱۴۵۸	۸۶۲	۷ جمادی الثانی	خواجہ سعدالدین کاشغری	کاشغر
۱۴۶۱	۸۶۵	-	خواجہ حافظ الدین ابونصر پارسا	بخارا
۱۴۹۰	۸۹۵	۲۳، ربیع الاوّل	خواجہ عبیداللہ احرار	سمرقند
۱۴۹۲	۸۹۸	۱۸، محرم	علامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی	ہرات
۱۵۱۱	۹۱۷	۲۵، شوال	خواجہ ضیاءالدین محمد یوسف	اوبہ (ہرات)
۱۵۲۹	۹۳۶	یکم ربیع الاوّل	خواجہ محمد زاہد وخشی	وخش
۱۵۵۲	۹۶۰	-	مولانا زین الدین محمود کمان گر	بہدائن (قندھار)
۱۵۶۲	۹۷۰	۱۹، محرم الحرام	خواجہ درویش محمد	استفرار
۱۶۰۰	۱۰۰۸	۲۲، شعبان المعظم	خواجہ خواجگی امکنگی	امکنہ (بخارا)
۱۶۰۳	۱۰۱۲	۲۵، جمادی الثانی	مویدالدین خواجہ محمد باقی باللہ	دہلی (انڈیا)
۱۶۱۵	۱۰۲۵	۹، ربیع الاوّل	خواجہ محمد صادق فاروقی سرہندی	سرہند شریف
۱۶۱۶	۱۰۲۶	-	خواجہ شیخ احمد برکی	برک (قندھار)
۱۶۲۴	۱۰۳۴	۲۸ صفر۔ ۱۰، دسمبر	مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی	سرہند شریف
۱۶۲۵	۱۰۳۵	-	حاجی خضر خاں	بجاڑہ نزد سرہند
۱۶۳۰	۱۰۴۰	۲۰، محرم	خواجہ شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری	لاہور
۱۶۳۲	۱۰۴۲	-	خواجہ بدیع الدین سہارنپوری	سہارنپور
-	-	-	شیخ یار محمد طالقانی جدید	-
۱۶۳۶	۱۰۴۶	-	شیخ یار محمد طالقانی قدیم	اکبرآباد (انڈیا)
۱۶۴۰	۱۰۵۰	۳، محرم	شیخ کریم الدین باباحسن ابدالی	حسن ابدال

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۶۴۰	۱۰۵۰	-	خواجہ شیخ حمید بنگالی	منگل کوٹ بنگال
۱۶۴۲	۱۰۵۲	-	خواجہ حامد لاہوری	لاہور
۱۶۴۴	۱۰۵۴	-	خواجہ ہاشم کشمی برہانپوری	برہان پور
۱۶۴۴	۱۰۵۴	۱۳، شوال	خواجہ سید آدم بنوری	جنت البقیع مدینہ
۱۶۴۸	۱۰۵۸	۱۸، صفر	خواجہ سید میر محمد نعمان	اکبر آباد (انڈیا)
۱۶۴۹	۱۰۵۹		خواجہ نور محمد پشاوری	پشاور
-	-	-	خواجہ بدر الدین سرہندی	سرہند شریف
۱۶۵۹	۱۰۷۰	۲۷، جمادی الثانی	خواجہ محمد سعید فاروقی	سرہند شریف
۱۶۶۰	۱۰۷۰	-	شیخ عبد الحق حصاری	-
۱۶۶۳	۱۰۷۳	۱۸، جمادی الاول	خواجہ عبید اللہ خواجہ کلاں	دہلی
۱۶۶۴	۱۰۷۴	۲۵ جمادی الاول	خواجہ عبد اللہ خواجہ خورد	دہلی
۱۶۶۸	۱۰۷۹	۹، ربیع الاول	قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم	سرہند شریف
۱۶۷۲	۱۰۸۳	۱۹، ربیع الاول	خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت	سرہند شریف
۱۶۸۴	۱۰۹۵	۱۹ جمادی الاول	خواجہ سیف الدین فاروقی	"
۱۶۸۵	۱۰۹۶	۲۷، جمادی الثانی	خواجہ محمد یحییٰ فاروقی	"
۱۶۸۸	۱۰۹۹	رجب	خواجہ حاجی بہادر کوہاٹی	کوہاٹ
۱۶۹۰	۱۱۰۱	-	خواجہ مفتی محمد باقر لاہوری	لاہور
۱۶۹۵	۱۱۰۷	-	خواجہ عبد العلی فاروقی	سرہند شریف
۱۶۹۶	۱۱۰۸	۳ ربیع الثانی	خواجہ سعدی بخاری لاہوری	لاہور سعدی پارک
۱۶۹۹	۱۱۱۱	-	خواجہ حاجی محمد اسمٰعیل غوری	پشاور
۱۷۰۲	۱۱۱۴	۲۹، محرم	قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند ثانی	سرہند شریف
۱۷۰۴	۱۱۱۶	۱۴، شعبان	خواجہ حافظ عبد الغفور پشاوری	پشاور

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۷۰۶	۱۱۱۷	-	خواجہ محمد اشرف فاروقی	سرہند شریف
۱۷۱۰	۱۱۲۱	۹، ربیع الاوّل	خواجہ صبغۃ اللہ فاروقی	؍؍
۱۷۱۵	۱۱۲۶	۲۷، ذوالحجہ	خواجہ عبدالاحد شاہ گل فاروقی	؍؍
۱۷۱۸	۱۱۳۰	۵، جمادی الثانی	خواجہ محمد صدیق فاروقی	؍؍
۱۷۱۸	۱۱۳۱	-	خواجہ شیخ یحییٰ حضرت جی	دریائے اٹک
۱۷۱۸	۱۱۳۱	۱۲، صفر	خواجہ شاہ عبدالرحیم فاروقی	دہلی
۱۷۲۳	۱۱۳۵	۱۱، ذیقعد	سید نور محمد بدایونی	دہلی
۱۷۲۶	۱۱۳۸	-	شاہ سعد اللہ گلشن دہلوی	دہلی
۱۷۲۷	۱۱۳۹	-	خواجہ پیر زُہدی	قبرستان میانی لاہور
۱۷۳۴	۱۱۴۶	-	حاجی محمد افضل سرہندی	سرہند شریف
۱۷۳۵	۱۱۴۷	-	حافظ محمد محسن دہلوی	دہلی
۱۷۳۹	۱۱۵۲	-	شاہ محمد غوث لاہوری	لاہور
۱۷۴۰	۱۱۵۲	۴، ذیقعد	قیوم رابع خواجہ محمد زبیر فاروقی	سرہند شریف
۱۷۴۵	۱۱۵۸	۴، ستمبر	شاہ عبدالرحیم مجددی	ڈھاکہ
۱۷۴۷	۱۱۶۰	۱۸، رمضان المبارک	خواجہ مفتی محمد عابد لاہوری	دہلی
۱۷۵۳	۱۱۶۷	-	حاجی محمد سعید لاہوری	لاہور
۱۷۵۷	۱۱۷۱	۱۸، شوال	اخوند عبدالسلام دلیل بادشاہ	کشمیر
۱۷۵۹	۱۱۷۲	-	خواجہ سید میر ناصر عندلیب دہلوی	دہلی
۱۷۶۲	۱۱۷۶	۱۹، محرم	حکیم الاُمۃ شاہ ولی اللہ محدث	دہلی
۱۷۶۶	۱۱۸۰	۱۱، رجب	خواجہ سید قطب الدین محمد اشرف حیدر حسین	جنت البقیع مدینہ
۱۷۷۶	۱۱۹۰	رجب	خواجہ محمد عمر چمکنی	چمکنی پشاور
۱۷۸۱	۱۱۹۵	۱۰، محرم	خواجہ مرزا مظہر جان جاناں	دہلی

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۷۸۱	۱۱۹۵	۳، صفر	خواجہ شاہ فقیر اللہ علوی	شکارپور (سندھ)
۱۷۸۴	۱۱۹۸	-	مولانا احمد اللہ عثمانی	پانی پت
-	-	-	مولانا فضل اللہ عثمانی	〃
۱۷۹۴	۱۲۰۹	۴ صفر	خواجہ حافظ سید محمد جمال اللہ	رام پور (انڈیا)
۱۷۹۹	۱۲۱۴	-	خواجہ صوفی سید محمد دائم	ڈھاکہ
۱۸۰۳	۱۲۱۸	۵ صفر	مولانا نعیم اللہ بہرائچی	بہرائچ (انڈیا)
۱۸۰۶	۱۲۲۰	۷، ذوالحجہ	خواجہ سید محمد عیسیٰ	چودھواں
۱۸۱۰	۱۲۲۵	یکم رجب	بیہقیٔ وقت قاضی ثناء اللہ عثمانی	پانی پت
۱۸۱۱	۱۲۲۶	-	فیض بخش شاہ درگاہی	رام پور
۱۸۱۹	۱۲۳۵	۲۰، ربیع الاوّل	خواجہ سید فیض اللہ تیراہی	تیرتی (تیراہ)
۱۸۲۳	۱۲۳۸	۷، شوال، ۱۷ جولائی	شاہ عبدالعزیز محدث	دہلی
۱۸۲۴	۱۲۴۰	۲۲، صفر	خاتم الاولیاء سید عبداللہ شاہ غلام علی	〃
۱۸۲۶	۱۲۴۲	-	مولانا خالد کُردی	زور (کردستان)
-	-	-	مولانا سید احمد کُردی	کردستان
-	-	-	مولانا سیّد اسماعیل مدنی	مدینہ منوّرہ
-	-	-	حافظ شاہ سعد اللہ دہلوی	حیدرآباد دکن
-	-	-	مولانا بشارت اللہ بہرائچی	بہرائچ (انڈیا)
۱۸۳۳	۱۲۴۸	-	مولانا مراد اللہ بہرائچی	〃
۱۸۳۳	۱۲۴۹	-	خواجہ شاہ رؤف احمد فاروقی	بحری جہاز حج سے واپسی
۱۸۳۵	۱۲۵۰	یکم شوال	خواجہ شاہ ابوسعید فاروقی	دہلی
۱۸۳۶	۱۲۵۱	۷، محرم	خواجہ شاہ محمد آفاق فاروقی	〃
۱۸۳۶	۱۲۵۲	۲۷ شعبان	مولانا کرم اللہ محدث	سورت

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۸۴۴	۱۲۶۰	-	مولانا محمد شریف قندھاری	سرہند شریف
۱۸۵۰	۱۲۶۶	-	خواجہ خطیب احمد فاروقی	بھوپال (انڈیا)
۱۸۵۰	۱۲۶۶	-	شیخ الحرم مولانا جان محمد	مکہ معظمہ
۱۸۵۴	۱۲۷۰	۲۱، ذیقعد	خواجہ غلام محی الدین قصوری	قصور
۱۸۵۶	۱۲۷۲	-	خواجہ قادر بخش جہانخیلی	کوٹ عبدالخالق
۱۸۵۷	۱۲۷۳	۳۰، شوال	خواجہ مولانا غلام محی الدین بگوی	بگہ شریف
۱۸۵۸	۱۲۷۴	-	مولانا امام دین بنگال	حج سے واپسی پر
۱۸۶۰	۱۲۷۷	۲، ربیع الاوّل	خواجہ احمد سعید فاروقی	جنت البقیع مدینہ
۱۸۶۳	۱۲۸۰	-	شیخ محمود شاہ لاہوری	گھوڑے شاہ لاہور
۱۸۶۵	۱۲۸۲	۱۳، شوال	خواجہ سید امام علی شاہ	مکان شریف انڈیا
۱۸۶۷	۱۲۸۴	۱۶، فروری	خواجہ دوست محمد قندھاری	موسیٰ زئی
۱۸۶۹	۱۲۸۶	۱۳، شعبان	خواجہ سید نور محمد باباجی چوراہی	چورہ شریف
۱۸۶۹	۱۲۸۶	۱۳، شوال	خواجہ مولانا احمد دین بگوی	بگہ شریف
۱۸۶۹	۱۲۸۶	۱۶، ذوالحجہ	خواجہ شاہ عبدالرشید فاروقی	جنت المعلیٰ (مکہ)
۱۸۷۱	۱۲۸۸	۳، ذوالحجہ	خلیفہ خان عالم	باولی شریف
۱۸۷۲	۱۲۸۹	-	میاں فقیر محمد	چورہ شریف
۱۸۷۲	۱۲۸۹	۳، محرم	خواجہ شاہ محی الدین الوری	مدینہ منورّہ
۱۸۷۳	۱۲۹۰	۶، محرم	خلیفہ حسن علی	بھوت مار بسال
۱۸۷۴	۱۲۹۱	-	مولانا غلام رسول عالم پوری	عالم پور
۱۸۷۵	۱۲۹۲	۱۲، ربیع الاوّل	خواجہ شاہ عبدالمغنی فاروقی	جنت البقیع مدینہ
۱۸۷۶	۱۲۹۳	-	خلیفہ خدا بخش	پوڑ بیسوال راولپنڈی
۱۸۷۷	۱۲۹۴	۲۱، محرم / ۵، فروری	خواجہ عبدالرسول صدیقی	قصور

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
-	-	-	خواجہ ہادی نامدار شاہ	نتھیال شریف
-	-	-	میاں صوبہ	کھاریاں
-	-	-	مولوی مست علی	میترانوالی
۱۸۷۸	۱۲۹۵	-	خواجہ سید احمد گل چوراہی	ڈول رغہ کوہاٹ
۱۸۷۹	۱۲۹۶	۰. محرم الحرام	خواجہ شاہ عبدالغنی فاروقی	جنت البقیع مدینہ
۱۸۷۹	۱۲۹۶	۲۳. جمادی الاوّل	حافظ ولی اللہ لاہوری	لاہور
۱۸۸۱	۱۲۹۸	۲. محرم الحرام	خواجہ شاہ محمد عمر فاروقی	رام پور (انڈیا)
-	-	-	خواجہ شاہ محمد معصوم فاروقی	〃
۱۸۸۴	۱۳۰۱	۱۱. محرم الحرام	خواجہ شاہ محمد مظہر فاروقی	جنت البقیع مدینہ
۱۸۸۴	۱۳۰۲	-	خواجہ مولانا نورالدین فاروقی	چکوڑی شریف
۱۸۸۸	۱۳۰۶	۸. ربیع الاوّل	خواجہ حافظ محمود	جالندھر
۱۸۸۸	۱۳۰۶	۲۱. ربیع الاوّل	خواجہ مولانا غلام نبی للّٰہی	للّٰہ شریف
۱۸۹۰	۱۳۰۸	۲۸. ذوالحجہ	خواجہ سید گل نبی چوراہی	چورہ شریف
۱۸۹۰	۱۳۰۸	-	خواجہ سید چنّن شاہ	آلومہار شریف
۱۸۹۳	۱۳۱۱	۱۵. جمادی الثانی	خواجہ مولانا ارشاد حسین فاروقی	رام پور
۱۸۹۷	۱۳۱۴	۲۳. شعبان المعظم ۱۲، جنوری	خواجہ حاجی محمد عثمان	موسیٰ زئی
۱۸۹۷	۱۳۱۵	۲۹. محرم الحرام	خواجہ سید فقیر محمد چوراہی	چورہ شریف
۱۸۹۷	۱۳۱۵	-	خواجہ غلام دستگیر قصوری	قصور
۱۸۹۸	۱۳۱۵	۴. ربیع الاوّل	خواجہ توکل شاہ انبالوی	انبالہ (انڈیا)
۱۸۹۸	۱۳۱۵	۱۷. رجب المرجب	خواجہ سید شاہ محمد چوراہی	چورہ شریف
۱۹۰۰	۱۳۱۸	۴. جمادی الثانی	علامہ غلام محمد بگوی	بگہ شریف
۱۹۰۰	۱۳۱۸	۱۸. ذوالحجہ	خواجہ حافظ دوست محمد للّٰہی	للّٰہ شریف

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۹۰۱	۱۳۱۹	۲۰، جمادی الثانی	خواجہ سید دیدار شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۰۱	۱۳۱۹	یکم شعبان المعظم ۱۳ نومبر	خواجہ میر جان کابلی	لاہور
۱۹۰۳	۱۳۲۱	۲۱، فروری	خواجہ غلام مرتضیٰ قلعہ والے	عثمان گنج لاہور
۱۹۰۳	۱۳۲۱	۱۵، رجب/۸، اکتوبر	خواجہ غلام مرتضیٰ بیربلوی	بیربل
۱۹۰۵	۱۳۲۳	۲۲، ربیع الاوّل	مولانا فضل الرحمٰن	گنج مرادآباد
۱۹۰۷	۱۳۲۵	شعبان المعظم	مولانا فضل دین	خونی چک گجرات
۱۹۰۷	۱۳۲۵	۶، ذیقعد/۱۱، دسمبر	خواجہ سیّد دین محمد حاجی چوراہی	چورہ شریف
۱۹۰۸	۱۳۲۶	۲۸، ربیع الثانی	خواجہ سیّد غلام محمد شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۱۲	۱۳۳۰	۲۳، ربیع الاوّل	خواجہ قاضی سید محمد عادل شاہ "	چورہ شریف
۱۹۱۲	۱۳۳۰	۷، رمضان المبارک	خواجہ عبدالرسول للّٰہی	للّٰہ شریف
۱۹۱۲	۱۳۳۰	-	خواجہ بابا امیر الدین	کوٹلہ شریف
۱۹۱۳	۱۳۳۱	-	خواجہ سید محمد امین آلومہاری	آلومہار شریف
۱۹۱۷	۱۳۳۵	۱۲، رمضان المبارک	خواجہ محبوب عالم سیدوی	سیدا شریف
۱۹۱۷	۱۳۳۵	۲۱، شوال المکرم	خواجہ شاہ رکن الدین الوری	الور شریف انڈیا
۱۹۱۷	۱۳۳۵	۲۹، شوال المکرم	خواجہ حافظ فتح محمد اچھروی	لاہور
۱۹۲۰	۱۳۳۸	۹، رمضان المبارک	خواجہ پیر محبوب شاہ خیر شاہ	امرتسر
۱۹۲۱	۱۳۴۰	۱۷، جمادی الثانی	خواجہ پیر عبدالغفار کشمیری	میانی لاہور
۱۹۲۲	۱۳۴۱	۲۹، جمادی الاوّل ۱۲ فروری	خواجہ شاہ ابوالخیر فاروقی	دہلی
۱۹۲۲	۱۳۴۱	-	خواجہ غلام اللہ صدیقی	قصور
۱۹۲۵	۱۳۴۳	۲۷، شوال المکرم	خواجہ سیّد محمد سید بادشاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۲۶	۱۳۴۵	-	خواجہ سید امام شاہ چوراہی	"
۱۹۲۶	۱۳۴۵	۳، شوال/۶، اپریل	مولانا محمد حسین قصوری	کرنال

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۹۲۶	۱۳۴۵	۵ شوال/۸ اپریل	خواجہ سید احمد نبی چوراہی	چورہ شریف
۱۹۲۸	۱۳۴۷	۳ ربیع الاوّل/۲۰ اگست	شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری	شرقپور شریف
۱۹۲۹	۱۳۴۸	۹ ربیع الاوّل	خواجہ سید نور شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۲۹	۱۳۴۸	۱۱ ربیع الاوّل	خواجہ سید حضرت شاہ چوراہی	//
۱۹۲۹	۱۳۴۸	۱۳ شعبان ۱۴ جنوری	مولانا نور احمد امرتسری	امرتسر
۱۹۳۰	۱۳۴۹	۲۶ ربیع الثانی/۱۱ ستمبر	خلیفہ میاں محمد اسلام	سرانوالی (سانگلہ ہل)
۱۹۳۱	۱۳۵۰	۱۷ محرم/۵ جون	خواجہ عبدالخالق	کوٹ عبدالخالق
۱۹۳۲	۱۳۵۱	۱۱ جمادی الاوّل	خواجہ سید محمد حسین شاہ	آلومہار شریف
۱۹۳۵	۱۳۵۴	۲۲ رجب/۲۰ اکتوبر	علامہ سید محمد دیدار علی شاہ	لاہور
۱۹۳۶	۱۳۵۵	۲۸ محرم/۲۰ مئی	خواجہ حافظ عبدالکریم	راولپنڈی
۱۹۳۷	۱۳۵۶	۷ ربیع الاول/۱۸ مئی	خواجہ سید محمد نادر شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۳۷	۱۳۵۶	۲۴ جون	خواجہ مولانا محمد یار خلیق فاروقی	اچھرہ لاہور
۱۹۳۸	۱۳۵۶	۳۰ ذیقعد	خواجہ سید گل بادشاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۳۹	۱۳۵۷	۹ ذیقعد/یکم جنوری	خواجہ سیّد محمد سید شاہ چوراہی	//
۱۹۳۹	۱۳۵۸	۱۴ شعبان یکم ستمبر	خواجہ سید جماعت علی شاہ لاثانی	علی پور شریف
۱۹۴۰	۱۳۵۹	۲۲ جنوری	ابوالرضا شاہ حاکم علی	ملتان روڈ لاہور
۱۹۴۰	۱۳۵۹	۲۴ رجب ۱۹ اگست	علامہ سید محمد مسعود الہڑوی	سانگلہ ہل
۱۹۴۱	۱۳۶۰	۲۲ شوال ۱۳ نومبر	خواجہ سید احمد شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۴۲	۱۳۶۰	-	خواجہ محمد بخش	لکھن نزد واہگہ
۱۹۴۲	۱۳۶۱	۱۲ جمادی الثانی ۲۶ جون	پیر محمد حیات	سیالکوٹ
۱۹۴۲	۱۳۶۱	جولائی	قاضی عالم دین	گوجرانوالہ
۱۹۴۲	۱۳۶۱	-	خواجہ محمد اسماعیل جان فاروقی	مکھڑ حیدرآباد

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۹۴۳	۱۳۶۲	۱۴، ذیقعد ۲۱، نومبر	خواجہ محمد قاسم موہڑوی	موہڑہ شریف
۱۹۴۴	۱۳۶۳	۱۱، ربیع الثانی - ۱۷، اپریل	خواجہ سید محمد دوران بادشاہ	چورہ شریف
۱۹۴۴	۱۳۶۳	۲۸، شعبان ۱۸، اگست	مولانا محمد آسی امرتسری	امرتسر
۱۹۴۵	۱۳۶۴	۴، جمادی الثانی ۱۷، مئی	مولانا پروفیسر عابد حسن فریدی	آگرہ
۱۹۴۵	۱۳۶۴	۸، فروری	خواجہ مہر صوبہ لاہوری	میانی لاہور
۱۹۴۵	۱۳۶۵	-	مولانا نبی بخش حلوائی	لاہور
۱۹۴۶	۱۳۶۵	۲، رجب / ۲، جون	خواجہ محمد حسن جان فاروقی	گوہ گنجہ حیدرآباد
۱۹۴۷	۱۳۶۶	-	سید نسیم علی شاہ چوراہی	چورہ شریف
-	-	-	خواجہ عبدالرحیم باغدری	حسن ابدال
۱۹۴۸	۱۳۶۷	۱۳ جمادی الاول ۲۴ مارچ	خواجہ علامہ نور بخش توکلی	فیصل آباد
۱۹۴۸	۱۳۶۷	۲۹، جمادی الاول ۱، اپریل	خواجہ سید اکبر شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۴۸	۱۳۶۸	صفر	خواجہ محمد حسین جان فاروقی	گوہ گنجہ حیدرآباد
۱۹۴۹	۱۳۶۸	۱۴ ربیع الثانی - ۱۳ فروری	خواجہ محمد مقبول الرسول للہی	للہ شریف
-	-	-	مولانا محمد حسن کوٹلہ	کوٹلہ کیرت پور
۱۹۴۹	۱۳۶۹	۳، شعبان المعظم	مفتی منظور احمد	حیدرآباد
۱۹۵۰	۱۳۷۰	۲۴، محرم الحرام	خواجہ سید رحیم شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۵۱	۱۳۷۰	۲۷، ذیقعد ۳۱، اگست	امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ	علی پور شریف
۱۹۵۱	۱۳۷۱	۱۵ جنوری	فقیہ اعظم مولانا محمد شریف	کوٹلی لوہاراں
۱۹۵۲	۱۳۷۲	۲۷ صفر - ۱۶، نومبر	خواجہ سید قادر شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۵۲	۱۳۷۲	۳، ربیع الاول ۲۱، نومبر	خواجہ سید نور الحسن بخاری	کیلیانوالہ گوجرانوالہ
۱۹۵۴	۱۳۷۳	۸، شعبان - ۱۲، اپریل	مولانا امام دین رائے پوری	سیالکوٹ
۱۹۵۶	۱۳۷۶	۲۵، محرم	خواجہ فضل عمر ملا شور بازار	قلعہ جواد کابل

مدفن	اسمائے گرامی	تاریخ وصال	سن ہجری	سن عیسوی
شرقپور شریف	خواجہ میاں غلام اللہ ثانی لاثانی	۷ ربیع الاول ۳ اکتوبر	۱۳۷۷	۱۹۵۷
مٹیاری شریف	خواجہ غلام مجدد فاروقی	۱۶ جمادی الثانی ۸ جنوری	۱۳۷۷	۱۹۵۸
عثمان گنج لاہور	خواجہ پیر نور محمد لاہوری	۲۱ مئی	۱۳۷۷	۱۹۵۸
لاہور	حاجی میاں محمد حسین لاہوری	-	۱۳۷۸	۱۹۵۸
میانی لاہور	مولانا غلام محمد ترنم	۱۷ محرم ۲۴ جولائی	۱۳۷۹	۱۹۵۹
جوتیانوالہ جھنگ	علامہ محمد قطب الدین جھنگوی	۲۵ ربیع الثانی	۱۳۷۹	۱۹۵۹
گجرات	مولانا قاری احمد حسین فیروزپوری	۳ ذیقعد ۳۰ اپریل	۱۳۷۹	۱۹۶۰
موہڑہ شریف	خواجہ نظیر احمد موہڑوی	۲۸ محرم ۲۱ جولائی	۱۳۸۰	۱۹۶۰
چورہ شریف	خواجہ سید سرور شاہ چوراہی	۱۰ دسمبر	۱۳۸۰	۱۹۶۰
تاندلیانوالہ	خواجہ سید فیض محمد پیر قندھاری	۱۸ رجب / ۶ جنوری	۱۳۸۰	۱۹۶۱
علی پور شریف	خواجہ سید محمد حسین شاہ علی پوری	۱۲ ربیع الاول ۱۹ اکتوبر	۱۳۸۱	۱۹۶۱
چورہ شریف	خواجہ سید امیر بادشاہ چوراہی	۲۷ ربیع الاول ۲۹ اگست	۱۳۸۲	۱۹۶۲
کراچی	سید محمد یوسف کابل شاہ	اپریل	۱۳۸۳	۱۹۶۴
کراچی	پروفیسر حامد حسن فریدی	۲۴ محرم ۶ جون	۱۳۸۴	۱۹۶۴
چورہ شریف	خواجہ سید حیدر شاہ چوراہی	۲۰ شعبان ۲۶ دسمبر	۱۳۸۴	۱۹۶۴
موہری شریف	خواجہ صوفی نواب دین موہری شریف	۱۲ ربیع الاول ۱۲ جولائی	۱۳۸۵	۱۹۶۵
کروڑ لال عیسن	خواجہ غلام حسن سوہاگ	۱۳ جمادی الاول ۹ ستمبر	۱۳۸۵	۱۹۶۵
اوکاڑہ	خواجہ سید محمد اسماعیل کرمانوالہ	۱۷ رمضان ۲۰ جنوری	۱۳۸۵	۱۹۶۶
دہلی	مفتی شاہ مظہر اللہ دہلوی	۱۴ شعبان ۲۸ نومبر	۱۳۸۶	۱۹۶۶
بیربل شریف	خواجہ مولانا محمد عمر فاروقی	۹ جمادی الاول ۲۶ اگست	۱۳۸۷	۱۹۶۷
چورہ شریف	خواجہ سید محمد شفیع چوراہی	۸ ذوالحجہ ۱۰ اپریل	۱۳۸۶	۱۹۶۷
چورہ شریف	خواجہ سید محمود شاہ چوراہی	۱۴ مئی	۱۳۸۸	۱۹۶۸

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۹۶۹	۱۳۸۹	۱۶ محرم ۔ ۴ اپریل	سید چراغ شاہ	پیر کالونی لاہور
۱۹۶۹	۱۳۸۹	یکم ربیع الاول ۱۸ مئی	خواجہ سید فضل شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۶۹	۱۳۸۹	۹ ربیع الاول ۲۶ مئی	سیدی مرشدی خواجہ سید محمد سعید شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۶۹	۱۳۸۹	۲۶ ربیع الثانی ۱۲ جولائی	مولانا علی محمد جماعتی	قصور
۱۹۷۰	۱۳۹۰	۲۳ محرم / یکم اپریل	میاں رحمت علی	گھنگ شریف
-	-	-	سید روشن دین چوراہی	چورہ شریف
۱۹۷۰	۱۳۹۰	-	حافظ محمد نواز	لاہور
۱۹۷۱	۱۳۹۰	۳۱ جولائی	خواجہ سید ولایت شاہ	علی پور گجرات
۱۹۷۱	۱۳۹۱	۱۴ ربیع الاول	خواجہ سید محبوب شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۷۱	۱۳۹۱	۱۷ شوال ۶ دسمبر	سید نور بادشاہ چوراہی نورانی پیر	چورہ شریف
۱۹۷۱	۱۳۹۱	۱۷ شوال ۶ دسمبر	مفتی مظفر احمد	کراچی
۱۹۷۱	۱۳۹۱	۲ ذیقعد ۲۱ دسمبر	مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی	لاہور
۱۹۷۳	۱۳۹۳	۲۶ صفر ۔ ۳۱ مارچ	خواجہ عبداللہ جان فاروقی	ٹنڈو سائیں داد
۱۹۷۳	۱۳۹۳	۵ ربیع الاول ۹ اپریل	خواجہ سید حسن شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۷۳	۱۳۹۳	۱۵ ربیع الاول ۱۸ اپریل	خواجہ فضل عثمان فاروقی	قلعہ جواد کابل
۱۹۷۵	۱۳۹۵	۵ ربیع الثانی ۔ ۱۸ اپریل	مولانا عبدالعزیز مرتضائی	قصور
۱۹۷۵	۱۳۹۵	ربیع الثانی ۔ ۱۱ اپریل	خواجہ غلام محی الدین	نیریاں شریف
۱۹۷۵	۱۳۹۵	۲۲ رمضان ۲۸ ستمبر	خواجہ محمد ہاشم جان فاروقی	ٹنڈو سائیں داد
۱۹۷۵	۱۳۹۵	۷ ذیقعد ۱۱ نومبر	خواجہ سید محمد معصوم بادشاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۷۵	۱۳۹۵	۲ ذوالحجہ ۷ دسمبر	خواجہ محمد اسحاق جان فاروقی	ٹکھڑ حیدرآباد
۱۹۷۷	۱۳۹۷	۲۳ رجب ۱۱ جولائی	خواجہ سید محمد صدیق چوراہی	چورہ شریف
۱۹۷۷	۱۳۹۷	۲۵ شعبان ۱۱ اگست	خواجہ سید ارشاد حسین چوراہی	چورہ شریف

سن عیسوی	سن ہجری	تاریخ وصال	اسمائے گرامی	مدفن
۱۹۷۹	۱۳۹۹	یکم صفر / یکم جنوری	خواجہ سید ناظر حسین چوراہی	چورہ شریف
۱۹۸۰	۱۴۰۰	۲۰ جمادی الثانی / ۶ مئی	خواجہ سید محمد بخش چوراہی	چورہ شریف
۱۹۸۱	۱۴۰۱	نومبر	صوفی محمد دین	گوجرہ فیصل آباد
۱۹۸۴	۱۴۰۴	۸ جمادی الاول ۲۳ فروری	سید فیض الحسن آلو مہاری	آلو مہار شریف
۱۹۸۴	۱۴۰۴	۱۳ شعبان / ۲۷ اپریل	سید خادم حسین شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۸۵	۱۴۰۶	۴ ربیع الاول ۱۸ نومبر	سید جلال الدین	بھکھی شریف
۱۹۸۶	۱۴۰۶	ذیقعد ۲۱ جولائی	سید محمد ایوب شاہ چوراہی	جنت البقیع مدینہ
۱۹۸۶	۱۴۰۷	۳۰ جمادی الاول ۱۷ دسمبر	مولانا محمد سعید لاہوری	لاہور
۱۹۸۷	۱۴۰۷	دسمبر	حافظ سید ظہور علی چوراہی	چورہ شریف
۱۹۸۷	۱۴۰۷	۲۹ ذیقعد ۲۷ جولائی	سید علی حسین شاہ	علی پور شریف
۱۹۸۷	۱۴۰۷	جولائی	میاں اکبر علی	سرانوالی سانگلہ ہل
۱۹۸۷	۱۴۰۷	اپریل	علامہ مفتی محمد محمود الوری	حیدر آباد
۱۹۸۷	۱۴۰۸	-	سید غلام نقشبند چوراہی	چورہ شریف
۱۹۸۸	۱۴۰۸	رجب ۲۶ فروری	سید انور حسین چوراہی	چورہ شریف
۱۹۸۹	۱۴۰۹	۱۵ جمادی الثانی ۲۴ جنوری	خواجہ فضل الرحمٰن فاروقی	لاہور
۱۹۲۱	۱۳۴۰	۹ رمضان المبارک	سید سیدن شاہ چوراہی	چورہ شریف
۱۹۴۶	۱۳۶۵	۲۴ ربیع الثانی	سید منظور حسین چوراہی	چورہ شریف
۱۹۸۰	۱۴۰۰	۱۸ صفر ۷ جنوری	مولانا حامد علی خاں	ملتان

فہرست جواہر نقشبندیہ مطابق حروفِ تہجی

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	الف	
۱	اللہ جل جلالہٗ	۷۲
۲	احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم	۸۷
۳	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۲۱
۴	ابوالحسن علی خرقانیؒ	۱۵۵
۵	ابوالخیر محی الدین فاروقیؒ	۷۰۱
۶	ابوالحسن زید فاروقی	۷۰۲
۷	ابوسعید فاروقیؒ	۶۸۷
۸	ابوالقاسم کرگانی	۱۶۳
۹	احمد شیخ مجدد الف ثانیؒ	۲۴۷
۱۰	احمد شیخ برکی	۵۶۷
۱۱	احمد سید کردی	۶۸۰
۱۲	احمد اللہ عثمانی پانی پتی	۶۷۳
۱۳	احمد حسین قاری فیروزپوری	۷۱۳
۱۴	احمد دین مولانا بگوی	۶۸۶
۱۵	احمد سعید فاروقی	۶۸۹
۱۶	احمد صدیق خواجہ	۱۷۵
۱۷	احمد شاہ خلیفہ افغان	۳۹۷
۱۸	احمد شاہ سید چوراہی	۴۹۸
۱۹	احمد فقیر خلیفہ چورہ	۳۹۲
۲۰	احمد گل سید چوراہی	۴۰۲
۲۱	احمد نبی سید چوراہی	۴۶۵
۲۲	آدم سید بنوری	۵۶۵
۲۳	ارشاد حسین سید چوراہی	۵۰۱
۲۴	اسماعیل سید مدنی	۶۷۹
۲۵	افتخار الحسن سید	۶۱۰
۲۶	اکبر شاہ سید چوراہی	۵۱۶
۲۷	اکبر علی میاں سرانوالی	۵۳۱
۲۸	اکرام الدین سید بخاری	۶۳۹
۲۹	اللہ نور خلیفہ افغان	۳۸۶
۳۰	امام شاہ سید چوراہی	۵۱۵
۳۱	امام دین مولانا ساتے پوری	۵۸۹
۳۲	امام علی سید مکان شریف	۶۴۴
۳۳	امام دین مولانا بنگال	۶۸۳
۳۴	امکنگی پیر خواجہ	۲۳۱
۳۵	امیر بادشاہ سید چوراہی	۵۱۴
۳۶	امیر الدین خواجہ بابا کوٹلہ	۶۴۵

نمبر	نام	صفحہ
۳۷	امیر شمس الدین سید کلال	۱۹۲
۳۸	امیر شاہ سید	۱۹۵
۳۹	انور حسین سید چوراہی	۵۱۵
۴۰	اولیاء کبیر خواجہ	۱۷۵
	ب	
۴۱	بایزید سلطان العارفین بسطامی	۱۴۸
۴۲	باقی باللہ محمد خواجہ	۲۳۴
۴۳	بدر الدین علامہ سرہندی	۵۴۱
۴۴	بدیع الدین شیخ سہارنپوری	۵۵۷
۴۵	برہان الدین امیر	۱۹۴
۴۶	بشارت اللہ مولانا بہرائچی	۶۸۱
۴۷	بوعلی خواجہ فارمدی	۱۶۴
۴۸	بہاؤالدین سید شہنشاہ نقشبند	۱۹۹
۴۹	بہادر حاجی کوہاٹ	۷۴۹
	پ	
۵۰	پُھل حسین سید چوراہی	۵۰۳
	ت	
۵۱	توکل شاہ خواجہ انبالوی	۷۱۵
	ث	
۵۲	ثناء اللہ قاضی پانی پتی	۶۷۱
	ج	
۵۳	جان محمد مولانا شیخ الحرم	۶۷۷
۵۴	جان محمد خلیفہ	۳۹۲
۵۵	جمال الدین شیخ	۱۹۶
۵۶	جمال اللہ حافظ سید رام پوری	۳۲۵
۵۷	جعفر صادق امام المسلمین	۱۴۲
۵۸	جلال الدین علامہ سید مکھی	۶۶۴
۵۹	جماعت علی سید امیر ملت	۴۱۶
۶۰	جماعت علی سید لاثانی	۴۱۹
۶۱	جمیل احمد میاں شرق پور	۶۵۶
	چ	
۶۲	چراغ شاہ سید لاہور	۶۰۵
۶۳	چنن شاہ سید آلومہار	۵۷۸
	ح	
۶۴	حامد شیخ لاہور	۷۵۱
۶۵	حامد حسن پروفیسر فریدی	۵۹۸
۶۶	حامد علی خان مولانا ملتان	۶۹۹
۶۷	حاکم علی ابوالرضا شاہ	۶۵۸
۶۸	حسن علی خلیفہ بھوت مار	۳۸۹
۶۹	حسن شاہ سید چوراہی	۵۲۵
۷۰	حمزہ امیر	۱۹۵
۷۱	حمید شیخ بنگالی	۵۵۴
۷۲	حضرت شاہ سید چوراہی	۵۱۱
۷۳	حضرت جی یحییٰ اٹک	۷۵۸
۷۴	حیدر شاہ سید چوراہی	۴۷۱

	خ	
۷۵	خادم حسین سید چوراہی	۵۰۰
۷۶	خالد کردی مولانا رومی	۶۷۸
۷۷	خان عالم بادلی شریف	۳۹۴
۷۸	خدابخش خلیفہ بنی والا	۳۹۷
۷۹	خضر خاں حاجی افغان	۵۵۹
۸۰	خطیب احمد شاہ فاروقی	۶۷۲
	د۔ ڈ۔ ذ	
۸۱	دوست محمد مولانا حافظ للّٰہی	۷۳۹
۸۲	دوست محمد حاجی قندھاری	۷۰۶
۸۳	دین محمد سید حاجی چوراہی	۴۲۲
۸۴	دیدار شاہ سید چوراہی	۴۹۶
	ر	
۸۵	راحم دل خواجہ سید قندھاری	۷۴۵
۸۶	رحمت علی میاں گھنگ	۶۶۰
۸۷	رسول شاہ سید چوراہی	۵۰۲
۸۸	رکن الدین مولانا شاہ الوری	۶۴۶
۸۹	رفیع الدین شاہ دہلوی	
۹۰	روف احمد شاہ فاروقی	۶۷۵
۹۱	روشن دین سید چوراہی	۴۷۷
	ز	
۹۲	زہدی پیر لاہوری	۷۵۲

	س	
۹۳	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۳۶
۹۴	سراج دین پیر مستی	۲۱۴
۹۵	سرور شاہ سید چوراہی	۴۷۹
۹۶	سعد اللہ شاہ حافظ	۶۸۰
۹۷	سعد اللہ گلشن دہلوی	۶۴۳
۹۸	سعدی شیخ بخاری	۷۵۱
۹۹	سلیم الدین مولانا لاہوری	۷۵۹
۱۰۰	سیدن شاہ سید چوراہی	۵۱۳
۱۰۱	سیف الدین مناری	۲۱۴
۱۰۲	سیف الدین خوشخاں	۲۱۴
۱۰۳	سیف الدین خواجہ فاروقی	۳:۹
	ش	
۱۰۴	شاہ محمد سید چوراہی حضرت خورد	۴۳۶
۱۰۵	شاہ آغا عبداللہ جان فاروقی	۶۲۲
۱۰۶	شیر محمد میاں شیر ربانی	۶۵۳
۱۰۷	شیر محمد خواجہ قندھاری	۷۴۵
	ص۔ ض	
۱۰۸	صدیق احمد سید اشریف	۷۲۰
	ضیاء الدین ابو عثمان جامی	۲۲۶
۱۰۹	صوبہ میاں کھاریاں	۳۹۵
	ط۔ ظ	
۱۱۰	ظہور علی شاہ اقدس سید چوراہی	۳۶۲

	ع		۱۳۳	عبدالقادر شاہ دہلوی	۶۶۸
-	عبدالرحمٰن نورالدین جامی	۲۲۵			
۱۱۱	عابد حسن مولانا فریدی	۵۹۷	۱۳۴	عبدالکریم حافظ راولپنڈی	۴۲۰
۱۱۲	عارف خواجہ ریوگری	۱۸۲	۱۳۵	عبدالکریم مولانا ملتان	۷۰۸
۱۱۳	عارف مولانا دیگ گرانی	۱۹۵	۱۳۶	عبیداللہ احرار خواجہ	۲۱۸
۱۱۴	عالم دین قاضی	۶۱۰	۱۳۷	عبداللہ خواجہ خورد	۵۷۳
۱۱۵	عبدالاحد شیخ شاہ گل فاروقی	۶۴۰	۱۳۸	عبیداللہ خواجہ کلاں	۵۷۲
۱۱۶	عبدالحکیم میاں قندھاری	۷۴۴	۱۳۹	عبداللہ جان شاہ آغا	۶۲۲
۱۱۷	عبدالحیٔ شیخ حصاری	۵۷۰	۱۴۰	عبدالمغنی شاہ فاروقی	۶۹۱
۱۱۸	عبدالرحیم شاہ شہید بنگال	۵۷۶	۱۴۱	علاؤالدین خواجہ عطار	۲۱۰
۱۱۹	عبدالاحد سرہندی فاروقی	۲۵۷	۱۴۲	علاؤالدین خواجہ غجدوانی	۲۱۴
۱۲۰	عبدالرحیم شاہ دہلوی بعبدالرحمٰن جلبیؒ	۷۶۲	۱۴۳	عجب نور خلیفہ	۳۸۶
۱۲۱	عبدالرحیم خواجہ باغدری	۵۸۷	۱۴۴	عجائب علی شاہ سید چوراہی	۴۶۴
۱۲۲	عبدالرشید شاہ فاروقی	۶۹۴	۱۴۵	علی ابوالحسن خرقانی	۱۵۵
۱۲۳	عبدالرسول خواجہ صدیقی قصوری	۷۲۳	۱۴۶	علی رامیتنی عزیزاں	۱۸۵
۱۲۴	عبدالرسول مولانا للہی	۷۴۰	۱۴۷	علی محمد مولانا جاحتی	۵۹۰
۱۲۵	عبدالخالق خواجہ غجدوانی	۱۷۲	۱۴۸	علی حسین سید علی پوری	۶۰۲
۱۲۶	عبدالخالق جہانخیلی	۷۱۲	۱۴۹	عمر امیر	۱۹۵
۱۲۷	عبدالسلام اخوند وکیل بادشاہ	۷۵۵	۱۵۰	عنایت اللہ حافظ رام پوری	۶۹۹
۱۲۸	عبدالعزیز شاہ فاروقی محدثؒ	۷۶۶		غ	
۱۲۹	عبدالعزیز مرتضائی لاہور	۷۳۰	۱۵۱	غلام اللہ میاں شرقپوری	۶۵۵
۱۳۰	عبدالغفور مخدوم حافظ پشاوری	۷۵۴	۱۵۲	غلام اللہ مولانا قصوری	۷۲۸
۱۳۱	عبدالغفار شاہ بہیر	۷۷۶	۱۵۳	غلام حسن سوہاگ خواجہ	۷۰۸
۱۳۲	عبدالغنی شاہ فاروقی	۶۹۱	۱۵۴	غلام حیدر قاضی	۵۲۶

۱۵۵	غلام رسول مولوی عالم پوری	۶۲۲
۱۵۶	غلام دستگیر قصوری	۷۲۴
۱۵۷	غلام علی شاہ عبداللہ دہلوی	۶۷۴
۱۵۸	غلام مجدد خواجہ فاروقی	۶۲۹
۱۵۹	غلام محمد شاہ سید چوراہی	۵۱۹
۱۶۰	غلام محمد مولانا بگوی	۴۲۱
۱۶۱	غلام محمد مولانا ترنم	۵۹۱
۱۶۲	غلام محی الدین خواجہ قصوری	۷۲۱
۱۶۳	غلام محی الدین مولانا بگوی	۶۸۴
۱۶۴	غلام محی الدین خواجہ نیریاں	۵۸۵
۱۶۵	غلام مرتضٰے خواجہ بیربل	۷۳۴
۱۶۶	غلام مرتضٰے خواجہ لاہوری	۷۲۹
۱۶۷	غلام نبی خواجہ للّہی	۷۳۷
۱۶۸	غلام نبی مولوی قریشی	۴۲۰
۱۶۹	غلام نقشبند سید چوراہی	۴۸۳
	ف	
۱۷۰	فتح محمد مولانا اچھروی	۷۳۱
۱۷۱	فضل شاہ سید چوراہی	۴۷۵
۱۷۲	فضل دین مولوی گجرات	۳۹۳
۱۷۳	فضل الرحمٰن مولانا گنج مرادآباد	۶۳۶
۱۷۴	فضل الرحمٰن خواجہ فاروقی	۶۲۸
۱۷۵	فضل اللہ مولانا عثمانی	۶۷۳
۱۷۶	فضل عثمان خواجہ فاروقی	۶۲۶

۱۷۷	فضل عمر ملا شور بازار	۶۲۵
۱۷۸	فقیر اللہ شاہ علوی	۷۶۱
۱۷۹	فقیر محمد سید خواجہ چوراہی	۳۰۴
۱۸۰	فقیر محمد خلیفہ چورہ	۳۹۰
۱۸۱	فیض الحسن سید آلو مہار	۵۸۱
۱۸۲	فیض محمد خواجہ سید پیر قندھاری	۷۳۶
	فیض اللہ سید تیراہی	۳۳۳
	ق	
۱۸۳	قاسم امام بن محمد بن ابوبکر	۱۴۰
۱۸۴	قادر بخش خواجہ جہانخیلی	۷۱۱
۱۸۵	قادر شاہ سید چوراہی	۴۸۵
۱۸۶	قطب الدین سید حیدر	۳۲۳
۱۸۷	قطب الدین مولانا جھنگوی	۵۹۳
	ک	
۱۸۸	کرم اللہ مولانا دہلوی محدث	۶۸۲
۱۸۹	کریم الدین شیخ باباحسن ابدالی	۵۶۹
۱۹۰	کبیر علی شاہ سید چوراہی	۴۷۵
	گ ۔ ل	
۱۹۱	گل بادشاہ سید چوراہی	۵۰۸
۱۹۲	گل نبی خواجہ سید چوراہی	۴۵۰
	م	
	محبوب عالم سیدوی گجراتی	۷۱۹
۱۹۳	محبوب شاہ سید چوراہی	۴۷۶
۱۹۴	محبوب شاہ امرتسری	۵۹۵
۱۹۵	محمد ارشاد حسین مولانا فاروقی	۶۹۸

۱۹۶	محمد اسحاق جان خواجہ فاروقی	۶۲۴	۲۱۹	محمد حسین سید علی پور سیداں	۵۸۸
۱۹۷	محمد اسلام خلیفہ سرانوالی	۴۴۶	۲۲۰	محمد حسین مولانا قصوری	۵۹۴
۱۹۸	محمد اسماعیل جان خواجہ فاروقی	۶۲۳	۲۲۱	محمد حسین حاجی مولانا	۷۳۲
۱۹۹	محمد اسماعیل حاجی غوری	۷۵۲	۲۲۲	محمد حیات پیر سیالکوٹی	۵۹۶
۲۰۰	محمد اسماعیل سید کرمانوالہ	۶۶۱	۲۲۳	محمد درویش مولانا خواجہ	۳۲۸
۲۰۱	محمد آسی مولانا امرتسری	۷۰۳	۲۲۴	محمد دائم سید بنگال	۵۷۷
۲۰۲	محمد اشرف خواجہ فاروقی سرہندی	۲۹۸	۲۲۵	محمد دوران بادشاہ سید چوراہی	۴۵۴
۲۰۳	محمد آفاق شاہ خواجہ فاروقی	۶۳۱	۲۲۶	محمد دین صوفی	۶۰۷
۲۰۴	محمد افضل حاجی	۵۷۵	۲۲۷	محمد دیدار علی علامہ سید الوری	۶۳۷
۲۰۵	محمد امین سید آلو مہار	۵۷۹	۲۲۸	محمد زاہد مولانا وخشی	۲۲۴
۲۰۶	محمد امین مفتی	۷۴۱	۲۲۹	محمد زبیر خواجہ قیوم رابع سرہندی	۳۲۱
۲۰۷	محمد ایوب شاہ سید چوراہی	۵۲۷	۲۳۰	محمد سعید خواجہ فاروقی سرہندی	۲۹۹
۲۰۸	محمد بابا سماسی	۱۸۹	۲۳۱	محمد سعید شاہ سید چوراہی	۵۲۸
۲۰۹	محمد باقر شیخ لاہوری	۵۷۴	۲۳۲	محمد سعید مولانا لاہوری	۶۶۳
۲۱۰	محمد بخش خلیفہ بادلی شریف	۳۹۷	۲۳۳	محمد سعید حاجی لاہوری	۶۸۱
۲۱۱	محمد بخش سید چوراہی	۵۱۸	۲۳۴	محمد سید بادشاہ سید چوراہی	۴۵۵
۲۱۲	محمد بخش خواجہ لکھن شریف	۵۸۵	۲۳۵	محمد سید شاہ سید چوراہی	۴۷۸
۲۱۳	محمد بشیر مولانا کوٹلی لوہاراں	۶۱۳	۲۳۶	محمد شریف مولانا قندھاری	۶۹۲
۲۱۴	محمد پارسا خواجہ	۲۰۸	۲۳۷	محمد شریف مولانا کوٹلی لوہاراں	۶۱۲
۲۱۵	محمد حسن جان خواجہ فاروقی	۶۱۵	۲۳۸	محمد شفیع سید چوراہی	۴۸۲
۲۱۶	محمد حسن مولانا کوٹلہ کیرت پور	۷۴۲	۲۳۹	محمد صادق خواجہ فاروقی سرہندی	۲۹۴
۲۱۷	محمد حسین جان خواجہ فاروقی	۶۱۸	۲۴۰	محمد صبغۃ اللہ خواجہ فاروقی سرہندی	۳۱۵
۲۱۸	محمد حسین، سید آلو مہار	۵۸۰	۲۴۱	محمد صدیق خواجہ فاروقی سرہندی	۳۱۸

۲۴۲	محمد صدیق سید چوراہی	۴۹۰	۲۶۵	محمد معصوم خواجہ فاروقی دہلوی	۶۹۵
۲۴۳	محمد موبہ مہر لاہوری	۷۲۸	۲۶۶	محمد منظور احمد مفتی دہلوی	۶۵۱
۲۴۴	محمد طاہر شیخ بندگی لاہوری	۵۵۵	۲۶۷	محمد نعمان میر سید	۵۵۱
۲۴۵	محمد عابد مفتی لاہوری	۶۴۱	۲۶۸	محمد نعیم شیخ جلال آبادی	۷۵۰
۲۴۶	محمد عادل قاضی سید چوراہی	۵۰۵	۲۶۹	محمد نقشبند ثانی قیوم ثالث سرہندی	۳۱۹
۲۴۷	محمد عالم خواجہ قندھاری	۷۲۵	۲۷۰	محمد نواز حافظ	۶۰۷
۲۴۸	محمد عبیداللہ خواجہ فاروقی سرہندی	۳۱۵	۲۷۱	محمد ہاشم خواجہ کشمی	۵۶۲
۲۴۹	محمد عثمان خواجہ حاجی	۷۰۷	۲۷۲	محمد ہاشم خواجہ فاروقی	۶۲۰
۲۵۰	محمد عمر شاہ فاروقی	۶۹۶	۲۷۳	محمد یار خلیق مولانا فاروقی	۷۳۶
۲۵۱	محمد عمر مولانا اچھروی	۶۵۷	۲۷۴	محمد یحییٰ خواجہ فاروقی سرہندی	۲۹۸
۲۵۲	محمد عمر میاں چمکنی	۷۶۰	۲۷۵	محمدی اخوندزادہ	۷۶۱
۲۵۳	محمد عمر مولانا بیربل	۷۳۵	۲۷۶	محمود انجیر فغنوی	۱۸۳
۲۵۴	محمد عیسیٰ خواجہ فاروقی	۲۹۷	۲۷۷	محمود حاجی حافظ	۷۱۰
۲۵۵	محمد عیسیٰ سید	۳۲۸	۲۷۸	محمود شاہ سید چوراہی	۵۲۲
۲۵۶	محمد غوث شاہ سید لاہوری	۷۵۶	۲۷۹	محمود الحسن سید چوراہی	۵۴۲
۲۵۷	محمد فرخ خواجہ فاروقی سرہندی	۲۹۷	۲۸۰	محمود شاہ سید گجراتی	۶۰۱
۲۵۸	محمد قاسم خواجہ موہڑوی	۵۸۳	۲۸۱	محمود شاہ شیخ لاہوری	۶۸۳
۲۵۹	محمد محسن حافظ دہلوی	۵۷۵	۲۸۲	محی الدین ابوالخیر فاروقی دہلوی	۷۰۱
۲۶۰	محمد محمود مفتی الوری	۶۴۷	۲۸۳	مختار الحسن سید چوراہی	۵۴۴
۲۶۱	محمد مسعود سید الہروی	۶۰۸	۲۸۴	مراد اللہ مولانا تھانیسری	۶۷۰
۲۶۲	محمد مظفر احمد مفتی دہلوی	۶۵۰	۲۸۵	مست علی خلیفہ میترانوالی	۳۹۹
۲۶۳	محمد مظہر خواجہ فاروقی	۶۹۷	۲۸۶	مستی پیر	۲۱۴
۲۶۴	محمد معصوم خواجہ قیوم ثانی سرہندی	۳۰۸	۲۸۷	مسعود احمد پروفیسر ڈاکٹر	۶۵۲

۲۸۸	مسعود الحسن سید صوفی چوراہی	۵۲۳
۲۸۹	مظہر اللہ مفتی اعظم دہلی	۶۴۸
۲۹۰	مظہر جان جاناں مرزا شہید دہلوی	۶۶۷
۲۹۱	معصوم بادشاہ سید چوراہی	۴۵۸
۲۹۲	مُلّاں بہادر خلیفہ گڑھی	۳۹۸
۲۹۳	مقبول حسین سید چوراہی	۴۸۹
۲۹۴	منظور حسین سید چوراہی	۵۰۲
۲۹۵	میر جان کابلی لاہوری	۶۹۳
—	مقبول الرسول مفتی	۷۲۵
	ن	
	نبی بخش حلوائی	۶۰۵
۲۹۶	نادر شاہ سید بانکے پیر چوراہی	۴۶۰
۲۹۷	ناصر عندلیب میر دہلوی	۶۴۴
۲۹۸	ناظر حسین سید چوراہی	۵۰۴
۲۹۹	نامدار شاہ ہادی نتھیال	۳۸۷
۳۰۰	نظیر احمد خواجہ موہڑوی	۵۸۴
۳۰۱	نعیم اللہ مولانا بہرائچی	۶۶۹
۳۰۲	نواب دین صوفی موہروی	۶۱۴
۳۰۳	نور احمد مولانا امرتسری	۷۰۴
۳۰۴	نور الحسن سید کیلیانوالہ	۶۹۲
۳۰۵	نور الدین مولانا چکوڑی شریف	۷۳۳
۳۰۶	نور بخش علامہ توکلی	۷۱۷
۳۰۷	نور بادشاہ سید چوراہی	۴۶۳
۳۰۸	نور شاہ سید چوراہی	۴۶۲
۳۰۹	نور محمد شیخ پٹنی	۵۵۳
۳۱۰	نور محمد سید اباجی چوراہی	۳۲۱
۳۱۱	نور محمد سید بدایونی	۶۶۵
۳۱۲	نور محمد خواجہ قندھاری	۷۴۴
۳۱۳	نور محمد شیخ پشاوری	۷۴۸
۳۱۴	نور محمد مولانا مدقق لاہوری	۷۵۰
۳۱۵	نور محمد پیر لاہوری	۷۲۷
	و - ہ	
۳۱۶	ولایت شاہ سید گجراتی	۵۹۹
۳۱۷	ولی اللہ شاہ محدث دہلوی	۷۶۴
۳۱۸	ولی اللہ مولانا حافظ لاہوری	۶۳۴
۳۱۹	ولی اللہ شاہ ننگرہاری	۷۵۰
	ی	
	یادگار شیخ	۱۹۶
۳۲۰	یار محمد جدید خواجہ طالقانی	۵۶۹
۳۲۱	یار محمد قدیم خواجہ طالقانی	۵۶۸
۳۲۲	یحییٰ حضرت جی خواجہ	۷۵۸
۳۲۳	یعقوب مولانا چرخی	۲۱۵
۳۲۴	یوسف خواجہ ہمدانی	۱۶۸

فہرست تشریحی نوٹ مطابق حروف تہجی

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	الف	
۱	ابوحنیفہ نعمان امام اعظم	۱۴۴
۲	ابوتراب بخشی شیخ	۱۵۱
۳	ابوسعید ابوالخیر شیخ	۱۴۹
۴	ابوالعباس شیخ قصاب آملی	۱۵۶
۵	ابوالقاسم قشیری شیخ	۱۵۷
۶	ابوعثمان مغربی شیخ	۱۶۵
۷	احمد جام شیخ الاسلام زندہ پیل	۱۶۵
۸	احمد یسوی	۱۶۹
۹	اصفہانی مولانا	۱۸۱
	ب .... ث	
۱۰	بابا ولی کشمیری	۲۳۶
۱۱	بوعلی رودباری شیخ	۱۶۵
۱۲	بوعلی کاتب المصری شیخ	۱۶۵
	ج چ	
۱۳	جان محمد شیخ سہروردی لاہوری	۷۵۳
۱۴	جلال الدین علامہ سیوطی	۲۸۵
۱۵	جلال الدین سید بخاری مخدوم جہانیاں	۲۴۹
۱۶	جنید سید الطائفہ بغدادی	۱۴۹
	ح خ	
۱۷	حافظ الدین بخاری	۱۸۳
۱۸	حسن شیخ انداقی	۱۷۰
۱۹	خرم شاہجہاں بادشاہ	۲۹۸
۲۰	خلیل اتا شیخ	۲۰۲
	د ڈ	
۲۱	داؤد طائی امام	۱۴۵
	ذ	
۲۲	ذوالنون مصری	۱۵۰
	ر ز	
۲۳	زندہ فقیہ	۷۵۷
۲۴	زین الدین مولانا	۲۰۴
	س	
۲۵	سفیان امام ثوری	۱۴۴
۲۶	سفیان بن عیینہ امام	۱۴۴

نمبر	نام	صفحہ
۲۷	سلطان شیخ تھانیسری	۲۶۰
۲۸	سلیم شیخ چشتی	۲۵۴
	ش	
۲۹	شرف الدین بوعلی قلندر	۲۵۰
۳۰	شریف میر سید جرجانی	۲۱۱
۳۱	شفیق شیخ بلخی	۱۵۱
	ص ... ظ	
۳۲	صادق مولانا حلوائی	۲۳۴
	ع غ	
۳۳	عبداللہ شیخ برقی	۱۷۱
۳۴	عبدالحق شیخ محدث دہلوی	۲۵۵
۳۵	عبدالحکیم علامہ سیالکوٹی	۲۶۵
۳۶	عبدالرحمن مفتی کابلی	۲۶۸
۳۷	عبدالقادر ملا بدایونی عبدالقادر غوث الاعظم	۲۵۵ / ۱۷۰
۳۸	عبدالقدوس شیخ گنگوہی	۲۵۳
۳۹	عبدالنبی شیخ نقشبندی	۷۵۸
۴۰	علی داتا گنج بخش ہجویری	۱۹۳
۴۱	غلام محمد مولانا گھوٹوی	۴۰۰
	ف ق	
۴۲	فریدالدین مسعود خواجہ گنج شکر	۵۹۷
۴۳	قشم شیخ	۲۰۲
	ک گ ل	
۴۴	کلیم اللہ خواجہ دہلوی	۷۵۷
۴۵	کمال مولانا کشمیری	۲۵۸
۴۶	گنگو حاجی	۷۵۷
	م	
۴۷	مالک امام المسلمین	۱۴۴
۴۸	محمد بن محمد الغزالی حجۃ الاسلام	۱۹۷
۴۹	محمد احسن حافظ دراز	۷۳۸
۵۰	محمد سچیار پیر	۷۵۷
۵۱	محمد واسع شیخ	۲۰۰
۵۲	محی الدین اورنگزیب عالمگیر	۳۱۳
۵۳	محی الدین شاہ الوری	۴۴۶
۵۴	محمود غزنوی سلطان	۱۵۸
۵۵	میراں بھیکھ سید چشتی	۷۵۷
	ن و ہ ی	
۵۶	یحییٰ بن سعید انصاری	۱۲۱
۵۷	یعقوب شیخ کشمیری	۲۵۸

مآخذ و مراجع

سن اشاعت	طابع	مصنف	کتب	نمبر شمار
—		ترجمہ شاہ احمد رضا خاں	قرآن کریم	۱
۱۹۸۳/۱۴۰۳	دینی کتب خانہ لاہور	امام ولی الدین الخطیب	مشکوٰۃ شریف	۲
۱۹۸۳/۱۴۰۳	سہیل اکیڈمی لاہور	محمد فواد الباقی مصری	المعجم المفہرس	۳
		قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مترجم	تفسیر مظہری (ترجمہ)	۴
۱۹۸۰/۱۴۰۰	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی	مولانا سید عبدالدائم جلالی		
		علامہ جلال الدین سیوطی	الاتقان فی علوم القرآن	۵
۱۹۸۲/۱۴۰۲	ادارہ اسلامیات لاہور	مترجم مولانا محمد حلیم انصاری	(سیوطی)	
-	رؤف اکیڈمی لاہور	امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی	مکتوبات امام ربانی فارسی	۶
۱۹۷۶/۱۳۹۶	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی	ترجمہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی	مکتوبات امام ربانی اردو	۷
۱۹۶۸/۱۳۸۸	ادارہ مجددیہ کراچی	امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی	مکاشفات عینیہ (ترجمہ)	۸
"	"	"	معارف لدنیہ "	۹
۱۹۶۵/۱۳۸۵	"	"	رسالہ تہلیلیہ "	۱۰
۱۹۸۰/۱۴۰۰	مکتبہ ایشق استنبول	امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی	اثبات النبوت عربی	۱۱
۱۹۷۷/۱۳۹۷	"	"	مبداء و معاد فارسی	۱۲
۱۹۷۳/۱۳۹۳	حاجی عبدالغفار کراچی	"	تائید اہل سنت اردو	۱۳
۱۹۶۷/۱۳۸۶	ادارہ مجددیہ کراچی	حواشی حضرت مجدد الف ثانی	رباعیات خواجہ باقی باللہ	۱۴
۱۹۷۹/۱۳۹۹	الفرقان، لکھنؤ	تلخیص ترجمہ نسیم احمد امروہوی	مکتوبات خواجہ محمد معصوم	۱۵
۱۹۶۹/۱۳۸۹	بستان ادب لاہور	خواجہ محمد ہاشم کشمی	زبدۃ المقامات	۱۶

۱۷	حضرات القدس (اوّل ترجمہ)	علامہ بدرالدین سرہندی	مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ	۱۹۸۱/۱۴۰۱
۱۸	حضرات القدس دوم "	"	"	۱۹۸۳/۱۴۰۳
۱۹	تاریخ ارض القرآن کامل	سید سلیمان ندوی	دارالاشاعت کراچی	-
۲۰	کتاب الشفاء (ترجمہ)	قاضی حافظ عیاض مترجم مولانا عبدالحکیم اختر	مکتبہ نبویہ، لاہور	۱۹۸۰/۱۴۰۰
۲۱	شرف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ترجمہ)	امام عبدالملک نیشاپوری مترجم، اقبال احمد فاروقی	ملک اینڈ کمپنی لاہور	۱۹۸۴/۱۴۰۴
۲۲	محمد رسول اللہ (ترجمہ)	شیخ محمد رضا جامعہ فواد مصر	تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی	-
۲۳	معارج النبوت (تین جلد) (ترجمہ)	ملا معین واعظ الکاشفی مترجم، اقبال احمد فاروقی	مکتبہ نبویہ، لاہور	۱۹۷۸/۱۳۹۸
۲۴	مدارج النبوت (دو جلد) (ترجمہ)	شیخ عبدالحق محدث دہلوی مترجم مفتی غلام معین الدین	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی	۱۹۸۴/۱۴۰۴
۲۵	جذب القلوب (ترجمہ)	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	"	-
۲۶	اخبار الاخیار (ترجمہ)	"	"	-
۲۷	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط	پروفیسر خورشید احمد فارق دہلی یونیورسٹی	ادارہ اسلامیات لاہور	۱۹۷۸/۱۳۹۸
۲۸	مثنوی معنوی (۶ جلد)	مولانا روم ترجمہ قاضی سجاد حسین	حامد اینڈ کمپنی لاہور	۱۹۷۴/۱۳۹۴
۲۹	کلیات جامی	مولانا عبدالرحمٰن جامی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی	۱۹۸۲/۱۴۰۲
۳۰	شواہد النبوت (جامی)	ترجمہ مولانا بشیر حسین ناظم	مکتبہ نبویہ، لاہور	۱۹۷۵
۳۱	کیمیائے سعادت (غزالی)	ترجمہ پروفیسر محمد یزدانی	ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور	۱۹۷۳/۱۳۹۳
۳۲	مکاشفۃ القلوب " "	ترجمہ تقدس علی خاں	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	۱۹۸۱/۱۴۰۱
۳۳	عوارف المعارف ترجمہ	شیخ شہاب الدین سہروردی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی	۱۹۷۷/۱۳۹۷
۳۴	حیات صوفیہ (نفحات الانس جامی)	تلخیص محمد ادریس الانصاری	ادارہ تبلیغ الاسلام صادق آباد	۱۹۸۱/۱۴۰۱

۲۵	کشف المحجوب (ترجمہ)	حضرت داتا گنج بخش، ترجمہ ابوالحسنات قادری	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور	۱۹۸۸/۱۴۰۸
۳۶	تذکرۃ المحدثین	علامہ غلام رسول سعیدی	حامد اینڈ کمپنی لاہور	۱۹۷۷/۱۳۹۷
۳۷	مشائخ نقشبندیہ مجددیہ	مولانا محمد حسن نقشبندی	اللہ والے کی قومی دکان	-
۳۸	تذکرہ مشائخ نقشبندیہ	علامہ نور بخش توکلی ایم اے تکملہ محمد صادق قصوری	نوری بک ڈپو لاہور	۱۹۷۶/۱۳۹۶
۳۹	سیرت رسول عربی	علامہ نور بخش توکلی	تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور	۱۹۵۷/۱۳۷۷
۴۰	خزینۃ الاصفیاء ترجمہ	مفتی غلام سرور لاہوری	مکتبہ نبویہ، لاہور	۱۹۸۳/۱۴۰۳
۴۱	تذکرہ علمائے ہند ترجمہ	مولوی رحمان علی	پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی	۱۹۶۱/۱۳۸۱
۴۲	اصحابی ترجمہ	" "	مکتبہ نبویہ، لاہور	۱۹۸۵/۱۴۰۵
۴۳	حدائق حنفیہ ترجمہ	مولوی فقیر محمد جہلمی	مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ لاہور	۱۹۸۰/۱۴۰۰
۴۴	سیرۃ مجدد الف ثانی	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی	۱۹۷۶/۱۳۹۶
۴۵	تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور	۱۹۸۷/۱۴۰۷
۴۶	مکتوبات خواجہ باقی باللہ	ترجمہ قاضی عالم دین گوجرانوالہ	اللہ والے کی قومی دکان	-
۴۷	تجلیات امام ربانی	علامہ محمد عبدالحکیم اختر	مکتبہ نبویہ، لاہور	۱۹۷۸/۱۳۹۸
۴۸	حضرت مجدد کا نظریہ توحید	ڈاکٹر برہان احمد فاروقی	مقبول اکیڈمی لاہور	۱۹۶۷/۱۳۸۷
۴۹	حضرت مجدد الف ثانی	سید زوار حسین شاہ	ادارہ مجددیہ کراچی	۱۹۸۳/۱۴۰۳
۵۰	حیات مجدد	پروفیسر محمد فرمان ایم اے	مجلس ترقی ادب، لاہور	۱۹۵۸/۱۳۷۸
۵۱	سوانح عمری شیخ احمد فاروقی	صوفی فضل کریم بی اے	دربار عالیہ موہڑی شریف	۱۹۷۵/۱۳۹۵
۵۲	مختصر حالات امام ربانی	میاں جمیل احمد شرقپوری شریف	نعمت علی خاں لاہور	-
۵۳	مقالات یوم مجدد	"	وسن پورہ لاہور	۱۹۷۵/۱۳۹۵
۵۴	اذکار معصومیہ	خواجہ محمد معصوم فاروقی سرہندی	حکیم عبدالمجید سیفی لاہور	-

۵۵	کنز الہدایات	مولانا مفتی محمد باقر لاہوری	حکیم عبدالمجید سیفی لاہور	۱۳۷۶/۱۹۵۶
۵۶	ارشادات الطالبین	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	〃 〃	〃
۵۷	انساب الانجاب	خواجہ محمد حسن جان فاروقی	مشہور عالم پریس لاہور	۱۳۴۰/۱۹۲۱
۵۸	منتخبات مکتوبات امام ربانی	حضرت مجدد الف ثانی	مکتبہ ایشیق استنبول	۱۳۹۸/۱۹۷۸
۵۹	مقامات احمدیہ	خواجہ محمد امین لاہوری	اللہ والے کی قومی دکان	۱۳۸۸/۱۹۶۸
۶۰	درّ المعارف ترجمہ	شاہ رؤف احمد رافت دہلوی	نوری بک ڈپو لاہور	۱۴۰۳/۱۹۸۳
۶۱	شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی	-
۶۲	انفاس العارفین	〃 〃	〃 〃	-
۶۳	حضرت مجدد اور انکے ناقدین	شاہ ابوالحسن زید فاروقی	شاہ ابوالخیر اکادمی دہلی	۱۳۹۷/۱۹۷۷
۶۴	علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء	〃 〃	مکتبہ سراجیہ موسیٰ زئی شریف	۱۴۰۳/۱۹۸۳
۶۵	مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان	〃 〃	مرکزی مجلس رضا لاہور	۱۴۰۴/۱۹۸۴
۶۶	رسائل نقشبندیہ	قدسیہ خواجہ محمد پارسا۔ انسیہ مولانا یعقوب چرخی۔ رسالہ عزیزاں۔ خواجہ عزیزاں انفاس نفیسہ خواجہ عبیداللہ احرار	مکتبہ نبویہ، لاہور	-
۶۷	تذکرۃ الاولیاء	خواجہ فریدالدین عطار ترجمہ پروفیسر محمد عنایت اللہ	ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور	-
۶۸	پند نامہ	خواجہ فریدالدین عطار	ملک سراج دین لاہور	
۶۹	انوار تیراہی	قاضی سید محمد عادل شاہ چوراہی	-	-
۷۰	برکات نقشبندیہ مع انوار تیراہی	سید محمد شفیع چوراہی	آستانہ عالیہ چورا شریف	۱۳۷۷/۱۹۵۷
۷۱	فیض تیراہی	سید خادم حسین شاہ چوراہی	شیخوپورہ	۱۴۰۳/۱۹۸۳
۷۲	شجرہ طیبہ نقشبندیہ چوراہیہ	خواجہ سید محمد سعید شاہ چوراہی	محمد یوسف محمد خلیل	۱۳۸۸/۱۹۶۸

۷۳	آداب المریدین	شیخ ابوالنجیب سہروردی	اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور	۱۹۸۰/۱۴۰۰
۷۴	آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا محمد صالح نقشبندی	اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ	۱۹۸۰/۱۴۰۰
۷۵	طلع البدر	حافظ سید ظہور علی شاہ	تحریک اخوت اسلامیہ	
		چورہ شریف	چورہ شریف	۱۹۸۷/۱۴۰۷
۷۶	سفینۃ الاولیاء (دارا شکوہ)	ترجمہ محمد علی لطفی	نفیس اکیڈمی کراچی	۱۹۶۱/۱۳۸۱
۷۷	طبقات الکبریٰ	علامہ عبدالوہاب شعرانی		
	(ترجمہ)	ترجمہ سید عبدالغنی وارثی	″ ″	۱۹۶۵/۱۳۸۵
۷۸	تزک جہانگیری (ترجمہ)	جہانگیر شہنشاہ ہند		
		ترجمہ مولانا اعجاز الحق قدوسی	مجلس ترقی ادب لاہور	۱۹۶۸/۱۳۸۸
۷۹	مآثر الامراء جلد اول	صمصام الدولہ شاہنواز خاں		۱۹۶۸/۱۳۸۸
	(ترجمہ)	پروفیسر محمد ایوب قادری	مرکزی اردو بورڈ لاہور	۱۹۶۷/۱۳۸۷
۸۰	مقامات اولیاء	سید افتخار الحسن فیصل آباد۔	مکتبہ رشد و ہدایت فیصل آباد	-
۸۱	رود کوثر	شیخ محمد اکرام	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور	۱۹۸۴
۸۲	تذکرہ	ابوالکلام آزاد	لاہور	-
۸۳	بانگ درا	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور	۱۹۷۸/۱۳۹۸
۸۴	بال جبریل	″	″ ″	″
۸۵	تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	محمد صادق قصوری	ضیاء القرآن لاہور	۱۹۸۸/۱۴۰۸
۸۶	تذکرہ صوفیائے سرحد	اعجاز الحق قدوسی	مرکزی اردو بورڈ لاہور	۱۹۶۶/۱۳۸۶
۸۷	تذکرہ صوفیائے بنگال	″	″ ″	″ ″
۸۸	تذکرہ اکابر اہل سنت	محمد عبدالحکیم شرف قادری	مکتبہ قادریہ لاہور	۱۹۷۹/۱۳۹۹
۸۹	تعارف علمائے اہل سنت	مولانا محمد صدیق ہزاروی	″ ″	″ ″
۹۰	تذکرہ علمائے پنجاب	اختر راہی	مکتبہ رحمانیہ لاہور	۱۹۸۱/۱۴۰۰
۹۱	اکابر تحریک پاکستان	محمد صادق قصوری	مکتبہ رضویہ گجرات	۱۹۷۶/۱۳۹۶

۹۲	تاریخِ لاہور	کنہیا لال کلب علیخان فائق	مجلس ترقی اردو ادب لاہور	۱۹۷۷/۱۳۹۷
۹۳	تذکرہ علمائے اہلسنت لاہور	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی	مکتبہ نبویہ، لاہور	۱۹۸۷/۱۴۰۷
۹۴	مدینۃ الاولیاء	محمد دین کلیم قادری	اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور	۱۹۷۶/۱۳۹۶
۹۵	لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں	〃 〃	مکتبہ تاریخ، لاہور	۱۹۶۸/۱۳۸۸
۹۶	دلی کے بائیس خواجہ	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	المعارف، لاہور	۱۹۸۳/۱۴۰۳
۹۷	وفیات الاخیار	علامہ محمد احسن چشتی صابری	سُنی دارالاشاعت فیصل آباد	۱۹۷۹/۱۳۹۹
۹۸	بزرگانِ لاہور	پیر غلام دستگیر نامی	نوری بک ڈپو، لاہور	۱۹۶۶/۱۳۸۶
۹۹	صوفیائے نقشبند	حکیم سید امین الدین احمد	مقبول اکیڈیمی، لاہور	۱۹۸۴/۱۴۰۴
۱۰۰	انوارِ لاثانی	پروفیسر محمد حسین آسی ایم اے	علی پور سیداں شریف	۱۹۸۵/۱۴۰۵
۱۰۱	تذکرہ شاہ فضل الرحمٰن	مولانا ابوالحسن علی ندوی	لکھنؤ	-
۱۰۲	ادبی لکیراں	پروفیسر سید اختر جعفری	پبلشرز ایمپوریم، لاہور	-
۱۰۳	ذکرِ خیر	خواجہ محبوب عالم سید اشریف	سید اشریف	-
۱۰۴	ذکرِ کثیر	〃 〃	〃	۱۹۷۴/۱۳۹۴
۱۰۵	خیر الخیر	〃 〃	〃	۱۹۷۳/۱۳۹۳
۱۰۶	تنویر الابصار	〃 〃	〃	۱۹۷۴/۱۳۹۴
۱۰۷	ذکرِ محبوب	صاحبزادہ صدیق احمد 〃	〃	۱۹۷۷/۱۳۹۷
۱۰۸	انوارِ مدینہ	ڈاکٹر محمد احمد تبسم	انجمن شاہکار ادب گوجرہ	۱۹۸۱/۱۴۰۱
۱۰۹	فضائل سید المرسلین فی کلام رب العلمین	محمد یوسف مجددی بی اے	جماعت خدام اہلسنت رجسٹرڈ فیصل آباد	۱۹۸۹/۱۴۰۹
۱۱۰	سیرت مجدد الف ثانی	〃 〃	〃 〃	۱۹۸۳/۱۴۰۳
۱۱۱	احوال ابدال	مولانا عبدالعزیز مزنگوی	مکتبہ نبویہ، لاہور	۱۹۷۶/۱۳۹۶

۱۱۲	انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر	مولانا سید ابوالحسن ندوی	مجلس نشریات اسلام کراچی	۱۳۹۹/۱۹۷۹
۱۱۳	قصیدۂ بردہ شریف	امام شرف الدین بوصیری	تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی	-
۱۱۴	شرح قصیدۂ بردہ	علامہ عبدالمالک کھوڑوی	شیخ الاسلام اکیڈیمی قصور	۱۳۹۶/۱۹۷۶
۱۱۵	زیارت گنبد خضریٰ (ترجمہ شفاء السقام)	امام تقی الدین سبکی محدث	قرآن کمپنی لمیٹڈ لاہور	-
۱۱۶	گنجینۂ تصوف	پیر ہدایت الحق نقشبندی	دربارِ غوثیہ حضرو اٹک	-
۱۱۷	راہِ نجات	مفتی محمد امین فیصل آباد	مرکزی جماعت غوثیہ فیصل آباد	۱۴۰۱/۱۹۸۱
۱۱۸	جنتی گروہ	"	حیدر آباد	۱۴۰۳/۱۹۸۳
۱۱۹	تذکرہ اولیاء بہاولپور	علامہ دین محمد عباسی	اوچ شریف	-
۱۲۰	الفیض	سید علی حسین شاہ	فیض آباد زالیانوالہ	-
۱۲۱	امداد السلوک	شیخ قطب الدین ترجمہ محمد عاشق الٰہی	ادارہ اسلامیات لاہور	۱۴۰۴/۱۹۸۴
۱۲۲	منتخبات مکتوبات معصومیہ	خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی	ایشق کتابوی ترکی	۱۳۹۹/۱۹۷۹
۱۲۳	مسلکِ مجدد	میاں جمیل احمد شرقپوری	" "	" "
۱۲۴	الاصول الاربعہ تردید الوہابیہ	خواجہ محمد حسن فاروقی	" "	۱۳۹۸/۱۹۷۸
۱۲۵	عقائدِ صحیحہ فی تردید الوہابیہ	" "	" "	۱۴۰۳/۱۹۸۳
۱۲۶	طریق النجات	" ترجمہ محمد ہاشم جان	" "	۱۳۹۸/۱۹۷۸
۱۲۷	کریما	شیخ سعدی شیرازی	ملک دین محمد لاہور	-
۱۲۸	گلستان	"	فاروقی کتب خانہ ملتان	-

رسائل و جرائد

۱ -	نورِ اسلام	شرق پور شریف	مجدد الف ثانی نمبر تین جلد	۱۹۸۸ء
۲ -	سیارہ ڈائجسٹ	لاہور	قرآن نمبر "	اپریل ۱۹۷۰ء
۳ -	سیارہ ڈائجسٹ	"	رسول نمبر دو جلد	نومبر ۱۹۷۳ء
۴ -	سیارہ ڈائجسٹ	"	چودہ صدیاں نمبر	فروری مارچ ۱۹۸۱ء
۵ -	ضیائے حرم	بھیرہ	خطیب الاسلام سید فیض الحسن نمبر	اپریل مئی ۱۹۸۴ء
۶ -	آستانہ	دہلی		دسمبر ۱۹۶۰ء
۷ -	آئینہ	لاہور		نومبر ۱۹۶۷ء
۸ -	آئینہ	"	اپریل مئی جون جولائی اگست ستمبر اکتوبر ۱۹۶۸ء	
۹ -	آئینہ	"	جولائی، اگست، ستمبر، اپریل ۱۹۶۹ء	
۱۰ -	روزنامہ جنگ	"	۱۳، مارچ ۱۹۸۵ء	
۱۱ -	روزنامہ جنگ	"	۲۶، مارچ ۱۹۸۹ء	
۱۲ -	روزنامہ نوائے وقت	"	۲۸، مارچ ۱۹۸۵ء	